FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

دیدہ زیب اور خوبصورت کُتب کا واحد مرکز

تزئین واہتمام

نذیر محمد، طاہر نذیر

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب :	عشق کا شین (حصہ پنجم)
مصنف :	علیم الحق حقی
سن اشاعت:	اگست 2012ء
اہتمام :	محمد نذیر، طاہر نذیر
کمپوزنگ :	عاصم شہزاد 0306-4171117
مطبع :	ریاض شہباز پرنٹرز، لاہور
قیمت :	-/600 روپے

"بیگم صاحبہ.....؟" نوریز نے بہ مشکل کہا۔

ڈاکٹر نے سر ہلا دیا۔

"ہاں.....! مجھے افسوس ہے......!"

وہ وہ ہو گیا جو نہیں ہونا چاہئے تھا۔" نوریز نے سوچا۔

"اب میں صاحب کو کیا جواب دوں گا.....؟ لیکن نہیں..... ! ایک اُمید تو ابھی تھی۔" اس نے دیکھا۔ ڈاکٹر جا رہا تھا۔ اس نے اسے پکارا۔

"ایک منٹ..... ! ڈاکٹر صاحب.....!" اور وہ ڈاکٹر کی طرف لپکا۔

ڈاکٹر رک گیا اور پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔

"بچہ تو خیریت سے ہے ڈاکٹر صاحب.....!"

ڈاکٹر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کون سا بچہ.....؟"

"بیگم صاحبہ ماں بننے والی تھیں نا.....؟"

اب کے ڈاکٹر نے اسے یوں دیکھا جیسے وہ اسے پاگل سمجھ رہا ہو۔

"یہ تم سے کس نے کہا.....؟ ماں بننے کا تو سوال ہی نہیں تھا۔ بہت پے چیدہ کیس تھا ان کا..... السر پھٹ گیا تھا اور ساتھ ہی آنتوں کا بھی سنگین مسئلہ تھا۔"

Famous Urdu Novels
Free pdf Library

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"لیکن ڈاکٹر صاحب ......!"

"پندرہ بیس منٹ میں لاش تمہیں مل جائے گی۔ پھر تم اسے لے جا سکتے ہو۔" ڈاکٹر نے خشک لہجے میں اس کی بات کاٹ دی اور آگے بڑھ گیا۔

نوریز کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔

"بچہ کہاں گیا ......؟" وہ ڈاکٹر کو پھر پکارتا لیکن اس لمحے اسے وحشت زدہ رشیدہ اپنی طرف لپکتی نظر آئی۔ وہ ڈوبتے کے لئے تنکے کا سہارا تھی۔ وہی اس مسئلے کو حل کر سکتی تھی۔

رشیدہ اس تک پہنچتے پہنچتے ہانپ گئی تھی۔

"جلدی کرو..... میرے ساتھ چلو......!" اس نے نوریز کا ہاتھ تھام کر اسے تقریباً گھسیٹا۔

"بی بی صاحبہ کا آپریشن ہونا ہے۔ تمہیں کاغذ پر دستخط کرنے ہیں۔"

"میری بات تو سنو......!"

"جلدی کرو...... کہیں دیر نہ ہو جائے۔" رشیدہ ہذیانی انداز میں اسے کھینچ رہی تھی۔

"بی بی صاحبہ خطرے میں ہیں۔"

"تو کیا یہ بھی ہوگا ......؟" نوریز دہل گیا۔

"اے اللہ ...... رحم فرما......!" اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا دماغ ماؤف ہو رہا ہے۔ اب وہ اس کے سوا کچھ بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ

"بیگم صاحبہ کی طرح خدانخواستہ......؟"

وہ بچے کی طرح رشیدہ کے ساتھ چلنے لگا۔

رشیدہ کو اس کی کیفیت کا اندازہ ہو گیا۔ اسے ڈر لگا کہ کہیں وہ گڑبڑ نہ کر دے۔ اس نے نوریز کو روک دیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

"یاد رکھنا کہ تم بی بی صاحبہ کے بھائی ہو۔ اس کے بغیر تم دستخط نہیں کر سکتے اور تم دستخط نہیں کرو گے تو وہ ان کا آپریشن نہیں کریں گے۔"

نوریز نے دھیرے سے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

لیکن اس کی آنکھوں کا خالی پن رشیدہ کو اب بھی پریشان کر رہا تھا۔

"میری بات سمجھ آئی ہے تمہیں ......؟"

نوریز نے پھر سر ہلایا۔

"مجھے بتاؤ کہ کیا سمجھے ہو ......؟"

"میں بی بی کا بھائی ہوں۔"

"ٹھیک ہے..... ! چلو ...!"

رسمی کارروائی پوری ہوتے ہی نوریز نے رشیدہ سے کہا۔

"میرے ساتھ چلو ...!"

"بی بی صاحبہ کو اس حال میں چھوڑ کر......"

"اپنی بیٹی کو یہاں چھوڑ دو...... بہت ضروری بات ہے۔"

"ایسے کیسے چھوڑ دوں بی بی صاحبہ کو......؟"

"میری بات سنو...... ! بیگم صاحبہ کا انتقال ہو گیا..."

رشیدہ سن ہو کر رہ گئی۔ اسے حیرت ہوئی کہ اسے اب تک بیگم صاحبہ کا خیال کیوں نہیں آیا ......؟

وہ خاموشی سے نوریز کے ساتھ چل دی۔

وہ ہال میں آئے جہاں اکا دکا لوگ ہی موجود تھے۔ وہ ایک بینچ پر بیٹھ گئے۔

"اب کیا ہوگا ......؟" رشیدہ کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"پتا نہیں ...... ! جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ پر ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ بیگم صاحبہ تو ماں بننے والی تھیں نا ......؟"

رشیدہ خاموش رہی۔ صورتِ حال ایسی بدلی تھی کہ اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

"میں نے ڈاکٹر سے پوچھا تو اس نے مجھے ایسے دیکھا جیسے میں پاگل ہوں اور اس نے کہا کہ ایسا کچھ نہیں تھا۔"

اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ اب تو ہر پردہ اٹھنا تھا۔

"ڈاکٹر نے ٹھیک کہا ......!" رشیدہ نے آہستہ سے کہا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"تو پھر جھوٹ کیوں۔۔۔"

"میں تمہیں پھر بتاؤں گی۔۔۔ ابھی وقت نہیں ہے۔"

"پھوپھی بی بی تو ٹھیک ہو جائیں گی نا۔۔۔؟"

"دعا کرو اللہ سے۔۔۔!"

"انہیں ہوا کیا ہے۔۔۔؟"

رشیدہ نے گہری سانس لی۔ بات تو اب کھل ہی گئی تھی۔

"بچہ تو بی بی صاحبہ کے ہاں ہونا ہے۔۔۔!"

نوریز کے لئے وہ بہت بڑا جھٹکا تھا۔ لیکن اس وقت دوسری الجھنیں [illegible] تھیں۔

"اب میں چلوں۔۔۔؟" رشیدہ اٹھنے لگی۔

"ابھی بات کہاں ہوئی ہے۔۔۔؟ میں بہت پریشان ہوں۔۔۔ مجھے بتاؤ مجھے کیا کرنا ہے۔۔۔؟"

"تمہیں تو کچھ بھی نہیں کرنا۔"

"کیسی باتیں کرتی ہو۔۔۔؟ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ ابھی بیگم صاحبہ کی لاش [illegible] دے دی جائے گی۔"

"تو کیا ہوا۔۔۔؟"

نوریز نے اسے مسائل کے بارے میں بتایا۔ صاحب سے رابطہ کی کوئی صورت نہیں۔ ان کی غیر موجودگی میں تدفین۔۔۔ وہ کیا جواب دے گا صاحب کو۔

رشیدہ چکرا گئی۔ واقعی۔۔۔! یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔ وہ اسپتال سے [illegible] نہیں سکتیں۔ اکیلا نوریز کیا کرے گا اور واقعی۔۔۔ اسے تو جواب دینا ہوگا صاحب کو۔

اسے نوریز پر ترس آنے لگا۔

وہ دیر تک سوچتی رہی۔ پھر بولی۔

"صاحب کا فون نمبر تو بی بی صاحبہ سے ہی ملے گا اور وہ ابھی ہوش میں نہیں ہیں۔ تم یہاں بات کرو کہ لاش ہسپتال کے مردہ خانے میں رہے۔۔۔ صاحب کے آنے تک۔"

بات نوریز کی سمجھ میں آ گئی۔

"اب میں چلتی ہوں۔۔۔ بی بی صاحبہ کی طرف۔۔۔ تم ان کے لئے دعا کرنا۔۔۔ اور ہاں۔۔۔ میں یہاں آ کر پوچھتی رہوں گی۔ کوئی بات ہو تو مجھے بتا دینا۔"

رشیدہ جانے لگی پھر کچھ سوچ کر پلٹی۔

"پیسوں کی فکر نہ کرنا۔ بیگم صاحب کا بیگ میرے پاس ہے۔"

❀❀❀

[illegible] نوریز کو محسن ہونے کے باوجود یہ معاملہ کچھ آسان نہیں لگ رہا تھا۔ یہ ابھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ بات کس سے کرے۔۔۔؟ یہ احساس اسے تھا کہ ڈاکٹر اس کی [illegible] کا آدمی نہیں۔ لیکن کوئی مشکل کھڑی نہ ہو جائے۔ سب سے بڑی بات [illegible] اس نوعیت کے کسی معاملے سے اس کا کبھی واسطہ نہیں پڑا تھا اور وہ خود کو اس کے لئے بہت چھوٹا اور ناتواں محسوس کر رہا تھا۔

بہرحال زبان کے معاملے میں اسے فوقیت حاصل تھی۔ وہ مقامی زبان بہت اچھی طرح بول سکتا تھا اور اس سے بہت فرق پڑتا ہے۔

[illegible] بابا جی سے بات کی۔ جب سے وہ یہاں آیا تھا، اسے دیکھ رہا تھا۔ [illegible] بہت خوش اخلاق تھا۔ کئی بار وہ اسے دیکھ کر مسکرایا بھی تھا۔ [illegible] پریشانی میں اس کا جواب مسکراہٹ سے نہیں دے سکا تھا۔

بابا جی نے اس کی بات سنتے ہی کہا۔

"یہاں مردہ خانے میں صرف پولیس کیس رکھے جاتے ہیں۔۔۔ ابھی کوشش کرو گے تو بات پولیس تک ضرور پہنچے گی۔ معاملہ الجھ جائے گا۔ تم پریشانی میں پڑ جاؤ گے۔"

"مگر میں کوئی مجرم تو نہیں ہوں۔ پھر بیگم صاحبہ کا انتقال تو آپریشن کے دوران ہوا ہے۔ وہ بیمار تھیں۔"

"میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں۔ پر پولیس کا تو اپنا انداز ہے۔ جب انہیں پتا چلے گا کہ مرنے والی کے لواحقین میں سے کوئی یہاں نہیں ہے تو مسئلہ کھڑا ہو جائے گا۔ بہت لمبا چکر بھی بن سکتا ہے۔"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"تو پھر میں کیا کروں ...؟" نوریز نے بے بسی سے کہا۔
"میری مانو تو چپ چاپ دفنا دو اپنی بیگم صاحبہ کو۔"
"صاحب کو کیا جواب دوں گا...؟" نوریز کی آواز بھرا گئی۔
وارڈ بوائے چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر بولا۔
"کوئی بڑا فوجی افسر کہے تو بات بن سکتی ہے۔"
نوریز کے ذہن میں کچھ کلبلایا۔ مگر پریشانی کی وجہ سے وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ لیکن بالآخر اسے یاد آ گیا۔ ان کے بنگلے کی قطار میں تیسرے بنگلے میں بریگیڈیئر ظہیر رہتے تھے۔ اس کے ڈرائیور سے اس کی بڑی دوستی تھی۔
"ہاں... ! یہ کام تو ہو سکتا ہے۔" اس نے کہا۔
"مگر ابھی وہ لاش میرے حوالے کر دیں گے تو مجھے لے جانا ہوگا۔"
"بس... تو تم ابھی یہاں سے نکل جاؤ... میں کہہ دوں گا کہ تم اپنے صاحب سے بات کرنے کے لئے گئے ہو۔ پھر وہ تھوڑی دیر کے لئے لاش مردہ خانے میں رکھ دیں گے۔ تم اتنی دیر میں بات کر لو۔"
"بہت شکریہ یارا... !"
"او... ! کوئی بات نہیں سنگی... ! میں تمہاری پریشانی سمجھتا ہوں۔ بس تمہارا کام ہو جائے۔"
نوریز تیزی سے اسپتال سے نکل آیا۔ صبح ہو گئی تھی۔ وہ باہر نکلا تو فجر کی اذان ہو رہی تھی۔ اس نے سوچا مسجد میں ارشاد سے ملاقات ہو جائے گی۔
اسے نکلے ہوئے دو منٹ ہوئے ہوں گے کہ نور بانو کی لاش باہر لائی گئی۔
نماز کے بعد وہ ارشاد سے ملا اور اسے اپنا مسئلہ بتایا۔
"میں تو اتنی لمبی بات نہیں کر سکتا۔" ارشاد نے کہا۔
"صاحب ابھی چھ بجے واک کے لئے نکلیں گے۔ تمہیں ان سے ملوا دوں گا۔ تم خود بات کر لینا۔"
نوریز کے لئے یہ بھی بہت تھا۔ اس کام کے لئے تو وہ کسی سے بھی بات کر سکتا تھا۔ وہ ارشاد کے ساتھ بریگیڈیئر صاحب کے بنگلے کی طرف چلا آیا۔

ٹھیک چھ بجے بریگیڈیئر صاحب باہر آئے تو ارشاد نے نوریز کو ان کے سامنے کھڑا کر دیا۔
بریگیڈیئر صاحب کے لئے اس کی صورت اجنبی نہیں تھی۔ بارہا انہوں نے اسے ارشاد کے ساتھ دیکھا تھا۔
"ہاں بھئی... ! کہو کیا بات ہے...؟" انہوں نے چھڑی لگاتے ہوئے بے حد نرم لہجے میں کہا۔
نوریز ڈر رہا تھا۔ لیکن ان کی نرمی اور شفقت نے اس کا ڈر دور کر دیا۔
"سر جی... ! یہ اس طرف تیسرا بنگلہ میرے صاحب کا ہے۔" اس نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"کبھی دیکھا نہیں تمہارے صاحب کو...؟"
"وہ یہاں کبھی آئے ہی نہیں... !"
"عجیب سی بات ہے... کرتے کیا ہیں...؟"
"سرکاری افسر ہیں سر جی... !" نوریز کے لہجے میں فخر تھا۔
"پہلے لاہور میں تھے... اب کراچی ہوتے ہیں۔"
"خیر... ! مسئلہ کیا ہے...؟"
نوریز نے مسئلہ بیان کیا۔
"تم نے اپنے صاحب کو فون نہیں کیا...؟" بریگیڈیئر صاحب بولے۔
"ان کا فون نمبر نہیں ہے میرے پاس... اور بڑی بیگم صاحبہ..." نوریز کی آواز لرز گئی۔ اس سے جملہ پورا نہیں کیا گیا۔
بریگیڈیئر صاحب بڑے غور سے اسے دیکھ رہے تھے۔
"تو چھوٹی بیگم صاحبہ کے پاس تو ہوگا ان کا نمبر...؟"
نوریز کو حیرت ہوئی کہ انہیں چھوٹی بی بی کے بارے میں کیسے معلوم ہوا...؟
"وہ تو خود اسپتال میں ہیں۔ آپریشن ہو رہا ہے ان کا... وہ ہوش میں آئیں گی تو صاحب کا نمبر مل سکے گا۔"
"چھوٹی بیگم صاحبہ کو کیا ہوا ہے...؟"

"وہ ماں بننے والی ہیں سر جی ...!"

"اوہ ...!" بریگیڈیئر صاحب سوچ میں پڑ گئے۔

"سر جی ... ! خدا کے لئے میری مدد کریں۔ میں خود تو بڑی بیگم صاحب [illegible] نہیں سکتا۔ صاحب جی کو کیا جواب دوں گا میں ...؟" یہ کہتے کہتے نوریز کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

"غلطی تو تمہارے صاحب کی ہی ہے۔ دونوں بیویوں کو یہاں چھوڑ کر بے فکری سے کراچی میں بیٹھے ہیں۔"

عبدالحق کی برائی سننا نوریز کو اچھا نہیں لگا۔ لیکن اپنی ضرورت تھی اور بریگیڈیئر صاحب کی بات غلط نہیں تھی۔ وہ تو نوکر تھا۔ اس نے اب تک اس انداز سے نہیں سوچا تھا۔ مگر اب سمجھ میں آ رہا تھا۔

پھر بھی اس نے بات بنا دی۔

"کراچی میں صاحب کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی ورنہ وہ اس وقت یہاں ہوتے سر جی ...!"

"اوہ ...! یہ تو ناگہانی ہے اللہ کی طرف سے۔" بریگیڈیئر صاحب نے ہمدردانہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ یہیں رکو ... ! میں ابھی آتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ اندر چلے گئے۔

"میں تو بہت ڈر رہا تھا تمہارے صاحب سے۔" نوریز نے ارشاد سے کہا۔

"دیکھنے میں تو بہت سخت اور غصہ والے لگتے ہیں۔"

"اندر سے بہت نرم اور رحم دل ہیں۔"

"میرا کام بھی ہو جائے گا ...؟" نوریز کو اب بھی یقین نہیں تھا۔

"سمجھو کہ کام ہو گیا ...!"

اتنی دیر میں بریگیڈیئر صاحب باہر آ گئے۔ انہوں نے ایک کارڈ نوریز کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں نے فون کر دیا ہے سی ایم او کو۔ تم جا کر ان سے ملو۔ اقبال نام ہے ان کا۔ یہ کارڈ انہیں دے دینا۔ کام ہو جائے گا۔"

"بہت شکریہ سر جی ... آپ کا احسان عمر بھر نہیں بھولوں گا۔" نوریز ان کے آگے جھک گیا۔

"ارے ... کچھ نہیں ... آدمی آدمی کے کام آتا ہے۔" بریگیڈیئر صاحب نے کہا۔ پھر اس کی پیٹھ تھپکی۔

"مجھے وفادار لوگ بہت اچھے لگتے ہیں۔" یہ کہہ کر وہ گیٹ کی طرف چل دیے۔

❀❀❀

نوریز اسپتال چلا گیا۔ جس وارڈ بوائے سے اس کی بات ہوئی تھی وہ ڈیوٹی [illegible] کر کے جا چکا تھا۔ اس نے ایک اور وارڈ بوائے کو روک کر اس سے سی ایم او صاحب کے بارے میں پوچھا۔

"وہ ہے صاحب کا دفتر ...!" وارڈ بوائے نے اشارے سے بتایا۔ پھر [illegible] بجے آتے ہیں۔"

[illegible] دیکھتے ہیں ابھی دیر تھی۔ نوریز کو ڈر تھا کہ اس وقت تک اگر یہاں کسی نے [illegible] بیگم صاحبہ کی لاش اس کے حوالے کر دی تو وہ کچھ بھی نہیں کر سکے گا۔ بریگیڈیئر صاحب کی سفارش بھی کام نہیں آئے گی۔

اس نے ارادہ کیا کہ وہاں سے کھسک لے۔ مگر اسی لمحے رشیدہ نے اسے پکارا۔ وہ اس کی طرف آنے لگی۔

اچانک ساتھ کھڑے ہوئے وارڈ بوائے نے حیرت بھری سرگوشی میں اس سے کہا۔

"کمال ہے ... صاحب اور اتنی صبح کو ...!"

نوریز نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ سوٹ پہنے ہوئے سی ایم او صاحب اس کے پاس سے گزرے اور اس کمرے کی طرف جانے لگے جو وارڈ بوائے نے بتایا تھا کہ سی ایم او کا کمرہ ہے۔

"خوش قسمتی ہے تمہاری ... ورنہ صاحب اتنے سویرے کبھی آتے نہیں۔"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

وارڈبوائے نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

اتنی دیر میں رشیدہ اس کے پاس پہنچ گئی تھی۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔ لیکن نوریز نے اسے روک دیا۔

"میں ابھی تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔ سب سے بڑا مسئلہ حل کرلوں۔ اللہ نے مہربانی کردی ہے۔"

رشیدہ نے تجسس سے اسے دیکھا۔ وہ کسی وضاحت کی اُمید کررہی تھی اور بھی کچھ کہنے کے لئے بے تاب تھی۔

"تم انتظار کرو..... میں ابھی آتا ہوں۔" نوریز نے کہا اور سی ایم او صاحب کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ رشیدہ وہیں کھڑی اسے دیکھتی رہی۔

نوریز نے دروازے پر دستک دی۔ اجازت ملنے پر وہ دروازہ کھول کر چلا گیا۔ اس نے بریگیڈیئر صاحب کا کارڈ سی ایم او صاحب کی طرف بڑھایا۔

"یہ سر.....!"

سی ایم او نے کارڈ لیا اور میز پر رکھ دیا۔

"تمہاری ہی وجہ سے میں اتنے سویرے آیا ہوں۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بریگیڈیئر صاحب کا حکم تو میں ٹال نہیں سکتا تھا۔ اچھا..... نام بتاؤ مجھے۔"

"نوریز..... سر.....!"

"میں تمہارا نہیں..... مرحومہ کا نام پوچھ رہا ہوں۔"

نوریز کو نور بانو کا نام معلوم تھا۔ لیکن کبھی زبان پر نہیں لایا تھا۔ اس نے جھجکتے ہوئے نام بتایا۔

سی ایم او نے ریسیور اٹھا کر ایک نمبر ملایا۔ رابطہ ملنے پر وہ بولے۔

"مردہ خانے میں ایک ڈیڈ باڈی ہے..... نور بانو نام.....؟"

پھر وہ دوسری طرف کی بات سنتے رہے، جو خاصی تفصیلی تھی۔

"اسے یہیں رکھنا ہے..... مرحومہ کے شوہر کے آنے تک..... فی الوقت اس کا وارث یہ نوریز ہے۔ میں اسے تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔" انہوں نے ریسیور رکھا

اور نوریز کی طرف مڑے۔

"تم ریکارڈ روم میں جاؤ..... کمرہ نمبر 24..... وہاں ثقلین ہے۔ جا کر اس سے ملو اور بے فکر ہو جاؤ۔ تمہارا کام ہو گیا۔"

"شکریہ سر.....!"

نوریز باہر نکلا اور پوچھتا پوچھتا ریکارڈ روم میں گیا۔ رشیدہ اب بھی وہیں کھڑی تھی۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید رکنے کو کہا۔

ریکارڈ روم میں ثقلین اسے دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا۔

"آپ نوریز صاحب ہیں نا سر.....؟"

زندگی میں پہلی بار کسی نے نوریز کو اس طرح مخاطب کیا تھا۔ وہ گڑبڑا گیا۔

"جی سر.....!"

ثقلین نے ایک فارم اس کی طرف بڑھایا۔

"میں نے کارروائی مکمل کر دی ہے۔ نمبر 17 ہے۔ جب بھی باڈی لینی ہو، یہ فارم لے آئیے گا۔"

"شکریہ سر.....!" نوریز نے کہا اور فارم لے کر جلدی سے کمرے سے نکل گیا۔ وہ دل میں خدا کا شکر ادا کر رہا تھا کہ اسے مدت کا پابند نہیں کیا گیا۔ ورنہ مسئلہ ہو جاتا۔

"کون جانے صاحب کب آئیں.....؟"

باہر نکلتے ہوئے اتنی دیر کے بعد پہلی بار اسے چھوٹی بی بی کا خیال آیا۔

"اللہ کرے وہ خیریت سے ہوں۔" اس کے دل سے دُعا نکلی۔

❀❀❀

رشیدہ گائنی کے آپریشن روم کے باہر کھڑی تھی۔ وہ بی بی صاحب کے لئے سراپا دُعا تھی۔

دروازہ کھلا اور ڈاکٹر باہر آئی۔ اس کے انداز میں تھکن تھی۔ لیکن ہونٹوں پر مسکراہٹ۔

"مبارک ہو.....!" اس نے کہا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"بیٹا ہوا ہے......!"

"اللہ کا شکر ہے......!" اس نے دل کی گہرائی سے کہا۔

"بچہ ہر طرح سے صحت مند ہے۔ ذرا دیر بعد اس کے ماموں کو بلا لینا۔ بچے کے کان میں اذان دینے کے لئے۔"

"اور بی بی صاحبہ کیسی ہیں......؟" رشیدہ نے پوچھا۔

"وہ ابھی خطرے سے باہر نہیں ہیں۔"

"لیکن ــــ آپ نے کہا تھا کہ آپ پہلے زچہ کی فکر کریں گی......؟" رشیدہ کے لہجے میں ہلکی سی شکایت تھی۔

"وہی کیا ہے ہم نے ــــ اگر ذرا سی بھی دیر ہو جاتی تو بچہ مر جاتا اور تمہاری بی بی صاحبہ کے لئے خطرہ اور بڑھ جاتا۔"

"وہ ٹھیک تو ہو جائیں گی نا......؟"

"ابھی وہ خطرے سے باہر تو نہیں ہیں لیکن اللہ سے امید ہے کہ وہ بچ جائیں گی۔ خون بہت ضائع ہوا ہے۔ ہمیں ان کو خون دینا ہوگا۔ تم کاؤنٹر پر جا کر پیسے جمع کرا دو۔" یہ کہہ کر ڈاکٹر آگے بڑھ گئی۔

ارجمند کی پریشانی میں رشیدہ بچے کی خوشی بھی بھول گئی۔ وہ کاؤنٹر کی طرف گئی۔ اسی وقت اسے اذان کی آواز سنائی دی۔

"خوش نصیب بچہ ہے۔" اس نے دل میں سوچا۔

اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ نوریز اسے کہیں نظر نہیں آیا۔ وہ سمجھ گئی کہ وہ اس وقت دوسری فکر میں لگا ہوگا۔

کاؤنٹر پر اس نے بی بی صاحبہ کا نام بتایا۔ کلرک نے کہا کہ تین ہزار روپے جمع کرانے ہیں۔ اس نے بیگم صاحبہ کا بیگ کھول کر نوٹ نکالے اور گنے۔ وہ 2200 روپے تھے۔ ایک لمحاتی فکرمندی کے بعد اسے اپنے پیسے یاد آئے۔ اس نے دوپٹے کا پلو کھول کر نوٹ نکالے اور تین ہزار کی رقم پوری کر کے کلرک کی طرف بڑھا دی۔

کلرک نے رسید اسے دی۔ وہ اس نے بیگم صاحبہ کے بیگ میں ڈال دی۔ اس پر وہ پریشان تھی۔ اس کے پاس صرف دو سو بیس روپے تھے۔ اس نے

نوریز سے کہا تھا کہ پیسوں کی طرف سے فکر نہ کرے۔ اب اگر وہاں ضرورت پڑی تو کیا ہوگا......؟

اس نے جا کر آیا کو جھنجھوڑ ڈالا۔

"کب تک سوتی رہے گی......؟ صبح ہو گئی ہے......اُٹھ جا......!"

آیا اٹھ گئی اور منہ دھونے کے لئے کمرے کے ساتھ والے غسل خانے میں چلی گئی۔

اسی وقت ارجمند کو کمرے میں لایا گیا اور اسٹریچر سے بیڈ پر منتقل کیا گیا۔ اس کے چہرے کی پیلاہٹ اور سانسوں کی ناہمواری دیکھ کر وہ اور پریشان ہو گئی۔

"اللہ......! بی بی صاحبہ کو زندگی دے۔" وہ دل میں گڑگڑائی۔

ڈاکٹر کی نگرانی میں ارجمند کو آکسیجن اور خون کی بوتل لگائی گئی۔ ڈاکٹر نے جاتے ہوئے رشیدہ کے پریشان چہرے کو دیکھا تو اس کے پاس رک گئی۔

"گھبراؤ مت......! اللہ سے دعا کرو۔ ٹھیک ہو جائیں گی یہ......!" پھر وہ باہر چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد نرس بچے کو لے کر آئی۔

"یہ لو......تمہاری مالکن کا بیٹا......!"

رشیدہ نے بے ساختہ ہاتھ پھیلائے۔

"ایسے نہیں......پہلے انعام تو دو ہم سب کو......!" اس نے دوسری نرس اور صفائی کرنے والی عورت کی طرف اشارہ کیا۔

رشیدہ نے بے تامل دوپٹے کا پلو کھولا اور سو روپے کا نوٹ اس کی طرف بڑھایا۔

"یہ تو تمہارا انعام......!"

"یہ سب......!" نرس کو یقین نہیں آ رہا تھا۔

"ہاں......! رکھ لو......!"

نرس نے تولیے میں لپٹا ہوا ڈھلا ڈھلایا بچہ اس کی طرف بڑھایا۔ رشیدہ نے اس کا چہرہ دیکھا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

زچگی کراتے ہوئے اس کی عمر گزری تھی۔ مگر اتنا خوب صورت بچہ اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ گلابی رنگت، ترشا ہوا ناک نقشہ، بڑی بڑی آنکھیں اور کشادہ روشن پیشانی۔ وہ تو ہو بہو بی بی صاحب جیسا تھا۔

"اچھا ہوا بیگم صاحب چلی گئیں۔ جس جھوٹ کے لئے انہوں نے اتنا بڑا جال بچھایا تھا، وہ تو اس بچے کی پہلی جھلک دیکھ کر ہی کھل جاتا..... لیکن نہیں......! وہ اس کے لئے بھی کوئی ترکیب کر لیتیں۔ وہ اس میں بھی اپنی بڑائی اور بھلائی کا کوئی پہلو نکال لیتیں۔"

"مرنے والوں کے بارے میں ایسے نہیں سوچتے۔" اس کے اندر سے کسی نے اسے ٹوکا۔ وہ جھرجھری لے کر رہ گئی۔

اس نے بچے کی پیشانی چومی اور بڑی نرمی سے اسے بیڈ کے برابر رکھے پنگھوڑے میں لٹا دیا۔ بچے کے لئے شہد اور گھٹی کی ذمہ داری بھی اسے پوری کرنی ہوگی۔ اس نے سوچا مگر پہلے تو اذان کی فکر ہے۔

وہ پھر لابی میں گئی۔ مگر نوریز اب بھی وہاں نہیں تھا۔ اس نے ایک لمحے کو سوچا کہ کسی سے بھی کہہ دے بچے کے کان میں اذان دینے کے لئے۔ مگر فوراً ہی اس نے اس خیال کو جھٹک دیا۔ اس بچے کے کان میں کسی ایرے غیرے سے تو اذان نہیں دلوائی جا سکتی۔

وہ وہیں بیٹھ گئی اور ان واقعات کے بارے میں سوچنے لگی۔

"کیسی عجیب بات ہے.....؟ کتنے پیسے والے لوگ ہیں یہ۔ بھرا پرا خاندان ہے مگر یہاں پردیس میں ہیں اور اس حال میں کہ کوئی پوچھنے والا بھی نہیں۔ بیگم صاحب اللہ کو پیاری ہو گئیں اور کوئی انہیں رونے والا بھی نہیں.... اور یہ کیسی موت ہے کہ جس آرزو کے لئے انہوں نے اتنے بڑے جھوٹ گھڑے.....؟ وہ آرزو بھی پوری نہیں ہوئی۔"

وہ تھرا کر رہ گئی۔

"یہ ہے جھوٹ کا انجام....! اور یہ تو دنیا ہے..... اللہ کے ہاں کی اللہ جانے.....!"

"مگر اس میں بی بی صاحب کا کیا دوش تھا کہ وہ یہاں اس حال میں، بے یار و مددگار پڑی ہیں.... ایسے میں تو ان کے شوہر کو ان کی محبت کرنے والی ساس کو اور تمام لوگوں کو یہاں ہونا چاہئے تھا۔ ان کے ذمہ داری کے کاغذ پر ان کے شوہر کو دستخط کرنے چاہئیں تھے۔ مگر وہ دستخط ان کے نوکر نے ان کا بھائی بن کر کئے۔ کیسا اندھیر [illegible]"

[illegible]

"اور یہ ننھا بچہ.....! کتنے لوگ اس کے لئے دعائیں کرتے ہوں گے۔ اس کا انتظار کرتے ہوں گے اور یہ آیا ہے تو اس کے کان میں اذان دینے والا کوئی نہیں۔ اس کے باپ کو کیا ارمان ہوگا اس کے کان میں اذان دینے کا..... اس کی دادی نے دعا کی ہوگی کہ وہ اسے گھٹی دے گی..... اسے شہد چٹائے گی۔ لیکن وہ سب بے خبر ہیں کہ [illegible] آ چکا ہے۔ اس کے سارے کام نوکروں کو کرنے ہیں۔"

"[illegible] اللہ کی مرضی.....؟" اس نے سر اٹھا کر چھت کو دیکھا اور بڑی اداسی سے [illegible]

پھر اسے خیال آیا۔ وہ تو سراسر نقصان میں تھی۔ اس کا تو یہ سارا وقت ہی بے کار ہوا۔ بیگم صاحب مر گئیں تو سب کچھ ختم..... جس کا راز تھا، وہ نہیں رہا..... اور راز بھی راز نہیں رہا تو راز داری کا انعام کیسا.....؟ اور بی بی صاحب نے تو بہت پہلے اسے بتا دیا تھا کہ اس کا جو معاملہ بھی بیگم صاحب کے ساتھ ہے، اس سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ وہ جھوٹ بولنا پسند نہیں کرتیں اور سچ بولنے سے ذرتی بھی نہیں۔ پھر اب تو انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا۔

"ہاں.....! بچے کی..... اور پہلے بچے کی خوشی بہت بڑی ہوتی ہے۔ اس کا تو انعام ہوتا ہے۔ لیکن موت کے گھر میں خوشی کتنی ہی بڑی ہو..... انعام کا خیال تو کسی کو نہیں آتا.....؟"

"کوئی امکان نہیں.....!"

پھر اسے خیال آیا کہ وہ تو اپنی جمع پونجی بھی لٹا چکی ہے۔ وہ تو دونوں ہاتھ خالی لے کر ہی اس گھر سے نکلے گی۔ اس کی خدمت کو تو کوئی سراہنے والا بھی نہیں..... اور اگر وہ

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کہے گی بھی کہ اس نے اپنے پیسے بھی خرچ کر دیئے ہیں تو کون یقین کرے گا... ؟ بے شک پیسے تو شاید وہ اسے دے دیں۔ لیکن یہی سمجھیں گے کہ پیسے کے لئے اس نے جھوٹ بولا ہے۔

''نہیں... !'' اس نے فیصلہ کیا۔

''میں یہ بات کسی سے کہوں گی ہی نہیں... !'' اس پر اسے خود بھی حیرت ہوئی۔ پیسے کے معاملے میں وہ عزت اور ذلت کی پرواہ بھی نہیں کرتی تھی۔ پیسہ تو اس کی ضرورت تھی۔ اس کے لئے وہ خود کو اور اپنے بچوں کو بیچنے کے سوا کچھ بھی کر سکتی اور یہ تو اس کا اپنا پیسہ تھا۔ جائز اور حق حلال کا۔ پھر یہ بے پرواہی... یہ تو کیسی... ؟

ایک لمحے کو اس کا وجود نقصان کے احساس سے بھر گیا۔

''اتنا وقت بے کار ہوا۔ ہاتھ کچھ بھی نہیں آیا۔ اپنی زمین چھڑوانے کا خواب بھی دھرا رہ گیا۔'' لیکن بس وہ ایک لمحے کی بات تھی۔ اگلے ہی لمحے اس کا سارا... ڈھل گیا۔ اندر سکون سا بھر گیا۔

''کوئی بات نہیں... ! میں تو بس اللہ سے مانگوں گی۔ وہی تو ہے جو سب کچھ دے سکتا ہے۔''

وہ بے فکر، بے غم ہو گئی۔ مگر اسے حیرت ہوئی۔ اتنے تھوڑے سے عرصے میں وہ اتنا بدل گئی ہے... کیسے... ؟ جواب سامنے ہی تھا۔ وہ بی بی صاحبہ سے بہت متاثر ہوئی ہے۔ ان کی باتوں سے اس نے بہت کچھ سیکھا ہے۔

ایک وارڈ بوائے کی آواز نے اسے چونکا دیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ نوریز اب بھی نظر نہیں آیا۔ وہ بی بی صاحبہ کے کمرے کی طرف لپکی۔

بی بی صاحبہ کے چہرے کی پیلاہٹ کم ہوئی تھی۔ اسے کچھ اطمینان سا ہوا۔ پھر بی بی صاحبہ کی پلکیں لرزیں۔ آنکھیں تھوڑی سی کھلیں اور ہونٹ لرزے۔ آواز بہت کمزور تھی۔ اس نے کان قریب لے جا کر سنا۔

وہ آپی... آپی پکار رہی تھیں۔ ان کی آنکھوں میں خالی پن تھا۔

پہلی بار اس کی آنکھوں میں آنسو آئے۔ بیگم صاحبہ کے لئے نہیں، بی بی صاحبہ...

کے لئے... اس سال میں جو انہیں بیگم صاحب کا خیال تھا۔

''بہت ٹھیک ہے بی بی صاحبہ... ! آپ کے ہاں بیٹا ہوا ہے... !'' اس نے دل... بیٹے والے... انداز میں کہا۔

لیکن بی بی صاحبہ کی آنکھیں مند گئیں۔ انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں تھا۔ وہ ہوش میں ہی کب تھیں۔

... بچے کی طرف گئی۔ اس کی آنکھیں بھی بند تھیں۔ اور وہ اپنا انگوٹھا چوس رہا تھا۔

''کیسا صابر بچہ ہے۔'' اس نے تڑپ کر سوچا۔

''اللہ... ! میں اس کو افطار کیسے کراؤں... ؟''

آپیا اب جاگی ہوئی تھی۔ وہ اسے وہیں رہنے کا کہہ کر پھر باہر نکل آئی۔

اس بار نوریز اسے نظر آ گیا۔ وہ ایک وارڈ بوائے کے ساتھ کھڑا تھا۔

''نوریز... نوریز... !'' رشیدہ نے اسے پکارا۔

❀❀❀

''ہاں... آپ کہو... ! کیا بات ہے... ؟'' نوریز نے رشیدہ سے کہا۔

''خوش خبری ہے... !'' رشیدہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بی بی صاحبہ کو بیٹا ہوا ہے... !''

''اللہ کا شکر ہے... !'' نوریز نے کہا۔ پھر جلدی سے بولا۔

''چھوٹی بی بی تو خیریت سے ہیں نا... ؟''

''ہاں... ! مگر ابھی ہوش میں نہیں ہیں۔''

''وہ ٹھیک تو ہو جائیں گی نا... ؟''

''اللہ سے دُعا کرو... ! ابھی خطرہ ٹلا نہیں ہے۔''

نوریز پریشان نظر آنے لگا۔

''اچھا... ! اب میرے ساتھ چلو... !''

''کہاں... ؟''

''کمرے میں بی بی صاحبہ کے... ''

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"نوکروں کے وارڈ میں میں ۔۔۔؟" نوریز گڑبڑا گیا۔

"نہیں ۔۔۔! ہمارا الگ کمرہ ہے۔ وہاں کسی کو نہیں روکا جاتا۔"

"پر میں کیوں ۔۔۔ میرا وہاں کیا کام ۔۔۔؟"

"بچے کے کان میں اذان دینی ہے۔ تاکہ میں اسے افطار کراؤں۔"

"میں اذان دوں گا ۔۔۔؟"

رشیدہ نے تشویش سے اسے دیکھا۔

"تمہیں اذان دینی نہیں آتی ۔۔۔؟"

"اے دماغ ٹھیک ہے تمہارا ۔۔۔؟" نوریز برہم ہو گیا۔

"اپنے گاؤں کی مسجد میں میں ہی اذان دیتا تھا۔"

"تو پھر پریشان کیوں ہوئے تھے ۔۔۔؟"

"میں ۔۔۔۔ اور صاحب کے بچے کے کان میں اذان ۔۔۔؟"

"یہاں اور کون ہے ۔۔۔؟" رشیدہ نے کہا اور پھر مسکرائی۔

"اور تم تو اس کے ماما جی ہو۔"

نوریز نے الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"تم نے بی بی صاحبہ کا بھائی بن کر ذمہ داری کے کاغذ پر دستخط کئے تھے نا ۔۔۔؟ تو تم اس کے ماما نہیں ہو ۔۔۔؟"

نوریز کی مسکراہٹ اس کی آنکھوں تک محدود رہی۔ وہ رشیدہ کے ساتھ چل دیا۔

❁❁❁

عبدالحق مطمئن تھا کہ اس نے درست فیصلہ کیا ہے۔ حج پر جانے والوں کے نام بھجوا دیئے گئے تھے۔ لیکن وہ ایبٹ آباد کی طرف سے فکرمند تھا۔ فون پر نور بانو کی آواز اور اس کا لہجہ نارمل نہیں لگ رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ اذیت میں ہے اور اسے چھپانے کی کوشش کر رہی ہے۔ اور اس نے ارجمند سے بھی اس کی بات نہیں کرائی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ ارجمند کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور وہ سو رہی ہے۔

عبدالحق کے لئے وہ فون کال خلش بن گئی۔ وہ جتنا غور کرتا، اس کی پریشانی

بڑھ جاتی۔ اسے یقین نہیں تھا کہ اس وقت ارجمند سو رہی ہوگی۔ وہ ایسا وقت نہیں تھا لیکن اس میں پریشانی کی کوئی بات نہیں تھی۔ وہ نور بانو کی فطرت سمجھتا تھا۔ اس کی کوشش یہی ہوتی تھی کہ ارجمند سے اس کی بات نہ ہو اور بات ہوتی بھی تو بہت مختصر۔ اس ایک دن سے سوا جب نور بانو چیک اپ کے لئے اسپتال گئی ہوئی تھی۔ اس دن اس کی ارجمند سے تفصیلی بات ہوئی تھی۔

مگر پریشانی اسے ارجمند کی طرف سے نہیں، نور بانو کی طرف سے تھی۔ بلکہ ایک خیال اسے یہ بھی آیا کہ نور بانو کی طبیعت بہت زیادہ خراب رہی ہوگی۔ آواز، لہجہ اس کی گواہی دے رہا تھا۔ ارجمند سے اس نے اس لئے بات نہیں کرائی ہوگی کہ کہیں وہ اس کی طبیعت کی خرابی کے بارے میں نہ بتا دے۔ اسے ڈر ہوگا کہ یہ سن کر وہ اس کی منت بھول کر ایبٹ آباد دوڑا آئے گا۔

اس خیال نے اسے اور پریشان کر دیا۔

"اس کا تو مطلب ہے کہ طبیعت زیادہ ہی خراب ہوگی۔"

"یہ منت والی حماقت ۔۔۔؟" وہ جھنجلا گیا۔

"کیا تک تھی بھلا اس کی ۔۔۔؟" خواہ مخواہ اس کے پیروں میں زنجیر ڈال دی۔ اب وہ یہاں بیٹھ کر پریشان ہونے کے سوا کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

دفتر سے وہ دیر سے آیا۔ کام زیادہ تھا۔ گھر آ کر اس کی بے چینی اور بڑھ گئی۔ اس نے ایبٹ آباد کا نمبر ملایا۔ دوسری طرف گھنٹی بج رہی تھی لیکن فون ریسیو نہیں کیا گیا۔

وہ بار بار کوشش کرتا رہا۔ لیکن فون ریسیو نہیں ہو سکا۔

اس کی پریشانی اور بڑھ گئی۔

ایسے میں اس کے لئے سکون کی ایک ہی صورت تھی۔ عشاء کی نماز وہ پڑھ چکا تھا۔ اس نے اٹھ کر وضو کیا اور قضائے حاجات کے لئے دو نفل پڑھ کر اللہ سے نور بانو اور ارجمند کے لئے عافیت کی دعا کی۔ پھر وہ قرآن پاک پڑھنے بیٹھ گیا۔

بارہ بجے کے قریب وہ سونے کے لئے لیٹا تو پریشانی بڑی حد تک ختم ہو چکی تھی۔ بلکہ دل میں ایک خوش امیدی جاگ گئی تھی۔

Famous Urdu Novels Free pdf Library

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"کون جانے یہ سب خوش نصیبی کا پیش خیمہ ہو......؟ نور بانو اسپتال میں اور ارجمند اس کے ساتھ...... ایسے میں فون کون ریسیو کرے گا...... کوئی گھر میں ہو گا نہیں......!"

نیند تو اسے فوراً آ گئی۔ لیکن وہ کوئی اچھی اور پرسکون نیند نہیں تھی۔

اگلے روز ہفتہ تھا۔ دن بھر وہ آفس میں سوچتا اور الجھتا رہا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ گھر جا کر پھر ایبٹ آباد فون کرے گا۔ اور اگر اس بار فون ریسیو نہیں ہوا تو منت پابندی بھول بھال کر ایبٹ آباد نکل جائے گا۔

اس نے ایئرلائن کے دفتر فون کیا۔ رات کی فلائٹ میں تو جگہ نہیں ملی البتہ صبح دس بجے کی فلائٹ میں اس نے سیٹ ریزرو کرا لی۔ سوچا کہ ضرورت نہ ہوئی تو رات کو ہی سیٹ کینسل کرا دے گا۔

الجھن اور پریشانی کی وجہ سے وہ کام پوری طرح نہیں نمٹا سکا تھا اور اُدھورا چھوڑ کر گھر جانے کا وہ قائل نہیں تھا۔ اس لئے دفتر میں زیادہ دیر تک رکنا پڑا۔

گھر پہنچ کر اس نے عشاء کی نماز پڑھی اور اللہ سے بہت دُعا کی۔ کھانا بھی ٹھیک طرح سے کھایا نہیں گیا۔ دل پریشان تھا۔ یہ خیال رہ رہ کر ستا رہا تھا کہ کچھ ہونے والا ہے۔ خاصی دیر تک تو وہ فون کے قریب جانے کی ہمت بھی نہ کر سکا۔

لیکن بالآخر اس نے ریسیور اٹھایا اور ایبٹ آباد کا نمبر ملایا۔ پچھلی رات کی طرح رات کی طرح گھنٹی بجتی رہی۔ لیکن فون ریسیو نہیں کیا گیا۔ عین اس لمحے جب وہ مایوس ہو کر فون رکھنے والا تھا کہ کال ریسیو کر لی گئی۔

چند لمحوں کے لئے تو اس کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ اسے کچھ سنائی ہی نہیں دیا۔ کچھ وہ آواز بھی بہت کمزور اور نقاہت زدہ سی تھی۔

اور وہ ارجمند کی آواز تھی۔

❀❀❀

شام کو ارجمند کو ہوش آ گیا۔ اس نے دیکھا، سامنے رشیدہ بیٹھی تھی۔

"یہ...... یہ سب کیا ہے......؟" اس نے بے حد کمزور آواز میں پوچھا۔

رشیدہ اس کے قریب چلی گئی۔

"آپ ابھی بہت کمزور ہیں بی بی صاحب...... ! بولیں نہیں......!"

"میں کہاں ہوں......؟"

"اسپتال میں......!"

"مگر...... میں تو گھر میں...... آپی کی چیخ......" ارجمند سے بولا نہیں جا رہا تھا۔ اس کی سانس بے ترتیب ہو گئی۔

"میں سب بتا دوں گی آپ کو...... آپ بولیں نہیں......!" رشیدہ نے کہا۔

ارجمند نے آہستہ سے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

"بیگم صاحبہ کی طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔ آپ نے ان کی چیخ سن کر ان کے کمرے میں آنے کی کوشش کی لیکن راستے میں ہی گر گئیں۔ خون جاری ہو گیا۔ آپ کی حالت بہت خراب تھی۔ ہم آپ کو اسپتال لے آئے۔"

"اور آپی......؟"

رشیدہ نے فیصلہ کیا کہ ابھی اسے سب کچھ بتانا مناسب نہیں۔ اس نے کہا۔

"وہ بھی اسی اسپتال میں ہیں۔ ان کا آپریشن ہوا ہے۔"

"خیریت......؟"

"ہاں بی بی صاحب...... ! سب ٹھیک ہے......!"

"اور...... بچہ......؟"

"آپ کو مبارک ہو...... بیٹا ہوا ہے......!" رشیدہ نے کہا۔ لیکن یہ کہتے ہوئے اسے احساس ہوا کہ بی بی صاحبہ کی تو سوال کرتے کرتے ہی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔ وہ اس کا جواب نہیں سن سکی تھیں۔

اس نے اطمینان کی سانس لی۔ یہ ہوش میں آنا اچھی علامت تھی۔ اب وہ خطرے سے باہر تھیں۔

رات کو آپریشن کرنے والی ڈاکٹر آئی تو اس نے اس بات کی تصدیق کر دی۔

"مبارک ہو......!" اس نے رشیدہ سے کہا۔

"اب یہ خطرے سے نکل آئی ہیں۔ کمزوری بہت ہے، وہ کھانے پینے سے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

دور ہو جائے گی۔

اتنی دیر میں ارجمند نے آنکھیں کھول دیں۔

"بیٹا مبارک ہو مسز عبدالحق......!" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ارجمند کی آنکھوں میں چمک سی ابھری۔ لیکن وہ کچھ بولی نہیں۔

ڈاکٹر نے نرس سے کہا کہ وہ ارجمند کے لئے کچھ لائے۔ نرس کو معلوم تھا کیا لانا ہے......؟ وہ ایک بڑے اور گہرے پیالے میں یخنی لے کر آئی۔ پھر اس ارجمند کے بیڈ کا سرہانہ اونچا کیا۔

"میں اٹھ کر بیٹھ......" ارجمند نے کسمساتے ہوئے کہا۔

"ہرگز نہیں......! آپ کا بہت بڑا آپریشن ہوا ہے۔ اللہ نے آپ کو زندگی دی ہے۔ تین دن تک تو آپ خود سے بیٹھنے کی کوشش بھی نہ کیجئے گا۔ [illegible] کی وجہ سے آپ کو احساس نہیں ہے۔"

ارجمند نے رشیدہ کی آنکھوں میں دیکھا۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔

رشیدہ نے اس کی بات سمجھ لی۔

"ڈاکٹر صاحبہ......! انہیں چھٹی کب ملے گی؟" اس نے ڈاکٹر سے پوچھا۔

"کم از کم تین دن انہیں یہاں اور رہنا چاہئے......!"

"لیکن ان کا گھر جانا ضروری ہے۔"

ڈاکٹر کے چہرے پر ایک لمحے کو تکدر سا جھلکا۔ لیکن پھر وہ مسکرا دی۔

"اگر گھر پر ان کا خیال رکھا جا سکے تو کل میں انہیں ڈس چارج کر دوں گی"

"ہم آپ کی ہدایات پر پوری طرح عمل کریں گے۔" رشیدہ نے کہا۔

ڈاکٹر نے اسے تفصیلی ہدایات دیں۔ پھر وہ ارجمند کی طرف مڑی۔

"آپ بھی ان سب باتوں کا خیال رکھیے گا۔" یہ کہہ کر وہ چلی گئی۔

یخنی پی کر ارجمند میں کچھ جان آئی۔ نرس کے جانے کے بعد اس نے رشیدہ سے کہا۔

"بچہ آپی کے پاس ہے نا......؟"

"جی نہیں......! یہیں ہے......!" رشیدہ نے پنگھوڑے کی طرف اشارہ کیا۔

ارجمند نے پنگھوڑے کی طرف دیکھا۔ پھر بولی۔

"اسے تو آپی کے پاس ہونا چاہئے تھا......؟"

"اسپتال میں یہ کیسے ہو سکتا ہے بی بی صاحبہ......!"

"اچھا......! مجھے دکھاؤ تو ذرا......!"

بچہ جاگ رہا تھا۔ رشیدہ نے پنگھوڑے سے نکال کر اسے ارجمند کے پہلو میں لٹا دیا۔

ارجمند نے بڑی محبت سے بچے کو دیکھا اور لرزتے ہاتھ سے اسے چھوا۔

"دنیا میں آمد مبارک بیٹے نورالحق......!" اس نے سرگوشی میں کہا۔

"اللہ کا شکر ہے......! کہ اس نے تمہیں زندگی دی......!"

بچہ ٹھہری ہوئی آنکھوں سے ماں کو دیکھ رہا تھا جیسے غور سے اس کی بات سن رہا ہو۔

"تمہیں میری باتیں یاد ہیں نا بیٹے......! کبھی بھولنا نہیں انہیں...... اللہ سے، اس کے رسول سے اور پھر اپنے بابا سے...... سب سے بڑھ کر محبت کرنا۔ میری کہی ہوئی ہر بات یاد رکھنا۔ ویسے میں تمہیں یاد بھی دلاتی رہوں گی۔"

قریب ہونے کی وجہ سے رشیدہ نے بھی وہ سرگوشی سن لی۔ اسے لگا کہ بی بی صاحبہ کو کچھ ہو گیا ہے۔

"اس بچے سے پہلے کب باتیں کی ہوں گی انہوں نے......؟ اور وہ ننھا بچہ کیا سمجھے گا ان کی باتیں......؟"

ارجمند کچھ دیر تک بچے سے یونہی باتیں کرتی رہی۔ رشیدہ کچھ دور ہٹ گئی تھی۔ پھر ارجمند جیسے تھک کر سو گئی۔

رشیدہ کی اپنی آنکھیں بھی جل رہی تھیں۔ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ کب سے نہیں سوئی ہے۔ کمرے میں ایک اور بیڈ بھی تھا۔ وہ اسی پر لیٹ گئی۔

"بی بی صاحبہ کا خیال رکھنا...... جاگتی رہنا۔" اس نے آیا سے کہا۔

"اور نیند آنے لگے تو مجھے جگا دینا۔"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

پھر وہ بھی بے سدھ ہو کر سو گئی۔

❀❀❀

صبح اٹھتے ہی رشیدہ نے آبیہ کو گھر بھیج دیا۔ تاکہ وہ گھر کی صفائی کر لے۔ کب سے گھر بند پڑا ہے۔ اب پہلی بار اسے یاد آیا کہ گھر تو کھلا پڑا ہوگا۔ آبیہ نے بتایا تھا کہ انہیں تالا ہی نہیں ملا تھا۔

اسے نوریز کا خیال آیا۔

''پتا نہیں...... وہ بھی سویا ہوگا یا نہیں ......؟'' اس نے نوریز سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ رات وہ بھی ایک بینچ پر لیٹ کر سو گیا تھا۔

''تم آبیہ کو گھر لے جاؤ......! کچھ دیر بعد ہم بھی پہنچ جائیں گے۔ میں چاہتی ہوں کہ بی بی صاحبہ پہنچیں تو گھر صاف ستھرا ہو۔''

''مگر بی بی صاحبہ کو گھر لے جانا......''

''اس وقت وہ تمہاری گاڑی میں نہیں جا سکتیں۔ اسپتال کی گاڑی میں آئیں گی۔''

''اچھا......!'' بات نوریز کی سمجھ میں آ گئی۔ پہلی بار یہ عورت اسے اچھی لگ رہی تھی۔ ہر طرح سے اس نے بی بی صاحبہ کا خیال رکھا تھا...... دل سے، اور اس کا حوصلہ بھی بڑھاتی رہی تھی۔ اس نے سوچا۔

''یہ اتنی بری بھی نہیں ہے جتنا میں سمجھ رہا تھا......؟''

نوریز آبیہ کو لے کر گھر چلا گیا۔

ارجمند سو کر اٹھی تو اسے ناشتہ کرایا گیا۔ پھر ڈاکٹر آئی۔ اس نے اس کا تفصیلی معائنہ کیا۔ بچے کو دیکھا۔ اس کی طرف سے وہ مطمئن تھی۔

''میں یہی کہوں گی کہ یہ تین دن اور یہاں رہتیں تو بہتر ہوتا۔'' اس نے کہا۔

''بہرحال...... میری باتوں پر عمل کرنا۔''

ڈس چارج کرنے کی تحریری اجازت کے بعد ڈاکٹر رخصت ہو گئی۔ ارجمند کے لئے اسٹریچر لایا گیا۔ رشیدہ کاؤنٹر پر گئی۔ وہاں بل کی رقم ادا کرنے کے بعد 560 روپے واپس کر دیئے گئے۔

ایمبولینس میں رشیدہ بچے کو گود میں لئے ارجمند کے ساتھ ہی بیٹھی۔ اسٹریچر سے اور بیڈ ہی سے گھر میں لے جایا گیا اور بیڈ پر منتقل کر دیا گیا۔

ارجمند نے سکون کی سانس لی۔ اسپتال والی بے سکونی دُور ہو گئی تھی۔

رشیدہ نے نوریز کو ارجمند کے لئے اور بچے کے لئے ضروری چیزیں لانے بھیج دیا۔ پیسے اس کے پاس کافی تھے۔ اب اس طرف سے وہ بالکل فکر مند نہیں تھی۔

پھر وہ ارجمند کے پاس آئی۔

''اب کیسی ہیں آپ بی بی صاحبہ ......؟''

''بہتر ہوں ...... ابھی کمزوری بہت ہے۔'' ارجمند نے کہا۔

''ماشاء اللہ کمزوری تھی تو...... چندرہ دن میں بہتر ہو جاؤں گی میں...... اتنے دن ...... مجھے تو سوچ کر گھبراہٹ ہو رہی ہے۔''

رشیدہ مسکرا دی۔

''آپ فکر نہ کریں۔ کمزوری تو آپ کی اللہ نے چاہا...... تین دن میں دور ہو جائے گی۔''

''کیا ہو گا ...... کیا کھانا پلانا ہے ......؟ میں جانتی ہوں۔'' اس کے بعد وہ بولی۔

''سب ضروری چیزیں منگوالی ہیں میں نے ...... ایسی ایسی چیزیں بناؤں گی آپ کے لئے کہ کمزوری دور بھاگ جائے گی۔''

ارجمند نے تشکر بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

''بہت شکریہ ......! تم نے بہت خیال رکھا ہے میرا......!'' پھر اسے کچھ خیال آیا۔

''سودا کیسے منگوایا تم نے......؟ پیسے ہیں تمہارے پاس......؟''

''جی...... بیگم صاحبہ نے دیئے تھے۔''

ارجمند نے سوچا۔ اس کے باوجود رقم تو ہونی چاہئے۔ اس نے رشیدہ سے چیک بک منگوائی اور ایک ہزار روپے کا چیک لکھ کر رشیدہ کو دیا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''نوریز آئے تو اسے بینک بھیج دینا پیسے نکلوانے کے لئے۔۔۔!''

رشیدہ چلی گئی۔ ارجمند کی آنکھیں پھر بند ہونے لگیں۔

پھر رشیدہ کی آمد نے ہی اسے چونکایا۔ اس نے آنکھیں کھولیں۔

''یہ کھانا ہے آپ کو۔۔۔۔!'' رشیدہ کے ہاتھ میں ایک قاب تھی جس میں [illegible] بھی تھا۔ وہ اس نے میز پر رکھی، پھر ارجمند کے گرد تکیے لگائے اور سہارا دے کر [illegible] بٹھایا۔

''دل نہیں چاہ رہا ہے کچھ کھانے کو۔'' ارجمند نے کہا۔

''یہ ضروری ہے آپ کے لئے۔۔۔!'' رشیدہ نے کہا اور چمچے سے [illegible] کھلانے لگی۔

وہ جو کچھ بھی تھا، بہت لذیذ تھا۔ ارجمند نے رغبت سے کھایا اور اچھی [illegible] کھایا اور اسے اپنے اندر طاقت کا احساس ہونے لگا۔

''یہ ہے کیا۔۔۔۔؟'' اس نے پوچھا۔

''بہت خاص چیز ہے۔۔۔۔!'' رشیدہ نے جاتے ہوئے کہا۔

ایک گھنٹے بعد رشیدہ نے اسے شربت کا ایک گلاس دیا۔

''یہ اندر سے سارا درد کھینچ لے گا۔''

شربت خاصا بدمزہ تھا۔ لیکن اب ارجمند رشیدہ کے تجربے اور سمجھ [illegible] قائل ہو گئی تھی۔ اس نے شربت پی لیا۔

نوریز بینک سے پیسے لے آیا تھا۔ وہ رشیدہ نے ارجمند کے تکیے کے [illegible] رکھ دیئے۔

اور واقعی۔۔۔۔ دوپہر تک رشیدہ کی تواضع نے ارجمند کو ایسی توانائی دی [illegible] اسے حیرت ہونے لگی۔ اس سے پہلے اسے اپنا دماغ سن محسوس ہو رہا تھا۔ مگر اب [illegible] وہ روشن ہو گیا۔

اسے احساس ہوا کہ اسے رشیدہ سے بہت کچھ پوچھنا ہے۔

''یہاں میرے پاس بیٹھو۔۔۔۔!'' اس نے رشیدہ سے کہا۔

رشیدہ بیڈ کے پاس نیچے ہی بیٹھ گئی۔

''[illegible] کر میرے سامنے بیٹھو۔۔۔!''

رشیدہ نے تعمیل کی۔

''[illegible] کو آپ تک میں نے نہیں دیکھا۔ وہ کہاں ہیں۔۔۔؟'' ارجمند نے اس [illegible] پوچھا۔

''[illegible] ہسپتال میں ہیں جی۔۔۔!''

ارجمند کو [illegible] وہ تیز چیخ یاد آئی جو اس رات اس نے سنی تھی۔ جسے [illegible] وہ اس کے لئے پریشان ہو کر اپنے کمرے سے نکلی تھی اور راستے میں ہی گر گئی [illegible]۔ اس کے بعد اس کی آنکھ ہسپتال میں ہی کھلی تھی۔

''اب کیسی ہیں وہ۔۔۔؟''

''آپ دعا کریں ان کے لئے۔۔۔!''

ارجمند نے آنکھیں بند کر لیں۔ رشیدہ غور سے اس کے چہرے کو دیکھ رہی [illegible]۔ پھر بند آنکھوں کے پیچھے سے آنسو نکلتے چلے آئے۔

[illegible]

چند لمحے بعد ارجمند نے آنکھیں کھولیں۔

''[illegible] نے تم سے کتنے انعام کا وعدہ کیا تھا۔۔۔۔؟'' اس نے پوچھا۔ اس کی [illegible] لرز رہی تھی۔

رشیدہ کو خوف آنے لگا۔ اسے ایسا لگا کہ ارجمند نے سب کچھ جان لیا ہے۔

''خدا کے لئے بی بی صاحبہ۔۔۔!'' اس نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

''آپ اپنی طبیعت اور خراب نہ کریں۔''

''مجھے کچھ نہیں ہوگا انشاءاللہ۔۔۔!'' اس بار ارجمند کے لہجے میں پڑاؤ تھا۔

''میں نے تم سے جو پوچھا ہے۔۔۔۔ وہ بتاؤ۔۔۔۔!''

''اس کا آپ سے کیا تعلق۔۔۔۔؟ آپ کیوں پوچھ رہی ہیں۔۔۔۔؟''

''میں کہہ رہی ہوں۔۔۔ مجھے بتاؤ۔۔۔۔!'' ارجمند نے سخت لہجے میں کہا۔

''کیوں بی بی صاحبہ۔۔۔!انعام تو میں بیگم صاحبہ سے ہی لوں گی۔ آپ نے [illegible] ایک بار مجھے ڈانٹا تھا کہ میرے اور بیگم صاحبہ کے معاملے سے آپ کا کوئی تعلق

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

نہیں ...آپ کے لئے میں بس نوکرانی ہوں ...تو بس آپ مجھے اپنی خدمت [illegible] دیں۔''

''اس وقت کی بات اور تھی۔ میں نے ضرورت کے تحت تم سے تختی [illegible] کی تھی۔ تم مجھے بتاؤ ...! آپی نے تم سے کیا وعدہ کیا تھا....؟''

''خدا کے لئے......! آپ نہ پوچھیں بی بی صاحبہ......! وہ تو میری [illegible] صاحبہ کی بات تھی۔''

''تو کیا میں ان پر بوجھ رہنے دوں....؟'' ارجمند کا لہجہ کچھ عجیب سا [illegible]

''میں بہن ہوں ان کی...... بہنوں سے بڑھ کر مجھے چاہا ہے نے.....''

رشیدہ نے غور سے اسے دیکھا۔

''تو کیا آپ سمجھ گئیں.....؟''

ارجمند نے اثبات میں سر ہلایا۔

''تبھی تو کہہ رہی ہوں کہ اب ان کا معاملہ میرا معاملہ ہے۔''

رشیدہ نے پریشان ہو کر اسے دیکھا۔

''میں آپ کو نہیں بتا رہی تھی کہ آپ کو نقصان نہ ہو...... بی بی صاحبہ آپ......''

''مگر میں نے جان لیا نا......اور تم فکر نہ کرو...... مجھے کچھ نہیں ہوگا۔ [illegible] کے حکم کے سامنے سر جھکانا آتا ہے۔ اب تم بتاؤ مجھے......!''

رشیدہ نے ایک گہری سانس لی۔

''وہ بات تو اب ختم ہوگئی بی بی صاحبہ......!''

''کیسے ختم ہوگئی......؟''

''انعام کیا جی......! وہ تو راز چھپانے کی قیمت تھی بی بی صاحبہ......!''

''تو اب کیا ہوگیا......؟'' ارجمند نے سخت لہجے میں کہا۔

''اب راز ہی نہیں ...... تو قیمت کیسی......؟ آپ کا بچہ اب آپ [illegible] ہے...... بیگم صاحبہ رہی نہیں......اور سب کو معلوم ہے کہ یہ آپ کا بچہ ہے۔''

''کون [illegible]......؟''

''[illegible] اور نور [illegible] بھی''

ارجمند کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ اس کی آنکھیں ڈبڈبا رہی تھیں۔ پھر اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''یہ بچہ تو میری آپی ہی کا ہے۔ اللہ نے اسے میری کوکھ میں ڈال دیا۔ اس کا [illegible] اب [illegible] ہے۔ قیمت تمہیں پہلے سے زیادہ ہی ملے گی۔''

رشیدہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''یہ کیا [illegible] رہی ہیں بی بی صاحبہ......!''

''کیا تم سمجھتی ہو کہ میں اپنی آپی کو ان کی موت کے بعد رسوا کروں گی......؟ [illegible] سب کی نظروں میں [illegible] کروں گی ...؟ نہیں رشیدہ ......! تم اب بھی آپی کی پابند [illegible] اور تمہیں [illegible] ملے گا۔''

رشیدہ [illegible] گئی۔

''نہیں بی بی صاحبہ ......! آپ کو اللہ نے آزاد کر دیا۔ اب آپ اپنے ساتھ ظلم [illegible] یہ تو [illegible] کے ساتھ بھی ظلم ہوگا۔ ماں کے ہوتے ہوئے بچہ بن ماں کا [illegible] یہ بہت [illegible] بات ہے......!''

[illegible] آپی کے ساتھ ہوگا ...... وہ اس سے بھی بڑا ظلم ہوگا ...نہیں ......! یہ [illegible] میں [illegible] نہیں دوں گی۔

''میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتی۔'' رشیدہ نے بڑی مضبوطی سے کہا۔

''ابھی آپ کو میری ضرورت ہے۔ ورنہ میں اسی وقت یہاں سے چلی جاتی۔ آپ میں طاقت آ جائے ...... اور آپ کے گھر والے آ جائیں تو میں فوراً ہی چلی جاؤں گی۔''

ارجمند نے اسے کڑی نظروں سے دیکھا۔

''میں تمہیں منہ مانگی قیمت دوں گی اور تم تو اس کے لئے تیار تھیں......؟''

''اب مجھے خود پر شرم آتی ہے۔ مجھے آپ سے کچھ بھی نہیں لینا۔''

ارجمند تو اسے لالچی عورت کی حیثیت سے ہی جانتی تھی۔ اس نے سمجھا کہ وہ

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اپنی قیمت بڑھوا رہی ہے۔ مگر اس وقت وہ بلیک میل ہونے کے لئے بھی تیار تھی۔

"منہ مانگی قیمت کچھ بھی ہو سکتی ہے — پانچ ہزار — دس ہزار — تم... کر تو دیکھو...!"

رشیدہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ دیکھ چکی تھی کہ اس کم عمر لڑکی کو اللہ نے بڑائی دی ہے۔ لیکن وہ اتنی بڑی ہے، یہ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

"اتنی بڑی قربانی —؟ عمر بھر کے لئے اتنا بڑا روگ...؟ اور پھر الٹا [illegible] منہ مانگی قیمت ادا کرنی — یہ سب کیا ہے؟"

وہ مسکرائی۔

"مجھے پیسے کی ضرورت تھی۔ میں لالچی بھی تھی۔ پیسے کے لئے کچھ بھی کر [illegible] تھی لیکن آپ لوگوں کے ساتھ رہ کر میں بدل گئی۔ آپ کیا سمجھتی ہیں —؟ میں [illegible] سے خالی ہاتھ جاؤں گی — تنخواہ میں سے جو کچھ میں نے بچایا تھا وہ بھی اسپتال [illegible] خرچ کر دیا اور آپ سے کچھ لوں گی بھی نہیں — بس یہاں سے اللہ کا بھروسہ لے کر جاؤں گی۔ وہ چاہے گا تو کہیں سے بھی میری ضرورت پوری کر دے گا۔"

ارجمند کے آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔

"اتنا بڑا انقلاب —!" اس نے کہا۔

"تو پھر میری حالت کی تم فکر نہ کرو۔ ابھی یہاں سے چلی جاؤ —!"

"آپ کو اس حال میں چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔ سب لوگ آ جائیں صاحب آ جائیں تو چلی جاؤں گی۔"

"وہی بلیک میلنگ...؟" ارجمند نے سوچا۔

"اب یہ راز فاش کرنے کی دھمکی دے رہی ہے۔" وہ خوشامد پر اتر آئی۔

"مجھے اس راز کو راز رکھنا ہے۔ دیکھو..... میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑ رہ[illegible] ہوں۔"

رشیدہ نے جلدی سے اس کے جڑے ہوئے ہاتھ الگ کئے اور انہیں چ[illegible] لیا۔

"آپ سمجھ رہی ہیں کہ میں راز کھول دوں گی....؟" اس نے شرمندگی سے

کہا۔

"[illegible] بھی جانتی ہوں۔ لیکن آپ کا حکم نہیں ٹالوں گی۔ میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی۔"

"تو میں تمہیں..."

رشیدہ نے اس کی بات کاٹ دی۔

"میں آپ سے کچھ لوں گی نہیں — کچھ بھی نہیں — یہی میری شرط ہے۔ [illegible] مجھے بس دعا چاہئے آپ کی۔"

ارجمند سوچ میں پڑ گئی۔ اب اس کے خلوص میں کوئی شک نہیں رہا تھا۔ اس نے تو الٹا اپنے پیسے بھی اس پر خرچ کر دیئے تھے۔ یہ وہ کیسے گوارہ کرے....؟ اسے [illegible] کچھ سوچ کر اس نے کہا۔

"تو پھر تم اس وقت یہاں سے چلی جاؤ —! تم غریب بھی ہو اور ضرورت [illegible] اور میرے پاس اللہ کا دیا سب کچھ ہے۔ میں تمہارا احسان قبول نہیں کر [illegible] یا تو تم وعدہ کرو کہ جو کچھ میں دوں گی، خوشی سے لے لو گی یا پھر اسی وقت چلی [illegible] مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔"

[illegible] گی۔

"آپ سمجھتی نہیں بی بی صاحب —! اس کام کا پیسہ تو حرام ہے مجھ پر — اور آپ [illegible] تب بھی نہیں جاؤں گی میں۔"

"تو میں تمہارے ہاتھ کا کچھ کھاؤں گی بھی نہیں.....!"

رشیدہ کچھ سوچنے لگی۔ پھر اس نے سر اٹھایا۔

"تو پھر مجھے اپنے ساتھ رکھ لیں — میں آپ کے اور اس بچے کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔"

ارجمند حیران رہ گئی۔

"یہ کیسے ممکن ہے —؟ تمہارا گھر — تمہارے بچے.....؟"

"بڑی بیٹی کی منگنی ہو چکی ہے — بیٹے بھی بڑے ہیں..... بس آسیہ رہ گئی ہے۔ اسے میں ساتھ لے چلوں گی۔"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ارجمند سوچ میں پڑ گئی۔

"آپ کے بچے کو میں نے پہلا شہد چٹایا ہے، گھٹی دی ہے اسے۔ ا[...] آپ کے قدموں میں رہنا چاہتی ہوں۔" رشیدہ گڑگڑائی۔

ارجمند نے یہ تو سوچا بھی نہیں تھا۔

"اللہ......! یہ بچہ کیسی کسمپرسی کے عالم میں آیا ہے......؟"

"اور اس کے کان میں اذان......؟" وہ سب کچھ بھول گئی۔

"نوریز نے دی ہے۔ اس نے بھائی بن کر آپ کے آپریشن کے ا[...] نامے پر دستخط کیے تھے۔"

ارجمند شرمندہ ہوگئی۔ وہ رشیدہ کے احسان سے بچنے کی بات کر رہی [...] بے خبر تھی کہ اس پر اور اس کے بچے پر نوکروں کے کتنے احسان ہیں......؟ اس [...] میں اللہ سے توبہ کی۔

"اس اجازت نامے کے بغیر تو وہ آپ کا آپریشن ہی نہ کرتے۔"

ارجمند پہلے ہی اس بات کی اہمیت سمجھ چکی تھی۔

"چلو...... ٹھیک ہے......! مجھ پر احسان ہے تمہارا بھی اور نوریز کا بھی [...] میں تمہیں ساتھ لے چلوں گی۔ مگر میری ایک شرط ہے۔ میرے شوہر تمہیں یقیناً [...] دیں گے۔ اس سے انکار نہ کرنا۔ اپنی زمینیں چھڑانا، گھر میں کچھ پیسے چھوڑ [...] تمہارے بیٹے کھیتی باڑی بھی کر سکیں۔ میں تو تمہارے احسان کا صلہ دے ہی [...] سکتی۔"

رشیدہ خوش ہوگئی۔

"شکریہ بی بی صاحبہ......!"

"اب تم جاؤ......! اور نوریز کو بھیج دو......!"

ذرا دیر بعد نوریز جھجکتا ہوا کمرے میں آیا۔

"آپ اب کیسی ہیں چھوٹی بی بی......! اور کیا حکم ہے میرے لئے......؟"

"اللہ کا شکر ہے......! میں اب بہت بہتر ہوں۔ تم نے مجھ پر اور بچے پر [...] احسان کیا۔"

"[کیسی] بات کرتی ہیں، چھوٹی بی بی......! میں نوکر ہوں آپ کا...... خادم [illegible]"

"[نہیں]...... تم اب میرے بھائی ہو اور بچے کے ماموں......!"

نوریز نے احتجاج کرنا چاہا۔ وہ شرمندہ نظر آ رہا تھا۔

ارجمند نے اسے روک دیا۔

"[illegible] تم نے بھائی بن کر دستخط کیے وہ اس کا ثبوت ہے۔ اور مجھے خوشی ہے [illegible] کے کان میں تم جیسے نیک آدمی نے اذان دی۔ میں تو تمہیں اب بھائی ہی سمجھوں گی۔"

"میرے لئے تو آپ چھوٹی بی بی ہی ہیں جی......!" نوریز نے بڑی [illegible] سے کہا۔

"اگر تم بھائی نہیں ہو تو پھر تم نے ہم پر احسان کیا ہے......؟ جس کا بدلہ ہم [illegible] زندگی [illegible] سکتے۔"

"[illegible] چھوٹی بی بی......!"

"تو پھر بھائی ہی بن جاؤ......!"

نوریز نے بے بسی سے آہستگی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"[illegible] اور احسان کرو......!"

"آپ [illegible] مان لیا تو آپ کا کہنا ہی کافی ہے چھوٹی بی بی......! بھائی تو [illegible] بہن کے لئے جان بھی دے سکتے ہیں۔"

"[illegible] کو بھی یہ معلوم نہ ہو کہ یہ بچہ میرا ہے...... یہ آپی کا ہے......!" ارجمند نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے چھوٹی بی بی......! سب کو پتا ہے۔"

"رشیدہ کو میں نے سمجھا دیا ہے...... آپ کچھ بولے گی نہیں...... اب بس تم [illegible] تو ہو......"

"ہسپتال میں سب جانتے ہیں۔"

"وہاں کوئی پوچھنے تو نہیں جائے گا......؟"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"آپ کی بات کو میں منع نہیں کر سکتا... پر آپ ایسا کیوں کرتی ہیں"
"دیکھو نا... ! سب کو یہی معلوم تھا۔"
"میں بھی یہی سمجھتا تھا۔ جب ڈاکٹر نے مجھے بیگم صاحب کا بتایا تو میں نے ان سے بچے کا پوچھا۔ اس نے تو مجھے یوں دیکھا جیسے میں پاگل ہوں۔ بعد میں مجھے [illegible] نے بتایا تو سمجھ میں آئی۔"
"اب سوچو... ! کیا تم چاہو گے کہ یہ راز کھلے اور تمہارے صاحب اور [illegible] لوگ تمہاری بیگم صاحبہ کو برا سمجھیں... ؟ اور میری تو وہ بہن تھیں۔"
نوریز نے اسے بے حد احترام اور عقیدت سے دیکھا۔
"بات تو ٹھیک ہے چھوٹی بی بی... ! پر اتنا بڑا جھوٹ... ؟"
"بس... ! تم میری بات مان لو... !"
"جی... ٹھیک ہے... !"
ارجمند اب اسپتال کے بارے میں سوچنے لگی کہ کیا کیا جائے۔
"میں جاؤں چھوٹی بی بی... !" نوریز نے اسے چونکا دیا۔
"نہیں... ! تمہیں ایک کام کرنا ہے۔ اسپتال جاؤ اور نورالحق کا برتھ سرٹیفکیٹ اور بیگم صاحبہ کا ڈیتھ سرٹیفکیٹ لے آؤ... !"
"یہ تو مجھے بولنا بھی نہیں آئے گا جی... !"
"کاغذ قلم لا کر دو... ! میں لکھ دوں گی۔"
اس نے ایک کاغذ پر لکھ کر نوریز کی طرف بڑھا دیا۔
نوریز کمرے سے نکل آیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کس کے پاس جانا ہے۔ مگر پھر اسے ثقلین کا خیال آ گیا۔ اس نے سوچا وہ یہ کام بھی کروا دیں گے۔

❀❀❀

تنہائی میں سوچنے کا موقع ملا تو پہلی بار اس کی سمجھ میں آیا کہ یہ کتنے پیچیدہ معاملات ہیں۔ ابھی تک عبدالحق کو نہ تو نوربانو کی موت کا علم تھا نہ بیٹے کی پیدائش کا... بلکہ عبدالحق کیا... ؟ کسی کو بھی یہاں کی کوئی خبر نہیں تھی۔

وہ مجبور [illegible]۔ اگر خدانخواستہ اسے بھی کچھ ہو جاتا تو کیا [illegible] لازم تھی بڑی مصیبت میں پھنس جاتے... ؟ وہ یہ سب کچھ کیسے بتاتے۔ جب تک دوسری طرف سے رابطہ نہ ہوتا، وہ بے بس ہوتے اور اپنے طور پر وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔
نوریز کو تو خیر وہ جانتی تھی، لیکن رشیدہ پر اسے حیرت ہو رہی تھی۔ وہ کیسے اتنی [illegible] جو کچھ اس نے اور نوریز نے جھیلا... وہ ان کی حیثیت [illegible] سے بہت زیادہ [illegible] تھا۔
تھوڑی دیر بعد رشیدہ اس کے لئے کھانے کو کچھ لے کر آئی تو اس نے پھر [illegible] اپنے پاس بٹھا لیا۔ اسے خیال آیا کہ ایک بات تو اس نے ابھی تک پوچھی ہی [illegible]
"صاحب کا فون تو نہیں آیا... ؟"
"اس [illegible] کے بعد ہم آج صبح ہی تو آئے ہیں۔ اس وقت سے تو فون نہیں [illegible]۔"
"ہم لوگوں نے بھی انہیں اطلاع نہیں دی... ؟"
"کیسے دیتے بی بی صاحب... ! ہمارے پاس نمبر نہیں ہے۔"
ارجمند [illegible] ہو گئی۔
"یہ تو اچھا ہوا بی بی صاحب... ؟"
ارجمند نے چونک کر اسے دیکھا۔
"اگر ان کا فون آ جاتا یا ہمارے پاس نمبر ہوتا تب تو یہ راز کھل ہی جاتا تھا۔ پھر آپ کچھ بھی نہیں کر سکتی تھیں۔"
ارجمند نے سوچا۔
"بات تو ٹھیک ہے۔ یہ بھی اللہ کی رحمت ہے۔ اس کی رضا شامل ہے میرے فیصلے میں۔" اور اسے خیال آیا کہ یہ بات تو اسے خود بھی سمجھ لینی چاہیے تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ صرف جسمانی طور پر ہی نہیں، دماغی طور پر بھی کمزور ہو گئی ہے۔
رشیدہ اسے کھلانے کے بعد چلی گئی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ارجمند محسوس کر رہی تھی کہ اسے بہت کچھ سوچنا ہے۔ دل تو چاہتا تھا کہ ابھی عبدالحق کو فون کر دے لیکن یہ اس کی سمجھ میں آ گیا کہ ابھی یہ مناسب نہیں۔ ابھی وہ بہت کمزور تھی اور اس نے ایک بہت بڑی بات کو راز رکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد نوریز دونوں سرٹیفکیٹ لے آیا۔

''کوئی دشواری تو نہیں ہوئی......؟'' اس نے پوچھا۔

''نہیں چھوٹی بی بی......! ایک جان پہچان بن گئی ہے۔ اس لئے کام [illegible] سے ہو گیا۔''

''ٹھیک ہے......! شکریہ......!''

نوریز کے جانے کے بعد اس نے جو پہلا سرٹیفکیٹ کھولا، وہ ننھے نور [illegible] برتھ سرٹیفکیٹ تھا۔ یہ دیکھ کر اسے اطمینان ہوا کہ اس میں صرف باپ کا نام درج [illegible] ماں کا نہیں۔

دوسرا سرٹیفکیٹ دیکھتے ہی وہ ضبط نہ کر سکی۔ اور دیر تک روتی رہی۔ [illegible] اسے احساس ہوا کہ نور بانو ہمیشہ کے لئے جدا ہو چکی ہے۔ اس کے لئے تو وہ [illegible] ذاتی نقصان تھا۔

ذرا دیر بعد طبیعت سنبھلی تو اس نے نور بانو کے ڈیتھ سرٹیفکیٹ کا جائزہ [illegible] طبی اصطلاحات تو وہ نہیں سمجھ سکی لیکن یہ واضح تھا کہ موت کا سبب الٹسر تھا۔

ایک خیال کے زیر اثر اس نے سرٹیفکیٹ میں وقت دیکھا۔ پھر اس [illegible] نورالحق کی پیدائش کا وقت دیکھا۔ نورالحق نور بانو کی موت کے 70 منٹ بعد پیدا [illegible] تھا۔

اسے ملال ہونے لگا۔ وہ آپی کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی تھی۔ لیکن [illegible] بھی انہیں نہیں مل سکی۔ وہ پھر رونے لگی۔ کیسی محروم زندگی تھی ان کی اور موت بھی [illegible] کی...... بلکہ کسمپرسی کی۔ کسی اپنے کا چہرہ نہیں دیکھ سکیں وہ۔ کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔

اس پر اسے خیال آیا کہ اس کا سبب وہ خود ہی تھیں۔ وہی تو اسے [illegible] یہاں آئی تھیں ضد کر کے...... اور زندگی کی تمام محرومیوں کے ازالے کے لئے ایک [illegible] جی کی محبت ہی کافی تھی۔ اسے وہ محبت مل جائے تو وہ آخرت کے سوا کسی چیز کی پرواہ [illegible]

[illegible] کرے۔

اس سوچ پر اسے شرمندگی ہوئی۔ اس نے اسے ذہن سے جھٹک دیا۔ [illegible] یعنی موت پر کس کا اختیار ہے......؟ اور آدمی جسمانی طور پر بہت کمزور ہو تو وہ اختیار سے محروم ہو جاتا ہے۔

اس نے سوچا۔

''کمال ہے...... نورالحق آپی کی موت سے چند منٹ پہلے ہی پیدا ہو گیا [illegible]'' اس پر اسے خیال آیا کہ اس سے کیا فرق پڑتا......؟ آپی کو تو اس کی اطلاع بھی نہ ملی۔ ان کا تو [illegible] ہوا ہوتا۔

مگر پھر اچانک اس بات کی ایک اہمیت اس کی سمجھ میں آ گئی۔ یہ فرق تو راز کھولنے والا ہے۔ آپی نورالحق کی پیدائش سے 70 منٹ پہلے [illegible] سے رخصت ہو گئی تھیں۔ یہ بات کسی کو معلوم ہو تو کون اسے آپی کا بچہ مانے [illegible]

[illegible] ذرا سی سوچ گیا۔ آپی کا ڈیتھ سرٹیفکیٹ اسے چھپانا ہو گا۔ [illegible] کسی سے چھپانا ہی تھا۔ اس میں موت کا سبب الٹسر جو لکھا تھا۔

ایک اور بات کے بارے میں سوچ کر اسے گھبراہٹ ہونے لگی۔ اب وہ [illegible] سے ہو چکی ہے تو اسے فوراً عبدالحق کو فون کرنا چاہئے۔ پہلے تو جواز موجود تھا لیکن اب تاخیر کی تو جھوٹ بولنا پڑے گا اور یہ اسے گوارہ نہیں تھا۔ وہ ایک جھوٹ [illegible] کے لئے بہت کافی تھا، جو اسے آپی کی خاطر نبھانا تھا۔ بولنے سے تو وہ بچنا [illegible] [illegible] سکتی تھی۔

سوال یہ تھا کہ اس کی حالت دیکھ کوئی سمجھ تو نہیں جائے گا۔ ناتجربہ کاری کی [illegible] سے اس کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

رشیدہ کی تجربہ کاری میں کسی شک و شبے کی گنجائش نہیں تھی۔ بلکہ اب تو اس کا خلوص بھی دیکھا تھا۔ تجربے کا تو یہ حال تھا کہ شام تک وہ خود کو بہت توانا محسوس کرنے لگی۔ تکلیف میں بھی بڑی حد تک کمی ہوئی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ رشیدہ کے احسان کا صلہ...... [illegible] نہیں سکتی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

رات کو رشیدہ اس کے لئے کھانا لائی تو اس نے کہا۔

''مجھے لگتا ہے رشیدہ.....! کہ میں اٹھ کر چل پھر سکتی ہوں۔''

یہ سن کر رشیدہ تو دہل ہی گئی۔

''ایسا سوچیں بھی نہیں بی بی صاحبہ.....! ٹانکے کھل گئے تو مصیبت ہو [illegible] گی۔ ہاں.....! کل سے تھوڑا سا ٹہل سکیں گی آپ.....!''

تب ارجمند نے اس سے وہ اہم سوال کیا۔

''مجھے دیکھ کر کوئی پہچان سکتا ہے.....؟'' شرم کی وجہ سے اس نے [illegible] بات کی۔

''کیا.....؟'' پہلے تو رشیدہ کی سمجھ میں بات نہیں آئی۔ مگر پھر [illegible] چہرے کی تمتماہٹ نے بات واضح کر دی۔

''یہ کہ بیگم صاحبہ نہیں.....آپ ماں بنی ہیں.....؟'' اس نے کہا۔

ارجمند نے اثبات میں سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

''دیکھیں..... صاحب کے بارے میں تو میں یقین سے کہہ سکتی [illegible] انہیں پتا نہیں چلے گا۔'' رشیدہ نے کہا۔

''پر آپ کی ساس کا نہیں کہہ سکتی۔'' چند لمحے وہ سوچتی رہی۔ پھر بولی۔

''میرا خیال ہے کسی کو بھی پتا نہیں چلے گا۔ آپ کا بھی تو آپریشن [illegible] نا.....؟'' اس نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

''لیکن وہ تو.....''

''کسی کو کیا پتا.....؟ جب سب معاملات الٹ رہے ہیں تو آپ کا [illegible] السر کا ہوا اور بیگم صاحبہ کا بچے کا۔''

''بات تو ٹھیک ہے.....!'' اب ارجمند کے لہجے میں اعتماد تھا۔

''تو اب مجھے آغا جی کو فون کرنا چاہئے.....؟''

''میری مانیں تو کل کر لیجئے گا۔''

ارجمند کسی گہری سوچ میں تھی۔

''مجھے لگتا ہے کہ اس دوران انہوں نے فون کیا ہوگا اور فون ریسیو نہ [illegible]

[illegible] پریشان ہو رہے ہوں گے۔'' وہ کہتے کہتے رکی اور کسی غیر مرئی نقطے کو نظریں جما [illegible]

[illegible] پلک جھپکائے بغیر دیکھتی رہی۔

پھر اس نے بہت آہستہ سے کہا۔

''ہاں..... اب میں محسوس کر سکتی ہوں، وہ بہت پریشان تھا۔''

رشیدہ اسے پریشانی اور تشویش سے دیکھ رہی تھی۔

''یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ.....؟''

''تم نہیں جانتیں رشیدہ.....! کہ وہ آپی سے کیسی محبت کرتے ہیں.....؟ وہ [illegible] بغیر کیسے رہ سکتے ہیں.....؟''

''میں نہیں جانتی۔'' رشیدہ نے دل میں سوچا۔

''لیکن یہ جانتی ہوں کہ آپ ان سے کیسی محبت کرتی ہیں.....؟''

''اگر میں نے انہیں فون نہیں کیا تو شاید وہ خود ہی یہاں چلے آئیں گے۔''

[illegible] نے یہ خیال کے تحت کہا۔

[illegible] سوچ رہی تھی کہ آپی نے منت والا چکر نہ چلایا ہوتا تو شاید اب [illegible] تک وہ آ چکے ہوتے۔ وہ اس وقت سچ مچ عبدالحق کی کیفیت کو محسوس کر رہی تھی۔ وہ [illegible] اس وقت ان کے دل پر جو گھبراہٹ اور پریشانی کا بوجھ ہے۔ وہ اس کا اپنا [illegible] ہے۔ بیاں کا ہے۔

''وہ خود چلے آئیں تو اس میں کیا برائی ہے.....؟'' رشیدہ نے کہا۔

''یہ تو بہت ہی برا ہوگا۔ نہیں رشیدہ.....! تم مجھے فون اٹھا کر دو۔ مجھے ان سے بات کرنی ہے۔''

رشیدہ فون کی طرف بڑھی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''یہ انہی کا فون ہے۔ لاؤ جلدی سے دو مجھے.....!'' ارجمند نے ہذیانی لہجے میں کہا۔

اور رشیدہ کی سمجھ میں اب تک کہی ہوئی اس کی ہر بات یاد آ گئی۔ وہ محبتیں بھی اس کی سمجھ میں آ گئیں۔

[illegible] یوں چیخ رہی تھی جیسے کوئی مطالبہ کر رہی ہو۔ رشیدہ نے بڑی احتیاط

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

سے انسٹرومنٹ اٹھایا اور ارجمند کی طرف لے چلی۔

❁❁❁

''وعلیکم السلام ......!'' عبدالحق نے ارجمند کے سوال کا جواب دیا۔ وہ دل کی گہرائیوں سے اللہ کا شکر ادا کر رہا تھا کہ فون ریسیو ہو گیا۔ ورنہ وہ جانتا تھا کہ [illegible] گزارنا آسان نہ ہوتا۔

''تم کیسی ہو......؟ طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری......؟'' اس نے پوچھا۔

''جی......اب تو بہت بہتر ہے۔''

اس جملے نے اور پھر ارجمند کی آواز کی کمزوری نے ثابت کر دیا کہ اس نوربانو نے غلط نہیں کہا تھا۔ اس خیال نے اسے اور پریشان کر دیا۔

''تو کیا ارجمند اور نوربانو...... دونوں کی طبیعت خراب تھی اس رات......؟ پرسوں رات میں فون کرتا رہا۔ کسی نے فون ریسیو نہیں کیا...... بہت پریشان ہوں میں۔''

''گھر میں کوئی تھا ہی نہیں...... سب اسپتال میں تھے۔''

یہ اندازہ تو عبدالحق کو اس رات بھی ہو گیا تھا۔

''ہوا کیا......؟ سب خیر تو ہے......؟'' اس نے پوچھا۔ اس کا دل خوف سے بوجھل تھا۔

''آغا جی......! سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے نا......؟''

ارجمند کا لہجہ اسے عجیب سا لگا۔ وہ ننھے بچوں کی طرح اس سے تائید [illegible] رہی تھی اور وہ اسے دلاسہ بھی دے رہی تھی۔ جیسے کسی خبر کے لئے تیار کر رہی ہو۔ وہ اسے یاد دلا رہی تھی۔

''بے شک......! سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔''

''میں بستر سے اٹھ نہیں سکتی۔ میں نے رشیدہ سے انسٹرومنٹ لا کر دینے کو کہا تھا۔ وہ اس طرف گئی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی۔ چند لمحوں کا فرق تھا ورنہ یہ فون میں نے کیا ہوتا۔ میں شرمندہ ہوں کہ فون نہیں کر پائی اور آپ کا فون آ گیا۔ آپ سمجھ رہے ہیں نا میری بات......؟''

''مجھے [illegible] ہوں۔ میں اسے تمہارے ہی فون کال سمجھوں گا۔'' عبدالحق نے کہا۔

''مگر مجھے بتاؤ تو...... ہوا کیا ہے......؟''

''خوش خبری ہے آغا جی......! آپ باپ بن گئے...... بیٹا مبارک ہو آپ کو [illegible]۔''

عبدالحق کے ہاتھوں سے ریسیور چھوٹتے چھوٹتے بچا۔

اتنی بڑی خبر...... اتنی بڑی نعمت سے نوازا گیا میں...... میری نسل میں پہلا بیٹا...... [illegible] ''مبارک ہو ارجمند......! میں ابھی آیا۔'' اس نے ریسیور رکھا اور شکر کا سجدہ ادا کیا۔

پھر اس نے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔

''میں تمہارا احسان مند ہوں ارجمند......! تم نے مجھے زندگی کی سب سے بڑی خوش خبری سنائی ہے۔''

''سب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے آغا جی......!'' ارجمند کے لہجے میں گہری افسردگی در آئی۔

''خبر سنانے والا نہ کسی ستائش کا حق دار ہوتا ہے اور نہ ہی وہ موجب سزا ہوتا ہے۔ یہ آمد و رخصت بھی تو اللہ کی طرف سے ہی ہوتی ہے۔ آدمی کی مرضی...... اس کا [illegible] ذمہ داری تو اسے نبھانی پڑتی ہے۔''

عبدالحق کا دل ڈوبنے لگا۔ ارجمند نے بغیر کچھ کہے سب کچھ کہہ دیا تھا۔ لیکن ڈوبتا ہوا آدمی تو تنکا بھی تھامنے کی کوشش کرتا ہے۔

''نوربانو تو خیریت سے ہے نا......؟'' وہ جان گیا تھا، پھر بھی اس نے تصدیق چاہی۔

''مجھے افسوس ہے آغا جی......! میرے بس میں ہوتا تو جان دے کر بھی......''

ارجمند کی آواز ٹوٹ گئی۔ اس کی سسکیاں سنائی دینے لگی۔

دوسری طرف سے کسی عورت کی آواز سنائی دی۔

''خدا کے لئے......! خود کو سنبھالیں بی بی صاحب......!''

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

عبدالحق کے دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔

''یہ سب کیا ہو گیا۔۔؟'' بے ساختہ اس نے زیرلب کہا۔

''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔۔!''

''بے شک۔۔! سب اللہ ہی کا ہے اور ہم بھی اسی کی طرف جانے والے ہیں۔''

دوسری طرف سسکیاں تھم گئی تھیں اور ارجمند کہہ رہی تھی۔

''میرا ابھی آپریشن ہوا تھا۔ مجھے آج ہی ہوش آیا ہے۔ ورنہ میں آپ۔۔۔ ہی بتا دیتی۔''

عبدالحق نے اس سے یہ نہیں پوچھا کہ اسے کیا تکلیف تھی۔۔؟ جس سے اس کا آپریشن ہوا۔ نور بانو کا غم اتنا بڑا تھا کہ وہ تو بیٹے کی خوشی بھی بھول۔۔۔ ارجمند کی کیا فکر کرتا۔۔؟

''جو اللہ کی مرضی۔۔۔!'' اس نے ٹوٹے لہجے میں کہا۔

''میں کل آ رہا ہوں ارجمند۔۔۔! تم فکر نہ کرو۔ خود کو سنبھالو۔۔۔!''

بھی احساس تھا کہ یہ بات اس نے بڑے رکھے لہجے میں کہی ہے۔ لیکن اس وقت نور بانو کے سوا کسی کا خیال نہیں تھا۔

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ جانے کتنی دیر تک وہ یوں ہی بیٹھا رہا۔۔۔ خودکار عمل نہ ہوتا تو شاید وہ مر چکا ہوتا۔ ذہن میں کوئی سوچ، کوئی خیال تک نہیں۔۔۔ تو جیسے کسی قبر میں تھا۔

فون کی گھنٹی اسے نہ چونکاتی تو شاید وہ یوں ہی بیٹھا رہتا۔ اس نے۔۔۔ سوچا۔ یہ ارجمند ہو گی۔ دل میں ایک تلخی سی ابھری۔ وہ کیوں اس۔۔۔ کرے۔۔۔؟ کئی گھنٹیوں کو اس نے نظرانداز کر دیا۔ پھر اندر سے کسی نے کہا۔

''اس میں بے چاری ارجمند کا کیا قصور۔۔۔؟''

اس نے ریسیور اٹھایا اور بڑی بے رخی سے کہا۔

''کیا بات ہے۔۔۔؟ کہا نا۔۔۔ کل پہنچ جاؤں گا۔''

جواب میں ساجد کی حیران سی آواز سنائی دی۔

''السلام علیکم چاچا۔۔۔''

اس نے سلام کا جواب دیا۔

اسی لمحے ریسیور سے حمیدہ کی آواز ابھری۔

''تو کیسا ہے پتر۔۔۔! نہ جانے کیوں دل بہت گھبرا رہا تھا میرا۔۔۔۔؟''

''بڑی خبر ہے اماں۔۔۔!'' وہ جیسے پھٹ پڑا۔ پہلی بار اپنے بوجھ میں کسی کو۔۔۔ کا موقع ملا تھا۔

''کیا ہوا پتر۔۔۔؟'' حمیدہ تو جیسے دہل گئی۔

''وہ اماں۔۔۔ وہ نور بانو۔۔۔ وہ چلی گئی۔۔۔!'' نہ جانے کیسے وہ یہ الفاظ ادا۔۔۔ کرنے لگا دل پر سے کوئی بھاری پتھر ہٹ گیا ہو۔

''ہائے۔۔۔ کب۔۔۔؟ یہ کیا ہوا۔۔۔؟''

''ابھی کچھ دیر پہلے مجھے پتا چلا ہے اماں۔۔۔ بلا زبیر بھائی سے میری بات کرا۔۔۔''

حمیدہ نے شاید ساجد کو زبیر کو بلانے کے لئے بھیجا۔ پھر جھجکتے ہوئے بولی۔

تب۔۔۔ کو اپنے بیٹے کا خیال آیا۔

''ہاں اماں۔۔۔! بچہ ہوا ہے۔۔۔ تمہارا پوتا۔۔۔! شاید وہ خیریت سے ہے۔''

''شاید کا مطلب۔۔۔؟ تجھے معلوم نہیں۔۔۔؟ تو نے پوچھا بھی نہیں۔۔۔؟''

۔۔۔ لہجے میں صدمہ تھا۔

''وہ۔۔۔ اماں۔۔۔ نور بانو کی خبر نے۔۔۔''

''کیسا ناشکرا ہے تو۔۔۔؟'' حمیدہ نے بہت خفا ہو کر کہا۔

''اتنی بڑی نعمت۔۔۔ اور تو کہتا ہے شاید۔۔۔۔؟''

''میں نے شکر ادا کیا تھا اماں۔۔۔! پر نور بانو۔۔۔۔''

''تو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے کہ اللہ کی طرف سے وقت مقرر ہے ہر کسی۔۔۔ غم اپنی جگہ۔۔۔ پر بندے کو ناشکری تو نہیں کرنی چاہئے۔''

''بے شک۔۔۔ اماں۔۔۔! لیکن غم بھی تو فطری ہے۔''

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"لے ...... زبیر سے بات کر ...... اور ہاں ...... ایبٹ آباد کا نمبر ساجد کو ...... میں ارجمند سے بات کروں گی۔ پتا نہیں ...... کیا گزر رہی ہوگی
عبدالحق نے زبیر کو صورت حال بتائی۔
"صبح دس بجے کی فلائٹ ہے میری ......!" اس نے کہا۔
"دو تین بجے سے پہلے نہیں پہنچ سکوں گا۔"
"آپ فکر نہ کریں کاکا ......! ہم تو ابھی کچھ دیر میں ہی روانہ ہو جائیں گے۔"
عبدالحق نے ساجد کو ایبٹ آباد کا فون نمبر لکھوا دیا۔
اب وہ تھا اور تنہائی تھی۔

❁❁❁

گھر میں روانگی کا سامان ہو رہا تھا۔ حمیدہ نے ساجد سے ایبٹ آباد فون ملوایا۔
"یہ سب کیا ہو گیا ارجی ......؟" اس نے ارجمند کی آواز سنتے ہی کہا۔
"بس ...... دادی اماں ......! اللہ کی مرضی ......!"
"تو نے ہمیں فون بھی نہیں کیا ......؟"
"کسی کو کچھ بتانے کا موقع ہی نہیں ملا دادی اماں ......! میری [illegible] بہت خراب تھی۔ میرا ابھی آپریشن ہوا ہے۔"
یہ سن کر حمیدہ اور وحشت زدہ ہو گئی۔
"تجھے کیا ہوا ......؟"
"بس اماں ......! پیٹ کا معاملہ تھا ...... آج ہی تو مجھے ہوش آیا ہے تو [illegible] کو فون کیا۔ ابھی تو میں چل پھر بھی نہیں سکتی۔"
"فکر مت کر ......! ہم آ رہے ہیں۔"
یہ سن کر ارجمند کی ڈھارس بندھی۔
"اور بچہ کیسا ہے ......؟"
"بالکل ٹھیک ......! اور صحت مند ...... الحمد للہ ......! کیسا ہے ......؟"

"[illegible] کیسے ہو ......"
"[illegible] تو پریشان نہ ہو ...... ہم آ رہے ہیں۔ اپنا خیال رکھنا۔ کوئی ہے یہاں [illegible]"
"ہاں ...... بہت اچھی خدمت گزار عورت ہے۔ وہ نہ ہوتی تو خدا جانے کیا [illegible]"
"اللہ کا شکر ہے ......!"
حمیدہ نے ریسیور رکھا اور رابعہ سے بولی۔
"یہ اتنی تیاریاں کیسی ...... بس چل دو اب ......!"
"کاکا نے بتایا ہے کہ وہاں سردی ہوگی اماں ......!"
"کچھ بھی ہو ...... جلدی کرو ......!" حمیدہ نے کہا۔
"میری بچی جانے کس حال میں ہوگی ......؟"

❁❁❁

[illegible] اور یہ تنہائی تھی۔ تنہائی عبدالحق کو ہمیشہ بہت اچھی لگتی تھی۔ تنہائی میں سوچنے کا موقع ملتا تھا۔ اللہ کے بارے میں، زندگی کے بارے میں، اللہ کی [illegible] نعمتوں کے بارے میں۔ تنہائی میں قرآن پڑھنے اور غور کرنے کا لطف ہی [illegible] تھا۔ تنہائی میسر ہوتی تو اسے نماز میں حضوری کا احساس ہوتا۔
لیکن یہ وہ تنہائی نہیں تھی۔ اس میں تو اسے لگ رہا تھا کہ وہ اندر سے مر گیا ہے۔ ذہن میں تو [illegible] بانو کے خیال اور اس کی یادوں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔
عجیب بات یہ تھی کہ [illegible] بانو کی بس ایک یاد اس کے ساتھ تھی ...... جب وہ دلی میں کوٹھے پر بیٹھ کر اس کی قرآن کی تلاوت سنتا تھا۔ یا پھر وہ رات جب وہ چھت پر سورۃ الملک کی تلاوت کر رہی تھی۔ جس رات اللہ نے اسے ایمان عطا فرمایا تھا۔
بس وہی دو یادیں تھیں اس کے پاس۔ حالانکہ اس کے بعد ایک طویل ساتھ تھا اس کا۔ لیکن وہ جیسے بھولے ہوئے ایک خواب جیسا تھا۔ جیسے کچھ چھوٹے [illegible] گرفت میں آتے آتے ذہن کی انگلیوں سے پھسل جائیں۔
وہ اس پر غور کرتا رہا کہ ایسا کیوں ہے ......؟ اس کا دماغ شل ہو رہا تھا۔ وہ

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

عجیب غم تھا۔ قطرہ قطرہ جیسے دل میں ٹپک رہا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ وہ میں ذرا
تو کیا ہوگا......؟ ابھی وہ کم از کم سوچ تو سکتا ہے۔ کیا اس کے بعد وہ سوچ بھی نہیں
گا......؟

ان دو یادوں کے حوالے سے سوچتے ہوئے اسے خیال آیا کہ وہ اس لیے تھے ہی اہم ترین۔ انہوں نے ہی تو اس کی زندگی کا رُخ بدلا تھا۔ آج وہ جو کچھ تھا، انہی لمحوں کی بدولت تھا۔ ورنہ گمراہی میں ہوتا۔

نور بانو کا اس پر بڑا احسان تھا۔

آنسو اس طرح اُمنڈ کر آئے کہ اس کے لیے انہیں روکنا ناممکن ہو گیا۔ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو دیا اور اس تنہائی میں کوئی اس کے آنسو پونچھنے اسے دلاسہ دینے والا نہیں تھا۔ اس احساس نے آنسوؤں کو اور مہمیز کر دیا۔

زندگی میں پہلی بار وہ خود ترسی میں مبتلا ہو رہا تھا۔

"یہ سب کیا ہے......؟" اس نے سوچا۔

"میں اکیلا یہاں غم کر رہا ہوں اس کا۔ کوئی پرسہ دینے والا بھی نہیں اور وہ خود وہاں ایبٹ آباد میں۔ پردیس میں کسمپرسی کے عالم میں مر گئی۔ اسے وہاں کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ وہاں صرف ارجمند تھی اور وہ خود بھی ہوش میں نہیں وہ خود بیمار تھی۔ اس کا اپنا آپریشن ہونا تھا۔"

اس نے ایبٹ آباد کی اس صورتِ حال کا تصور کیا اور دہل کر رہ گیا۔

دو عورتیں بیمار ہوں، اور اسپتال لے جائی جائیں...... اور وہاں ان کے دو ملازموں کے سوا کوئی نہ ہو...... وہ تو اس سے بھی مہیب تنہائی ہوگی...... جس [illegible] وقت یہاں بیٹھا گلہ کر رہا ہے۔

"اور وہ ان ملازموں کی ذمہ داری نہیں تھی۔ انہوں نے تو وفاداری کی [illegible] دی۔ وہ تو اس کے اور سب لوگوں کے محسن ہیں۔ انہوں نے اپنی بساط سے بڑھ کر [illegible] کیا۔ ان کا احسان تو وہ کبھی نہیں اتار سکتا۔"

"اور یہ کیسا المیہ ہے کہ وہ دونوں اسپتال میں ہوں گی۔ اسپتال کے لوگ سمجھ رہے ہوں گے......؟ کہ ان کا کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ان کا شوہر...... ان کے

[illegible] کوئی نہیں ...؟ اور ان لوگوں نے ان کے بارے میں کیا رائے قائم کی ہوگی ...؟ ان کے بارے میں بھی اور ہمارے بارے میں بھی...... ان کی بھی [illegible] ان کا بھی احسان [illegible] انہوں نے تو لاوارثوں کی مدد کی۔"

"لیکن یہ سب ہوا کیوں ...؟ اگر وہ لاہور میں ہوتیں تو پورا گھر ان کے ساتھ ہوتا۔ وہ اس طرح اکیلی نہ ہوتیں۔ بے چارے ملازموں کے لیے بھی آزمائش [illegible] ... تو وہ ان کے ساتھ ہوتا۔ عارف بھائی اور بھابی بھی [illegible]"

"یہ سب ہوا کیوں ...؟"

جواب سامنے تھا۔ لیکن وہ اس سے نظریں چرانا چاہتا تھا۔ یہ الگ بات کہ [illegible] ممکن نہیں تھا۔ اس کا سبب خود نور بانو تھی۔ اس کی وہ جاہلانہ منت جس کی وجہ سے [illegible] نے خود کو اکیلا کر لیا۔ ورنہ وہ وقتاً فوقتاً وہاں جاتا رہتا اور آخر میں چھٹیاں لے کر خود [illegible] لیکن نور بانو نے ایسا نہیں ہونے دیا۔

اسے نور بانو کی ہوئی اپنی آخری فون کال یاد آئی۔ اس نے ٹھیک محسوس کیا [illegible] ہوئے بڑی اذیت میں تھی اور اس نے یہ بھی سچ بتایا تھا کہ [illegible] طبیعت بہت خراب ہے۔ لیکن اس نے اپنی طبیعت کے بارے میں کچھ نہیں [illegible] فون کاٹ دیا۔

شاید اس لیے کہ اس کے بعد وہ اپنی اذیت نہ چھپا پاتی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر [illegible] اپنی طبیعت کے بارے میں بتایا تو وہ منت کو نظر انداز کر کے فوراً ایبٹ آباد پہنچ [illegible] ایبٹ آباد پہنچ جاتا تو شاید......

اس کے اندر سے کسی نے سختی سے اسے ٹوک دیا۔

"سب اللہ کی طرف سے ہے اور کچھ مقرر ہے۔"

اس کے جسم میں تنبیہی تھرتھری سی دوڑ گئی۔ لیکن غم کی وجہ سے وہ تنبیہ اس تک [illegible] سکی۔

"بے شک ... لیکن اس صورت میں ان کی کسمپرسی کا یہ عالم تو نہ ہوتا۔" وہ [illegible]

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"اور میرے ضمیر پر اتنا بوجھ بھی نہ ہوتا۔ اور یہ بوجھ تو وہ ہے جس سے کبھی چھٹکارہ نہیں پا سکوں گا۔ میں اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر سکا۔"

لیکن سوچوں کا دھارا کہاں رُکتا ہے۔ کوئی ساتھ ہوتا تو شاید دھیان بٹ جاتا۔ اس وقت اس تنہائی میں وہ اپنی بپھری ہوئی سوچوں کے دریا کے سامنے بند نہیں باندھ سکتا تھا۔

"میں وہاں ہوتا تو آخری بار اسے دیکھ تو لیتا۔"

اس خیال نے کچھ اور دروازے کھول دیے۔ اسے پہلی بار احساس ہوا اس نے تو نور بانو کو کئی ماہ سے نہیں دیکھا۔

"آخری بار..... آخری بار کب دیکھا تھا اسے.....؟" یہ یاد کرنے کے لئے اسے ذہن پر زور دینا پڑا۔

اس روز جب وہ لاہور سے کراچی کے لئے روانہ ہو رہا تھا اور اس بات کو کم از کم نو ماہ تو ہو گئے۔

"یہ کیسی بدنصیبی ہے.....؟ کتنی بڑی بدبختی..... اور وہ بھی اپنی [illegible] ہوئی..... وہ نور بانو کی منت کیا رنگ لائی.....؟"

لاحاصل تو نہیں..... اسے بیٹا تو مل گیا۔

"یہ تو اللہ کی دین ہے..... یا اس منت کا صلہ.....! کیا اس منت کے بغیر اسے بیٹا نہ ملتا.....؟"

غم سے نڈھال ذہن کوئی فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔

"نور بانو نے بڑا ظلم کیا..... اپنے ساتھ بھی اور میرے ساتھ بھی بچے کے ساتھ بھی..... کتنا اچھا ہوتا کہ میں اس کے کان میں اذان دیتا..... میں [illegible] میں اسے بتاتا کہ اس کو اللہ نے کتنا بڑا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ وہ اپنی نسل کا پہلا فرد ہے جو ایمان کے ساتھ پیدا ہوا ہے..... خالص مسلم..... اور میں بتاتا کہ اس پر کتنی بڑی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ وہ آسانیوں کے ساتھ راہِ حق پر پیدا ہوا ہے۔"

"نہ جانے کس نے اذان دی ہوگی اس کے کان میں.....؟"

اسے نور بانو پر غصہ آنے لگا۔

"[illegible] اس دنیا میں بھی نہیں رہا..... اس پر غصہ.....؟" اس کے اندر کسی نے ٹوکا۔

[illegible] اتنا سوچ سکا کہ اس غصے کا رخ تبدیل کرتا ہے۔ غم کے ساتھ، احساسِ [illegible] کے ساتھ اس غصے پر قابو پانا اس کے لئے ممکن نہیں تھا۔

ایسے میں اسے ارجمند کا خیال آگیا۔

"[illegible] سکتی تھی نور بانو کو..... وہ اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیتی تو [illegible] منت نہ ہوتی..... اور یہ ارجمند کا حق تھا۔"

"[illegible] تمہارا تو یہ فرض تھا۔" اندر سے کسی نے اسے ڈانٹا۔ "تم نے اسے کیوں اجازت دی.....؟ سب سے بڑھ کر تم اسے روک سکتے تھے۔"

"نہیں..... میں اس کی کوئی بات کب ٹالتا تھا.....؟ میں کہاں روک سکتا تھا [illegible]"

"تو پھر [illegible] پر اپنا بوجھ کیوں ڈالتے ہو.....؟"

[illegible] تھا کہ مزید بوجھ اٹھانے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

"اماں [illegible] سکتی تھیں اسے.....!" اس نے بچوں کی طرح ضد کی۔

"[illegible] تم نے تو اسے اماں کی اجازت کے بغیر ہی بھیج دیا..... اماں سے پوچھا تک نہیں..... اماں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ پہلا بچہ ہے..... یہ بے احتیاطی نہیں کرنی چاہئے تھی۔"

"تو اماں [illegible] میں اس کے پاس جا سکتی تھیں۔ ان پر تو منت کی پابندی نہیں تھی۔"

"اماں بیمار نہ ہوئی ہوتیں تو ضرور جاتیں۔ وہ تو بیماری کے باوجود جانے کے لئے تیار تھیں اور تمہیں انہوں نے حکم دیا تھا ایبٹ آباد جانے کا.....؟"

"اس روز مجھے حادثہ پیش آگیا۔"

"تو پھر مان لو کہ یہ سب مشیت ہے۔"

"ارجمند چاہتی تو روک سکتی تھی۔" وہ ارجمند پر ذمہ داری تھوپنے پر تلا ہوا

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

تھا۔

"تم نور بانو کو نہیں روک سکے تو ارجمند کیسے روک لیتی.....؟"

"میں تو محبت سے مجبور تھا۔ میں نے تو اس کے کہنے پر نہ چاہتے ہوئے دوسری شادی کر لی۔"

"ارجمند بھی نور بانو سے محبت کرتی تھی۔"

"جیسی محبت میں کرتا تھا، ویسی تو کوئی کر ہی نہیں سکتا۔"

"جانتے بھی ہو محبت کو...؟ محبت کرنے والے پر بڑی بھاری ذمہ داری ہوتی ہے۔ محبوب کو ہر نقصان سے بچانا، اس کو خود اس سے بچانا، محبت کوئی آسان ہے...؟ محبت صرف سر تسلیم خم کرنا نہیں، محبت میں سختی بھی کرنی پڑتی ہے... تمہیں محبت کا.....؟ لیکن تم محبت کو سمجھتے ہی نہیں... غلط فیصلے سے محبوب کو روکنا پڑتا ہے۔ غلط بات پر سر جھکانا محبت نہیں۔"

عبدالحق کو بہت بری طرح سے بکھر جانے احساس ہوا۔ ہر الزام کا رخ اس کی طرف تھا۔ وہ گھبرا کر اٹھا اور وضو کے لئے چلا گیا۔ کم از کم وہ نور بانو کے لئے سورۂ بقرہ تو پڑھ لے۔

وہ قرآن لے کر بیٹھا اور سورہ بقرہ کی تلاوت شروع کی۔ دل غم سے بوجھل تھا۔ اس لئے وہ ارتکاز سے محروم تھا۔ لیکن آیت نمبر 155 پر وہ ٹھٹک گیا۔ پھر آیت 156 اور 157 بھی اس نے دھیان سے پڑی۔

اگر چہ وہ مفہوم سمجھ رہا تھا پھر بھی اس نے ترجمے پر نظر ڈالی اور تینوں آیات کئی بار پڑھا۔

"اور ضرور آزمائیں گے ہم تم کو کسی قدر خوف اور بھوک سے اور (جتلا کر کے) نقصان میں مال و جان کے اور آمدنیوں کے.....اور خوش خبری دو صبر کرنے والوں کو۔"

(سورۂ بقرہ، آیت: ۱۵۵)

"وہ (صبر کرنے والے) کہ جب پہنچتی ہے انہیں کوئی مصیبت تو کہتے ہیں بے شک...! ہم اللہ ہی کے ہیں اور بے شک... انہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

(سورۂ بقرہ، آیت: ۱۵۶)

"یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر ہیں عنایتیں ان کے رب کی اور رحمتیں بھی اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔"

(سورۂ بقرہ، آیت: ۱۵۷)

وہ آگے پڑھنا بھول گیا۔ وہیں ٹھہر گیا۔ جسم میں تھرتھری سی دوڑ رہی تھی۔ [illegible] یاد آتے آتے رہ جاتا تھا۔ پوری طرح یاد نہیں آ رہا تھا۔ اس نے [illegible] آیت پر [illegible]

"آزمائش کے بعد صبر کرنے والوں کے لئے خوش خبری...!"

"[illegible] ہے سب اللہ کی عطا ہے۔ بندے کی کمائی نہیں.....اس کا حق نہیں..... [illegible] عنایت ہے۔ سکون اور عافیت، رزق، مال اور دنیاوی پوزیشن، اہل و عیال اور [illegible] اللہ کی چیز، جب چاہے واپس لے لے۔ خود اپنی زندگی [illegible] جس سے سب کچھ ہے... کچھ کمی واقع ہو جائے، کچھ چھن جائے [illegible] بیٹھ جائے تو اس کی جہالت..... اور اس جہالت کا نتیجہ [illegible] آخرت کی خرابی۔"

[illegible]

"[illegible] نقصان...؟"

"اللہ نے سب کچھ دیا۔ اس کا کرم..... لیکن نقصان کے ذریعے آزمائش کی [illegible] بہت بڑی رحمت..... بندہ بھول جاتا ہے کہ وہ سب کچھ اللہ کا دیا ہوا ہے اور وہ جب چاہے اس میں کمی کر دے..... اور جب چاہے واپس لے لے..... تو اس آزمائش سے اللہ بندے کو یاد دلاتا ہے کہ اس کا کچھ بھی اپنا نہیں..... سب اللہ کا ہے..... اور ہر کمی بیشی، ہر نفع و نقصان اللہ کی طرف سے ہے۔ وہ یاد دلاتا ہے تا کہ بندہ اس سے رجوع کرے۔ آخرت کو یاد کرے۔ یاد کرے کہ وہ خود بھی اللہ کا ہے اور مقررہ وقت پر اسے بھی لوٹ کر اللہ کے پاس جانا ہے۔ جہاں اس کے اعمال کا حساب ہوگا۔"

"آزمائش اس لئے ہے کہ بندہ رحمت سے استفادہ کرنے اور اللہ سے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

رجوع کرنے کے بجائے شکایت لے کر بیٹھ جائے ...... اللہ نے فرمایا...... خوش خبری صبر کرنے والوں کو......!"

"اور صبر بندے میں کہاں......؟ وہ تو غم کرنے والا ہے۔ صبر تو نوید وصف ہے...... تو اللہ نے اپنے مجبور اور بے بس بندوں کو کلمۂ صبر عطا فرمایا۔

"انا للہ وانا الیہ راجعون......!"

کہ وہ کہے......!

"بے شک...... ! ہم اللہ ہی کے ہیں اور بے شک...... ! ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

میں نے خبر سنتے ہی "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہا تھا۔"

عبدالحق نے سوچا۔

"پھر مجھے صبر کیوں نہیں آیا......؟ کوئی خرابی تو ہے مجھ میں......؟"

"صرف زبان سے کہہ دینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ دل کی، روح کی زبان سے کہا جائے تو یقیناً قرار آئے گا۔ یوں تو ہر شخص کلمۂ شہادت پڑھتا ہے۔ گواہی دیتا ہے۔ لیکن اس کے عمل سے تو شہادت ثابت نہیں ہوتی۔ زبان سے کہی بات فوراً ہی محو ہو جاتی ہے۔ دل میں، روح میں اترے تو بات بنتی ہے۔"

عبدالحق نے دل کی گہرائی سے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا۔ وہ شرم سے بے حال تھا۔ آزمائش آئی تو وہ کس قدر ناکام ثابت ہوا۔ کتنے خسارے کا سودا کر لیا اس نے۔ وہ جانتا تھا کہ موت اللہ کا حکم ہے۔ وقت مقرر ہے۔ لیکن...... محبوب بیوی کی موت پر کیسے دوسروں کو ذمہ دار ٹھہرا رہا تھا......؟

ارے......! اگر اس نے خود بھی نور بانو کو روک لیا ہوتا تو کیا اس کی موت ٹل سکتی تھی......؟ ہرگز نہیں......!

ذرا دیر میں وہ پسینے پسینے ہو گیا۔

"آدمی تو ایسا ہی ہے...... ہر لمحہ خود کو خسارے میں ڈالنے والا۔"

اور قرآن...... اللہ کا کلام کتنی بڑی نعمت ہے۔ ابھی اگر اسے قرآن پڑھنے کا خیال نہیں آتا تو کیا ہوتا اس کا......؟

"یہ بھی اللہ کی رحمت ہے۔" اس نے سوچا۔

"اللہ تو ہر طرح سے اپنے بندوں کی بہتری کے لئے ان کی رہنمائی فرماتا ہے۔ مگر کم لوگ اس کے باوجود بچ نہیں پاتے۔ سچ یہ ہے کہ اس وقت اللہ نے مجھے [illegible] لیا۔"

اس نے آگے پڑھنا شروع کیا۔ سورۂ بقرہ پڑھنے کے بعد اس نے نور بانو کے لئے دعا کی۔ اس کا دل بھر آیا۔ لیکن اس بار اس نے آنسوؤں کو آنکھوں تک نہیں [illegible]! وہ کم از کم صبر کی کوشش تو کر سکتا ہے۔

[illegible] ہے صبر کا......؟ عنایتیں رب کی...... اور رحمتیں اور پھر [illegible] آدمی کوشش تو کرے...... اور کوشش کرنے میں [illegible]! اور اللہ چاہے تو کوشش کو کامیاب کر دے اور چاہے تو ناکام [illegible]

قرآن کے بعد وہ نوافل پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ اب وہ خود کو کچھ سوچنے کا موقع [illegible] سب سے پہلے اس نے بیٹے کی پیدائش پر شکر کے نفل پڑھے۔ [illegible] بہت لمبی رات تھی۔ اس کے دکھ اور تنہائی نے اس رات کی طوالت کو [illegible] بڑھا دیا۔ اسے تو بس فجر کا انتظار تھا۔ نوافل پڑھتے ہوئے اسے [illegible] وہ استغفار کرنے لگا۔

فجر کی اذان ہوئی تو اسے سکون کا احساس ہوا۔ رات بالآخر گزر گئی تھی۔

نماز کے بعد وہ اپنا سوٹ کیس بھرنے میں مصروف ہو گیا۔

اچانک اسے خیال آیا کہ اسے کلکٹر صاحب کو بھی مطلع کرنا ہوگا۔ اسٹیشن چھوڑنے کی اجازت لینا ہوگی۔ پھر چھٹی کا مسئلہ بھی ہوگا۔

وہ دفتر فون کرنے والا تھا کہ یاد آیا۔ یہ اتوار کا دن ہے۔ اس نے ڈائری میں سے کلکٹر صاحب کے گھر کا فون نمبر نکالا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ کوئی آسان مرحلہ نہیں ہوگا۔

خاصی دیر کے بعد دوسری طرف سے فون اٹھایا گیا۔ فون ریسیو کرنے والی یقیناً کوئی ملازمہ تھی۔

"صاحب سے بات کراؤ میری.....!" عبدالحق نے تحکمانہ لہجے میں [illegible]
وہ جانتا تھا کہ اس وقت اس لہجے کی ضرورت تھی۔

"صاحب تو سو رہے ہیں۔" جواب اس کی توقع کے عین مطابق تھا۔

"تو انہیں جگا دو...... بہت ضروری بات ہے۔"

"میں نہیں جگا سکتی۔ صاحب بہت ناراض ہوں گے۔" ملازمہ کے [illegible]
خوف تھا۔

"اور نہیں جگاؤ گی تو یقین کرو...... شاید نوکری سے ہی نکال دی [illegible]

"لیکن صاحب......!" ملازمہ اس دھمکی کے باوجود ہچکچا رہی تھی۔

"میں تم سے کہہ رہا ہوں نا......! تمہاری بھلائی اسی میں ہے۔"

"اچھا...... میں کوشش کرتی ہوں۔ آپ کا نام......؟"

"کہنا...... عبدالحق کا فون ہے۔"

اسے کوئی پانچ منٹ انتظار کرنا پڑا۔ لیکن وہ اس کے لیے ایک [illegible]
تھا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ اسے اس بات کا یقین بھی نہیں تھا کہ ملازمہ [illegible]
کو جگانے کی کوشش بھی کرے گی۔ زیادہ امکان یہی تھا کہ وہ بغیر کوشش [illegible]
اُٹھانے میں ناکامی کا اعتراف کرے گی۔ بڑے لوگوں کے ملازم ایسے ہی
ہیں۔

ایسا ہوا تو اسے خود کلکٹر صاحب کے گھر جانا پڑے گا۔ اس نے [illegible]
وقت دیکھا۔ آٹھ بجنے والے تھے۔ وقت اس کے پاس زیادہ نہیں تھا۔ [illegible]
ایئرپورٹ پہنچنا۔

اسی لمحے فون پر کلکٹر صاحب کی آواز ابھری۔

"کیا بات ہے عبدالحق......! خیریت تو ہے......؟"

اس کا پہلا ردِعمل یہ تھا کہ اس نے سکون کی سانس لی۔ وہ یہ بھی بھول [illegible]
کس صورتِ حال سے دوچار ہے۔

اس نے کلکٹر صاحب کو نور بانو کے انتقال کے بارے میں بتایا۔

"مجھے دلی افسوس ہے عبدالحق......!" کلکٹر صاحب نے کہا۔

"[illegible]"

[illegible] جناب [illegible] آپ سے اجازت لینا ضروری تھا۔ اس لیے بے [illegible]

"بہت [illegible] کی بات نہیں [illegible] لیکن تم لاہور پہنچ کر فون کر دیتے تو بھی کوئی [illegible]

[illegible] آباد جا رہا ہوں جناب......! میری بیوی کا [illegible]

"[illegible] ہے نا......؟"

"جی [illegible]"

"تم [illegible]...... مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے۔ تم غیر ضروری طور پر [illegible] فیصلہ میں نے تم پر چھوڑا۔"

"[illegible] جناب......" عبدالحق نے کہا۔

[illegible] تھا۔

❁❁❁

[illegible] بجے صبح ایبٹ آباد پہنچ گئے تھے۔

[illegible] دیکھ کر بہت حیران تھی۔ وہ سب نور بانو سے بہت مختلف [illegible] والے لوگ۔ اور اس کی ساس تو اسے بہت ہی [illegible] سے بنایا تھا۔

[illegible] کے گرد جمع ہو گئے۔ ان کے ساتھ جو مرد تھا، وہ [illegible] بوڑھی خاتون اس کا ہاتھ تھام کر اسے کمرے میں لے آئی۔

"[illegible] زبیر......! کیسا چاچا ہے تو......؟" اس نے محبت [illegible] کرتے ہوئے کہا۔

[illegible] اللہ نے دوسری زندگی دی ہے اسے۔" یہ کہتے ہوئے اس کی [illegible]

[illegible] بچے کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کے انداز میں ایسی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

محبت تھی کہ رشیدہ نے کہیں نہیں دیکھی تھی۔ بچہ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ [illegible] تھا۔ اتنی سی دیر میں اسے اتنا پیار کیا گیا کہ اس کے رخسار سرخ ہو گئے۔

ایک لڑکا تھا، پندرہ سولہ سال کا..... وہ تو بچے کو پنگھوڑے میں [illegible] لئے تیار ہی نہیں تھا۔ وہ بار بار ارجمند سے کہتا۔

"چاچی..... اللہ نے مجھے بھائی دے دیا..... !"

رشیدہ کا خیال تھا کہ اسے ان میں سے کوئی پوچھے بھی نہیں۔ [illegible] خیال غلط ثابت ہو گیا۔ بچے کو پنگھوڑے میں لٹانے کے بعد بوڑھی عورت [illegible] پاس آئی۔

"تو تم ہو جس نے میری بہو کا اتنا خیال رکھا..... ؟" وہ بولی تو [illegible] میں احسان مندی تھی۔

"نام کیا ہے تمہارا..... ؟"

"جی رشیدہ.....! اور یہ میری بیٹی آسیہ..... اور بڑی بیگم صا[illegible] میرا کام تھا..... نوکر ہوں میں آپ لوگوں کی۔"

"نوکری میں کوئی اتنا خیال نہیں رکھتا رشیدہ.....! خیال تو محبت [illegible] ہے۔" عورت نے مشفقانہ لہجے میں کہا۔

"اور سنو بیٹی.....! میں بیگم صاحب نہیں..... میں تو بس اماں [illegible] اماں..... سب کی..... تمہارا تو خاص احسان ہے ہم سب پر..... یہاں [illegible] ہماری بچیوں کو پوچھنے والا کون تھا..... ؟ تم نے خدمت کی ان کی۔ اب ایک [illegible] واپس بلا لیا۔ اس کی مرضی.....!" یہ کہتے کہتے اس کی آواز رندھ گئی۔

"میں تو آپ لوگوں کی خادم ہوں اماں.....!" رشیدہ نے کہا۔

"میرے ساتھ چلو.....! مجھے بتاؤ تو..... ہو کیا..... ؟"

رشیدہ دونوں بوڑھی عورتوں کے ساتھ دوسرے کمرے میں چلی گ[illegible] احساس ہو گیا تھا کہ اب اسے بہت محتاط رہنا ہے۔ کم بولنا ہے، اور بہت [illegible] بولنا تھا۔ آسیہ کو اس نے پہلے ہی سمجھا دیا تھا۔ وہ ویسے بھی بہت کم بولتی تھی۔

حمیدہ صفیہ کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی۔

"[illegible] یہاں بیٹھو [illegible]" اس نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے [illegible] سے کہا۔

رشیدہ نے دل میں سوچا۔

"یہ تو بالکل بی بی صاحب جیسی ہیں۔"

"شکریہ اماں [illegible]"

"[illegible] کیا ہوا تھا [illegible] ؟"

"[illegible] ٹھیک تھا اماں [illegible] بس اچانک ایک ساتھ سب کچھ گڑبڑ ہو گیا۔"

حمیدہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ رشیدہ کو اس کی نگاہیں اپنے آر پار ہوتی [illegible] رہی تھیں۔

"جس رات بیگم صاحب کی حالت خراب ہوئی، بی بی صاحب بھی اسی رات، اسی [illegible] بیگم صاحب کا تو کیس بہت بگڑ گیا تھا۔ حالت بی بی صاحب کی بھی اچھی [illegible] اللہ پاک نے کرم فرمایا اماں جی [illegible] !"

"[illegible] اس کا کرم ہے۔"

"[illegible] سب ہوا [illegible] ؟"

رشیدہ نے [illegible] دل میں حساب لگایا۔ پھر بولی۔

"[illegible] اماں جی"

"[illegible]"

"[illegible] کے وقت [illegible]" رشیدہ نے جھجکے بغیر کہا۔

"اللہ کا شکر [illegible] کی نعمت [illegible] !" حمیدہ نے چہرہ چھت کی طرف کرتے [illegible] کہا۔ پھر اچانک بولی۔

"یہ بچہ تو ارجمند کا ہے نا..... ؟"

رشیدہ نے بہت تیزی سے خود کو سنبھالا۔ یہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی [illegible] تھا کہ اس طرح کا سوال کیا جائے گا [illegible] ! بس اللہ کی رحمت تھی کہ اس کی حیرت [illegible] نہیں ہوئی۔ ایک بار تو اس کا جی چاہا کہ سچ بول دے۔ لیکن بی بی صاحب سے کیا [illegible] کیا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"یہ آپ نے کیسے سوچا اماں جی..... ! بچہ تو بیگم صاحبہ کا ہے۔"

حمیدہ کے چہرے پر مایوسی کا بے ساختہ تاثر ابھرا۔

"ایسے ہی منہ سے نکل گیا۔ وہ میں نے دونوں کو دیکھا ہی نہیں ہے..... نور بانو ضد کر کے یہاں چلی آئی۔ میں لاہور میں نہیں تھی۔ ورنہ روک لیتی۔ خیر..... اللہ کی مرضی میں کس کا دخل.....؟"

رشیدہ نے چپ رہنے میں ہی عافیت جانی۔

"ارجی کو کیا ہوا تھا.....؟"

"پیٹ کی کوئی تکلیف تھی اماں جی..... ! ڈاکٹر پتا نہیں کیا [illegible] بیماری کا..... مجھے تو سمجھ نہیں آیا۔"

"یہ ڈاکٹر تو ایسے ہی باتیں کرتے ہیں۔ بڑے بڑے نام [illegible] چھوٹی سی بیماری کا۔"

"چھوٹی بات نہیں تھی اماں جی..... ! آپ نے دیکھی نہیں [illegible] حالت.....؟"

"دیکھی ہے..... یہ ڈاکٹر بیماری بھی بڑھا دیتے ہیں بندے کی۔"

"پتا نہیں اماں جی.....!"

صفیہ اب تک خاموش تھی۔ اس نے پوچھا۔

"نور بانو کی لاش کہاں ہے رشیدہ.....؟"

"وہ جی..... اسپتال کے مردہ خانے میں رکھوا دی تھی۔ ورنہ [illegible] جاتا۔ آپ لوگوں کی غیر موجودگی میں دفناتے تو یہ ظلم ہوتا۔"

"آدمی اپنے لئے کیا کیا کر لیتا ہے.....؟ اللہ جی تو پھر بھی رحم [illegible]"

حمیدہ خود کلامی کے انداز میں بڑبڑائی۔

رشیدہ کو اس سے ڈر لگنے لگا۔ نہ جانے کیوں اسے لگ رہا تھا کہ [illegible] جانتی ہیں۔

"اب دیکھو..... یہاں نوکر ذمہ دار نہ ہوتے تو کوئی صورت بھی [illegible] اور دفن ہو جاتی۔"

"واقعی..... انجلین آپا..... ! جس کی جہاں لکھی ہوتی ہے، وہ خود وہیں جا پہنچتا [illegible]"

[illegible] صفیہ نے کہا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو آپا.....!" حمیدہ نے کہا پھر وہ رشیدہ کی طرف مڑی۔

"ارجی کی بہت فکر کرنی ہے رشیدہ..... ! ہم جتنی جلدی واپس لاہور چلے [illegible] وہی بہتر ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں۔ میں ہر طرح سے خیال رکھ رہی ہوں اماں جی.....! پ[illegible] کے قابل ہونے میں تو کچھ دن لگیں گے انہیں۔"

"ہاں..... ایسا تو ہے۔" حمیدہ نے گہری سانس لے کر کہا۔

⊛⊛⊛

[illegible] سے بات کر رہا تھا۔ نوریز اور وہ ایک دوسرے سے خوب [illegible]

"بڑے صاحب آپ آئیں گے صاحب جی.....؟" نوریز نے اس سے [illegible]

"[illegible] بیٹھ چکے ہیں نوریز..... ! دو بجے تک پہنچ جائیں گے۔" [illegible] نے بتایا۔

"[illegible] یہ سب کیسے ہوا.....؟"

"[illegible] صاحب جی..... ! بس قیامت کی رات تھی وہ..... چھوٹی بی [illegible] کی حالت خراب تھی۔" نوریز نے کہا۔

پھر اسے پوری تفصیل سنائی۔

[illegible] نے اس کا کندھا تھپتھپایا اور شفقت بھرے لہجے میں بولا۔

"میں سمجھ سکتا ہوں کہ تم پر کیا گزری ہوگی.....؟"

"بس صاحب جی..... اللہ نے کرم کیا..... ورنہ بیگم صاحبہ کو دفنانا پڑ جاتا۔ [illegible] کیا منہ دکھاتا بڑے صاحب کو.....؟"

[illegible] کو پہلی بار لاش کا خیال آیا۔

"لاش کہاں ہے.....؟"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''اسپتال کے مردہ خانے میں..... جب کہیں گے، لے آئیں گے۔''

زبیر سوچ میں پڑ گیا۔

''غسل وغیرہ بھی تو دینا ہوگا......؟''

''غسل تو دیا جا چکا صاحب جی...... !اب تو بس تدفین ہے۔''

زبیر اپنی کم علمی پر شرمندہ ہوگیا۔

''ابھی تو یہ بھی نہیں پتا کہ تدفین یہاں ہوگی یا لاہور میں [illegible]

کہا۔

''یہ فیصلہ تو کاکا ہی کریں گے۔''

''یہاں تدفین کے لئے زمین کا مسئلہ بھی ہوگا صاحب جی [illegible]

کچھ بندوبست کرنا ہوگا۔''

''میں نے کہا نا...... ابھی تو یہ بھی پتا نہیں کہ تدفین کہاں ہوگی [illegible]

''سر جی......! زمین کا مسئلہ ہوا تو بریگیڈیئر صاحب سے بات [illegible]

گا......!''

''کون بریگیڈیئر صاحب......؟''

''جن کی وجہ سے اسپتال والوں نے لاش رکھ لی۔''

''کاکا کو آنے دو...... !وہی فیصلہ کریں گے۔''

❁❁❁

عبدالحق پہنچا تو گھر بھرا ہوا تھا۔ پاس پڑوس کی عورتیں بھی آ چکی [illegible] نے آگے بڑھ کر اسے لپٹا لیا۔ خود پر قابو رکھنے کی کوشش کے باوجود وہ اپ[illegible] نہ روک سکا۔ اسی وقت صفیہ نے اس کے بیٹے کو لا کر اس کی گود میں دے دیا۔

اس نے بچے کو بہت غور سے دیکھا اور حیران رہ گیا۔ بچہ تو ہو بہو [illegible] تصویر تھا۔ اسے کیا کیا یاد آ گیا۔ نور بانو کو کتنی فکر تھی کہ بچہ اس کی طرح کا نہ [illegible] تھی۔

''میں تو واجبی صورت کی ہوں۔ بچہ آپ پر پڑے تو اچھا ہوگا۔''

اور اللہ نے اس کی سن لی تھی۔ وہ اس سے تو مشابہ نہیں تھا لیکن اس [illegible]

[illegible] بہت خوب صورت تھا۔

''یہ [illegible] ہے۔'' اس نے سوچا۔

''بچے [illegible] اور صورت [illegible]......؟''

اس کی آنکھ سے آنسو بچے کے چہرے پر گرا تو بچے نے جھرجھری سی لی۔ وہ [illegible] اس نے بڑی نرمی سے بچے کے چہرے سے انگلی کی مدد سے اس آنسو کو پونچھ [illegible] اپنی آنکھیں بھی پونچھ ڈالیں۔

[illegible] اس کے دل نے چپکے سے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر وہ [illegible] اس وقت اسے تنہائی کی ضرورت تھی۔ اسے اپنے بیٹے [illegible]

[illegible] نے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔ لیکن کسی نے اس کے پیچھے آنے کی [illegible] نہیں کی۔

[illegible] کے پیچھے کھڑے ہو کر اس نے بچے کے کانوں سے [illegible]

[illegible] بہت بڑی نعمت ہو میرے بیٹے......! مجھے بڑی تمنا تھی [illegible] تمہارے دادا اور میں، تمہارا باپ ...... ہم بہت [illegible] پیدا ہوئے لیکن اللہ نے ہمیں ہدایت سے نوازا...... [illegible] اس نے تم سے نوازا ہمیں...... ہماری روحانی ترقی کی [illegible] عطا فرمائی۔ تمہارے دادا کے ماں اور باپ دونوں [illegible] ایمان سے نوازا۔ میری ماں مشرک تھیں لیکن اللہ نے [illegible] عطا فرمایا تھا۔ تم ہماری خوش نصیبی کی تکمیل ہو کہ تمہارے ماں اور باپ دونوں مسلم ہیں۔ اب ان شاء اللہ تم سے ہماری نسل اللہ کی راہ پر چلے گی۔''

[illegible] وہ بچہ حیرت انگیز طور پر ٹکر ٹکر باپ کی صورت دیکھے جا رہا تھا۔

''سب کچھ اللہ کا ہے میرے بچے...... !اللہ کی طرف سے ہے۔ پہلی نعمت [illegible] سے لے کر موت تک سب اللہ کی طرف سے...... سب اللہ کا...... اور وہ جب جو [illegible] واپس لے لے۔ تم ماں سے محروم پیدا ہوئے کہ یہی اس کی مرضی تھی۔ تم

خوش نصیب ہو۔ مگر تم پر ذمہ داری بھی بڑی ہے۔ میں تمہارے لئے دُعا کرتا [illegible] سب کچھ اللہ کی مدد سے ہی ہوتا ہے۔ بندہ کچھ بھی تو نہیں کر سکتا۔''

وہ بچے کو واپس حمیدہ کے پاس لایا اور اسے سونپ دیا۔

''لو اماں......! یہ تو اصل میں تمہارا ہی ہے۔''

''اب ارجمند سے بھی مل لے پتر......! بہت کمزور ہو گئی ہے وہ [illegible] اُٹھنے کے قابل بھی نہیں۔'' حمیدہ نے اسے یاد دلایا۔

اسے حیرت بھی ہوئی اور شرمندگی بھی۔ اسے ارجمند کا خیال بھی نہیں [illegible] ارجمند نے اسے آتے دیکھا تو اٹھ کر بیٹھ گئی۔ عبدالحق نے اس کے [illegible] جواب دیا اور اس کے پاس بیٹھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔ ارجمند کا ہاتھ اسے [illegible] ہوا۔

''کیسی ہو ارجمند......؟''

''اللہ کا شکر ہے......! ٹھیک ہوں...... لیکن آپ سے شرمندہ ہوں۔''

''ارے نہیں......! اللہ کی مرضی میں کوئی کیا کر سکتا ہے......؟''

ارجمند نے اس کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا۔

''میں جانتی ہوں آغا جی......! کہ آپ کا غم...... آپ کا نقصان [illegible] ہے۔ اللہ آپ کو اس کا بہترین بدل عطا فرمائے۔''

عبدالحق نے دل میں سوچا۔

''نور بانو کا بدل کہاں ممکن ہے......؟''

''بس...... دُعا کرتی رہو میرے لئے......!'' اس نے آہستہ سے کہا۔

''اس وقت تو آغا جی......! مجھے آپ دُعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔''

ارجمند کے لہجے میں التجا تھی۔

''تم جانتی ہو کہ اس کے لئے تمہیں مجھ سے کہنے کی ضرورت نہیں [illegible]

ارجمند نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ پھر بولی۔

''بیٹا مبارک ہو آغا جی......!''

''تمہیں بھی......! اب تم ہی تو اس کی ماں ہو......!''

[illegible] نوریز سے معلوم ہوا تھا، وہ سب [illegible]

[illegible]

[illegible] بھائی...... ! اس احسان کا تو ہم صلہ [illegible]

[illegible] عبدالحق نے کہا۔

[illegible] ابھی بڑے فیصلے کرنے ہیں۔ تدفین کا کیا کرو [illegible]

[illegible] تدفین میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ یہ اسے مولوی [illegible] دو دن کی تاخیر ہو چکی تھی۔ لاہور لے جانے آسان [illegible]

[illegible] پہنچ گیا۔

[illegible] بھائی......!'' اس نے کہا۔

[illegible] کر مرحومہ کا جسد لے آتا ہوں۔''

[illegible] نوریز پر چھوڑ دو......!'' زبیر نے کہا۔

[illegible] دفن کے لئے زمین بھی مسئلہ ہے۔''

[illegible] آباد میں زیادہ زمین نجی ملکیت ہے۔''

[illegible]

[illegible] بریگیڈیئر صاحب اس معاملے میں بھی مدد کر سکتے [illegible] انہی کی مدد سے لاش بھی اسپتال میں رکھوائی [illegible]

[illegible] مل کر ان کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں۔ پھر دیکھیں [illegible]

وہ دونوں بریگیڈیئر ظہیر کی طرف چل دیئے۔ نوریز کو انہوں نے اسپتال [illegible] کر دیا تھا۔

بریگیڈیئر ظہیر نے انہیں اپنے ڈرائنگ روم میں بٹھا لیا۔ عبدالحق نے اچھا [illegible]

''یہ میرے چھوٹے بھائی ہیں...... زبیر......!''

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"خوشی ہوئی آپ سے مل کر.....!" بریگیڈیئر صاحب نے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ یہ ملاقات غم کے ماحول میں ہو رہی ہے۔ یہ [illegible] رسمی بات ہے کہ میں آپ کے غم میں شریک ہوں۔ درحقیقت کوئی کسی کے غم کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔"

"میں تو جناب آپ کا بے حد شکر گزار ہوں.... آپ نے"

"قطع کلامی پر معذرت خواہ ہوں....!" بریگیڈیئر صاحب [illegible] بات کاٹ دی۔

"مجھے لگتا ہے کہ ابھی آپ کو مزید مدد کی ضرورت ہے۔ تدفین [illegible] آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے.....؟"

"تدفین تو یہیں ہوگی جناب...!"

"قبر کا انتظام کر لیا ہے آپ نے...؟"

عبدالحق نے نفی میں سر ہلایا۔

"یہاں زیادہ تر لوگوں کے نجی قبرستان ہیں۔" بریگیڈیئر [illegible]

"آپ کو قبر کے لئے زمین مل سکتی ہے لیکن میرے خیال میں [illegible] موزوں رہے گا۔ تاکہ آپ کبھی آئیں تو آسانی کے ساتھ وہاں جا سکیں۔"

"جی.... ! آپ نے بجا فرمایا... لیکن یہاں...."

"یہاں ایک قبرستان ہے۔ زیادہ تر فوجی دفن ہیں وہاں۔ آپ [illegible] آپ کو وہاں جگہ دلوا سکتا ہوں۔"

"یہ آپ کا ایک اور احسان ہوگا مجھ پر...!"

"احسان کی کوئی بات نہیں....!" بریگیڈیئر صاحب نے کسی کو [illegible] ملازم آیا تو انہوں نے اس سے ڈرائیور کو بلانے کو کہا اور خود فون پر کسی سے [illegible] لگے۔ ڈرائیور آیا اور خاموش کھڑا رہا۔

بریگیڈیئر صاحب فون رکھ کر واپس آئے اور زبیر سے بولے۔

"آپ کو زحمت کرنا ہوگی۔ میرے ڈرائیور کے ساتھ چلے جائیں [illegible] بندوبست ہو جائے گا۔" پھر انہوں نے ڈرائیور کو کچھ ہدایات دیں۔

زبیر ڈرائیور کے ساتھ چلا گیا۔

"میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں جناب [illegible]! آپ نے ہماری غیر موجودگی [illegible]"

[illegible] آپ بہت خوش قسمت ہیں کہ آپ کو [illegible] اصل بات یہ ہے کہ اگر اس کی وفاداری نے مجھے متاثر نہ کیا ہوتا تو [illegible] آپ نہیں جانتے کہ وہ کیسی صورت حال تھی...؟ ذرا [illegible] یہاں ملازموں کے ساتھ اکیلی رہ رہی تھیں۔ کوئی رشتہ [illegible] تھے اور ان میں سے ایک کو السر تھا اور دوسری ماں بننے [illegible] مشتبہ لگا۔ میں نے اسپتال سے بھی معلوم کیا۔ دونوں کے [illegible] آپریشن خطرناک تھے۔ کسی ذمہ دار آدمی کی اجازت [illegible] تھے۔ آپ کے اس ملازم نے دونوں اجازت ناموں پر دستخط [illegible] تھا کہ فوری جان بچانے کا معاملہ تھا۔ ڈاکٹروں نے زیادہ [illegible] میں یہ صورت حال نہیں تھی۔ وہاں ملازم نے آپ کی [illegible] دستخط کئے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے اپنے [illegible]؟ اس بے چارے کے پاس آپ کا نمبر نہیں تھا... اور [illegible] ہو چکا تھا۔ میں نے کہا چھوٹی بیگم صاحب سے فون کروا [illegible] آپریشن ہو رہا ہے۔ وہ ماں بننے والی ہیں۔ سچ یہ ہے [illegible] ذمہ دار سمجھا۔ لیکن اس نے وضاحت کی کہ حادثے میں [illegible] تھا۔ تب میں نے اس کی مدد کی۔ ورنہ یہاں تو پولیس کیس [illegible] آپ کے ملازموں کے خلاف... اور سوچیں.... خدانخواستہ دوسری [illegible] وہ بے چارہ کیا کرتا...؟ آپ کو کیسے خبر کرتا.....؟ سچ یہ ہے [illegible]"

[illegible] تو جسم میں خون نہیں۔ اتنی شرمندگی اسے زندگی [illegible] پیش نہیں کر سکتا تھا۔

[illegible] کا نتیجہ تھا۔ یہ وہ کسی کو کیسے سمجھاتا.....؟ اور سمجھاتا،

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

تب بھی قصوروار تو وہی تھا۔ کیوں اس نے نوربان کی بات مانی۔۔۔؟

"جناب۔۔۔! کبھی کبھی صورتِ حال ایسی بن جاتی ہے۔" اس نے کہا۔

"ادھر میری ٹانگ کی ہڈی ٹوٹی، ادھر اماں کو یرقان ہوگیا۔ دوسرے آخر تک نہیں بتایا گیا کہ یہاں صورتِ حال اتنی سنگین ہے۔ میں بہرحال آپ سے شرمندہ ہوں اور آپ کا شکرگزار بھی ہوں۔"

"برا نہ ماننا۔۔۔ میں بڑا صاف گو آدمی ہوں۔ لیکن کسی کے کام آنے کو عبادت سمجھتا ہوں اور کوئی خدمت ہو میرے لائق تو میں حاضر ہوں۔"

"بہت شکریہ آپ کا۔۔۔!" عبدالحق اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کے اس احسان کا تو میں کبھی صلہ نہیں دے سکتا۔"

"احسان کی بات کر کے تم مجھے شرمندہ کر رہے ہو۔ انسان ہی انسان کے کام آتا ہے۔"

بریگیڈیئر صاحب اسے رخصت کرنے گیٹ تک آئے۔

"مانسہرہ سے آگے گاندھیاں میں میرے ایک قریبی رشتہ دار کا انتقال ہوگیا ہے۔ میں ابھی وہیں جا رہا ہوں۔ آپ ذرا دیر سے آئے ہوتے تو شاید ہم نہ مل سکتے ہوتے۔ اسی لئے میں آپ کی بیوی کی تدفین میں شریک نہیں ہو سکوں گا۔ معذرت چاہتا ہوں۔"

"کوئی بات نہیں۔۔۔! آپ نے جتنا کچھ کیا ہے۔۔۔ وہ تدفین میں شرکت سے کہیں زیادہ ہے۔" عبدالحق نے کہا اور ہاتھ ملا کر بنگلے سے نکل آیا۔

گھر کی طرف جاتے ہوئے اس کا ذہن الجھا ہوا تھا۔ بریگیڈیئر صاحب کی کہی ہوئی کوئی بات اسے چبھ رہی تھی۔

اسے لگتا تھا کہ وہ کوئی خلافِ واقعہ بات تھی۔ لیکن حد سے بڑھی ہوئی شرمندگی کی وجہ سے وہ اس کی گرفت میں نہیں آئی تھی۔ اب وہ اسے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن وہ بار بار ذہن کی گرفت میں آنے سے پہلے ہی پھسل جاتی تھی۔

وہ گھر پہنچا تو نوربانو کی لاش لائی جا چکی تھی۔

❀❀❀

رات کو وہ سب ارجمند کے کمرے میں بیٹھے تھے۔ لیکن سب خاموش تھے۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا بات کرے۔۔۔؟

اچانک ننھے بچے کی آواز نے سب کو چونکا دیا۔ سب اس کی طرف متوجہ ہوگئے۔

"بچہ کیا ہو رہا ہے۔" حمیدہ نے کہا۔

"نہیں۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی دودھ پی کر سویا تھا۔" رابعہ بولی۔

"تو پھر۔۔۔؟" حمیدہ پریشان ہوگئی۔

"کوئی تکلیف تو نہیں ہے خدانخواستہ۔۔۔!"

عتیقہ ہنسنے لگیں۔

"خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہو آپا۔۔۔! بچے پالے تمہیں برسوں ہوگئے۔ گیلا ہو گیا ہوگا۔۔۔"

حمیدہ کھسیا گئی۔

"بات تم نے ٹھیک کہی۔۔۔ میں تو سب کچھ بھول چکی ہوں۔"

رابعہ لپک کر بچے کی طرف گئی۔

"دیکھا۔۔۔ کیا ہو رہا ہے۔" اس نے جلدی سے ڈائپر تبدیل کر دیا۔

بچہ پھر مطمئن ہو کر سو گیا۔ مگر اس نے ان لوگوں کو بات کرنے کے لئے موضوع فراہم کر دیا تھا۔

"بچے کا نام بھی سوچا تو نے پتر۔۔۔؟" حمیدہ نے عبدالحق سے کہا۔

"ابھی تک سوچنے کی مہلت ہی کہاں ملی ہے اماں۔۔۔! تمہارے ذہن میں کچھ ہو تو بتاؤ۔۔۔!"

اس پر ارجمند کسمسائی۔

"میں نے بہت پہلے سے نام سوچ رکھا تھا اس کا۔"

"کیا۔۔۔؟" عبدالحق نے اس کی طرف دیکھا۔

ارجمند نے تکیے کے نیچے سے برتھ سرٹیفکیٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"برتھ سرٹیفکیٹ کے لئے نام کی ضرورت تھی۔ میں نے یہی لکھوا دیا۔" اس

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کے لہجے میں شرمندگی تھی۔

"اچھا نہ لگے تو تبدیل کر لیجیے گا۔"

"تیرا رکھا ہوا نام ہے.... اچھا کیوں نہیں لگے گا....؟" حمیدہ نے [illegible] سے کہا۔

"بتا تو سہی....! کیا نام رکھا ہے....؟"

ارجمند سوالیہ نظروں سے عبدالحق کی طرف دیکھتی رہی۔ وہ اپنے منہ سے [illegible] کہنا نہیں چاہتی تھی۔

عبدالحق نے برتھ سرٹیفکیٹ پر نگاہ ڈالی اور بے دھیانی کی کیفیت میں [illegible]

"نورالحق....!"

حمیدہ چونکی۔

"اچھا نام ہے....!" اس نے بے دلی سے کہا۔

"پر اس سے اچھا بھی رکھا جا سکتا ہے۔"

مگر دوسری طرف اس نام نے عبدالحق کے شعور کو چھو لیا تھا۔ وہ [illegible] تھا۔ وہ بولا۔

"نہیں اماں....! نور بانو کے بیٹے کے لئے اس سے اچھا کیا [illegible] ہے....؟ میں تمہارا شکر گزار ہوں ارجمند....!"

ارجمند کو احساس ہوا کہ بچے کے لئے یہ نام پسند کرتے وقت یہ زاویہ [illegible] نظر میں نہیں تھا۔

"واقعی....! نور بانو.... نورالحق.... بے شک.... اللہ ہی ہر طرح رہنمائی فرماتا ہے اپنے بندوں کی۔"

"بس.... یہی نام مناسب ہے۔" عبدالحق نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

ارجمند خوش ہو گئی۔ لیکن حمیدہ نہ جانے کیوں بجھ سی گئی تھی۔

"اب آگے کیا کرنا ہے اماں....؟" عبدالحق نے حمیدہ سے پوچھا۔

"یہ تو تیرے سوچنے کی بات ہے پتر....!"

"میں تو ابھی کچھ سوچنے کے قابل نہیں ہوں اماں....! میں یہ پوچھنا [illegible]

[illegible] آپ لوگ لاہور کب جائیں گے....؟"

"آپ لوگ کا کیا مطلب....؟ تو نہیں ہو گا ہمارے ساتھ....؟"

"نہیں اماں.... میں تو کل پرسوں کراچی واپس چلا جاؤں گا۔"

[illegible]

[illegible] ابھی وقت چلا جاؤں تو بہتر ہے۔ کچھ سوچنے کا موقع ملے گا۔ پھر چھٹی لے [illegible] اس لئے تو پوچھ رہا ہوں کہ آپ لوگ لاہور کب واپس جائیں [illegible]

[illegible] ابھی تو کچھ سوچنے کے قابل نہیں ہے۔" حمیدہ نے ارجمند کی طرف [illegible] کہا۔

[illegible] مجھے نہیں پتا کہ کتنے دن لگیں گے۔"

[illegible] یہاں سے روانہ ہوتے وقت مجھے فون کر دیجئے گا۔" عبدالحق نے کہا اور [illegible]

[illegible] ایک لمحے کے لئے بھی نہیں سویا تھا۔ اس وقت جسم تو نڈھال [illegible] نیند کا نام و نشان نہیں تھا۔ وہ کچھ دیر یونہی بستر پر لیٹا رہا۔ [illegible] کا احساس ابھر رہا تھا۔

[illegible] کے ذہن میں پھر وہی الجھن ابھر آئی۔ بریگیڈیئر ظہیر نے کچھ [illegible] واقعہ تھا۔

پھر ایک دم وہ بات اس کی سمجھ میں آئی اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

[illegible] بات تو عجیب تھی.... چونکا دینے والی.... بریگیڈیئر صاحب کی [illegible] سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ نور بانو کے انتقال کے بعد نور یز ان سے مدد مانگنے گیا اور [illegible] نے انہیں بتایا کہ صاحب کو فون اس لئے نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے پاس ان کا [illegible] نمبر نہیں ہے اور بڑی بیگم صاحبہ مر چکی ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا اور دوسری بیگم تو [illegible] ہیں۔ نور یز نے جواب میں کہا کہ وہ خود ہوش میں نہیں۔ ان کا آپریشان [illegible] ہے۔ بریگیڈیئر صاحب کی بات سے پتا چلتا تھا کہ انہوں نے نور یز سے [illegible] کیا تکلیف ہے تو نور یز نے بتایا کہ وہ ماں بننے والی ہیں۔

''یعنی ارجمند......؟'' جبکہ بات الٹی تھی۔ نور بانو بچے کو جنم [illegible] جاں بحق ہو چکی تھی اور ارجمند کا السر کا آپریشن ہو رہا تھا۔

بریگیڈیئر صاحب کو یہ تاثر کیسے ملا......؟ بلکہ ان کے مطابق تو [illegible] جو انہیں نوریز سے معلوم ہوئی۔ لیکن نوریز انہیں یہ کیسے بتا سکتا تھا [illegible] سمجھ میں آتی تھی کہ یا تو نروس ہونے کی وجہ سے نوریز سے بیان کرنے میں [illegible] یا اس نے گھبراہٹ میں بات کو الجھا دیا یا خود بریگیڈیئر صاحب کو سننے میں [illegible] اور انہوں نے بات کو الٹ کر سمجھا۔

اس نے سوچا کہ کل وہ بریگیڈیئر صاحب سے مل کر ان کی غلط فہمی [illegible] دے گا۔ لیکن پھر خیال آیا کہ وہ تو گاندھیاں جا چکے ہیں۔

اچانک اسے جھنجلاہٹ ہونے لگی خود پر۔ وہ بلاوجہ اس بات [illegible] رہا ہے۔ بریگیڈیئر صاحب کی غلط فہمی دور کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے [illegible] معاملے سے ایسا کوئی تعلق ہی نہیں۔ ہاں......! نوریز سے وہ اس سلسلے میں [illegible] گا۔

اب پر اسے خیال آیا کہ اہم ترین بات پر تو وہ غور کر ہی نہیں [illegible] صورتِ حال تھی، اس میں نوریز اور اس عورت رشیدہ پر جو گزری ہوگی [illegible] ہے۔ ان بے چاروں نے وہ بوجھ اٹھایا، جو ان کا تھا ہی نہیں۔ وہ صرف [illegible] انعام کے ہی نہیں، غیر معمولی عزت کے مستحق ہیں۔ اب وہ ملازم تو نہیں [illegible] محسن ہو گئے۔

پھر اسے بریگیڈیئر صاحب کے سامنے اپنی شرمندگی یاد [illegible] خواب گاہ کی تنہائی میں، خاص خنکی ہونے کے باوجود وہ پسینے پسینے ہو گیا۔ [illegible] اسے تمتماتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

''وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ''

اس نے زیر لب کہا۔

''بے شک......! عزت ذلت اللہ کے اختیار میں ہے۔''

''اور الحمد للہ......! اس نے ہمیشہ مجھے عزت سے نوازا اور میری [illegible]

[illegible] رات سے بچایا۔''

اس نے غور [illegible] سچ تو یہی تھا کہ اس کی زندگی میں کبھی عام سی معمولی [illegible] اور وہ قابل ذکر بھی نہیں تھے کہ یاد تک آئے۔ لیکن [illegible] کے سامنے ہوئی۔ اس کا تصور بھی اس کے لئے باعث [illegible] مستحق بھی تھا۔

[illegible] رابعہ آپا اور ساجد تھے۔ وہ خود بھی تھا۔ اس [illegible] ملازم کے ساتھ گھر سے اتنی دور بھیج دیا۔ اب یہ [illegible] اس نے ایسا کیا۔ اور اس احساس کے ساتھ شرمندگی ہو [illegible]

[illegible] کہ اس کی ایک بیوی زندگی میں پہلی بار ماں بننے [illegible] ہے۔ بہت احتیاط کی جاتی ہے۔ اماں نے [illegible]

[illegible] اپنی غلطیاں بہت واضح اور بڑی بڑی نظر آ رہی [illegible] کی اجازت دی نور بانو کو، اور ارجمند سے اس کی [illegible] کوئی کنیز......؟

[illegible] کا پابند ہو گیا۔ اماں اس وقت حق نگر میں تھیں۔ [illegible] بھیج سکتا تھا۔ اس کا تو اسے خیال بھی نہیں آیا۔ [illegible]

[illegible] آیا کہ اماں کو نہ سہی، رابعہ آپا کو ہی ایبٹ آباد [illegible]

مگر یہ خیال تو اماں کو بھی نہیں آیا۔ ذہن میں خیال ابھرا۔

لیکن...... اس کے لئے احتساب کی رات تھی۔ اس نے خود کو جھڑک دیا۔

''[illegible] کا بوجھ ڈالنے کا یہ کھیل چھوڑو عبدالحق......! اور حقائق [illegible]

[illegible] بے انصافی تھی۔ زیادتی تھی کہ اس نے ارجمند کو ساتھ

لے جانے کا فیصلہ کیا۔ ارجمند تو نئی نویلی دلہن تھی۔ اسے تو اصولاً اس کے [illegible] جانا چاہئے تھا۔

"یہ بات تو میں نے نور بانو سے کہی بھی تھی۔" اس نے جلدی [illegible] پیش کی۔

لیکن اس وقت تک اس کے اندر کا محتسب پوری طرح جلال میں [illegible]

"بکواس.....! کہنے سے کیا ہوتا ہے.....؟ بات تو فیصلہ کرنے کی [illegible]

"واقعی.....!" اسے تسلیم کرنا پڑا۔

"میں نے ارجمند سے پوچھا تک نہیں۔ میں نے نور بانو سے [illegible] کہ وہ اپنے ساتھ رابعہ آپا کو لے جاسکتی ہے۔"

فیصلہ کرنے کا حق اس کا تھا۔ وہ تو نور بانو کو بھی جانے سے [illegible] لیکن اس نے نور بانو کی ہر بات مان لی۔ ناروا ہوتے ہوئے بھی۔ کیوں [illegible]

اس لئے کہ نور بانو کو یقین دلانا تھا کہ وہ صرف اسی سے محبت [illegible] اسے رقابت میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"اگر ایسا تھا تو ارجمند سے شادی ہی نہیں کرنی تھی۔" محتسب نے [illegible]

"اب یہ سوچو کہ نور بانو کی ہر بات مان کر تمہیں کیا ملا.....؟ یہ [illegible] اور نقصان الگ..... کتنے لوگوں نے تمہارے کئے کی سزا بھگتی.....؟ ار[illegible] نوریز نے..... اس عورت رشیدہ نے..... اور اس کی بچی نے..... سب سے [illegible] یہ کہ نور بانو کو ہی کیا فائدہ ہوا اس سے.....؟ الٹا نقصان ہی ہوا اسے بھی تمہاری محبت.....؟"

اس لمحے عبدالحق کی سمجھ میں بہت کچھ آ گیا۔ اسے بہت کچھ یاد [illegible] کی محبت میں کیا کیا کچھ ہوا.....؟ کتنے موقعوں پر اس نے کیا کیا کچھ کھویا۔

اگر اللہ کی رحمت ساتھ نہ ہوتی تو وہ نہ جانے کہاں پہنچا ہوتا [illegible] محبت.....؟

اسی رات اس کی سمجھ میں ایک نکتہ آ گیا۔ محبت کسی بندے کی ہو [illegible] زیاں..... وہ تو کمزور کر دیتی ہے آدمی کو۔ اس کے برعکس اللہ کی محبت صرف [illegible]

[illegible] اقبال، عزت، شرمندگی نہیں۔ سرخ روئی، فلاح [illegible] فلاح، خیر ہی خیر۔

وہ [illegible] اسے نماز پڑھ کر اللہ سے توبہ کرنی تھی۔ اور اللہ کی محبت مانگنی [illegible] ورنہ وہ جانتا تھا کہ یہ احساس زیاں اور شرمندگی عمر بھر اس کا پیچھا نہیں چھوڑے [illegible]

❁❁❁

[illegible] کے وقت وہ [illegible] زیادہ نیند تو نہیں لے سکا۔ لیکن وہ گہری اور پرسکون [illegible] محسوس کر رہا تھا۔ فجر کی نماز کے لئے نکلا تو تازہ ہوا نے [illegible] میں [illegible] اچھی خاصی خنکی تھی۔ لیکن وہ بری نہیں لگ رہی تھی۔

وہ منظر بھی کراچی سے مختلف تھا اور فضا بھی۔ یہاں پہاڑ تھے، موسم بہار تھا۔ [illegible] ہر طرف سبزہ تھا۔

وہ [illegible] قبرستان کی طرف چلا گیا۔ اس نے نور بانو کی قبر پر فاتحہ خوانی کی [illegible] احساس زیاں پھر ستانے لگا۔ اسے یقین نہیں آتا تھا کہ [illegible] اب وہ اسے کبھی نہیں دیکھ سکے گا۔

اسے اپنے سینے میں خلا سا محسوس ہونے لگا۔ کیا یہ خلا کبھی بھر پائے گا.....؟

[illegible] کے بعد اس نے رشیدہ کو اپنے پاس بلایا۔ وہ آئی اور ہاتھ باندھ کر [illegible] کھڑی ہو گئی۔

"میں تمہارے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔" عبدالحق نے اس سے کہا۔ "لیکن تم نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے.....!"

"ایسی بات نہ کریں صاحب.....! وہ تو ہمارا فرض تھا۔ اس کی ہم تنخواہ لیتے [illegible]"

"نہیں..... تم نے جو کچھ کیا..... وہ تمہارے فرض سے بہت زیادہ تھا۔" [illegible] عبدالحق نے اس کی بات کاٹ دی۔

"میں ہمیشہ اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے ناشکرے پن اور احسان [illegible] سے محفوظ رکھے۔ ہم تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولیں گے۔"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"یہ تو آپ کا بڑا پن ہے صاحب......اور نہ ہم اس قابل کہاں
رشیدہ نے عاجزی سے کہا۔

"اچھا...... !اب تم جاؤ...... !میں تم سے پھر بات کروں گا۔"

عبدالحق کے ذہن میں ایک خیال تھا۔ یہاں نور بانو اور ارجمند
اکاؤنٹ تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ اس اکاؤنٹ میں موجود تمام رقم وہ رشیدہ
کے درمیان بانٹ دے گا۔

وہ ارجمند کے کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت وہ کل سے بہتر لگ

"اب کیسی طبیعت ہے تمہاری......؟" اس نے پوچھا۔

"اللہ کا شکر ہے......!کل کے مقابلے میں اور بہتر ہے۔"

"الحمدللہ......!"

کچھ دیر خاموشی رہی۔ عبدالحق کو محسوس ہوا کہ اس کے اور ارجمند
جیسے کچھ فاصلہ سا پیدا ہو گیا ہے۔ کچھ دوری سی ہے۔ اس احساس کو دور کر
وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا۔

حمیدہ بھی وہاں موجود تھی اور اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔

"تمہاری چیک بک کہاں ہے......؟" عبدالحق نے ارجمند سے پوچھا۔

ارجمند نے ذہن پر زور دیا۔ اسے یاد آیا کہ اس نے رشیدہ سے
منگوائی تھی اور اس کے بعد واپس الماری میں رکھوانے کے بجائے اپنے تکیے
ہی رکھ لی تھی۔

اس نے تکیے کے نیچے سے چیک بک نکال کر عبدالحق کی طرف بڑھا

عبدالحق نے چیک بک کا جائزہ لیا۔ کل پانچ چیک کاٹے گئے تھے۔
فائل پر ارجمند کی صاف ستھری تحریر میں تفصیل درج تھی کہ کتنی رقم تھی، کتنے کا
گیا اور کتنی رقم اکاؤنٹ میں موجود ہے۔

آخری چیک ایک ہزار کا تھا اور رقم دو دن پہلے نکالی گئی تھی۔ یعنی نور
انتقال کے اگلے روز اور اکاؤنٹ میں موجود رقم سات ہزار دو سو روپے تھی۔

"یہ تمہارا اور نور بانو کا مشترکہ اکاؤنٹ تھا۔

" عبدالحق نے کہا۔

"نور بانو کے بعد اب یہ تمہارا ہے۔ اس میں موجود رقم کے بارے میں
ذہن میں کچھ ہے۔ میں تم سے اسے خرچ کرنے کی اجازت مانگ رہا ہوں۔
رقم میں لاہور میں تمہارے اکاؤنٹ میں جمع کرا دوں گا۔"

"کیسی غیریت کی بات کر رہے ہیں آغا جی......!" ارجمند تڑپ گئی۔

"سب کچھ اللہ کا......اور اس کے بعد آپ ہی کا ہے۔ آپ کو اجازت کی کیا
؟"

"ایسا مشترکہ اکاؤنٹ تھا کہ دونوں میں سے کسی ایک کے بھی دستخط سے رقم
سکتی تھی۔

"تو تم ایسا کرو کہ سات ہزار کا چیک لکھ کر مجھے دے دو۔" عبدالحق نے کہا۔
ارجمند نے خاموشی سے چیک لکھا اور دستخط کر کے عبدالحق کی طرف بڑھا
کاؤنٹر فائل کی خانہ پوری میں مصروف ہو گئی۔

عبدالحق جانے کے لئے اٹھا تو حمیدہ نے اسے ٹوک دیا۔

"کیا بات ہے پتر......!اپنے بیٹے سے نہیں ملے گا......؟"

"خیال ہی نہیں رہا اماں......!" عبدالحق نے معذرت کی۔

حمیدہ نے بچے کو اس طرف بڑھا دیا۔ عبدالحق نے بچے کو گود میں لیا اور اسے

"کیسے ہو بیٹے......نورالحق......!"

بچہ اسے نظر جما کر دیکھتا رہا۔

"اللہ کی مہربانی دیکھی......!" حمیدہ نے کہا۔

"ابھی سے اس کی نظر ٹھہری ہوئی ہے......ماشاءاللہ......!ورنہ اتنے چھوٹے
بچے نظر جما کر نہیں دیکھتے۔"

"الحمدللہ......!" عبدالحق نے زیرِ لب کہا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ

"کیسی عجیب بات ہے کہ یہ نور بانو کا بچہ ہے اور صورت ہو بہو ارجمند کی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ہے۔ نوربانو تو سچ مچ ارجمند کو بہت چاہتی ہوگی۔ شاید اسے ہی ہر وقت کو سامنے رکھتی ہوگی۔ اسی لئے اسے اپنے ساتھ ایبٹ آباد لائی۔ کچھ اسے صورت بچے کا ارمان بھی تھا۔ خود کو تو وہ بدصورت سمجھتی تھی۔"

ارجمند بھی تو نوربانو کو بہت چاہتی تھی۔ اس کے دل نے کہا۔

"کیسی عجیب بات ہے کہ اس نے بچے کا نام اس کی ماں کے نورالحق...... یہ بھی تو محبت کی دلیل ہے۔ کیسا اچھا نام سوچا ہے اس نے

اس نے بچے کو خاموشی سے حمیدہ کی گود میں دیا اور کمرے سے انکھیوں سے اس نے دیکھا۔ حمیدہ بچے کے چہرے کو وارفتگی سے چوم رہی تھی۔

"مجھے اپنے بیٹے پر ایسا پیار کیوں نہیں آتا......؟" اس نے سوچا۔ اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا۔

❀❀❀

بینک سے رقم نکلوا کر اس نے اس کے دو حصے کئے اور ایک دوسرے کو پینٹ کی جیب میں رکھ لیا۔ پھر وہ باہر آیا۔ نوریز نے اس کے دروازہ کھولا۔ اس کے بیٹھنے کے بعد دروازہ بند کر کے وہ گھوم کر ڈرائیونگ طرف آیا۔

"چلیں صاحب......؟" ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھنے کے بعد اس نے

"نہیں......! ذرا رکو...... مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔"

نوریز کچھ گھبرا گیا۔ اسے لگا کہ شاید صاحب کسی معاملے میں رہے ہیں۔

"جی صاحب جی......!"

"تم نے جو کچھ کیا...... وہ کوئی بھائی ہی کر سکتا تھا۔ کاش میں تمہیں سکتا۔"

نوریز نے پہلی بار اسے اتنا جذباتی دیکھا تھا۔

"میں جو ہوں...... وہی میرے لئے بہت بڑی عزت ہے جی......!"

"میں سمجھتا...... لیکن اس سے پہلے ہی تم ارجمند کے بھائی بن چکے تھے۔ تم

"زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے صاحب جی......! ایسے ہی ہونا

"نوریز نے سادگی سے کہا۔

"لیکن اب تم ہمیشہ ارجمند کے بھائی ہی رہو گے۔ ہم سب یہی سمجھیں گے

نوریز سے کچھ بولا ہی نہیں گیا۔

عبدالحق نے جیب سے ساڑھے تین ہزار روپے نکال کر اس کی طرف

"یہ کیا سر جی......؟" نوریز نے حیرت سے کہا۔

"یہ رکھ لو......! اس میں میری خوشی ہے۔"

نوریز کے اندر نہ جانے کہاں سے جرأت آ گئی۔

"ابھی آپ نے مجھے بہت بڑی عزت دی صاحب......! آپ نے کہا کہ آپ لوگ مجھے چھوٹی بی بی کا بھائی سمجھیں گے۔ پر آپ نے سمجھا نہیں...... مجھے لگ رہا ہے آپ نے صاحب جی......!"

"میں نے غلط نہیں کہا نوریز......!"

"چھوٹی بی بی کا سچ مچ کوئی بھائی ہوتا اور یہی سب کچھ کرتا تو آپ اسے یہ انعام دیتے......؟"

عبدالحق شرمندہ ہو گیا۔

"یہ انعام نہیں......!"

"تو کر سمجھ لیں صاحب جی......! تو میں یہ لے لوں گا۔"

عبدالحق لاجواب ہو گیا۔

"یہ تمہاری بڑی بیگم صاحبہ کے ہیں۔ سوچا تھا تمہیں اور رشیدہ کو دے دوں

"صاحب جی......! چھوٹی بی بی کا بھائی تو یہ نہیں لے سکتا۔ آپ یہ بھی رشیدہ

کو دے دیں۔ وہ نہ ہوتی تو پتا نہیں کیا ہوتا......؟'' نوریز جھرجھری سی لے کر بولا۔

''مجھے تو صاحب......! وہ اچھی نہیں لگی تھی۔ پر اس نے جو کچھ کیا... نہیں کرسکتا تھا۔ اس کا بہت بڑا حق ہے صاحب جی......!''

''ٹھیک ہے......! اب چلو......!''

''کہاں چلنا ہے صاحب جی......!''

''گھر چلو......!''

نوریز نے گاڑی اسٹارٹ کی اور آگے بڑھا دی۔

❀❀❀

عبدالحق نے وہ پورے سات ہزار رشیدہ کی طرف بڑھا دیئے۔

لیکن رشیدہ کا ہاتھ نہیں بڑھا۔

''یہ کیا ہے صاحب...؟''

''میری خوشی ہے۔ تمہارا انعام......!''

''جہاں سوگ ہو، غم ہو صاحب......! وہاں انعام کیسا......؟''

عبدالحق کے لئے شاید وہ دن ہی لاجواب ہونے کا تھا۔ اس عورت نے اسے حیران کردیا۔

''غم اور سوگ سے کیا فرق پڑتا ہے......؟ خوشی بھی تو دی ہے اللہ نے اور جو اس نے واپس لیا، وہ بھی اس کا دیا ہوا تھا۔ تو خوشی زیادہ بڑی ہے نا...... لو...... اس میں میری خوشی ہے۔''

رشیدہ کو لگا کہ جو کچھ اس نے ارجمند سے سیکھا تھا، اس میں اضافہ ہے۔ یہ تو بھی بہت اچھے لوگ تھے۔ موقع غنیمت تھا۔ اس نے اپنی بات کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ اس کا وعدہ تو وہ ارجمند سے لے چکی تھی۔ مگر اب سمجھ میں آرہا تھا کہ اصل فیصلہ تو صاحب کریں گے۔

''انعام تو میں منہ مانگا لوں گی صاحب......!''

''انشاء اللہ دوں گا......!'' عبدالحق کے لہجے میں مضبوطی تھی۔

''لیکن پہلے یہ لینا ہوگا۔'' عبدالحق نے اس رقم کے لئے نیت کرلی تھی۔

...بلکہ یہ رقم دے دینا چاہتا تھا۔ لیکن وہ منہ مانگے انعام سے بھی ڈر رہا تھا۔ ...کون جانے...... وہ کیا مانگ لے......؟ آدمی کی بساط ہی کتنی ہوتی...

رشیدہ ہچکچائی، چند لمحے سوچتی رہی۔ وہ رقم اسے بہت بڑی لگ رہی تھی۔ ...تصور سے بھی بہت زیادہ۔ پھر بالآخر اس نے ہاتھ بڑھایا اور نوٹوں کی وہ گڈی ...لی۔

''یہ بہت زیادہ ہے صاحب......!''

''جتنا بھی ہے، اب یہ تمہارا ہے۔ آدھا تمہارا اور آدھا تمہاری اس بیٹی کا ...کے لئے۔ جو یہاں تمہارے ساتھ ہے۔''

''شکریہ صاحب......!''

''اور اب منہ مانگا انعام......؟'' عبدالحق نے اسے یاد دلایا۔

''صاحب جی......! مجھے اور میری بیٹی کو بی بی صاحبہ کے قدموں میں جگہ ...میں ساری عمر ان کے اور آپ کے بیٹے کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ میں اب ...ان کے بغیر نہیں رہ سکتی۔''

منہ مانگے انعام کے تصور سے خوفزدہ عبدالحق حیران رہ گیا۔ پھر اس کے دل ...عورت کے لئے ایسی محبت ابھری، جس پر اسے اپنے باپ کی حمیدہ سے محبت یاد ...آ گئی۔ وہاں بھی احسان کا رشتہ تھا اور یہاں بھی۔ وہاں بھی ایک بچے کی محبت تھی اور وہ ...اس کا تو تھا۔ یہاں بھی ایک بچے کی محبت تھی اور وہ بچہ اس کا بیٹا تھا۔ اور یہاں اماں ...اس کے ساتھ ہیں۔ اور اب اس کے بچے میں مگن اور خوش۔

''تو کیا وہ پرانی کہانی دہرائی جا رہی ہے......؟ کتنا عجیب ہے یہ ...''

اس کے استغراق سے رشیدہ کو مایوسی ہوئی۔ وہ سمجھی کہ اس کی التجا رد کی جا ...ہے۔ اسے صدمہ ہوا۔ کیونکہ یہ اس کی توقع کے برعکس تھا۔ اس نے نوٹ عبدالحق ...کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''یہ رکھ لیں صاحب......! منہ مانگے انعام کے بغیر یہ میں نہیں لے سکتی۔''

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

عبدالحق بے ساختہ مسکرا دیا۔

"غلط سمجھیں تم.....! میں نے تمہیں انکار کب کیا.....؟ ایک ... آ گئی تھی۔ مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ تمہارا اس بچی کے سوا کوئی نہیں ..."

"ایسے نہ کہیں صاحب.....! سب ہیں..... کچھ اپنے گھر کے ... ہونے والے ہیں۔"

عبدالحق کی حیرت اور بڑھ گئی۔

"تو تم چھوڑ دو گی سب کو.....؟"

"یہاں سب کچھ ہے پر روزگار کی کمی ہے صاحب..... ہمارے لئے بڑے شہروں میں جاتے ہیں۔ میں سوچوں گی کہ اپنے گھر میں ... اپنے گھر کا مرد ہی ہوں صاحب.....! پھر آپ نے اتنی بڑی ... صاحب.....!" اس نے اس کے دیئے ہوئے نوٹ لہرائے۔

"ہمارے پاس زمین تھی، جو گروی پڑی ہے۔ وہ چھڑا لیں گی ... بھی مل جائے گی۔ بیٹے اس پر فصل کریں گے۔ سب خوش رہیں گے صاحب ... یاد کریں گے تو آٹھ دس دن کی چھٹی دے دیجئے گا۔"

"جو تمہاری مرضی.....! مجھے تو منہ مانگا انعام دینا تھا تمہیں ... نہیں کروں گا۔"

"شکریہ صاحب.....! آپ لوگ بہت اچھے ہیں۔ ہماری ... اللہ نے جی..... آپ لوگوں کے طفیل۔"

عبدالحق ہمیشہ کی طرح کھسیا گیا۔

"ٹھیک ہے..... اب تم جاؤ.....!" اپنی تعریف سن کر ہمیشہ ایسا ہوتا تھا۔

رشیدہ چلی گئی۔

... کرنے کو وہاں کچھ نہیں تھا۔ حمیدہ اس کے کمرے میں آ گئی ... سے باتیں کرتا رہا۔ لیکن سچ یہ تھا کہ بات کرنے کو جی ہی نہیں چاہ رہا ... سوگواری ذہن پر مسلط تھی۔

حمیدہ نے بھی یہ بات محسوس کر لی۔ تاہم جاتے جاتے اس نے پوچھا۔

"تو یہاں کب تک رہے گا پتر.....؟"

عبدالحق چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر بولا۔

"تمہاری اجازت ہو اماں.....! تو آج ہی نکل جاؤں.....! کل دفتر چلا ...

"اتنی جلدی.....؟"

"اس کی وجہ ہے اماں.....!" عبدالحق نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔ "صرف ایک دن کی چھٹی ہوگی۔ پھر جب آپ لوگ لاہور جائیں گے تو ... کے لئے وہاں آ سکوں گا۔ اور یہاں کرنے کو ہے ہی کیا اب.....؟"

اس کی بات حمیدہ کے دل کو لگی۔ جی تو اس کا چاہا کہ کہے۔ یہاں اس کا بیٹا ... کی آرزو کے بعد اللہ نے دیا ہے۔ لیکن وہ سمجھتی تھی کہ ابھی نور بانو کا غم ... اسے کچھ اچھا نہیں لگے گا۔ اسے خود کو سنبھالنے کے لئے، اس بہت بڑے ... سے نکلنے کے لئے مہلت چاہئے۔ انشاء اللہ لاہور آئے گا تو بہتر ہوگا۔ ... یہ سوچ کر اس کا دل تڑپا کہ کراچی میں اکیلا ہوگا۔ سب لوگوں کے ... آسانی سے دور ہو سکتا ہے۔ مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ بچے کو دیکھ کر اسے ... یاد آتی رہے گی۔

عبدالحق متوقع نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

... حمیدہ نے فیصلہ کر لیا۔

"ٹھیک ہے پتر..... ایہ زیادہ مناسب ہے۔"

حمیدہ کے جانے کے بعد اس نے راولپنڈی فون کیا۔ خوش قسمتی سے کراچی جانے والی ساڑھے نو بجے کی فلائٹ پر اسے سیٹ مل گئی۔ اس نے سوچا۔ پانچ ... ساڑھے پانچ بجے یہاں سے راولپنڈی کے لئے نکلے گا۔

ابھی اس کے پاس تقریباً 6 گھنٹے تھے۔ ذہن کی خلش پھر ستانے لگی تو وہ ... کی غرض سے کمرے سے نکلا اور باہر سرونٹ کوارٹرز کی طرف چل دیا۔

... باہر ہی مل گیا۔ وہ گاڑی کی صفائی میں مصروف تھا۔ اسے دیکھ کر بولا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''کہیں جانا ہے صاحب......؟''

''اس وقت تو نہیں...... شام کو مجھے راولپنڈی چھوڑ کر آنا۔''

''بہت بہتر صاحب......!''

''ذرا میرے ساتھ آؤ......! کچھ بات کرنی ہے تم سے......!''

نوریز چوکنا ہو گیا۔ عبدالحق کے لہجے میں اسے کوئی بات محسوس ہوئی۔ احساس بھی تھا اور یاد بھی تھا کہ اس پر ایک بہت اہم بات چھپانے کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ جھوٹ بولنا اس کے لئے آسان نہیں تھا۔

وہ خاموشی سے عبدالحق کے پیچھے چل دیا۔

عبدالحق اسے عقبی لان میں لے گیا۔ وہاں لان چیئرز پڑی تھیں۔

''آؤ بیٹھو......!'' عبدالحق نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''میں ٹھیک ہوں صاحب......! آپ حکم کریں۔''

''میں نے تم سے کہا تھا کہ اب تمہاری حیثیت بدل گئی ہے۔'' ذرا سخت لہجے میں کہا۔

نہ جانے کیوں وہ چڑچڑا ہو رہا تھا۔

''اس لئے تمہیں انعام دینے پر اصرار نہیں کیا تھا۔ بیٹھ جاؤ......!''

نوریز خاموشی سے بیٹھ گیا۔

عبدالحق کو اپنے لہجے کی سختی کا احساس ہو گیا۔ وہ کبھی اس طرح بات کرنے والا تھا بھی نہیں۔

''میں شرمندہ ہوں نوریز......! مجھے تم سے اس طرح بات نہیں کرنی چاہئے تھی۔'' اس نے آہستہ سے کہا۔

''آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں صاحب......!'' نوریز نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

''دیکھیں صاحب......! آپ ہر طرح سے مجھ سے بڑے ہیں۔ مجھے آپ کی کوئی بات کبھی بری نہیں لگے گی۔ آپ کا مجھ پر حق ہے صاحب......!''

''چلو...... ٹھیک ہے......! مجھے تم سے کچھ پوچھنا تھا۔''

''جی صاحب......! پوچھیں جی......!'' نوریز کے دل کی دھڑکن کچھ تیز ہوئی۔ کوئی بات ضرور تھی۔

عبدالحق نے بریگیڈیئر ظہیر کی گفتگو دہرا دی۔

''یہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔'' آخر میں اس نے کہا۔

نوریز کی چھٹی حس نے اسے پہلے سے تیار نہ کر دیا ہوتا تو وہ اپنے چہرے کا تاثر چھپا نہ پاتا۔ ایک لمحے میں پول کھل جاتی۔ چوکنا ہونے کے باوجود اپنا چہرہ بے تاثر رکھنا آسان نہیں تھا۔

عبدالحق غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے لگا کہ نوریز ذہن پر زور دے کر کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

اور نوریز کو یاد تھا کہ اس نے بریگیڈیئر صاحب سے یہی کچھ کہا تھا اور سچ کہا تھا۔ اس وقت اسے یہ معلوم بھی نہیں تھا کہ اس سے حقیقت چھپانے کو کہا جائے گا۔ وہ اور کیا کہہ سکتا تھا......؟ اسے حیرت تھی کہ بریگیڈیئر صاحب نے اس کی بات ایسے یاد رکھی۔

سوال یہ تھا کہ اب وہ کیا کہے......؟

یہ کہنا بہت آسان تھا کہ بریگیڈیئر صاحب کو سننے میں غلطی ہوئی۔ لیکن......

وہ بہت تیزی سے سوچنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ایک پل میں اس نے فیصلہ کر لیا کہ یہ کہنا غلطی ہوگی۔ صاحب آج جا رہے ہیں۔ بریگیڈیئر صاحب سے ان کی ملاقات نہیں ہوگی۔ لیکن کبھی بھی ہو سکتی ہے۔ اور بریگیڈیئر صاحب اسپتال سے تصدیق بھی کرا سکتے ہیں۔ صاحب خود بھی اسپتال جا کر معلوم کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں بات کھل جائے گی۔

''تو پھر کیا کیا جائے......؟''

''کیا ہوا نوریز......؟ تم نے جواب نہیں دیا......؟'' عبدالحق نے اسے چونکا دیا۔

ایسے میں قدرت نے ہی اس کی مدد کی۔ بعد میں اسے نے غور کیا تو سمجھ میں آیا کہ یہ بات تو وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ اتنا عقل مند کب ہے......؟

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں صاحب......!" اس نے کہا۔

"کوشش کا کیا مطلب......؟ بات اتنی سی ہے کہ تم نے ایسا کہا......؟"

"وہ بڑا پریشانی کا ٹائم تھا صاحب......! میرا دماغ کام ہی نہیں کر رہا تھا۔ بیگم صاحبہ کی...... ان کو اسپتال والے نہ رکھتے تو آپ کے بغیر تدفین کرنی پڑتی۔ اب مجھے یاد نہیں آتا صاحب......! کہ میں نے بریگیڈیئر صاحب سے کیا کہا......؟ پر اتنا سمجھتا ہوں کہ وہ ٹھیک ہی کہہ رہے ہوں گے۔ میں تو گھبرایا ہوا تھا صاحب......! میں ہی الٹا بول گیا ہوں گا۔ پر صاحب......! اس سے کیا فرق پڑتا ہے......؟"

عبدالحق مطمئن ہو گیا۔ الٹا اسے نوریز پر ترس آنے لگا۔

"واقعی...... جو صورت حال تھی، اس میں آدمی کو بات کرتے ہوئے ...... سکتا ہے بھلا......؟ بات اتنی بڑی...... پھر وہ نوکر آدمی...... بریگیڈیئر سے مرعوب بھی ہوگا۔ ڈر رہا ہوگا کہ پتا نہیں بات جتنی بھی ہے یا نہیں...... منہ سے نکل گئی ہوگی۔"

اس کی ذہنی خلش دور ہو گئی۔

"نہیں نوریز......! کوئی فرق نہیں پڑتا۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"اچھا...... تم جاؤ......! پانچ بجے گاڑی تیار رکھنا۔"

"جی صاحب......!" نوریز جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا بس چلتا تو بھاگ جاتا۔

❀❀❀

نوریز کے بجائے زبیر عبدالحق کو راولپنڈی لے کر گیا۔ راستے میں دونوں کے درمیان گفتگو ہوتی رہی۔ گفتگو کیا، وہ یک طرفہ بات تھی۔ زبیر عبدالحق کو ...... معاملات کے بارے میں بتا رہا تھا۔ لیکن اسے پتا تھا کہ عبدالحق پوری توجہ سے سن رہا ہے۔

"حق نگر میں جو کچھ آپ نے حکم دیا تھا کاکا......! سب ہو گیا۔ ......

...... اور دستکاری کا سینٹر بھی۔"

"مجھے حیرت نہیں ہوئی بھائی......! مجھے یقین تھا اس کا۔"

"اللہ نے اس میں بھی نفع ڈال دیا کاکا......! ہم اب ان مصنوعات کو ملک سے باہر بھی بھیج رہے ہیں۔ اس میں نفع بہت زیادہ ہے۔"

"تو کام کرنے والوں کو اجرت بھی زیادہ دے رہے ہیں کہ نہیں......؟"

زبیر کو خوشی ہوئی کہ اب عبدالحق پوری طرح اس کی متوجہ ہے۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دوسرے لوگ کہتے ہیں کاکا......! کہ ہم نے کاریگروں کا دماغ خراب کر دیا ہے۔ اب آپ خود سمجھ لیں۔"

"اللہ کا شکر ہے بھائی......!"

"اور منافع کا ایک حصہ ہم حق نگر میں فلاحی کاموں پر صرف کرتے ہیں۔"

"الحمدللہ بھائی......!"

زبیر کچھ اور کہنا چاہتا تھا۔ لیکن ہمت نہیں ہوئی۔ وہ خاموش ہو گیا۔ عبدالحق تو تھا ہی خاموش۔ باقی سفر خاموشی میں کٹا۔ بالآخر گاڑی ایئرپورٹ کے باہر رکی۔

زبیر نے عبدالحق کا بیگ اٹھایا تو عبدالحق نے اسے ٹوکا۔

"بس بھائی......! آپ یہیں سے لوٹ جائیں۔ میں نہیں چاہتا کہ واپسی کا سفر آپ آدھی رات کو کریں۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کاکا......! اتنے دنوں کے بعد تو آپ کا ساتھ ملا ہے۔"

"پہاڑی راستے کا سفر......!"

"آیئے نا......!" زبیر نے اس کی بات کاٹ دی اور بیگ لے کر آگے چل دیا۔

عبدالحق نے کاؤنٹر سے اپنا ٹکٹ اور بورڈنگ کارڈ لیا اور ڈیپارچر والے لاؤنج کی طرف چل دیا۔ زبیر بیگ اٹھائے ہوئے اس کے ساتھ تھا۔

دونوں ایک صوفے پر بیٹھ گئے۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"میں تو کہتا ہوں بھائی......! آپ اب واپس چلے جائیں۔"

"آپ خوامخواہ گھبرا رہے ہیں کاکا......! ابھی ہم لاہور سے آدھی رات تو چلے تھے ایبٹ آباد کے لئے۔" زبیر نے کہا۔

"وہ اور برا تھا۔ رات بھر کا نیند اور طویل ڈرائیونگ کے بعد اس طر... سفر۔" عبدالحق نے کہا۔

اب زبیر کو وہ بات کرنے کا بہانہ مل گیا، جو وہ کرنا چاہ رہا تھا۔

"موت تو اللہ کا حکم ہے نا کاکا......! وقت مقرر ہے۔ اس سے پہلے... سکتی۔"

عبدالحق نے چونک کر اسے دیکھا۔

"وہ اپنے مولوی صاحب کے ساتھ وقت گزارتا ہوں نا......!" ... مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور ہاں...... کاکا......! آپ تو جانتے ہیں کہ بات کرنی مجھے نہیں ... آپ کا نقصان ہوا۔ اس کا مجھے بھی بہت دکھ ہے۔ منجھلی بی بی ہماری بھی بہت ... کاکا......!"

عبدالحق کو اس پر پیار آ گیا۔ اس نے اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے ...

"مجھے معلوم ہے بھائی......! میں آپ کو خود سے الگ کب سمجھتا ہوں ... نقصان صرف میرا نہیں...... ہم سب کا ہی تھا۔ پر اللہ کی مرضی میں کس کا دخل ..."

"سچ کہا کاکا......! اور صبر بھی تو وہی دیتا ہے۔"

"بے شک بھائی......!"

عبدالحق نے محسوس کیا کہ زبیر اور بھی کچھ کہنا چاہتا ہے۔ وہ جانتا ... کیا...... اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ کہے گا نہیں...... اور یہ اچھا ہی تھا۔

وہ تو ویسے ہی ان سے شرمندہ تھا۔ اتنی اپنائیت کا دعویٰ وہ کرتا تو ... نور بانو اور ارجمند کو ایبٹ آباد بھیجتے ہوئے اس نے ان سے رسماً بھی نہیں پوچھا ... وہ دونوں وہاں اتنی اکیلی تو نہ ہوتیں۔ کچھ نہیں تو رابعہ اور ساجد ہی وہاں چلے جا...

"اب پچھتاوؤں کے سوا رکھا ہی کیا ہے......؟" عبدالحق نے اداسی ...

...سوچا۔

فلائٹ کا اناؤنس منٹ ہوا تو وہ اٹھا۔

"میں چلتا ہوں بھائی......!"

"اپنا خیال رکھنا کاکا......! اور اب اکیلے رہنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔"

عبدالحق نے اسے سینے سے لگا لیا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں بھائی......!" اس نے آہستہ سے کہا۔ پھر وہ بولا تو اس کے لہجے میں شرمندگی تھی۔

"جو آپ نے نہیں کہا۔ وہ بھی مجھے معلوم ہے اور میں اس پر شرمندہ ہوں ...ب سے۔"

زبیر ہڑبڑا گیا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں کاکا......! شرمندہ تو اب میں ہو رہا ہوں۔"

عبدالحق نے اس کی بات کاٹ دی۔

"آپ کی شکایت بجا ہے۔ پر کیا کروں......؟ آدمی تو خطا کا پتلا ہے۔ غلطی تو ہو جاتی ہے نا......!"

"ارے نہیں کاکا......!"

عبدالحق نے اس کا ہاتھ تھاما اور چوم کر آنکھوں سے لگا لیا۔

"آپ میرے گھر کا فرد ہیں بھائی......! میرے بڑے بھائی......!" "آپ ... یہ رشتہ تھوڑا ہی بدلے گا۔ آپ اپنا حق استعمال نہ کریں۔ لیکن مجھے تو ... ہوئی۔"

زبیر کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

"بس کریں کاکا......!"

عبدالحق پلٹا اور دروازے کی طرف چل دیا۔ اس کی اپنی آنکھیں بھی جل رہی تھیں۔

❀❀❀

تکلیف بھی کم ہوئی، کمزوری بھی۔ رشیدہ جو کھلا پلا رہی تھی۔ اس میں بڑی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

تاثیر تھی۔ پھر ٹانکوں سے بھی نجات مل گئی۔ لیکن ایک اور تکلیف شروع ہو گئی۔ ... بڑی اذیت ناک تھی۔ اور وہ تکلیف تھی چھاتیوں میں۔

ارجمند نے اس کا تذکرہ رشیدہ سے کیا۔

رشیدہ سوچ میں پڑ گئی۔ پھر اس نے سر اٹھاتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

''یہ سب تو ہوگا۔ آپ کو پتا ہی نہیں بی بی صاحبہ......! آپ نے جو نجا... سوچا ہے، وہ کتنا مشکل ہے......؟''

''...

صاف صاف کہو نا......!''

''اللہ نے آپ کے سینے میں بچے کے لئے جو دودھ اُتارا ہے ... کی تڑپ ہے۔ آپ کو دودھ پلائے بغیر چین نہیں آئے گا۔ بڑی تکلیف ہوگی۔''

''وہ تو ہو رہی ہے۔ سب کو ہوتی ہے کیا......؟''

''ہوتی سب کو ہے...... کسی کو کم کسی کو زیادہ۔'' رشیدہ نے کہا۔

''پھر آپ کو بہت زیادہ ہوگی۔''

''کیوں......؟''

''امانت دار زیادہ ہیں نا......! دہری تکلیف ہوگی آپ کو ... اپنی ... اور حق دار کو حق نہ پہنچانے کا دکھ بھی۔''

''میں کیا کروں......؟'' ارجمند نے بے بسی سے کہا۔

''پتا نہیں......! کیسے کیسے موڑ آئیں گے اس راہ میں......؟'' رشیدہ ...

''ایک ترکیب ہے۔ دونوں بڑے آپ کے باہر ہوں گے تو ... باتوں میں لگاؤں گی۔ آپ اتنی دیر میں بچے کو دودھ پلا دیجئے گا۔''

''اور کوئی آ گیا تو......؟''

''دروازہ اندر سے بند کر لیجئے گا۔''

ارجمند کو ایک اور خیال آ گیا۔

''لیکن دادی اماں نورالحق کے پاس سے ہٹتی ہی کب ہیں......؟''

''اس کی بھی کوئی ترکیب کر لوں گی میں۔'' رشیدہ نے کچھ سوچ ...''

کیا۔

اور واقعی...... حمیدہ تو حمیدہ، صفیہ کا بھی یہ حال تھا کہ بچے کے پاس سے ہٹنا ہی نہیں چاہتی تھیں۔

رشیدہ نے ترکیب سوچ ہی لی۔

''بڑی بیگم صاحب......! آپ ذرا باہر جائیں تو میں بی بی صاحبہ کے مالش کر ... دوں۔''

حمیدہ اور صفیہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ لیکن حمیدہ سیدھی بچے کے پنگھوڑے کی طرف گئی۔

رشیدہ بری طرح بوکھلا گئی۔ حمیدہ نے بچے کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس نے جلدی سے پکارا۔

''یہ کیا کر رہی ہیں بڑی بیگم صاحب......؟''

حمیدہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''نورالحق کو اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔''

رشیدہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اسے کیسے روکے......؟ وہ بچے کو لے جاتیں تو فائدہ ہی کیا تھا ان کے جانے کا......؟ خوش قسمتی سے بچہ سو رہا تھا۔ اسے پھر کچھ سوجھ گئی۔

''گستاخی معاف بڑی بیگم صاحب......! چھوٹے میاں ابھی سو رہے ہیں۔''

''تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے......؟''

''سوتے سے بچوں کو اس طرح جگایا جائے تو ان کی بڑھوتی رک جاتی ہے۔ چھوٹے رہ جاتے ہیں وہ......!''

حمیدہ نے ایک دم ہاتھ کھینچ لیا۔ جیسے بچہ ابھی چھوٹا ہوتے ہوتے رہ گیا ہو۔ لیکن صفیہ نے تیز لہجے میں کہا۔

''یہ منطق میں نے آج تک نہیں سنی۔''

''چھوڑو صفیہ......! میں اور تم ان باتوں کو اتنا نہیں سمجھتے...... جتنا یہ رشیدہ جانتی

ہے۔"

ارجمند دم بخود یہ سب کچھ سن اور دیکھ رہی تھی۔ انہیں دروازے کی
جاتے دیکھ کر اس نے سکون کی سانس لی۔

رشیدہ دروازہ بند کر کے پلٹی اور سوتے ہوئے بچے کو پنگھوڑے سے
وہ کسمسانے لگا۔ رشیدہ نے اسے ہلایا۔

"اٹھ جاؤ چھوٹے میاں......! آج آپ کی پہلی دعوت ہے۔"

بچے نے آنکھ کھولی۔ مگر وہ اب بھی نیند میں تھا۔ رشیدہ نے اسے ارجمند کی
گود میں دے دیا۔

"تمہارے سامنے تو یہ ممکن نہیں۔" ارجمند نے کہا۔ پھر بولی۔

"تم بھی اللہ کی رحمت ہو۔ تم نہ ہوتیں تو جانے کیا ہوتا......؟ میں
ہی جاتی۔ تمہارا احسان اور بڑھ گیا ہے مجھ پر۔"

"میں منہ پھیر لوں گی بی بی صاحبہ......!" رشیدہ نے احسان والی بات
نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی مجھ سے نہیں ہوگا۔"

"تو میں باتھ روم میں چلی جاتی ہوں۔" رشیدہ نے کہا اور چلی گئی۔

ماں کا لمس پا کر ننھا نورالحق پوری طرح بیدار ہو گیا اور ارجمند کے
انوکھا تجربہ تھا۔ وہ بے سدھ سی ہو گئی۔

"اپنے بچے کو دودھ پلانے میں اتنی لذت......! اور نہ پلانے میں
اذیت......؟" یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔

بچہ سیر ہو کر پھر سو گیا۔ خود ارجمند بے خود سی ہو گئی۔ ایسی بے
پرسکون نیند آنے لگی، جیسے کسی کا کئی راتوں نیند سے محروم ہونے پر حال ہوتا ہے۔
مشکل سے اس نے رشیدہ کو پکارا اور پکارتے ہی بے خبر سو گئی۔

رشیدہ آئی تو وہ بے سدھ سو رہی تھی۔ رشیدہ نے بچے کو پنگھوڑے میں
اور کمرے کا دروازہ کھول دیا۔

❀❀❀

ظفر صاحب حیران تھے کہ اس نے صرف ایک دن چھٹی کی۔

"سب لوگ ابھی ایبٹ آباد میں ہیں جناب......!" عبدالحق نے وضاحت

"وہ لوگ لاہور پہنچیں گے تو مجھے چھٹی چاہئے ہوگی۔"

"تم بڑے ذمہ دار آدمی ہو عبدالحق......!" کلکٹر صاحب نے ستائشی لہجے

"تمہیں چھٹی دینے سے میں کبھی انکار نہیں کروں گا۔ جتنی چاہو، مانگ

"شکریہ سر......!"

"تم اس کے مستحق ہو۔ اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں......!"

عارف نے عبدالحق کی بڑی دل جوئی کی۔ بہت خیال رکھا۔ آفس کے بعد وہ
وقت اس کے ساتھ گزارتا۔ کبھی اسے اپنے گھر بلا لیتا اور کبھی خود اس کے پاس چلا
وہ جانتا تھا کہ اکیلے میں عبدالحق اداس ہوگا۔ کھانا عبدالحق روز اس کے ساتھ

عبدالحق نے ایک دن یعقوب سے مستقبل کے بارے میں بات کی۔

"بہت تبدیلیاں ہونے والی ہیں یعقوب......!"

"سب اچھا ہی ہوگا انشاء اللہ......! سر......!"

"ہو سکتا ہے تمہیں لاہور جانا پڑے۔"

"جو حکم آپ کا سر......!"

"تمہاری بیوی اور بچوں کو تو اعتراض نہیں ہوگا......؟"

"کیسے ہو سکتا ہے سر......! وہ میری خوشی میں خوش...... پھر یہ تو روزگار کا

"روزگار کا تو میں تمہارے لئے دوسرا بندوبست بھی کر سکتا ہوں۔"

یعقوب کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

"آپ نے تو مجھے میرا راستہ دکھایا سر......! مرنے سے پہلے تو آپ کو نہیں

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

چھوڑ دوں گا میں۔"

"مگر...... اب تم یہاں کراچی میں سیٹ ہو...... لاہور......!"

"لاہور تو مجھے بہت یاد آتا ہے سر......! ہم لوگ وہاں بھی خوش رہے۔"

عبدالحق کا دل مطمئن ہو گیا۔

اب وہ ایبٹ آباد میں اللہ سے کئے ہوئے عہد کو نبھانے کی کوشش...

اب وہ ہر قدم اللہ کی محبت کی طرف، اللہ کی محبت کے لئے اٹھانا چاہتا تھا۔

رشتے، دنیاداری، سب اسے رکاوٹیں لگتی تھیں۔ اب بس وہ تھا اور قرآن...

سمجھنا چاہتا تھا۔

❀❀❀

ماں کا دودھ منہ کو لگا تو بچے کو بوتل کے دودھ سے رغبت نہیں رہی...

ہٹا دیتا۔ بار بار دینے پر منہ میں دودھ بھرتا اور اُگل دیتا۔ حمیدہ نے یہ دیکھا...

"عبدالحق کا بیٹا ہے۔ پورے کا پورا اس پر پڑا ہے۔" اس...

تھا۔ اسے یاد تھا کہ ننھے سے عبدالحق نے ماں کا دودھ میسر ہوتے ہوئے...

دودھ کے لئے ضد پکڑی تھی اور اپنی ضد منوا کر رہا تھا۔

لیکن تشویش کی بات یہ تھی کہ اس کی ضد کی نوعیت سمجھ سے باہر تھی...

کے بدلے کیا مانگ رہا تھا......؟ یہ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

صفیہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ حمیدہ نے کیا مماثلت دیکھی ہے...

میں...... اس نے پوچھا۔ مگر حمیدہ ٹال گئی۔ خواہ مخواہ یہ پرانی بات...

بتائے......؟

"مجھے تو لگتا ہے کہ دودھ پر نظر لگی ہے۔" صفیہ نے کہا۔

"کس کی نظر لگے گی......؟" حمیدہ بولی۔

"نظر تو کسی کی بھی لگ سکتی ہے۔ میری بھی...... تمہاری بھی..."

ہر ہر طرح سے دودھ سے بھرے بوتل کی نظر اتاری گئی۔...

سہاگہ انگاروں پر ڈالا، مرچوں کی دھونی دی گئی۔ لیکن بچے نے دودھ کی...

سے رد کر دیا۔

"یوں تو یہ کمزور ہو جائے گا۔" صفیہ نے تشویش سے کہا۔

لیکن خوش آئند بات یہ تھی کہ بچہ شہد سے منہ نہیں موڑ رہا تھا۔

"شکر ہے۔ عبدالحق تو کچھ بھی نہیں لیتا تھا۔ بہت ضدی تھا وہ۔ من چاہا ملا تو..."

حمیدہ کے لہجے میں فخر تھا۔

"ہوا کیا تھا باجی......! عبدالحق کے ساتھ......؟" صفیہ نے پوچھا۔

حمیدہ گڑبڑا گئی۔

"ارے کچھ نہیں......! ضد کر رہا تھا۔"

"اتنے چھوٹے بچے ضد کب کرتے ہیں......؟ انہیں کچھ پتا ہی نہیں ہوتا۔"

صفیہ نے اعتراض کیا۔

"سب سمجھتے ہیں بچے......! ہم بڑے ہی نا سمجھ ہوتے ہیں۔" حمیدہ چڑ کر

"اب یہ اتنا سا تمہارے سامنے ہے اور ضد کر رہا ہے۔ اب اسے بوتل سے... پلا دو تو مانوں......!"

"مگر عبدالحق ضد کس بات کی......"

صفیہ عبدالحق کی ضد کے بارے میں تفتیش کرتی۔ لیکن اسی وقت رشیدہ بول...

"پر بہت زیادہ شہد بھی نہیں دیا جا سکتا نا...... بڑی بیگم صاحب......!"

"اللہ بہتر کرے گا۔" حمیدہ نے کہا۔

ارجمند خاموشی سے یہ سب سنتی اور دیکھتی رہی۔ اسے احساس جرم مارے... دیتا تھا۔ وہ اپنے جگر کے بچے کو جو اپنا حق مانگ رہا ہے، دودھ نہیں پلا سکتی۔

"یہ کیسی آزمائش ہے......؟"

"تمہارا اپنا کیا دھرا ہے یہ سب......!" اندر سے ایک تلخ آواز نے کہا۔

"اللہ اس کا جواب طلب کرے گا تو کیا کہو گی......؟"

رات میں اور صبح کو اسے موقع مل جاتا تھا بچے کو دودھ پلانے کا۔ لیکن دن... مگر تو بیٹا کا روزہ ہو جاتا تھا۔ اور وہ اب بچ بچ کمزور ہونے لگا تھا۔ دن بھر وہ خود بھی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

تڑپتی، اذیت میں رہتی، بچے کی بھوک کا غم اور نڈھال کرتا۔

دن میں موقع اس لئے نہیں مل رہا تھا کہ بچہ سو نہیں رہا تھا۔ اب اگر مالش کا بہانہ کر کے تنہائی کا سامان کرنے کی کوشش کرتی تو حمیدہ بچے کو ساتھ لے [illegible] اور اسے روکنے کی کوئی صورت نہیں تھی۔

ارجمند کو علم نہیں تھا کہ صفیہ خالہ اس کی بے چینی کا مشاہدہ کر رہی ہیں۔

❀❀❀

اگلے روز صفیہ نے کہا۔

''ایک ترکیب آزماتے ہیں نورالحق کو دودھ پلانے کی۔''

حمیدہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

''تم جا کر دودھ کی بوتل بنا کر لاؤ.....!'' صفیہ نے رشیدہ سے کہا [illegible] سے ارجمند کو دیکھتی رہی۔

رشیدہ دودھ بنا کر لائی لیکن بچے کا ردعمل وہی تھا۔ وہ بوتل کو برے [illegible] رہا۔ پھر دودھ کی کلیاں کرنے لگا۔

''ایک کام کرو.....! اسے ارجمند کی گود میں دو..... شاید یہ اس کے ہاتھ سے دودھ پی لے۔''

''ہاں.....! یہ ٹھیک ہے۔'' حمیدہ نے خوش ہو کر کہا۔

''ضرور پی لے گا.....!''

رشیدہ کا چہرہ فق ہو گیا۔ تاہم اس نے بچے کو ارجمند کی گود میں [illegible] کی بوتل ارجمند کے ہاتھ میں دے دی۔

ارجمند نے بوتل بچے کے منہ سے لگائی۔ بچے نے اسے زور سے [illegible] اس کے ننھے منے ہاتھ ارجمند کا سینہ ٹٹولنے لگے۔

صفیہ کی نظریں بچے پر نہیں تھیں۔ وہ تو ارجمند کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پر کرب واضح تھا۔ اس نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا رکھا تھا [illegible] نکل رہی تھی۔ صفیہ کو وہاں خون کی سرخی نظر آئی۔

اب بات کو بڑھانا زیادتی ہوتی۔ اس نے حمیدہ سے کہا۔

''ارے باجی.....! میں تمہیں ایک چیز دکھانا تو بھول ہی گئی۔ آؤ نا..... میرے ساتھ.....!''

حمیدہ اٹھنا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن صفیہ نے ہاتھ تھاما تو لحاظ میں اٹھ کھڑی ہوئی۔

''تم کوشش کرو.....!'' صفیہ نے جاتے جاتے ارجمند سے کہا۔

''ہمیں کچھ دیر لگے گی۔''

رشیدہ نے صفیہ کو بھی دیکھا تھا، اور ارجمند کا حال بھی دیکھ رہی تھی۔

''میں باہر کھڑی دیکھتی رہوں گی۔ آپ بچے کو دودھ پلا دیں۔'' اس نے کہا۔

''دروازہ میں باہر سے بند کر دوں گی۔''

''دادی اماں آ گئیں تو.....؟'' ارجمند نے گھبرا کر کہا۔

''راز کھلنے سے ڈرتی ہیں آپ..... میرا خیال ہے راز تو کھل چکا۔''

''کیا مطلب.....؟''

''آپ کی دادی کی بہن سمجھ گئی ہیں۔''

ارجمند ایسی کیفیت میں تھی کہ پوری بات نہ سمجھ سکی۔ اس نے پیٹھ دروازے کی طرف کری اور نورالحق کو سینے سے لگا لیا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے رشیدہ کو آواز دی۔ رشیدہ آئی تو اس نے کہا۔

''لو..... اسے لٹا دو..... سو گیا میرا صابر بچہ.....!''

رشیدہ نے بچے کو پنگھوڑے میں لٹا دیا۔

''شکر ہے..... دادی اماں نہیں آئیں۔'' ارجمند نے کہا۔ پھر اسے رشیدہ کی بات یاد آئی۔

''کیا کہہ رہی تھیں تم.....؟''

''میں یہ کہہ رہی تھی.....''

❀❀❀

''لاؤ دکھاؤ..... کیا دکھانا ہے.....؟'' حمیدہ نے جھنجلا کر کہا۔

''مجھے تو یہ پوچھنا ہے باجی..... ! کہ تم نے کیا دیکھا.....؟''

''میں نے کیا دیکھا.....؟'' حمیدہ حیران ہوگئی۔

''کہاں.....؟''

''ارجمند کے کمرے میں..... اور کہاں.....؟''

''وہاں کیا دیکھا.....؟'' حمیدہ کی سمجھ میں ہی کچھ نہیں آ رہا تھا۔

''دیکھا نہیں کہ بچہ کس طرح ارجمند کو ٹٹول رہا تھا۔'' صفیہ نے کہا۔

''ارے ہاں..... ! سچ..... بڑا ترس آیا مجھے بے چارے پر..... غریب بچہ..... !''

اب صفیہ جھنجلا گئی۔

''باجی..... ! کچھ سمجھ ہی نہیں رہی ہو تم..... ! تم اور میں بھی تو ..... ہیں اسے..... ہمیں تو وہ ایسے نہیں ٹٹولتا۔''

''تو.....؟''

صفیہ نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

''اب بھی نہیں سمجھیں.....؟ ارے..... ! وہ ارجمند کا بچہ ہے۔ اس ..... پیتا ہے۔ اس لئے تو اتنا بے تاب ہو رہا تھا اور اس لئے بوتل کا دودھ نہیں پیتا..... کا دودھ موجود ہے۔''

حمیدہ کا منہ تو کھلے کا کھلا رہ گیا۔

''کیا کہہ رہی ہو آپا.....؟''

''ٹھیک کہہ رہی ہوں باجی..... ! ارجمند ہی اس کی ماں ہے اور اسے ..... پلاتی بھی ہے۔''

دروازے سے تیزی سے اندر آتی ہوئی رابعہ نے وہ جملہ سن لیا۔ مگر وہ ..... میں اتنی تیزی سے اندر آئی تھی کہ کافی آگے آ چکی تھی اور پلٹ بھی نہیں سکتی تھی۔

صفیہ ایک دم سے چپ ہوگئی۔

رابعہ واپس جانے لگی تو حمیدہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''یہ تو میری بیٹی ہے۔ اس سے کیا پردہ.....؟'' اس نے بڑی محبت سے .....

پھر رابعہ سے بولی۔

''آ بیٹھ ادھر..... ! سنا تو نے..... یہ آپا کیا کہہ رہی ہیں.....؟''

رابعہ اب بھی شرمندہ سی تھی۔ اس نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

''یہ کیسے جانا تم نے.....؟'' حمیدہ صفیہ کی طرف مڑی۔

''مجھے بھی تو بتاؤ..... !''

''مجھے تو اس پر حیرت ہے باجی..... ! کہ تمہیں یہ سب کیوں سمجھ نہیں .....''

''نہیں آیا..... پر مجھے سمجھاؤ تو..... !''

''دیکھو باجی..... ! مجھے کئی دن سے شک تھا۔ ارجمند کو وہ تڑپ تھی دودھ ..... جو اس ماں کو ہوتی ہے جس پر پابندی لگ جائے۔''

اس کیفیت سے تو خود حمیدہ بھی گزری تھی۔ اسے حیرت ہوئی کہ ایسی کوئی ..... ت اسے نظر کیوں نہیں آئی.....؟

''تمہیں کیا پتا اس تڑپ کا آپا.....؟'' اس نے کہا۔

''..... کی طبیعت خراب ہوئی تھی تو ڈاکٹر نے بچے کو دودھ پلانے سے ..... کیا تھا۔ اس کا حال دیکھا تھا میں نے۔''

حمیدہ کی سمجھ میں بات آ گئی۔ اس کی توجہ کا مرکز تو بچہ تھا۔ وہ کیا مشاہدہ ..... ؟ اس نے رابعہ کی طرف دیکھا۔

''یہ شک مجھے بھی تھا اماں..... ! نکی کو دیکھ کے یہی خیال آتا تھا مجھے..... پر یہ کیسے ممکن..... ؟ بچہ تو منجھلی بی بی کا ہے۔''

''نہیں..... ! یہ بچہ ارجمند کا ہے۔ ورنہ وہ اسے دودھ کیسے پلاتی.....؟''

صفیہ بولی۔

''ایک میں ہی اندھی تھی..... مجھے ہی کچھ نظر نہیں آیا۔'' حمیدہ نے بھنا کر کہا۔

''تم اتنے یقین سے کیسے کہہ رہی ہو.....؟''

''سامنے کی بات ہے باجی..... ! بچہ بوتل کا دودھ پیتا تھا۔ اچانک اس نے

...نہیں رکھا۔

"...تنی تیز طرار تھی نور بانو......؟"

لیکن فوراً ہی حمیدہ کی سمجھ میں آگیا کہ صرف نور بانو کی تیز طراری سے بات نہیں بن سکتی تھی۔ بابا کی یہ بات بھی درست ثابت ہوئی تھی۔ قدرت نے بھی نور بانو کی بھرپور مدد کی تھی۔ ورنہ بات کھلتی اور نور بانو بہت ذلیل ہوتی۔ مگر سچ ہے کہ ...ت اللہ کے اختیار میں ہے۔

اگر ڈاکٹر صاحب کا انتقال نہ ہوا ہوتا اور وہ صفیہ کی عدت میں اس کے ساتھ ...نے کا ارادہ نہ کرتی تو نور بانو کیا کر لیتی......؟ عبدالحق اس کی کوئی بات نہیں ٹالتا ہے۔ ...تی تو وہ انہیں ایبٹ آباد جانے ہی نہیں دیتا اور اسے ان کے ساتھ جانے سے تو کوئی ...ہیں سکتا تھا۔ اور وہ ساتھ آتی تو کھیل شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جاتا۔

مگر وہ تو حق گھر چلی گئی اتنے دنوں کے لئے۔

اس کی سمجھ میں آگیا کہ اس کا قصور نہیں۔ قدرت کو یہی منظور تھا۔ جب وہ ...کر لاہور آئی۔ اور ایبٹ آباد آنے کا ارادہ کیا تو ایسی بیمار ہوئی کہ جان کے ...چلنے پھرنے سے بھی گئی۔ پھر اس نے عبدالحق کو فوراً ایبٹ آباد جا کر ان ...کی خیریت لانے کو کہا تو عبدالحق کو حادثہ پیش آگیا۔ ٹانگ ہی ٹوٹ گئی اس کی۔ اللہ کی مرضی نہ ہو تو کوئی کیا کر سکتا ہے......؟ یہ تو صاف بات ہے۔ اللہ کو ...منظور تھا تو اس نے رکھا۔"

"مگر نور بانو کے مرنے کے بعد تو کھیل ختم ہو جانا چاہئے تھا۔ پھر کیوں نہیں ...ارجمند نے اپنے بچے کو اپنا بچہ کیوں نہیں کہا......؟ کیا پتا نور بانو نے اسے کوئی ...قسم دی ہو......؟"

اس نے دل میں سوچا۔

"کچھ بھی ہو...... اب اس کھیل کو ختم ہو جانا چاہئے۔ جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔"

صفیہ نے اسے چونکا دیا۔

"اب کیا ارادہ ہے باجی......!"

چھوڑ دیا۔ کیوں......؟ اس لئے کہ ماں کا دودھ مل گیا تھا اسے۔ پھر اگر بوتل کا ...پی ہی نہیں رہا ہے تو اسے بہت کمزور ہو جانا چاہئے تھا۔ اللہ کا شکر ہے...... یہ بھی ...ہوا۔ اس لئے کہ رات کو اور صبح ارجمند اسے دودھ پلاتی ہوگی۔ دن بھر تو میں اور ...کے سر پر سوار رہتے ہیں۔"

"دماغ تمہارا تیز کام کرتا ہے آپا...... !پر یہ بس اندازہ ہے تمہارا......!"

"تو ابھی چل کر دیکھ لو باجی......! ابھی ہم کمرے سے نکلے تو بچہ اور ...دونوں بے چین تھے نا...... اب دونوں سکون سے ہوں گے۔ وجہ یہ کہ ارجمند نے ...کو دودھ پلا دیا ہوگا۔ میں نے جان بوجھ کر موقع دیا تھا اسے۔"

"چلو...... دیکھ لیتے ہیں۔"

رابعہ وہیں رہ گئی۔ وہ دونوں ارجمند کے کمرے کی طرف چل دیں ...کھلا تھا۔ رشیدہ موجود نہ تھی۔ بچہ پنگھوڑے میں لیٹا سو رہا تھا۔ اور ارجمند اپنے ...دراز بے سدھ سو رہی تھی۔ اس کے چہرے پر سکون اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

"اب تو یقین آگیا باجی......!" صفیہ نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

❀❀❀

حمیدہ خوش بھی تھی، اور اسے خود پر غصہ بھی آ رہا تھا۔ غصہ اس بات پر ...اسے تو سب کچھ صاف صاف بتا دیا گیا تھا، پھر بھی وہ نہیں سمجھی اور صفیہ صرف ...کھلی رکھنے کی وجہ سے سب کچھ سمجھ گئی۔

اسے لاہور والے بابا کی باتیں یاد آ رہی تھیں۔ اب نور بانو کا پورا کھیل ...کی سمجھ میں آگیا تھا۔ نور بانو نے سیدھی سادی، خالص محبت کرنے والی ارجمند کو ...میں اتار لیا تھا۔ ارجمند لالچ میں آنے والی تو تھی نہیں، اس نے ارجمند کے سامنے ...مظلومیت اور محرومی کا رونا رویا ہوگا اور اس سے وعدہ لے لیا ہوگا کہ وہ اپنا بچہ ...کے نام کر دے گی۔

اس طرح کے معاملات میں رازداری تو ممکن نہیں ہوتی۔ نور بانو نے ...چکر چلایا اور ارجمند کو لے کر ایبٹ آباد چلی آئی۔ عبدالحق کو اس نے منت کر کے ...وہاں آنے سے روک دیا ورنہ پول کھل جاتا۔ اور خود اس سے نور بانو نے جان بوجھ...

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"تم ہی بتاؤ......! کیا کروں......؟"

"پوچھو نا......!"

"کس سے......؟"

"رشیدہ سے......اسے سب معلوم ہوگا۔"

"ٹھیک کہتی ہو آپا......! رابعہ......! ذرا رشیدہ کو تو بلا......!"

رابعہ جلدی سے باہر نکلی۔ وہ بہت خوش تھی۔ اسے بہت پہلے سے یہ پتہ تھا کہ بچہ ارجی کا ہے پر وہ کہنے کی ہمت نہیں کر سکتی تھی۔

❀❀❀

رشیدہ کو بلاوا ملا تو وہ اس کے لئے تیار تھی۔ اس نے سمجھ لیا تھا کہ وہ وقت آ گیا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ وقت آئے گا۔ لیکن یہ اندازہ نہیں تھا کہ اتنی جلدی آ جائے گا۔ اس نے ارجمند کو سمجھایا تھا کہ جو کچھ وہ کر رہی ہے، اسے سنبھالنا مشکل ہے۔ مگر یہاں تو یہ ناممکن ہو گیا تھا۔

وہ مجرموں کی طرح دونوں بوڑھی عورتوں کے سامنے پیش ہوئی اور ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔

"کیا حکم ہے بیگم صاحب......؟"

"یہ نورالحق کس کا بیٹا ہے......؟" حمیدہ نے تمہید سے کام لئے بغیر پوچھا۔

"بڑے صاحب کا ہے جی......!" اس نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"وہ تو مجھے معلوم ہے۔ یہ بتاؤ......! اس کی ماں کون ہے......؟"

"یہ بھی آپ کو پتا ہے بڑی بیگم صاحب......! پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہیں......؟"

"کوئی وجہ ہے تو پوچھ رہی ہوں۔"

"آپ بی بی صاحبہ سے پوچھیں نا......!" رشیدہ نے سوچا سمجھا جواب دیا۔

"تم نہیں بتاؤ گی......؟"

"میری مجبوری ہے بڑی بیگم صاحب......!"

"نوکری سے نکالے جانے کا ڈر نہیں ہے تجھے......؟" حمیدہ نے کہا۔

"رزق تو اللہ دیتا ہے بیگم صاحب جی......! پر مجھے نوکری سے نکالے جانے کا ڈر ضرور ہے...... بی بی صاحبہ اور چھوٹے میاں صاحب سے دور ہو جانے کی وجہ سے۔ آپ مجھ سے نہ پوچھیں۔ بی بی صاحبہ سے پوچھ لیں۔ آپ کو پتا ہے نا......! وہ جھوٹ کبھی نہیں بولتیں۔"

حمیدہ نے دل میں تسلیم کیا کہ وہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ ارجمند جھوٹ کبھی نہیں بولتی۔ اور وفادار نوکر کو پریشان کرنے کا فائدہ......؟ اسے کھویا کیوں جائے......؟ عبدالحق نے جاتے ہوئے اسے بتا دیا تھا کہ یہ ماں بیٹیاں ساتھ ہی لاہور جائیں گی۔

"ٹھیک ہے...... تم جاؤ......!"

"آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہے نا جی......؟" رشیدہ نے لجاجت سے کہا۔

حمیدہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"آپ مجھے نکالیں گی تو نہیں بڑی بیگم صاحب......؟"

حمیدہ کو اس پر ترس آنے لگا۔

"ایسے خدمت کرنے والے وفادار لوگوں کو کون نکال سکتا ہے......؟ بس تو اپنا کام کر۔" رشیدہ وہاں سے یوں نکلی جیسے جان بخشی ہو گئی ہو۔

"اس نے سب کچھ بتا دیا۔ مگر کچھ نہیں بتایا باجی......!" صفیہ نے اس کے جانے کے بعد حمیدہ سے کہا۔

"ہاں......! پر کسی سے پوچھنا تو ہے۔"

"نہ پوچھو تو اچھا ہے اماں......!" رابعہ جلدی سے بولی۔

"کیوں......؟" حمیدہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"بچی بڑی عزت والی ہے۔ اسے بے عزتی کا احساس ہوگا۔"

"پر بات تو کھلنی ہے اب......!" صفیہ بولی۔

"اس میں اس کی بھی بہتری ہے۔ اسے چھپ کے تو دودھ نہیں پلانا پڑے گا۔ اذیت سے بچ جائے گی۔"

"یہ بات بھی ٹھیک ہے خالہ......!"

''میں نگی کو جانتی ہوں آپا.....!'' حمیدہ نے کہا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ [illegible]
نور بانو کا پردہ رکھنا ہے۔ بابا کی باتیں اب بھی اس کو راہ دکھا رہی تھیں۔ [illegible]
کھانے تھے، پیڑ گننا اس کا کام نہیں تھا۔

''یہ تو وہ سہہ لے گی۔ لیکن یہ بات عبدالحق کو معلوم ہو ..... یہ [illegible]
سکے گی۔''

''پر یہ تو ضروری ہے آپا.....!''

''عبدالحق تک یہ بات پہنچ گئی تو نگی مر جائے گی۔ میں جانتی [illegible]
ہمیں تو برداشت کر لے گی وہ۔''

''عجیب لڑکی ہے۔'' صفیہ نے کہا۔

❀❀❀

ارجمند سے بات کرنے کے لئے حمیدہ اکیلی اس کے پاس گئی۔ [illegible]
نورالحق کو گود میں لئے ارجمند سے ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہی لیکن [illegible]
اعصاب کشیدہ ہو رہے تھے۔ اسے رشیدہ کی بات یاد تھی کہ راز کھل چکا ہے۔

اچانک حمیدہ نے اس سے پوچھ لیا۔

''یہ نورالحق کس کا بیٹا ہے نگی..... ! تیرا یا نور بانو کا.....؟''

ارجمند کو براہ راست سوال کی امید نہیں تھی۔ اب تک اس نے [illegible]
جھوٹ بولا بھی نہیں تھا اور جھوٹ بولنے والی وہ تھی بھی نہیں۔ راز کھل ہی گیا [illegible]
بول کر گناہ گار ہونے کا کیا فائدہ.....؟ عزت ذلت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ [illegible]
شرمندگی کا کام کرے گا تو شرمندگی اٹھائے گا بھی۔ اللہ اپنی رحمت سے بچائے
کا کرم۔

اس نے بلا جھجک کہا۔

''دادی اماں.....! اللہ نے اسے میری کوکھ میں اتارا۔ لیکن یہ [illegible]
بچہ..... اللہ انہیں جنت نصیب کرے۔ ان کی مغفرت فرمائے۔''

''میری تو سمجھ میں نہیں آئی یہ بات..... اللہ نے تجھے اس کی [illegible]
نور بانو کا بچہ کیسے ہو گیا.....؟''

[illegible] ارجمند نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔
''[illegible] تک دنیا میں ایک آپ ہی ایسی ہیں جو یہ بات سمجھ سکتی ہیں دادی
[illegible]''

''وہ کیسے.....؟''
''دیکھیں نا..... آغا جی آپ کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئے۔ لیکن بیٹے تو
[illegible] ہیں.....!''
[illegible] کے لئے تو وہ دھماکا تھا۔ کچھ دیر کے لئے تو وہ سن ہو کر رہ گئی۔ پھر اس
[illegible] آواز میں پوچھا۔
''تجھے یہ کیسے پتا چلا نگی.....؟''
''آپی نے بتایا تھا مجھے..... آغا جی کے والد کی ڈائریاں بھی مجھے دی تھیں
[illegible]''
''[illegible] نگی.....! یہ اور بات ہے۔ عبدالحق کو تو سب معلوم تھا نا..... اور یہ بھی
[illegible] اس کو۔''
''[illegible] فرق پڑتا ہے دادی اماں.....! بچہ تو یہ آغا جی کا ہی ہے نا.....؟ انہیں
[illegible] اس کی ماں کون ہے.....؟''
''[illegible] حق ہے نگی.....!''
''اور میں خود اپنا حق چھوڑ رہی ہوں۔''
''عبدالحق کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ تیرا بیٹا ہے تو اس میں کیا حرج ہے.....؟
[illegible] یہ اس کا رہے گا..... تو نے خود کہا ابھی..... تو اس سے کیا فرق پڑتا
ہے.....؟''

''اس سے بہت فرق پڑے گا دادی اماں.....!''
''[illegible] مجھے بھی سمجھا دے میری بڑی سی نگی.....!''
''[illegible] دادی اماں.....!'' ارجمند نے بڑے اعتماد سے کہا۔
''دیکھیں..... آغا جی آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ ایسی محبت کم ہی کی
[illegible] سے۔ صرف آپی کے کہنے پر انہوں نے مجھ سے شادی کی۔ ورنہ بھی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

نہ کرتے۔ اور آج بتا دوں دادی اماں ...... ! کہ میں آغا جی سے اتنی محبت
کسی اور کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اور ان کا ملنا ممکن نظر نہیں
اللہ میاں مجھے بتاتے تھے کہ وقت آنے پر وہ خود مجھے مل جائیں گے۔
کرلی۔"

حمیدہ حیران تھی۔ بابا نے اسے کہا تھا کہ اسے فکر کرنے کی ضرورت
وہ چاہتی ہے وہی ہوگا اور اسے پوتا بھی ملے گا۔ کھیلنے والوں کو کھیلنے دے۔
سب سے مضبوط ہے۔ انہوں نے کہا تھا۔ تو کچھ بھی نہ کر اور واقعی
خود ہی ارجمند سے عبدالحق کی شادی کرا کے اس کی آرزو پوری کی۔ اور
گیا...... اور یہ ارجمند نے کیا کہا ...... یہ عبدالحق کے سوا کسی کو۔

"...... تو دادی اماں ...... ! آپی نے مجھ پر احسان کیا نا ......؟"

"یہ احسان نہیں ...... خود غرضی تھی اس کی۔"

حمیدہ نے تیز لہجے میں اس کی بات کاٹ دی۔

"وہ جانتی تھی کہ اولاد اسے نہیں ملی۔ تیرے سوا کون اس کی
تھا......؟ اس نے تجھے استعمال کیا تھی ...... ! اتنے بڑے جھوٹ کے
تجھے ...... اور دیکھو ...... جھوٹ مکمل کر رہا تا ......؟"

"نہیں دادی ...... ! آپی مجھ سے بہن جیسی محبت ہی کرتی تھیں تو
لئے قربانی نہیں دے سکتی کیا ......؟ اور اب تو وہ اس دنیا میں نہیں ہیں۔"

"تیری قربانی کا کیا حاصل ہوا تھی ...... ! جھوٹ تو مکمل ہی ہے
چاری کو مرنے کے بعد بھی عزت نہیں ملی۔ کوئی منہ سے نہ کہے، پر دل
بارے میں کیا سوچیں گے سب ......؟ میں، صفیہ آپا، رابعہ، یہ تیری نوکرانی۔
کیا کسی کے دل میں عزت ہوگی اس کی ......؟ اتنا بڑا مکر اور فریب کا جال
نے ...... صرف اپنی عزت، اپنی شان بڑھانے کے لئے ......؟ مگر ہاتھ کیا
حمیدہ کے لہجے میں تندی تھی۔

"میں نے ہمیشہ اسے بیٹی سمجھا۔ اسے بھلا برا سمجھایا، پر وہ
مجھے۔ خود پر اعتماد ہی نہیں تھا اسے۔ خود کو برا سمجھتی تھی، حقیر ...... تو ایسے

اور میری بات سن لی ...... ! تو احسان کی بات کرتی ہے۔ اسے معلوم
اور انکار نہیں کروں گی۔ اور میں حکم دوں گی تو عبدالحق انکار نہیں کرے
شادی کو۔ اس نے گھبرا کر خود ہی فیصلہ کرلیا اور چتا تجھے کہ تو اس کی مرضی پر
پر اسے نہیں معلوم تھا کہ میرے دل میں تیرا ہی خیال ہے۔ یاد ہے جب اس
تھا تیرے لئے تو میں کتنی پریشان ہوگئی تھی ......؟"

حمیدہ ہکا بکا رہ گئی۔ یہ تو وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ دادی اماں کے دل
میں اور آغا جی کی یکجائی کا خیال ہوگا۔ اور دل میں وہ جانتی تھی کہ دادی اماں
بات ٹھیک ہے۔ لیکن وہ زبان سے تسلیم نہیں کرسکتی تھی۔

"واقعی ...... ! آپی نے جھوٹ، مکر اور فریب کا جال بچھایا تھا مگر ہاتھ ان کے
پردیس میں کسمپرسی کی موت، لوگوں کی نظروں میں برائی، اور بچے کی وہ
دیکھ سکیں۔"

"تو لوگوں کی نظروں میں نور بانو کی عزت بحال کرسکتی ہے ......؟" حمیدہ
میں چیلنج تھا۔

ارجمند نے چند لمحے سوچنے کے بعد نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں دادی اماں ...... ! لیکن آپی کے جرم میں میں بھی تو شریک تھی۔ سب
فریبی اور مکار سمجھیں گے۔ پر اس سے کیا فرق پڑتا ہے ......؟ دل کا
حال تو اللہ جانتا ہے۔"

"تجھے کسی نے برا نہیں سمجھا ...... کوئی برا نہیں سمجھے گا ...... الٹا سب تجھے معصوم
سمجھیں گے۔ پر اب تو نور بانو کو نہیں بچا سکتی۔"

"آپ کیا چاہتی ہیں ......؟"

"یہ کہ تیرا بچہ اب تیرا ہی کہلائے ...... تیرا ہی رہے۔"

"یہ میں نہیں چاہتی ...... کم از کم آغا جی کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہئے۔"

"اس سے کیا فرق پڑے گا ......؟"

"میں نے کہا نا اماں ...... ! کہ بہت فرق پڑے گا۔"

"پر کچھ بتایا تو نہیں ...... مجھے قائل تو نہیں کیا۔"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''بات ادھر ادھر ہو گئی تھی دادی اماں ......! اب سمجھائی ...
دادی......! آغا جی آپی سے بہت محبت کرتے ہیں اور وہ محبت ختم ہونے ...

''ہاں......! یہ تو مجھے معلوم ہے۔ پر اب تیری باری ہے۔ تجھ سے ...
کرے گا وہ۔''

''کون جانے دادی اماں......! جو اللہ کو منظور......!'' ارجمند ...
سانس لے کر کہا۔

''لیکن سوچیں کہ ان کو حقیقت کا پتا چل جائے تو ان پر کیا ...
کیا سوچیں گے وہ......؟ وہ کیسا محسوس کریں گے......؟''

''سیدھی سی بات ہے...... بہت سچا، کھرا اور حق والا ہے میرا ...
کی حقیقت جان لے گا تو وہ محبت اس کی ختم ہو جائے گی۔ چاہے ...
ہو...... پر یہ میں جانتی ہوں کہ وہ ختم ہو جاتی ہے۔''

''اور یہ میں نہیں چاہتی۔''

''لے......اس میں تو تیرا بھلا ہے......!''

''اپنے بھلے کی میں فکر نہیں کرتی دادی......! وہ میں اللہ پر چھوڑ ...
اس میں کئی باتیں ہیں۔ ایک تو میں اسے اچھا نہیں سمجھ سکتی کہ کسی ایسے شخص
سے جو اللہ کے ہاں چلا گیا اور اپنی صفائی پیش نہیں کر سکتا۔ کسی ایسے ...
کراؤں جو اس مرنے والے سے بہت محبت کرتا ہو۔''

''چاہے اس کے لئے بہت بڑا جھوٹ بولنا پڑے......؟''

''آپ میری پوری بات سن لیں... پھر اعتراض کر لیجئے گا دا...
دوسری بات یہ ہے کہ آغا جی آپی سے جتنی محبت کرتے ہیں، اگر آپی سے ...
ہوا تو خدانخواستہ انہیں بہت بڑا نقصان ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے ان کا دل محبت ...
ہو جائے۔ وہ محبت کے نام سے بھی چڑنے لگیں۔ پھر وہ کبھی کسی سے بھی پ...
سکیں گے۔ نہ آپ سے...... نہ مجھ سے...... نہ اپنے بچے سے...... اور محبت
کی سب سے بڑی طاقت ہے دادی اماں......!''

ارجمند کی بات حمیدہ کے دل کو لگی تھی۔ پھر بھی اس نے کہا۔

''...ضروری تو نہیں......!''

''میرے خیال میں تو ایسا ہی ہوگا۔''

''تو اسے نہ بتائیں کہ نورالحق تیرا بیٹا ہے...... یہ نورالحق کے ساتھ زیادتی
... ہوگی...؟''

''اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا دادی......! اسے تو سب کچھ ملتا رہے گا۔''

''پر میں تو عبدالحق کو حقیقت بتانا ضروری سمجھتی ہوں۔''

''تو دادی اماں......! مجھے کچھ ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ میں بچوں گی
...

حمیدہ دہل گئی۔

''کیسی باتیں کرتی ہے تو......؟''

''سچ کہہ رہی ہوں اماں......! اس کے بعد آغا جی کا سامنا کیسے کر سکوں گی
...

''تو ہم سب جھوٹ بولتے رہیں عبدالحق سے......؟ یہ اس پر ظلم نہیں
...

''ان کی تو بھلائی ہے اس میں دادی اماں......! اور جھوٹ بولنے کی کوئی
... آغا جی جو سمجھ رہے ہیں، بس وہ انہیں سمجھنے دیں۔''

حمیدہ نے سوچا۔

''بات تو ٹھیک ہے......!''

ارجمند نے اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے۔

''بس دادی......! میری بات مان لیں۔''

حمیدہ کا دل جیسے پگھل گیا۔ اصل میں تو یہ ارجمند ہی کے ساتھ زیادتی تھی۔
... کیا جاتا تھا......؟ اور وہ خود ہی اسے قبول کر رہی تھی۔ اور اس کی یہ
... تھی کہ نور بانو کا فریب کھلنے کے بعد عبدالحق کو محبت سے ہی نفرت ہو
... گی۔

''... کتنی سمجھدار ہے اتنی کم عمری میں...... اور اللہ نے دل کتنا بڑا دیا ہے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اسے۔ خود کو نہیں دیکھتی، بس دوسروں کی فکر کرتی ہے۔"

"چل ٹھیک ہے۔۔۔ !مان لیا میں نے۔"

"شکریہ دادی اماں۔۔۔!" ارجمند نے اس کے ہاتھ چوم لئے۔

"یہ بتا۔۔۔ کس کس کو معلوم ہے یہ بات۔۔۔؟"

"رشیدہ اور نوریز کو۔۔۔۔!"

"ٹھیک ہے۔۔۔ !صفیہ آپا اور رابعہ کو میں سمجھا لوں گی۔" حمیدہ [illegible] ہوئی۔

ارجمند نے سکون کی سانس لی۔ اب اپنے بچے کو چھپ کر [illegible] ضرورت نہیں تھی۔ وہ خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگی۔

❀❀❀

وہ سب ایبٹ آباد سے لاہور پہنچے۔ عبدالحق کو فون کر دیا تھا۔ [illegible] بھی لاہور پہنچ گیا۔

عبدالحق کو اتنے دن میں سوچنے سمجھنے کے لئے بہت وقت مل [illegible] نے بہت کچھ سمجھ لیا تھا۔ اپنی تمام کوتاہیاں، تمام غلطیاں اسے نظر آ گئی تھیں [illegible] اس نے بخشش طلب کر لی تھی۔ لیکن جانتا تھا کہ بندوں کی معافی کے بغیر [illegible] معافی نہیں ملتی۔

اس بار اس نے پندرہ دن کی چھٹی لی تھی۔ کلکٹر صاحب نے کہا [illegible] ضرورت پڑے تو وہ اس میں توسیع بھی کرا سکتا ہے۔ لمبی چھٹی لینے کا یہ مقصد [illegible] زندگی میں آنے والی سب سے بڑی تبدیلی کو کم از کم ذہنی طور پر قبول کرے [illegible] کی تنظیم نو کے بارے میں فیصلہ کرے۔ اس نے سوچا تھا کہ اس بار وہ تین [illegible] میں بھی گزارے گا۔

مگر لاہور آیا تو جیسے وہاں نور بانو اسے پھر سے مل گئی۔ ہر جگہ [illegible] ساتھ تھی۔ بس اسے نظر نہیں آتی تھی۔ گھر میں چپے چپے پر اس کی یادیں بکھری [illegible] جس کمرے میں بھی وہ بیٹھتا، دروازے کی طرف اس یقین سے دیکھتا کہ ابھی [illegible] مسکراتی ہوئی دروازے سے اندر چلی آئے گی۔

لیکن نہیں۔۔۔ !نور بانو مسکراتی ہی کب تھی۔۔۔؟

اس نے یاد کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اسے ایک موقع بھی یاد نہیں آیا کہ اس نے نور بانو کو بے ساختہ، اندر سے، دل سے مسکراتے دیکھا ہو۔ حیرت ہے، اس نے پہلے بھی اس بات پر غور نہیں کیا تھا۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ اس کا تو یہ مطلب ہے کہ وہ خوش نہیں تھی۔ خوشی اور مسکراہٹ کا تو چولی دامن کا ساتھ ہے۔ خوشی پھول ہے تو مسکراہٹ اس کی خوشبو۔ خوشی کا اظہار مسکراہٹ ہوتی ہے۔

"تو کیا نور بانو خوش نہیں تھی۔۔۔؟ کیا وہ ناخوش تھی۔۔۔؟" یہ بہت بڑا سوال تھا۔ اس سوال سے کئی اور سوال جنم لیتے تھے۔

"کیا یہ اس کی ناکامی ہے۔۔۔؟ کیا وہ نور بانو کو خوشی نہیں دے سکا۔۔۔؟"

وہ بے چین ہو گیا۔ دل کا بوجھ ہلکا ہونے کے بجائے اور بڑھ گیا۔

اسے ایک اور خیال آیا۔ کراچی میں تو اس نے نور بانو کے ساتھ بہت طویل [illegible] تھا اور وہ بھی اکیلے۔۔۔ کوئی اور تھا ہی نہیں وہاں۔۔۔ تو وہ صرف اور صرف [illegible] تھا۔ مگر اسے کراچی میں نور بانو اس طرح یاد نہیں آئی۔ وہاں تو اس کے ذہن نے [illegible] کہ نور بانو ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئی۔ اب وہ کبھی واپس نہیں آئے گی۔ ایسا کیوں۔۔۔؟

اور کراچی میں بھی کبھی اس نے نور بانو کو مسکراتے نہیں دیکھا۔ حالانکہ وہ [illegible] بہت خوش تھی۔ نور بانو کو اس پر پورا قبضہ کرنے کا بڑا شوق تھا۔ وہ تو اس میں ننھے [illegible] سا حصہ بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ وہ اس کے سوا کسی کو دیکھے، [illegible] سے بات کرے۔ محبت تو بہت دور کی بات۔۔۔۔ وہ تو چاہتی تھی کہ وہ اس کے سوا [illegible] کے بارے میں سوچے بھی نہیں۔ اور یہ بڑی غیر فطری بات تھی۔ اس نے بارہا نور بانو کو یہ بات سمجھانے کی کوشش کی۔ ضرورت پڑنے پر اس نے اسے سختی سے بھی سمجھایا اور ٹوک کر بھی دیا کہ یہ ممکن نہیں۔

"تو کیا نور بانو اس لئے ناخوش رہی۔۔۔؟ اس لئے وہ کبھی خوش نہیں [illegible] اس لئے وہ کبھی مسکرائی بھی نہیں۔۔۔؟"

شروع ہی سے وہ سوچنے، غور کرنے اور تجزیہ کر کے نتائج اخذ کرنے والا رہا

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

تھا۔ الجھن کو سلجھائے بغیر وہ کبھی چین سے نہیں بیٹھتا تھا۔ اب بھی وہ سب چھوڑ چھاڑ اس کھوج میں لگ گیا۔

یہ بات طے تھی کہ نور بانو کا یہ مطالبہ غلط تھا۔ آدمی پر اس کے معاشرے کا حق ہوتا ہے۔ آدمی کسی ایک شخص تک محدود نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو سب سے اچھا یہ تھا کہ وہ سب کچھ چھوڑ کر صرف اللہ کا ہو جائے۔ لیکن اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی۔ یہ رہبانیت ہے اور اللہ کو بالکل پسند نہیں۔ اللہ نے تو انسان کو فرائض ادا کرنے کا پابند کیا ہے۔ جس کا بھی حق ہو وہ اسے ادا کیا جائے۔

تو وہ نور بانو کی یہ بات نہیں مان سکتا تھا۔ اگر نور بانو کی خوشی اس میں تھی تو یہ خوشی وہ اس کو دے ہی نہیں سکتا تھا۔ وہ ناخوش رہی تو یہ اس کا اپنا قصور تھا۔ اس پر اس کا کوئی بوجھ نہیں۔

پھر بھی اس کے دل کا بوجھ کم نہیں ہوا۔

ذہن میں ایک اور سوال نے سر اٹھایا۔

”کراچی میں تو نور بانو کو خوش رہنا چاہئے تھا۔ وہاں تو وہ صرف اور صرف اسی کا تھا۔ وہاں تو صرف وہی اس کی توجہ کا مرکز تھی۔ عارف بھائی کے بچوں کو اس نے کبھی اہمیت نہیں دی۔ پھر کراچی میں کیوں ناخوش رہی وہ ...؟“

جواب میں فوراً ہی ابھرا۔

کراچی میں وہ تنہا تھی اور اکیلے رہنے کی وہ عادی نہیں تھی۔ پھر کام زیادہ ہونے کی وجہ سے دفتر سے واپسی میں اسے دیر بھی ہو جاتی تھی۔ وہ تھکا ہارا اور مضمحل واپس آتا تھا۔ یعنی رقیب سے نور بانو کی جان کراچی میں بھی نہیں چھوٹی۔ وہاں اس کا کام، اس کی ملازمت اس کی رقیب بن گئی۔ وہاں وہ اس لئے ناخوش رہی۔ لیکن لاہور جا کر کراچی واپس نہیں آئی وہ۔ اسے اکیلا چھوڑ دیا۔

”تو ایسے آدمی کو خوش رکھا ہی نہیں جا سکتا۔ ایسا آدمی کبھی خوش رہ ہی نہیں سکتا۔ پھر میرے دل پر اس کی ناخوشی کا بوجھ کیوں ہے ...؟“

اس کی ملازمت بھی نور بانو کو بری لگتی تھی۔ کہتی تھی۔

”ضرورت ہی کیا ہے آپ کو اس کی ...؟“

لیکن وہ ملازمت نہ کرتا تو بھی گھر میں اس سے جڑ کر تو نہیں بیٹھتا۔ مردوں کی [illegible] بھر باہر کی دنیا ہوتی ہے۔ کتنے کام ہوتے ہیں۔ ملازمت نہ کرتا تو وہ [illegible] کرتا۔ زمینوں کے معاملات سنبھالتا۔ حق نگر کے لوگوں کی فلاح کے لئے کچھ [illegible] نہیں بھی ... ! وہ نور بانو کو خوش رکھ ہی نہیں سکتا تھا۔

[illegible] ہوتی ہے انسان کی محبت ... جتنی بھی کرو ... کم ہی رہے ... محبوب [illegible] کی طرح ... طوطا مینا کی طرح پنجرے میں قید ہو ... اور شاید محبوب پھر [illegible] ... پھر وہ یکسانیت سے اکتا جائے۔“

”خسارہ ہی خسارہ ... سراسر خسارہ ... !“

”محبت تو بس اللہ سے ہی کرنی چاہئے ... مگر کیسے ... ؟“

اس ”کیسے“ کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

اسے ایک اور خیال آیا۔

”نور بانو کی بیماری یہاں کراچی میں ہی تو شروع ہوئی۔ ضرور یہی بات [illegible] ہوئی تو وہ یہاں خوش رہتی۔ اکیلے پن پر وہ ناخوش نہیں تھی۔ تنہائی تو خود [illegible] پاس تھی۔ [illegible] یہ تھا کہ لاہور وہ فون پر بھی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کرتی تو [illegible] اس سے کرتی۔“

”وہ بھی میری محبت سے خوش اور مطمئن نہیں رہی۔“ اس نے دل میں [illegible]۔

”اور میں اس کے جانے کے بعد بھی اس کی محبت میں مبتلا ہوں۔ کیا حاصل [illegible] اس محبت کا ... ؟ ناخوشی ہی ناخوشی ... جو محبت خوشی نہ دے سکے، وہ کیا محبت [illegible] ... ؟“

یہ سوال اب بھی اپنی جگہ تھا کہ کراچی میں اسے نور بانو ایسے یاد کیوں نہیں [illegible] جیسے یہاں یاد آ رہی ہے۔

بہت غور کرنے پر اسے اس کا جواب بھی مل گیا۔ وہ مکمل اور شافی جواب نہیں تھا لیکن بہرحال معقول جواب تھا۔ کراچی میں وہ خود بھی ناخوش رہا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ وہاں خود کو پنجرے میں قید پرندے جیسا محسوس کرتا تھا۔ وہ اپنے تمام محبوب

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

لوگوں سے دور ہو گیا تھا یہاں آ کر۔ لاہور میں تبھی لوگ فون پر بات گھبرانے والے تھے، چنانچہ بات مختصر ہی ہوتی تھی۔ اور تقریباً سات سال میں سے کسی کی صورت بھی نہیں دیکھی۔ وہ عید تو عید..... پر بھی اپنے گھر نہیں کراچی اس کا گھر نہیں تھا۔ گھر ہوتے ہوئے بھی گھر نہیں تھا۔ گھر تو گھر سے ہوتا ہے۔

اور وہ عید بقر عید پر گھر جا سکتا تھا۔ لیکن پہلے ہی سال سے یہ ہوا، موقع آتا۔ نور بانو کی طبیعت خراب ہو جاتی۔ کبھی تو اسے لگتا کہ نور بانو جانے سے بچنے کے لئے اور اسے روکنے کے لئے اپنی طبیعت خراب کر لی بدگمان کرنے والا آدمی نہیں تھا۔ پھر بھی کئی بار اس نے یہ بات سوچی۔

خیر..... اب تو ثابت ہو گیا کہ وہ نور بانو کا مکر نہیں تھا۔ اس ... اس کی جان لے لی۔

تو کراچی اس کے لئے شہر ہجر تھا۔ وہ وہاں خوش نہیں رہا۔ ... کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی اس کے ساتھ نہیں رہا۔ اس لئے وہ کراچی بھی آئی۔

❀❀❀

رات کھانے کے بعد وہ حمیدہ کے کمرے میں چلا گیا۔

''کیسی ہیں اماں.....؟''

''میں ٹھیک ہوں پتر.....! پر دیکھتی ہوں کہ تو ٹھیک نہیں ہے۔''

کہا۔

''میں بھی ٹھیک ہی ہوں اماں.....! اور ٹھیک ہو جاؤں گا کچھ دن میں''

حمیدہ نے اسے بہت غور سے دیکھا۔

''اب تجھے تو میں سمجھا بھی نہیں سکتی۔ کیا سمجھاؤں گی میں.....؟''

''نہیں اماں.....! سمجھانے والی بات ہو تو ضرور سمجھاؤ.....!''

''جو سب کچھ آپ ہی سمجھتا ہو، اسے سمجھانا کیا.....؟''

عبدالحق خود بھی اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا۔

''...بھی آدمی کی سمجھ میں خوب اچھی طرح سمجھی ہوئی بات بھی نہیں آتی۔ ایسے میں اس کے بڑے ہی اسے سمجھاتے ہیں، جو عقل میں اس سے زیادہ ہوتے ہیں۔''

''میں عقل میں تجھ سے زیادہ نہیں..... پر زندگی کا تجربہ زیادہ ہے مجھے۔''

''بے شک اماں.....! تو سمجھاؤ نا مجھے.....!''

''جو کچھ تو نے قرآن پڑھ کر سمجھا..... مجھے ضرورت کے وقت اللہ نے خود ہی سمجھا دیا تھا۔ ورثے میں مر گئی ہوتی۔ تو نے پڑھ کر سمجھا بھی، دوسروں کو سمجھایا بھی۔ پر ضرورت کے وقت اسے بھول گیا.....؟''

''میں سمجھا نہیں اماں.....!''

موت اللہ کا حکم ہے۔ اپنے مقرر وقت پر آتی ہے۔ بندہ غم ضرور کرتا ہے۔ پر اللہ صبر دیتا ہے۔ تاکہ اس کے ذمے جو کام اس نے لگا رکھے ہیں، وہ رُک نہ

''غم اپنی جگہ اماں.....! مگر میں نے کسی فرض سے تو منہ نہیں موڑا۔''

''خود کو خوش رکھنا بھی عبادت ہے پتر.....!''

''میں اس سے بہت محبت کرتا تھا اماں.....!'' عبدالحق نے بے بسی سے کہا۔

''پتا ہے مجھے..... پر تجھے پتا نہیں..... اللہ نے میرے سر کے سائیں کو اور ... جوان بیٹے کو ایک ہی دن اپنے پاس بلا لیا۔''

یہ سن کر عبدالحق پر تھرتھری چڑھ گئی۔

''ایک میرا جیون ساتھی تھا، جیسے نور بانو تیری تھی، تو دوسرا دنیا کے حساب سے دیکھو تو میرا آخری سہارا تھا۔ پر میں نے جیون کی ڈور نہیں چھوڑی۔ اللہ سے دعا کی کہ تیری امانت تجھ تک پہنچانے کی مہلت مجھے دے۔ یہ صبر مجھے میرے رب نے دیا تھا اور اس کا کرم کہ آج بھی میں زندہ ہوں۔ میرے سر کے سائیں کی نسل تو ... ختم ہو گئی تھی نا..... پر تیری اور تیری اولاد کی کیسی لگن تھی مجھے..... غم تو اب بھی ہوتا ہے مجھے..... پر میں سوچتی ہوں کہ اس سے بہت زیادہ تو خوشیاں دے دیں دینے والے نے..... تو جب غم ہوتا ہے، شکر ادا کرتی ہوں اس کا خوشیوں پر۔''

عبدالحق کی شرمندگی کی کوئی حد نہیں تھی۔ سچ کہا تھا حمیدہ نے۔ قرآن پڑھ کر

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

جو وہ سمجھا اور وقت آنے پر بھول گیا۔ وہ اللہ نے حمیدہ کے بغیر قرآن سے پڑھ سمجھا دیا تھا۔ وہ جسے شکر ادا کرنا چاہئے تھا کہ اللہ نے اسے نور بانو سے اتنا طویل ساتھ عطا فرمایا، اس کی جدائی کے غم میں مبتلا تھا جو کہ مشیت ہر قرآن سے اپنے رب کی رضا میں راضی رہنا نہیں سیکھا۔

''میں بھی وصال دین سے اور اس کے ابا جی سے بہت محبت کرتی عبدالحق ....!''

حمیدہ کی آواز نے اسے چونکا دیا۔ وہ پھر کانپ کر رہ گیا۔

واقعی .... اماں کا نقصان تو اس کے نقصان سے سینکڑوں گنا زیادہ تو سب کچھ ایک ہی دن میں کھو گیا تھا۔ شوہر، اکلوتا بیٹا، گھر، گھر کیا، پورا... اس پر ستم یہ کہ بینائی بھی چلی گئی اور اماں کیسے اللہ کے بھروسے سنبھالے اس کا انتظار کرتی رہیں۔ بے شک صبر تو اللہ ہی دیتا ہے مگر کرنا تو بندے کا کام ہے۔

''اماں ....! غم تو مٹ جاتا ہے مگر پچھتاوا بہت بری چیز ہے۔''

حمیدہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

''پچھتاوا کیسا پتر ......؟''

''میں نور بانو کو کبھی خوش نہیں رکھ سکا اماں .... میں نے کبھی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں دیکھی۔'' عبدالحق نے بڑے دکھ سے کہا۔

''میں سمجھ گئی پتر ....! پچھتاوے تو تجھے اور بھی بہت ہوں گے ... بے چاری وہاں ایبٹ آباد میں اکیلی تھی اپنے آخری وقت میں۔ کوئی نہ پوچھے اس کا۔''

عبدالحق اس کا بدلا ہوا لہجہ سمجھ نہیں سکا۔

''ان باتوں کو چھوڑ پتر عبدالحق .... ! جو اللہ کے پاس چلے گئے ان کے بارے میں بات نہیں کی جاتی۔ اور پچھتاوا تو ہے ہی بری چیز۔ تقدیر پر کسی کا بس نہیں۔ جو رب نے لکھ دیا، وہ نہیں ٹلتا۔''

''لیکن اماں .....! اگر میں .....''

دیکھ پتر ....! میں کم عقل، بے علم ہوں۔ پر اتنا جانتی ہوں کہ اللہ کے ... میں اثر مگر ایمان سے بنا دیتی ہے بندے کو۔''

''مگر اماں .... ! میں کیسے بھولوں کہ میں نور بانو کو خوش نہیں رکھ سکا ....؟''

''اب تو مجبور کر رہا ہے پتر ....! تو میں زبان کھولوں گی۔ رب معاف کرے تو ایک بات بتا .... جسے اللہ خوش نہ کر سکے، اسے کوئی بندہ خوش کر سکتا ہے؟ بندے کی اوقات ہی کیا ہے ....؟''

عبدالحق بری طرح گڑبڑا گیا۔

''میں سمجھا نہیں اماں ....!''

''نور بانو خوش ہونے والی تھی ہی نہیں۔ اللہ اسے کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرے۔ پر سچی بات یہ ہے کہ وہ خوش ہونے والی تھی ہی نہیں۔ تو آسمان سے چاند تارے توڑ کر لا دیتا، تب بھی وہ خوش نہ ہوتی۔''

''یہ تم زیادتی کر رہی ہو اماں .....!''

''نا پتر .... ! رب مجھے محفوظ رکھے .... بے انصافی سے .... میں سچ کہہ رہی ہوں۔ تو خود دیکھ، رب نے کتنی عنایتیں کیں اس پر۔ اس کی بڑی بہن اور چھوٹی بہن دونوں بہت خوب صورت تھیں۔ تو اسی لئے اس کی ماں اس سے زیادہ محبت کرتی تھی۔''

''یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو اماں .....؟'' عبدالحق نے اعتراض کیا۔

''تو یہ کیسے سمجھے گا پتر .... ! اس بات کو سمجھنے کے لئے تو ماں کا دل چاہئے۔ ماں کو تو سب سے کمزور، سب سے محروم بچہ سب سے پیارا ہوتا ہے۔ تو دنیا میں اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے، اسے محسوس نہیں کر سکتا۔ خیر .... مجھے تو اس نے آپ ہی بتائی تھی یہ بات۔ اور بہنیں بھی اس سے بہت محبت کرتی تھیں۔ پر وہ بات بات پر چڑتی۔ ہر ایک سے اسے شکایت ہوتی۔ لڑنے کے بہانے تلاش کرتی۔ اللہ سے گلہ کرتی کہ اسے بہنوں سے کم تر کیوں بنایا ....؟ خوشی کسی بات پر ہوتی ہی نہیں تھی وہ۔ اور پتر .... ! اللہ بھی اپنے کمزور بندوں سے بہت پیار کرتا ہے۔ ماں کو شاید یہ خوبی اس نے اپنی دے دی ہے۔ تو دیکھ، اللہ نے کیسے کرم فرمایا اس پر .... اس کے گھر پر حملہ ہوا۔ سب لوگ

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

شہید ہوگئے۔ اللہ نے اسے بچالیا۔ پھر دنیا میں اس کا کوئی نہیں رہا تھا تو اللہ نے اسے ملا دیا۔ گھر اور کنبہ دے دیا اسے۔ تیرے دل میں اس کی محبت ڈالی، وہ تیرے نزدیک دنیا کی سب سے حسین لڑکی تھی۔ ورنہ تیرا اور اس کا جوڑ تھا بھلا... میرے دل میں اس کے لئے بیٹی جیسی محبت ڈال دی۔ یہ نہ ہوتا تو میں تیری اور اس بے جوڑ شادی کبھی نہ ہونے دیتی۔ تو میرا حکم ٹالتا بھلا ... ؟ پھر شادی کے بعد اسے ملکہ بنا دیا۔ کون سی نعمت ہے، جو اس کے پاس نہیں تھی ... ؟ پر اس نے کبھی ... نہیں کیا۔ ہمیشہ گلہ ہی کرتی رہی۔ اللہ سے بھی اور بندوں سے بھی۔ صرف اس ... اللہ نے اسے بہت حسین نہیں بنایا تھا۔ معمولی شکل و صورت دی تھی۔ اس نے نہیں سوچا کہ سب سے بڑی چیز نصیب ہوتا ہے، اور اللہ نے اسے وہ نصیب ... بہت حسین لڑکیوں کو بھی کم ہی ملتا ہے۔"

"لیکن اماں ...! پھر بھی ایک بڑی محرومی اسے ملی۔ برسوں وہ ... رہی۔" عبدالحق سے رہا نہیں گیا۔

"جو اللہ جانتا ہے، وہ کوئی نہیں جانتا۔ اور جو میں جانتی ہوں پتر ...! وہ تو نہیں جانتا۔ تجھے کیا پتا ... ؟" حمیدہ ایک دم کہتے کہتے رک گئی۔

اسے احساس ہوگیا کہ اس سے آگے بولنے کا اسے حق نہیں۔ حق تو اسے یہ بھی کہنے کا نہیں تھا۔ لیکن عبدالحق کے پچھتاوے دور کرنے کے لئے وہ ... کھولی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ پچھتاوے ایسے ہوتے ہیں، جیسے آدمی اپنے اندر پال لے۔

اب بچھو کا کام تو ڈنک مارنا ہے۔ باہر ہو بندہ اسے مار بھی دے ... لے۔ پر اندر کے بچھو کا کیا کرے ...؟ وہ تو جب تک رہے گا، عمر بھر ڈنک مارتا رہے گا۔ وہ ان بچھوؤں کو مارنے کی کوشش کر رہی تھی، جو عبدالحق کے اندر پل رہے تھے۔ لیکن مرے ہوئے آدمی کا پردہ تو نہیں ہٹا سکتی وہ۔ ورنہ رب اس کا پردہ نہیں ... بلکہ ارجمند نے تو اسے وہ پردہ بھی رکھنے کا پابند کر دیا تھا، جو رکھنے والا نہیں تھا۔

اس نے بروقت خود کو سنبھال لیا۔

"دیکھ پتر ...! ایسا نہیں کہتے ... تو جانتا ہے کہ اللہ نے نور بانو کو ...

... تیرا نور الحق ہے نا۔ اس کی نشانی ...!" اس نے اوپری دل ...

"لیکن نور بانو تو اسے دیکھ بھی نہیں سکی۔ یہ محرومی نہیں ہے اماں ... ؟"

"توبہ کر پتر ...! توبہ ... توبہ ...! تجھ جیسا بندہ بھی اللہ سے گلہ کرنے ... شکر ادا کرنے کی جگہ شکایت ... ؟ دیکھ لے ... یہ محبت کا اثر ہے ... ؟"

... غصے سے کہا۔

"... میں مر جاؤں تو اللہ جی سے لڑنا کہ اتنی جلدی کیوں بلا لیا میری اماں ... بھول جانا کہ جب زندگی کی کوئی صورت نہیں تھی تو اس نے تیری اماں کو ... وہاں نہ آدم نہ آدم زاد ... کوئی پوچھنے والا نہیں تھا اس کا۔ ... تھی تیری اماں ...! رب نے اسے زندہ رکھا ... تجھے اس تک ... آنکھیں واپس دیں اور بیس برس ہونے کو آئے، وہ آج بھی زندہ ... واہ ...! شاباش ہے تجھے ...!"

عبدالحق پر تو جیسے گھڑوں پانی پڑ گیا۔ شرمندگی کی کوئی حد نہیں تھی۔ اندر اس ... جیسے زلزلہ سا آیا ہوا تھا۔ اس کی زبان ہی نہیں، دل بھی اور جسم کا رواں رواں ... کر رہا تھا۔ دیر تک وہ کچھ بول ہی نہیں سکا۔ پھر اس نے لرزتی ہوئی ...

"تم نے ٹھیک کہا اماں ...! میں بہت شرمندہ ہوں۔ اللہ مجھے معاف ... میں بہت توبہ کروں گا۔"

"... بات پر کہہ رہا ہے تو ... ؟" حمیدہ نے کڑے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو تیرے پچھتاووں کی فکر ہے۔ میں تو انہیں مٹانا چاہتی ہوں۔ یہ ... سمجھتا ہے کہ نور بانو کو اولاد کی بڑی آرزو تھی نا ... ؟"

عبدالحق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"... بیٹے کی آرزو میں در در وہ نہیں پھری ... میں پھری۔ کوئی دربار ایسا ... نہیں ... جہاں اس نے حاضری نہ دی ہو تیری اولاد کے لئے۔ اس نے تو کچھ بھی نہیں ... اسے بھی کھانے یا پینے کے بجائے پھینکتی رہی۔ یہ آرزو تھی

اسے اولاد دی ہے؟

"اب اماں ! یہ تو تمہاری ضعیف الاعتقادی تھی۔ دیکھو، اولاد کی آرزو تھی۔ مگر میں بس اللہ سے مانگتا رہا۔ میں بھی کسی مزار، ۔۔۔ گیا۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ میری آرزو جھوٹی تھی ۔۔۔؟"

"تیری اس بات کا جواب میں بعد میں دوں گی پتر ۔۔۔!" ۔۔۔ لہجے میں کہا۔

"تو یہ بتا کہ بندے کی سب سے بڑی محرومی دور ہو، آرزو پوری ہو تو وہ کیسا نرم، مہربان ہو جاتا ہے پوری دنیا کے لئے۔ شکر ادا کرتا ہے رب کا ۔۔۔؟ پر نور بانو کی آرزو پوری ہوئی تو وہ سخت ہو گئی۔"

"یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو اماں ۔۔۔؟ یہ تو زیادتی ہے۔"

"تو خود سوچ پتر ! میں گھر کی بڑی ہوں۔ اس نے ۔۔۔ اور اس کے بعد ایبٹ آباد چل دی۔ مجھ سے اجازت بھی نہیں لی۔ خیر، زیادہ تو یہ شکایت مجھے تجھ سے ہے۔ پر میں بھی تو اسے بیٹی ہی سمجھتی جانتی ہوں، میری جگہ اس کی ماں ہوتی تو بھی وہ یہی کرتی۔ اسی لئے مجھے ۔۔۔ نہیں۔ تو نے مجھ سے پوچھا ہوتا تو میں کبھی نہ جانے دیتی اسے۔ تو تو ۔۔۔ باتوں کو۔ کچا پکا معاملہ ہوتا ہے نا ۔۔۔ عورت کا تو اتنا لمبا سفر خطرناک ہوتا ہے۔ اونچے نیچے راستے، ایک جھٹکا بھی لگ جائے تو قصہ ختم۔ یقین کر کہ یہ اللہ کی ۔۔۔ تھی۔ ورنہ اس نے تو خرابی میں کمی نہیں چھوڑی تھی۔ بچہ ضائع بھی ہو سکتا تھا۔" ۔۔۔ نے گہری سانس لی۔ پھر بولی۔

"اب تو مجھے بتا کہ اس کی سب سے بڑی آرزو پوری ہوئی تو ۔۔۔ ہم سب کو چھوڑ کر ایبٹ آباد چل دی۔ کیا یہ خوشی اس اکیلی کی تھی ۔۔۔؟ ہم ۔۔۔ کی نہیں ۔۔۔؟ ارے ۔۔۔! وہ تو سب کی خوشی تھی۔ وہ میرے پاس ہوتی تو ۔۔۔ رکھتی میں اس کا ۔۔۔ اور یہاں اس کے کتنے خدمت کرنے والے تھے۔ ۔۔۔ نے سب کا ۔۔۔؟"

عبدالحق حیران تھا۔ یہ بات اماں نے پہلے بھی کہی تھی کہ سفر ۔۔۔

۔۔۔ نور بانو نے یہ خطرہ کیوں مول لیا ۔۔۔؟ شاید نا تجربہ کاری کی وجہ سے ۔۔۔ اسے ۔۔۔ نہیں ہوگی یہ بات ۔۔۔!

"اب بتا ۔۔۔ اس کے ایبٹ آباد جانے کی کیا تُک تھی ۔۔۔؟" حمیدہ نے ۔۔۔ جھنجھوڑا۔

"میں نے بتایا نا ۔۔۔ اماں ۔۔۔! کہ اس نے منت مانی تھی۔"

"یہ مزاروں، درباروں کے چکر لگانا غلط تھا ۔۔۔ تو نور بانو کی یہ منت تو غلط ۔۔۔"

"میرے نزدیک تو غلط تھی اور یہ میں نے اس سے کہا بھی تھا۔" عبدالحق نے ۔۔۔ کوشش کی۔

"اب اس نے مان لی تو میں کیا کرتا ۔۔۔؟"

"منت یہی تھی نا کہ تو اسے نہیں دیکھے گا اور وہ تجھے نہیں دیکھے گی ۔۔۔؟ تو یہ ۔۔۔ یہاں بھی ہو سکتا تھا۔ ایک کمرے میں نو مہینے کا اعتکاف کرنے بیٹھ جاتی۔"

"وہ کسی خوب صورت مقام پر رہنا چاہتی تھی، تاکہ بچہ خوب صورت ہو۔"

"واہ ۔۔۔ خوب صورت ہے پتر ۔۔۔! تو کیا تجھے ۔۔۔ ٹھکرانی جنم دینے کے لئے ۔۔۔ کہیں چلی گئی تھیں ۔۔۔؟ اور خوب صورت مقام تو مری بھی ہے۔"

اس بات کا عبدالحق کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

"مری میں اسپتال، ڈاکٹر کا مسئلہ تھا اماں ۔۔۔!"

"ایبٹ آباد میں ڈاکٹر، اسپتال سب تھا ۔۔۔ کیا انہوں نے بچا لیا اس کو ۔۔۔؟ ۔۔۔ خدمت کرنے والے شمریز کے سب گھر والے تھے۔ مری میں بھی بچے پیدا ۔۔۔" حمیدہ نے کہا۔

"پھر ایک اور بات بتا ۔۔۔ وہ نگی کو کیوں اپنے ساتھ لے گئی ۔۔۔؟ اس پر ۔۔۔ کا حق تھا اس کو ۔۔۔؟ نگی تو نئی نویلی دلہن تھی۔ اس کا تو ناحق چھین لیا اس نے ۔۔۔ ۔۔۔ نہ ملنے کی منت مانی تھی تو یہ اور ضروری تھا کہ نگی تیرے ساتھ رہے ۔۔۔ وہ ۔۔۔ کے ہوتے ہوئے آدمی اکیلا رہے ۔۔۔؟ یہ کوئی اللہ کو خوش کرنے کی بات

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''وہ..... اماں ! اپنا اکیلا پن دور کرنے کے لئے..... ''

مگر حمیدہ اب جلال میں تھی۔ اس نے اس کی بات کاٹ دی۔

''اس کے لئے وہ نسیمہ کو ساتھ لے جاتی، رابعہ بھی تھی، میں بھی تو تجربہ کار تھیں۔ نکی بے چاری کو کیا پتا ان معاملات کا.....؟ وہ معصوم، کم عمر۔ نے تو ٹھیک سے تجھے دیکھا بھی نہیں ..... تیرے ساتھ وقت بھی نہیں گزرا سے..... یہ تو سراسر ظلم تھا اس پر۔''

پے در پے حملوں سے عبدالحق گھبرا گیا۔ اور ہر بات معقول تھی۔ ..... کا نہیں تھا اس کے پاس۔ وہ چڑچڑا ہو گیا۔ جھنجلا کر بولا۔

''اپنی نکی سے بھی پوچھنا اماں ! وہ کیوں تیار ہوئی جانے کو''

''وہ کوئی انکار کرنے والی تھی.....؟ نہ تجھے اور نہ نور بانو کو چھوڑ..... تو تو اللہ والا ہے..... تو نے یہ ظلم کیوں ہونے دیا نکی تو ..... اللہ کی طرف سے تیری ذمہ داری تھی۔''

''میں نے کہا تھا نور بانو سے..... وہ بولی..... ارجمند خود تیار ساتھ جانے کو۔'' عبدالحق نے بے بسی سے کہا۔

''دیکھ پتر..... ! جو ہوا سو ہوا ..... وہ تو نہیں بدلے گا۔ میں تو ..... پچھتاوے دور کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ نور بانو کو پردیس میں موت آئی ..... کوئی پوچھنے والا نہیں تھا اس کا۔ اب مجھ سے پوچھ تو میں کہوں گی کہ اس کی ..... اور اسی طرح لکھی تھی۔ کوئی اسے ٹال نہیں سکتا تھا۔ پر دنیا دار بن کر سوچیں تو ..... کہ اس نے جو بویا وہ کاٹا۔ یہ سب سامان اس نے خود کیا تھا اپنے لئے۔ اور ..... اور رشیدہ کو بلاوجہ سزا ملی اس کی۔ تو تو بہت سوچنے والا ہے پتر..... ! سوچ ..... نے یہ سب کیوں کیا.....؟ ہم سب بڑوں کو چھوڑ کر اس حال میں نکی کو لے ..... کیوں گئی.....؟ سوچے گا تو جواب بھی مل جائے گا۔ کوئی پچھتاوا بھی نہیں رہے گا ..... سب بلبلے ہیں پانی کے پتر..... !''

''جزاک اللہ اماں..... ! میں سوچوں گا۔''

''پچھتاوا تو ناشکرا پن ہوتا ہے پتر..... !''

''میں اللہ سے توبہ کروں گا اماں..... ! اور انشاء اللہ ہر پچھتاوا مٹا دوں گا۔''

''اب وہ بات بھی سمجھا دوں جو میں نے کہی تھی ..... کہ بعد میں سمجھاؤں گی۔''

..... گہری سانس لے کر کہا۔

''تو دربار وں، مزاروں میں جانے کو ..... بابوں سے دعا کرنے کو شرک سمجھتا ..... ! جھوٹے مال کھانے والے بابوں کی میں بات نہیں کرتی۔ جو اصل ..... وہ اللہ کے ولی ہوتے ہیں۔ میں جاہل زری..... پر اتنا جانتی ..... انہوں نے سب کچھ چھوڑ کر اللہ سے لو لگائی ہوتی ہے۔ اس سے محبت کرتے ہیں ..... اس کی ہر بات مانتے ہیں۔ ان کا کھانا پینا، سونا جاگنا، رشتے ناطے، محبتیں، ..... اللہ کے لئے ہوتی ہیں۔ تو پھر اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ انہیں دوست ..... سوچ، کوئی چھوٹا مرتبہ ہوتا ہے اللہ کے دوست کا.....؟ پھر اللہ اپنے ..... کوئی بات نہیں ٹالتا۔ تو لوگ جو وہاں جاتے ہیں تو ان سے سفارش کے لئے ..... ہیں۔''

''اللہ کے ہاں بھی سفارش چلتی ہے.....؟'' عبدالحق نے معترضانہ لہجے میں

''کیوں نہیں ؟ سفارش تو ہر جگہ چلتی ہے پتر..... !''

''وہ تو سب کی سنتا ہے اماں..... !''

''بے شک..... ! مگر کچھ دعائیں قبول بھی تو نہیں ہوتیں پتر..... !''

''اور سفارش پر قبول ہو جاتی ہیں.....؟''

''ہاں پتر ! دیکھ تیری دعا میں اور اللہ کے ولی کی دعا میں تو فرق ہوگا ..... دوست تو زیادہ عزیز ہوگا نا پتر..... !''

''پر اماں..... ! لوگ مزاروں، قبر کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ کھلا شرک ہے ..... ''

''ولی کا اس میں کیا دوش پتر..... ! اور لوگ نا سمجھ ہیں۔ کوئی پیار سے سمجھاتا ..... ان کو۔ مشرک کہنے سے تو اور ضد آجاتی ہے انہیں۔ تجھ میں تو بڑی عاجزی ..... یہ بات تکبر والی کی تو نے۔ برے کو برا کہنے سے وہ اچھا نہیں ہوتا۔ برا

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کہے بغیر اچھائی بتائی اور سمجھائی جاتی ہے۔ سوچ تو ذرا۔ کہ نبی پاک نے کبھی
کبھی … ؟ اور اس سے بھی زیادہ بگڑے ہوئے لوگوں کو اچھا بنا دیا۔"

عبدالحق بہت شرمندہ ہوا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو اماں۔ …! شاید میں بہت خراب ہو گیا ہوں۔
کروں گا اللہ سے۔"

"نا پتر … ! تو تو بہت اچھا ہے۔ پر وقت کبھی آدمی کو …
جا … اب تو سو جا … ! تھک گیا ہوگا۔"

"میں تو ضروری بات کرنے آیا تھا اماں … !"

"وہ کل کر لینا … جلدی کیا ہے … ؟"

عبدالحق اٹھ کھڑا ہوا۔

❀❀❀

عبدالحق کا دل بھی بوجھل ہو رہا تھا اور دماغ بھی۔ سر میں …
بچی باتوں نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔ پہلی بار اسے احساس ہو رہا تھا کہ …
ہے۔ اندر سے بہت خراب ہو گیا ہے … بہت برا۔

حمیدہ نے کہا تھا کہ یہ نور بانو کی صحبت کا اثر ہے۔ وہ شکرن …
مرتکب ہوا۔

مگر یہ غلط تھا۔ آدمی خود ہی خراب ہوتا ہے۔ خود کو خراب کرتا ہے
دوسرے کا کیا دوش …… ؟ اسے تو محبت نے خراب کیا تھا۔

ارجمند نے غور سے اسے دیکھا۔

"کیا بات ہے …… ؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے … ؟" اس نے …
لہجے میں پوچھا۔

"ٹھیک ہوں ارجمند …… !"

"آیئے …… لیٹ جایئے …… !"

عبدالحق نڈھال ہو رہا تھا۔ لیکن ابھی لیٹنا نہیں چاہتا تھا۔ آنکھوں …
بھی نہیں تھی۔

"… آپ بیٹھیں … میں ابھی آئی۔" ارجمند نے کہا اور کمرے سے

… نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا۔ وہ بیڈ کے اس سرے پر دیوار کے
… رہا تھا۔ عبدالحق ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتا رہا۔ وہ دل میں اللہ کا شکر ادا
… شرمندہ بھی تھا کہ واقعی بہت ناشکری کی اس نے۔

… ارجمند کمرے میں آئی تو اس کے ہاتھ میں چھوٹا سا ٹب تھا۔ وہ
… عبدالحق کے پیروں کے پاس رکھ دیا۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ پانی میں ڈالا
… کے انداز میں بولی۔

"… ہے … !"

… حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"… دونوں پیر اس میں ڈالیں … !"

"… !" عبدالحق نے گڑبڑا کر کہا۔

"آپ ڈالیں تو … !"

… دونوں پاؤں پانی میں ڈالے۔ وہ نیم گرم پانی تھا۔ لیکن اس کی
… تک …

… اپنے ہاتھوں سے اس کے دونوں پیروں کو ملنے لگی۔
… نے پاؤں کھینچنے کی کوشش کی لیکن ارجمند کی گرفت مضبوط تھی۔
"… کیا ہوا … ؟" ارجمند بولی۔
"… اس … ہاتھ لگاؤ … اچھا نہیں لگتا۔"
"… میرا فرض بھی ہے اور حق بھی۔ مجھے اچھا لگتا ہے۔ آپ کو بھی ان شاء اللہ
…

… میں عبدالحق کو احساس ہوا کہ اس کے جسم کا تناؤ اور پیروں کی دکھن
… ہیں۔

"… ؟" اس نے پوچھا۔
"… پانی میں نمک ملایا ہے۔ آپ کے پاؤں دکھ رہے تھے نا … اب

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

آرام آ جائے گا۔"

"تمہیں کیسے پتا چلا کہ میرے پاؤں دکھ رہے ہیں۔۔۔؟"

"پتا نہیں آغا جی۔۔۔! بس دل نے بتایا اور میں نے مان لیا۔" [illegible]

سادگی سے کہا۔

"اب بس کرو۔۔۔۔! دکھن ختم ہو گئی ہے۔" عبدالحق کے لہجے میں [illegible]

"ذرا رکیں۔۔۔!" ارجمند نے کہا اور باتھ روم میں جا کر [illegible]

ایک طرف ہٹا کر اس نے بہت اچھی طرح اس کے پاؤں خشک کیے۔ [illegible]

کر باتھ روم میں گئی۔

"اب آپ لیٹ جائیں آغا جی۔۔۔!" واپس آ کر اس نے [illegible]

عبدالحق بڑی حد تک پرسکون ہو گیا تھا۔ وہ بستر پر دراز ہو گیا۔

"نیند آ رہی ہے آپ کو۔۔۔؟"

عبدالحق نے نفی میں سر ہلایا۔

"حالانکہ اس وقت نیند کی ضرورت ہے آپ کو۔۔۔!" [illegible]

بولی۔

وہ الماری کی طرف گئی، وہاں سے ایک تولیہ نکال کر لائی۔

"ذرا سر اٹھائیں اپنا۔۔۔!"

عبدالحق نے سر اٹھایا تو اس نے تولیے کو تکیے پر پھیلا دیا۔

"اب لیٹ جائیں آرام سے۔۔۔!"

"تولیے سے کیا فرق پڑے گا۔۔۔؟" عبدالحق نے حیرت سے [illegible]

"دیکھتے رہیے۔۔۔۔!" ارجمند نے کہا۔

اس بار وہ آئی تو اس کے ہاتھ میں تیل کی شیشی تھی۔

"یہ کیا۔۔۔۔؟"

"تیل لگاؤں گی آپ کے سر میں۔۔۔۔ مگر پہلے لائٹ آف کر دوں۔"

"اس کی ضرورت نہیں۔۔۔۔!"

"ضرورت ہے۔ آپ کو معلوم نہیں۔ اور آغا جی۔۔۔! یہ [illegible]

ارجمند نے تیل سر میں ڈالا اور نرمی سے اسے تھپتھپا کر جذب کرنے لگی۔

"آغا جی۔۔۔! کتنا پیاسا ہے آپ کا سر۔۔۔! سارا تیل جذب کر لیا۔

[illegible] نہیں آپ۔۔۔؟"

[illegible] عبدالحق کو جیسے نشہ سا ہونے لگا تھا۔ ارجمند کی انگلیوں میں کوئی مقناطیسیت
[illegible] پریشانی اور فکر کو کھینچ رہی تھی۔ اس نے نیندی سی آواز میں کہا۔

"[illegible] کبھی خیال ہی نہیں آیا۔"

"یہ میری ہی کوتاہی ہے۔" ارجمند کے لہجے میں شرمندگی تھی۔

"[illegible] اپنا خیال خود تھوڑا ہی رکھتے ہیں۔"

[illegible] عبدالحق کے غنودگی کی طرف جاتے ہوئے ذہن میں نور بانو کا خیال [illegible] کے ساتھ میں نور بانو کو کبھی یہ خیال نہیں آیا۔ اب اسے یاد آیا کہ اکثر [illegible] تھے اور سر بھی بوجھل ہوتا تھا۔ اسے تو پتا ہی نہیں تھا اور نور بانو کو بھی خیال [illegible]

"[illegible] ارجمند۔۔۔ [illegible] ہی کتنے دن ہے مجھے۔۔۔؟ اور اسے اپنی کوتاہی کہہ [illegible]

"[illegible] ایسے آرام آ جاتا ہے۔۔۔ یہ تو معلوم ہی نہیں تھا مجھے۔۔۔۔ ساری تھکن، [illegible] دور ہو گئی۔"

ارجمند اب دھیرے دھیرے مالش کر رہی تھی۔ اور عبدالحق جیسے خود کو فضا میں [illegible] محسوس کر رہا تھا۔ اب کچھ سوچنا بھی محال تھا۔ نہ جانے کب وہ سو گیا۔

ارجمند نے باتھ روم میں جا کر ہاتھ دھوئے، وضو کیا اور کمرے کا دروازہ بند [illegible] اس کے پہلو میں دراز ہو گئی۔

وہ معمول کے مطابق سونے سے پہلے کے ورد کر رہی تھی۔

❀❀❀

وہ بہت گہری اور پرسکون نیند تھی۔ ارجمند نہ جگاتی تو اس کی آنکھ کبھی نہ کھلتی۔ ارجمند کو دیکھ کر اسے اندازہ ہوا کہ وہ پہلے سے جاگی ہوئی ہے۔ اور نماز کے [illegible]

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"فجر کی اذان ہو گئی کیا......؟" اس نے گھبرا کر پوچھا۔

"جی نہیں...... ! ہونے والی ہے۔ میں نے ذرا پہلے جگا دیا آپ ... آرام سے تیار ہو جائیں۔"

عبدالحق سمجھ گیا کہ ارجمند تہجد کے لئے اٹھی ہوگی۔

وہ نماز پڑھ کے آیا تو ارجمند کچن میں تھی۔ ننھا نورالحق جاگ ... پاؤں چلا رہا تھا۔ وہ بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔

کتنی عجیب بات تھی کہ یہ نور بانو کا بیٹا اور صورت ہو بہو ارجمند ... نام ارجمند نے نورالحق رکھا اس کا۔

اسے یاد آیا۔ نور بانو کو اس بات کی بہت فکر تھی کہ بچہ اس ... بہت خوب صورت ہو اور ارجمند جو کہ ویسے ہی خوب صورت ہے لیکن ... بہت زیادہ حسین لگتی ہوگی۔ اسی لئے وہ اسے اپنے ساتھ لے کر گئی اور ... کے سامنے رکھا۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ بچہ ارجمند پر پڑا۔

نور بانو کو بس یہی فکر تھی۔ عبدالحق نے تاسف سے سوچا۔ وہ نہیں ... صورت شکل سے کچھ نہیں پڑتا۔ اماں نے ٹھیک ہی کہا۔ نصیب بڑی چیز ہوتا ...

اور ارجمند کی بات بھی اسے یاد تھی۔ اس کے پاس اپنے بچے کے ... طرح کے خواب تھے۔ وہ اپنے بچے کو اللہ اور رسول کی، اور اس کے بعد ... سکھانا چاہتی تھی۔

اور اللہ نے بچہ نور بانو کو دیا۔ ارجمند کو نہیں۔ لیکن دیکھا جائے تو ... ہی پالے گی۔

"چلئے...... ناشتہ کر لیجئے......!" ارجمند نے اسے چونکا دیا۔

ناشتہ اس نے سب کے ساتھ کیا۔ بہت اچھا لگا۔ جیسے پرانے دن ... ہوں۔ لیکن نہیں...... بہت بڑی کمی تھی اب...... بہت بڑا فرق تھا جب ... ہیں۔ اب نور بانو نہیں تھی۔ اب سب کچھ پہلے جیسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس کے ... کبھی نہیں بھرے گا۔

اس رات ارجمند پھر پچھلی رات والا معمول دہرانے لگی تو عبدالحق ...

"آج تو مجھے تھکن نہیں ہے۔"

"تو کیا ہوا......؟ اچھا تو لگے گا نا...... آپ کو......؟ اور تازہ دم ہو جائیں گے۔ پہلے بھی تو لگتا تھا...... آپ کو......؟"

عبدالحق نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اچھا تو لگے گا...... لیکن ضرورت نہیں ہے تو کیوں زحمت کرو......؟"

ارجمند نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"آپ اسے میرے لئے زحمت سمجھتے ہیں......؟ اس میں مجھے خوشی ملتی ہے۔ آپ کی خدمت کرنا، آپ کی ضرورت پوری کرنا، آپ کو خوش رکھنا...... یہ میرا فرض تو ہے ہی۔ لیکن میرے لئے کتنی بڑی خوشی ہے...... یہ آپ نہیں سمجھ سکتے۔ آپ کو ... بات دبھی ہو، اچھا نہ بھی لگے تو میری خوشی کے خیال سے برداشت کر لیا کیجئے۔ آپ ویسے بھی بہت کرتے ہیں۔"

عبدالحق کو شرمندگی ہونے لگی۔ ایسی خدمت اور برداشت کرنا کہہ رہی ہے ... اس لڑکی میں کتنی عاجزی اور انکساری ہے۔ اور یہ اس کی خوشی ہے۔ کسی سے ... بھی نہیں ... اپنا حق جتانے کی بھی ضرورت نہیں سمجھتی۔

اس لمحے ایک بھولی بسری یاد ابھر آئی۔ ماتا جی اسے سلانے کے بعد پتا جی ... جاتی تھیں۔ اسے پتا ہی نہیں تھا۔ ایک رات اس کی آنکھ کھل گئی تو پتا چلا ... ماتا جی نے بتایا کہ وہ پتا جی کی سیوا کرنے جاتی ہیں ہر رات۔ اور سیوا کرنے کی ... انہوں نے کی تھی، پاؤں دبانا، سر دبانا۔

اور ارجمند وہی کچھ کر رہی تھی۔

"ایک بات بتاؤ ارجمند......! یہ سب تمہیں کس نے سکھایا......؟"

"کیا کچھ آغا جی......؟" ارجمند نے نیم گرم پانی میں اس کے تلوؤں کو ... دباتے ہوئے سر اٹھائے بغیر پوچھا۔

"یہ سب کچھ...... یہ خدمت جسے تم فرض کہتی ہو......؟"

"پتا نہیں آغا جی......! شاید خود ہی آ جاتا ہے یہ سب کچھ......!" وہ اب بھی ... دبانے میں گم تھی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"خود ہی کیسے آسکتا ہے بھلا.....؟" عبدالحق نے اعتراض کیا۔

"بہت کچھ ایسا بھی ہوتا ہے دنیا میں..... آپ تو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں آغا جی.....!" ارجمند نے دھیانی سے کہا۔

عبدالحق کو ایسا لگ رہا تھا جیسے ارجمند کے ہاتھوں سے کوئی توانا، طاقتور کرنٹ اس کے پیروں میں منتقل ہو کر اس کے جسم میں پھیل رہا ہو، تازگی پھیلا رہا ہو۔ جسم میں کیف سا دوڑ رہا تھا۔ گزشتہ رات اسے یہ احساس نہیں تھا۔ شاید تھکن کی وجہ سے۔ وہ صرف پُرسکون ہوا تھا۔ اس کیف سے آشنا نہیں۔ اس وقت تو اس کا دماغ بھی جیسے بادلوں میں تیر رہا تھا۔

"میں تو ایسا کچھ نہیں جانتا دنیا میں جو خود بخود ہو جاتا ہو۔" اسے احساس نہیں تھا کہ وہ بغیر سوچے سمجھے بول رہا ہے۔

"لیکن مجھے یہ سب کسی نے سکھایا نہیں.....!"

"تو پھر تمہیں کیسے آیا یہ سب.....؟"

"بچہ سانس لینا کیسے سیکھتا ہے آغا جی.....! وہ تو نیا نیا پیدا ہوا ہوتا ہے، نا سمجھ ہوتا ہے۔ اسے کوئی تجربہ نہیں ہوتا سانس لینے کا۔ تو اسے سانس لینا کون سکھاتا ہے.....؟"

"یہ تو میں بتا سکتا ہوں۔" عبدالحق نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"اس کے ایک دھپ رسید کیا جاتا ہے۔ تکلیف سے وہ روتا ہے۔ روتا ہے تو سانس آتی ہے۔ سانس آتی ہے تو اس کی سمجھ میں آتا ہے کہ....."

"وہ تو نا سمجھ ہوتا ہے آغا جی.....!" ارجمند نے سر اٹھائے بغیر کہا۔

"ٹھیک.....! میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ روتے ہوئے وہ بے ارادہ سانس لیتا ہے اور پھر مشین چل پڑتی ہے۔ پھر وہ ساری زندگی سانس لیتا رہتا ہے۔"

"چلیں..... مان لیا..... لیکن تکلیف پر رونا اسے کون سکھاتا ہے.....؟"

ارجمند اب بھی اسی کیفیت میں تھی۔

"یہ تو جبلت ہے.....!"

"اور جبلت کیا ہے.....؟"

"تم ہی بتاؤ.....!"

ارجمند نے پہلی بار سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ ہاتھ اس کے اب بھی مصروف تھے۔

"وہ اقبال صاحب نے بتایا تو ہے نا..... آغا جی.....! سکھائے کس نے بیٹیوں کو آداب فرزندی۔"

عبدالحق کو پہلی بار احساس ہوا کہ ارجمند کے ہاتھوں سے اس کے جسم میں منتقل ہونے والی توانائی ارجمند کے ارتکاز کی وجہ سے تھی اور وہ مکمل ارتکاز تھا۔ دل، دماغ، جسم اور روح سب اس کے پیروں پر مرتکز تھے۔ اور اب وہ ارتکاز ٹوٹ گیا تھا۔ توانائی کی رو اب بھی تھی۔ مگر بہت موہوم۔

ارجمند سر اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"وہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی۔" عبدالحق نے پہلا مصرعہ پڑھا۔

"چھوٹا منہ بڑی بات آغا جی.....! مگر میرے خیال میں اقبال صاحب نے یہ جواب اس لئے کہا کہ روایتی طور پر شعر دو مصرعوں کا ہوتا ہے۔ ورنہ تو وہ دوسرا مصرعہ اپنی جگہ مکمل ہے۔"

"ایسی بات تو نہیں..... دوسرا مصرعہ سوال ہے اور پہلا اس کا جواب.....!"

"ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ پہلے مصرعے میں سوال ہوتا اور دوسرے میں جواب۔"

"شاعری میں تو یہ چلتا ہے ارجی.....!" عبدالحق نے بے ساختہ پیار سے کہا۔ پہلی بار اسے لگا کہ اس کی روح ان باتوں کو ترس رہی ہے۔

ارے.....! ارجمند ہی ہے تو وہ یہ باتیں، یہ تبادلۂ خیال کر سکتا ہے۔

"مجھے نہیں معلوم.....! میرے نزدیک تو پہلے یعنی جوابی مصرعے میں اقبال صاحب نے جو دو آپشن دیئے، وہ غلط۔ دوسرے مصرعے میں جو سوال انہوں نے اٹھایا اس کا ایک ہی جواب ہے، حتمی جواب..... آپشن تو وہاں ہے ہی نہیں۔"

"اور وہ حتمی جواب کیا ہے.....؟" عبدالحق کے لہجے میں دلچسپی تھی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن......!" ارجمند نے سادگی سے کہا۔

عبدالحق کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

"بے شک...... کوئی آپشن نہیں...... یہ حتمی جواب ہے۔ میں تو ... ہوں ارجی......! یہ مصرعہ ہر طرح سے مکمل ہے۔ اسے کسی جواب کی ضرورت ... لیکن یہ جواب ہر شخص کی سمجھ میں تو نہیں آئے گا۔"

"مجھے اختلاف ہے اس سے۔" ارجمند نے کہا۔ وہ اس کے پاؤں ... سہلائے جا رہی تھی۔

"یہ مصرعہ ہر شخص کے اندر درست جواب ابھارنے والا ہے۔ ... دوسرا مصرعہ دے کر اقبال صاحب نے ابہام پیدا کر دیا ہے۔ لوگوں کو ... سامان کر دیا۔"

"وہ کیسے......؟"

"دیکھیں...... انہوں نے دو آپشن دیئے۔ گویا جواب انہی میں ہے۔ پڑھنے والے کو پابند کر دیا انہوں نے۔ اور ان میں سے ایک آپشن بہت ... مکتب کی کرامت۔ مکتب میں علم دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کوئی کرامت ... وہاں۔ اب پڑھنے والے کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ فیضانِ نظر ... جواب مان لے۔"

"تو اس میں کیا حرج ہے......؟ اللہ کی نظر کرم کی بات ہے۔" عبدالحق ... بڑے اعتماد سے کہا۔

"یہیں تو ابہام ہے آغا جی......! فیضانِ نظر کی اصطلاح ولیوں، ... فقیروں کے لئے استعمال کی جاتی ہے یہاں۔"

عبدالحق کو اس کی بات کا قائل ہونا پڑا۔

"اور اس شعر میں پہلے جواب ہے، سوال بعد میں ہے۔ اور جواب ... آپشن ہیں۔ ان میں سے ایک کمزور ہے تو پڑھنے والا پہلے ہی سے ذہن بنا لیتا ... فیضانِ نظر کا معاملہ ہے...... اور وہ اسے بندوں کی طرف لے جاتا ہے۔"

عبدالحق کو ایک اور نکتہ سوجھا۔

"لیکن یہاں فیضانِ نظر کا اشارہ حضرت ابراہیم کی تربیت کی طرف بھی تو ... سکتا ہے۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے آغا جی......؟ وسیلے کی طرف توجہ کرنا تو راہ سے ... بھٹکنا ہے۔ توجہ تو وسیلہ بنانے والے کی طرف ہونی چاہئے۔ منبع اور سرچشمہ تو وہی ہے ... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن......!"

"لیکن اہمیت تو وسیلے کی بھی ہے نا......؟"

"ہے......! لیکن یہ خیال بھی رہے کہ وسیلہ محض آزمائش ہے۔ وسیلے میں ... الجھیں گے تو راستہ اتنا طویل اور منزل اتنی دور ہو گی۔ پھر وسیلے کی اہمیت بھی ختم ہو ... جائے گی۔ اور جس نے وسیلہ بنایا، اس سے تو ہم پہلے ہی دور ہو چکے...... اور آغا ... وہ تو بغیر وسیلے کے بھی بہت کچھ دیتا ہے۔"

"اس دنیا کو تو اللہ نے اسباب کا کارخانہ بنایا ہے۔"

"لیکن بہت کچھ وہ بے گمان اور براہِ راست بھی دیتا ہے۔"

"وضاحت تو کرو......!"

"... آپ جبلت کی بات کر رہے تھے۔ ہر جاندار کو ملی اور کسی کے توسط ... سے نہیں ملی۔"

"وہ جسم کے، زندگی کے اس نظام کا حصہ ہے، جو اللہ نے ہر ایک کے ... لئے بنایا ہے۔ جسم کی طرح۔"

"نہیں آغا جی......! میرے خیال میں ایسا نہیں......!" ارجمند نے بے حد ... سے کہا۔

"جسم تو ماں کے وسیلے سے بنتا ہے۔ لیکن جبلت تو اللہ براہِ راست القا ... کرتا ہے۔ یہ تو قانونِ بقا ہے۔ زندگی کے تحفظ اور اس کی بقا کے لئے مختلف ردِعمل ... ناسمجھ بچہ، جو کچھ جانتا سمجھتا نہیں ہے، ان اصولوں کے تحت ردِعمل ظاہر کرتا ہے۔ آپ ہاتھ ہلائیں اس کے سامنے تو پلکیں خود بخود بند ہو جاتی ہیں اس ... یہ جبلت تو مرتے دم تک اس کے ساتھ رہتی ہے۔ یہ اسے کسی کے توسط سے ... نہیں ملی۔ کوئی سکھاتا نہیں اسے۔"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''یہ تو نسل در نسل ودیعت ہوتی ہے۔''

''ودیعت ہونے کا لفظ استعمال کر کے آپ نے تسلیم کر لیا کہ یہ اللہ کا دیا ہوا ہے۔ چلیں..... اسے چھوڑیں..... دیکھیں..... وحی صرف پیغمبروں کے لئے ہے۔ علم کا ذریعہ۔ لیکن اللہ نے عام انسانوں کو بھی محروم نہیں رکھا۔ ان پر [illegible] فرماتا ہے وہ۔ موجدوں کی مثال لیں۔ ان پر خیال اللہ کی طرف سے اترا۔ [illegible] فکر پر اللہ نے اُکسایا۔ اس کے نتیجے میں ایجادات ہوئیں۔ القا کی [illegible] انسانی ارتقاء کیسے ہوتا.....؟ اور آپ تنہائی میں قرآن پڑھتے ہوں اور [illegible] ہوئے کوئی نکتہ آپ کی سمجھ میں آتا ہے اور واضح ہوتا ہے تو بتائیں [illegible] نکتہ.....؟ نہیں آغا جی.....! اللہ نے انسان کو زمین پر بھیج کر اسے اکیلا نہیں [illegible] کے روحانی، مادی اور ذہنی ارتقاء کا سامان فراہم کرتا رہا۔ سورۂ رحمٰن [illegible] دیکھ لیں۔ رحمٰن نے قرآن پڑھایا۔ اس سے پہلے بولنا سکھایا۔ [illegible] وہ اشاروں میں بات کرتا ہوتا، جو بہت اہم ہوتے ہیں۔ انسان کو اس [illegible] دلانے کے لئے پیغمبر بھیجے تھے، صحیفے اتارنے تھے۔ خود سوچیں آغا جی کہاں سے آئیں.....؟ عربی، اردو، انگریزی، فرانسیسی [illegible] جی.....! آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔''

عبدالحق کو اپنا لڑکپن یاد آ گیا۔ اس طرح تو اس نے نیوٹن [illegible] سوچا تھا۔ اور اس نے پتھروں کے زمانے کا تصور بھی کیا تھا۔ وہ کچھ بھی نہیں [illegible] اللہ نے سب القا کیا تھا اس پر۔ افسوس کہ وہ سب کچھ بھول گیا۔ بہت پیچھے [illegible] وہ اداس ہو گیا۔ کبھی فرصت سے بیٹھ کر سوچنا اور وہ سب یاد کرنا [illegible] وہیں سے جوڑنا ہوگا۔ اس نے سوچا۔

ارجمند نے اس کی اداسی محسوس کر لی۔

''میں جانتی ہوں کہ یہ سب آپ جانتے ہیں، بلکہ اس سے بہت زیادہ۔ آپ ہی سے تو سیکھا ہے میں نے۔''

''میں نے تمہیں کب بتایا یہ سب.....؟''

''آپ کے دل سے میرے دل کا، روح سے میری روح کا رابطہ [illegible]

[illegible] میں تو محبت کے سوا کچھ جانتی ہی نہیں تھی۔ آپ سے جڑی تو یہ [illegible] مل گئی مجھے۔ قرآن پاک پڑھتی ہوں تو آپ میرے ساتھ ہوتے ہیں۔ [illegible] آپ سے۔''

عبدالحق کو یاد آیا۔ کراچی میں ایک بار اس کے ساتھ ایسا ہوا تھا اور عین اسی [illegible] میں ارجمند کے ساتھ بھی ہوا تھا۔ اس کی گواہ ان دونوں کی ڈائریاں [illegible] ایسا نہیں ہوا۔

ارجمند پھر بھی اسے محسوس کرتی رہی اور کرتی ہے۔ تو کیا اب یہ یک طرفہ [illegible] تو بہت قیمتی ہے۔

ارجمند تسلا اٹھا کر لے گئی۔ پھر آ کر اس کے سر میں تیل لگانے لگی۔ وہ نہ [illegible] بھی سو گیا۔

❀❀❀

اگلے روز صبح کے وقت عبدالحق لان میں جا بیٹھا۔ وہ تنہائی میں بیٹھ کر بہت [illegible] چاہتا تھا۔ رات جو احساس زیاں ہوا تھا، اس نے اسے تڑپا دیا تھا۔ اتنا کچھ [illegible] اسے پتا بھی نہیں چلا..... کیوں.....؟

اس نے ترتیب کے ساتھ یاد کرنے کی کوشش کی۔ شادی سے پہلے کا آخری [illegible] یاد تھا۔ جب وہ محبت میں سرشار تھا۔ جب جسم کے بھید نہیں کھلے تھے۔ وہ [illegible] سے نماز پڑھتا تھا اور بہت استغراق کے ساتھ قرآن۔ لیکن مولوی مہر علی نے [illegible] دیکھ کر بہت شفقت اور نرمی سے اسے آگاہ کر دیا تھا کہ وہ غرور کی طرف جا [illegible] بلکہ اس راستے پر چل پڑا ہے۔

بدقسمتی کا آغاز نور بانو کے ساتھ اختلاط سے ہوا تھا۔ اس نے شادی میں اس [illegible] جلدی کی تھی کہ اس کی نماز حضوری سے اور قرآن کی تلاوت غور و فکر سے محروم ہو گئی [illegible]۔ اس نے سوچا تھا کہ نکاح کی برکت سے ہر خرابی دور ہو جائے گی۔

لیکن ایسا ہوا نہیں، بلکہ برعکس ہوا۔

اس کا ذہن جیسے روشن ہو گیا۔ ہر یاد بالکل صاف اور واضح..... تمام جزئیات

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اعتکاف کے بعد اسے داڑھی رکھنی تھی۔ مولوی صاحب [illegible]
پردے میں حکم دیا تھا۔ پھر اماں نے اس کی تائید کی تھی۔ لیکن نور بانو [illegible]
کرنے پر مجبور کر دیا۔

''مجبور کر دیا......؟'' کیا وہ بے بس تھا، کمزور تھا......؟

''نہیں......!'' وہ نور بانو کی دلجوئی کر رہا تھا۔ انسان تو ایسے [illegible]
محبت اسے اور کمزور کر دیتی ہے۔

''جو اللہ سے دور کر دے...... وہ محبت نہیں ہو سکتی۔'' مولوی [illegible]
تھا۔

''ایسی کیا دلجوئی کہ آدمی نبی کریمؐ کی سنت پر عمل کرنے سے رہ جائے......؟''

''پھر سہاگ رات......!''

وہ شکر کے دو نفل ادا کرنا چاہتا تھا۔ لیکن نور بانو نے اسے روک [illegible]
کہ وہ تو اسے بھی ادا کرنے ہیں۔ ذرا رک جائے۔ ایک بات کر لیں۔
کے نتیجے میں وجود میں دھماکہ ہوا اور سب کچھ ختم۔ نور بانو نے سورۂ [illegible]
فرمائش بھی ٹال دی تھی۔

اس روز وہ فجر سے بھی گیا۔ دن چڑھے اٹھا۔ پھر غرمے تک [illegible]
گیا۔ نور بانو میں کوئی جادو تھا، جو اسے گھیر لیتا تھا، اور نیند بہت گہری آتی [illegible]
ہی نہیں تھی کسی طرح سے۔

اللہ نے پھر بھی رحمت فرمائی۔ سرکاری ملازمت اس کی رحمت [illegible]
کی وجہ سے اسے دیر تک سونے سے نجات ملی اور فجر کی نماز واپس آئی۔

اور جس سورۂ ملک کی تلاوت کو وہ خود پر نور بانو کا احسان سمجھتا [illegible]
بارے میں وہ سمجھتا تھا کہ وہی اسے ایمان کی طرف لائی، وہی سورۂ [illegible]
رمضان کی اس مبارک رات کے بعد آخر تک اسے سننا نصیب نہیں [illegible]
ایک موقع کے، جب اس نے نہایت سختی سے نور بانو سے اس کی فرمائش [illegible]
کیا۔ اور جب اس نے سنائی تو وہ پرانی والی بات ہی نہیں تھی۔

نور بانو سے اس کا تعلق قرآن کے حوالے سے تھا۔ لیکن اسے کیا کہا
[illegible] کہ جب وہ اس سے نکاح کے رشتے میں جڑی تو اس نے قرآن پڑھنا ہی چھوڑ
[illegible] بھی ترک کر دی۔ صرف یہی نہیں، اس نے اس کو بھی اس طرف سے غافل
[illegible] تھے عرصے تک اس نے خود کو فجر سے محروم رکھا۔
[illegible] کر اسے اب بھی شرم آتی تھی۔

[illegible] قصور وار نور بانو نہیں تھی، وہ تھا۔ شادی کے بعد نور بانو اس کی ذمہ داری
[illegible] تھی کہ وہ اس معاملے میں نور بانو پر سختی کرتا۔ اسے نماز پڑھواتا۔ یقین
[illegible] نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے سوچا کہ اس بارے میں وہ مولوی صاحب سے
[illegible] اس سلسلے میں شوہر کو جواب دہی تو نہیں کرنی پڑتی بیوی کو۔

[illegible] سے قطع نظر یہ تو حقیقت تھی کہ نور بانو نے نماز بالکل چھوڑ دی تھی۔
[illegible] بھی چھوڑ دیا تھا اور وہ دوپہر کے وقت سو کر اٹھتی تھی۔ اسے اس کے
[illegible] سے، اس کی ضرورتوں سے نہ کوئی غرض تھی نہ فکر۔ وہ تو صرف اس کے
[illegible] تقاضے پورے کرنے کی فکر کرتی تھی۔ اس کے علاوہ اسے کسی معاملے سے
[illegible]

[illegible] کی شرمندگی کی کوئی حد نہیں تھی۔

[illegible] وہ اس کی ذمہ داری نہیں بھی تھی تو محبت کے حوالے سے تو تھی۔
[illegible] اپنا نقصان کر رہی تھی۔ بلکہ خود کو برباد کر رہی تھی۔ دنیا کا نقصان بھی اور
[illegible] نقصان بھی۔ وہ کیسا محبت کرنے والا تھا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے وہ خود
[illegible] تھی۔ اور وہ خاموشی سے تماشا دیکھتا رہا۔ یہ کیسی محبت تھی......؟ شرمندہ
[illegible] خود کو بھی اور اپنے محبوب کو بھی۔

[illegible] نے کبھی ایک بار بھی نور بانو سے جلدی اٹھنے کو نہیں کہا۔ اسے ناشتہ نہیں
[illegible] بات نہیں۔ آدمی کو حق ہے کہ وہ اپنے حقوق سے دست بردار ہو جائے۔
[illegible] اسے اپنے نقصان سے تو بچانے کی کوشش کرے...... نہیں......! اس
[illegible] وہ ہونا پڑے گا۔
[illegible] معاملے میں وہ سراسر قصور وار تھا۔ اور تمام لوگوں کا قصور وار تھا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

حتیٰ کہ نور بانو کا بھی۔ محبت کیا یہ ہوتی ہے کہ محبوب نے جو محبت دے، وہ اچھی نہیں ہو سکتی۔ اس کے کانوں میں مولوی صاحب کی

نور بانو نے ایبٹ آباد جانے کا کہا۔ اس نے اماں سے مان لیا۔ اس نے ارجمند کو ساتھ لے جانے کو کہا۔ اس نے مان لیا۔ یہ نویلی دلہن کے ساتھ زیادتی ہوگی اور اس کی جواب وہی اس پر ہوگی۔ صورت حال میں اس نے ایک حاملہ عورت کو ایک کم عمر نویلی دلہن کے ساتھ اتنی دور بھیج دیا۔ یہاں سے نسیمہ بھی جا سکتی تھی اور راجہ بھی۔ اسے کچھ نہیں سوجھا۔

پھر اس نے نور بانو کی احمقانہ منت بھی مان لی۔ چلو حرج نہیں۔ اپنے اپنے عقیدے کی بات ہوتی ہے۔ لیکن اسے ارجمند کو چاہیے تھا۔ وہ اس سے ملنے تو باقاعدگی سے جا سکتا تھا۔ یہ اس کا فرض بھی تھا۔ وہاں کے حالات سے بھی واقف رہتا۔

اب سوچتے ہوئے عقل میں یہ نہیں آتا تھا کہ اس نے یہ سب کیسے ہونے دیا۔ کیا وہ فاتر العقل تھا......؟ مخبوط الحواس تھا......؟ سمجھ بوجھ سے عاری تھا......؟ یہ سب کیسے ہونے دیا اس نے......؟

اور جواب ایک ہی تھا۔

اس کی ذمہ دار انسان کی انسان سے محبت ہے۔ محبت جتنی شدید ہو، کرنے والے کو اتنا ہی کمزور کر دے گی۔ جو کچھ اب وقت گزرنے کے بعد احمقانہ لگ رہا تھا، وہ اس وقت نہیں لگا تھا۔ اس وقت وہ درست اور مناسب لگا تھا۔

''اللہ نور بانو کے ساتھ اچھا معاملہ فرمائے اور مجھے میری معافی دے۔ میں نے محبت کے نام پر نور بانو کے ساتھ بڑی زیادتی کی کیا...... اب تو اس کی تلافی بھی نہیں کی جا سکتی۔''

ایک بات اس کی سمجھ میں آئی۔ نکاح بہت بڑی نعمت ہے۔ اس میں نفس کا معاملہ نفس کا معاملہ نہیں رہتا۔ بلکہ ایک طرح سے فرض بن جاتا ہے۔ دوسرے پر ایک دوسرے کا حق ہونے کی وجہ سے۔ اور فرض کی ادائیگی کر دیا

لیکن یہاں بھی ایک شرط ہے۔ آپ کتنے ہی بے لگام ہو جائیں، لیکن اس کا، نماز روزے کا پابندی کے ساتھ خیال رکھیں۔ اس سے بڑے تو پھر نفس

اس نے یہ بات گرہ میں باندھ لی۔

پھر اسے ارجمند کا خیال آ گیا۔

بہت کم عمر ارجمند، جسے زندگی کا کوئی تجربہ نہیں تھا، جو ایک غلیظ پنجرے میں ... اسے اس وقت اس سے محبت ہوئی جب وہ محبت کا مفہوم سمجھنے کے قابل ... اور اسے اللہ میاں مل گئے۔

ارجمند جب اس کے گھر میں آئی تو قرآن سے جڑی ہوئی تھی۔ باقاعدگی ... تھی۔ بلکہ تہجد گزار تھی۔ قرأت اس کی بہت خوب صورت تھی۔ اس نے ... سورۂ ملک سنی۔ اس وقت تو وہ یہ نہیں سمجھ سکا، لیکن اب سمجھ سکتا تھا کہ وہ آواز ... دونوں میں نور بانو سے بدرجہ بہتر تھی اور اللہ اسے فہم قرآن سے بھی نواز رہا

ارجمند نے نسیمہ کو ایک طرف ہٹا کر ناشتے کی ذمہ داری خود لے لی۔ سب ... کے لیے ناشتہ وہ خود بناتی۔ پھر اسکول جاتی۔ اور تو اور...... آگے جا کر اس نے ... لیے دوپہر کا کھانا دفتر بھیجنے کا معمول بھی اپنا لیا اور اس کا کریڈٹ بھی نہیں لیا۔ ... اتفاقاً ہی معلوم ہوا ورنہ وہ تو یہی سمجھتا تھا کہ نور بانو کھانا پکا کر بھیجتی ہے۔ اتنا ... خدمت گزاری تھی اس کی طبیعت میں...... دوسری طرف نور بانو دھڑلے سے ... رہی کہ کھانا وہ پکاتی ہے اور وہ بھیجتی ہے۔

اور اس کی آنکھوں پر محبت کی پٹی بندھی تھی۔ وہ نہیں سمجھ سکا کہ تنگ دلی، تنگ ... حاسدانہ اور قابضانہ فطرت کے ساتھ نور بانو میں جھوٹ اور مکاری بھی ہے۔ جھوٹ تو ایسی برائی ہے کہ تمام خوبیوں کو کھا جاتی ہے۔ اس کا فرض تھا کہ وہ نور بانو کو ... کا احساس دلاتا اور اس کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کرتا۔ لیکن اس نے محبت اور ... کے نام پر نور بانو کی تمام برائیوں کو الٹا پختہ کر دیا۔

اماں نے جو کچھ بھی کہا، سچ کہا۔ اماں نے شادی سے پہلے ہی اسے خبردار کر

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

دیا تھا۔ بلکہ انہوں نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ یہ شادی غلط ہو رہی ہے
سے بچنا چاہئے۔ وہ اماں کی بات ٹالنے والا نہیں تھا۔ لیکن اس کے ساتھ
تھی۔ ایک تو وہ برسوں سے نور بانو سے محبت کرتا تھا اور قبول اسلام کے
اس کا احسان مند بھی تھا۔ پھر بھی اماں کے حکم کی تعمیل میں وہ دل پر پتھر
برسات کی اس شام جو کچھ ہوا، اس کے بعد وہ نور بانو سے منہ نہیں پھیر سکتا
شام وہ اس کی ذمہ داری بن گئی تھی۔ جو داغ لگا تھا، وہ نکاح سے ہی دھل سکتا

اماں نے ایبٹ آباد جانے کے حوالے سے جو کچھ کہا، وہ بھی
عارف بھائی نے تو سب کچھ سننے کے بعد نور بانو کی شخصیت کا ایسا تجزیہ
اب وہ اس پر صرف حیرت ہی کر سکتا تھا۔ مسترد تو اس وقت وہ چاہتے
کر سکتا تھا۔ مگر اب وہ جانتا تھا کہ وہ تجزیہ بالکل درست تھا۔ عارف بھائی نے
اس سے اتنے سخت لہجے میں بات کی تھی، اس کی وجہ ارجمند تھی۔ اس لئے
نادرہ کی وجہ سے ان کی جذباتی وابستگی تھی۔ ایک طرح سے وہ اسے اپنی
تھے۔ انہوں نے کھل کر کہا تھا کہ نور بانو ارجمند کو استعمال کر رہی ہے۔

اب وہ سمجھ سکتا تھا۔ نور بانو کو اس کے علاوہ سبھی لوگ جانتے
ایک وہی تھا، جو کچھ نہیں جانتا تھا۔ عارف بھائی نے تو اسے دیکھا بھی نہیں
وہ اس کی شخصیت کو سمجھ گئے اور یہ طے تھا کہ نور بانو نے سبھی کو آزار دیئے
بھائی، رابعہ آپا، ساجد...... حد یہ کہ اس نے اماں کو بھی نہیں بخشا، یہ جانتے
کہ اماں کے معاملے میں وہ کتنا سخت ہے۔ پھر بھی اس نے اماں کے
صرف اس یقین پر کہ وہ اس کا اسیر ہے، اس کی محبت میں پوری طرح
ہے۔

اسے خود پر بڑی شدت سے غصہ آیا۔ نور بانو سے سب سے قریب
اور سب سے بے خبر بھی وہی تھا۔ سب نور بانو کو جانتے تھے، ایک وہی نہیں
اس کا سبب محبت تھی۔

تو محبت کوئی اچھی چیز تو نہیں۔ اس کے ذہن میں خیال ابھرا۔
اُلو بن جاتا ہے۔ محبوب کی خاطر ناجائز کو بھی جائز بنا دیتا ہے۔ اللہ سے محبت

"محبت صرف اللہ کے لئے...... صرف اللہ سے......" اس کے اندر سے کسی

اسے ارجمند کا خیال آ گیا۔ ارجمند بھی تو اس سے محبت کرتی ہے۔ لیکن وہ
حسد نہیں کرتی۔ وہ اسے دوسروں سے دور کرنے کی کوشش نہیں کرتی۔ وہ کہتی
ہے۔ اس نے پہلی بار احساس دلایا کہ بیوی کو کیسا ہونا چاہئے......؟
نور بانو نے تو کبھی اس کا خیال نہیں رکھا۔ کبھی اس کی خدمت نہیں کی۔ وہ تو
اس کی رفیق بن کر رہی۔ اس نے تو بس اسے اپنی ملکیت سمجھا، جیسے وہ اس کا
شوہر ہو۔ اور ارجمند نے تو ہمیشہ اس کی نماز کا خیال رکھا۔ اس کے جھڑکنے
کے گہری نیند سے جگایا فجر کے لئے۔

"دونوں میں اتنا فرق کیوں......؟"

جواب اسے فوراً ہی مل گیا۔

ارجمند ایسی اس لئے ہے کہ وہ جانتی ہے کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتا۔
اب بھی اس کے دل میں بسی ہے۔ تو بات یہ ہے کہ یکطرفہ محبت میں بھلائی ہے
اور محبت خرابی لاتی ہے۔

تھوڑا سا غور کرنے پر ثبوت بھی سامنے آ گئے۔

جب تک اسے یہ علم نہیں تھا کہ نور بانو بھی اس سے محبت کرتی ہے، وہ بہت
اور نماز میں حضوری کا احساس ہوتا تھا۔ قرآن پڑھتے ہوئے ایک خوب صورت
کیفیت اس پر طاری رہتی تھی۔ وہ سب کی فکر کرتا تھا۔ لیکن جب یہ علم ہوا کہ نور بانو بھی
اس سے محبت کرتی ہے تو نفس ایک دم شیر ہو گیا۔ خواہشیں سر اٹھانے لگیں، بے لگام
ہو کر۔ پھر انہوں نے پھیلنا شروع کر دیا۔ دماغ ان سے بھر گیا۔ دل آلودہ ہو گیا۔ سچ
یہ ہے کہ وہ تباہ ہو گیا۔

اور نور بانو کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا۔ وہ بھی کتنی اچھی تھی۔ لیکن اس کی محبت
کے آسودہ ہوتے ہی وہ پر پرزے نکالنے لگی۔ بے اعتمادی کے ساتھ کبھی کبھی ادھر ادھر
دیکھنے والی لڑکی، جو اپنے بارے میں بھی فیصلہ نہیں کر سکتی تھی،

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

دوسروں کے بارے میں فیصلے کرنے لگی۔ بلکہ ان پر عمل درآمد کرانے لگی۔

ابھی اگر ارجمند کو احساس ہو جائے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے تو... جائے گی۔ اس وقت تو وہ میرے لئے بہت نافع ہے۔ شاید اختیار اور... خراب کر دیتا ہے..... عورت کو کچھ زیادہ ہی۔

ذہن میں ایک سوال نے سر اٹھایا۔ کیا وہ ارجمند سے محبت کرتا... تصور میں فوراً نور بانو کی شبیہ ابھری۔ محبت محبوب کے مرنے کے بعد بھی... جبکہ کوشش کے باوجود ارجمند کا وہ تصور بھی نہیں کر سکا۔

ارجمند کو وہ پسند کرتا تھا۔ اس میں خوبیاں ہی اتنی تھیں۔ لیکن بہت... اب وہ کسی سے محبت کرنا بھی نہیں چاہتا۔ بہر حال یہ اس کی خوش نصیبی تھی کہ... کی بیوی تھی۔ وہ اس کا، اس کی ہر آسائش کا، اس کے آرام کا خیال رکھتی تھی... آخرت کی فکر بھی کرتی تھی۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھ کر قرآن حکیم کی آیات... تبادلۂ خیال کر سکتا تھا۔

بلاشبہ ارجمند اس کے لئے نعمت تھی۔ بہت بڑی نعمت۔

❀❀❀

حمیدہ کے ساتھ عبدالحق کی بات ہوئی۔ بات مستقبل کی تھی۔ اب... ہے.....؟ کیسے رہنا ہے.....؟ کیا کرنا ہے.....؟

"اس میں سوچنے کی کیا بات ہے.....؟" حمیدہ نے کہا۔

"فیصلہ تو تجھے کرنا ہے پتر.....!"

"تو جیسا چل رہا تھا، ویسا ہی چلنے دیں.....!"

"تو غلط سمجھا پتر.....! فیصلہ تجھے اس بات کا کرنا ہے کہ نوکری کرنی... چھوڑنی ہے.....؟ آگے کی بات میری..... بہت رہ لی تیرے بغیر..... اب... رہے گا، میں بھی وہیں رہوں گی۔"

"نوکری تو اماں.....! چلے گی۔"

"بس..... تو ہم تیرے ساتھ ہی چلیں گے۔"

"ہم سے کیا مراد ہے اماں.....! ہم سب.....؟"

"پاگل ہے تو تو..... بچوں جیسی بات کرتا ہے۔ میں اپنی اور کی کی بات کر... ساجد کی پڑھائی ہے۔ پھر تجھے تو معلوم ہی نہیں کہ زبیر کتنی محنت کرتا ہے۔ ...کتنے کام پھیلائے ہوئے ہیں اس نے۔ اب تو ساجد بھی اس کا ہاتھ بٹاتا ...لوگ تو یہیں رہیں گے۔"

"ٹھیک ہے اماں.....! جو تمہاری مرضی.....!" عبدالحق کے دل پر سے بہت ...بوجھ ہٹ گیا۔ اب وہ اکیلا رہنا بھی نہیں چاہتا تھا۔

"تو میں تیاری شروع کرا دوں.....؟"

"کیسی تیاری اماں.....؟"

"ارے..... بے وقوف.....! کتنا سامان لے جانا ہوگا.....؟"

"سامان کا کیا ہے اماں.....؟ وہاں بھی بہت..... سبھی کچھ ملتا ہے.....!"

"پھر بھی..... کپڑے وغیرہ تو لینے ہوں گے۔"

"تم جانو اماں.....!"

ارجمند کو پتا چلا تو وہ کتابوں کے لئے پریشان ہوگئی۔

"اب پوری لائبریری تو نہیں جا سکتی وہاں.....؟" عبدالحق نے کہا۔

"اور کتابیں تو وہاں بھی ہیں۔"

"لیکن منتخب کتابیں تو جائیں گی۔" ارجمند نے شیلف کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

اور وہ منتخب کتابیں بھی کم نہیں تھیں۔

"ٹھیک ہے.....! سامان زبیر بھائی یہاں سے بھیج دیں گے۔" عبدالحق نے کہا۔

"اب گاؤں چلنے کی فکر کریں پہلے.....!"

❀❀❀

حق نگر میں تو عبدالحق کے پاس فرصت کے نام پر ایک لمحہ بھی نہیں تھا۔ دعا کے لئے آنے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ عبدالحق کا غم پورے حق نگر کا غم تھا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

حق نگر اب چھوٹا سہی، مگر ایک شہر بن چکا تھا۔ تقریباً ہر سہولت
سوائے ریل کے۔ جنہیں ریل سے سفر کرنا ہوتا، وہ صادق آباد یا رحیم
کرتے۔ آبادی اتنی بڑھ گئی تھی کہ عبدالحق کو شناسا لوگ کم نظر آئے اور
جنہیں وہ پہچانتا بھی نہیں تھا۔ لیکن لطف کی بات یہ کہ اسے سب پہچانتے تھے۔
وہ باہر نکلتا تو راستے میں سب اسے سلام کرتے۔ مسجد میں اس
کے بغیر کوئی مسجد سے نہ نکلتا۔

دو دن تو ایسے گزرے کہ بیٹھک کبھی خالی ہی نہیں ہوتی تھی۔
اوقات کے۔ ہر وقت لوگ بھرے رہتے تھے۔

عبدالحق کو احساس ہوا کہ زبیر بھی وہاں بہت مقبول ہے۔ لوگ
بہت محبت کرتے تھے۔

عبدالحق نے گھوم پھر کر جائزہ لیا تو اندازہ ہوا کہ زبیر نے وہاں
کیا تھا۔ جو کچھ اس نے کہا تھا، وہ تو کیا ہی تھا، اس کے سوا بھی بہت کچھ تھا۔
مرکز بہت اچھا چل رہا تھا۔ کالج بھی موجود تھا اور اسکول تو کئی تھے۔
شوگر مل تھی۔ بازار کئی تھے، اور بڑے بڑے تھے۔ ضرورت کی ہر چیز وہاں
عبدالحق کو اندازہ ہوا کہ اللہ کے فضل سے لوگ خوش حال ہوتے ہیں
پھول رہے ہیں۔

ایک مارکیٹ میں کپڑے کی ایک دُکان پر اسے شیخ صاحب بیٹھے نظر
وہ ان کی طرف چلا گیا۔

شیخ صاحب تخت سے اٹھ کر باہر چلے آئے۔ پرسے کے لئے تو
دن آ چکے تھے۔

عبدالحق نے ان سے ہاتھ ملایا۔

''کیسے ہیں شیخ صاحب...!''

''آپ کی دُعاؤں کے سائے میں ہیں سرکار...! آیئے
نا...!'' انہوں نے جھاڑن سے تخت پر بچھے ہوئے صاف کپڑے کو یوں جھاڑا
اس پر گرد ہی گرد ہو۔

عبدالحق بیٹھ گیا۔

شیخ صاحب نے تھانوں پر سے گرد جھاڑنے والے لڑکے کو پکارا۔

''ارے عمر... ! دیکھ تو کون آیا ہے...؟''

عمر نے پلٹ کر دیکھا اور لپک کر نیچے آیا۔

''سلام بڑے سرکار......!''

عبدالحق نے سلام کا جواب دیا۔

''کیسے ہو عمر...؟''

''جی... ٹھیک ہوں...!''

''جا کے جلدی سے ایک پاکولا لے کر آ سرکار کے لئے......!''

''یہ زحمت نہ کریں شیخ صاحب...!'' عبدالحق اس تپاک سے گھبرا کر
لگا۔

''زحمت کیسی سرکار... ! یہ تو عزت افزائی ہے ہمارے لئے...!''

لڑکا اتنی دیر میں پاکولا لینے دوڑ گیا تھا۔

''تو آپ یہاں کام کر رہے ہیں آج کل......؟''

''جی ہاں...!''

''دُکان کس کی ہے...؟''

شیخ صاحب نے نظریں جھکا کر آہستہ سے کہا۔

''آپ ہی کی ہے سرکار......!''

عبدالحق کو حیرت ہوئی۔ جس انداز میں شیخ صاحب نے یہ بات کہی تھی، اس
سے لگتا تھا کہ دُکان ان کی اپنی ہے اور آخری بار جب وہ ان سے ملا تھا تو وہ بہت
پریشانی میں تھے۔ مل میں کام کرتے تھے۔ پھر سانس کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ کام کرنا ان
کے لئے دشوار ہو گیا۔ اس وقت اس نے سوچا تھا کہ ان کے لئے کچھ کرنا ہوگا۔ زبیر
سے اس بات کرے گا۔ لیکن بات ذہن سے نکل گئی۔

''بہت مبارک ہو آپ کو......!''

''آپ ہی کا احسان ہے سرکار...!''

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''میں سمجھا نہیں شیخ صاحب ...... !'' عبدالحق کے لہجے میں
''یہ تو مارکیٹ ہی آپ کی ہے سرکار...... !''
''اچھا...... ؟'' عبدالحق نے حیرت سے کہا۔
''چھوٹے سرکار نے بنوائی ہے۔ نام اس کا آپ کے نام پر ہے
مارکیٹ ...... !''

مزید حیرت کی گنجائش نہیں تھی۔ عبدالحق سمجھ گیا کہ چھوٹے
ہیں۔ کیسی عجیب بات ہے۔ جو چھوٹا ہے وہ بڑے سرکار کہلاتا ہے اور
چھوٹے سرکار...... !

''تو اس میں احسان کی کیا بات ...... ؟'' اس نے کہا۔
عمر اتنی دیر میں پاکولا کی بوتل لے آیا تھا۔ وہ اس نے عبدالحق
خود دُکان کے اندر چلا گیا۔
''بڑے لوگوں کی یہی تو بڑی بات ہوتی ہے سرکار ...... ! احسان
جاتے ہیں۔ لیکن سرکار...... ! میں تو اللہ سے یہی دُعا کرتا ہوں کہ ہمیں
اور ناشکرے پن سے بچائے رکھے۔''
عبدالحق نے پاکولا کا گھونٹ لیا۔ اسے جھنجلاہٹ ہو رہی تھی۔ بات
نہیں رہی تھی۔

''آپ پوری بات بتائیں تو مجھے یاد آئے ...... !''
''اللہ آپ کو اس سے بھی اچھا بنائے سرکار ...... ! اور اتنا دے کہ آپ
کرکے بھولتے رہیں۔'' شیخ صاحب نے عاجزی سے کہا۔
''یاد ہے آپ کو...... پچھلی بار میں آپ سے ملا تو میں بے روزگار تھا۔
پریشان تھا سرکار...... ! پھر آپ تو چلے گئے۔ دو تین دن بعد چھوٹے سرکار آئے۔
راستے میں ملا تو مجھ سے پوچھا کہ کام پر کیوں نہیں گئے ...... ؟ میں نے بتایا
ہاتھ پکڑ کر یہاں لے آئے۔ یہ مارکیٹ اسی وقت مکمل ہوئی تھی۔ شاید وہ اسی
لاہور سے یہاں آئے تھے۔ یہ دُکان انہوں نے کھول کر مجھے دکھائی اور چابی مجھے
دی۔ بولے...... یہ اب تمہاری ہے۔ میں نے کہا۔ خالی دُکان کا میں کیا

...... خالی نہیں رہے گی۔ اچھا...... کپڑے کا کاروبار کرو گے...... ؟
...... کیسے کر سکتا ہوں ...... ؟ میرے پلّے تو کچھ ہے نہیں ...... بولے...... ہم
...... والوں کو، اگر وہ بیمار ہو جائیں، کام کے قابل نہ رہیں تو ایسے تو نہیں
...... اتنے برس تم نے کام کیا ہے ہمارے لئے۔ کل مل چلے جانا۔ وہاں سے
...... مل جائے گا۔ پھر میں کل آ کر تم سے بات کروں گا۔''
شیخ صاحب کہتے رہتے اور عبدالحق سنتا رہا۔
اگلے روز مل سے شیخ صاحب کو بارہ سو روپے مل گئے۔ وعدے کے مطابق
...... صورت حال سننے کے بعد اس نے کہا۔
''اس میں کیا بنے گا ...... ؟ خیر...... دیکھتے ہیں۔ کل میرے ساتھ چلنا...... !''
اگلے روز وہ انہیں اپنے ساتھ لاہور لے گیا۔ وہاں سے اس نے خود انہیں
...... روپے کا کپڑا خرید کر دیا۔
''اب آپ جائیں اور کاروبار شروع کریں۔ انشاء اللہ برکت ہوگی...... !''
شیخ صاحب نے بارہ سو میں سے ہزار روپے اس کی طرف بڑھائے۔
''یہ تو رکھ لیں چھوٹے سرکار ...... !''
''یہ تم اپنے پاس رکھو ...... کاروبار میں آدمی کو خالی ہاتھ نہیں رہنا چاہئے۔''
''لیکن چھوٹے سرکار...... !''
''فکر نہ کرو ...... یہ قرض ہے۔ تھوڑا تھوڑا کر کے سہولت کے ساتھ اتارنا......
...... بھی چلتا رہے۔ کاروبار میں بھی خلل نہ پڑے۔ اس کے خلاف نہ کرنا۔ ورنہ
...... بہت خفا ہوں گے۔''
''اور دکان کا کرایہ ...... ؟''
''جب مارکیٹ کامیاب ہوگی۔ کاروبار اچھا ہوگا تو وہ بھی طے کر لیں گے۔
...... ! ''

عبدالحق حیران تھا۔ اس سے کچھ کہا بھی نہیں گیا۔
''میرے بچے آپ کے لئے دُعا کرتے ہیں سرکار...... ! اور میرا کیا...... ؟
...... مارکیٹ کی ہر دکان کسی ضرورت مند کے پاس ہے۔ سب آپ کے لئے دُعا کرتے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ہیں۔"

عبدالحق کا شرمندگی سے برا حال تھا۔

"اور اب آپ کا کیا حال ہے......؟"

"اللہ کا شکر ہے ..... آپ کی عنایت ہے سرکار.....! کام خوب چل رہا..."

"اور قرض کا کیا بنا.....؟"

"چھوٹے سرکار نے کہا کہ اپنے پاس جمع کرتے رہو۔ رقم یک... کرنی ہوگی۔ شرط یہ ہے کہ دُکان پہلے ہی کی طرح بھری ہوئی ہو... سرکار.....! میں اب تک دو ہزار کے قریب جمع کر چکا ہوں۔ قرض ادا... لئے۔ پر سرکار.....! آپ کیوں پوچھتے ہیں ...؟ آپ کو تو سب معلوم ہے"

"کیا مطلب.....؟" عبدالحق پھر حیران ہوا۔

"آپ ہی کے حکم پر تو یہ سب ہوا ہے۔" شیخ صاحب بولے۔

"چھوٹے سرکار نے خود بتایا ہے مجھے.....!"

عبدالحق کی شرمندگی کی کوئی حد نہیں تھی۔

"زبیر بھائی کا بس چلے تو اپنی ہر نیکی میرے نام لکھ دیں۔" اس نے...

"سچ تو یہ شیخ صاحب.....! کہ میں تو آپ سے شرمندہ ہوں۔ ... آپ کے لئے کچھ کرنا ہے۔ مگر مصروفیات میں ذہن سے نکل گیا۔ اس ... حضور جواب وہی کرنی ہوگی۔"

شیخ صاحب نے بڑی محبت سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"ایسا نہ کہیں سرکار.....! آپ اور چھوٹے سرکار الگ تو نہیں ... آپ کی، پیسہ بھی آپ کا، مل بھی آپ کی، تو آپ ہی نے سب کچھ کیا نا.....؟ ... کچھ نہ ہوتا تو چھوٹے سرکار کیا کر لیتے.....؟"

اب اس کے آگے بات کرنا مناسب نہیں تھا۔ وہ انہیں کیا بتاتا کہ ... زبیر بھائی کی، مل بھی ان کی اور پیسہ بھی ان کا۔ تو اجر اسے کیسے مل سکتا ہے۔

ہاں.....! اسے یاد رہتا اور وہ زبیر بھائی سے کچھ کرنے کو کہتا تو ... ہوتی۔

... وہ بہت بوجھل ہو گیا تھا۔ خود کو ہلکا کرنے کے لئے اس نے سب لوگوں کے ... خرید لیا۔ وہ بھی مشکل بن گئی۔ شیخ صاحب پیسے لینے کے لئے تیار ہی نہیں ... مشکل سے اس نے انہیں قائل کیا۔

❀❀❀

ذرا فرصت ہوئی تو اس نے وہ کام کیا جس کے لئے وہ بے تاب ہو رہا تھا۔ ... کے بعد وہ مولوی مہر علی صاحب کے پاس رک گیا۔

"میں شرمندہ ہوں حضرت.....! کہ آپ کے پاس اتنی تاخیر سے بیٹھ رہا ..."

"ارے نہیں ... پتر عبدالحق.....!" مولوی صاحب نے بڑی شفقت سے ...

"میں سمجھتا ہوں کہ کتنے مصروف رہے ہو۔ یہاں کے لوگوں کا بھی تو حق ... اور پھر بات بھی غم کی تھی۔ اللہ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے.....!"

عبدالحق سر جھکائے بیٹھا رہا۔

"اور میرے پاس تو فرصت میں ہی آنا تھا نا..... تم نے ...؟" مولوی صاحب نے مزید کہا۔

عبدالحق نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ اسے حیرت ہوئی۔ تین دن سے وہ نماز ... انہیں دیکھتا رہا تھا۔ لیکن اسے ایک بار بھی احساس نہیں ہوا تھا کہ وہ بہت تیزی ... ہوتے ہیں۔ صرف بوڑھے نہیں، کمزور بھی۔ ان کی آنکھوں کے نیچے حلقے ...

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے مولوی صاحب.....!" اس نے پُر تشویش لہجے میں پوچھا۔

مولوی صاحب مسکرائے۔

"الحمدللہ پتر.....! اللہ کا فضل ہے کہ ہر بیماری سے محفوظ ہوں۔"

"کچھ کمزور لگ رہے ہیں آپ.....!"

"جسم کی بات کر رہے ہو نا پتر.....! یہ تو عمر کے ساتھ ساتھ کمزور ہوتا ہی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ہے۔ یہ تو اللہ کی رحمت ہے۔"

عبدالحق کو احساس ہوا کہ دانش کا ایک بند دروازہ اس پر کھل رہا ہے۔ مولوی صاحب کو اللہ اور آگے لے گیا تھا۔

"یہ کمزوری اللہ کی رحمت ہے...؟ وہ کیسے مولوی صاحب...؟"

"دیکھ نا پتر...! نفس جسم کی طاقت ہی کو تو سب سے زیادہ استعمال کرتا ہے۔ عمر بڑھتی ہے اور جسم کمزور ہوتا ہے، طاقت اور توانائی مدھم پڑتی ہے تو نفس بھی کمزور پڑتا ہے۔ اللہ بندے کو یاد دلاتا ہے کہ ملاقات کا وقت قریب ہے، تیاری کر لے اس کے لئے۔ ویسے تو اس کی یہ تلقین عمر بھر ساتھ دیتی ہے... لیکن جسم جیسے جیسے ڈھلتا ہے، گناہ کی طاقت کم ہوتی جاتی ہے۔ تو اس تلقین کی شنوائی کا امکان بڑھتا ہے، نفس کے تقاضے کم ہوتے ہیں۔ اس کے بعد تو آدمی کو قریب آتی موت کے قدموں کی چاپ صاف سنائی دینے لگتی ہے۔ تلقین بھی سمجھ میں آنے لگتی ہے۔ بندہ اللہ سے رجوع کرتا ہے اور فلاح پا جاتا ہے۔"

عبدالحق بہت غور سے سن رہا تھا۔ بات کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے اعتراض ضروری تھے۔ ان کے جواب میں دانش اور آگہی کے اور موتی ہاتھ آتے... کے لئے تو وہ یہاں آیا تھا۔

"لیکن مولوی صاحب...! نفس تو مرتے دم تک ساتھ رہتا ہے۔ ... جان چھوڑتا ہے آدمی کی...؟"

"درست ہے پتر...! اس کی وجہ سے تو جنت اور جہنم ہیں۔ لیکن ... آدمی کی جوانی میں، ادھیڑ عمری تک میں اس کا نفس تو جابر بادشاہ ہوتا ہے۔ ہر حکم قابل عمل ہوتا ہے۔ پر بڑھاپے میں وہ بات نہیں رہتی۔"

"تب تو وہ اور ظالم ہو جاتا ہے مولوی صاحب...!" عبدالحق نے کہا۔

"وہ کیسے عبدالحق پتر...؟"

"وہ غالب نے کہا ہے نا مولوی صاحب...! کہ گو ہاتھ کو جنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے۔"

"وہ بڑا شاعر تھا پتر...! ٹھیک ہی کہا اس نے بھی۔ پر اس بات پر ... بڑھاپے میں نفس اس بادشاہ کی طرح ہوتا ہے جس کی بہت بڑی سلطنت ... باغی ہو کر اس کے ہاتھ سے نکل چکے ہوں۔ بس وہ بہادر شاہ ظفر کی ... جس کا اقتدار بس دہلی کے لال قلعے تک محدود ہو گیا تھا۔"

"... وہ آدمی کو حسرتِ گناہ میں مبتلا کر دیتا ہے۔"

مولوی صاحب نے ایک گہری سانس لی اور بولے۔

"حسرتِ گناہ درجے میں عملی گناہ کے برابر تو نہیں ہو سکتی نا پتر...!"

"لیکن گناہ تو ہے نا مولوی صاحب...!"

"اب میں گمان کی بات کروں گا۔ کیونکہ مجھے اس کا تجربہ نہیں۔" مولوی ... کے لہجے میں عاجزی در آئی۔

"حسرت میں لذت تو نہیں ہے نا پتر...! الٹا اذیت ہے اس میں۔ تو میرا ... آدمی اس سے تھک جاتا ہوگا۔ اور آخری پناہ گاہ تو اللہ کے دربار میں ہی ..."

"بتائیں کہ نفس کا لال قلعہ کیا ہے...؟"

"تصور... تخیل...!" مولوی صاحب نے بے جھجک کہا۔

"تو اس کا تعلق جسم سے ہے یا روح سے...؟"

"دونوں سے...!"

"وہ کیسے...؟ میں تو سمجھتا تھا کہ اس کا تعلق صرف روح سے ہے۔"

"دماغ سے بھی ہے نا پتر...! اور دماغ جسم کا گورنر ہے۔"

"تو نفس جب تصور کو خراب کرے گا تو روح بھی کمزور ہوگی...؟"

"ہاں پتر...! پر ایک فرق ہے۔ جسم مادہ ہے اور روح اللہ کی سانس ہے۔ ... جتنی روح پھونکی اللہ نے، اتنا ہی اس نے جینا ہے۔ چاہے جسم کام کرنے کے قابل نہ رہے۔ ہاتھ پاؤں جواب دے جائیں، روح ہے تو آدمی کو زندہ رہنا ہے۔ اور ... کیے جاتا ہے تو روح آلودہ ہوتی ہے۔ کمزور ہوتی ہے۔"

"تو پھر جسم کی کمزوری سے آدمی کی فلاح کا راستہ کیسے نکل سکتا ہے...؟" عبدالحق نے اعتراض کیا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

طاقت گناہ کم ہوتی ہے نا پتر..... ! اور یہ اللہ کی رحمت ہے۔"

"لیکن جسم کمزور ہوگا تو بھلائی کی طاقت بھی تو نہیں رہے گی۔ [illegible] آسان نہیں ہوگی۔"

"یہ تو ہم ظاہری اسباب کے حوالے سے کہہ سکتے ہیں عبدالحق۔ اللہ کی رحمت اور قدرت کو سامنے رکھ کر بات کرو۔ دیکھو نا [illegible] گناہ کے [illegible] نہیں دیتا، جب تک بندہ گناہ نہ کرے۔ اور نیکی کے ارادے پر بھی وہ [illegible] چاہے بندہ اپنے ارادے پر عمل نہ کر پائے۔ اور طاقت کی بات کرتے [illegible] میں نے ایسے بے بس لوگوں کو دیکھا ہے، جن میں چلنے کا دم بھی نہیں ہوتا [illegible] آواز سنتے ہی نماز کے لئے چلے آتے ہیں۔ ایسے بھی ہیں، جن سے [illegible] ہوا جاتا، لیکن انہوں نے نماز بیٹھ کر کبھی نہیں پڑھی۔ یہ تو اللہ کی رحمت [illegible] نیت سچی ہو تو وہ ناتواں کو بھی طاقت دے دیتا ہے اور نہ بھی دے تو اجر [illegible] ہے۔ پھر سوچو کہ آدمی بستر پر پڑے رہنے پر مجبور ہو تو اللہ نے اسے اشارے [illegible] پڑھنے کی سہولت دی۔ لیٹے لیٹے کچھ نہ کر پائے تو بندہ ذکر تو کر سکتا ہے [illegible] کے لئے بڑی آسانیاں عطا فرمائی ہیں پتر ! وہ تو اپنی جنتوں کو اپنے بندوں [illegible] دینا چاہتا ہے۔"

"بڑی عمر تو زحمت ہے مولوی صاحب..... !"

"نہیں پتر..... ! غور کرو تو سب اللہ کی رحمت ہے۔ بڑی عمر بھی [illegible] کہ مہلت ہے آخرت کے لئے کچھ کرنے کی۔"

"سب سے زیادہ مہلت تو ابلیس کو دی اللہ نے۔" عبدالحق نے [illegible]

"ایسے نہ کہہ پتر عبدالحق..... !" مولوی صاحب نے دونوں کا [illegible] لگاتے ہوئے کہا۔

"سوچو نا..... کہ اس کا تو فیصلہ کر دیا۔ انجام طے کر دیا اس کا۔ مہلت [illegible] اور خرابی کرنے کی۔ پر بندے کی مہلت تو اس کا انعام اور کرم ہے۔ چلو [illegible] لو آخرت کے لئے..... !"

عبدالحق شرمندہ ہوگیا۔ واقعی اس نے بہت کمزور بات کی تھی۔ ایک [illegible]

[illegible] جن کے سامنے وہ خود کو ناسمجھ بچہ محسوس کرنے لگتا تھا۔

"[illegible] مولوی صاحب..... ! لمبی عمر میں بہت دکھ ہیں۔ کراچی میں میں نے [illegible] دیکھے، جن کی عمریں سو کے قریب تھیں۔ دونوں کے حالات بھی الگ [illegible] بھی۔ ایک کے پوتے پر پوتے تھے۔ انہیں شکایت تھی کہ کوئی ان کے پاس [illegible] کوئی بات نہیں کرتا، کوئی ان کی نہیں سنتا۔ میں نے پوتوں سے بات کی تو وہ [illegible] گئے ہیں۔ ہر بات پر اعتراض کرتے ہیں، ایک ایک قصہ ہزار بار [illegible] سناتے رہتے ہیں۔ بچوں کی ہر بات پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ [illegible] رکھے ہیں لڑکیوں کی طرح، یہ بھی کوئی لباس ہے بھلا، انگریز والا، تو [illegible] بچے ان کے پاس پھٹکتے بھی نہیں۔ مجھے فرصت نہیں، یہاں سے تنگ [illegible] کے ہاں چلے جاتی ہیں تو بچے سکون کا سانس لیتے ہیں۔ وہاں بھی یہی [illegible] تو پھر واپس چلے آتے ہیں۔ میں ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھتا ہوں۔ [illegible]"

"[illegible] صاحب ایسے ہیں کہ دنیا میں ان کا کوئی نہیں۔ یار دوست بھی [illegible] سب چلے۔ مکان اپنا ہے۔ اس کا ایک حصہ کرائے پر دے رکھا ہے۔ اس سے [illegible] وقت گزرتا ہے۔ باہر کے حصے میں چھوٹی سی دکان کر لی ہے، صرف اس لئے [illegible] آئے تو اس سے دو باتیں ہی ہو جائیں۔ کہتے ہیں، ایسی تنہائی کا تو [illegible] نہیں تھا۔ موت کی آرزو کرتے ہیں ہر وقت۔ اب آپ بتائیں..... !"

مولوی صاحب نے ایک گہری سانس لی۔

"[illegible] دونوں چلتے پھرتے ہیں آزادی سے.....؟ صحت مند ہیں.....؟" انہوں [illegible] نے پوچھا۔

"جی مولوی صاحب..... ! الحمدللہ..... !"

"تو پتر..... ! آدمی کی سوچ کی بڑی اہمیت ہے۔ جیسی اس کی سمت ہوگی، [illegible] راستہ بنے گا۔ مومن ہمیشہ وقت سے، صورتِ حال سے اور جس دور میں [illegible] اس سے مطابقت پیدا کرتا ہے۔ خود کو اس کے مطابق ڈھالتا ہے اور سوچو تو [illegible] سے آدمی کو یہی سبق سکھاتی ہے۔ اسلام تو دینِ فطرت ہے نا

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

پتر......!"

"حالات سخت مخالف ہوں تو ایمان سے ہٹ جائے گا......"

"میں نے مومن کی بات کی ہے عبدالحق پتر......! مومن ......

اور اس پر قائم رہا۔ اب یاد کرو، اسلام کے ابتدائی دور میں مومن نماز چھپ

تھے نا...... اللہ کا شکر ہے کہ اس کے بعد ایسا وقت نہیں آیا۔"

"مولوی صاحب...... ! قطع کلامی کی معافی چاہتا ہوں۔ تم ......

کر رہے تھے۔"

"ہاں پتر...... ! مجھے یاد ہے۔ بڑی عمر کی قباحتیں بھی ہیں۔ ......

کارآمد عمر کی دعا فرماتے تھے۔ آدمی محتاج نہ ہو جائے دوسروں کا۔ ......

چھوڑ دے۔ لیکن پتر...... ! لمبی عمر بہرحال بڑی نعمت ہے۔ کیونکہ وہ ......

اصلاحِ احوال کی مہلت ہے۔ اب جن دو حضرات کا تم نے حوالہ دیا ......

سے استفادہ نہیں کیا۔"

"کیسے مولوی صاحب......؟"

"انہوں نے اس امر کو سمجھا ہی نہیں کہ یہ مہلت ہے۔ ......

کہ دنیا کی طرف سے رخ پھیرنا ہے۔ نماز کی طرف لپکتے، قرآن پڑھتے ......

ہی فرصت ہے۔ اولاد کی اولاد پر تنقید کرنے کے بجائے ان سے محبت ......

قرآن سے سیکھتے، دلچسپ قصے کہانیوں کی صورت میں ان تک پہنچ ......

انہیں ان کی محبت بھی ملتی، اور باطنی خوشی اور طمانیت بھی حاصل ہوتی۔ ......

سمجھا ہی نہیں۔ بدلتے وقت سے مطابقت پیدا ہی نہیں کی۔ آدمی جب ......

وہ اپنے گھر میں حاکمِ وقت ہوتا ہے۔ لیکن دادا بننے کا مطلب یہ ہے کہ ......

کو منتقل ہو گئی۔ ایسا آدمی شاہ جہاں کی طرح ہوتا ہے، جسے اورنگ زیب ......

دیا تھا۔ تو وقت گزاری کے لئے شاہ جہاں نے کیا مانگا تھا......؟ بچے ......

سکے، اور اورنگ زیب نے سمجھ لیا شوقِ حکمران دل سے نہیں گیا۔ استاد ......

ہوتا ہے۔ لیکن وہ مطلق العنان نہیں ہوتا۔ وہ حکمت اور فراست کے زور ......

ہے، محبت کے زور پر دل جیتتا ہے۔"

...... کوئی دور ایسا نہیں، جس میں فیشن نہ رہا ہو۔ اور وہ بدلتا رہتا

...... کہ اپنے دور کو ہی اچھا سمجھ کر اس میں جیتا رہے۔ جس دور میں رہ

...... قبول ہی نہ کرے۔ اسے برا کہے، اسے رد کرے، ایسے میں تو وہ موت کی

...... پہلے بیل گاڑی، بگھی میں سفر کرتے تھے۔ وقت زیادہ لگتا

...... تھی۔ اب لاری ہے، موٹر ہے۔ آسانی ہے نا...... تو ہم لاری میں

...... اس دور کی ہر چیز کو قبول کرنا ہوگا۔ یہ نہیں کہ جو اچھا لگا، وہ قبول، برا لگا

...... جس کو رشتے ناطے ملے ہیں، اسے ان کو اپنا بنا کر رکھنا ہے۔ بڑھاپے

...... ہوتی ہے۔ سختی اور حاکمیت سے انہیں کھونا عقل مندی نہیں اور جس

...... تو صاف سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا صرف اللہ ہے۔ اللہ نے اسے

...... دیا ہے۔ یہ تو بدنصیبی ہے کہ دنیا سے سب کچھ لینے کے بعد بھی

...... رہنا چاہے، اس کی طرف رخ نہ کرے، جس نے مہلت دے کر کرم

...... جس کے رشتے ناطے ہیں، اسے تو اپنے پوتوں پرپوتوں کو محبت اور

...... اللہ کی روشنی دینی چاہئے۔ یہی اس کا فرض ہے۔ اگر وہ خود ہی روشنی

...... تو وہ بہت بڑا نقصان کر رہے ہوتے ہیں۔"

...... خاموشی سے سن رہا تھا۔ مولوی صاحب چپ ہوئے تو وہ بولا۔

...... کچھ لوگ سنک بھی جاتے ہیں۔ دماغ بھی ماؤف ہو جاتا ہے ان

...... اللہ کی رحمت ہے پتر...... ! اللہ ان کا حساب لکھوانا موقوف کر دیتے

...... معذوری محتاجی، بیماری، تکلیفیں......؟"

...... بھی رحمت ہے۔ اس کے اجر میں اللہ نے ان کے پچھلے گناہوں میں

...... رہتے ہیں۔"

...... استفادہ کریں، وہ فلاح پا جاتے ہیں......؟"

...... ! اللہ کی رحمت دیکھو...... گناہ کی طاقت نہیں رہتی، لیکن نیکی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اور بھلائی کی، عبادت کی طاقت ختم نہیں ہوتی۔"

"جی......! میں سمجھ گیا مولوی صاحب......!"

"بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی......؟ تم سامنے ہو تو میں بہت......

پتر عبدالحق......!"

"اسی لئے تو میں آپ کے پاس آنے کو ترستا رہتا ہوں۔"

"اور اپنی سناؤ......!"

"میں تو دنیا کی محبت سے ڈرنے لگا ہوں مولوی صاحب" ......

نے کہا۔

"یہ آدمی کو اللہ سے دور کر دیتی ہے۔"

"غلط سمجھ رہے ہو پتر......! محبت تو بری ہو ہی نہیں سکتی۔"

"مال کی محبت کو ہی لیجئے......!"

"وہ محبت نہیں، ہوس ہے۔ آدمی اللہ کے دیئے ہوئے مال سے ...... محبت کرے۔ نعمت ہے اللہ کی۔ کیونکہ اس کی وجہ سے نیک اعمال ...... ہیں۔ آدمی اسے اللہ کی طرف سے امانت سمجھتا ہے، ذمہ داری سے خرچ ...... کو خوش کرنے کے لئے خرچ کرتا ہے۔ تفکرات سے آزاد ہوتا ہے۔ ...... کر سکتا ہے۔ نماز بھی پڑھتا ہے، مسجد بھی بنواتا ہے، مسجد میں آنے ...... سہولت فراہم کرتا ہے، روزہ رکھتا ہے، دوسروں کو افطار بھی کراتا ہے۔ ...... کسی مفلس کو حج بھی کرا دیتا ہے، زکوٰۃ ادا کر کے اللہ کے دیئے ہوئے ...... کرتا رہتا ہے۔ سائلوں اور محروموں کی، غرباء اور مساکین کی مدد کرتا ...... ہے۔ بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ کسی کا قرض ادا کر کے اس کی گردن چھڑا ...... ہی نیکیاں، اور جتنی بے غرض، اتنا ہی اللہ کے ہاں ان کا اجر زیادہ۔ ...... میں بدل جائے تو دولت جمع کرنے کے شوق میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ...... ہے کہ اب بھی کم ہے، اور کمائی چاہئے۔ جب اس کی توجہ کا مرکز اور محور ...... جاتی ہے۔ نیکی اعمال سے دور ہو جاتا ہے۔"

"محبت اور ہوس میں فرق کیا ہے مولوی صاحب......؟"

"محبت اللہ کے لئے ہوتی ہے۔ جس چیز سے آپ محبت کریں، یہ احساس ...... اللہ کی طرف سے ہے۔ اس کی عطا اور اس کا فضل ہے کہ اس نے اسے آپ ...... میں دیا۔ اور یہ اس کی امانت ہے۔ وہ جب چاہے واپس لے لے۔ اور ...... جائے تو آپ شکر ادا کریں، گلہ نہ کریں کہ بغیر کسی حق کے اس نے اپنی ...... عطا فرمائی تھی۔ اور اتنے عرصے آپ کے پاس رہی۔ یہ محبت ہے۔ اور ...... اپنی محنت اور کاوش کا نتیجہ اور اپنی ملک سمجھا تو گویا ہوس کی سرحد میں ...... پھر رہنا مشکل ہے۔ کیونکہ ہوس کی بڑھنے کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے اور ...... نہیں ہوتی۔ وہ سب کچھ کھا جاتی ہے۔ آدمی کو بھی کھا جاتی ہے اور خود ختم ......"

"...... کتنے لوگ اس سے آخرت کا فائدہ اٹھاتے ہیں......؟"

"یہ وہی تمر والا معاملہ ہوا نا پتر......! دینے والا تو موقع دے رہا ہے نا...... اب جسے ملے اور وہ فائدہ نہ اٹھائے تو یہ اس کی بدبختی...... اس میں ...... قصور......؟ وہ تو نعمت ہی کہلائے گی نا...... اور لوگ فائدہ بھی تو اٹھاتے ......"

"اور انسانوں کی محبت......؟"

مولوی صاحب چند لمحے سوچتے رہے۔ پھر بولے۔

"یہ پتر......! مجھے نہیں معلوم کہ صحیح ہے یا غلط......؟ لیکن یہ میرا یقین ہے ...... محبت اللہ ہی ڈالتا ہے۔ اس کی مثال ماں ہے۔"

"تو محبت ہوس میں کیسے تبدیل ہو جاتی ہے......؟"

"آدمی خود ہی سب کچھ کرتا ہے۔ ایسے ہی ہے جیسے وہ اللہ کی نعمت کو اپنے ...... بنا لیتا ہے۔"

"وضاحت کریں نا مولوی صاحب......!"

"محبت اللہ کا وصف ہے پتر......! اس کا اسم ودود ہے نا......! وہ اپنے ...... ماں سے 70 گنا سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے۔ تو محبت میں ہمیں اس کی ...... چاہئے۔ اور اسے شامل رکھنا چاہئے۔ وہ اپنے بندوں کی بھلائی کے لئے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

بھی بہت کچھ کرتا ہے اور انہیں برائی سے روکنے کے لئے بھی بہت کچھ کرتا
ایسا ہے کہ بغیر مانگے ہر ضرورت پوری فرماتا ہے۔ اور جبار ایسا ہے کہ
جس چیز کے زور پر بندہ گناہ پر آمادہ ہے، اس کو سلب کر لے۔ کوئی
گناہ کئے جائے اور وہ اسے قلاش کر دے تو یہ اس کی محبت ہی ہے!
سے محبت کرتے ہیں، اس کی بھلائی کے لئے، اسے نقصان سے بچانے
کو کبھی سختی بھی کرنی ہوتی ہے۔ نہیں کریں تو محبت میں خرابی کا آغاز ہو

''یہ بات تو مجھ پر بھی صادق آتی ہے۔'' عبدالحق نے سوچا۔
گیا۔ نور بانو کے ساتھ کتنی زیادتی کی اس نے۔ اور وہ بھی محبت سے۔
نے کبھی نماز کی تلقین تک نہیں کی اسے... کسی بات پر نہیں ٹوکا۔

''اب ماں کو ہی دیکھو پتر... ! ایک ماں اپنے بچے
کرنے پر سزا دیتی ہے۔ اس کا ہاتھ جلا دیتی ہے۔ اس کے دکھ، اس کا
کرو پتر..... ! کیا گزرتی ہوگی اس پر... ؟ مگر بچے کی بہتری کے لئے
تکلیف دیتی ہے، اس سے زیادہ خود اٹھاتی ہے۔ اور دوسری ماں
بچہ بڑا ہو کر چور بن جاتا ہے۔ ہاتھ جلنے سے زیادہ سخت سزائیں
ہیں، رسوائی الگ۔ ذمہ دار کون ہے...؟ ماں ! تو پتر... محبت
لوگوں کا کام ہے۔''

''اور میں بہت غیر ذمہ دار ہوں۔'' عبدالحق نے سوچا۔

''آپ محبت اور ہوس میں فرق کے بارے میں بتا رہے تھے
احترام آمیز لہجے میں مولوی صاحب کو یاد دلایا۔

''بتایا تو پتر...... ! بنیادی بات اس حقیقت کو ہر لمحہ یاد رکھنا ہے
پاس جو کچھ بھی ہے، اللہ کی عطا اور اس کی امانت ہے۔ جب آپ اس
دماغ کی گہرائی میں بٹھا لیں گے تو پھر یہ بھی سوچیں گے کہ امانت کا
چاہئے......؟ روح سے شروع کریں، جس کے دم سے زندگی ہے
روح عطا فرمائی آپ کو۔ تو حق یہ ہے کہ اسے آلودہ نہ کریں۔ اور انسان
ہے۔ فطرت ہے کہ گناہ کی رغبت رکھتا ہے۔ اس سے بچنے کی کوشش

... روح تو آلودہ ہوئی۔ تو اسے خوف خدا اور توبہ کے پاک پانی
... جسم ہے، تمام اعضاء ہیں۔ ان کا ہر طرح سے خیال رکھنا بھی
... مادی طور پر بھی اور روحانی طور پر بھی۔ مادی طور پر ایسے کہ صحت کا خیال
... روحانی طور پر ایسے کہ کسی عضو سے کوئی ایسا کام نہ لیں، جس سے اللہ نے
... ایسے ہی دولت ہے، محبت ہے، رشتے ناطے اور تعلقات ہیں۔ جب بھی
... اللہ کی عطا اور امانت نہیں سمجھے گا اور اپنی ملکیت سمجھے گا۔ وہی سے خسارہ
... میں بتلا ہوگا۔ دوسروں کو حقیر سمجھے گا۔ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرے گا۔
... میں مبتلا ہوگا تو جمع کرنے کا شوق ہوگا۔ دل تنگ ہوتا جائے گا۔ اپنی
... وہاں شروع۔ جو بڑھتی ہی جائے گی، کبھی ختم نہیں ہوگی۔ الا یہ کہ اللہ

... محبت کا معاملہ ہے۔ اللہ کی عطا، اس کی امانت، اس کا کرم۔ جب
... اللہ کی طرف سے سمجھیں گے، عافیت رہے گی۔ شیطان اس میں دخیل
... ہوتا رہے گا۔ لیکن اللہ اسے ناکام بنا دے گا۔ اور جب آپ اس سے
... شروع کر دے گا۔ مرد اور عورت کی محبت میں خاص طور پر ایسا
... شیطان وہ مقام زیادہ پسند ہیں، جہاں خرابی کی گنجائش زیادہ ہو۔ اور کیونکہ
... بدترین گناہ کی طرف لے جاتی ہے، اس لئے اسے زیادہ ہی
... مرد اور عورت کے درمیان فطری کشش ہوتی ہے، شیطان وہاں نفسانی
... ہوا دیتا ہے۔ ادھر آدمی نے اس تصور کو چھوڑا کہ محبت اللہ کی عطا
... تباہی کا آغاز ہوا۔ اللہ رحیم و کریم ہے۔ اس نے بچاؤ کے لئے نکاح

''پھر میاں بیوی تو محفوظ ہوئے نا مولوی صاحب...... !''
''محفوظ تو کوئی بھی نہیں ہے پتر عبدالحق...... ! پناہ تو صرف اللہ کی رحمت کے

''... مولوی صاحب... ! شیطان میاں بیوی کی خلوت میں داخل نہیں ہو

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''ٹھیک کہا پتر ... ! لیکن خلوت ہو یا جلوت، بری کی ہے
دونوں شیطان کی دسترس میں ہوتے ہیں۔''

''وہاں کیسے کام کرتا ہے شیطان ...؟''

''شیطان کا طریق کار ایک ہی ہے پتر ... ! انسان کے
جذبوں کو ابھارتا۔ خود غرور اور جاہ طلبی کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ سو وہ
کچھ ابھارتا ہے۔ مرد اور عورت، دونوں میں سے کوئی بھی محبت کو
سمجھنے لگے تو یہ تکبر کا آغاز ہے۔ اور یاد رہے پتر عبدالحق ... ! کہ
شادی سے پہلے ایک دوسرے سے ملے بھی نہ ہوں، تو بھی اللہ ان کے
دوسرے کے لئے محبت پیدا فرماتا ہے۔ تو جب کوئی محبت کو دوسرے
لگے تو اگلے مرحلے میں اسے اپنی ملکیت بھی سمجھتا ہے۔ یہاں سے
ہے۔ کیونکہ انسان ... مرد ہو یا عورت، کسی ایک شخص کی ملکیت نہیں
مختلف درجوں میں بے شمار لوگوں کا حق ہوتا ہے۔ ماں، باپ، بہن،
پھر صلہ رحمی والے رشتے، پھر عزیز و اقارب، پڑوسی، دوست احباب
ہونے سے بہرحال محروم رہتی ہے۔ پر لگی رہتی ہے اس چکر میں
یہ تو ... سو وہ مرد کو بھی ہوس میں مبتلا کر دیتی ہے۔ حالانکہ بے اعتدالی
سے نقصان ہی نقصان ہے۔ پھر شیطان غیر فطری طریقوں کا
ایسے میں بس خوفِ خدا اور اللہ کی رحمت ہی بچا سکتی ہے بندے کو۔
پتر ... ! کہ محبت ہوس کیسے بن جاتی ہے ...؟''

عبدالحق نے نظریں جھکا لیں۔ وہ نظریں چرا رہا تھا۔
صاحب سب جانتے ہیں، اور اسی کی کہانی بیان کر رہے ہیں۔

چند لمحے بعد اس نے سنبھل کر کہا۔

''لیکن مولوی صاحب ... ! ماں کی محبت میں تو ہوس کی گنجائش
''کیوں نہیں پتر ... ! بالکل ہے۔ ماں اپنے بیٹے کی محبت
جائے تو وہ بھی اس پر قابض ہونے کی کوشش کرتی ہے۔ بہو کو بیٹی کے
کار اور غاصب سمجھتی ہے۔ ساس بہو کے جھگڑے کیوں ہوتے ہیں

... سے میل جول پر کیوں ٹوکتی ہے ...؟ اس سے ملو ... ! اس سے نہ
... نہ کرو۔ دراصل عورت کی فطرت میں اقتدار کی آرزو ہوتی ہے۔
... راست حاصل نہیں کر سکتی۔ اس کے لئے بہترین راستہ یہ ہے کہ وہ
... مرد پر قابض ہو جائے۔ اس سے تو بادشاہ بھی محفوظ نہیں رہے پتر ... !
... بادشاہ تھا، لیکن حکم نور جہاں کا چلتا تھا۔ ایک رومن بادشاہ تھا، نام مجھے یاد نہیں
... کے فرمان کے مطابق احکامات جاری کرتا تھا۔ عورتوں نے ہمیشہ
... کے نقشے ترتیب دیئے۔ اپنے فرمانبردار بیٹوں کو مسند اقتدار تک لے
... کوششیں، بلکہ سازشیں تک کیں۔''

عبدالحق جانتا تھا کہ مولوی صاحب نے لحاظ اور حیا کی وجہ سے رومن بادشاہ
... نہیں بتائی۔

''... مولوی صاحب ... ! آپ سے مجھے ہمیشہ بہت قیمتی سرمایہ ملتا
... عبدالحق نے کہا۔

''لیکن اس میں عورت کی تحقیر نہیں محسوس ہوتی آپ کو ...؟''

''نہیں پتر ... ! یہ صنفی کمزوریاں ہیں اللہ کی دی ہوئی۔ آدمی کو ان سے لڑنا
... اب بھی عورتیں تو ایسی نہیں ہوتیں۔ اور سبھی مرد بھی ایسے نہیں ہوتے۔ عورت
... جو دیا ہے اللہ نے، بڑی ذمہ داری سونپی ہے اسے۔ اس کا کام مرد کو سنوارنا
... وہ بچوں اور بیٹیوں کی ماں بھی ہے۔ وہ بیوی بھی ہے، جو خود کو پس پشت ڈال
... روحانی ترقی کے لئے سب کچھ کرتی ہے۔ اس کی آخرت کی فکر کرتی ہے۔
... میں وہ ڈھل جائے تو اپنی محبت سے اسے استقامت کی طرف لے جاتی
... اپنی کمزوریوں سے ہار جائے تو اس کی آخرت کے لئے خطرہ بھی بن جاتی ہے۔
... صنف بھی بری نہیں ہوتی۔ افراد اچھے برے ہوتے ہیں پتر ... ! فطری طور پر
... مرد کو عورت کا محافظ بنایا ہے۔ عورت کو اللہ نے محبت دی ہے اور مرد کو فراست
... حکمت۔ عورت سب کچھ محبت کے زور پر کرتی ہے۔ محبت میں بڑی طاقت ہے۔ وہ
... کو کہیں کا کہیں پہنچا دیتی ہے۔ مگر محبت میں بگاڑ ہو تو بے شمار منفی جذبے ابھرتے
... حسد اور رقابت، تسلط کی خواہش ... پھر اس کی شاخوں میں جھوٹ، مکر اور

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

فریب، بغض اور کینہ اور نہ جانے کیا کیا......؟ انجام کار محبت ہوس بن ...

پتر ...! مرد ہو یا عورت، آدمی کو اللہ نے طاقتیں بھی دیں اور کمزوریاں بھی ...

لانے کے بعد کامیابی کے لئے نیک اعمال ضروری قرار دیئے۔ تو نیک اعمال ...

جدوجہد بھی کرنی ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی اپنی کمزوریوں پر غالب آئے اور ...

اضافہ کرے۔ اسی جدوجہد سے آدمی اچھا ہوتا ہے اور نہ کرنے سے برا۔''

''یہ بتائیں مولوی صاحب...! کہ گھر میں ماں اور بیوی ...

چپقلش ہو تو مرد کیا کرے ؟ باہر کے معاملات سے نمٹنے کے بعد اسے گھر ...

سکون نہ ملے تو یہ ظلم ہے۔ پھر اللہ نے ماں کا درجہ تو بہت بڑا رکھا ہے۔ بیوی سے ...

کیا مقابلہ ...؟''

''یہ ظلم نہیں پتر ...! آزمائش ہے۔'' مولوی صاحب نے کہا۔

''دیکھو نا ... بیوی کا ایثار بھی بہت بڑا ہے۔ وہ اپنا گھر، اپنے ...

والے تمام رشتے چھوڑ کر شوہر کے پاس آتی ہے۔ اللہ نے ماں کا درجہ ...

کے حقوق بھی مقرر کیے۔ تو مرد کا کام توازن قائم رکھنا ہے۔ اگر ساس اور بہو کی ...

بنتی تو اسے چاہئے کہ بیوی کو الگ گھر لے دے۔''

''تب وہ وقت پر، توجہ کی کمی پر گلہ کریں گی۔''

''چھوڑ تو وہ کسی کو نہیں سکتا نا ...؟ تو دونوں سمجھ لیں گی کہ ...

ہوا۔ پہلے وقت گھر کے اندر تقسیم ہوتا تھا، اب باہر ہونے لگا۔''

''اور کسی میں اس کی مالی استطاعت نہ ہو تو ...؟''

''میں نے کہا نا ... کہ مرد کو اللہ نے فراست اور حکمت دی ...

عورت کا محافظ بھی ہے۔ دونوں عورتوں میں سے کسی ایک کو بھی شبہ نہ ...

میں تمہیں اس کی مثال بتاتا ہوں۔ ایک غریب آدمی کے ساتھ یہی مسئلہ ہوا...

بیوی، دونوں کو اس نے بہت سمجھایا۔ لیکن عورت کی ضد بہت بری ہوتی ہے ...

مانیں، تب ایک دن وہ اپنا گھر چھوڑ کر ایک دوست کے گھر چلا گیا۔''

''یہ تو دہرا غضب ہوا مولوی صاحب .....!'' عبدالحق نے کہا۔

''اللہ دونوں کی طرف سے جواب طلبی کرے گا۔''

''نہیں پتر ... ! اشفا زہر سے ہوتی ہو تو زہر دینا بھی اجر کا کام ہے۔''

''میں سمجھا نہیں مولوی صاحب ...!''

''یہ اس کی حکمت تھی، تین دن میں اس کا نتیجہ نکل آیا اور گھر میں امن ...

... ہو گیا۔''

''کیسے ...؟''

''دونوں عورتوں نے دیکھا کہ دونوں ہی محروم ہو گئیں تو انہوں نے باہم صلح ...

... دونوں مل کر گئیں اور اسے منا کر واپس لائیں۔ پھر تو یہ ہوا کہ جب وہ کام سے ...

... آتا تو ماں کو سلام کرنے جاتا تو ماں کہتی ... جا بیٹا .....! تھوڑی دیر بہو کے پاس ...

... آج کچھ طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی اس کی۔ وہ بیوی کے پاس جاتا تو وہ ...

... بیٹے اماں کو سلام کر کے آؤ..... طبیعت پوچھو ان کی۔ پورے دن کھانستی رہی ...

''واقعی ....! یہ تو کمال ہو گیا۔'' عبدالحق نے بے ساختہ کہا۔

''میں سمجھ گیا مولوی صاحب......!''

''تم اپنی سناؤ پتر ... ! تمہارا کیا حال ہے.....؟''

''دنیا میں الجھ کر دین سے دور ہو گیا مولوی صاحب.....!'' عبدالحق نے مرد ...

... کہا۔

''غلط سمجھ رہے ہو پتر عبدالحق.....!'' مولوی صاحب بولے۔ دنیا سے ہی ...

... ورنہ دنیا میں کیوں بھیجا جاتا آدمی کو۔''

''یہ آزمانا تھا کہ بندہ اللہ کو یاد رکھتا ہے یا دنیا کی محبت میں خود کو گم کر لیتا ...

... ہے۔''

''بے شک ... ! اللہ نے آدمی کے لئے دنیا میں کشش رکھ کر آزمائش بنا ...

... پتر ... ! دوسرا زاویہ بھی تو ہے۔ اللہ کے ہاں عبادت محدود نہیں۔ صرف نماز، ...

... روزہ ہی عبادات نہیں۔ اللہ نے بندے کو جو فرائض سونپے ہیں۔ ان کی احسن طریقے ...

... سے محبت کے ساتھ ادائیگی بھی عبادت ہے۔ گھر کی ذمہ داری پوری کرنی ہے تو اس کی ...

... ادائیگی بھی عبادت ہے۔ بیمار کی عیادت بھی عبادت ہے۔ کسی پریشان حال شخص کی دل ...

جو بھی عبادت ہے۔ سوچو تو اللہ نے بندوں کو اتنے مواقع عطا فرمائے ہیں
زندگی کا ہر لمحہ عبادت ہو سکتا ہے۔ ہر عمل عبادت ہے۔ بس ایک شرط ہے
وقت اللہ سے رابطہ رکھے، اس سے رجوع کرتا رہے۔ کیسی رحمت ہے اللہ کی۔

''مگر فرض عبادت کی تو بات ہی اور ہے مولوی صاحب!''

''عبادت کو محدود کیوں کرتے ہو پتر! عبادت فرض ہے لیکن ...
عبادت ہے۔''

''مگر دنیا تو آدمی کو کھینچ لیتی ہے نا مولوی صاحب؟''

''بتا دیا گیا کہ یہ آزمائش ہے، اس خواہش سے لڑنا فرض ہے ...
ہے۔''

عبدالحق چند لمحے سوچتا رہا، پھر بولا۔

''میں بچپن سے ہی اللہ سے محبت کرنا چاہتا تھا مولوی صاحب''

''اللہ سے محبت بہت بڑی بات ہے پتر! ہر کسی کے بس کی بات ...''

''یہی میں بھی سوچتا تھا مولوی صاحب!'' عبدالحق نے کہا۔

''لیکن کسی نے بتایا کہ اس کے بندوں سے محبت کرنا اس سے ...
ہے۔''

''یہ ٹھیک ہے پتر!''

''لیکن مجھے اب غلط لگتا ہے مولوی صاحب!''

''کیوں پتر عبدالحق......؟''

''بندوں کی محبت اللہ سے غافل کر دیتی ہے مولوی صاحب''

''یہ تو محبت کرنے والے کی خرابی ہے پتر عبدالحق! اس میں محبت کا
قصور......؟'' مولوی مہر علی نے کہا۔

''دنیا کی، اس کے ساز و سامان کی، دولت، مال مویشی کی، زمین کی
ساری محبتیں تو اور خراب ہیں۔''

''اس لئے تو میں سب کو چھوڑ دینا چاہتا ہوں۔''

''لیکن یہ ٹھیک نہیں ہے پتر!''

''میں کیا کروں؟ اس راستے میں بڑی مشکل آزمائشیں ہیں۔''

''دنیا میں قیام تو ہے ہی آزمائش پتر! اللہ نے اعتدال کا راستہ دکھایا
آزمائش سے تو مفر ہے ہی نہیں۔''

''مولوی صاحب! اللہ سے براہِ راست محبت بھی تو کی جا سکتی ہے۔''

''جسے آپ دیکھ نہیں سکتے، جس کی آواز سن نہیں سکتے، جس سے براہِ راست
کچھ پوچھ اور بتا نہیں سکتے، اس سے براہِ راست محبت کیسے کر سکتے

''سچ بتاؤں مولوی صاحب! مجھے اپنے دل میں اللہ کی محبت محسوس ہوتی

''تم پر اللہ کا فضل ہے پتر عبدالحق! پر دنیا تو نہیں چھوڑی جا سکتی۔
... بھی نہیں چھوڑی جا سکتیں۔ وہ تو فرق ہے۔ دوسرا کوئی راستہ ہے نہیں

''راستہ تو ہے نا مولوی صاحب! ولیوں کا راستہ۔ اللہ کو خوش کرنے
... اختیار کرنے کے لئے ریاضتوں اور مجاہدوں کا راستہ۔''

مولوی صاحب نے ایک گہری سانس لی۔

''بہت بڑی بات کہہ رہے ہو پتر! پر یہ بھول گئے کہ اللہ نے دنیا ترک
... کا نہیں کہا۔ دنیا میں رہ کر، دنیا کی ساری ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے سب

''کیوں مولوی صاحب؟''

''دنیا چھوڑ کے کچھ کرنا تو بہت آسان ہے، آزمائش تو دنیا ہے نا......؟''

''لیکن قرآن میں اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خوبی بیان فرمائی کہ
... کٹ کر ان کے ہو رہے۔ تو ساری دنیا سے کٹ کر اللہ کا ہو رہنا تو

''پہلے میں بھی یہی سمجھتا تھا۔ بعد میں اس بات کی سمجھ آئی پتر! یاد کرو
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دنیا ترک تو نہیں کی تھی۔ کی ہوتی تو

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

آپ کے پیروکار کہاں سے آتے .....؟ دنیاوی نعمتوں سے بے [illegible]

پتر ! لیکن کوئی پیغمبر اللہ کے بندوں سے منہ کیسے موڑ سکتا ہے [illegible]

کی اصلاح کے لئے ہی بھیجا گیا ہوتا ہے۔ اور محبت کے بغیر اصلاح [illegible]

پیغمبر نے اللہ کے بندوں سے محبت کی ہے۔ اور ہمارے پیارے نبی [illegible]

بڑھ کر اللہ کے بندوں سے محبت کی۔ آپؐ کے بس میں ہوتا تو رو [illegible]

بندے کی گمراہی دور کر کے اسے اللہ کے راستے پر لے آتے۔ کیسے [illegible]

لوگوں کی گمراہی پر ؟ گھلے جاتے تھے ان کے لئے۔ اللہ [illegible]

سمجھاتے .....؟ تسلیاں دلاتے دیتے آپ کو — سورۂ کہف کی [illegible]

پتر.....! فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ ...''

''جی..... بے شک..... ! مجھے یاد ہے مولوی صاحب [illegible]

ساری دنیا سے کٹ کر اللہ کا ہو رہنا کیا ہوتا ہے.....؟''

''یہ بھی درجے ہیں پتر اللہ کی محبت کے ! ابھی تم نے [illegible]

مجھے بتاؤ.....! تمہارے ذہن میں کیا ہے اس سلسلے میں ؟''

''ولیوں نے دن رات ریاضتیں اور مجاہدے کئے — اپنی [illegible]

محبت میں۔''

''کس کے لئے پتر..... ؟''

عبدالحق نے بے جھجک کہا۔

''اللہ کے لئے.....!''

''پر اللہ کو تو ان کی ضرورت نہیں۔ تمام فرشتے اس کی عبادت [illegible]

کائنات کی بے جان چیزیں ..... شجر حجر تک اس کی حمد و ثناء کرتے ہیں۔''

''وہ سب تو پابند ہیں مولوی صاحب.....! اولادِ آدم کو تو اختیار [illegible]

اور وہ سرکشی بھی کرتی ہے۔ اس لئے اس کی عبادت، ریاضت اور مجاہدے [illegible]

ہے۔''

''نا پتر نا.....!'' مولوی صاحب نے اپنے دونوں کان پکڑ کر اپنے

پر طمانچے مارے۔

[illegible] کیا نہیں کہتے پتر ! بندے کے سجدے، اس کی عبادتوں کی اہمیت اس

[illegible] لئے ہے۔ اللہ کے لئے نہیں۔ اللہ کی ایک بہت بڑی صفت اس کے اسم صمد

[illegible] بے نیاز ہے۔ اسے کسی کی، کسی بھی چیز کی ضرورت نہیں۔ وہ تو اپنی مخلوق کو

[illegible] کرنے والا ہے۔ ہر چیز سے بے نیاز ہے وہ۔ بندے کا سجدہ، اس کی

[illegible] اس کی ریاضت، اس کی اپنی بھلائی کے لئے ہے۔ یہ اس کی اپنی جنگ ہے،

[illegible] خلاف۔ شیطان اسے جہنم رسید کرانا چاہتا ہے۔ سجدہ شیطان کے خلاف

[illegible] پہلا دفاعی ہتھیار ہے۔ پہلی کامیابی ہے۔ جو آگے فتح کا راستہ ہموار کرتی

[illegible] پتر ! جب شیطان کی سرکشی پر اللہ نے اس کی قسمت کا فیصلہ کر دیا تو

[illegible] اس کے سامنے توبہ کا راستہ کھلا تھا۔ لیکن اس کی سرکشی نے وہ اسے دیکھنے ہی نہیں

[illegible] وہ معلم الملکوت تھا، سب جانتا تھا۔ الٹا اس نے چیلنج کر دیا، مہلت مانگ

[illegible] انسانوں کو گمراہ کر کے ان سے جہنم بھروانے کے لئے۔ اللہ نے وہ مہلت

[illegible] دی تو یہ جنگ ہے انسان اور شیطان کی۔ بندہ جب، جہاں، جس لمحے

[illegible] شکست دیتا ہے تو اللہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ بس اتنی اہمیت ہے ہمارے

[illegible] اور ہماری عبادت کی۔ اللہ بہت اجر دینے والا ہے۔ لیکن خود ہر چیز سے بے

[illegible]

عبدالحق کی تسلی نہیں ہوئی۔

''تو پھر ولیوں کے مجاہدوں، مراقبوں کا مطلب ؟''

مولوی مہر علی نے ایک گہری سانس لی۔

''پہلے یہ سمجھ کہ ولی کیا ہے.....؟'' انہوں نے کہا۔

''ولی کا مطلب ہے دوست ..... اور اللہ کا بندہ ہونا بھی چھوٹا اعزاز نہیں۔

[illegible] درجہ بہت بڑا ہے۔ کوئی یوں ہی تو اللہ کا دوست نہیں بن سکتا۔ جبکہ اللہ کا کوئی ہم

[illegible] نہیں۔ وہ پوری کائنات کا مالک ہے۔ تو اس کا دوست بننا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اب

[illegible] اخلاص کی اہمیت سامنے آتی ہے۔ اخلاص سے ہی اعمال کے درجات کا تعین ہوتا

[illegible] آغاز ہے اللہ کا حکم ماننا اور اس کے مطابق تمام حقوق ادا کرنا۔ آپ نے کسی کا

[illegible] دیا۔ یہ پہلا درجہ، احسن طریقے سے ادا کیا، درجہ بلند ہوا، خوش نودی اور خندہ

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

پیشانی کے ساتھ ادا کیا، درجہ اور بلند ہوا۔ اپنا نقصان ہوتے ہوئے [illegible] پیشانی سے ادا کیا، درجہ اور بھی بلند ہوا۔ اور جب خود کو، اپنے مفادات [illegible] کے ساتھ کوئی حق ادا کیا تو بلندی حاصل ہوئی۔ یہ اللہ کے ہاں اللہ سے محبت یہ محبت سب سے بلند مقام ہے۔ تو جیسے جیسے درجات بلند ہوتے [illegible] ہے۔''

''تو کوئی بھی ولی بن سکتا ہے۔۔۔؟'' عبدالحق کے لہجے میں [illegible]

''تمہارے ذہن میں اولیائے کرام کا تصور ہے پتر۔۔۔'' [illegible] بولے۔

''ولی اللہ کا دوست ہوتا ہے۔۔۔ وہ جسے اللہ دوست بنا لے [illegible] سکتا ہوں اور تم بھی۔ میں نے کہا نا۔۔۔ کہ مرتبہ درجات سے [illegible] الگ ہوتا ہے۔ اولیائے کرام میں بھی تو درجے اور مرتبے ہیں۔ حضرت [illegible] جیسا مرتبہ اولیائے کرام میں کسی کا نہیں۔ مرتبے تو پیغمبروں اور [illegible] ہیں۔ مگر وہ اللہ کا معاملہ ہے۔ ہمیں تو سب کو ماننا ہے۔''

''مگر عبادتیں، ریاضتیں اور مجاہدے تو اولیائے کرام کرتے [illegible] نا۔۔۔! بات پھر وہی آئی کہ بندہ دنیا سے کٹ کر اللہ کا ہو رہے۔۔۔؟''

''تم دنیا سے کٹنے کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ رہے ہو پتر۔۔۔'' [illegible] کے بندوں سے ترک تعلق ہرگز نہیں۔ مجاہدہ ہے کیا۔۔۔؟ نفس کے خلاف [illegible] اور نفس کیا ہے۔۔۔؟ انسان کے وجود کا کمزور ترین مقام۔۔۔ شیطان [illegible] ہے آسان ہدف، تو شیطان کو شکست دینے کے لئے پہلے اپنے نفس [illegible] ہے۔ نفس کو اتنا دبایا اور کچلا جاتا ہے کہ اس میں اُف کرنے کی طاقت بھی نہ [illegible] کے دوست نفس کشی کے باوجود ہر پل نفس اور شیطان کی طرف سے چوکنا [illegible] اور ان کے اخلاص کی وجہ سے ان کا دوست، ان کا قادر مطلق رب انہیں [illegible] فرماتا ہے اور ان کے درجات اور مرتبے بلند فرماتا ہے۔ اب رہیں عبادات پتر۔۔۔! کچھ عبادتیں فرض ہیں۔ وہ ادا کرنی ہے۔ لوگ ادا کرتے ہیں۔ [illegible] روکنے کی کوشش کرتا ہے، طرح طرح کے حیلے بہانے تراشتا ہے۔ بندہ [illegible]

[illegible] ان میں دنیا بھر کے مسائل اجاگر کرتا ہے، تاکہ عبادت اچھی [illegible] لیکن اس کے دماغ پر دنیاوی مسائل، شیطانی وسوسے اور [illegible] خواہشات حاوی ہوتی ہیں۔ اللہ کی کریمی کہ پھر بھی وہ انہیں قبول فرما [illegible] ہوا۔ اب ہم تم نماز محبت اور رغبت سے پڑھیں تو وہ بہتر نماز [illegible] محبت کا فرق ہے۔ عام لوگوں میں کتنے ہی ولی ہوتے ہیں، ہم انہیں [illegible] دنیا کے تمام حقوق و فرائض ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم عام [illegible] ہی طرح نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، لیکن اپنے [illegible] کی وجہ سے ان کی عبادت اللہ کو خوش کرتی ہے اور وہ اللہ کے دوستوں [illegible] ہوتے ہیں۔ ہمیں اس کا پتا نہیں چلتا۔ کبھی تو وہ خود بھی اس سے بے خبر

[illegible] ہم بات کرتے ہیں دنیا سے کٹ کر اللہ کے ہو رہنے کی۔ ہو نہ بہت [illegible] حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا مقام۔ تو دنیا سے کٹ کر اللہ کا ہو رہنے کا [illegible] اللہ کی طرف یکسوئی اور ارتکاز کے ساتھ مسلسل متوجہ رہنا۔ ہم میں سے ہر [illegible] حضرت ابراہیم کی اس سنت کی پیروی کی طرف قدم بڑھانا چاہئے۔ یعنی آپ [illegible] رہے ہوں۔ دنیاداری، دنیا کا بھی کوئی کام تو آپ کے دل میں اللہ کا خیال [illegible] اللہ کی سوچ اور اسے اپنی کارکردگی سے خوش کرنے کی خواہش ہو۔ [illegible] آپ صرف اس لئے کر رہے ہوں کہ وہ اللہ کا حکم ہے تو یہ وہ یکسوئی اور ارتکاز [illegible] آپ دنیا میں، دنیا سے منسلک ہوتے ہوئے بھی دنیا سے کٹ کر اللہ کے [illegible] یہ وہ مقام ہوتا ہے، جب دل کی دھڑکن بھی اللہ پکارتی ہے اور ہر سانس [illegible] کے وجود میں اللہ کا ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ تب آپ کی ہر بات، ہر کام، [illegible] عبادت ہو جاتی ہے۔''

''لیکن مولوی صاحب۔۔۔! یہ عام بندوں کے بس کی بات کہاں۔۔۔؟''

''میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں۔ دیکھو پتر۔۔۔! پہلی بات تو ایمان لانا ہے۔ [illegible] کچھ بھی نہیں۔ یہ تو الف ہے۔ پھر اسے اپنے وجود میں نافذ کرنا ہے۔ پھر [illegible] بغیر ایمان بے فیض۔ یعنی زندگی شروع نیک اعمال سے ہوگی۔ اب

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اخلاص اور اس کے درجات۔ یہ سفر ہے، بہت طویل سفر ہے۔ ... ہے۔ تو ہم اتنا تو کر سکتے ہیں کہ سنت ابراہیمؑ پر عمل کرنے کی آرزو ... پر قدم بڑھا ئیں۔ آگے ہمارے خلوص اور اللہ کی عنایت پر ... اللہ خوش ہو جائے تو کسی کو کوئی بھی مقام عطا کر دے۔ کوئی ادا ... کہنا ...؟ ہم لوگ تو پہلا ہی مرحلہ پار نہیں کر پاتے۔ بس ... رکھنے کی ناکام کوشش میں عمر تمام ہو جاتی ہے۔" مولوی صاحب ... در آیا۔

"میری سمجھ میں تو یہی آتا ہے مولوی صاحب ... اللہ کی محبت تک نہیں پہنچنے دیتیں۔"

"یہی تو غلط ہے پتر ...! اللہ تک، اس کی محبت تک ... ایک ہی ہے ...... اس کے بندوں سے محبت ...!"

"کہتے ہیں کہ جتنے انسان ہیں، اللہ تک پہنچنے کے ..."

"بے شک......! لیکن ہر راستہ اسی راہ سے ... ہے۔ ہر محبت اللہ کے لئے کی جائے۔ دل میں ہر پل اللہ کا خیال ... سوچ یہ ہو کہ اللہ کو خوش رکھنا ہے۔"

"اور عبادت سے اللہ خوش نہیں ہوتا۔" عبدالحق نے کہا۔

"کیوں نہیں ہوتا... ؟ مگر میں نے کہا نا ... کہ عبادت ... کے احکام کے مطابق ہر ایک کا حق ادا کرنا بھی عبادت ہے۔ ... کئے، اس کی ادائیگی بھی عبادت ہے۔"

"اور نفلی عبادات......؟"

"کسی کا حق روک کر عبادت کرو تو اچھی نہیں ...... کسی ... عبادت کرو تو اچھی نہیں......!"

"لیکن مولوی صاحب......! آدمی تو حقوق اور فرائض ... ہوا ہے۔"

"بے شک پتر......! لیکن اللہ نے کسی پر ظلم نہیں کیا۔ حق ...

...!"

... اس پر ہم نے پہلے بھی بات کی تھی۔ سورۂ نبا میں ہے نا...

... اور رات کو بنایا پردہ پوش"

... بھول سکتا تھا ...؟ اسے یاد آ گیا۔

... آرام کے لئے ہے۔ اللہ نے سسٹم بنایا۔ دن بھر کی تھکن رات کی ... اور اگلے دن کے لئے تازہ دم ہو جاؤ......!"

"... ٹھیک ہے ... مگر میں کچھ اور کہہ رہا تھا۔"

... کا جواب دے رہا ہوں۔ تمہیں پوری بات یاد نہیں......؟ سورۂ ... اچھا اور ... معیاری کام کرنے والوں کے بارے میں کہ راتوں ... اور آخری پہر میں استغفار کرتے ہیں۔ تو پتر......! اللہ کی محبت ... راست قدم ہے اس وقت میں عبادت کرنا جو خالص تمہارا اپنا

... معاش بہت تھکا دینے والا ہو اور شب بیداری کے نتیجے میں ... اور اپنا کام ٹھیک طور سے نہ کر سکے تو ...؟"

"... ہوئی نفلی عبادت کو کہا جائے گی۔"

... !" عبدالحق نے کہا۔

... عبدالحق ...! ایسا نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ ہر چیز کا اپنا مقام ... کو نہیں پہنچتی اور نفل کو کبھی سنت اور فرض پر فوقیت حاصل نہیں ... یہ کہ اللہ بہت مہربان اور آسانیاں عطا فرمانے والا ہے۔ ہر عمل کی ... آدمی کے اخلاص سے ان کا تعین ہوتا ہے۔ فرض محبت سے ... ہے۔ میں نے کہا نا...... کہ اخلاص کی بڑی اہمیت ہے۔ اور اللہ ... جاتا ہے۔ جتنا خلوص ہوگا، اتنا ہی وہ اجر بڑھا دے گا۔ محبت کا ... ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ کی کریمی دیکھو، اس نے فرض نماز میں بھی ... کہ کوئی بھی محروم نہ رہے۔ اللہ نے کسی کے لئے بھی کی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

نہیں ہونے دی۔ اب یہ دیکھو کہ رات کی عبادت آدمی کو کہاں ...
ہے..... ؟ محسن کے درجے پر پہنچ جاتا ہے بندہ..... کیونکہ اللہ نے ...
نہیں کیا۔ اس لئے نفلی عبادت اس سے محبت کا خصوصی اظہار ہے۔

''اب اس بات کو دوسرے زاویے سے دیکھو۔ اللہ ...
سب کچھ دیتا ہے۔ اپنی مخلوق کی تمام ضرورتیں پوری فرماتا ہے۔ ...
اور محبت کے ساتھ اپنی تھکن اور نیند کو بھول کر اس کی عبادت کرتا ہے ...
جو سب سے بڑھ کر قدرداں ہے، اپنے اس بندے کو ...
گا۔ ؟ اس کی مدد نہیں کرے گا..... ؟ نہیں ..... ! یہ تو ممکن ہی نہیں
اس کا اپنی جگہ، وہ دنیا میں بھی اسے آسانیاں عطا فرمائے گا۔ ...
روحانی سکون اور طمانیت تو اس عابد کو ملے گا ہی، جو کہ بہت ...
اپنی رحمت اور قدرت سے ایک یا دو گھنٹے کی نیند میں بھی وہ ...
دوسروں کو آٹھ گھنٹے کی نیند میں بھی نہیں مل سکتی۔ اور وہ اگلے دن ...
کے لئے تمام تر توانائیوں کے ساتھ بے دار ہوگا۔ یہ دنیا کا انعام ہے
اور اسے خیر و برکت بھی ملے گی۔''

''جی مولوی صاحب ..... ! میں سمجھ گیا۔'' عبدالحق نے ...
نہیں تھا۔ بہت تشنگی محسوس ہو رہی تھی۔ ابھی وہ اور بات کرنا ...
صاحب کے معمولات میں حرج ہوگا۔ اس لئے سلام کر کے وہاں سے ...

❀❀❀

ارجمند کو حق گھر بہت اچھا لگتا تھا۔

ایک وجہ تو یہ تھی کہ وہ چھوٹا شہر تھا، جہاں سب ایک دوسرے ...
گھل مل کر رہتے اور ایک دوسرے کا دکھ درد بانٹتے۔ وہ لاہور سے ...
لیکن اصل وجہ یہ تھی کہ اس کا نام عبدالحق سے موسوم تھا۔

دو دن میں ہی اسے اندازہ ہو گیا کہ یہاں عبدالحق سے ...
ہے..... ؟ لوگ اسے دیوانہ وار چاہتے ہیں۔ دور رہنے سے بھی لوگوں ...
کی نہیں آئی تھی۔ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ نئی نسل کے لوگ بھی اس ...

... اب ایک لیجنڈ جیسی تھی۔
... کے حوالے سے جب اسے پرستش کی حد کو پہنچی ہوئی وہ محبتیں
...
... ہو جاتی۔
... گھر میں عورتوں کا تانتا بندھا رہتا۔ دادی اماں تو جگت اماں تھیں۔ ان
... جیسے وہ وہاں کی ملکہ ہوں اور کوئی بھی خالی ہاتھ نہ آتا۔ ننھے
... آئے کہ سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ آخر وہ عبدالحق کا بیٹا تھا، حق

... برعکس یہاں اس کے لئے نورالحق کو دودھ پلانا مسئلہ بن گیا۔ بچہ تو
... چلا جاتا۔ رشیدہ یہاں بہت کام آئی۔ اسے بچے کے دودھ پینے
... تھا۔ اور یہ نورالحق کی خوبی تھی کہ دودھ وہ مقررہ وقت پر ہی پیتا تھا۔ تو
... رشیدہ جس کی گود میں بھی بچہ ہوتا، اس سے کہتی۔
''... چھوٹے صاحب کے نہانے کا وقت ہو گیا ہے۔''
... بچے کو ایسی نزاکت سے اس کی طرف بڑھاتی، جیسے وہ کانچ کا بنا ہوا

... پھر رشیدہ ارجمند کو پکارتی۔
''بی بی صاحب ..... ! چھوٹے صاحب کے نہانے کا وقت ہو گیا ہے۔''
... ارجمند اس کی طرف لپکتی۔
... ایک عورت نے رشیدہ سے کہا۔
''... چھوٹی بی بی بات کر رہی ہیں۔''
رشیدہ کو بات بنانے میں کمال حاصل تھا۔
''... لیے ہیں چھوٹے صاحب ..... ! بی بی صاحب کے سوا کوئی نہیں

... ! کسی نے نہلایا تو ہنگامہ مچا دیتا ہے میرا شہزادہ۔'' حمیدہ نے جلدی

''... وقت کسی کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دیتا۔''

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ارجمند تو بچے کو لے کر کمرے میں چلی گئی۔ یہ بہت اچھی بات [illegible] عورتیں اپنی حد میں رہتی تھیں۔ صحن ان کی حد میں تھا۔ زیادہ ہوتا تو بس [illegible] کمرے میں ہوتی تو وہاں چلی جاتیں، وہ بھی حمیدہ سے اجازت لے کر۔

اس کے جانے کے بعد تبصرے ہونے لگے۔ ایک عورت نے کہا۔

"چھوٹی بی بی کتنی محبت کرتی ہیں بچے سے...؟"

"اور وہ بھی ان سے ہی زیادہ مانوس ہے۔ دودھ بھی انہی کے [illegible] ہے۔" دوسری بولی۔

"ایسی سوتیلی ماں کہیں نہیں دیکھی۔ اس کے لئے سگی ماں سے [illegible] ہیں چھوٹی بی بی...!"

یہ سن کر حمیدہ تو تڑپ گئی۔

"سوتیلی ماں کیسی... سگی اس کی سچ مچ کی ماں ہے۔"

"ہم نے تو سنا تھا، یہ بڑی بی بی کا بچہ ہے...؟" ایک اور نے [illegible] معصومیت سے کہا۔

اب حمیدہ کو سنبھلنا پڑا۔

"پہلے دن سے جس نے گود میں لیا، ہر طرح سے خیال رکھا۔ [illegible] بچہ سوتیلا کیسے ہو سکتا ہے...؟ اور پھر نور بانو اور سگی ایک دوسرے کو سگی [illegible] کر چاہتی تھیں۔ اب خالہ بھلا سوتیلی ماں ہو سکتی ہے...؟"

"واقعی... ایسی محبت کہیں نہیں دیکھی۔" پہلی عورت بولی۔

"اور دیکھو تو... شہزادے کی صورت بھی چھوٹی بی بی سے ملتی ہے۔"

"ملتی کیا ہے... بنا بنایا چھوٹی بی بی ہے۔" دوسری نے کہا۔

"اللہ کی قدرت ہے... اللہ نے اسے سگی کا ہی بیٹا بنایا ہے۔" [illegible] غصے کو ضبط کرتے ہوئے کہا۔

ایسی صورت حال میں حمیدہ کو ارجمند پر بڑی شدت سے غصہ آتا تھا۔

اگلے روز ایک اور عورت نے ارجمند کی موجودگی میں ہی یہ بات [illegible] نے جواب دینے کے بجائے ارجمند کو ملامت بھری نظروں سے دیکھا۔

[illegible] سکون رہی۔

"[illegible] ماں کیا ہوتی ہے...؟" اس نے نرمی سے کہا۔

"[illegible] ماں ہی ہوتی ہے۔"

"[illegible] چھوٹی بی بی... ماں تو وہ ہوتی ہے نا... جو نو مہینے پیٹ میں رکھتی ہے"

[illegible] نے کھسیا کر کہا۔

"[illegible] نہیں سمجھتی... میرے شوہر کا بچہ ہے تو میں اس کی ماں ہی ہوئی [illegible] زندہ ہوتیں تو ہم دونوں اس کی مائیں ہوتیں۔ یہ تو خوش بختی ہوتی نا [illegible]"

"[illegible] ماں ہو تو چھوٹی بی بی جیسی...!"

[illegible] ارجمند کو ایک بات کا بہت ملال ہوتا تھا۔ شاید ہی حق نگر کا کوئی گھر ایسا [illegible] کوئی عورت نور بانو کے پرسے کے لئے نہ آئی ہو لیکن ان میں سے ہر [illegible] صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ نور بانو کو پسند نہیں کرتی تھیں۔ لیکن [illegible] محبت، عقیدت اور احترام اس ناپسندیدگی سے بہت زیادہ بڑھ کر [illegible] عزت کرتی تھیں۔ وہ پہلی بار آئیں، انہوں نے نور بانو کی [illegible] کے لئے دعا کی اور پھر اسے یوں بھول گئیں، جیسے وہ کبھی تھی ہی نہیں۔ [illegible] ارجمند کے لئے ان کی محبت والہانہ تھی۔

[illegible] میں منافقت نہیں تھی، اس لئے وہ زندگی میں زیادہ دوست نہ بنا سکیں۔

[illegible] سوچا۔

"[illegible]... یہ بہو بہت اچھی ہے آپ کی۔" اس نے ایک عورت کو دادی [illegible] سنا۔

"میری نور بانو بھی بہت اچھی تھی۔" حمیدہ نے تنک کر کہا۔

عورت گڑبڑا گئی۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا اماں...!"

ارجمند نے سوچا، دادی اماں آپی سے بہت محبت کرتی تھیں۔ اشارتاً بھی ان [illegible] برداشت نہیں کر سکیں۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''پر میری بی بی کی تو بات ہی اور ہے۔'' حمیدہ نے فخریہ [illegible]
''وہ لاکھوں میں نہیں، کروڑوں میں ایک ہے۔''
''یہی تو میں بھی کہہ رہی تھی اماں۔۔۔! میں نے تو ایسی [illegible]
دیکھی۔ خوب صورت ایسی کہ چاند بھی شرما جائے۔ اور عادت اس سے [illegible]
ایک ہی عزت کرنا، ہر کسی سے ہنس کر بات کرنا، کسی کو حقیر نہ سمجھنا۔''
''ہاں اماں۔۔۔! سب سمجھتے تھے یہ بات۔۔۔!'' عورت [illegible]
رکھی۔

''پر چھوٹی بی بی تو فرشتہ ہیں جی۔۔۔! اتنی کچی عمر میں [illegible]
دیکھا اماں۔۔۔! اور پھر اماں۔۔۔! کون کسی دوسرے کے بچے کو [illegible]
بھی اتنی محبت ہے۔''

چند لمحے خاموشی رہی۔ ارجمند مسکرائی۔ جانتی تھی کہ [illegible]
رہی ہوں گی۔ اور دل ہی دل میں اس پر غصہ کر رہی ہوں گی کہ [illegible]
ہی بچے کی سوتیلی ماں بنی ہوئی ہے۔

ادھر حمیدہ نے موضوع ہی بدل دیا۔
''اللہ کی دی ہوئی کتنی ہی خوبیاں کسی ہم میں۔'' ارجمند [illegible]
بچے کے کان میں کہا۔
''لیکن نور الحق۔۔۔! یہ حقیقت ہمیں کبھی نہیں بھولنی کہ یہ [illegible]
اور محبت ہمیں مل رہی ہے، یہ اللہ کی عطا ہے اور تمہارے بابا کی [illegible]
ہے۔ وہ چراغ ہیں اور یہ عزت، پذیرائی اور محبت اس چراغ کی [illegible]

وہاں زرینہ ایسی تھی، جو اسے پہلے سے جانتی تھی۔ وہ [illegible]
ساتھ لاہور آئی تھی۔ زرینہ کو ایک نظر میں ہی اس سے محبت ہو گئی تھی۔
بہت قریب ہو گئی تھی۔ نور بانو کے جانے کے بعد وہ قربت اور بڑھ گئی تھی۔
ارجمند کو اس کے بچوں سے بہت پیار تھا۔ لاہور [illegible]
سنبھالتی۔
''آپا۔۔۔! آپ بچوں کو بھول جائیں۔'' وہ زرینہ سے کہتی۔

''[illegible] میں سنبھال لوں گی۔ آپ سب لوگوں سے ملیں جلیں۔''
[illegible] اس نے بچوں کو سنبھال لیا۔ زرینہ کو حیرت ہوئی، کیونکہ بچے اس
[illegible] نہیں تھے۔ وہ تو ہر وقت اس سے چپکے رہتے تھے۔
[illegible] زرینہ نے جھجکتے ہوئے اس سے کہا۔
''ایک بات کہنا چاہتی ہوں تم سے۔۔۔؟''
''[illegible]! مجھ سے جھجکتی ہیں آپ۔۔۔ مجھے شرمندگی ہوتی ہے

''[illegible] بری لگے گی تو مجھے شرمندگی ہوگی نا۔۔۔!''
''[illegible] کیوں بری لگے گی آپ کی بات۔۔۔؟''
''بات ہی ایسی ہے ارجی۔۔۔!''
''ایسی کوئی بات نہیں ہو سکتی آپا۔۔۔! میں آپ کی بات کا برا ماننے والی
[illegible]!''

[illegible] جھجک رہی تھی۔ اس کے اصرار پر بولی۔
''[illegible] کے لئے بھائی کا جو تصور تھا نا۔۔۔ میرا۔۔۔ تم اس پر پوری اترتی ہو۔''
[illegible] تو ارجمند کی سمجھ میں اس کی بات ہی نہیں آئی۔ اور جب وہ سمجھی تو
[illegible] ہو گیا۔
''[illegible] بات نہیں کرتے آپا۔۔۔!'' اس نے ہڑبڑا کر کہا۔
''[illegible] تمہیں۔۔۔ میں اسی لئے تو نہیں کہہ پا رہی تھی۔''
''[illegible] آپا۔۔۔! برا تو نہیں لگا مجھے۔۔۔!''
''پھر بھی مجھے نہیں کہنی چاہئے تھی یہ بات۔۔۔! عمر کا اتنا بڑا فرق ہے تم میں
[illegible] میں۔''

''[illegible] سے کچھ نہیں ہوتا آپا۔۔۔!'' اس نے جلدی سے کہا۔
''[illegible] میاں جوڑے بناتے ہوئے عمر نہیں دیکھتے۔'' کہتے ہی اسے احساس
[illegible] میں اس نے بہت کچھ ظاہر کر دیا ہے۔
''[illegible] تو تمہیں کوئی اعتراض نہ ہوتا۔۔۔؟''

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اب ارجمند بہت چوکنا ہوگئی تھی۔ اس نے بے پروائی سے کہا۔

"پتا نہیں آپا! ایسا ہوا نہیں تو مجھے کیسے معلوم؟ میں نے نہیں سوچا۔"

"تم کیسے سوچ سکتی تھیں؟ سوچا تو میں نے تھا۔ اور تم سے شرمندہ ہوں۔"

ارجمند نے اس کے دونوں ہاتھ محبت سے تھام لئے۔

"میں نے کہا نا آپا! کہ آپ شرمندہ نہ ہوں۔ میں نے جو کہا کہ ایسی بات نہیں کرتے، تو اس لئے کہا کہ میری آپی ... محبت کرتی ہوں، آپ کی بھابی ہیں۔ آپ کا اس طرح سوچنا ان ... اور آپی بہت اچھی ہیں۔"

"میں بھائی کو برا کب کہہ رہی ہوں؟" زرینہ بولی۔

"لیکن سچی بات یہ ہے کہ دونوں کا کوئی جوڑ نہیں بنتا۔"

"آغا جی آپی سے بہت محبت کرتے ہیں آپا! ایسے ... کہلاتے۔"

"میں صورت شکل کی بات نہیں کر رہی ہوں راجی ... چھوٹا ہے۔ وہ شکی بھی بہت ہیں۔ وہ تو بھائی کے سلسلے میں مجھ پر بھی ... اور انہوں نے ننھے بچے ساجد کو بھی نہیں چھوڑا۔ وہ کسی کو بھائی کے قریب ... سکتیں۔ اور بھائی بے چارے، ہر ایک کا خیال رکھنے، ہر ایک سے ... والے۔ تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ ان کا دل کتنا بڑا ہے۔ بھائی ... سب سے کاٹ دیں۔ اب کراچی جا کر بہت خوش ہوں گی۔ دیکھو ... بھی نہیں آئے کبھی۔"

"یہ اس لئے کہ آپی بہت محبت کرتی ہیں آغا جی سے۔" ار... کی صفائی پیش کی۔

"اور نہ آنے کی وجہ آپی کی بیماری ہے۔"

"ہاں ... ! میں سمجھ سکتی ہوں۔ جب ... نے کا ارادہ کرنے ...

"آپ بدگمانی کر رہی ہیں آپا! بدگمانی کر رہی ہیں۔"

... تو میں نے دیکھا ہے، تم نے نہیں دیکھا۔ تم ویسے بھی بہت معصوم ہو۔ میں ... کی قدر کرتی ہوں۔ انہوں نے غلط فیصلہ کیا تھا، اور اسے عمر بھر نبھائیں گے۔ ... عظیم انسان ہیں۔ تم سوچ بھی نہیں سکتیں۔ پتا ہے وہ مجھے کہاں سے لائے ...

ارجمند نے ... میں سر ہلایا۔

... کے کیمپ سے۔ جہاں میرا کوئی پوچھنے والا بھی نہیں تھا۔ ... دیا اور مجھے اس سے بہت زیادہ دیا۔ جو ایک باپ اور بھائی مل ... دے سکتے ہیں۔"

"میں آپ کو کیا بتاؤں کہ مجھے وہ کہاں سے لائے ہیں ...؟" ارجمند نے ...

... چھوڑو ان باتوں کو۔ میں تمہارے لئے بہت دعا کروں گی۔"

... ارجمند میں ہمت نہیں ہوئی کہ زرینہ اس کے لئے کیا دعا کرے ... نے اتنا جان لیا کہ آپا اس سے بہت محبت کرتی ہیں۔

... اسے اس دن مل گیا، جب عبدالحق سے اس کی شادی ہوئی۔ ... دن وہاں رہی۔ دوسرے دن تنہائی میں زرینہ نے اس سے کہا۔

"... تم میری بھابی بن گئیں نا ارجی! میری خواہش بھی پوری ... دعائیں بھی قبول ہوئیں۔ پتا ہے تمہارے لئے کتنی دعائیں کرتی رہی ...

ارجمند نے سر اٹھا کر اسے حیرت سے دیکھا۔

"... لئے ...؟"

"... تمہارے لئے ...!" زرینہ نے کہا۔

"... جب میں نے تم سے کہا تھا کہ مجھے تم جیسی بھابی ...

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"تو آپ نے تو آج تک ہمیشہ اپنے لئے ہی دعا کی ہوگی ـــ" ... لہجے میں کہا۔

"نہیں ـــ! تمہارے لئے ـــ! اس دن میں نے دیکھا تم ... سے بہت محبت کرتی ہو۔ محبت کبھی چھپتی نہیں میری پگلی بھابی ـــ"

اور اپنی محبت کو سات پردوں میں چھپا کر رکھنے والی ارجمند ... کہ اور جانے کس کس کو اس کا راز معلوم ہو گیا ہوگا ـــ؟

پھر ساجد بھی تھا، جو اسے چھوٹی چاچی کہہ کر پکارتا چاہتا تھا ... وہ صرف تنہائی میں اسے اس طرح پکارتا تھا۔

اور چاچا اور چاچی، سبھی اس شادی سے خوش تھے۔ اور ... بھی ـــ جیسے سب کی یہی خواہش تھی۔ مگر کہتے نہیں تھے۔

شادی کے بعد زرینہ سے پہلی ملاقات اب حق گھر میں ... کے گھر رہنے کے لئے آ گئی تھی۔ دن بھر وہاں رہتی اور شام کو ...

زرینہ نے پہلی بار نورالحق کو گود میں لیا، سینے سے لگایا ... چہرے کو غور سے دیکھا اور بے ساختہ بولی۔

"یہ بچہ بڑی بھابی مرحومہ کا تو ہو ہی نہیں سکتا۔"

"کیا کہہ رہی ہیں آپا ـــ؟" ارجمند نے بوکھلا کر کہا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ یہ ہو بہو تمہاری طرح ہے بلکہ یہ تم ..."

"ایسی باتیں نہیں کرتے آپا ـــ!"

"یہ تم نے ایک بار پہلے بھی مجھ سے کہا تھا۔ مگر میں ... ہے۔"

"آپ بہت بڑی اور گمان کی باتیں اتنے یقین سے کیسے کہہ ... آپ کو ڈر نہیں لگتا۔" ارجمند کے لہجے میں برہمی تھی۔

"گمان ہوگا یہ اوروں کے لئے ـــ میں تو یقین سے ہی کہہ ... لئے ڈر نہیں لگتا۔" زرینہ نے بے پروائی سے کہا۔

"کیسے ـــ؟" ارجمند نے اسے چیلنج کیا۔

... میں نے بھابی مرحومہ کو بہت قریب سے دیکھا۔ انہیں بہت اچھی ... پہلے تو میری سمجھ میں یہی نہیں آیا تھا کہ بھائی پر پوری طرح ... کے باوجود انہوں نے خود بھائی سے تمہاری شادی کیسے کرا ... سوچ سوچ کر۔ پھر پتا چلا کہ وہ ماں بننے والی ہیں اور ... تمہیں ساتھ لے کر ـــ تمہیں ساتھ لے جاتا تو سمجھ میں آتا تھا۔ بھائی ... تمہیں ـــ! لیکن یہ نہیں سمجھ پائی کہ اس حال میں سب کو چھوڑ ... کراچی دور جانے کی کیا تک تھی ـــ؟ بہت سوچا، لیکن سمجھ نہیں ...

"... " زرینہ نے بڑی محبت سے نورالحق کی پیشانی کو چوما اور ...

"... سارے بھید کھول دیجئے۔"

"... آپ قیاس کے زور پر ـــ"

... محبت بھرے لہجے میں اس کی بات کاٹ دی۔

"... میری پیاری بھابی ـــ! یہ قیاس نہیں ہے۔"

"... آپا کی بیماری کو بھی تم سمجھا تھا۔" ارجمند نے خفگی سے کہا۔

"... اور وہ بھی قیاس نہیں تھا۔"

"... بیماری نے آپا کی جان لے لی۔ ثابت ہو گیا کہ وہ مکر نہیں تھا۔" ... ثابت ہوا۔ بلکہ یہ ثابت ہو گیا کہ یہ بچہ ان کا نہیں ہے۔"

"... ـــ"

"تم بھول رہی ہو کہ میرے سسر، اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب ... اور بہت اچھے ڈاکٹر تھے۔ اور درحقیقت وہ میرے لئے باپ ... تھے۔ مجھ سے بہت قریب تھے وہ ـــ"

"... سے کیا ثابت ہوتا ہے آپا ـــ!" ارجمند نے جھنجلا کر کہا۔

"... بات تو سن لو میری ـــ وہ بھائی سے بہت محبت کرتے تھے۔ جب ... چلے گئے تو پہلی عید پر وہ ان کے منتظر تھے۔ مگر وہ تو لاہور بھی نہیں ... تو انہوں نے اماں سے بات کی۔ اماں نے انہیں بھابی کی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

بیماری کے متعلق بتایا۔ تب انہوں نے مجھ سے صرف مجھ سے ...
کی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تمہاری بھابی اپنی قابضانہ فطرت سے ...
میاں کو سب لوگوں سے کاٹنے کے لیے یہ ڈھونگ کر رہی ہے۔ ...
پڑے گا۔ اس کی وجہ بھی بتائی تھی انہوں نے۔ انہوں نے کہا کہ ...
اور خیال رکھنے والا ہے۔ وہ اسے دوائیں ضرور کھلائے گا اور دواؤں ...
استعمال بہت بھیانک ثابت ہوگا۔ اس کے نتیجے میں اسے بہت ...
بیماریاں پیٹ میں پیدا ہوں گی۔ انہوں نے ایک بات اور بھی کہی تھی ...
اور وہ مجھے ابھی یاد آئی ہے۔"

ارجمند کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"آپ نے ان سے آپی کو سمجھانے کو کیوں نہیں کہا ..."

"کہا تھا میں نے ... وہ بولے ... نور بانو بھی نہیں مانے گی ...
مجھے جھٹلائے گی۔"

"تو وہ آغا جی سے تو یہ بات کر سکتے تھے ...؟"

"یہ بھی کیا تھا میں نے ... مگر ان کے خیال میں اس ...
تھی۔ بھابی اور بھائی کے بیچ میں تفرقہ پڑ سکتا تھا۔ یہ بات انہیں ...
بھی ممکن تھا کہ بھائی ان سے ہی دور ہو جاتے۔"

ارجمند کو آپی کا درد سے تڑپنا یاد آیا تو اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

"کتنی اذیت سہی تھی آپی نے ...؟ تو کیا وہ خود ...
تھی ...؟"

"مگر آپا ... ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔" اس نے پوچھا۔

"آغا جی اتنی دور چلے گئے تھے تو آپی کا مقصد پورا ہو گیا تھا ...
کہ میں تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتی۔ تو عید بقر عید پر تین چار دن کے لیے ...
آپی کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ یہ بات تو میرے حلق سے نہیں اترتی۔"

"بھابی ایک دن کے لیے بھی لاہور آنا نہیں چاہتی تھیں۔"

"لیکن کیوں ......؟"

... انہیں ڈر تھا کہ اولاد سے محرومی کو جواز بنا کر اماں بھائی کی دوسری شادی کرا ...

... لیکن وہ لاہور آئیں، بلکہ انہوں نے خود آغا جی کی دوسری شادی کرا ...
... ارجمند نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

... مجبوری میں آئیں وہ ... بیماری بہت بڑھ گئی تھی اور وہ وہاں بہت اکیلی
... آنے سے پہلے انہوں نے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ بھی کر لیا تھا۔ بھائی کے
... اچھی بیوی اور اپنے لیے سوکن اور کون مل سکتی تھی ...؟ محبت کرنے
... اور رکھنے والی، تم جیسی دوسری کوئی تو ہے ہی نہیں روئے زمین پر۔ اماں
... دوسری شادی کراتیں تو انہیں سچ مچ کی سوکن ملتی۔ نہیں ارجی ...! بھابی بہت
... تھیں۔"

"آپ کو نہیں پتا آپا ...! کہ ایبٹ آباد میں مرنے سے پہلے کتنی اذیت
...؟" ارجمند نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"وہ انہوں نے اپنے لیے خود چنی تھی۔"

"آپ کو کیسے یقین ہو گیا آپ کو کہ نور الحق ان کا بچہ نہیں ہے۔"

... کی گود میں موجود نور الحق اب اپنی مخصوص آوازیں نکال رہا تھا۔ اس کا
... ہو گیا تھا۔ لیکن ارجمند ایسی الجھن میں تھی کہ اس کی طرف دھیان ہی نہیں
...

"میں نے کہا نا کہ ابا جان کی کہی ہوئی ایک بات میں بالکل بھول گئی تھی
... اپنے کو دیکھے بغیر بھی حقیقت جان لیتی۔"

ارجمند نے منہ سے کچھ نہیں کہا۔ بس سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔
نور الحق کی مخصوص آوازیں اور بلند ہو گئی تھیں۔ لگتا تھا کہ اب کسی بھی لمحے وہ
... کر دے گا۔

"ابا جان نے کہا تھا، ان دواؤں کا غیر ضروری استعمال زندگی کے لیے تو
... ہوگا ہی، لیکن سب سے بڑی بات یہ کہ تمہاری بھابی کے ماں بننے کا کوئی
... ہے بھی تو وہ بالکل ختم ہو جائے گا۔ یہ بات مجھے ابھی یاد آئی ہے ... اور ارجی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

بھابی ...! ابا جان بہت اچھے ڈاکٹر تھے۔"

ارجمند سنانے میں آ گئی۔ لیکن اگلے ہی لمحے اس نے ...

سنبھالا۔

"لیکن یہ بات غلط ثابت ہو گئی۔" اس نے مستحکم لہجے میں کہا۔

"یہ تو تم کہہ رہی ہو ارجی ...! ورنہ بچے کے نقوش تو ...

ہیں۔"

"اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ آپ مجھ سے بہت ...

"مجھے نہیں پتا کہ تم حقیقت کیوں چھپا رہی ہو ...

زرینہ کو بچے کی ان آوازوں کا احساس ہوا۔

"یہ کیسی آوازیں نکال رہے ہو میاں نورالحق ...؟"

اب ارجمند کو بھی احساس ہوا۔

"وہ آپا ... یہ ان کے نہانے کا وقت ہو گیا ہے۔"

"نہانے کا وقت ......؟" زرینہ نے حیرت سے دہرایا۔

اسی لمحے گھبرائی ہوئی رشیدہ کمرے میں داخل ہوئی۔

"بی بی صاحبہ ...! نورالحق کا وقت ہو گیا ہے نہانے کا۔" ...

وقت اس کی نظر زرینہ پر پڑی۔

"اور باجی صاحبہ ...! آپ کو اماں بلا رہی ہیں۔"

"آج تو میاں نورالحق کو میں نہلاؤں گی۔" زرینہ نے کہا۔

ارجمند نے بے بسی سے رشیدہ کو دیکھا۔

"باجی صاحبہ ... اماں بلا رہی ہیں آپ کو ...!" رشیدہ نے ...

"ان سے کہنا ... میں اپنے بھتیجے کو نہلا کر ابھی آئی ...!"

وہ پہلا موقع تھا کہ رشیدہ بھی بے بس ہو گئی۔

"چھوٹے سرکار بی بی صاحبہ کے علاوہ کسی سے نہیں نہانے ...

نہیں لگانے دیتے۔"

"تو کوئی بات نہیں ...! بھابی ہی نہلا دیں گی انہیں۔ میں ...

... تم جاؤ ...!"

... کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ کمرے سے نکل گئی۔

... کے جانے کے بعد زرینہ نے کہا۔

... میرے لئے جانی پہچانی ہے ارجی ...! تین بچے ہیں میرے

... کو نہانا نہیں ہے۔ انہیں بھوک لگی ہے اور یہ دودھ مانگ رہے ہیں۔"

... بے بسی سے اسے دیکھا۔

"آپ فیڈر بنا لائیں اس کے لئے ...!"

... اس وقت تو یہ پھپھو کی گود میں ہیں۔ دودھ تم ہی بنا لاؤ

... ارجمند کے پاس کہنے کو کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

... زرینہ نے بچے کو ارجمند کی طرف بڑھایا۔

"... تم تو میں گوارہ نہیں کر سکتی بھابی ...! تم اسے دودھ پلاؤ ... میں جا

... ان کے پاس ...!" بچے کو ارجمند کی گود میں دے کر وہ جانے کے لئے

"...!" ارجمند نے اسے پکارا۔

... یہ بھی نہیں پوچھوں گی ارجی ...! کہ تم یہ سب کیوں کر رہی ہو ...؟

... بھی نہیں بتاؤں گی۔" زرینہ نے پلٹتے ہوئے کہا۔

... سے کوئی فرق نہیں پڑتا آپا ...! سب لوگوں کو معلوم ہے یہ بات۔"

... نے آہستہ سے کہا۔

... حیران ہونے کی باری زرینہ کی تھی۔

... معلوم ہے ...!"

... اصغیہ چچی کو بھی معلوم ہے۔"

... انہوں نے مجھے نہیں بتایا ...؟" زرینہ بولی۔

"بھائی کو بھی معلوم ہے۔۔۔؟"

ارجمند نے نفی میں سر ہلایا۔

"ایسا لگتا ہے کہ ان کے سوا سب کو معلوم ہے۔۔۔؟"

"یہ اور بڑا ظلم ہے۔۔۔ خیر۔۔۔ اب تم اسے ۔۔۔ بات کریں گے اس پر۔" زرینہ نے کہا اور کمرے سے چلی گئی۔

بعد میں زرینہ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ اس کی ۔۔۔

"مگر تم اس میں ناکام ہو گئیں ارجی۔۔۔! ابھی تو ۔۔۔ سوائے بھائی کے۔"

"میرے لئے تو یہ بھی بہت بڑی بات ہے۔" ارجمند نے ۔۔۔

"اتنی بڑی بھی نہیں کہ اس کے لئے تم اتنی بڑی قیمت ۔۔۔"

"آپی آغاجی کی نظروں میں سرخ رو رہیں، اس کے لئے ۔۔۔ ادا کر سکتی ہوں۔"

"کیوں۔۔۔؟"

"دیکھیں نا۔۔۔ آپی سے آغاجی جیسی محبت تو کسی نے بھی ۔۔۔"

"چلو۔۔۔! تم یہ قیمت ادا کر دو۔ لیکن نورالحق کے ساتھ ۔۔۔ زیادتی ہے۔"

"وہ کیسے آپا۔۔۔؟"

"ماں کے ہوتے ہوئے عمر بھر وہ یہی سمجھے گا کہ اس کی ماں ۔۔۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے آپا۔۔۔؟"

"بہت فرق پڑتا ہے میری بھابی۔۔۔! بہت بڑی محرومی کا احساس ۔۔۔ ساتھ ہمیشہ رہے گا۔"

"میں اسے کسی محرومی کا احساس ہونے ہی نہیں دوں گی۔ میں ۔۔۔ محبت کروں گی۔"

"کوئی محبت ماں کی محبت کا بدل نہیں ہو سکتی۔"

"مگر میں تو اس کی حقیقی ماں ہوں۔"

"۔۔۔ نہیں۔۔۔"

"۔۔۔ پھر محرومی تو اپنی جگہ رہے گی نا۔۔۔!"

ارجمند لاجواب ہو گئی۔

"۔۔۔ جتنی قیمت تم ادا کرو گی اس جھوٹ کی، اس سے بہت زیادہ یہ بے چارہ ۔۔۔" زرینہ نے نورالحق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"۔۔۔ بھی اپنی مرضی کے بغیر۔ یہ تو اس کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہوئی ۔۔۔"

"میں اس کی ماں ہوں۔ یہ میرا بچہ ہے۔ میرا حق ہے اس پر۔ یہ زیادتی ۔۔۔"

"۔۔۔ اللہ نے محروم نہیں کیا، اسے محروم کرنے کا تمہارا حق ہے۔۔۔؟ صرف ۔۔۔ اس کی ماں ہو۔۔۔؟" زرینہ نے چیلنج کیا۔

۔۔۔ پر ارجمند اندر سے ہل کر رہ گئی۔ مگر وہ بولی تو اس کے لہجے میں ۔۔۔

"۔۔۔ میں نے اسے پیدا ہونے سے پہلے ہی آپی کی جھولی میں ڈال دیا ۔۔۔ نہیں دے دیتیں اپنا بچہ۔۔۔؟"

"میں تمہاری طرح پڑھی لکھی تو نہیں ہوں ارجی۔۔۔! لیکن اتنا ضرور کہوں ۔۔۔ یہ پیدا ہوا تو وہ جھولی ہی نہیں رہی تھی، جس میں تم نے اسے ڈالا تھا۔ وہ تو ۔۔۔ سے پہلے ہی اللہ کے حکم پر سٹ چکی تھی۔"

"۔۔۔ کچھ نہیں ہو سکتا آپا۔۔۔! اب مجھے کمزور نہ کرو۔" ارجمند کے لہجے میں ۔۔۔

"میں تو صرف تمہیں سمجھانے کی کوشش کر رہی ہوں ارجی۔۔۔! میں تم سے ۔۔۔ رہی ہوں اور اس ننھے بچے سے بھی۔ ماں کی حیثیت سے تمہارا حق اپنی ۔۔۔ اس کی محرومی کا سوچ کر میرا دل کٹتا ہے۔"

"تم ہم دونوں کے لئے دعا کرنا آپا۔۔۔!"

"وہ تو میں کرتی ہوں اور کروں گی۔"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

بات ختم ہو گئی۔ لیکن ارجمند کے لئے وہ ہمیشہ کی خلش بن گئی۔
اسے رشیدہ نے اور پھر حمیدہ نے بھی سمجھایا تھا۔ لیکن زرینہ کی طرح
دی تھیں۔ یہ احساس کہ وہ بچے کے ساتھ زیادتی کر رہی ہے۔ اس کے
فرسا تھا۔ اور وہ جانتی تھی کہ اب اس احساس سے وہ کبھی پیچھا نہیں چھڑا
"میں کیا کروں بیٹے نورالحق...! بس... تم مجھے معاف
اللہ سے بھی بخشش طلب کرتی رہوں گی۔" اس نے بچے سے سرگوشی
پیشانی چومنے کے بعد محبت سے اسے لپٹا لیا۔

اب قریبی لوگوں میں کوئی ایسا نہیں رہا تھا، جس کے لئے
اعتبار سے ارجمند کے دل پر سے بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا تھا۔ بس ایک
وہ زندگی بھر کا تھا۔

حق نگر میں باقی دن اس نے سکون سے گزارے۔

❀❀❀

لاہور اور کراچی، دونوں جگہ کے منظر تبدیل ہو گئے تھے۔

لاہور میں صرف ساجد رابعہ اور زبیر رہ گئے تھے۔ گھر کے
موجود تھے۔ بس نوریز کی جگہ یعقوب اور اس کی فیملی آ گئی تھی۔ نوریز
ساتھ کراچی چلا گیا تھا۔ اور اس تبدیلی کی وجہ تنہا نورالحق تھا۔

کراچی آنے والے تمام لوگ پہلی بار کراچی آئے تھے۔ اور
سمندر ان سب نے پہلی بار دیکھا تھا اور مسحور ہو کر رہ گئے تھے۔ اتنا
کہ حد نظر تک کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا تھا۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ
سے بہت قریب تھا۔

رشیدہ اور نوریز کے لئے تو کراچی ایک خواب تھا۔ جسے دیکھنے کی
سے آرزو تھی۔ ان کے علاقے کے بے شمار لوگ روزگار کے لئے کراچی
تھے۔ عید بقر عید پر وہ گھر واپس جاتے تو کراچی کے افسانے سناتے۔
افسانے ہی لگتے تھے۔ کراچی میں روزگار بہت ہے۔ کوئی بھوکا نہیں رہ سکتا۔
عبدالحق انہیں سمندر دکھانے لے گیا تھا۔

سمندر کی طرف دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی۔ چند لمحے تو وہ کچھ بول
اشارہ کرتے ہوئے حیرت سے کہا۔
عبدالحق ! یہ تو بہت بڑا ہے۔ آگے پانی کے سوا کچھ دکھائی ہی نہیں

سمندر ہے اماں ! سمندر...!" عبدالحق نے ہنستے ہوئے کہا۔
اس طرف کیا ہے ؟" حمیدہ نے معصومیت سے پوچھا۔
مجھے نہیں معلوم اماں ! کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا۔ کیسے پتا چلے گا۔ ؟"
ہاں ! یہ تو ہے...!"
لیکن اس طرف مڑا ہے۔ میں وہاں لے چلوں گا تمہیں...!" عبدالحق

؟"

جہاز ہے نا اماں ... اس میں بیٹھ کر جائیں گے۔"
! میں نہیں جانے والی۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔"
میرے ساتھ ہو پھر بھی ڈر لگے گا... ؟"
تو پھر بھی لگے گا پتر ! اور فائدہ کیا ہے... دیکھ تو رہی ہوں

ساحل ہو گا اماں... ! تم ریت پر کھڑی ہو گی اور پانی تمہارے پاس

حمیدہ کا دل للچانے لگا۔ صحرا والوں کا دل تو سراب کو دیکھ کر بھی مچل جاتا
پانی تو ان کی بہت بڑی کمزوری ہوتی ہے۔ یہاں کھڑے ہو کر وہ سمندر کو دیکھ
لیکن پانی کے لمس سے تو محروم تھی۔
یہ کشتی الٹے گی تو نہیں...؟" اس نے پوچھا۔
انشاء اللہ ! ایسا نہیں ہو گا اماں...!" عبدالحق نے بڑے خلوص سے

اور اماں ! یہ کشتی نہیں... اسٹیمر ہے۔ آواز سن رہی ہو نا... اس میں

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

انجن لگا ہے۔ یہ اپنی کار جیسا ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ کار سڑک پر چلتی ہے
چلتا ہے۔"

حمیدہ نے دور جاتے ہوئے اسٹیمر کو دیکھا۔ اس کی آواز
اسے پہتو اطمینان ہوا۔

"اور کشتی یہ ہے اماں ... !" عبدالحق نے اشارہ کرتے ہوئے
"یہ چپوؤں سے چلتی ہے۔ اس میں بیٹھو تو شاید تم ...
جاؤ ... !"

"کیوں پتر ...؟"

"یہ لہروں پر بری طرح ڈولتی ہے نا ... !"

وہ اتوار کا دن تھا۔ تفریح کے لئے منوڑا جانے والوں کا ہجوم
باری لگی ہوئی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھر جاتے تھے۔ عبدالحق نے
سے صرف اپنے لئے بات کرلی۔

حمیدہ کو تو اسٹیمر پر سوار ہوتے ہوئے بھی ڈر لگ رہا تھا
جائے۔ عبدالحق نے سہارا دے کر اسے پھر ارجمند کو اسٹیمر پر پہنچنے میں
اس وقت بھی ارجمند کی گود میں تھا۔

عبدالحق کو پہلی بار شعوری طور پر احساس ہوا کہ ارجمند نورالحق
الگ نہیں کرتی ہے۔

"اسے رشیدہ کو دے دو نا ...... !" اس نے کہا۔

"جی نہیں ... ! یہ میرے پاس ہی ٹھیک ہے۔" ارجمند نے

"اچھا ...... مجھے دے دو ...... !"

ارجمند نے نورالحق کو اس کی گود میں دے دیا۔ لیکن اسٹیمر
کی طرف بلٹی۔

"لائیں ... اب مجھے دے دیں ... !"

"میں لے آؤں گا ... تم فکر نہ کرو ... !" عبدالحق نے
ہوئے کہا۔

ارجمند کے چہرے پر تشویش ہویدا تھی۔ اور وہ تشویش صرف اس وقت دور
عبدالحق کو لے کر اسٹیمر پر پہنچ گیا۔

اسٹیمر کی سائیڈ میں لکڑی کی بینچ جیسی نشستیں تھیں۔ رشیدہ، نوریز اور آسیہ
بیٹھ گئے۔ جبکہ حمیدہ، ارجمند اور عبدالحق مقابل والی نشستوں پر تھے۔

اسٹیمر پر عملے کے تین آدمی تھے۔ ان میں ایک اسٹیمر چلانے والا تھا۔

"چلیں صاحب ... ؟" اسٹیمر والے نے عبدالحق سے پوچھا۔

عبدالحق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسٹیمر جھٹکے سے اسٹارٹ ہوا اور آگے بڑھا۔ حمیدہ گھبرا کر عبدالحق سے لپٹ

"... دیا ... !"

ارجمند کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ وہ سفر کی دعا پڑھ رہی تھی۔ نورالحق کو اس
گود میں لے لیا تھا۔

"ڈرو نہیں اماں ... ! ابھی کچھ دیر میں تمہیں مزہ آنے لگے گا۔" عبدالحق
... پھر ارجمند کی طرف متوجہ ہوا۔

"تمہیں ڈر تو نہیں لگ رہا ارجی ...... ؟"

ارجمند نے نفی میں سر ہلایا۔

کچھ دیر میں ہی اسٹیمر کی چال ہموار ہوگئی۔ اس کے چلنے سے لہریں اچھل رہی
تھیں اور پہلو کی دیواروں سے ٹکرا رہی تھیں۔ چھینٹیں اچھل کر ان لوگوں تک آ
رہی تھیں۔ حمیدہ کو وہ لمس بہت خوش گوار لگا۔

عبدالحق نے پانی میں ہاتھ ڈال دیا۔

"کتنا اچھا لگتا ہے۔" اس نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔

"... پانی کا دباؤ تو دیکھیں ... اماں ...... ! تم بھی پانی میں ہاتھ ڈالو

"نا بھئی ... ! مجھے تو ڈر لگ رہا ہے۔"

"میں تمہیں پکڑے ہوئے ہوں۔ ہاتھ پانی میں ڈالو نا ... اماں ...... !"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

عبدالحق نے بچوں کی طرح ضد کی۔

حمیدہ نے صرف اسے خوش کرنے کے لئے پانی میں ہاتھ
لطف آنے لگا۔ اس نے جھک کر پانی میں موجود اپنے ہاتھ کو دیکھا۔ پانی
تھا۔ البتہ اس کی رنگت سبزی مائل تھی۔

لیکن ذرا دیر میں اسے چکر آنے لگے۔ گھبرا کر اس نے نظریں

"کیا ہوا اماں ...؟" عبدالحق نے پوچھا۔

"پانی پر نظریں جمانے سے چکر آتے ہیں۔"

"تو پانی کی طرف مت دیکھو ...!" عبدالحق نے کہا اور
متوجہ ہوا۔ وہ سحر زدہ سی پانی کو دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں چکر نہیں آ رہے ہیں ...؟" عبدالحق نے اس سے

"نہیں آغا جی ...! الحمدللہ ...! بہت اچھا لگ رہا ہے
شکریہ ...!"

عبدالحق نے حیرت سے اسے دیکھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں
شکرگزاری کی کیا بات ہے ...؟

"پانی میں ہاتھ ڈالو نا ...!"

ارجمند نے آہستہ سے نفی میں سر ہلایا۔

"ڈر لگتا ہے ...؟"

ارجمند نے پھر نفی میں سر ہلایا۔

بات عبدالحق کی سمجھ میں آ گئی۔ ارجمند بڑی نزاکت سے
لئے بیٹھی تھی۔ اس نے ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔

"لاؤ ...! نور الحق کو مجھے دے دو ...!"

ارجمند ایک لمحے کو ہچکچائی۔ پھر اس نے بچے کو اس کی طرف بڑھا

"اب تم اچھی طرح انجوائے کرو ...!"

ارجمند نے نہایت شکرگزاری سے اس کی طرف دیکھا۔

"شکریہ آغا جی ...! لیکن میں ویسے بھی انجوائے کر رہی تھی۔"

پانی تھی آغا جی ...! کہ میں اور یہ پہلی بار سمندر ایک ساتھ

نے خواب ناک لہجے میں کہا۔

اسے دیکھنے کا دیکھتا رہ گیا۔

سے اتنا پیار کرتی ہے ...!" اس نے حیرت سے سوچا۔

ارجمند نے اب پانی میں ہاتھ ڈالا ہوا تھا اور انہماک سے اپنے ہاتھ کو دیکھ

اسٹیمر اب کھلے سمندر میں آ گیا تھا۔ پانی میں کھڑے بڑے بڑے جہاز
جیسے لگ رہے تھے۔ ہر طرف پانی ہی پانی تھا۔ حمیدہ کو ڈر لگنے لگا۔ اب تو
نظر نہیں آ رہا تھا۔

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے پتر ...!" اس نے عبدالحق کا ہاتھ مضبوطی سے
لیا۔

"ڈرنے کی کوئی بات نہیں اماں ...!"

ہم بیچ سمندر میں ہیں۔ کشتی ڈوب گئی تو ...؟"

کے حکم کے بغیر تو کچھ نہیں ہوتا اماں ...! ڈر لگے تو اللہ سے دعا کرنی
چاہئے ...!"

حمیدہ کے دل کو قرار آ گیا۔ وہ دل ہی دل میں اللہ اللہ کرتی رہی۔

سفر ختم ہوا اور وہ منوڑا پہنچ گئے۔ عبدالحق نے اسٹیمر والے کو کرایہ ادا کیا
گھنٹے کے بعد آنے کو کہا۔

حمیدہ کو سمندر سے جتنا ڈر لگ رہا تھا، ساحل پر اتنا ہی نڈر ہو گئی۔ پانی
نے اس کے پیروں کو چوما تو خوشی کی ایک لہر اس کے وجود میں دوڑ گئی۔ وہ
جا رہی تھی مگر عبدالحق نے ہاتھ تھام کر اسے روک دیا۔

حمیدہ نے پلٹ کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"یہاں موجیں بہت تند ہوتی ہیں اماں ...! یہ ساحل بہت خطرناک ہے۔"
نے سے سمجھایا۔

اماں ...؟"

"آپ کو پتا بھی نہیں چلے گا اور کوئی موج آپ کے [illegible]
گی۔ اور واپس جاتی ہوئی لہر بہت خطرناک ہوتی ہے۔ قدم اکھاڑ [illegible]
اور سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر سمندر میں کھینچ کر لے جاتی ہے۔ آپ بس [illegible]
میرا ہاتھ تھام کر۔"

یہ باتیں سن کر نوریز اور رشیدہ بھی محتاط ہو گئے۔ آبیہ تو ویسے [illegible]
مگر حمیدہ کا دل نہیں مان رہا تھا۔

"تھوڑا اور آگے جانے میں کیا حرج ہے پتر؟"

عبدالحق نے ساحل پر لگے ہوئے ایک بورڈ کی طرف اشارہ [illegible]

"دیکھو اماں......! یہ بورڈ حکومت نے لگایا ہے۔ اس پر لکھا [illegible]
خطرناک ہے۔"

حمیدہ نے ارجمند کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ ارجمند [illegible]
سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آغا جی ٹھیک کہہ رہے ہیں اماں!"

حمیدہ کو کچھ مایوسی ہوئی۔ لیکن اگلے دس منٹ میں اسے [illegible]
عبدالحق نے ٹھیک کہا تھا۔ سمندر سے پانی موج در موج آتا تھا۔ ایک کے [illegible]
اور دوسری کے پیچھے تیسری موج۔ وہ نہ رکنے والا سلسلہ تھا۔ اور ہر [illegible]
سے اونچی تھی۔ پانی سینے تک آگیا تو وہ گھبرا گئی۔ پھر اسے واپس [illegible]
تجربہ بھی ہو گیا۔ اسے ایسا لگا کہ پیروں تلے سے زمین سرک گئی ہے۔ [illegible]
والی تھی کہ عبدالحق نے اسے سنبھال لیا۔

"موج واپس آئے تو تھوڑا سا اچھل جاتے ہیں اماں [illegible]
عبدالحق نے مظاہرہ کر کے دکھایا۔

سب لوگ اس کی تقلید کرنے لگے۔

ذرا دیر میں حمیدہ کا دل بھر گیا۔

"اب تو بھوک لگ رہی ہے پتر......!"

"تو کھانا کھا لیتے ہیں اماں!"

عبدالحق نے فرمائش کر کے ارجمند سے قیمہ بھرے پراٹھے بنوائے تھے۔
[illegible] نے چادر بچھائی۔ کھانا لگایا گیا۔ سب نے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔

"ایک کمی رہ گئی پتر......!" کھانے کے بعد حمیدہ نے کہا۔

"چائے کو دل چاہ رہا ہے۔ تو چائے بنوا کر نہیں لایا؟"

"تھرمس میں چائے کا مزہ نہیں رہتا اماں! آپ کو ابھی تازہ چائے [illegible]"

"یہاں کہاں......؟"

"یہ آبادی ہے نا اماں......! یہاں ہوٹل بھی ہیں۔"

[illegible] بستی کی طرف چل دیئے۔

"وہ کیا ہے پتر......؟" حمیدہ نے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے اچانک [illegible]

"کسی بزرگ کا مزار ہے اماں......!"

حمیدہ رک گئی۔

"تو پہلے یہاں آنا تھا نا پتر......! سلام کرنے کے لئے!"

"خیال نہیں رہا اماں......!" عبدالحق نے معذرت کی۔

"خیال رکھنا چاہئے پتر عبدالحق......!" حمیدہ کے لہجے میں تنبیہ تھی۔
"پرانا دستور ہے۔ کسی جگہ جاتے ہیں تو سب سے پہلے وہاں کے بادشاہ کے [illegible] تعظیم کے لئے جاتے ہیں۔"

"بادشاہ......!" عبدالحق نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں پتر......! اللہ کے ولی بادشاہ ہی تو ہوتے ہیں۔" حمیدہ نے کہا۔
"تو سمجھتا ہے کہ بادشاہ تخت و تاج سے ہوتا ہے......؟ وہ بادشاہ تو پتر......!
[illegible] ہوتے ہیں۔ تو ان کی قبروں کا نشان بھی نہیں ہوتا۔ کوئی انہیں یاد بھی نہیں کرتا۔ اللہ [illegible] والے وہ ہوتے ہیں، جن پر اللہ کا سایہ ہوتا ہے۔ دنیا کے خزانے ان کے قدموں میں [illegible] ہیں اور وہ اللہ کی محبت میں گم ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔"

عبدالحق کو چند روز پہلے ہی مولوی مہر علی سے ہونے والی گفتگو یاد آئی۔ پھر

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اس سے چند روز پہلے جو حمیدہ سے اس سلسلے میں بات ہوئی تھی... نے شرمندگی سے کہا۔

"غلطی ہو گئی اماں ۔۔۔!"

"بندہ جب کسی نئی جگہ جائے تو پہلے وہاں کے بادشاہ کو
کے دربار میں جا کر تعظیم دے، سلام کرے۔۔۔!"

"آئندہ خیال رکھوں گا اماں ۔۔۔!"

وہ مزار میں گئے۔ فاتحہ پڑھی۔ باہر آ کے انہوں نے
کی طرف لوٹے۔ پیٹ بھرے ہوئے تھے۔ لہٰذا پانی کی طرف
پر ہی چادر بچھا کر بیٹھ گئے۔

سمندر کچھ زیادہ الف ہو گیا تھا۔ موجوں کا شور پہلے سے
بلند تھا۔ وہ خاصی دور بیٹھے تھے۔ مگر پانی کی چھینٹیں ان تک آ

"سنا ہے دریا میں باڑھ آئی ہے پتر ۔۔۔! میں نے راوی
تو پانی اتنا نہیں ہوتا۔ پر کہتے ہیں کہ باڑھ آئے تو پانی قریب
ہے۔۔۔؟" حمیدہ نے پُرخیال لہجے میں کہا۔

"ہاں اماں ۔۔۔!"

"پر دریا تو بہت چھوٹا ہوتا ہے پتر ۔۔۔! سمندر میں تو حد
کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ کتنا گہرا ہو گا پتر ۔۔۔؟"

"اتنا گہرا اماں ۔۔۔! کہ تم سوچ بھی نہیں سکتی۔"

"اور پتر ۔۔۔! سمندر میں باڑھ آ جائے تو کیا ہو گا ۔۔۔؟"

"اسے باڑھ نہیں، طوفان کہتے ہیں اماں ۔۔۔! اور سمندر
کے شہر تباہ ہو جائیں۔"

حمیدہ جھرجھری لے کر رہ گئی۔

"یہ شہر کراچی بھی ۔۔۔؟"

"اللہ پناہ میں رکھے اماں ۔۔۔! یہاں طوفان آیا ۔۔۔ خدانخواستہ
تک جائے گا۔"

میں نے پڑھا ہے اماں ۔۔۔ کراچی شہر سمندر سے 22 فٹ نیچے ہے۔

سے کہا۔

حمیدہ نے اس کی طرف دیکھا۔

"اس کا کیا مطلب ہے نکی ۔۔۔؟"

"یہ کہ کراچی شہر سمندر سے 22 فٹ نیچے ہے۔ سمندر صرف آگے بڑھ آئے
یہاں کچھ نہیں بچے گا۔"

"22 فٹ کتنا ہوا ہے نکی ۔۔۔؟"

ارجمند نے ایک لمحہ سوچنے کے بعد کہا۔

"میرے اوپر میرے جتنی تین ارجمند اور کھڑی ہو جائیں تو یہ 22 فٹ

حمیدہ بری طرح خوف زدہ ہو گئی۔

عبدالحق نے جلدی سے کہا۔

"پورا شہر تو 22 فٹ نیچے نہیں ہے۔ جو سب سے نشیبی علاقے ہیں، صرف وہ
فٹ نیچے ہیں۔ ورنہ باقی شہر تو صرف چار پانچ فٹ نیچے ہے۔" ساتھ ہی اس نے
نظروں سے ارجمند کو دیکھا۔

"آغا جی ٹھیک کہہ رہے ہیں اماں ۔۔۔!" ارجمند نے معذرت خواہانہ لہجے

"دریا تو آگے بڑھتے ہیں نکی ۔۔۔! یہ سمندر بھی آگے بڑھتا ہو گا ۔۔۔؟"

"نہیں اماں ۔۔۔!"

"کیوں ۔۔۔؟"

"اللہ کی رحمت ہے دادی اماں ۔۔۔! دراصل یہ سب اللہ کے لشکر ہیں۔"

"اللہ کے لشکر ۔۔۔؟"

"جی دادی ۔۔۔! ہم لوگ سمجھتے ہی نہیں یہ بات ۔۔۔ اللہ نے قرآن میں
کہا ہے۔"

"مجھے بھی سمجھا نکی ۔۔۔!"

ارجمند کچھ کہنے ہی والی تھی کہ عبدالحق نے گھڑی میں وقت دیکھا۔

''اب ہمیں چلنا چاہئے۔ اسٹیمر آنے ہی والا ہوگا۔''

اور وہ وہاں پر پہنچے ہی تھے کہ اسٹیمر آ گیا۔

❀❀❀

عبدالحق کا معمول بن گیا تھا کہ عشاء کے بعد وہ حمیدہ کے کمرے میں جاتا۔ چند لمحے وہاں بیٹھنے کے بعد وہ حمیدہ کے پاؤں دباتا۔ اس دوران جو مکالمے ہوتے وہ بھی روز کا معمول بن گئے تھے۔

حمیدہ اپنے پاؤں کھینچ لیتی۔

''کیا ہوا اماں ؟'' عبدالحق پوچھتا۔

''تو رہنے دے پتر ! پاؤں میں کمی سے دبوانا نہیں آتا۔'' حمیدہ جواب دیتی۔

''کیوں اماں ؟ میں اچھے نہیں دباتا ؟ دل سے نہیں دباتا۔''

''یہ بات نہیں پتر ! پر تمی کی بات ہی اور ہے۔ سارے دکھ بھول جاتے ہیں اس کے اپنے ہاتھوں سے۔''

یہ بات تو عبدالحق خود بھی جانتا تھا۔ اب تو اسے اس رات کی بات یاد ہو گئی تھی۔ کچھ جادو تھا ارجمند کے ہاتھوں میں۔

''پھر بھی اماں... ! تھوڑی دیر دبانے دو... ! میری خاطر......!''

اور حمیدہ پاؤں اس کی طرف بڑھا دیتی۔

اس رات بھی یہی ہوا۔

ارجمند نے نورالحق کو سلانے کے بعد نماز پڑھی۔ پھر وہ حمیدہ کے کمرے میں چلی آئی۔ جہاں عبدالحق حمیدہ کے پاؤں دبا رہا تھا۔ اسے دیکھ کر عبدالحق نے تھوڑی سی سرکائی۔ وہ حمیدہ کے بستر پر پائنتی کی سمت بیٹھ گئی اور پاؤں دبانے لگی۔

چند لمحے خاموش رہی پھر حمیدہ نے کہا۔

''تو مجھے اللہ کے لشکروں کے بارے میں بتا رہی تھی نا۔''

''ہاں دادی اماں !'' ارجمند نے کہا۔ اس کے ہاتھ اپنے کام میں اسی طرح مصروف تھے۔

''آسمان اور زمین کے تمام لشکر صرف اور صرف اللہ کے ہیں۔''

''ہاں میری پتری ! لشکر تو فوج کو کہتے ہیں نا...؟''

''جی دادی اماں !''

''تو زمین اور آسمان میں اللہ کی فوجیں ہیں...؟''

''جی دادی اماں !''

''پر پتری اللہ کو فوج کی کیا ضرورت...؟''

''ضرورت کا لفظ تو اللہ کے لئے ہے ہی نہیں دادی اماں......!'' ارجمند نے کہا۔

''اس نے ہمیں صاف بتا دیا ہے کہ وہ ہر چیز سے بے پروہ اور بے نیاز ہے۔ وہ صمد ہے۔ لیکن اماں ! ذرا سوچیں تو... دنیا میں بادشاہ ہوتے ہیں ان کے پاس فوج بھی ہوتی ہے۔ کوئی ملک ان کے ملک پر حملہ کرے تو وہ فوج اس سرزمین کا دفاع کرے اور ان کے پاس پولیس بھی ہوتی ہے تاکہ ملک میں امن و امان قائم رہے۔ لوگ قانون کی خلاف ورزی کریں، دوسروں کا حق ماریں تو انہیں گرفتار کریں۔ اور قاضی بھی ہوتے ہیں کہ مقدمات سنیں، اور قانون کے مطابق فیصلہ سنائیں۔ اور نہ جانے کتنے کس کس طرح کے اہل کار ہوتے ہیں۔ جن کے سپرد مختلف فرائض ہوتے ہیں۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ مملکت میں زندگی معمول کے مطابق رواں دواں رہنے کے چلتے رہیں۔ نظام ایسے ہی تو نہیں چلتا۔ وہ ذمہ دار لوگوں کی وجہ سے ہی چلتا ہے۔ نہیں تو جنگل کا قانون چلنے لگے۔ ہر طاقت ور کمزور کو کھا جائے۔ قانون کے بغیر تو بادشاہت نہیں۔ اب سوچو اماں کہ اللہ تو بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ سب کا مالک ہے۔ پوری کائنات اس کی مملکت ہے۔ اس زمین جیسی نہ جانے کتنی زمینیں اور کائناتیں ہیں، اور وہ ان سب کا مالک اور بادشاہ ہے۔ تو اس کے لشکر کتنے ہوں گے، کیا کوئی اندازہ لگا سکتا ہے...؟ اس نے خود ہمیں بتایا قرآن میں کہ زمین اور آسمان کے تمام لشکر اسی کے ہیں۔''

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

عبدالحق بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" اس نے ...

"پر بی بی...! بات تو وہی ہے۔ اللہ کو لشکروں کی کیا ضرورت... کون لڑنے کی ہمت کرے گا...؟"

"دنیا میں تو روزِ ازل سے ایک جنگ لڑی جا رہی ہے... در نسل... قیامت تک یہ جنگ جاری رہے گی۔ نیکی اور بدی کی... باطل کی، انسان اور شیطان کی جنگ...!"

"یہ تو میری سمجھ میں آتا ہے۔ پر جو حق کے لئے لڑے گا... اور جو شیطان کا چیلا ہو گا اس کے لئے جہنم۔"

"ایک بات بتائیں اماں...! یہاں گھر میں کوئی گھس... اٹھائے...؟"

"تو میں اس کا ہاتھ توڑ دوں گی۔" حمیدہ نے تڑپ کر کہا۔

"اور اگر وہ طاقت ور مرد ہو تو...؟"

"تو میں عبدالحق کو آواز دوں گی۔"

"اور اگر یہ گھر میں موجود نہ ہوں تو...؟"

حمیدہ چند لمحے سوچتی رہی۔ پھر بولی۔

"اس سے لڑوں گی۔ جان دے دوں گی۔ جیتے جی ... دوں گی۔"

"ماں جیسی محبت کرتی ہیں نا مجھ سے... اس لئے... اللہ اپنے بندوں سے ماں سے 70 گنا سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے... مثال لیں۔ دو ملکوں کے درمیان دوستی ہے۔ ان میں سے ایک پر کوئی چڑھائی کرتا ہے تو دوسرا ملک اپنے دوست ملک کی ہر ممکن مدد کرے گا؟"

"ضرور کرے گا... کرنی چاہئے...!"

عبدالحق اب بہت دلچسپی سے یہ گفتگو سن رہا تھا۔

"اللہ نے قرآن میں بتایا کہ دنیا میں ہر طرح کے انسان ہیں...

...ہیں۔ ایک اللہ کے دوست اور دوسرے شیطان کے دوست... جب اولیاء... شیاطین۔ اللہ کے ماننے، اس کی اطاعت کرنے اور اس سے... اور دوسری طرف شیطان کے ماننے، اس کی اطاعت کرنے اور اس... کرنے والے۔"

"ہاں...! یہ تو ہے اور ان کی لڑائی ہے آپس میں۔"

"تمام شیاطین اپنے گروہ کی مدد کرتے ہیں دادی اماں...! تو کیا اللہ اپنے... تنہا چھوڑ دے گا...؟ کیا وہ ان کی مدد نہیں کرے گا...؟"

حمیدہ نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کانوں کو چھوا اور رخساروں پر طمانچے...

"نہ میری توبہ...! کیوں نہیں کرے گا...؟ یہ تو میں سمجھ گئی۔ اب تو مجھے... کے بارے میں بتا۔ تو نے کہا تھا کہ سمندر بھی اللہ کے لشکر میں سے ہے۔"

"جی دادی اماں...!"

"یہ تجھے کیسے پتا چلا...؟"

... کو احساس ہونے لگا کہ عبدالحق کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ وہ اس... ... مرضی۔

"آپ میری مدد کریں نا آغا جی...!" اس نے لہجے میں بے بسی سموتے...

"میں نے تو بس یوں ہی کہہ دیا تھا۔"

"یوں ہی تو نہیں کہا ہو گا۔" عبدالحق کا انداز لطف لینے والا تھا۔

"کوئی حوالہ تو ہو گا تمہارے پاس...؟"

"بس... یہ خیال تھا کہ قرآن پاک میں کہیں پڑھا ہے۔ کہاں...؟ یہ یاد... رہا ہے۔"

"وہ بنی اسرائیل کا ذکر ہے نا... کہ جب وہ کسی طرح بھی نہیں مانے تو اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ راتوں رات انہیں لے کر نکل جاؤ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلے۔ فرعون کو پتا چلا تو وہ فوج تیار کرا کے ان

کے پیچھے روانہ ہوا۔ پھر صورت حال یہ ہوئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ... کے سامنے سمندر تھا اور پیچھے فرعون کا لشکر۔"

"یہ تو مجھے بھی معلوم ہے۔" حمیدہ نے جلدی سے کہا۔

"حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس اللہ کا عطا کیا ہوا معجزہ ... اللہ نے فرمایا کہ اسے پانی پر مارو۔ موسیٰ علیہ السلام نے تعمیل کی تو سمندر ... راستہ بن گیا۔ وہ اپنی قوم کو لے کر اس راستے پر چل دیئے اور پیچھے ... اس راستے پر چلا تو اللہ کے حکم پر رکا ہوا سمندر چل پڑا اور فرعون اپنے ... ساتھ غرق ہو گیا۔"

"جی اماں.....! یوں اللہ نے اپنے ماننے والوں کو کافروں سے ... بچا لیا۔ بچا لیا یعنی فتح عطا فرما دی۔"

حمیدہ اب عبدالحق کی طرف متوجہ تھی۔

"پر پتر.....! کیسے ہوا ہو گا یہ سب.....؟" اس کے لہجے ... اور حیرت بھی۔

"حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا سمندر پر مارا تو وہ ... ایک تو سمندر اس مقام سے پھٹا اور اس کے درمیان راستہ بن گیا اور ... ساکت ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اسے پار کر ... فرعون اور اس کا لشکر اس حد میں پوری طرح داخل ہو گئے تو اللہ کے حکم سے ... کی طرح رواں ہو گیا۔ اور وہ سب غرق ہو گئے۔"

"انہیں ڈر بھی نہیں لگا۔ یہ خیال بھی نہیں آیا کہ یہ تو رکا ہوا ... بھی جاری ہو سکتا ہے۔"

"ڈرتا وہ ہے اماں.....! جس کے دل میں معمولی سا بھی ایمان ... لوگوں کے درمیان تو اللہ نے ایک جلیل القدر پیغمبر کو معجزے دے کر بھیجا ... جھٹلا دیا۔ انہیں ڈرانے کے لئے ان پر طرح طرح کے عذاب بھیجے۔ ... عذاب دیکھتے تو اپنے پیغمبر سے کہتے کہ اپنے رب سے یہ عذاب ہٹانے ... ایمان لے آئیں گے۔ اور عذاب ہٹتے ہی وہ مذاق اڑانے لگتے۔ وہ عذاب

... اماں.....! وہ مغرور بہت تھے۔ بنی اسرائیل کو بہت حقیر سمجھتے ... انہوں نے ان کو اللہ کے بتائے ہوئے اس راستے سے گزرتے دیکھا تو وہ یہ کیسے ... کہ وہ وہاں سے نہیں گزر سکیں گے۔"

حمیدہ کی آنکھیں اب مندنے لگی تھیں۔ اس نے تندی آواز میں کہا۔

"ٹھیک ہے پتر.....! میں سمجھ گئی۔"

اور چند ہی لمحے بعد وہ سو چکی تھی۔

❁❁❁

عبدالحق گھر سے دل میں ایک ہی خیال لے کر آیا تھا..... یہ کہ اسے اللہ ... محبت کرتی ہے۔ اس کا دل اس ایک نقطے پر مرتکز ہو گیا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ ... علی کی باتیں اس پر پوری طرح اثر انداز نہیں ہو سکی تھیں۔

وہ سوچتا کہ یہی تو اس کے سفر کا نکتہ آغاز تھا۔ سب سے پہلے اس نے اللہ ... محبت ہی کی تو آرزو کی تھی۔ مگر پھر اسے نور بانو کی آواز سے محبت ہو گئی تھی۔ اس ... نے اسے بہت کچھ دیا تھا۔

..... اس کے اندر کسی نے اسے ٹوکا۔ اللہ نے اسے اس محبت کے ... بہت کچھ عطا فرمایا تھا۔ اس نے عربی سیکھی، قرآن تک پہنچا اور بالآخر اسے ... کیا گیا۔ نور بانو کی محبت ایک راستہ تھا۔

"ہاں.....! یہ درست ہے۔" اس نے دل میں تسلیم کیا۔ "میں نے اللہ کی عطا ... نور بانو کی ذات سے منسوب کر کے ناشکرے پن کا ارتکاب کیا اور اللہ کا شکر ادا نہ ... محبت اللہ کی عطا رک جاتی ہے۔"

پھر نور بانو اسے مل گئی۔ وہ اس کے اللہ کی محبت کے سفر کے راستے پر پہلا ... تھا۔ اس کی سمجھ میں آیا کہ پڑاؤ بھی آزمائش ہوتا ہے۔ پڑاؤ بھی اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بندہ وہاں گھڑی دو گھڑی قیام کر کے سفر کی تھکان ... اور پھر دوبارہ تازہ دم ہو کر اپنا سفر شروع کر دے۔

اس نے بڑی غلطی کی۔ پڑاؤ کو منزل جان کر بے فکری سے مقیم ہو گیا۔ لمبے ... کے مسافروں کو یہ زیب نہیں دیتا۔ ان کی نظر ہمیشہ منزل پر رہتی ہے۔ وہ راستے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کی دل پر فریبیوں کی طرف کبھی نگاہ نہیں کرتے۔ ہزار ہا شجر سایہ دار راہ میں
وہ سوچتا تو شرمندگی سے بے حال ہو جاتا۔ کیسی غفلت میں مبتلا
نفس کا غلام بن گیا۔ اعتدال کی راہ چھوڑ بیٹھا۔ منزل سے نظر ہٹالی تو
لگنے لگا۔ پہلے ہی مرحلے میں نماز سے محروم ہو گیا۔ اور جب اللہ کی رحمت سے
ہوئی تو وہ اس پر مطمئن ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے اسی کو اللہ کی محبت سمجھ لیا۔
مولوی صاحب کی بات یہی تھی۔ فرض ادا کرنا عبادت ہے۔
چاہتے ہوئے بھی، احسن طریقے سے، دل اور روح اور وجود کی پوری
اللہ کو خوش کرنے کی نیت سے فرض ادا کرنا محبت ہے۔
اس نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو اس کی شرمندگی اور بڑھ گئی۔
تھا کہ اس نے کبھی کوئی فرض اللہ کو خوش کرنے کی نیت سے ادا کیا؟ وہ
کو اور اللہ کے بندوں کو خوش کرنے کے لئے فرض ادا کرتا رہا تھا۔
تو کیا اللہ اس کی زندگی کے سسٹم میں شامل نہیں رہا تھا
"استغفر اللہ ...!"
زبان سے "الحمد للہ" کہنا بہت اچھی بات ہے۔ عبادت ہے۔
سے کہتے ہوئے دل میں، ذہن میں، روح میں بھی "الحمد للہ" ہو تو بات
آدمی محبت کی حدود میں داخل ہوتا ہے۔
"الحمد للہ" آتا کہاں سے ہے ...؟
اللہ رحمت فرماتا ہے۔ بندے کی سوچ میں اپنی طرف سے شعور
فرماتا ہے۔ نعمتوں اور عنایات کا شعور اور ادراک عطا فرماتا ہے۔ تب بندے
میں "الحمد للہ" ابھرتا ہے۔
پھر سوچ مستقیم رہے اخلاص کے ساتھ تو اللہ اپنا کرم بڑھاتا ہے۔
زبان پر آجاتا ہے۔ زبان "الحمد للہ" کہنے لگتی ہے۔ لیکن اس دوسرے مرحلے
آزمائش ہے۔ اس میں سوچ کی استقامت اور اس کے ارتکاز کے تسلسل
اہمیت ہے۔ اگر اس کے ساتھ زبان ورد کرتی رہے تو بہ قدر اخلاص، ذکر دل
روح میں جگہ بناتا رہتا ہے۔ لیکن زبان وظیفہ کرتی رہے اور سوچ دنیا کی

منتشر ہو جائے تو دل، دماغ اور روح سے زبان کا کوئی تعلق نہیں
خالی خولی باتوں کی طرح ہوتا ہے، جیسے لوگ بے سوچے سمجھے محض بولنے
رہتے ہیں۔
یہی تو اس کے ساتھ ہوا۔ وہ محض زبان سے "اللہ اللہ" کرتا رہا۔
میں گم ہو گیا۔ اللہ کی رحمت تو اس کے ساتھ تھی۔ لیکن اس نے دنیا میں الجھ کر
سے محروم کر لیا تھا۔
"الحمد للہ ...!" اس نے دل کی گہرائی سے کہا۔
اپنے بندوں کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ وہ خود اس سے دور ہو جاتے ہیں۔
تو اب کیا کرنا ہے ...؟"
درست کرنی ہے۔ نفس کی طرف سے چوکنا رہنا ہے اور اسے زیر کرنا
اثر وہ سمت بھول کر غلط راستے پر چلا گیا اور بڑھتا رہا۔ سوچتا رہا کہ وہ
بڑھ رہا ہے۔ حالانکہ وہ منزل سے دور ہو رہا تھا۔ کتنی بھیانک خوش فہمی
میں اسے موت آجاتی، اور آخری لمحوں میں آنکھوں سے پردہ ہٹایا جاتا تو
پتا کہ وہ تو بہت بڑے خسارے میں ہے، اور تب وہ کچھ بھی نہیں کر پاتا۔
"الحمد للہ ...!"
مہربان رب نے اسے چونکا دیا۔ اصلاح کا موقع عطا فرما دیا۔
پہلا سفر رائیگاں ...! اور اب پھر سے سفر شروع کرنا ہے۔ سوچ موجود
مستقیم اور مرتکز کرنا ہے۔ پھر اسے زبان سے دہراتے رہنا ہے۔ اس کے بعد
کتنا وقت ضائع ہو گیا۔ اس نے تاسف سے سوچا۔
اسے سورۃ عصر یاد آئی۔ اللہ نے وقت کی قسم کھا کر فرمایا کہ بے شک انسان
خسارے میں ہے۔ سوائے ان کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال
اور حق کی تلقین اور صبر کی نصیحت کرتے رہے۔
اللہ نے اسے ایمان عطا فرمایا۔ پھر نیک اعمال بھی عطا فرمائے۔ لیکن وہ
نہ کر سکا۔ اس نے تو اپنی بیوی کو بھی سمجھانے کی کوشش نہیں کی، جو اس

کی ذمہ داری تھی۔

وقت [illegible] زمانہ کتنا اہم ہے کہ اللہ نے اس کی قسم کھائی [illegible]
چیز کی بھی قسم کھائی [illegible] وہ انسان کے لئے بہت محترم ہو گئی۔ اب [illegible]
پیمانہ ہے ہماری مہلت کا، جو اس دنیا میں اللہ نے ہمیں عطا فرمائی [illegible]
اور بڑھ گئی کہ اللہ نے کسی کو نہیں بتایا کہ اس کی زندگی کب ختم ہوگی [illegible]
معلوم کہ زندگی کا جو لمحہ وہ اس وقت گزار رہا ہے، اس کے بعد اس [illegible]
نہیں [illegible] تو ہونا تو یہ چاہئے کہ وہ لمحہ موجود کو لمحہ آخر سمجھے۔ لیکن [illegible]
ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کے پاس اگر وافر کوئی چیز ہے تو وہ وقت [illegible]
سے جیتا ہے۔ فکر کرتا ہے تو صرف فانی دنیا کی۔ ابدی زندگی کی [illegible]
دنیا کی فکر میں کرتا کیا ہے [illegible]؟ کسی کا مال غصب کر لیا [illegible] کسی [illegible]
بری نظر رکھی [illegible] کسی کی زمین ہتھیالی [illegible] یعنی صرف برے [illegible]
چلتا رہتا ہے وہ۔

تو عبدالحق نے سوچا کہ اب وہ نئے سرے سے سفر شروع [illegible]
کے لئے ضروری ہے کہ پچھلے سفر کی تمام کوتاہیوں اور گناہوں پر [illegible]
آئندہ سفر کے لئے ہدایت، توفیق اور آسانیوں کی دعا کرے۔ [illegible]
کام کرنے ہیں۔

اس موقع پر اسے سورۂ حٰم سجدہ کے آخری رکوع کی تین [illegible]
مفہوم ان کا یہ تھا کہ

"نہیں تھکتا انسان بھلائی کی دعا مانگتے ہوئے۔ [illegible]
تکلیف اسے چھو جائے تو مایوس ہو جاتا ہے۔ اور جب [illegible]
اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تکلیف اور پریشانی کے بعد [illegible]
سمجھتا ہے کہ یہ اس کا حق تھا۔ اور وہ کہتا ہے کہ نہیں سمجھتا میں [illegible]
آئے گی قیامت، اور اگر آئی تو میں اپنے رب کے پاس [illegible]
بڑھ کر صلہ پاؤں گا۔"
جواب میں اللہ فرماتا ہے۔

[illegible] کفر کرنے والوں کو ہم قیامت کے دن ان کے اعمال
[illegible] میں بتائیں گے، اور انہیں چکھائیں گے مزہ شدید
[illegible]"
[illegible]
[illegible] فرماتا ہے۔
"جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے
[illegible] ہے۔ اور جب کوئی پریشانی آ جائے تو لمبی چوڑی
[illegible] لگتا ہے۔"
[illegible] شوریٰ میں اللہ فرماتا ہے۔
اور جب ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ
[illegible] ہے۔ اور جب اسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے اپنے ہی
[illegible] سے تو وہ ناشکرا بن جاتا ہے۔"
[illegible] انسان کو خبردار کرنے کے لئے اس کی فطرت کے بارے میں قرآن
[illegible] ہوتا ہے۔
[illegible] جلد باز، بے صبرا اور ناشکرا ہے۔ نعمتوں پر پھیل جانے والا اور
[illegible] تکلیف میں الزام تراشیاں کرنے والا۔
"الا یعلم من خلق"
"کیا وہی نہ جانے، جس نے پیدا کیا ہو؟"
[illegible] نے خود کو ان آیات کی کسوٹی پر پرکھا۔ اللہ نے اسے دنیا اور دین کی
[illegible] عطا فرمائیں کہ نہ ان کا شمار ممکن اور نہ ہی وہ انہیں سمجھ سکتا ہے۔ وہ اترایا تو
[illegible] اپنی خوبیوں کو ان کی علت تو قرار نہیں دیا۔ حالانکہ یہ انسان کی فطرت
[illegible]

"الحمدللہ۔۔۔!" اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔
[illegible] یہ بات اس کی سمجھ میں آ گئی۔ انسان اپنی فطرت سے ہٹ کر بھولا ہو تو
[illegible] کہ یہ اس پر اللہ کا کرم ہے۔ اور اس کرم پر اللہ کا شکر لازم ہے۔ اور وہ
[illegible] باوجود اللہ کا شکر ادا کرے تو یہ بھی اللہ کی رحمت ہے۔ گویا ایک اور

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

شکر لازم۔ تو شکر تو ہر نفس پر ضروری ہے۔

اور اس نے ہمیشہ اللہ سے بہت دعائیں کیں۔ جب وہ جانتا نہیں تھا، مانتا تھا، تب بھی اس سے باتیں کرتا، دعائیں مانگتا تھا۔ اور اللہ دعاؤں کو سننے ہونے والا اور دعائیں قبول کرنے والا ہے۔ اس نے اس پر رحمت فرمائی، ایمان سے نوازا۔ دونوں جہانوں کی نعمتوں میں یہ ایمان اعلیٰ نعمتوں میں سے ہے۔

کیا اس نے اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کیا......؟

وہ محاسبے کی...... خود احتسابی کی گھڑی تھی، اور وہ اپنا محاسبہ کر رہا تھا۔

"الحمدللہ......!" وہ ہمیشہ شکر گزار رہا۔

اندر سے اسے ٹوکتی ہوئی ایک آواز ابھری۔ ایسے نہیں کہتے۔ اور تم کچھ کہہ ہی نہیں سکتے۔ تم جو کچھ کہو گے، اپنے شعور، اپنے علم کی بنیاد پر کہو گے۔ تمہارے علم اور شعور کی اوقات ہی کیا ہے......؟ پھر یہ سوچو کہ کس سے کہہ رہے ہو......؟ اس سے، جس سے کچھ پوشیدہ نہیں...... نہ ساتوں آسمانوں میں، نہ زمینوں میں، نہ ان کے درمیان اور نہ سینوں میں۔

"بے شک......!" اس نے کہا۔

"میں اپنی آگہی کے مطابق ہی کہہ رہا ہوں۔"

"تو مت کہو......! اس لئے کہ عین ممکن ہے، تم غلط کہہ رہے ہو۔ جس سے کہہ رہے ہو...... وہ سب کچھ جانتا ہے۔"

عبدالحق کا ذہن الجھ گیا۔

"تو میں "الحمدللہ" نہ کہوں......؟"

"کیوں نہیں......؟ ضرور کہو......!" اندر کی آواز نے کہا۔

"لیکن اپنی طرف خفیف ترین جھکاؤ کے ساتھ بھی نہ کہو...... ایسا کہ لگے کہ تم ہمیشہ شکر گزار رہے۔ تمہارا رخ پوری طرح اللہ کی طرف ہونا چاہیے۔ کہو کہ اللہ نے تمہیں شکر گزاری بخشی۔"

"بے شک......! اللہ نے ہی مجھے شکر گزاری بخشی۔" عبدالحق عاجزی سے بڑبڑایا۔

"تو یعلمُ مَنْ خَلَق...... پر غور کرتے رہو۔"

اب عبدالحق میں یہ کہنے کی ہمت نہیں تھی کہ وہ غور کرتا ہے۔ رخ پھر اپنی طرف ہو جاتا اور ابھی اسے اس پر ٹوکا گیا تھا۔ اس نے کہا۔

"غور کرنے سے سمجھ میں کہاں آتا ہے......؟"

"غور کرنا تمہارا کام ہے اور رہنمائی کرنا، سمجھانا اللہ کی رحمت۔ اور وہ جتنا چاہے نوازتا ہے۔ وہ تو اب بھی تمہیں اس آیت مبارکہ کے حوالے سے نواز رہا ہے۔"

عبدالحق خاموش رہا۔

"نہیں سمجھے نا......؟"

عبدالحق نے نفی میں سر ہلایا۔

"اچھا...... یہ بتاؤ...... میں کیا ہوں......؟"

"ایک آواز......!"

"اور یہ آواز کہاں سے آئی......؟"

"میرے اندر سے......!"

"تمہیں پتا تھا کہ میں تمہارے اندر ہوں......؟"

عبدالحق نے پھر نفی میں سر ہلایا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے وجود میں کتنے نہاں خانے، کتنے تہہ خانے ہیں......؟"

"نہیں......! مجھے نہیں معلوم......!" عبدالحق نے ایک طویل لمحے کی شدید کشمکش کے بعد جواب دیا۔

"یہی نہیں معلوم تو یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ کس تہہ خانے میں کیا ہے......؟ کس میں برائی ہے......؟ کس میں بھلائی ہے......؟ برائی بھلائی کا بھیس بدل کر نکلے گی تو تمہیں کیسے پتا چلے گا کہ وہ بھلائی نہیں برائی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ اندر کی آواز نے کہا کہ تم بہت اچھے ہو......؟ کسی نیک عمل پر تمہیں داد دی......؟ تمہیں سراہا......؟"

"ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے۔"

"وہ بھلائی کے بھیس میں برائی ہوتی ہے۔ وہ تمہیں اپنی اچھائی کے گمان

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

میں مبتلا کرتی ہے۔ جو آگے جا کر غرور بن سکتا ہے۔ وہ تمہیں اللہ سے دور کرتی ہے۔ تمہیں یہ بات بھلا دیتی ہے کہ ہر تعریف اللہ کے لئے ہے۔"

عبدالحق تھرا کر رہ گیا۔

"یہ تو بڑی خطرناک بات ہے۔" وہ بڑبڑایا۔

"آدمی کو صرف باہر سے نہیں، اپنے اندر کی طرف سے بھی چوکنا رہنا ہوتا ہے۔ آدمی کے اندر سے کتنی آوازیں ابھرتی ہیں۔ اسے نہیں معلوم ہوتا کہ کون دوست ہے اور کون دشمن......؟"

"تمہارا تو مجھے معلوم ہے کہ تم دوست آواز ہو......!"

"کیسے معلوم ہے تمہیں......؟"

"جو برائی پر ٹوکے...... وہ دوست ہی ہوتا ہے......!"

"اور ابھی میں تم سے کہوں کہ واہ...... !تم بڑے چوکنے آدمی ہو...... ہو......!"

"میں سمجھ گیا...... اندر سے ابھرنے والی آواز تعریف کرے تو اس سے خبردار رہنا چاہئے۔"

"درست......! زندگی کو آسان کبھی نہ سمجھنا۔ زندگی گزارنا سرکس کے ... میں سو فٹ اوپر تنی ہوئی رسی پر چلنے کے مترادف ہے، جس کے نیچے بچانے والا جال نہیں ہے۔ ہوا کا ایک نرم جھونکا بھی توازن خراب کر سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ کے ولی ہر پل نفس کے خوفزدہ رہتے ہیں۔"

عبدالحق جھرجھری لے کر رہ گیا۔

"ایک اللہ ہے، جو تمہارے وجود میں چھپے تمام تہہ خانوں سے واقف ہے۔ جو تمہارے اندر رہنمائی کرنے والی آواز کو ابھارتا ہے، جو تمہیں اندر سے ابھرنے والی غلط ترغیبات سے بچاتا ہے۔ وہی تو سب کچھ جانتا ہے۔"

"اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ"

"کیا وہی نہ جانے، جس نے پیدا کیا ہے؟"

"الحمدللہ......!" عبدالحق نے دل کی گہرائی سے کہا۔

"کیسے اس نے مجھے سمجھایا...... ؟ میری رہنمائی فرمائی......!"

"غور کرتے رہو۔ اللہ اپنے ہر بندے کو سمجھاتا رہتا ہے۔ جو غور ہی نہ کرے، وہ نہیں پاتا۔"

عبدالحق چند لمحے انتظار کرتا رہا۔ لیکن آواز معدوم ہو گئی تھی۔

"میں کہاں تھا......؟" اس نے خود کلامی کی۔

"ہاں...... !اللہ نے مجھے ایمان سے نوازا...... !اور الحمدللہ...... !اس پر مجھے ... بجائے شکر گزاری عطا فرمائی۔"

"لیکن تم اس کا سبب نور بانو کو قرار دیتے رہے۔" اندر کی آواز پھر ابھری۔

"وہ وسیلہ تو تھی نا...... اور اللہ کا حکم ہے کہ اللہ نے جسے وسیلہ بنایا ہو، اس کا ... مانا جائے۔"

"ہاں ...... !مگر اسے اللہ کا کرم، اس کی رحمت تسلیم کرتے ہوئے۔ تم نے احسان کے نام پر نور بانو کو کیا سے کیا بنا دیا...... ؟ اسے بھی نقصان پہنچایا اور اپنے ... بھی ظلم کیا۔ تم نے اللہ کی شکر گزاری کو آلودہ کر دیا۔"

"میں اس پر اللہ سے رجوع کرتا ہوں اور دل کی گہرائی سے اس پر توبہ کرتا ہوں۔"

"بے شک ...... !وہ توبہ قبول کرنے والا اور اپنے بندوں کو پاک کرنے والا ہے۔"

پچھلی آیت کی کسوٹی پر عبدالحق نے خود کو پرکھا تو ہل گیا۔ بے شک وہ بھلائی ... مانگتا رہا، ذرا نہیں تھکا۔ وہ اللہ سے اپنے لئے اولاد کی دعا کرتا رہا۔ لیکن ... بانو کی موت نے اسے ایسا مایوس کیا کہ وہ اللہ کی عطا کی ہوئی اس بہت بڑی نعمت کو بھول گیا۔ خوش ہونا تو کجا، اس نے اس فضل پر اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کیا۔ وہ ایسے نڈھال ہوا جیسے دنیا ہی ختم ہو گئی ہو۔

"مایوسی تو کفر ہوتی ہے۔" عبدالحق نے گھبرا کر سوچا۔

"وہ مایوسی نہیں...... غم تھا...... جو فطری ہے۔"

"غم میں انسان زندوں کو نہیں بھول جاتا۔" اندر کی آواز نے ٹوکا۔

اس بار اس نے فوراً ہی سرِ تسلیم خم کر دیا۔

"ٹھیک ہے .....! اس پر بھی توبہ کرنی ہے۔"

دوسری آیات کے معاملے میں اللہ نے اسے بچالیا۔

"الحمد للہ.....!" اس نے اللہ کی نعمتوں اور عنایات کو اپنا حق [illegible] انہیں اپنے اعمال کا نتیجہ نہیں سمجھا۔ اور وہ آخرت کی طرف سے مطمئن [illegible] نہیں ہوا۔

"الحمد للہ.....!"

"اب کرنا کیا ہے.....؟"

"زندگی کا مقصد کیا ہے.....؟"

"اللہ کی محبت کا حصول.....!"

"اور طریق کار.....؟"

"دنیا سے محبت نہیں کرنی، لیکن دنیا کو چھوڑنا بھی نہیں [illegible] فرائض اللہ کو خوش کرنے کی نیت سے بہ حسن و خوبی اور محبت کے ساتھ [illegible] اپنے آرام کے وقت میں یکسوئی کے ساتھ اللہ کی عبادت، اس کا [illegible] کرنا ہے اس کی نعمتوں کا اور استغفار کرنا ہے۔ اپنی کوتاہیوں اور گناہوں [illegible] کے حقوق پوری طرح ادا کرنے ہیں۔ اپنے فرائض پورے کرنے ہیں۔ [illegible]"

"لیکن اب ماسوائے اللہ کے محبت کسی سے نہیں کرنی.....!"

یہ اس کا حتمی فیصلہ تھا، اور اس پر وہ مطمئن ہو گیا۔

❁❁❁

عارف کو پتا چلا کہ ارجمند بھی عبدالحق کے ساتھ کراچی آئی ہے [illegible] ملنے کو بے تاب ہو گیا۔ کتنے برسوں سے اس نے ارجمند کو نہیں دیکھا [illegible] ساتھ اس کی جذباتی وابستگی بہت گہری تھی۔ نادرہ کی یاد اس کے دل سے [illegible] تھی۔ ارجمند نے اس کی اور نادرہ کی ساتھ بیٹھے ہوئے جو تصویر بنائی [illegible] بہت احتیاط سے، بہت سنبھال کر رکھی تھی۔ جب بھی وہ اسے دیکھتا [illegible] تصور میں آ کھڑی ہوتی۔ وہ سوچتا، اب ارجمند کتنی بڑی ہو گئی ہو گی۔

[illegible] پتا چلا کہ ارجمند کی عبدالحق سے شادی ہو گئی ہے۔ اسے بہت خوشی [illegible] تھا کہ ارجمند ابھی کے عرصے سے ہی عبدالحق سے محبت کرتی ہے۔ اس [illegible] سرزد ہوئی تھی۔ وہ ارجمند کے لئے دعا کرتا تھا۔ لیکن جانتا تھا [illegible] پوری ہونے والی نہیں۔ لیکن یہ شادی نور بانو نے کرائی۔ یہ اور بڑی [illegible] تھی۔

[illegible] ارجمند کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھتا تھا۔ شادی کا اسے پتا چلتا تو وہ ہر [illegible] شادی میں شریک ہوتا۔ نہ صرف شریک ہوتا، بلکہ ایک باپ کی طرح اس [illegible] سب کچھ کرتا۔

[illegible] اس نے عبدالحق سے بہت گلہ کیا تھا۔ لیکن صورتِ حال سامنے آنے [illegible] ہو گئی۔ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ عبدالحق اسے کسی طور بھی [illegible] سکتا تھا۔ اس بے چارے کو سنبھلنے کا موقع ہی کہاں ملا تھا.....؟

[illegible] کے ہاتھ اس کے لئے کوئی تحفہ بھیجنا چاہتا تھا لیکن اسے پتا چلا کہ [illegible] ملنے جاتا ہی نہیں۔ اس پر اس نے عبدالحق کو بہت کچھ سمجھایا بھی تھا [illegible] ارجمند کے ساتھ زیادتی کر رہا ہے۔

[illegible] عبدالحق کا تبادلہ ہو گیا۔ بات ہی آئی گئی ہو گئی۔

[illegible] کراچی آ گئی تھی۔

[illegible] ارجمند سے ملنے اور اسے دیکھنے کو بے تاب ہو رہا تھا۔ عبدالحق نے [illegible] کر کے بتا دیا تھا۔ عارف جانتا تھا کہ ارجمند آتے ہی سب سے [illegible] کے لئے آئے گی۔ اور یہ وہ نہیں چاہتا تھا۔ اس کا فرض تھا کہ وہ اس [illegible] اس کی شادی کے بعد وہ پہلی بار اس سے ملنے والا تھا۔ اور اس [illegible] وہ اسے تحفہ بھی دینا چاہتا تھا۔ اپنے گھر پر بیوی کے سامنے یہ ممکن نہیں تھا۔ [illegible] بہت گڑبڑ ہو جاتی۔

[illegible] عبدالحق کی کراچی آمد کے دن بہت محبت سے ارجمند کے لئے [illegible] عبدالحق کی اماں کو بھی وہ نہیں بھولا۔ اور اس نے عبدالحق کو کہہ دیا تھا کہ [illegible] ائیرپورٹ آئے گا۔ حالانکہ عبدالحق کی گاڑی موجود تھی اور اس

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کے چند ملازم، جن میں ڈرائیور بھی تھا، دو دن پہلے ہی کراچی پہنچ گئے تھے
وہ خود ہی ریلوے اسٹیشن سے ان کے گھر لایا تھا۔ دو دن میں انہوں نے
ستھرائی کا کام مکمل کر لیا تھا۔

ایئر پورٹ پر ارجمند کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ اس کے تصور میں
بھی بچی ہی تھی۔ جوان ہونے کے بعد وہ پہلی بار اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ
مقابلے میں کہیں زیادہ حسین ہو گئی تھی۔

اسے نادرہ یاد آئی اور ان کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

ارجمند اسے دیکھ کر مکمل اٹھی اور پھوپھا جان کہہ کر اس سے لپٹ

حمیدہ اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے اسے دیکھا
تھا۔ لاہور کے اسپتال میں۔ اس روز جب ارجمند کی پھوپھی کا انتقال
معلوم تھا کہ نادرہ کی اس سے شادی ہونے والی ہے۔ اس لئے
پھوپھا جان کہنا حیرت انگیز نہیں لگا۔ اور اسے یاد تھا کہ مرنے سے پہلے
ذمہ داری نبھانے کی تلقین کی تھی۔ اور وہ ذمہ داری ارجمند ہی تھی۔

ارجمند پیچھے ہٹی اور اس نے عارف کو بہت غور سے دیکھا۔

"ارے پھوپھا جان.....! کیا.....؟" اس نے بے ساختہ کہا۔

ضبط کے باوجود عارف کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔ وہ
انہیں پونچھنے لگا۔

"کچھ نہیں گڑیا.....! خوشی کے آنسو ہیں۔"

مگر ارجمند کی آنکھیں بھی نم ہونے لگیں۔ البتہ آنسو پینے کی

اسے ہر وقت یاد رہتا تھا کہ اس نے عبدالحق سے ایک وعدہ کیا ہے، اور اسے
رکھنا ہے۔ لیکن اس وقت عارف سے مل کر اسے نادرہ اتنی شدت سے یاد آئی کہ
کے باوجود آنکھوں کو نم ہونے سے وہ اسے نہیں روک سکی۔

"میں اداسی اور دکھ کے آنسوؤں کو پہچانتی ہوں پھوپھا جان"
آہستہ سے کہا۔

عارف نے ماحول کے بوجھل پن کو کم کرنے کی کوشش کی۔

کہہ رہی ہو کہ اتنے برسوں کے بعد تمہیں دیکھ کر تم سے مل کر مجھے
ہوئی.....؟" اس نے شوخ لہجے میں کہا۔

"میرا اور آپ کا دکھ مشترک ہے پھوپھا جان.....!" ارجمند نے کہا۔

"نہیں آپ کا دکھ بہت بڑا ہے۔"

عارف حمیدہ کی طرف مڑا۔

"آپ کیسی ہیں اماں جان.....؟"

"اللہ کا شکر ہے پتر.....! پر تم بہت کمزور لگ رہے ہو.....؟"

"اب بڑھاپا شروع ہو رہا ہے نا اماں جان.....؟"

"کیسی بات کرتے ہو پتر.....! میرے عبدالحق کے ساتھ کے ہو۔"

"نہیں اماں جان.....! عبدالحق سے میں عمر میں کافی بڑا ہوں۔"

"پھر بھی بڑھاپے کی بات تو نہیں کر سکتے تم.....!"

وہ گھر پہنچے جہاں تمام ملازم ان کے منتظر تھے۔ عارف ان کے ساتھ گھر میں
"ابھی میں آپ لوگوں کی جان نہیں چھوڑوں گا۔ بس مجھے پندرہ منٹ اور
پھر آرام کر لیجئے گا۔"

"کیسی غیریت کی بات کرتے ہیں عارف بھائی آپ.....!" عبدالحق نے
کہا۔

وہ سب ڈرائنگ روم میں بیٹھ گئے تھے۔ عارف نے جیب سے کار کی چابی
نوریز کو دی۔

"جا کر میری کار کی ڈگی میں رکھا سامان نکال لاؤ.....!"

نوریز گیا تو رشیدہ آ گئی۔

"کچھ لاؤں آپ لوگوں کے لئے صاحب.....؟" اس نے عبدالحق سے

عبدالحق نے سوالیہ نظروں سے عارف کی طرف دیکھا۔

"چائے کو تو واقعی دل چاہ رہا ہے، مگر کہیں آپ لوگوں کے ساتھ زیادتی نہ

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ہو جائے۔" عارف نے کہا۔

"کھانا ہم لوگوں نے فلائٹ کے دوران کھایا تھا۔" عبدالحق

رشیدہ کی طرف مڑا۔

"چائے لے آؤ......!"

اتنی دیر میں نوریز سارے پیکٹ لے آیا تھا۔ وہ عارف

دیئے۔ سب سے پہلے اس نے حمیدہ کی طرف دو بہت خوب

بڑھائیں۔

"یہ آپ کے لئے ہے اماں جان......!"

حمیدہ کو چادریں بہت اچھی لگیں۔

"بہت شکریہ بیٹے......! لیکن تم نے اتنا تکلف کیا......؟"

"ماں کو تو آدمی محبت سے دنیا کے سارے خزانے دے

ہو اماں جان......! آپ ان دونوں چادروں کو تکلف کہہ رہی ہیں

"بہت اچھی ہیں بیٹے......!"

لیکن جب عارف نے ارجمند کے لئے لائے ہوئے تحائف

کی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔ ان میں تین تو طلائی زیورات کے بھاری سیٹ

بہت قیمتی جوڑے۔ ایک دُلہنوں والا سوٹ بھی تھا۔

"یہ تو آپ نے بہت زیادتی کی عارف بھائی......!" عبدالحق نے

"تم میرے ساتھ زیادتی کر رہے ہو عبدالحق......!" عارف نے

کہا۔

"ارجمند میرے لئے بیٹی کی طرح ہے۔ جن حالات میں یہ شادی

کی وجہ سے میں نے تم سے کبھی شکایت نہیں کی۔ اس کے باوجود کہ تمہیں کم از کم

رسمی طور پر اس شادی کے لئے مجھ سے اجازت لینی چاہئے تھی۔"

"آپ کی شکایت بجا ہے عارف بھائی......! لیکن سب کچھ اتنا جلد ہوا

کہ کچھ سوچنے کی مہلت ہی نہیں ملی۔"

"فون تو کر سکتے تھے...... مگر میں نے اس کی بھی شکایت نہیں کی۔

...اب کر رہا ہوں تو تم اسے زیادتی کہہ رہے ہو......؟"

...عارف کا حق ہے عبدالحق......!" حمیدہ نے مداخلت کی۔

...نہیں اماں جان......! یہ میرا فرض ہے۔"

...کہتے ہو پتر......!"

...معافی چاہتا ہوں عارف بھائی......!"

معاف تو میں تمہیں پہلے ہی کر چکا ہوں۔"

...بیٹھی تھی۔

...پھوپھا جان......! یہ جوڑا......؟" اس نے شادی کے جوڑے کی

...نے تمہیں دلہن بنے نہیں دیکھا۔ میرے نزدیک تو تمہاری شادی آج

...پھوپھا جان......!"

...تمہیں میری خاطر عبدالحق کی دلہن بننا ہوگا۔ اور ہاں......! تم اس

...ہو گی تو میری بیوی میری زندگی عذاب کر دے گی۔"

...رشتہ تو میں کسی قیمت پر نہیں چھوڑوں گی پھوپھا جان......! لیکن آپ فکر

...ارجمند نے کہا۔

"آپ جس بات سے ڈر رہے ہیں، وہ انشاء اللہ نہیں ہو گی۔ میں سنبھال

...نے سوچا کہ وہ اتنے دن بعد ملے ہیں۔ انہیں کچھ وقت ملنا چاہئے۔

...ہوئے حمیدہ سے کہا۔

...اماں......! آپ کو آپ کا کمرہ دکھا دوں......!"

حمیدہ اس کے ساتھ چلی گئی۔

اور تم خوش تو ہو نا......؟" عارف نے ارجمند سے پوچھا۔

الحمدللہ......! اتنی خوش کہ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔"

عبدالحق تمہیں خوش رکھتے ہیں نا......؟"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"آپ تو جانتے ہی ہیں کہ اللہ نے آغا جی کو کتنا اچھا...
کوئی ناخوش ہو ہی نہیں سکتا۔"

ادھر حمیدہ اپنا کمرہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ سب کچھ... والے کمرے جیسا ہی تھا۔ یہ بنگلہ لاہور والے بنگلے سے تو چھوٹا تھا... تھا۔

رشیدہ وہاں نورالحق کو سینے سے لگائے بیٹھی تھی۔ جیسے وہ... ہو۔ حالانکہ وہ صرف تین دن دور رہے تھے۔ عبدالحق نے دل میں... کے بیٹے سے بہت محبت کرتی ہے۔

حمیدہ نے نورالحق کو دیکھا تو اسے ایک اور خیال آیا۔

"لا رشیدہ......! اسے مجھے دے۔ اس نے اپنے... ہے۔"

رشیدہ نے نورالحق کو حمیدہ کی گود میں دے دیا۔ حمیدہ... روم کی طرف چل دی۔ عبدالحق اس کے پیچھے تھا۔

حمیدہ کو واپس آتے دیکھ کر عارف جلدی سے اٹھ کر... اسے اپنی بہت بڑی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔ ارجمند کی محبت میں اسے... رہا تھا کہ بچہ بھی ہے۔ اس نے اس کے لئے کچھ بھی تو نہیں خریدا تھا...

"یہ لو پتر عارف......! تمہارا نواسا تمہیں سلام کرنے آیا ہے..."
نورالحق کو عارف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

عبدالحق کو حمیدہ کا نورالحق کو عارف کا نواسا کہنا کچھ عجیب... بیٹا ہوتا تو اور بات تھی۔

عارف نے بڑی محبت سے نورالحق کو گود میں لیا اور اس کی پیشانی...

"اماں جان......! میرے لئے تو یہ بھتیجا ہے۔" عبدالحق کے...
پھر اس نے غور سے نورالحق کو دیکھا اور حیرت سے بولا۔

"ارے......! یہ تو بالکل ارجمند جیسا ہے......!"

"جی ہاں......! اللہ کی قدرت اور نور بانو کی ارجمند...

عبدالحق نے جلدی سے کہا۔

عارف کچھ کھسیا گیا۔ اس نے جیب سے سو کا نوٹ نکال کر بچے کے ہاتھ... اس کی مٹھی بند کر دی۔ پھر اس نے حمیدہ سے کہا۔

"...میں صاحب زادے کے لئے کچھ نہیں خرید سکا۔ سمجھ میں ہی نہیں آ رہا تھا... لئے کیا لیا جائے......؟ یہ کام میں نے رضوانہ پر چھوڑ دیا۔"

...نے دل میں کہا۔

"...تمہارے خیال میں یہ نور بانو کا بچہ ہے۔ ارجمند کا ہوتا تو سب سے بڑھ کر... لیکن تم نہیں جانتے کہ یہ ارجمند ہی کا بیٹا ہے۔ اور میں تمہیں بتا نہیں...

...نے اچانک حمیدہ سے کہا۔

"دادی اماں......! آپ اجازت دیں تو میں پھوپھا جان کے گھر جا کر سلام..."

"ضرور جاؤ......!" حمیدہ نے کہا۔ پھر بولی۔

"...میں بھی چلوں......؟"

"نہیں دادی اماں......! آپ تو بڑی ہیں۔ وہ خود آپ سے ملنے آئیں گی۔ ...بات ہے۔ میں تو چھوٹی ہوں۔"

"چل ٹھیک ہے......! تو چلی جا......!"

...نے بچے کو عارف سے لیتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"آپ کچھ دیر بعد آ جائیے گا۔"

وہ چلی گئی۔ حمیدہ بھی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ ڈرائنگ روم میں عبدالحق... اکیلے رہ گئے۔

"میرا بیٹا کیسا لگا عارف بھائی......؟" عبدالحق نے پوچھا۔

"بہت اچھا...... بہت خوب صورت......!"

"اسے دیکھ کر آپ کو یقین آیا کہ نور بانو ارجمند سے کتنی محبت کرتی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

عارف کو عبدالحق سے اپنی وہ گفتگو یاد آئی۔

''اسے دیکھ کر کون انکار کر سکتا ہے اس کی محبت کا۔

میں شرمندہ گی تھی۔

''اللہ مجھے میری اس بدگمانی پر مجھے معاف فرمائے۔ تم بھی مجھے معاف

کر دینا۔''

عبدالحق نے عارف کا ہاتھ پکڑ کر تھپتھپایا۔

''ایسے نہ کہیں......! آپ میرے بڑے بھائی ہیں۔''

❀❀❀

ارجمند نے عارف سے وعدہ بھی کر لیا تھا اور اس سلسلے میں

دُعا بھی کی تھی۔ لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ یہ وعدہ کیسے

سوچ میں غلطاں وہ عارف کے گھر میں داخل ہوئی۔

دروازہ رضوانہ نے کھولا۔ ارجمند نے سلام کرنے کے بعد

''میں عبدالحق صاحب کے گھر سے آئی ہوں۔''

''اوہ......! ان کی دوسری بیوی......؟'' رضوانہ کا لہجہ

''آؤ نا...... اندر آؤ......!''

ارجمند اس کے پیچھے پیچھے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔

''بیٹھو......!'' رضوانہ نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔

ارجمند بیٹھ گئی۔ وہ رضوانہ کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ اس

نقوش اسے بہت جانے پہچانے لگ رہے تھے۔ وہ پہچاننے کی کوشش

کچھ یاد آتے آتے رہ جاتا تھا۔

''بہت کم عمر ہو تم......!'' رضوانہ نے کہا۔

''لگتی ہوں شاید...... اتنی کم عمر ہوں نہیں۔'' ارجمند نے

وہ اب بھی اسے غور سے دیکھے جا رہی تھی۔

رضوانہ کو بھی اس بات کا احساس ہو گیا۔

''تم مجھے اس طرح گھور کر کیوں دیکھ رہی ہو......؟''

''ماشاءاللہ......! آپ بہت خوب صورت ہیں۔'' ارجمند نے گڑبڑا کر کہا۔

جی اس کے چہرے سے نظریں نہیں ہٹا پائی...... کوشش کے باوجود۔

''یہ بات تو شوہر کے منہ سے اچھی لگتی ہے۔ ہمارے شوہر نے تو کبھی کہی

پھر ایک دم ارجمند کی سمجھ میں وہ مشابہت آ گئی۔ ایک لمحے میں اس کی

میں۔ آنسو گرنے نہ پائیں، اس کوشش میں اس نے نچلے ہونٹ میں

رضوانہ نے یہ دیکھا تو اٹھ کر اس کے پاس آ بیٹھی۔

''کیا ہوا تمہیں......؟''

''آپ کو دیکھ کر کچھ خیال آ رہا تھا۔ ابھی سمجھ میں آیا ہے کہ آپ میری پھپھو

لگتی ہیں۔''

''تو آنسو کیوں......؟'' اب رضوانہ کا لہجہ بہت نرم تھا۔

''میری ایک ہی پھپھو تھیں۔ برسوں پہلے ان کا انتقال ہو گیا تھا۔''

''بہت محبت تھی تمہیں ان سے......؟''

''جی...... بہت زیادہ...... ان کے علاوہ میرا کوئی تھا ہی نہیں۔ دادا، دادی،

اور چچا سب پاکستان آتے ہوئے شہید ہو گئے تھے۔''

''اوہ......!''

''اور میرا کوئی بھائی تھا ہی نہیں۔'' اب رضوانہ کے لہجے میں محبت تھی۔

''میں تمہاری پھپھو سے اتنا ملتی ہوں تو تم مجھے اپنی پھپھو ہی سمجھو۔ مجھے کبھی

پھپھو کہہ کر نہیں پکارا۔''

نے بات خود بخود بنا دی تھی۔

''بہت شکریہ پھپھو......! مجھے تو بہت بڑی دولت مل گئی۔''

''دولت تو یہ میرے لئے بھی ہے۔ یہ نور بانو ہی کا بچہ ہے نا......؟''

''جی......! یہ بھی آپ کو سلام کرنے آیا ہے۔''

''......! میری گود میں تو دو اسے......!''

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ارجمند نے نورالحق کو اس کی گود میں دے دیا۔ وہ جانتی [illegible] ہوگا......؟ اب تو وہ یہ جملہ سننے کی عادی ہوگئی تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ [illegible] لگتا تھا۔

رضوانہ نے غور سے بچے کو دیکھا۔

"ارے......! یہ تو بالکل تم جیسا ہے......!"

"جی......اللہ کی قدرت ہے......!"

"اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ تمہارا بچہ نہیں ہے۔ میری [illegible] آتا کہ یہ کیسے ممکن ہے......؟"

"وہ......آپی مجھ سے بہت محبت کرتی تھیں نا......!"

"تم نور بھابی کو آپی کہتی تھیں......؟"

"پہلے سے ہی کہتی تھی۔ اللہ بخشے......انہوں نے ہمیشہ [illegible] سمجھا۔"

"میں نے سنا ہے، یہ شادی بھی انہوں نے کرائی تھی"

"جی......! بہت اصرار کیا تھا انہوں نے اس شادی کے لیے"

"کمال ہے......! وہ ایسی تھیں تو نہیں۔ ویسے بھی اپنے [illegible] لاتا ہے......؟" رضوانہ نے کہا۔

"اور تم نے بھی ان کی محبت میں ہی ہاں کی ہوگی......؟ [illegible] بہت خوب صورت بھی ہو۔ رشتوں کی کمی نہیں ہو سکتی تھی تمہارے لیے۔ [illegible] بھائی تو عمر میں تم سے کافی بڑے ہیں۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے پھپھو......! جوڑے تو اوپر بنتے ہیں۔"

"تم خوش تو ہو عبدالحق بھائی کے ساتھ......؟"

"الحمدللہ......! بہت زیادہ...... آغا جی جیسے لوگ تو قسمت [illegible] ہیں۔"

"آغا جی کہتی ہو انہیں......؟"

"جی......! پہلے سے ہی کہتی تھی۔"

[illegible] نے بچے کو پیار کیا۔ پھر بولی۔

"میں [illegible] ہوں تمہاری......اور یہ تو تم بن بلائے آگئے ہو۔ کل دعوت کروں [illegible]" وہ کہتے کہتے رکی۔

"[illegible] پھپھو بن گئی تمہاری اور تمہارا نام تک نہیں معلوم مجھے......!"

"میرا نام ارجمند ہے پھپھو......!"

"[illegible] خوب صورت اور مختلف نام ہے ماشاءاللہ......! تو ارجمند......! کل [illegible] دعوت ہے رات کے کھانے پر۔"

"ایک بات کہوں پھپھو......! برا تو نہیں مانیں گی......؟"

"تمہارے تو میں ناز اٹھاؤں گی۔ پھپھو ہوں تمہاری...... برا کیوں مانوں [illegible] نے بہت محبت سے کہا۔

"[illegible] ہوتا ہے۔ دعوت تو......"

"[illegible] ہے اور تم میری بھتیجی ہو۔ میرے رشتے سے یہ تمہارے پھوپھا [illegible] پھوپھا کہہ سکوں تو مجھے بہت اچھا لگے گا۔ لیکن انہوں نے یہ [illegible]......؟"

"[illegible] قبول نہیں کریں گے......؟"

اس لمحے باہر سے عارف کی آواز سنائی دی۔

"رضوانہ......! دیکھو تو کون آیا ہے......؟" پھر عارف اندر آیا۔ اس نے فوراً [illegible] دیکھتے ہوئے کہا۔

"آجاؤ......عبدالحق......! یہ تو تمہارا اپنا گھر ہے۔"

عبدالحق بھی اندر آگیا۔ اس نے رضوانہ کو سلام کیا۔

رضوانہ نے سلام کا جواب دینے کے بعد عارف سے کہا۔

"میں نے تو دیکھ لیا کہ عبدالحق بھائی آئے ہیں۔ مگر آپ کو نہیں پتا کہ کون آیا [illegible] ہے......؟ چلیں میں تعارف کرا دوں۔ یہ میری بھتیجی ہے......"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

عبدالحق کی حیرت کی کوئی حد نہیں تھی۔ لیکن عارف ہو...

گیا۔

رضوانہ ارجمند کی طرف مڑی۔

"اب میں تمہارے سامنے ہی کہلوا دیتی ہوں تمہارے پھوپھو...

عارف تو بے ہوش ہونے کے قریب ہو گیا۔ ارجمند نے آہستہ سے...

"جی... ٹھیک ہے...!"

"سنیں جی......! میں کل اپنی بھتیجی کی دعوت کر رہی ہوں...

ساس بھی آئیں گے۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں...؟" رضوانہ نے...

"اگر میں اعتراض کروں تو یہ کفران نعمت ہوگا۔ زندگی میں کسی...

بننے کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے مجھے... اور یہ رشتہ تمہاری طرف...

طرف سے ہوتا تو میں اسے صرف دعوت نہیں رہنے دیتا۔"

"کیا مطلب......؟"

جو کچھ ہوا، وہ عارف کے لئے ناقابل یقین تھا۔ ارجمند نے...

جادو کر دیا تھا رضوانہ پر۔ مگر اسے یقین آیا تو اسے موقع بے کار...

آ گیا۔ اب وہ اپنی خواہش بھی پوری کرا سکتا تھا۔

"چھوڑو... جانے دو... پھوپھی تم ہو، میں کیا کہوں...

"بتائیں نا...... کیا بات ہے...؟" اس کی توقع کے عین مطابق...

اصرار کیا۔

"تم اپنی بھتیجی کی شادی میں شریک نہیں ہوئیں تو کم از کم اب...

سکتا ہے۔"

"کیسے......؟"

"یہ دونوں کل ہمارے ہاں نئے دولہا دلہن کی طرح آئیں...

"ہاں...... ! یہ ٹھیک کہا آپ نے...!" رضوانہ نے کہا۔ پھر...

طرف مڑی۔

"تم اپنی پھوپھو کا حکم تو نہیں ٹال سکتیں...؟"

...کا چہرہ گلنار ہو گیا اس نے کن انکھیوں سے عبدالحق کی طرف...

...اس اشارے کو سمجھ گئی۔ وہ عبدالحق کی طرف مڑی۔

...میرے بھتیجے داماد بھی ہیں عبدالحق بھائی......!" وہ بولی۔

...ہیں آپ سے میرے... اور آپ کے بھائی کی بھی یہ خواہش

...پوری کریں گے...؟"

...اس سے کچھ بولا نہیں گیا۔

...عبدالحق...!" عارف نے دھمکی دینے والے لہجے میں کہا۔

...کا اعزاز کرنے کا موقع ملے تو یہ اس کی خوش نصیبی ہوتی

...نہیں چلے گا۔"

...تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے...؟ اس نے آہستہ سے کہا۔

...بھائی...! آپ کی خوشی ہے تو یوں ہی سہی...!"

...عبدالحق بھائی...!"

...آپ بھائی ہی رہیں گی۔"

...مرضی ہے...!"

...دعوت آپ کو ہمارے گھر آ کر دینی ہوگی پھپھو...!" ارجمند نے

...نے آپ کی اور پھوپھا جان کی محبت میں ہاں کر دی

...تیار نہیں۔"

...!"

...دعوت قبول کرنے نہ کرنے کا فیصلہ نہ آغا جی کر سکتے ہیں اور نہ

...اب تو دادی اماں ہیں۔"

...نے بہت تشکر سے ارجمند کو دیکھا۔ جو بات اسے کہنی چاہئے تھی،

...خیال بھی نہیں آیا تھا، وہ ارجمند نے کہہ دی تھی۔ وہ واقعی بڑی ذمہ دار

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''ٹھیک ہے ارجمند.....! تم فکر نہ کرو۔ میں ان سے بھی بات کر لوں
گی۔''

حمیدہ کو محسوس ہوتا تھا کہ نور بانو تو دنیا سے رخصت ہو چکی ہے لیکن اس کی پرچھائیں اب بھی عبدالحق اور ارجمند کے درمیان حائل ہے۔ وہ جانتی تھی کہ عبدالحق نور بانو سے بہت محبت کرتا تھا۔ وہ محبت ایک دم سے ختم ہونے والی نہیں تھی۔ لیکن اسے یقین تھا کہ ارجمند بالآخر عبدالحق کے دل میں گھر کر لے گی۔ وہ اتنی اچھی تھی۔ اس میں اتنی خوبیاں تھیں، کون اسے نظر انداز کر سکتا تھا.....؟

رضوانہ نے دعوت کی بات کی تو حمیدہ کو لگا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اس نے فوراً ہی دعوت قبول کر لی۔

عبدالحق اس صورتِ حال سے بچنا چاہتا تھا۔ ارجمند نے دعوت کی بات اماں کی طرف بڑھائی تو اسے امید ہوئی کہ اماں انکار کر دیں گی۔ لیکن اماں نے ... کوئی گنجائش ہی نہیں رہی۔

اور حمیدہ تو اس روز ایسے جوش میں تھی، جیسے نئی نئی شادی ہو رہی ہو۔ ارجمند کے لئے تو ہر چیز نئی تھی، جو اس کے لئے عارف لایا تھا۔

اس نے رشیدہ سے کہا۔

''آج تجھے میری بچی کو نویلی دلہن بنانا ہے۔''

''آپ فکر ہی نہ کریں بیگم صاحبہ.....! آپ دیکھ نہیں پائیں گی۔ چودھویں کا چاند نکل آیا ہے۔''

اس کے بعد حمیدہ کو عبدالحق کی فکر ہوئی۔

''تیرے پاس نئے کپڑے نہیں ہیں پتر.....؟'' اس نے فکر مندی سے پوچھا۔

''کمال کرتی ہیں اماں.....! لگتا ہے سچ مچ شادی ہو رہی ہے۔'' عبدالحق نے کھسیا کر کہا۔

اسے اب عارف پر غصہ آ رہا تھا، جس نے خواہ مخواہ یہ بات چھیڑ دی تھی۔

''مفت میں خوشی مل رہی ہے پتر.....! اور خدا کا شکر ادا کر۔ یہ اس کی رحمت ہے نا.....!''

''ہوں، ٹھیک ہے اماں.....! لیکن نئے کپڑوں کی کیا تک ہے.....؟''

''... اور اب تو کچھ ہو بھی نہیں سکتا۔''

اسی لمحے نوریز نے دروازے پر دستک دی۔ عبدالحق کی آواز دینے پر وہ اندر آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ہینگر تھا، جس میں ایک سوٹ لٹکا تھا۔ دوسرے ہاتھ میں ایک پیکٹ تھا۔

''یہ باہر والے صاحب دے کر گئے ہیں آپ کے لئے.....!''

''لے دیکھ لے.....! اللہ کی رحمت.....!'' حمیدہ نے خوش ہو کر کہا۔

عبدالحق نے کوٹ اور پینٹ کو اپنے جسم پر لگا کر رکھا۔ سوٹ بالکل اس کے ناپ کا تھا۔ پیکٹ میں متفرق چیزیں تھیں۔

''بے شک اماں.....! یہ اللہ کا فضل ہے۔''

... میں حمیدہ آسیہ کو ساتھ لے کر گئی۔ نورالحق کو سنبھالنا اس کی ذمہ داری تھی۔

... جیسے ایک نو بیاہتا جوڑے کی دعوت تھی۔ اور وہ چاند سورج کی جوڑی تھی۔ ... بے تحاشا رہے تھے جیسے دو دن پہلے ہی ان کی شادی ہوئی ہو۔ حمیدہ بھی ایک کو دیکھتی، دوسرے کو۔ رضوانہ بھی بہت خوش تھی اور اس کے بچے بھی۔ اس کی بیٹی ارجمند سے الگ ہونے کو کسی طرح تیار ہی نہیں تھی۔

''سوٹ کیسا رہا.....؟'' عارف نے عبدالحق سے پوچھا۔

''بالکل فٹ.....! یہ بتائیں..... یہ آپ نے کیا کیسے.....؟''

''یہ راز کی بات ہے۔ لیکن بتا دیتا ہوں۔ یاد ہے، ایک بار تم سے تمہارا ناپ لیا تھا.....؟''

عبدالحق نے اثبات میں سر ہلایا۔

''تم نے اپنی آمد کی اطلاع دی تو میں وہ سوٹ اور یہ کپڑا لے کر ٹیلر کے پاس گیا۔ بہت نخرے کیے اس نے۔ میں نے خوشامد کی۔ ورنہ تین دن میں کون سوٹ سی کر دیتا ہے۔ مگر اس نے کہہ دیا تھا کہ فٹنگ کی گارنٹی نہیں دے سکتا وہ۔''

"میں تو یہی کہوں گا کہ اس نے کمال کر دیا... !"

کھانے کے بعد عبدالحق نے اجازت چاہی۔ مگر عارف

پر انہیں رکنا پڑا۔ عبدالحق اس دوران عشاء کی نماز پڑھ آیا۔

اور جب وہ گھر پہنچے تو عارف کی طرف سے ایک اور

اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ دونوں ہکا بکا رہ گئے۔ وہ بھول گئے

کہاں ہیں۔ ؟ وہ منظر ہی ایسا تھا۔

وہ ان کا کمرہ تھا۔ لیکن ان کا کمرہ لگ ہی نہیں رہا تھا۔

بالکل نئی تھیں۔ مسہری، الماری اور سنگھار میز — اور اس وقت وہ

حجلۂ عروسی تھا۔ پورا کمرہ بہت خوب صورتی سے سجایا گیا تھا۔ مسہری

لڑیاں تھیں، اور سیج بھی گلابوں کی تھی۔

وہ دونوں اپنی اپنی جگہ سن کھڑے تھے۔ پھر ارجمند آگے

کھول کر دیکھا۔ پرانی الماری کی ہر چیز اس الماری میں موجود تھی۔

کہ یہ کام رشیدہ نے کیا ہے۔

اس نے پلٹ کر بلند آواز میں رشیدہ کو پکارا۔

رشیدہ کمرے میں آئی۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

کوشش کر رہی تھی۔

"یہ سب کیا ہے... ؟"

"آپ دعوت میں گئیں تو کچھ لوگ یہ سامان لے کر آئے۔

"میں سمجھی کہ بڑے صاحب نے منگوایا ہے۔ پھر وہ آدمی

لئے آئے۔ ان کے ساتھ برابر والے صاحب بھی تھے۔ وہ انہیں سمجھا کر

گئے۔ وہ دونوں کمرہ سجا کر کچھ ہی دیر پہلے گئے ہیں۔"

"ٹھیک ہے... ! تم جاؤ... !"

ارجمند نے عبدالحق کی طرف دیکھا۔

"عارف بھائی کچھ بھی کر سکتے ہیں۔" عبدالحق نے آہستہ سے کہا۔

"آپ تھک گئے ہوں گے۔ آرام سے لیٹ جائیں۔ کپڑے

عبدالحق نے باتھ روم میں جا کر لباس تبدیل کیا۔ پھر وہ واپس آ کر بستر پر

ذہن کی عجیب کیفیت تھی۔ کچھ یہ بھی تھا کہ یہ سب اس کے لئے خلاف

پھر وہاں رچی ہوئی گلابوں کی خوشبو کچھ بھولے بسرے جذبوں کو جگا رہی

ارجمند کمرے میں آئی تو وہ حیران رہ گیا۔ اس نے لباس تبدیل نہیں کیا تھا۔

کے ساتھ تھی اور اس کے ہاتھ میں گرم پانی کا تسلا تھا، جس سے بھاپ اٹھ

پھر اس نے الماری سے ایک تولیہ نکال کر ارجمند کو دیا، اور کمرے سے چلی

"میں آ گئی جی... !" ارجمند نے کہا۔

"آج یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں... !"

"میرے لئے آج یہ ہر دن سے بڑھ کر ضروری ہے۔ اٹھ جائیں

تم اور کم کپڑے تو بدل لیتیں... ؟" عبدالحق نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیوں جی... ! ایک کمی رہ گئی تھی، آج پھوپھا جان کی مہربانی سے وہ

موقع مل رہا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں... !"

"جس رات میں دلہن بنی تھی، اس رات آپ کی یہ خدمت نہیں کر سکی۔ سوچا

تھا کہ ... آج دلہن بنی ہوئی ہوں، اور آپ کی خدمت کروں

یہ میرے لئے بہت بڑی خوشی ہے۔ چلئے... پاؤں پانی میں ڈالئے... !"

عبدالحق نے پاؤں پانی میں ڈالے۔ ارجمند مصروف ہو گئی۔

عبدالحق پورے دن ارجمند کی طرف دیکھنے سے گریز کرتا رہا تھا۔ مگر اب وہ

سے دیکھ رہا تھا۔ کمرے کا ماحول پہلے ہی اس پر اثر انداز ہو چکا تھا اور اب

بے پناہ حسن اسے مبہوت کر رہا تھا۔ وہ تو نشے جیسی کیفیت تھی۔

ارجمند اب تولیے سے اس کے پاؤں خشک کر رہی تھی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"بس کرو ارجمند ....!" عبدالحق نے بھاری آواز میں کہا۔

"اب میں برداشت نہیں کر سکتا ....!"

ارجمند نے سر اٹھا کر حیرت سے اسے دیکھا۔ لیکن اس کی آنکھ...
بہت واضح تھی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"بہت بہتر آغا جی ....! جو حکم آپ کا.....!"

پھر وہ تسلا اٹھا کر باتھ روم میں لے گئی۔ وہاں سے وہ دروازے...
گئی۔ دروازہ بند کر کے وہ پلٹی۔

"لائٹ آف کر دوں آغا جی ...؟"

اس نے پوچھا۔

عبدالحق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ایسے خوش نصیب کم ہی ہوتے ہوں گے جنہیں باہم سہاگ ...
جائے۔ ان دونوں پر یہ نوازش ہوئی تھی۔

عبدالحق بے سدھ ہو کر سو گیا۔

پھر اس کی آنکھ کھلی تو شاید اسی لئے کہ اس کا گلا خشک ہو رہا تھا۔ ...
پیاس تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ارجمند کو چھونا چاہا لیکن ارجمند کے بجائے اس...
نورالحق کے ننھے جسم سے ٹکرایا۔

اسے ایسا لگا جیسے جو کچھ ہوا، وہ خواب تھا۔ ہمیشہ کی طرح نورالحق ...
ارجمند کے درمیان تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھایا۔ لیکن ارجمند بستر پر موجود نہیں...

"ارے .... ! یہ کہاں گئی ...؟" اس نے سوچا۔ پھر اس نے دھیمی...
پکارا۔

"ارجمند ....! ارجی .....!"

کوئی جواب نہیں ملا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کمرے میں اندھیرا تھا۔ ...
اندھیرے کی عادی ہوئی تو کمرے کے ایک گوشے میں اسے متحرک سفیدی ...
چند لمحوں بعد اسے اندازہ ہوا کہ وہ ارجمند تھی، اور وہ نماز پڑھ رہی تھی۔

وہ اسے دیکھ کر حیرت سے سوچتا رہا۔ اس کا خیال درست تھا۔ ...

...تھا تھا۔ ورنہ ارجمند اس وقت نماز کیسے پڑھ سکتی تھی.....؟ مگر وہ بہت
...خواب تھا۔ اور اب وہ اس کی تعبیر چاہتا تھا۔ دل مچلنے لگا۔
...ارجمند نے سلام پھیرا اور اٹھ کر اس کی طرف آئی۔ اندھیرے میں وہ اسے
...نہیں آیا تھا۔

"آپ نے مجھے آواز دی آغا جی ...! آپ جاگ کیوں گئے ...؟" اس

...الحق نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"...ری نیند سے آنکھ کھل گئی۔ بہت پیاس لگ رہی ہے۔"

"پانی تو یہیں رکھا ہے ...!" ارجمند نے پانی کا گلاس اسے دیا۔

...الحق نے پانی پی کر گلاس اسے دیا۔ پھر بھاری آواز میں بولا۔

"...پیاس ایسے بجھنے والی نہیں ...!"

"...رکعتیں اور پڑھنی ہیں آغا جی ...! اجازت.....؟"

"...نماز سے کون روک سکتا ہے .....؟" عبدالحق نے جھرجھری سی لی۔

"...ک اللہ.....!"

"...ایک بات کہوں ... لائٹ آن کر دو .....!"

"...بہتر ...!"

ارجمند نے روشنی کر دی۔ پھر وہ نماز کے لئے کھڑی ہو گئی۔

...الحق غور سے اسے دیکھتا رہا۔ اب وہ سادہ سفید عام سے کپڑوں میں تھی،
...کہیں زیادہ خوب صورت لگ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر عجیب سی روشنی
...تھی۔

"...میں واقعی بہت خوش قسمت ہوں۔" عبدالحق نے زیر لب کہا۔

...اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ ساڑھے بارہ بجے تھے۔ اس کی سمجھ میں
...ارجمند نے اتنی دیر سے نماز کیوں پڑھی ہے ...؟

...ارجمند نے سلام پھیرا۔ دعا کی۔ پھر مصلیٰ سمیٹ کر الماری کے اوپر رکھا اور
...متوجہ ہوئی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"اب لائٹ آف کر دوں آغا جی...؟"

"ہاں...!"

اندھیرا ہو گیا۔ رات پردہ پوش.....!

سفید لباس میں ہونے کی وجہ سے وہ اسے آتی نظر آئی۔
بے خود کر دینے والی وہ خوشبو ہی اس کی آمد کا پتا دینے کے لئے کافی تھی۔
پردہ پوش رات کے مہکتے اندھیرے میں عبدالحق نے سرگوشی...
"پتا ہے... میں نے خواب میں تمہیں اور خود کو دیکھا تھا...
صورت خواب تھا۔"

وہ خواب نہیں تھا آغا جی...!" ارجمند نے نرم لہجے میں...
"تو کیا حقیقت بھی اتنی خوب صورت ہو سکتی ہے...؟"
اور چند لمحوں کے بعد وہاں سانسوں کے سوا کوئی آواز نہ تھی۔
اور وہ نیند کے صرف چند لمحے ہی تھے۔ پھر عبدالحق کو...
اسے جھنجوڑ رہا ہے۔ اسے جھنجلاہٹ ہونے لگی۔ وہ بہت میٹھی نیند تھی...
اٹھنا چاہے گا...؟

"کیا ہے... کون...؟" اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔

"اٹھ جائیں آغا جی...!"

وہ ارجمند کی آواز تھی۔

"نہیں اٹھ سکتا... سونے دو مجھے...!"

"فجر کا وقت ہو رہا ہے آغا جی... اٹھ جائیے... نماز کے...
گا...!"

"میں نے کہا نا... مجھے سونے دو...!"

"نہیں آغا جی... فجر کی نماز میں صرف پندرہ منٹ ہیں اور...
کرنا ہے۔"

عبدالحق کو کرنٹ سا لگا۔ سب کچھ پہلی بار کی طرح ہو رہا تھا...
تھا۔ اب وہ زیادہ چوکنا تھا۔ غسل کا سنتے ہی اسے سب کچھ یاد آ گیا اور...

...ارجی...!" اس کے لہجے میں تشکر تھا۔ اسے احساس ہوا
...کی نہیں تھا۔ ارجمند اسے نہ جگاتی تو وہ سوتا ہی رہ جاتا اور فجر کی نماز

...اس نے ارجمند کو دیکھا۔ اسے دیکھ کر لگا کہ وہ مصلے سے اٹھ کر آئی
...؟

...میں سب کچھ تیار ہے آغا جی...!"
...باتھ روم میں چلا گیا۔ ارجمند پھر مصلے کی طرف چلی گئی۔ وہ غسل کر
...کی طرف چلا گیا۔
...رضوان کے خلوص اور محبت نے جو انہیں ایک رات دی تھی، وہ ان
...یادگار بن گئی۔ دونوں اس رات کے بارے میں مہینوں سوچتے
...ان کا انداز مختلف تھا۔ دونوں کی سوچ مختلف تھی۔ اس رات نے دونوں
...اثرات چھوڑے۔
...رضوان کو بھی پتا نہیں چلا کہ وہ رات اتنی اہم تھی۔
...عبدالحق دفتر نہیں جا سکا۔

❁❁❁

...والے دن عبدالحق نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ایک بار ان سب کو گلشن
...یہ داری نبھانی بھی ضروری تھی۔
...طے تھی۔ ارجمند میں بڑی خوبیاں تھیں۔ دل جیتنے کا ہنر اسے
...عبدالحق رضوان کو بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ اس کے اندر نہ جانے کیسی
...قریب ہو کر بھی کسی کے بہت قریب نہیں ہوتی تھی۔ لیکن ارجمند کے
...چھوٹی بن گئی تھی۔
...نے پہلی پکنک پر بھی عارف کو دعوت دی تھی۔ لیکن اس نے
...سے انکار کر دیا تھا۔
...تو چلیں گی نا...؟"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''نہیں بھائی ......! ان کے بغیر مجھے اچھا نہیں لگے گا۔''

نے اسے حیران کر دیا تھا۔

پھر عارف میں واضح تبدیلی نظر آئی۔ وہ خوش نظر آنے لگا تو

عبدالحق نے اس سلسلے میں اس سے بات کی۔

''تبدیل میں نہیں ہوا عبدالحق ......! میں تو اب بھی ویسا ہی

تمہاری بھابی ہوئی ہیں۔'' عارف نے کہا۔

''وہ تو میں بھی دیکھ رہا ہوں۔'' عبدالحق نے کہا۔

''تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ میں خود تصور نہیں کر سکتا تھا۔

سے کھانا آنے لگا ہے اور رضوانہ جس طرح سے اب میرا خیال رکھتی ہے

نہیں سکتا۔''

عبدالحق نے غور سے اسے دیکھا اور سمجھ گیا کہ وہ کیا کہہ

''یہ سب ہوا کیسے ......؟''

''کیسے ہوا ......؟ یہ تو میں نہیں جانتا۔ یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں

جادو ہے، جو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ اس نے رضوانہ کو اپنی

کیسے ......؟ یہ مجھے نہیں معلوم ......! اور میں اس سے پوچھ بھی نہیں سکتا۔''

لیکن عبدالحق تو پوچھ سکتا تھا۔

''پھپھی جان دل کی بہت اچھی ہیں۔'' ارجمند نے کہا۔

''میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ البتہ وہ مجھے

میرے دفتر کھانا بھجوانے پر انہیں بڑی حیرت ہوئی۔ پوچھا تو میں نے

طرح آپ کا خیال رکھنے کی کوشش کرتی ہوں ......؟ کہنے لگیں، مجھے

تھا۔ کوئی بتانے والا ہی نہیں تھا۔ اب سوچتی ہوں، میں نے ان کے

کی۔ میں نے اللہ کے احکامات کے حوالے سے انہیں بتایا تو کہنے لگیں

ہے ......؟ اب بھی تلافی ہو سکتی ہے۔''

''یہ تو واقعی کمال کر دیا تم نے ......!''

''سب اللہ کی مہربانی ہے آغا جی ......!'' ارجمند کے لہجے

''بے شک ...... الحمدللہ ......!'' عبدالحق نے شرمندگی سے کہا۔

دوسری بار پکنک کی بات ہوئی تو عارف کے کچھ کہنے سے پہلے ہی رضوانہ

''ضرور چلیں گے عبدالحق بھائی ......!''

عبدالحق نے عارف کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ عارف نے بے بسی

کے طور پر کندھے اچکا دیئے۔

''اب بھی بھلا انکار کر سکتا ہوں ......؟''

''ایسی بات نہیں ...... آپ مصروف ہوں تو کوئی بات نہیں ...... پھر بھی

رضوانہ نے جلدی سے کہا۔

''تمہاری خوشی کے لئے مصروفیت کو ٹالا بھی جا سکتا ہے۔''

''شکریہ جی ......!''

''اور یہ پکنک ہر طرح سے کامیاب رہی۔ عبدالحق کو پتا چل گیا تھا، اس لئے

اس نے پہلے عبداللہ شاہ غازیؒ کے مزار پر رکے۔ عبدالحق نے حمیدہ کو بتایا کہ یہ

بزرگ کا مزار ہے۔

انہوں نے مزار پر فاتحہ پڑھی۔ میٹھے پانی کے چشمے کا سن کر حمیدہ بہت حیران

''جی اماں ......! کراچی میں تو سمندر سے بہت دور بھی میٹھا پانی کم ہی نکلتا

عبدالحق نے کہا۔

''اور یہ چشمہ تو سمجھیں کہ سمندر سے ہی پھوٹتا ہے۔''

''دیکھ لے پتر ......! یہ بھی اللہ کی نشانی ہے۔ اللہ اپنے ولیوں کی کیسے کیسے

ہے ......؟''

''بے شک اماں ......!''

اس بار حمیدہ کے سب ارمان پورے ہو گئے۔ یہاں وہ پانی میں کھڑی ہو سکتی

اس کو سہارا دینے کے لئے اس کے ساتھ کھڑا رہا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

لیکن ارجمند نورالحق کو گود میں لئے کنارے پر کھڑی رہی۔ لہریں اس کے قدموں میں دم توڑ رہی تھیں۔ پھر سمندر کی شوخی [illegible] ہٹ گئی۔ عارف کی بڑی بیٹی فوزیہ اس کے ساتھ تھی۔

عبدالحق نے انہیں دیکھا تو حمیدہ کے پاس نوریز اور [illegible] آیا۔

''کیا ہوا......؟ تم یہاں کیوں کھڑی ہو......؟'' اس نے پوچھا۔

''ڈر لگتا ہے پانی سے......؟''

''نہیں آغا جی......! یہاں غیر لوگ بھی ہیں۔ کپڑے [illegible] ہو گی۔''

''اگر انجوائے ہی نہ کرو تو یہاں آنے کا فائدہ......؟''

''میں پوری طرح انجوائے کر رہی ہوں آغا جی...... قدرت کا نظارہ کر رہی ہوں۔''

اس نے جس بے ساختگی سے نورالحق کو اپنا بچہ کہا، اور [illegible] کہ وہ نورالحق کو زیادہ تر اپنی گود میں ہی رکھتی ہے۔ یہ سب [illegible] سا لگا۔ اس نے کہا۔

''جیسے تمہاری مرضی......!'' یہ کہہ کر وہ جانے کے لئے [illegible]

ارجمند نے نورالحق کو سینے سے لگاتے ہوئے عبدالحق کا [illegible]

''آپ کو شاید یقین نہیں آیا کہ میں انجوائے کر رہی [illegible] ہو گئے آغا جی......؟''

''میں کیوں خفا ہوں گا......؟ کوئی زبردستی تھوڑا ہی ہے۔''

''سمندر کا کیا پتا آغا جی......! اور بے حجابی اللہ کی ناراضی کا سبب [illegible]'' ارجمند نے بے حد عاجزی سے کہا۔

''ویسے بھی یہاں میرا انجوائے کرنے کا انداز مختلف ہے۔''

''تو وہ دکھاؤ مجھے......!''

''ٹھیک ہے......! آپ نورالحق کو گود میں لیں اور میرے [illegible]

[illegible] نورالحق کو گود میں لے لیا۔ وہ تینوں وہیں ریت پر بیٹھ گئے۔

[illegible] پانی میں جادو کر دیا......!'' عبدالحق نے فوزیہ نے کہا۔

[illegible] جو باجی کہہ رہی ہیں، ٹھیک ہے......!'' پندرہ سال [illegible]

[illegible] میں اعتراف کیا کہ ارجمند کو اپنا رنگ جمانا خوب آتا ہے۔ [illegible] کے قریب رہی، اس کے سامنے چھوٹی سے بڑی ہوئی، لیکن برسوں [illegible] قریب نہیں ہوئی، جتنی چند دنوں میں ارجمند سے ہو گئی ہے۔

[illegible] جھٹک کر اس نے ارجمند کی طرف دیکھا۔ وہ بڑے انہماک [illegible] اور فوزیہ بہت دلچسپی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس وقت ارجمند کو [illegible] جیسے وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہے۔

[illegible] ارجمند نے اسے چونکا دیا۔

[illegible] آغا جی......؟''

[illegible] گھروندا بنا رہی ہو تم......؟''

[illegible] اس وقت بہت خوش ہوں۔ الحمدللہ......! یہ میرا انجوائے منٹ [illegible]

[illegible] مجھے اچھا لگا ہے۔''

[illegible] یاد آیا اس گھروندے کو دیکھ کر......؟''

[illegible] نے چند لمحے ذہن پہ زور دیا۔ پھر نفی میں سر ہلایا۔

[illegible] تو کچھ یاد نہیں آیا۔ کوئی خاص بات......؟''

[illegible] نہیں...... میرے لئے تو بہت خاص بات ہے۔''

[illegible]......!''

[illegible] ایک بار پہلے بھی گھروندے بنائے تھے۔ فرق یہ ہے کہ یہ ریت کا [illegible]''

[illegible] یاد آ گیا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"ہاں..... یاد آ گیا.....!" اس نے کہا۔
"تم نے اسٹوڈیو میں بھی بنایا تھا، اور اسے میرا ہیسٹ ..."
"جی ہاں.....!"
"اور تم نے اس کا اسکیچ بھی بنایا تھا۔ میں نے تصویر ..."
عبدالحق کی نگاہوں میں وہ منظر پھر گیا۔
"جی ہاں.....! آغا جی.....!"
"اور تم اس وقت بہت چھوٹی تھیں۔"
"جی.....! بس..... ظاہری طور پر..... اور صرف ...
ہو گئی.....؟"
"تمہیں پچھتاوا ہوتا ہے اس پر.....؟" عبدالحق نے ...
"ہرگز نہیں.....! ذرا بھی نہیں.....!" ارجمند نے ...
"مجھے تو خوشی ہوئی ہے اس پر۔ بڑی نہ ہوتی تو آپ ...
رکی۔ پھر اس نے بات پوری کی۔
"خواب کی تعبیر کیسے ملتی مجھے.....؟ سچ پوچھیں تو میں اس ...
میرا خواب بڑوں کا خواب تھا نا آغا جی.....؟"
عبدالحق جانتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے.....؟ اور وہ بات ...
ہے۔ اس کی خلش دور ہو گئی۔
فوزیہ کی سمجھ میں ان دونوں کی باتیں نہیں آ رہی تھیں۔ ...
گھروندے کو دیکھے جا رہی تھی۔
ارجمند نے بڑی نزاکت سے اپنا پاؤں باہر نکالا۔
"گھروندا تیار.....!" اس نے بچوں کی سی چہکار سے کہا۔
اس وقت وہ عبدالحق کو چھوٹی سی بچی ہی لگی۔
"یہ گروندا کس کا ہے باجی.....؟" فوزیہ نے پوچھا۔ ...
تھی۔ پھر اس نے خود ہی کہا۔
"میرا ہے نا.....؟"

"..... اپنا گھروندا خود بنانے کا لطف ہی اور ہوتا ہے۔"
"یہ کس کا ہے.....؟"
"یہ ... چچا جان کا ہے۔" ارجمند نے آہستہ سے کہا۔
"تو چچا جان کو خود بنانا چاہیئے تھا۔" فوزیہ نے تنک کر کہا۔
"آپ نے کیوں گھروندا بنایا ان کے لئے.....؟"
"... ساحل پر بیٹھ کر بچوں کی طرح گھروندا بنائیں گے تو ...
"... یہ کیا بات ہوئی.....؟ پھر آپ میرے لئے بھی بنائیں ایک ..."
"... فوزی..... میں نے نورالحق کے لئے بھی نہیں بنایا نا..... یہ بڑا ہو کر ... گھروندا اپنے لئے .....!"
"... سے تو نہیں بنے گا۔"
"... میں تمہاری مدد کروں گی۔"
"... بتائیں کہ اس میں ایک دروازہ کیوں ہے.....؟"
"گھروندے میں ایک ہی دروازہ ہوتا ہے گڑیا.....! گھروندے والا اندر گیا ... دروازہ بند کر دیا..... ایسے.....!" ارجمند نے کہا اور گھروندے کے درواز... بند کر دی۔
"تا کہ وہ باہر نہ آ سکے.....!"
اس اشارتی گفتگو نے عبدالحق کے دل میں ہلچل مچا دی۔ ارجمند یہ سب کچھ بہت ... سے کہہ رہی تھی۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ ارجمند کے مزاج میں اتنی ... ہے۔ ایسی لطیف گفتگو اس نے کبھی نہیں سنی تھی۔
اس لڑکی کی کشش سے بچ نکلنا بہت دشوار ہے۔ اس نے دل میں کہا۔
"بہت..... بہت زیادہ دشوار..... دنیا میں تو مکمل خوب صورتی کا وجود ... زمین پر مکمل خوب صورتی سے قریب تر یہی ہو سکتی ہے۔"
"گھروندے میں دو دروازے کیوں نہیں ہو سکتے باجی.....؟" فوزیہ نے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ارجمند سے پوچھا۔

''دو دروازوں کا فائدہ.....؟ آدمی ادھر سے اندر گیا اور ادھر سے باہر.....!''

''مگر مجھے تو دو دروازے ہی چاہئیں۔ آپ اور میں پاؤں مار کر بناتے ہیں۔ اس میں دو دروازے ہوں گے۔''

''تمہاری خوشی ہے تو یوں ہی سہی.....!''

وہ دونوں بڑا گھروندا بنانے میں مصروف ہو گئیں۔

عبدالحق ارجمند کے بنائے ہوئے گھروندے کو دیکھتا رہا۔ یہ کتنا بھدا اور بدنما ہے لیکن ساحل پر یہ کتنا خوب صورت لگ رہا ہے۔

کوئی یاد تھی، جو اس کے اندر کہیں بہت گہرائی سے سر اٹھا رہی تھی، لیکن ابھر نہیں پا رہی تھی۔ کچھ یاد آتے آتے رہ جاتا تھا۔

''نہیں باجی.....! یہ تو بہت برا لگ رہا ہے۔'' فوزیہ کی آواز نے چونکا دیا۔ اس نے دیکھا۔ وہ بڑا گھروندا واقعی بہت بھدا لگ رہا تھا۔

''میں اسے گراؤں گی۔'' فوزیہ نے پاؤں گھروندے کی طرف بڑھایا۔

''نہیں فوزی.....! بری بات.....!'' ارجمند کے لہجے میں سختی تھی۔

فوزیہ ٹھٹک گئی۔

''گھروندے تو خواب کی طرح ہوتے ہیں اور خواب خوشی ہوتے ہیں اور خوشی ہوا کے جھونکوں کی طرح ہوتی ہے۔ یہ سب پل دو پل کے مہمان ہوتے ہیں۔ ان کا احترام کرنا ضروری ہوتا ہے۔''

فوزیہ حیرت سے ارجمند کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔

عبدالحق بھی حیرت سے ارجمند کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن وہ سب سمجھ رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس لڑکی میں کتنی گہرائی ہے اور گہرائی میں یہ اس سے بھی آگے ہے، جتنی اپنی سطح پر ہے۔

اسی لمحے ایک شریر لہر کچھ زیادہ ہی آگے بڑھ آئی۔ ارجمند اور فوزیہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ لہر واپس ہوئی تو دونوں گھروندے کھنڈر بن چکے تھے۔

''یہ کیا ہوا.....؟'' فوزیہ نے تڑپ کر کہا۔

''تو کیوں رو رہی ہوں.....؟ تم تو پاؤں مار کر گرانے والی تھیں اسے.....؟''

''مجھے اپنے والے کا دکھ تھوڑی ہے..... مگر آپ کا والا تو بہت اچھا تھا۔''

''میں نے کہا نا فوزی.....! گھروندے تو خوب صورت خواب کی طرح ہوتے ہیں۔ آنکھ کھلی تو خواب ختم..... لیکن خواب کی خوشی رہ جاتی ہے۔'' ارجمند نے ... میں بول رہی تھی۔

''... خوشی ہوا کے جھونکوں کی طرح ہوتی ہے۔ ہوا کا جھونکا ایک خوشگوار لمس ... ہوتا ہے۔ پل دو پل کے مہمان ہوتے ہیں یہ سب.....!''

''آپ کو دکھ نہیں ہوا باجی.....؟''

''دکھ کیوں ہوگا.....؟ میرے پاس تو اس کی یاد رہ گئی ہے۔ جب ... مجھے خوشی ملے گی۔ یہ گھروندا اصل گھروندا نہیں ہے فوزی.....! اصل ... دل میں بنتا ہے۔ اور کوئی لہر اسے ڈھا نہیں سکتی۔''

''میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا باجی.....!''

''... کی بات نہیں.....! بس میری باتیں یاد رکھنا۔ ایک وقت آئے گا کہ خود ... سمجھ جاؤ گی یہ باتیں۔'' ارجمند نے کہا۔ پھر وہ عبدالحق کی طرف مڑی۔

''... بہت انجوائے منٹ بھی ہے میرا آغا جی.....! میں نے آپ کے پاس ... دیکھی تھیں۔ الماری میں۔ وہ آپ کو کہاں سے ملیں.....؟''

عبدالحق نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''مجھے نہیں معلوم تھا کہ تمہیں ان میں دلچسپی ہے۔'' اس نے کہا۔ پھر اسے ... نے اس سے کچھ پوچھا ہے۔

''... سے جمع کرتا رہا ہوں میں۔'' اس نے جواب دیا۔

''میں نے ان کے بارے میں پڑھا بہت ہے۔ دیکھیں آپ کی الماری ... میں بڑی کشش محسوس ہوتی تھی۔ دیکھا تو اور بڑھ گئی۔''

... کو خوشی ہوئی۔ وہ واقعی انجوائے کر رہی تھی۔

''خوب جمع کر دو سیپیاں.....!''

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"آپ نہیں چلیں گے.....؟" ارجمند نے امید
دیکھا۔

وہ پہلا موقع تھا کہ وہ اس سے کچھ مانگ رہی تھی۔
ہوئے افسوس ہوا۔ لیکن وہ اس وقت کہیں نہیں جانا چاہتا تھا۔

"تم فوزیہ کے ساتھ جاؤ ارجی.....! مجھے کچھ کام ہے۔"
بھرے لہجے میں کہا۔

ارجمند نے حیرت سے اسے دیکھا۔ جیسے کہہ رہی ہو
سکتا ہے.....؟

پھر وہ فوزیہ کا ہاتھ تھام کر ساحل کے متوازی سمت چلنے لگی۔

"خیال رکھنا..... یہ بڑا ارتکاز کا کام ہے۔" عبدالحق

ارجمند ٹھٹکی اور اس نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

"آدمی کو جستجو میں گم ہونا پڑتا ہے۔ ورنہ اچھی سیپیاں
یہاں آ کر خود کو بھول جاتا تھا۔"

"شکریہ آغا جی.....! میں آپ کی بات یاد رکھوں گی۔"

عبدالحق چند لمحے انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اب
کے لئے وہ یہاں رکا تھا، جس کے لئے اس نے ارجمند کی بات
یقین تھا کہ وہ خوش ہو گی۔

لیکن نور الحق اس کی گود میں تھا۔ اس نے رشیدہ کی
دوڑائیں، تاکہ بچے کو کچھ دیر کے لئے اسے دے دے۔ مگر
پیش نہیں آئی۔ آپا اس کی طرف چلی آ رہی تھی اور رشیدہ جس طرح
رہی تھی، اس سے لگتا تھا رشیدہ نے ہی اسے بھیجا ہے۔

"لائیے بڑے صاحب جی.....! چھوٹے صاحب کو مجھے
نے اس کے قریب آ کر کہا۔

عبدالحق نے بچے کو اس کی گود میں دے دیا۔ بھی وہ بہت
رشیدہ اور آپا اس کے بیٹے سے بہت محبت کرتی تھیں۔ یہی نہیں

اتنا چھوٹا تھا۔ وہ ہمیشہ اسے چھوٹے صاحب کہتی تھیں۔
کا انتخاب کرتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ سمندر آگے بڑھتا رہے
تری تھی، جہاں ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد بھی لہریں نہ پہنچ پائیں۔ وہ
بٹھا دیا۔

کر اس نے سمندر کی سمت دیکھا..... اور بڑھتی اور بالآخر دم
لہروں کے چھینٹے یہاں تک بھی آ رہے تھے۔

دیکھنے لگا، پھر اس جگہ رک کر اس نے طمانیت سے سر ہلایا اور وہاں
وہاں بھی گیلی ہی تھی۔

نے اپنے جوتے اور موزے اتارے۔ پاؤں آگے رکھا اور گھروندا
ہو گیا۔

گود میں لئے آپا بھی اس کی طرف چلی آئی اور خاموشی سے اسے
کے انداز میں دلچسپی تھی۔

میں وہ ایسا منہمک ہوا کہ اسے گرد و پیش کا ہوش ہی نہیں رہا۔

ارجمند کی بھی یہی کیفیت تھی۔ ایسی ریت اس نے کہیں نہیں دیکھی تھی۔
ریت، جس پر سورج کی کرنیں منعکس ہوتیں تو لگتا کہ اس میں سونے
ذرے ہیں، جو دھوپ میں چمک اٹھتے ہیں۔

ریت پر نظریں جما کر چلتے ہوئے اس پر خودرفتگی کی کیفیت طاری ہو گئی۔
نظر آتی تو وہ رک کر دیکھتی۔ کوئی اچھی سیپ ہوتی تو وہ اٹھا کر اسے اپنے
رکھتی۔ عام سیپیوں کو وہ نظر انداز کر رہی تھی اور وہاں کوڑیاں بھی تھیں۔
بہت غیر معمولی تھے۔ ایسی کوڑیوں کو بھی وہ اٹھا لیتی۔

"میں بھی جمع کروں باجی.....؟" فوزیہ نے پوچھا۔

"کیوں نہیں گڑیا.....؟" اس نے بے دھیانی سے کہا۔

ادھر عبدالحق گھروندا مکمل کرنے ہی والا تھا کہ عارف، رضوانہ اور حمیدہ پلٹ
آئے۔ ان کے ساتھ رشیدہ بھی تھی۔

رشیدہ نے عبدالحق کو ریت پر بیٹھے دیکھا تو بولی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''دیکھو عارف......! کتنا بڑا گھروندا بنا رہا ہے میرا [illegible]
کر خوشی ہو رہی ہے کہ ابھی بچہ ہی ہے۔''

''اللہ آپ کا سایہ اس کے سر پر رکھے...... آپ کی [illegible]
ہے۔'' عارف نے محبت سے کہا۔

رضوانہ کو اس کے لہجے میں ہلکی سی اداسی محسوس ہوئی۔

''اسے ٹوکئے گا نہیں اماں......!''

اور وہ اس کے پاس سے گزر گئے اور اسے بھی [illegible]
ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔ آبیہ جانا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن ماں کے [illegible]
انکار نہ کر سکی۔

کچھ آگے جا کر عارف نے پلٹ کر دیکھتے ہوئے پکارا۔

''عبدالحق......!''

عبدالحق نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔ اس کی کچھ [illegible]
پکار پر البتہ اس نے عارف کو دیکھ لیا۔

''جی عارف بھائی......!''

''ہم لوگ بائیں جانب والے باغ میں جا رہے ہیں۔ تم [illegible]
لے کر وہاں آجانا۔ پھر کھانا کھائیں گے۔''

''جی عارف بھائی......!''

اور وہ پھر اپنے گھروندے میں کھو گیا۔

گھروندا مکمل کر کے اس نے اس کا جائزہ لیا۔ پھر [illegible]
گھروندا اس کی توقع سے بڑھ کر خوب صورت بنا تھا۔

اس لمحے پانی کی بہت ننھی منی چھینٹیں اس کے رخسار [illegible]
پرتشویش نظروں سے دیکھا۔ سمندر کی پیش قدمی جاری تھی۔

''ارجمند جانے کہاں ہے......؟'' اس نے اللہ سے دعا کی [illegible]
سے پہلے یہ گھروندا موجوں کی نذر نہ ہو۔

اس نے اس کی طرف دیکھا، جدھر ارجمند اور فوزیہ گئی تھیں۔

[illegible] بڑھ رہی تھیں۔ فاصلہ اتنا تھا کہ اس کی آواز ان تک نہیں پہنچ سکتی
[illegible] نہ جانے کہاں تک جاتیں۔ گھروندا اتنی دیر نہیں بچ سکتا تھا۔

اس نے بے ساختہ زیر لب اسے پکارا۔

''ارجمند......!''

اور اسی لمحے اس نے ارجمند کو پلٹتے دیکھا۔

[illegible] کا رخ اس کی طرف تھا۔ اسے اپنے جسم میں سنسنی سی دوڑتی محسوس
[illegible] کہ ارجمند براہ راست اسے دیکھ رہی ہے۔

ارجمند نے پلٹ کر فوزیہ سے کہا۔

''چلو [illegible] اب واپس چلیں......!''

''ٹھیک ہے باجی [illegible]! میں نے تو بہت سیپیاں جمع کر لی ہیں...... آپ سے [illegible]

''کوئی بات نہیں [illegible]! تو میں تم سے لے لوں گی۔''

''ٹھیک ہے [illegible]......!''

اور وہ واپس چل دیں۔

وہ وہاں پہنچیں تو عبدالحق سمندر کی طرف پشت کیے جیسے گھروندے کو بچا رہا [illegible]

''آپ یہاں ایسے بیٹھے ہیں آغا جی......؟''

عبدالحق نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

''ارے واہ......! چچا جان نے بھی گھروندا بنایا ہے...... اور اتنا خوب
صورت......!'' فوزیہ کی نظر گھروندے پر پڑی تو صوفیہ نے چہک کر کہا۔

تب ارجمند نے بھی اس گھروندے کو دیکھا۔ وہ واقعی بہت خوب صورت
[illegible] حیرت ہوئی کہ یہ عبدالحق نے بنایا ہے۔ اس نے غور سے دیکھا۔ جہاں خلا
[illegible] کے اوپر عبدالحق نے شاید انگلی سے بہت چھوٹا سا A لکھ دیا تھا۔

''کیا یہ اظہار محبت ہے......؟'' لیکن اس سوچ سے پہلے ہی دل نے اسے
[illegible] جواب دے دیا تھا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"تو آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں اس طرح ...؟" فوزیہ نے
چونکا دیا۔ وہ عبدالحق سے مخاطب تھی۔

"گھروندے کو بچانے کے لئے ...!" عبدالحق نے ...
"پانی اب یہاں تک آ رہا ہے نا ...!"

ارجمند نے جھک کر عبدالحق کے لکھے ہوئے حرف A سے ...
اپنی انگلی سے بنا دیا۔ وہ دونوں ہی اس کی طرف متوجہ نہیں تھے۔

"کیوں چچا جان ...؟ گھروندے کو کون بچا سکتا ہے ...
"کوئی نہیں ...!" عبدالحق نے جواب دیا۔

"لیکن میں تم لوگوں کے آنے تک اسے بچانا چاہتا تھا۔"
اس جواب نے ارجمند کے دل کے اثباتی جواب کی ...
عبدالحق کو بھی اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا۔ وہ ...
طرف ہٹ گیا۔

"میں تمہیں دکھانا چاہتا تھا کہ میں بھی گھروندا بنا سکتا ہوں۔"
بنانے کی کوشش کی۔

اسی وقت ایک لہر گھروندے پر سے گزر گئی۔ فوزیہ ...
کی طرف گئی۔ عبدالحق اور ارجمند وہیں کھڑے رہے۔

لہر پلٹ کر واپس گئی تو گھروندا حیرت انگیز طور پر اپنی جگہ ...
نے دیکھا کہ گھروندے پر اس کے لکھے ہوئے A کے ساتھ ایک ...
وہ سمجھ گیا کہ یہ دوسرا A ارجمند نے لکھا ہے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ...
نے جلدی سے کہا۔

"بس اب فوراً چل دو ... سب لوگ کھانے پر ہمارا انتظار کر رہے ...
ارجمند بھی اس کی بات سمجھ گئی۔ وہ جلدی سے فوزیہ کی طرف ...
ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"آؤ چلیں ...!"
"وہ دیکھیں باجی ...! ایک اور لہر آ رہی ہے۔" فوزیہ نے ...

... بڑی تھی۔ زیادہ آگے تک گئی۔ گھروندا نظروں سے اوجھل

... چلو ... چچا جان ناراض ہوں گے۔" ارجمند نے فوزیہ کا ہاتھ

... اس کے ساتھ چلی۔ لیکن ان تینوں نے پلٹ کر دیکھا۔ واپس جاتی
... گھروندا اب بھی سلامت تھا۔
"... گھروندا تو بہت مضبوط ہے چچا جان ...!"
"... اللہ کا کرم ہے گڑیا ...!"

... گھروندا ... گیا۔ لیکن وہ پوری طرح بکھرا نہیں تھا۔ وہ چھوٹا سا
... اور جہاں وہ دو حرف لکھے تھے، وہ جگہ اب بھی سلامت تھی۔
... دونوں A ابھی مٹے نہیں ہیں۔
... پوری طرح نہیں گرا ہے چچا جان ...! کس ترکیب سے بنایا تھا

...!" ارجمند نے بھی کہا۔
... نے کہا تو کہ یہ اللہ کی عنایت ہے۔"
... لیکن یہ تو بتا دیں کہ اس میں اور میرے گھروندے میں کیا

... نے گہری سانس لے کر کہا۔
... کہ میں نے اس کا دروازہ سمندر کے آگے رکھا تھا نہ پیچھے ... وہ
... میں گھستا تھا، لیکن براہ راست نہیں اور فوری طور پر نہیں۔"
... نے فاخرانہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔
... مجھے اس بات کا خیال ہی نہیں آیا ...!"

❀❀❀

... بہت پریشان تھا۔ وہ بہت دباؤ محسوس کر رہا تھا۔ پہلی بار صحیح معنوں
... یہ بات آئی تھی کہ آدمی اپنے آپ سے کتنا بے خبر ہوتا ہے۔ اس

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کے وجود میں کتنے تہ خانے ہوتے ہیں۔ اسے بھی اس کا علم … ہی جاننا ہے۔

دشواری یہ تھی کہ وہ سچا اور دیانت دار تھا، اور اپنا محاسبہ … نظریں چرانے کا قائل نہیں تھا۔

اور اس کا مسئلہ ارجمند تھی۔

نور بانو کی موت کے بعد وہ خود آگہی کے جس مرحلے … بعد اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اب وہ صرف اللہ سے محبت کرے … صرف اللہ کو خوش کرنے کے لئے ہوگی۔ اس نے اللہ سے اس … وہ عہد کرتے ہوئے وہ بے فکر تھا۔ اپنی دانست میں … ہرگز نہیں تھی۔ اس نے اس سے شادی صرف نور بانو کے مجبور … محض چند روز کے تعلق کے بعد ایک طویل جدائی آ گئی تھی … سے تھی۔ لیکن اس جدائی میں اسے ارجمند کبھی یاد آئی اور … وقت۔ ہاں..... نور بانو کی وہ شدت سے محسوس کرتا تھا۔

نور بانو کی موت کے بعد بھی اس صورت حال … لاہور میں وہ اس کے ساتھ رہا۔ اس عرصے میں ارجمند نے اسے … بنا دیا۔ لیکن بات اس سے آگے نہیں بڑھی۔

مگر کراچی آتے ہی صورت حال ایک دم بدل گئی۔ … اور عارف تھے۔ ان کے ہاں دعوت والی رات اس کے لئے … گئی۔ اس رات کا حسن اور اس کا تقدس وہ کبھی نہیں بھلا سکتا تھا۔

اس رات نے اور اس کے بعد کی کیفیات نے اسے … جس طرح ارجمند کی طرف کھنچ رہا تھا، وہ اس کے لئے تشویش … رات کے بعد سے اب تک وہ اس کی قربت سے بچتا رہا۔ لیکن اسے … ارجمند کے وجود میں اس کے لئے کوئی مقناطیس چھپا ہے۔ جو اسے … وہ آنکھیں بند کر کے مسائل کو نظر انداز کرنے والا … کرنے، تجزیہ کرنے اور بات کی گہرائی تک پہنچنے والا آدمی تھا۔ …

… جو کچھ اس کی سمجھ میں آیا، اس نے اس کی تشویش کو خاصا کم کر … کشش اس کے لئے غیر فطری ہرگز نہیں تھی۔ وہ شروع ہی سے حسن پسند … فطرت تھی۔ اور وہ پوری سچائی سے کہہ سکتا تھا کہ ارجمند جیسی حسین لڑکی … میں بھی اور کہیں نہیں دیکھی۔ اور وہ اس کی منکوحہ تھی۔ تو اس کا اس کی … تھا۔

… طرف اس حقیقت نے کہ وہ ایک شادی شدہ مرد تھا اور جسم کے … نہیں تھا، اس کشش کو اور بڑھا دیا۔ اس پر یہ حقیقت کہ دو بیویوں … نور بانو نے اپنی منت کے نام پر اسے تقریباً ایک سال تک فطری … کی طرف دھکیل دیا تھا۔ ایسے میں تو وہ ارجمند کے لئے … کم ہوتا۔

… اس میں تشویش کی بات بس یہ تھی کہ یہ محبت، یہ تعلق، یہ کشش اللہ کی … نہیں تھی۔ یہ تو اس کے نفس کی وجہ سے تھی۔ اور وہ جانتا تھا کہ اللہ سے … بہت کٹھن ہے۔ اس میں تو سب کچھ برباد ہو جاتا۔

… بس اپنے نفس سے لڑنا تھا، اور یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ نور بانو … وہ سمجھ چکا تھا کہ ازدواجی زندگی میں بھی نفس کو آزاد اور بے لگام چھوڑ … نقصان دہ ہوتا ہے۔

ہاں اس کی اپنے نفس سے جنگ شروع ہوگئی۔

لیکن اس جنگ میں ارجمند کی خدمت گزاری اس کے لئے بڑی آزمائش … اس کے پاؤں پر گرم پانی سے مساج کرتے ارجمند کے ہاتھ اس کو چھوتے تو … جسم میں چنگاریاں سی اڑتیں۔ اور لمحوں میں شعلوں میں تبدیل ہو جاتیں اور … کے سر کی مالش کرتی تو اس کے وجود کی خوشبو اس کے مشامِ جاں میں سرور … پھیلنے لگتی۔ اس کے ہاتھوں میں بجلی سی بھر جاتی، وہ مچلنے لگتے۔ وہ بار بار مٹھیاں … اور عجیب سی تشنگی کی سی کیفیت تھی، جو اس کے لئے بالکل نئی تھی۔ وہ ہر لمحہ خود کو … یاد دلاتا۔ یہ نہ کرتا تو وہ یقیناً ہار جاتا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ارجمند کی خدمت سے جو آرام اور سکون [illegible] اس سے محروم ہوگیا۔ خدمت کا ہر لمحہ اسے ساعتوں پر محیط معلوم ہوتا۔ وہ [illegible] کہ کب یہ آزمائش ختم ہوگی۔ اس انتظار میں اس کے اعصاب [illegible] میں وہ بستر پر دراز ہوتا تو پہلے کی طرح پرسکون اور خوش نہ ہوتا، نہ پہلے کی [illegible] لیٹتے ہی نیند آتی۔ اس کا جسم نڈھال ہوتا۔ دیر تک وہ کروٹیں بدلتا رہتا۔

آخر اس نے ارجمند کو روکنے کا فیصلہ کرلیا۔

اس رات اس نے ارجمند سے لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک بات کہوں ارجی......! تم برا تو نہیں مانو گی......؟"

ارجمند نے چونک کر اسے دیکھا۔

"ایسے کیوں کہہ رہے ہیں آغا جی......! آپ تو مجھے حکم [illegible] آپ کا یہ لہجہ مجھ سے نہیں سہا جائے گا۔ مجھے لگے گا کہ مجھ سے کوئی [illegible] ہے۔"

"یہ ایسی بات نہیں...... اور تم جانتی ہو کہ حکم دینے کا میں قائل نہیں۔"

"مجھ سے آپ کا رشتہ حکم دینے ہی کا ہے۔" ارجمند بولی۔

"اچھا......! کہیں نا...... کیا بات ہے......؟"

"تم برا تو نہیں مانو گی......؟"

"آپ کو پورا اختیار دے دیا تو برا کیسے مان سکتی ہوں......؟"

"تم یہ سب کچھ کرنا چھوڑ دو......!" عبدالحق نے ٹب کی طرف اشارہ [illegible]

ارجمند نے حیرت، صدمے اور بے یقینی سے اسے دیکھا۔ مگر فوراً [illegible] سنبھال لیا۔

"اچھا نہیں لگتا آپ کو......؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"پوچھو کچھ نہیں...... میں تمہیں سمجھا نہیں سکوں گا۔"

"جو حکم آپ کا......! لیکن اجازت ہو تو کچھ بتا دوں آپ کو......؟"

"کہو نا......! دیکھو نا......! میں نے تو یہ بات شرمندگی سے کی [illegible] نہ ہوتی تو کبھی نہیں کہتا۔"

میرے لئے تو یہ اجر کا کام ہے۔ آپ مجھے اجر سے محروم کر رہے [illegible]

"انشاء اللہ [illegible] ! ایسا نہیں ہوگا۔" عبدالحق نے بڑے اعتماد سے کہا۔

"کیونکہ یہ میرے کہنے پر ہو رہا ہے۔ اس لئے تمہیں اجر ملتا رہے گا اللہ کے [illegible] بلکہ اللہ چاہے تو اجر بڑھ کر ہی ملے گا۔"

ارجمند چند لمحے سوچتی رہی۔

"اگر آپ کو اس سے تکلیف ہوتی تھی تو پھر یہ اجر والا کام تھا ہی نہیں [illegible] !"

"تم تو سکون کا سامان کر رہی تھیں۔ بے سکونی تو میری اپنی خرابی کی وجہ سے [illegible]

[illegible] یوں وہ معمول ختم ہوگیا۔ اس نے خود کو ایک نعمت سے محروم کرلیا۔ لیکن وہ [illegible] اللہ سے اپنائے عہد کرتا اس کے لئے اتنا دشوار نہیں رہا۔

لیکن [illegible] والی پکنک پر جو کچھ ہوا، اس نے اس کی غلط فہمی یا خوش فہمی دور کر [illegible] حقیقت اس کے سامنے آکھڑی ہوئی کہ وہ ارجمند سے محبت کرتا ہے، اور یہ کہ [illegible] کا معاملہ ہرگز نہیں تھا۔

اس روز ارجمند نے ساحل پر اس کے لئے گھروندا بنا کر اس کے دل کے [illegible] تاروں کو چھیڑ دیا۔ ارجمند کا وہ بالواسطہ اظہار محبت اسے بے خودی اور وارفتگی کی [illegible] میں لے گیا، وہ اس کے لئے بالکل نئی تھیں۔

ارجمند بہت سادگی سے بے لاگ اظہار محبت تو بہت پہلے کرچکی تھی۔ اور وہ [illegible] بھی پہلے سے جانتا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے۔ اس سلسلے میں خود نادرہ [illegible] نے خبردار کردیا تھا۔ لیکن اس نے کبھی اسے اہمیت نہیں دی۔ اس کے نزدیک وہ کم [illegible] کی وہ محبت تھی، جو کسی کو کسی سے بھی ہوسکتی ہے۔ درحقیقت وہ تو محبت سے محبت [illegible] کسی فرد سے نہیں۔ اور محبت کرنے والا جب شعور کی پختگی کی سرحد میں داخل [illegible] تو وہ محبت مٹ جاتی ہے اور محبت کرنے والا بھی اس محبت کو یاد کر کے اپنی [illegible] دل ہی دل میں ہنستا ہے۔

اس کا یہ نظریہ ارجمند سے شادی کے بعد بھی قائم رہا تھا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

لیکن اس روز عبدالحق کو احساس ہوا کہ وہ تو خود بھی در حقیقت بجائے اپنے لاشعور میں جی رہا تھا۔ وہ جو ایک عاقل و بالغ مرد تھا، جس کے سرد و گرم دیکھے تھے، جس نے خود بھی محبت کی تھی۔

جو کچھ ہوا، سو ہوا۔ مگر بعد میں وہ سوچتا اور حیرت کرتا رہا کہ وہ کتنا بے خبر تھا۔ اور جو خود سے بے خبر ہو وہ کسی دوسرے سے باخبر کیسے ہو سکتا

اس روز پہلی بار اسے احساس ہوا کہ اپنی گنت خوبیوں کے علاوہ ایک باطنی خوب صورتی اور بھی تھی۔ وہ بہت لطیف احساسات اور نازک لڑکی تھی۔

ارجمند سیپیوں کی تلاش میں چلی گئی، اور وہ اس کے لئے گھروندا میں لگ گیا۔ وہ ساحل پر کافی پیچھے چلا آیا۔ کیوں.....؟ وہ جانتا تھا کہ رہا ہے، اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ ارجمند کے لئے بنایا ہوا اس کا گھروندا سے پہلے ہی ڈھے جائے۔ وہ گھروندا بنا کر اسے دکھانا چاہتا تھا۔ لیکن اسے شعوری طور پر احساس نہیں تھا۔ یہ بات تو اب بعد میں غور کرنے پر وہ سمجھ اور وہ گھروندا بنا کر ارجمند کو دکھانا کیوں چاہتا تھا؟ پوچھا۔

وہ گھروندا اس کا جوابی اظہارِ محبت تھا۔

وہ اس وقت اپنی اسٹڈی میں کھلی کتاب سامنے رکھ کر اس تھی کوشش کر رہا تھا۔ اس جواب پر گھبرا کر اس نے ادھر ادھر دیکھا، جیسے ہوئے پکڑے جانے کا ڈر ہو۔

اس نے تردید کرنی چاہی لیکن جان لیا کہ یہ بے سود ہے۔ نظریں چرانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

وہ کلفٹن کے ساحل کے اس منظر میں پھر سے جینے لگا..... خوشی اور لئے نہیں، اپنے محاسبے کے لئے۔

ان لمحوں میں گروندا بناتے ہوئے وہ نہ کچھ سوچ رہا تھا نہ سمجھ رہا تھا۔ بس ایک دھن تھی، ارجمند کی اشاراتی گفتگو اسے ایک ایسی بے خودی کی کیفیت

میں وہ کچھ سمجھ نہیں سکتا تھا۔ اسے تو اپنے وجود میں چھپی ایک نامعلوم کرتا تھا۔

وندا مکمل کرتے کرتے اس پر پانی کی چھینٹیں گریں۔ سمندر اس کی تیزی بڑھ رہا تھا۔ وہ گھروندے کو اوٹ میں لے کر بیٹھ گیا۔ لیکن جانتا تھا اسے نہیں بچا سکے گا۔

اس نے اس طرف دیکھا، جدھر ارجمند اور فوزیہ گئی تھیں۔ وہ کافی دور تھیں۔ تک اس کی آواز نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اور اس کی طرف ان کی پیٹھ تھی۔ بات نہیں بنتی۔

اس گھروندے کو موجیں ڈھا دیں گی، اور ارجمند اسے دیکھ بھی نہیں نے سوچا۔ اسے بڑی شدت سے بے بسی کا احساس ہوا۔ اور اس نے ارجمند کا نام لیا۔

اگلے ہی لمحے جیسے کرشمہ ہو گیا۔

وہ یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ پہلے ارجمند نے پلٹ کر دیکھا یا پہلے سنسناہٹ کا احساس ہوا۔ بہرحال ارجمند براہِ راست اسے دیکھ رہی بات کا اسے یقین تھا۔ اور یہ بات بھی اس نے بغیر کسی اشتباہ کے سمجھ لی تھی اس کے اور ارجمند کے درمیان ایک واضح رابطہ قائم ہوا ہے۔ اس احساس اس کے وجود میں کیف و انبساط کی ایک لہر گردش کرنے لگی۔

ارجمند فوزیہ کے ساتھ اس کی طرف آنے لگی۔ دیکھنا تو محال تھا، لیکن وہ تھا کہ ارجمند کے انداز میں عجلت ہے۔

پانی کی طرف پیٹھ کئے گھروندے کو بچاتا رہا۔ پانی بڑھ رہا تھا۔ اس کی پر بھیگ گئی تھی۔ اسے اس وقت صرف اس بات کی فکر تھی کہ کہیں گھروندا بہہ

وہ آ گئیں......!

ارجمند نے اس سے کچھ کہا، مگر اس نے نہیں سنا۔ البتہ فوزیہ نے گھروندے کو چونکا۔ اس کی نظر گھروندے پر پڑی۔ اس کے دروازے کے خلا کے

اوپر ایک A چمک رہا تھا۔ وہ بری طرح گڑبڑا گیا۔

"یہ کہاں سے آگیا......؟" اس نے سوچا۔ جواب صاف تو

تک آیا ہی نہیں تھا۔ خود اس نے ہی گھروندا مکمل کرنے کے بعد انگلی

بنایا ہوگا...... A...... ارجمند کے نام کا پہلا حرف۔

اب وہ شعوری حدوں میں تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ا

دیکھیں۔ خاص طور پر فوزیہ کی نظروں میں اس بات کا آنا تو وہ گوارہ نہ

اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس سے حماقت سرزد ہوئی ہے۔ بچوں

نہ جانے کس رو میں اس نے بنایا تھا کہ کسی بات کا خیال ہی نہیں

خود ارجمند پوچھ لے کہ یہ گھروندا کس کا ہے تو وہ کیا کہے گا۔

اسے۔

بہرحال پہلا مسئلہ تو گھروندے پر انگلی سے لکھے حرف کی

ہونے سے روکنا تھا۔

اسی لمحے فوزیہ نے پوچھ لیا کہ وہ یہاں اس طرح کیوں

صرف A کی فکر میں غلطاں، اس نے ایک اور حماقت کی اور کہہ دیا

بچانے کے لئے وہاں اس طرح بیٹھا ہے۔

اس پر فوزیہ نے ایک اور سوال کیا۔ اور اس نے اس کا بھی

دیا۔ وہ بری طرح بوکھلا گیا۔ کہاں تو وہ گھروندے کو بچانے کے لئے

ایک دم اس کا جی چاہا کہ کوئی تند موج آئے اور گھروندے کو گرا د

اور پھر گھروندے پر لکھے حرف کو چھپانے کے لئے وہ اپنی جگہ سے

کے دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس نے بات بنانے کی کوشش کی

تھا کہ ناکام رہا ہے۔

اس نے کن انکھیوں سے گھروندے کی طرف دیکھا تو

اس کے لکھے ہوئے A کے برابر ایک اور A موجود تھا۔ اگلے ہی لمحے اس

یہ دوسرا A ارجمند نے لکھا ہے۔

اس نے ان لوگوں سے بائیں باغ کی طرف چلنے کو کہا اور

سے ایک لہر فوراً ہی گھروندے پر سے گزر گئی۔

اس وقت اس کی کیفیت عجیب تھی۔ وہ پورے وثوق سے کہہ سکتا تھا کہ

اور اس کے درمیان ایک مکمل رابطہ ہے۔ وہ کچھ کہے بغیر ایک دوسرے کی

رہے تھے۔ تبھی تو ارجمند نے صوفیہ کا ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا تھا۔

"آؤ...... چلیں......!"

اور وہ خود اس سے پہلے ہی چل پڑا تھا۔

بعد میں اپنی اسٹڈی میں بیٹھ کر اس پر سوچتے ہوئے اسے یاد آیا کہ

وہ پہلے بھی بنا چکا ہے۔ ٹھاکروں کی گڑھی میں ندی کنارے ویرجی......

کے ساتھ۔

اس کی نگاہوں میں لڑکپن کے وہ منظر بکھر گئے۔ برسوں کے بعد اسے ویرجی

تھے۔

لیکن اس کا مسئلہ اپنی جگہ تھا۔ وہ گھروندا اس نے ویرجی کی یاد میں نہیں بنایا

اس نے ارجمند کے لئے بنایا تھا۔ اور وہ گھروندا اس کے اعتراف کا مظہر تھا کہ

وہ ارجمند سے محبت کرتا ہے۔

اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔ یہ اس کے لئے ایک افتاد تھی

!

محبت اور افتاد......؟ وہ بھی اس شخص کے لئے جو صرف محبت کی خاطر جیتا

تھا۔

"یہ ہوا کیا ہے آخر......؟"

وہ بیٹھا سوچتا رہا، خود کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا۔ سمجھنا کچھ اتنا مشکل بھی نہیں

تھا۔ اس کے لئے وقت میں پیچھے کی طرف جانا اور خود پر غور کرنا تھا۔ کب سے اس نے

ایسا نہیں کیا تھا۔ لیکن اب یہ ضروری ہو گیا تھا۔

وہ بھی بنیادی طور پر نازک احساسات اور لطیف جذبات رکھنے والا تھا۔ یہ

بات اس پر اس وقت کھلی تھی، جب محبت کو سمجھنے کی کوشش میں وہ اُردو شاعری کی طرف

راغب ہوا تھا۔ اس سلسلے میں اس کے اُردو کے استاد نے اس کی بڑی رہنمائی کی تھی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اُردو شاعری میں، خاص طور پر اُردو غزل میں دو بڑی [illegible]
رومانویت اور دوسرا تصوف۔ تصوف، جسے اب وہ سمجھ سکتا تھا کہ وہ عشق [illegible]
وہ سمجھ سکتا تھا کہ عشق بندوں کے درمیان نہیں ہوتا۔ وہ تو بہت بلند [illegible]
ہے۔ وہ ایک اصطلاح ہے، جسے بلاوجہ عامیانہ رنگ دے دیا گیا ہے۔ [illegible]
اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے ہے۔ اور اگر بندوں کے درمیان بھی ہو [illegible]
اور جسم کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

اب وہ سمجھ سکتا تھا کہ عشق اس کی حقیقی منزل ہے۔ لیکن [illegible]
ہے وہ اسے نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اس لئے محبت کے چکر میں پڑ گیا تھا۔ [illegible]
عشق کی راہ کا لازمی پڑاؤ ہے۔ جسے محبت کرنی نہیں آتی، وہ عشق بھی نہیں [illegible]

اُردو شاعری میں محبت کے بھی دو رُخ تھے۔ ایک [illegible]
احساسات والا، اور دوسرا ابتذال...... سراسر نفس، ہوس ہی ہوس۔

ابتذال کو تو اس نے ابتداء ہی میں مسترد کر دیا۔ اس کی [illegible]
ہی نہیں تھا۔ سو شاعری نے اس کے نازک اور لطیف احساسات کو مہمیز [illegible]
ساتھ ہی وہ محبت کی جستجو میں لگا رہا۔ کالج میں ایک سے بڑھ کر ایک [illegible]
اس کی نگاہ کبھی نہیں بہکی۔

اور پھر وہ قرآن پڑھنے والی ایک آواز کا اسیر ہو گیا۔ اسے [illegible]
ہو گئی۔ اب وہ سمجھ سکتا تھا کہ وہ عشق کی ابتدائی صورت تھی۔

اسے اس آواز کی مالک لڑکی کی صورت شکل، جسم سے کوئی [illegible]
کبھی اسے اس کو دیکھنے کی خواہش ہوئی تو وہ فطری تھی۔ لیکن موقع ملنے [illegible]
نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اسے عشق کی حرکت کا اور محبوب کی [illegible]
اسی میں اس کے لئے طمانیت اور خوشی تھی۔

پھر جب اس نے نور بانو کو دیکھا اور پہچانا تو بھی اس کی محبت [illegible]
نہیں پڑا۔ اس کا جذبہ آزمائش کی کسوٹی پر پورا اترا۔ اسے ادراک تھا کہ [illegible]
شکل و صورت کی لڑکی ہے۔ کالج میں بہت حسین لڑکیاں اس پر ملتفت [illegible]
اس کے دل میں جگہ نہ بنا سکی۔ مگر نور بانو کو دیکھنے کے بعد اس کی محبت [illegible]

[illegible] تھا کہ وہ نور بانو کے قابل نہیں ہے۔ اپنے ادراک کے باوجود نور بانو اسے
[illegible] لڑکی لگتی تھی، اور آج اسے یاد کرنے پر بھی وہی تصور سامنے آتا تھا۔
[illegible] پہلے جسمانی لمس نے اس محبت کو بدل کر رکھ دیا۔ وہ جسمانی اور نفسانی
[illegible] آلودہ ہو گیا۔ وہ احساسِ گناہ سے نڈھال ہو گیا۔ وہ جانتا تھا کہ صرف
[illegible] میں ہی اسے پناہ مل سکتی ہے۔

[illegible] نے شادی سے پہلے اسے نور بانو کی حاسدانہ، قابضانہ فطرت کے
[illegible] دور کیا، بلکہ شادی سے باز رکھنے کی ہلکی سی کوشش بھی کی۔ مگر ایک تو
[illegible] اس کی محبت سچی تھی، دوسرے شادی اس کے لئے عملی توبہ بن گئی تھی اس
[illegible] کی وجہ سے۔ اب وہ یہ یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ اگر وہ معاملہ نہ ہوتا،
[illegible] کی بات اس طرح نظر انداز کرتا۔

وہ سوچنے اور تجزیہ کرنے بیٹھا تو شعور اور لاشعور کے درمیان کی دیوار گر گئی۔
[illegible] لاشعور میں رہا تھا، اور اس نے اسے شعور تک نہیں آنے دیا تھا، اب شعور کی
[illegible] گیا۔

نور بانو اس سے محبت کرتی تھی، لیکن وہ خالص جسمانی اور نفسانی محبت تھی۔
[illegible] اچھے یا برے ہونے سے کوئی غرض نہیں تھی۔ اس کے نزدیک شاید اسے
[illegible] رکھنے کے لئے نور بانو کے خیال میں جسم کے سوا کچھ نہیں تھا۔ وہ بس
[illegible] جسم میں الجھائے رکھنا چاہتی تھی۔ بلکہ جس طرح نور بانو نے اسے نماز کی
[illegible] غفلت میں مبتلا کیا، اس سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ اسے اللہ کے ساتھ شیئر
[illegible] لئے بھی آمادہ نہیں تھی۔ اس چکر میں وہ خود بھی اللہ، نماز اور قرآن سے دور
[illegible] وہ اسے ملا ہی قرآن کے حوالے سے تھا۔

یہ بات نہیں کہ عبدالحق اپنے حصے کا الزام نور بانو کے سر رکھ رہا ہو۔ وہ تو خود کو
[illegible] سمجھتا تھا۔ مجرم تو وہی تھا۔ اسے اپنا بھی خیال رکھنا تھا اور نور بانو کا بھی۔ لیکن
[illegible] اسے کمزور کر دیا تھا۔ اس نے نور بانو کو کبھی نہیں ٹوکا۔

اور اب وہ یہ سوچ کر شرمندہ ہو رہا تھا کہ جو محبت محبوب کی فلاح کا خیال نہ
[illegible] وہ محبت تو نہیں کہلا سکتی۔ بلکہ شاید وہ محبت کہلانے کی مستحق نہیں۔

بہر حال اب نور بانو نہیں تھی۔ وہ تو ہوا کا جھونکا تھی، جو گزر گیا
کا لمس بھی مٹتا جا رہا تھا۔

اب اس نے ترجیحات متعین کر لی تھیں، منزل کا انتخاب کر
پھر محبت عشق کا راستہ روک کر کھڑی ہو گئی تھی۔

سوال یہ تھا کہ یہ ہوا کیسے......؟

وہ قرآن فہمی اور اپنی نیکی کے حوالے سے ارجمند کی بہت قدر
اس سے اغماض برتتا تھا۔ اس کا گمان تھا کہ وہ اس سے محبت ہرگز نہیں
پکنک والے دن یہ گمان بھی بالکل غلط ثابت ہوا۔

"وجہ کیا تھی......؟"

نور بانو سے اس کے تعلق میں نزاکت، لطافت اور خوب صورتی
جس کی اسے طلب تھی۔ اس محرومی کے احساس کو اس نے لاشعور
رکھا تھا۔ ساحل پر گھروندے کے حوالے سے ارجمند نے جو گفتگو
طرف تو اسے کچھ پا لینے کا احساس ہوا، اور دوسری طرف برسوں
ابھر آیا۔ اس کے دل تک ارجمند کی محبت اپنی پوری شدت کے ساتھ
ایسے موثر انداز میں پہنچی کہ نور بانو کی محبت برسوں میں ایسا نہیں کر سکی
لطافت اور نزاکت نے اسے بے خود کر دیا۔ اس بے خودی میں اس
اس کا جوابی اظہار محبت تھا اور جب اس نے بے خودی کی کیفیت سے
تو یہ بھی جان لیا کہ وہ اظہار محبت شاید برسوں سے اس کے لاشعور
برسوں پہلے ارجمند کی محبت میں گرفتار ہوا تھا۔ لیکن وہ وجوہات کے تحت
اس محبت کو چھپاتا رہا۔ بنیادی وجہ تو نور بانو تھی، جو یہ برداشت کر سکتی
دوسری وجہ یہ تھی کہ اس کی اور ارجمند کی عمر میں بہت بڑا فرق تھا
وجوہات تھیں اور شعوری وجہ یہ تھی کہ اس کے خیال میں ارجمند کی محبت
تھی، جس کی بالآخر اصلاح ہو جانی تھی۔

ایک بات اطمینان کی تھی۔ ارجمند پر اس نے کبھی نفس کا غلبہ
بلکہ سچ یہ ہے کہ اس کے انداز میں کوئی نفسانی جھلک بھی کبھی نظر نہیں آئی

...کی پابند تھی۔ وہ چاہے تو وہ سراپا سپردگی تھی، ورنہ محض ایک خدمت

...

ایک مسئلہ یہ تھا کہ جسم اور نفس یہاں بھی موجود تھا۔ وہ بہت خوب صورت اور
...تھی، اور وہ بڑی شدت سے اس کا طلبگار تھا۔ اسی بات سے ڈر کر تو اس نے
...محبت کی قربت سے بھی روک دیا تھا۔
...پچھتاوا ہونے لگا۔ اس نے بہت دیر کر دی۔ بہت وقت ضائع کر دیا۔
...لطیف سوچوں اور خوب صورتی سے معمور یہ محبت تو اس کا خواب تھی،
...کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔
...نے خود کو بروقت روک لیا۔ یہ وہ کیا کر رہا ہے......؟ سب کچھ اللہ کی
...اگر مگر کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ سب تو یوں ہی ہونا تھا۔ اور اس میں
...کے لئے آزمائش ہے۔ عشق کا دعویٰ کوئی آسان ہے......؟
بہرحال اب وہ محبت اس کے لئے نہیں تھی۔ وہ تو اللہ سے ایک عہد کر چکا
...سمجھ لیا کہ اس سلسلے میں ارجمند سے بات کرنا ضروری ہے۔ اس میں
...بھی آزمائش ہے۔ دیکھا تو جائے کہ اس کا ردعمل بھی کہیں نور بانو جیسا تو نہیں
...میں تو کوئی بات نہیں۔ نور بانو کی بار وہ بے خبر تھا، جبکہ اب وہ پوری طرح

...

ارجمند نے اب تک اس پر قبضہ جمانے کی کوشش نہیں کی۔ اس نے اسے
...ساتھ شیئر کیا۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ اسے اللہ کے ساتھ شیئر کرتی ہے یا
ایک مشاہدے کی وجہ سے اس کے دل میں شک نہ پیدا ہوا ہوتا تو وہ
...سا شبہ نہ کرتا۔ کیونکہ نور بانو کے برعکس ارجمند نے ہمیشہ اسے تختی کے ساتھ
...کے لئے جگایا تھا۔ اور وہ خود بھی اپنی نماز سے بے فکر نہیں ہوئی تھی۔
...وہ مشاہدہ نور الحق کے بارے میں تھا۔
نور الحق کی دیکھ بھال کے لئے رشیدہ اور آپا بھی موجود تھیں لیکن ارجمند حق
...کو اپنے پاس ہی رکھتی تھی۔ وہ اسے خود سے دور کرنا نہیں چاہتی تھی۔ یہ
...غیر فطری لگتی تھی۔ ارجمند کم عمر تھی، ماں بننے کا اسے تجربہ نہیں ہوا تھا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

چھوٹے بٹے بھی اس نے بہت زیادہ نہیں دیکھے تھے۔ پھر نورالحق سے ال...
بھی غیر ضروری ... یہ مکاری بھی ہو سکتی ہے ... ؟ دکھاوا بھی ...
ہونے کی ترکیب بھی ... ؟

یہ بات اسے محتاط رہنے پر مجبور کر رہی تھی۔

❀❀❀

ارجمند بہت خوش تھی۔ اس نے جتنا مانگا تھا، اسے اس سے ...
تھا۔

اس نے عبدالحق سے محبت کی تھی، اسے تو عبدالحق سے محبت ...
اور اس محبت نے اسے اللہ تک پہنچا دیا تھا۔ ایسی فیض رساں محبت سے ...
کچھ اور مانگ سکتا ہے......؟

لیکن انسان کی فطرت ہے کہ وہ کبھی مطمئن نہیں ہوتا۔ ...
درخت کی مانند ہوتی ہے، جس میں نت نئی کونپلیں پھوٹتی ہیں، شاخیں ...
درخت گھنا ہوتا رہتا ہے۔ اس نے جو بچپن گزارا تھا، اس نے اسے ...
کرنے کا عادی بنا دیا تھا۔ تنہائی کا یہی تو سب سے بڑا انعام ہوتا ہے۔ ...
پھپھو کے سوا تھا ہی کیا......؟ اور وہ بھی اسے کم ہی ملتی تھیں۔ پھر بھی انہوں ...
کیا تھا۔ وہ اسے اچھی اچھی باتیں بتاتی تھیں۔ انہوں نے اسے قرآن سے ...
اللہ کا راستہ دکھا دیا تھا۔

اور وہ کم عمر تھی، اور جانتی تھی کہ بے شک اس پر اللہ کی بڑی عنایت ...
پاک خود اس کی رہنمائی فرماتے تھے۔ ایسا نہ ہوتا تو اس کی طلب کا درخت ...
ہو گیا ہوتا۔ اللہ نے اسے کم عمری میں ہی ایسا یقین عطا فرمایا تھا۔ وہ تو ...
وعدے پر تکیہ کر کے بیٹھ رہی تھی۔

اب وہ پیچھے جا کر دیکھتی اور سوچتی تو سمجھ میں آتا کہ عبدالحق کی ...
اللہ نے عطا فرمائی تھی، اور وہ اپنی جگہ ایک مکمل نعمت تھی۔ اس کے بعد ...
جواز ہی نہیں تھا۔ اللہ کی رحمت اور اس محبت نے مل کر اس کے لئے ایک ...
متعین کر دیا تھا۔ اسے ادھر ادھر دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

... کے باوجود اس محبت سے طلب کی ایک شاخ پھوٹی تھی۔ یہ کہ عبدالحق
... وہ بس یہ چاہتی تھی کہ اس کے نام کے ساتھ عبدالحق کا نام جڑ جائے
... کم عمر تھی۔ بہت کچھ جانتی سمجھتی نہیں تھی، اسی لئے طلب اس سے آگے نہیں
... تو طلب سے طلب نکلتی ہی جاتی ہے۔ یہ اللہ کی رحمت تھی کہ اس نے اس کا
... رکھا۔ اسے صبر اور یقین عطا فرمایا اور اس کی طلب کو وہیں روک دیا۔
... اللہ نے وعدہ پورا فرمایا اور کہانیوں جیسی صورتِ حال میں وہ عبدالحق سے
... اللہ کی رحمت نے اسے سہارا دیا۔ وہ خوشی میں آپے سے باہر نہیں ہوئی۔
... اللہ کی شکر گزاری کو معمول بنا لیا۔ اور اس نے اللہ کے حکم کے مطابق اس کی
... کی، جسے اللہ نے اس کے خواب کی تعبیر کے حصول کا ذریعہ بنایا تھا......
اور اس نے اس تشکر کو آخری حد تک نبھایا۔

اور جب وہ عبدالحق سے جڑ گئی تو جو اسے ملا تھا، وہ اس پر قانع، مطمئن بلکہ
... اس نے اتنا ہی کچھ مانگا تھا۔ اس نے اپنے اندر طلب کے نہ ختم
... تقاضوں کو سر اٹھانے ہی نہیں دیا۔ وہ کبھی اس بات پر نہیں جھنجلائی کہ اتنی
... عبدالحق سے اتنا دور کر دیا گیا۔ وہ نارسائی اس کے لئے تعزیر کبھی نہیں بنی۔
... شکر ادا کرتی تھی کہ اس نے صرف عبدالحق کا شرعی ساتھ مانگا تھا، اللہ نے
... بچے کی ماں ہونے کا اعزاز بھی عطا فرما دیا۔ اس کے لئے اتنا کافی تھا کہ
... اعزاز کے بارے میں جانتی ہے۔ تبھی تو اس نے وہ اعزاز اپنی خوشی سے نور بانو
... میں ڈال دیا۔ اس نے نور بانو کی احسان شناسی کا رشتہ بہت دور تک نبھایا۔
کراچی اس کے لئے بہت مبارک شہر تھا۔ یہاں اللہ نے اسے کھوئی ہوئی
... کا متبادل عطا فرمایا، اور اس کے توسط سے اسے وہ خوب صورت رات عطا
... جس نے اسے سیر چشم کر دیا۔ ایسی ایک رات کے سامنے تو عمر بھر کی محرومی بھی
... برداشت کی جا سکتی ہے۔

اس نے اس رات کی آرزو نہیں کی تھی۔ وہ تو اس میں بہت خوش تھی کہ وہ
... کے ساتھ عبدالحق کی خدمت کرتی ہے۔ اس کے پاؤں دھوتی ہے، اس کی
... کرتی ہے، اس کے سر میں تیل لگاتی ہے۔ وہ جب پرسکون ہو کر سو جاتا تو وہ

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اسے دیکھ کر خوش ہوتی۔

اس رات عبدالحق کی وارفتگی اور اس کے والہانہ انداز نے اسے ... خوشی دی تھی۔ لیکن اسے یہ خیال ہرگز نہیں آیا کہ اس کے پیچھے محبت کارفرما ... بس فطری تقاضوں کی وجہ سے تھا۔ اس نے اللہ سے عبدالحق کو مانگا تھا، اس ... نہیں مانگی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ عبدالحق نور بانو سے محبت کرتا ہے، اور اس ... زندگی میں بس ایک ہی بار محبت کرتے ہیں۔

جب عبدالحق نے اسے اس کی خدمت گزاری کے معمول سے ... بالکل حیرت نہیں ہوئی۔ اس کے خیال میں عبدالحق کا ردعمل فطری تھا۔ جو ... ہوا، وہ عبدالحق کو نور بانو سے بے وفائی لگا ہوگا، اور وہ نہیں چاہتا ہوگا کہ ... اور اس کے لمس سے بشری تقاضے سر اٹھاتے ہوں گے، اس لئے عبدالحق ... روک دیا۔

''کوئی بات نہیں......!'' اس نے دل میں سوچا۔

''میرے لئے یہ بہت ہے کہ میں ان کی بیوی ہوں، ان کی خدمت ... ہوں۔''

لیکن کلفٹن کی پکنک اس کے لئے یادگار بن گئی۔

وہ فوزیہ کے ساتھ سیپیاں چننے چلی گئی تھی۔ اور وہ اس میں ...

اچانک اس نے عبدالحق کی پکار سنی۔

''ارجمند......!''

آواز بہت...... بہت قریب سے آئی تھی۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر ... مگر وہ کہیں نہیں تھا۔ اور اگلے ہی لمحے بات اس کی سمجھ میں آگئی۔ وہ پکار ... سے ابھری تھی۔ اور اس کا مطلب تھا کہ عبدالحق اسے بلا رہا ہے۔

اس کی خوشی کی کوئی حد نہیں تھی۔ اس سے پہلے صرف ایک بار ایسا ... وہ قرآن پڑھتے ہوئے ہوا تھا۔ اس وقت وہ لاہور میں تھی اور عبدالحق کراچی ... دونوں ایک ہی وقت میں قرآن کی ایک جیسی آیات پر غور کر رہے تھے۔ اس ... نے عبدالحق کی موجودگی محسوس کی تھی۔

لیکن یہاں عبدالحق نے اسے پکارا تھا اور وہ پکار اس تک پہنچی تھی۔

اس نے سر گھما کر اس طرف دیکھا، جہاں اس نے عبدالحق کو چھوڑا تھا۔ ... سے لوگ تھے، لیکن عبدالحق ان میں نہیں تھا۔ فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ لیکن ... یقین تھا کہ عبدالحق وہاں نہیں ہے۔

بہرحال وہ اس پکار کے جواب میں فوزیہ کو ساتھ لے کر چل دی۔ اس ... ساحل کو نظروں سے ٹٹولتی رہی۔ پھر عبدالحق اسے نظر آگیا۔ نظر آنا تو اسے ... سکتا تھا۔ کیونکہ فاصلہ اب بھی زیادہ تھا۔ لیکن وہ عبدالحق کو بہت دور سے بھی ... تھی۔

وہ عبدالحق ہی تھا، جو سمندر کی طرف پیٹھ کئے بیٹھا تھا، اور وہ اس مقام سے ... پیچھے تھا، جہاں اس نے اسے چھوڑا تھا۔

اس وقت وہ بہت خوش تھی۔ جو رابطہ اللہ کی رحمت سے اس کے اور عبدالحق ... میان قائم ہوا تھا، وہ اس بات کا ثبوت تھا کہ عبدالحق بھی اس سے محبت کرتا ... اعتراف کرے یا نہ کرے، اس کے لئے اتنا ہی کافی تھا۔

اس کی ہر سانس اس وقت اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی۔ اسے وہ عطا ہوا تھا، جو ... بھی نہیں تھا۔ عبدالحق کی محبت، اس کے لئے دنیا کی سب سے بڑی نعمت ...

لیکن اسے نہیں معلوم تھا کہ اسے اس سے بھی سوا ملا ہے۔ اللہ کی رحمت ٹوٹ ...

وہ عبدالحق کے بنائے ہوئے خوب صورت گھروندے کو دیکھ کر بہت خوشی ... اس کی سمجھ میں بعد میں آیا کہ وہ خوشی تو سمندر کی طرح تھی... موج در ... پہلی وہ پکار جو فاصلوں کے باوجود اس تک پہنچی۔ پھر وہ گھروندا، جس نے ... دلایا کہ اس کے اور عبدالحق کے درمیان کیسی ہم آہنگی ہے۔ اس نے جان ... عبدالحق بھی محبت میں لطافت کا قائل ہے۔

پھر تیسری موج......!

اس نے گھروندے پر لکھا اپنے نام کا پہلا حرف دیکھا...... A......

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

A سے عبدالحق کا نام بھی آتا تھا۔ نیمن اس کے اندر ایسا یقین تو
جان لیا کہ یہ اس کے نام کا A ہے۔

اور اس کا مطلب......؟

گھروندے کے بارے میں اس نے فوزیہ سے جو گفتگو کی تھی
اس کا مخاطب عبدالحق تھا۔ اور عبدالحق نے بھی یہ بات سمجھ لی تھی۔ اسے
کہ عبدالحق نے سیپیاں چننے کے لئے اسے فوزیہ کے ساتھ کیوں جانے
ساتھ کیوں نہیں گیا......؟

وہ اس کے لئے گھروندا بنانا چاہتا تھا۔

اور وہ گھروندا اس کا اظہار محبت تھا۔ اگر وہ اس پر اس کے نام
لکھتا، تب بھی وہ سمجھ جاتی۔ ان کے درمیان رابطہ ہی ایسا تھا۔ لیکن
ابہام نہیں چھوڑا۔

عبدالحق گھبرایا ہوا تھا، اور کھسیا رہا تھا۔ فوزیہ اس سے سوال
ارجمند نے موقع پا کر عبدالحق کے لکھے ہوئے A کے ساتھ انگلی سے ایک

اور چوتھی موج.....!

فوزیہ نے پوچھا۔

"آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں اس طرح......؟"

اور عبدالحق جیسے کسی کیفیت میں گم تھا۔ اس نے بے سوچے کہہ
"گھروندے کو بچانے کے لئے۔ پانی اب یہاں تک آ رہا ہے۔"

"کیوں چچا جان......! گھروندے کو کون بچا سکتا ہے"

"کوئی نہیں......!" عبدالحق نے جواب دیا۔

"لیکن میں تم لوگوں کے آنے تک اسے بچانا چاہتا تھا۔"

ایک اور موج......!

وہ اسے یہ گھروندا دکھانا چاہتا تھا۔ وہ اس کے ذریعے اسے بتا
وہ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ گھروندے کو بچانے کے لئے وہ سمندر کی طرف
کے بیٹھا تھا، اور اس کی قمیص خاصی بھیگ گئی تھی۔

عبدالحق کو احساس ہوا کہ بے خودی میں وہ کیا کہہ رہا ہے۔ وہ گڑبڑا کر
..... تب اس نے گھروندے کے دروازے پر اپنے لکھے ہوئے A کے برابر
A دیکھا۔ ایک لمحے کو اس کے چہرے پر حیرت نظر آئی۔ پھر اس نے جلدی

"بس اب فوراً چل دو......!"

ارجمند سمجھ گئی کہ وہ نہیں چاہتا کہ فوزیہ ان حروف کو دیکھے۔ وہ خود بھی یہ نہیں
..... اس نے فوزیہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔

"آؤ چلیں......!"

وہ پلٹ پلٹ کر دیکھتی رہی۔ گزرتی ہوئی موجیں بھی اس گھروندے کو نہیں
..... کم از کم اس کی نظروں کے سامنے ایسا نہیں ہوا۔ ہوتا بھی تو کوئی فرق نہ
..... نے فوزیہ سے سچ ہی کہا تھا کہ اصل گھروندا تو دل میں بنتا ہے اور کوئی لہر
..... سکتی۔

عبدالحق کا بنا ہوا وہ گھروندا عمر بھر کے لئے اس کے دل میں محفوظ ہو گیا تھا۔
اس کی خوشی کی کوئی حد نہیں تھی۔ اس نے جو مانگا، اللہ نے اس سے بہت
..... فرما دیا۔ اس نے سوچ لیا کہ اسے اس پر عمر بھر اللہ کا شکر ادا کرنا ہے۔

اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ عبدالحق اس پر اس سے بات کرے گا اور اسے
..... بھی نہیں تھی۔ عبدالحق نے تو اس سے سب کچھ کہہ دیا تھا۔ وہ اس کی
..... تھی۔ ورنہ وہ کچھ کہنے والا آدمی نہیں تھا۔ اور وہ اس سے محبت بھی کرے گا
..... اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔

اس نے دیکھا کہ پکنک سے واپسی کے بعد سے عبدالحق گم سم ہو گیا ہے۔ وہ
..... وہ اپنی اسٹڈی میں گھنٹوں بیٹھا رہا۔ بظاہر وہ کچھ پڑھ رہا ہوتا تھا۔ لیکن وہ
..... ایسا نہیں ہے۔ تاہم اس نے مداخلت نہیں کی۔ مداخلت کی تو وہ ویسے بھی
.....

..... رات وہ سونے کے لئے لیٹے تو عبدالحق نے کہا۔
..... ! مجھے تم سے بہت سی معذرت کرنی ہے۔" اس نے ..... میں

محبت تھی۔

ارجمند اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"ایسا نہ کہیں آغا جی......!" اس نے تڑپ کر کہا۔

"کہنا تو دور کی بات...... آپ کبھی ایسا سوچئے گا بھی نہیں۔ آپ کو کسی بھی معاملے میں مجھ سے معذرت کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

"تو میرے ضمیر کا بوجھ بڑھتا ہی رہے گا۔ کم کیسے ہوگا......؟"

"بوجھ کیسا......؟ مجھے آپ سے کوئی شکایت ہے ہی نہیں۔ رہیں، کبھی ہوگی بھی نہیں۔"

"تم عجیب لڑکی ہو......!" عبدالحق کا لہجہ کچھ عجیب سا ہو گیا۔

"تمہارے سامنے میں خود کو بہت چھوٹا محسوس کرتا ہوں۔"

ارجمند نے بے سوچے سمجھے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"خدا کے لئے آغا جی......! ایسا نہ کہیں۔"

عبدالحق کے وجود میں کوئی پھل جھڑی سی چھوٹی۔

اس کے چہرے کا تاثر دیکھ کر ارجمند نے جلدی سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"میری نظروں میں آپ بہت بلند ہیں...... بہت بلند......!" اس کے لہجے میں شدت تھی۔

عبدالحق نے کچھ نہیں کہا۔ وہ بہت شرمسار دکھائی دے رہا تھا۔

"آپ کیوں اتنے بوجھل ہو رہے ہیں......؟ کچھ بتائیے تو......"

عبدالحق چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر بولا۔

"میں تمہیں کچھ بھی نہیں دے سکا۔"

"اور میں کہتی ہوں کہ مجھے تو میری طلب سے زیادہ مل گیا۔ اتنا ملا کہ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔" ارجمند نے کہا۔

"اور سچ یہ ہے کہ میں نے آپ سے کچھ مانگا ہی نہیں۔ میں نے اللہ سے مانگا تھا۔ پہلے تو اس مانگنے کے نتیجے میں مجھے بہت کچھ ملا۔ اللہ پر یقین، اللہ سے تعلق...... یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ اور جو کچھ میں نے اللہ سے مانگا تھا، اس کا امکان تھا ہی نہیں۔ لیکن اللہ قدرت والا ہے، عطا فرما دے۔ سو مجھے وہ بھی مل گیا۔"

"کیا مانگا تھا تم نے......؟" عبدالحق اس سحر زدہ سا اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں صرف اتنا چاہتی تھی کہ میرا نام آپ کے نام کے ساتھ جڑ جائے۔ اس سے زیادہ تو کچھ بھی نہیں مانگا تھا میں نے۔ لیکن کیا کیا کچھ مل گیا مجھے۔ میں شکایت کرتی ہوں بھلا......؟ میں تو عمر بھر اللہ کا شکر ادا کروں گی اور آپ کی احسان مند رہوں گی۔ اور آپ مجھ سے معذرت کا کبھی سوچئے گا بھی نہیں۔"

"میں نے دانستہ کچھ نہیں کیا۔ نور بانو کی محبت نے مجھے کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔ مگر بعد میں میری سمجھ میں آ گیا کہ میں نے تمہارے ساتھ بڑی زیادتی کی۔ حق تلفی کی تمہاری......"

ارجمند نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"اگر آپ ایبٹ آباد کی بات کر رہے ہیں تو میں وہاں اپنی مرضی سے گئی۔ وہ فیصلہ میرا تھا اور مجھ پر آپی کا احسان تھا کہ آپ سے میری شادی ہوئی۔ آپ کے لئے اتنا تو میں بھی کر سکتی تھی۔ آپ کا اس میں کوئی قصور نہیں۔"

"لیکن بیوی ہونے کی حیثیت سے مجھ پر تمہارے حقوق ہیں۔"

"میں ایسا نہیں سمجھتی۔" ارجمند نے اس کی بات کاٹ دی۔

"آپ نے بھی مجھ سے شادی اپنے لئے، اپنی خواہش سے تو نہیں کی۔ آپ نے بھی آپی کی خاطر مجھ سے شادی کی۔ اور میں یہ بات جانتی تھی، اور میں نے اسے قبول کیا تو اپنے ہر حق سے گویا دستبردار ہو گئی۔"

"تمہیں معلوم ہے کہ میں......"

رابطہ ایک بار پھر صاف اور واضح تھا۔ ارجمند نے جان لیا کہ وہ کیا کہنے والا ہے۔ وہ یہ بھی جانتی تھی کہ وہ اس کے لئے یہ کہنا آسان نہیں ہے، چنانچہ اس نے اسے ٹال دیا۔

"میں جانتی ہوں...... آپ کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔"

"کیسے جانتی ہو تم......؟"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"یہ بات آپ کو بھی معلوم ہے۔" ارجمند نے کہا۔
"ساحل پر اتنی دور سے آپ نے مجھے پکارا اور آپ کی پکار مجھ … پکارا تھا آپ نے......؟"
"ہاں......! اور تمہارے پلٹنے پر مجھے حیرت ہوئی تھی۔"
"میں جانتی ہوں کہ دل سے دل کا رابطہ کس بات کی دلیل ہے۔"
"تو مجھے کہنے کیوں نہیں دیتیں......؟"
"آپ سب کچھ کہہ چکے اور میں نے سن بھی لیا۔ الفاظ اتنے ضروری نہیں ہوتے۔"
"مگر میں کہنا چاہتا ہوں، تم سے ہر بات کرنا چاہتا ہوں۔"
"اور مجھے معلوم ہے کہ یہ آپ کے لئے تکلیف دہ ہوگا۔"
"یہ تم نے کب سوچ لیا......؟"
"خود سے پوچھ لیں۔ اگر ہمارے درمیان رابطہ قائم ہے تو … نہیں ہوگی۔"
عبدالحق چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر بولا۔
"اوہ......! تمہارے خیال میں مجھے اس پر شرمندگی ہوگی …"
ارجمند نے کچھ نہیں کہا۔
"اور تمہارا خیال ہے کہ میرے نزدیک یہ نور بانو سے بے وفائی …"
اس بار ارجمند نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
عبدالحق مسکرایا۔
"تب تو تم مجھے سمجھ نہیں سکیں۔ میں محبت کو باعث شرمندگی نہیں … میں تو محبت کو اللہ کا تحفہ سمجھتا ہوں۔ اور یہ بات تو میں نے مرحومہ نور بانو پر … دی تھی کہ تم سے شادی کی ہے تو میں تم سے محبت بھی کروں گا۔"
"لیکن آپی کی موجودگی میں آپ کی محبت مجھ تک کبھی نہیں پہنچی۔ … والے دن پہلی بار مجھے احساس ہوا۔" ارجمند نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔
"کبھی موقع ہی نہیں ملا۔ اتنی تیزی سے دوری ہوئی کہ اپنا کوئی …

… نے آپی سے جس محبت کی بات کی، وہ تو وہ محبت تھی، جو ہر شوہر پر …
"… درست ہے......!" عبدالحق نے گہری سانس لے کر کہا۔
"اب تم صرف سنو......! مجھے سب کچھ کہنے دو...... میرے لئے یہ ضروری … میں شرمندگی کے ساتھ اعتراف کر رہا ہوں کہ اس میں میری ایک غرض …"
"اور یہ ذہن میں رکھیں کہ آپ کی غرض میری غرض ہے۔ اب آپ بات … میں نہیں ٹوکوں گی آپ کو۔"
"میاں بیوی کے درمیان یہ ممکن نہیں کہ محبت نہ ہو۔" عبدالحق نے کہا۔
"تم سے شادی ہوئی تو مجھے تم سے محبت بھی ہو گئی۔ ازدواجی تعلق جتنا قریبی … اور تعلق نہیں ہوتا۔ اس میں محبت تو خود بخود ہو جاتی ہے۔ محبت نہ ہو تو اللہ … وہ رکھنا تقریباً ناممکن ہو جائے، جنہیں قائم کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اور … پہلے سے کرتا تھا۔ تمہارے اوصاف کی وجہ سے۔ لیکن وہ اس طرح کی … نہیں تھی۔ پھر میں نے تم سے کہا کہ تم نور بانو سے میرے اور اپنے تعلق کو چھپاؤ تو … بہتری کے لئے تھا۔ میں تو اس کا برملا اظہار کر سکتا تھا۔ لیکن نور بانو تمہاری … مجبور کر دیتی، اور اس کے نتیجے میں مجھے تم دونوں کو الگ کرنا پڑتا۔ میں تقسیم … قائل نہیں تھا۔ اور اب تم نے بے وفائی کا گمان کیا تو میں واضح کر دوں کہ … میں ایک سے زیادہ محبتیں مرد کے لئے فطری ہیں، تبھی تو اللہ نے چار … اجازت دی ہے۔ اس لئے میرے نزدیک اس میں شرمندگی کی کوئی بات …
ارجمند کو یاد تھا۔ ایبٹ آباد میں یہ بات اس نے نور بانو کو بتائی بھی تھی۔
"تو میں وہ محبت تو تم سے کرتا تھا، جو شوہر کو بیوی سے ہوتی ہے۔" عبدالحق …
"لیکن پکنک کے دوران جو کچھ تم نے گھروندے کے حوالے سے کہا، اس …

نے میرے اندر چھپے خوابیدہ جذبوں کو جگا دیا۔ میں بھی بھی ایسا
پسند...... مرد اور عورت کی محبت میں پاکیزگی کی اہمیت کا قائل
جذبات اور احساسات رکھنے والا۔ بدقسمتی سے مرحومہ نور بانو میں
اللہ اس کی مغفرت فرمائے، وہ بے حد عملی عورت تھی۔ محبت کے
اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ مجھے سمجھوتہ کرنا پڑا اور میں نے اپنے جذبوں
"لیکن اس دن تمہاری گفتگو سن کر میں برسوں پیچھے
تمہارے لئے گھروندا بنایا۔ بغیر سوچے سمجھے۔ گویا میں اپنے احساس
کرنے پر مجھے احساس ہوا کہ میں تو بہت پہلے سے تم سے محبت کرتا
کی بھی خبر نہیں ہوئی۔ پھر جب تم سے رابطہ ہوا تو میری خوشی اور
رہا ہوں کہ یہ وہ محبت ہے، جس کی مجھے آرزو تھی۔"

"مگر آپ نے تو مجھے خدمت سے بھی محروم کر دیا۔"
نظریں جھک گئیں۔

"میں اسی طرف آ رہا ہوں۔" عبدالحق نے کہا۔

"تم نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہوگا کہ مجھے نور بانو
ہے۔ حالانکہ یہ تو بچگانہ بات ہے۔ اللہ کے حکم کی تعمیل میں
سوال ؟ مجھے تمہیں یہ بتانا ہے کہ جیسے تم مجھ سے محبت کرتی
سے محبت کرتا ہوں۔ لیکن افسوس....! یہ تمہارے لئے خوش خبری نہیں۔"

"ایسا نہ کہیں ....!" ارجمند نے پھر اس کے منہ پر ہاتھ

"آپ کہتے ہیں، یہ خوش خبری نہیں۔ یہ تو مجھے وہ ملا
تصور بھی نہیں کیا تھا۔ مجھے تو میرے رب نے نہال کر دیا، مالا مال

"تم نے میری بات پوری نہیں سنی۔ یہ محبت میرا خواب تھی
کی آرزو کرتا تھا۔ مگر یہ مجھے اس وقت ملی، جب بہت دیر ہو چکی
بتاؤں ....! کہنے والی بات نہیں۔ مگر تمہیں بتا سکتا ہوں۔ جب
اس وقت سے اللہ سے محبت کی آرزو رکھتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ عشق
منزل پر پہنچتا ہے۔ ہم عام لوگ اللہ سے براہ راست محبت کے اہل

مجھے نور بانو سے محبت ہوئی۔ تم یقین نہیں کرو گی، میں نے اسے دیکھا نہیں تھا۔
اس کی آواز سنتا تھا، جب وہ قرآن کی تلاوت کرتی تھی۔ اور بلاشبہ وہ محبت اللہ
کی تھی۔ مجھے تو قرآن کے بارے میں کچھ پتا ہی نہیں تھا۔ اس حوالے سے میں
اس سے اور قرآن تک پہنچا اور بالآخر ایمان لایا۔ برسوں میں نے نور بانو کو دیکھا
نہیں اس سے محبت کرتا رہا۔ اس محبت کے ذریعے اللہ نے مجھے بہت کچھ دیا۔ اپنا
راستہ دکھایا، اس پر چلنا نصیب فرمایا۔ وہ بڑی بابرکت محبت تھی۔ لیکن جب وہ
سب کچھ بدل گیا۔ نفس چھا گیا۔ اس نے مجھے میرے راستے سے ہٹا دیا۔
عظیم مانتا ہوں، اسے باعث شرمندگی نہیں سمجھتا۔ لیکن اس محبت نے مجھے
دیا۔"

کی سمجھ میں سب کچھ آ گیا۔
"تو اس لئے آپ نے مجھے خدمت سے محروم کر دیا ....؟" اس نے پوچھا۔
"ہاں ارجی ! نور بانو کے جانے کے بعد میں نے توبہ کی اور اللہ سے عہد
اپنی منزل کو یاد رکھوں گا اور اب کبھی دنیا کی نفسانی خواہشوں میں نہیں
میرا مقصد صرف اللہ سے محبت کرنا ہے۔ مگر عارف بھائی اور بھابی کی اتنی
ہوئی اس رات نے ایک بار پھر میرے نفس کو بے لگام کر دیا۔ میں ڈر گیا
لئے کرتی تھیں، اس میں بہت سکون تھا میرے لئے۔ لیکن نفس نے
خواہش بنا دیا۔ وہ خدمت میرے لئے باعث اذیت بن گئی۔ اس لئے میں
اس سے روک دیا۔ میں اب بھٹکنا، بہکنا نہیں چاہتا۔
لیکن اس وقت مجھے علم نہیں تھا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ مجھ پر یہ راز
لئے بڑی الجھن کھڑی ہو گئی۔ اس نازک، لطیف محبت کو رد کر کے میں
کرنا چاہتا۔ لیکن اب میں نفس کو خود پر مسلط بھی نہیں ہونے دوں گا۔ سمجھ
کہ میں کیا کروں ....؟"
"کوئی حل بھی سجھائی دیا آپ کو ....؟"
"ہاں ....! ایک حل سمجھ میں آیا...... لیکن وہ بہت مشکل، بہت اذیت

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ارجمند کی سمجھ میں ...
طرف اشارہ کر رہا ہے ...؟

"نہیں ......! وہ حل نہیں ہے۔ کم از کم میرے لئے قابل قبول ...
اس نے تیزی سے کہا۔

عبدالحق نے حیرت سے اسے دیکھا۔ پھر وہ بھی سمجھ گیا کہ وہ ...
ان کے درمیان جو رابطہ تھا، وہ لفظوں کا محتاج نہیں تھا۔

"تو تم مجھے سمجھا سکو گی.....؟ کوئی حل بتا سکوں گی ..."

"حل تو مسئلے کا ہوتا ہے۔ میرے نزدیک یہ کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں۔"
ارجمند نے کہا۔

"لیکن میں آپ کو یہ بات سمجھا نہیں سکتی۔ وجہ یہ ہے کہ میں
فریق ہوں اور اپنی غیر جانبداری ثابت نہیں کر سکتی۔ مجھے خود بھی ...
میں درحقیقت اپنے مفادات کا تحفظ کر رہی ہوں۔"

"تو پھر.....!"

ارجمند نے تیزی سے اس کی بات کاٹ دی۔

"آپ میرے مقابلے میں صاحب اختیار ہیں، اور میں ...
صاحب اختیار لوگوں کو بہت محتاط رہنا چاہئے۔ جلد بازی میں فیصلہ کرنا ...
شان نہیں۔ آپ کے نزدیک یہ مسئلہ ہے تو میں اس کا حل پیش کر دیتی ہوں ...
کا حل میرے لئے ناقابل قبول ہے۔"

"مگر تمہیں کیا معلوم کہ میں......"

"مجھے معلوم ہے جس لمحے مجھے آپ کی محبت ملی، میرے اور آپ کے
درمیان ایک رابطہ قائم ہو گیا۔ آپ کی کوئی بات اب مجھ سے چھپی نہیں۔"

"تو تم اپنا حل بتاؤ مجھے......!"

"اب میں جو کچھ کہوں گی، اس پر اللہ کو گواہ بنا رہی ہوں۔ میں نے ...
صرف آپ کا شرعی ساتھ مانگا تھا، آپ کا نام مانگا تھا۔ اور اللہ نے مجھے ...
دیا۔ اس پر میں عمر بھر اس کا شکر ادا کروں گی۔ اور سچی بات کہہ رہی ہوں ...

ارجمند نے لفظ "اس" پر خاص طور پر زور دیا۔

"اس سے زیادہ مجھے کچھ چاہئے بھی نہیں۔ اب میں اعلان کرتی ہوں کہ میں
... آپ کو معاف کرتی ہوں۔"

"... "

"اب تو آپ کا مسئلہ حل ہو گیا نا..... اب میرے معاملے میں انشاء
اللہ آپ سے کوئی باز پرس نہیں کرے گا۔ اور میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر
کہتی ہوں کہ میں نے کسی دباؤ کے تحت اکراہ کے ساتھ یہ بات نہیں کہی۔ میں اپنے
... کی سچائی کے ساتھ، خوش دلی اور محبت کے ساتھ یہ بات کہہ رہی ہوں۔"
عبدالحق نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارا بہت بڑا احسان ہے مجھ پر......!"

"ایسا نہ کہیں ..... میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔ اور محبت میں کوئی احسان،
... نہیں ہوتا۔ اگر آپ کو ایک بلند مقام کی آرزو ہے تو وہاں پہنچنے میں آپ کی مدد
... محبت کے حوالے سے بھی، اور بیوی ہونے کے حوالے سے بھی مجھ پر فرض ہے۔
... میں آپ کو ناکام ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔"
عبدالحق حیرت سے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"یہ لڑکی ہر قدم پر مجھے حیران کر دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔" اس نے
... سوچا۔

"اور جو محبت آپ کو مجھ سے اس وقت ہے، میرا اس پر بھی اصرار اور دعویٰ
نہیں۔ وہ نہ رہے تو بھی میں اس پر آپ سے گلہ نہیں کروں گی۔ آپ میرے شوہر ہیں۔
یہ اعزاز میرے لئے بہت کافی ہے۔ میں ہمیشہ آپ سے محبت کرتی رہوں گی۔"
عبدالحق سن سا بیٹھا رہا۔

"اب آپ سو جائیں۔" ارجمند نے اس کے کندھوں پر دباؤ ڈالتے ہوئے
کہا۔

اور دو دراز ہو گیا۔

❀❀❀

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

عبدالحق اپنے آفس میں تھا کہ اس کے پرائیویٹ فون کی گھنٹی بجی۔ اسے
حیرت ہوئی۔ یہ فون وہ کبھی استعمال نہیں کرتا تھا۔ اور یہ نمبر بھی اس نے کسی
کو نہیں دیا تھا۔ اور ارجمند نے بھی اسے اس نمبر پر فون نہیں کیا تھا۔

اس کی دھڑکنیں کچھ بے ربط ہوئیں۔

"اللہ خیر کرے...! یہ غیر معمولی بات ہے۔" اس نے دل میں سوچا۔

ریسیور اٹھا کر اس نے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام...!"

دوسری طرف سے جو آواز سنائی دی، یہ تو اس کے لیے ممکن ہی نہ تھا کہ وہ
آواز کو نہ پہچانتا۔ لیکن اس لہجے کو وہ کیسے بھول سکتا تھا۔ وہ خالص عربی لہجہ
اس نے کہیں اور سنا ہی نہیں تھا۔

وہ سعودی شہزادہ تھا۔ شہزادہ محمد بن عثمان...!

"نہیں پہچانے...؟" اتنی دیر جواب نہ ملنے پر یہی نتیجہ اخذ کیا گیا۔
شہزادے کے لہجے میں ہلکی سی شکایت تھی۔

"یہ کیسے ممکن ہے یور ہائی نس...!"

"تو پھر یہ توقف...؟"

"عزت افزائی پر یقین نہیں آ رہا تھا۔"

"ہم جسے بھائی کہہ دیں، اسے کبھی نہیں بھولتے۔"

"یہ بس آپ کی عنایت ہے۔"

"تکلف کر رہے ہو...؟"

"نہیں یور ہائی نس...! آپ کی مصروفیت کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔"

"اور یہ یور ہائی نس کیا ہے برادر...؟"

"معذرت چاہتا ہوں برادر محترم...!" عبدالحق نے دل کی گہرائی سے
کہا۔

"اور آپ کیسے ہیں...؟"

"الحمدللہ...! مجھے تو بہت پہلے رابطہ کرنا تھا۔ لیکن مصروفیت کی وجہ سے...

دراصل پاکستان سے واپس جانے کے ایک ماہ بعد ہی مجھے امریکہ بھیج دیا گیا
تھا۔ اب میں وہیں ہوں۔ اور تم سناؤ...! تمہاری طرف کیا حال ہے...؟"

"جی الحمدللہ...! سب ٹھیک ہے...!"

"مجھے ایک بات پر بہت افسوس ہے برادر...! بلکہ شکایت بھی ہے۔"

عبدالحق اس پر چونکا۔

"کوئی غلطی ہوگئی مجھ سے برادر محترم...؟"

"ہاں... اور میرے خیال میں بہت بڑی...!" شہزادے نے کہا۔

"تم سرکاری مہمان کی حیثیت سے حج پر آنے والوں میں شامل نہیں
تھے...؟"

"جی برادر محترم...!" یہ کہتے ہوئے عبدالحق کے دل میں طمانیت تھی۔

"اس کی وجہ...؟" شہزادے نے پوچھا۔ پھر جلدی سے اضافہ کیا۔

"کوئی ذاتی معاملہ نہ ہو تو..."

"ایسی کوئی بات نہیں برادر محترم...!" عبدالحق کے لہجے میں طمانیت تھی۔
"مجھ پر بہت بھاری ذمہ داری ڈال دی تھی آپ نے... میں نے بڑی
مشکل سے لوگوں کا انتخاب کیا تھا۔ اور سب وہ لوگ تھے جو باعمل بھی تھے اور اس محکمے
میں رہتے ہوئے بھی حرام سے پرہیز کرتے تھے۔ اسی وجہ سے صاحب حیثیت بھی نہ
تھے۔ خود کو شامل کرنے میں ان میں سے کسی ایک کی حق تلفی ہوتی۔ اس لئے میں نے
نام کاٹ دیا۔"

"برا نہ ماننا برادر...! لیکن تم نے اچھا نہیں کیا۔"

"میں الحمدللہ...! صاحب حیثیت ہوں برادر محترم...! اللہ نے چاہا تو
ذاتی طور پر بھی یہ سعادت حاصل کرلوں گا۔"

"اللہ کرے...! ایسا ہی ہو...!" شہزادے نے کہا۔

"لیکن یہ حرم شریف کا معاملہ دنیا کے معاملات سے الگ ہوتا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں برادر محترم...!" عبدالحق کا دل عجیب طرح سے دھڑکا۔

"ان معاملات کو سمجھانا بھی آسان نہیں۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ جس دربار

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کی یہ بات ہے، وہاں آنے والا ہر شخص، بادشاہ ہو یا فقیر، اللہ کا مہمان ہے۔ وہاں صرف ایک میزبان ہے — اللہ جل شانہٗ — شاہ نے بھی کبھی خود کو ... نہیں سمجھا۔ ان کا سب سے بڑا اعزاز خادم حرمین شریفین ہے۔ یہ ہمارے لیے ... کہ اس نے ہمیں منتظم بنایا۔ لیکن منتظم اعلیٰ تو اللہ خود ہے۔ اور ہم سے ... ہمارے اوپر کتنے منتظمین ہیں، جو ہم سے کہیں زیادہ اہم ہیں، یہ وہی جانتا ہے۔ سوچو، کتنے لوگ ہر سال اللہ کے مہمان ہوتے ہیں؟ لاکھوں ... ایک ساتھ آسکتے ہیں اور نہ ہی ایک ساتھ رخصت ہو سکتے ہیں۔ اندازہ ... مہمان داری کا سلسلہ کتنا پہلے سے شروع ہوتا ہے؟ اور کتنے بعد تک ... ہے......؟ ان لوگوں کا قیام، ان کا طعام، ان کی نقل و حرکت کا سلسلہ، کون ... سکتا ہے......؟ اللہ کے سوا کوئی نہیں...... ! ذرا سوچو برادر ...! کہ امریکہ ... وسائل سے مالا مال ملک ہے۔ اور نیویارک کتنا بڑا شہر ہے۔ وہاں اولمپکس کا انعقاد ... دنیا بھر سے کتنے لوگ آئیں گے وہاں......؟ ہزاروں نا...... لاکھوں تو نہیں ... کے باوجود انتظامی مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں، جبکہ آنے والے صرف ... ہوتے ہیں جو دولت مند ہوتے ہیں اور ضرورت کی ہر چیز اور ہر آسائش خرید ... استطاعت رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود تکلیف اٹھاتے ہیں۔ اور چھوٹا سا شہر ... لاکھوں حجاج کی مثالی میزبانی کرتا ہے۔ اس کی اپنی آبادی سے زیادہ مہمان ہوتے ہیں وہاں۔ اور الحمدللہ......! ہر ایک کی ہر ضرورت پوری ہوتی ہے۔ آپ مسائل ... کریں تو تھرتھری چڑھ جائے گی آپ کو۔ کوئی اور جگہ ہو تو ہر طرح کی غلاظتوں کے ڈھیر لگ جائیں۔ بازار سے اشیائے خورد و نوش غائب ہو جائیں۔ ان کے ... آسمان کو چھونے لگیں۔ غریب آدمی تو بھوکا مر جائے۔ ذرا سوچیں تو......!"

اور عبدالحق پر واقعی تھرتھری چڑھ گئی۔ اس کے ہاتھ پاؤں اور اس کا جسم ہی نہیں، اس کا پورا وجود اندر سے، دل سمیت کسی سوکھے پتے کی طرح لرز رہا تھا، جیسے ہوا کے تھپیڑوں کی زد میں ہو۔

"......لیکن ایسا نہیں ہوتا برادر عبدالحق......! بالکل نہیں ہوتا۔ کیسے ... کر......؟ صرف اس لیے کہ وہاں اللہ کا گھر ہے۔ اللہ جو اپنی ہر مخلوق کو رزق دیتا ہے۔

... کیڑے کو بھی رزق عطا کرتا ہے۔ اللہ جسے مہمانوں کی تواضع پسند ہے۔ ... کے تمام وسائل، تمام خزانوں کا بلاشرکت غیرے مالک ہے۔ تو یہ کیسے ... کے گھر آئے ہوئے کسی مہمان کو کوئی محرومی ہو......؟ یہ تو اللہ کا معجزہ ... جس کے سامنے ساری دنیا عاجز ہے کہ اس کی مثال پیش نہیں کی جا ...

اب دوسرے زاویے سے دیکھو۔ میرے گھر، تمہارے گھر تو کوئی بن بھی آسکتا ہے۔ لیکن اللہ کے گھر یہ ممکن نہیں۔ وہاں تو سب کچھ طے شدہ ہوتا ... مہمانوں کی فہرستیں بہت پہلے تیار ہوتی ہیں اور ان کی تیاری میں ہم حکمرانوں کا ... دخل نہیں ہوتا۔ تم نے سمجھا ہوگا کہ میں صاحب اختیار تھا، سو میں نے چار افراد ... حکومت کے سرکاری مہمان کی حیثیت سے حج کی دعوت دے دی......؟"

شہزادے نے کچھ توقف کیا۔

عبدالحق نے جواب نہیں دیا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ اس نے یہی سوچا تھا۔

"مگر ایسا نہیں ہے برادر......! کسی کی مجال ہے کہ رب کی مرضی کے بغیر اس ... کسی مہمان کی حیثیت سے بلائے......؟ سب اس کے حکم سے اور اس کی مرضی ... ہوتا ہے۔ یہ ہمارا ایمان ہے اور یہی حق بھی ہے۔ اب میری طاقت اور میرے ... دیکھو۔ میں نے تمہیں تین افراد کے ساتھ بلوایا، لیکن خود مجھے تو حج کی سعادت ... نصیب نہیں ہو سکی۔ مجھے امریکہ جانا پڑا۔ یہ ہے ہماری حیثیت......!"

عبدالحق کا لرزہ اور بڑھ گیا۔ درحقیقت اس کی آنکھیں کھل رہی تھیں۔

"ایسی بے شمار مثالیں ہیں برادر عبدالحق......! میں تمہیں ایک مثال سناتا ہوں۔" شہزادے نے قدرے توقف کے بعد کہا۔

"یہاں ہمارے ہاں ایک مصری انجینئر تھا۔ پندرہ برس وہ مکہ معظمہ میں رہا۔ ... میں اس کے تمام اہل خانہ نے مصر سے آکر حج کی سعادت حاصل کی۔ ... اس کے ماں باپ حج کے لیے آئے تو میں نے اس سے کہا کہ وہ بھی ان کے ساتھ حج کر لے، تو اس نے بڑی بے پروائی سے کہا۔ میرا کیا ہے......؟ میں تو یہیں ہوں، کبھی بھی حج کر لوں گا۔ اور جانتے ہو برادر......! کیا ہوا......؟ وہ اس کے بعد

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

بارہ سال مکہ میں مقیم رہا اور وہیں اسے موت آئی۔ لیکن ابراہیم ادھم...
اسے حج کرنا نصیب نہیں ہوا اور تو اور، کچھ قوانین اور ضابطے ایسے آڑے آئے...
وہاں دفن ہونا بھی نصیب نہیں ہوا۔ وہ مصر میں دفن ہوا۔"

عبدالحق کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اس کا دل خوف سے...

"میں نے کہا نا کہ ایسی بے شمار مثالیں میرے علم میں ہیں۔"...
مزید کہا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ میں غلط ہوں یا صحیح، لیکن میں نے یہ ...
دین اسلام پر پیدا کرنے کے بعد یہ اللہ کا عطا کیا ہوا سب سے بڑی ...
بڑی عزت ہے، اور جو اس سے منہ موڑے، وہ اس کی سب سے بڑی ...
بے شک اللہ غفور الرحیم ہے۔"

"لیکن میں نے منہ تو نہیں موڑا برادر محترم ...!" عبدالحق ...
طرح لرز رہی تھی۔

"بے شک ...! تم نے اچھے جذبے کے تحت ایسا کیا ...
میرے خیال میں غلط کیا۔ دنیا کے معاملات میں ایثار کرنا، پیچھے رہ جانا ...
لیکن نیکیوں، سعادتوں اور آخرت کے معاملے میں اللہ کو دوڑ کر سبقت ...
والے پسند ہیں۔ سورۂ واقعہ میں اللہ نے سبقت لے جانے والوں ...
فرمایا کہ وہ اس کے مقرب ہیں۔ دیکھو نا... جماعت میں پہلی صف میں ...
کے لیے لوگ کتنی تگ و دو کرتے ہیں۔ وہ بڑی سعادت ہے۔ لیکن ...
ہونا تو بہت بڑی سعادت، بہت بڑا اعزاز ہے۔ کیونکہ وہ خود تمہیں بلا ...
مقام ہے برادر عبدالحق......! جہاں ادب کا تقاضا حد ادب سے بہت ...
پورا نہیں ہوتا۔ یہاں صرف اور صرف مجسم عاجزی اور شکر ہو کر اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ...
شاید بے ادبی میں شمار ہوتا ہے۔ دیکھو، یوں سمجھو کہ وہ تو اللہ ہے، کائنات ...
بادشاہوں کا بادشاہ۔ میں اس کا حقیر بندہ، ذرۂ ناچیز ... اگر تمہیں اپنے گھر ...
میں بلاؤں اور تم اپنی جگہ کسی اور کو بھیج دو تو تمہاری نیت کیسی ہی ہو ...
محسوس ہوگی۔"

عبدالحق کا لرزہ ایسا بڑھا کہ ریسیور تھامنا مشکل ہو گیا۔

"وہ تمہیں اپنے گھر بلائے اور تم یہ سوچ کر اپنی سعادت اسے دے دو کہ وہ
تو ویسے جا نہیں سکے گا، اور تم تو استطاعت رکھتے ہو تو اس میں کئی خراب
پہلو ہیں۔ ایک تو یہ کہ تمہاری استطاعت ہے کیا......؟ اسی کی تو دی ہوئی ہے۔
وہ چاہے تو اس بے حیثیت کو تم سے زیادہ اعزاز کے ساتھ بلا لے گا اور چاہے
تو اس سعادت سے محروم کر دے گا۔ خواہ تم نے تکبر سمجھ کر نہ کیا، لیکن یہ سوچنا
تکبر ہے کہ تم اپنی مرضی سے، جب چاہو گے، وہاں چلے جاؤ گے۔ اور تکبر کی
سزا... تیسرا پہلو یہ ہے کہ تم نے سب سے بڑے اعزاز کے ساتھ بے نیازی
برتی۔ بے نیازی صرف اللہ کے لیے ہے۔ تو اس بات کا ڈر ہے کہ تم اس اعزاز
سے... جاؤ۔ باقی وہ نیتوں سے آگاہ، بہت مہربان، بہت بخشنے والا ہے۔"

عبدالحق کا یہ حال تھا کہ گھٹی گھٹی آواز میں استغفر اللہ کے سوا اس کے منہ
سے کچھ نہیں نکل رہا تھا۔

"اب تمہیں ایک اور بات بتاؤں ...!" شہزادے نے مزید کہا۔
"چار آدمیوں کے لیے وہ دعوت تھی، لیکن ان میں سے صرف تین ہی حج کر
سکے۔ ایک بیماری کی وجہ سے نہیں آ سکا اور مجھے یقین ہے برادر......! یہ محروم وہی
ہے جس نے اپنی جگہ بھیجنا چاہا......؟"

عبدالحق کے لیے بولنا ناممکن تھا۔ وہ تو بس استغفار کیے جا رہا تھا۔

"میں تمہیں بھائی سمجھتا ہوں، اس لیے تمہیں خبردار کرنا فرض سمجھا۔ اور میں
...سمجھا نہیں سکا ہوں۔ ایسی باتیں پوری طرح سمجھنا بھی آدمی کے بس میں
...، سمجھانا تو بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔"

"میں آپ کا از حد شکر گزار ہوں برادر محترم ...!" عبدالحق نے پھنسی پھنسی
آواز میں کہا۔

"آپ نے بہت اچھی طرح مجھے سمجھا دیا۔"

"تم اللہ سے توبہ کرتے رہو برادر ...! میں تمہارے لیے دعا بھی کروں گا
لیکن یہ تو میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اس معاملے میں کوئی کچھ نہیں کر

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

سکتا۔"

"آپ نے مجھ پہ بہت بڑا احسان کیا ہے برادر......!" اس نے

سنبھالتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو اپنے تئیں اللہ کو خوش کرنے کی کوشش کی تھی

آپ نے مجھے احساس دلا دیا کہ وہ میری جہالت تھی، ورنہ میں عمر بھر

رہتا۔ پہلی بار میری سمجھ میں آیا ہے کہ کبھی صرف اچھی نیت بھی

مقامات پر گستاخی اور بے ادبی نیک نیت کے باوجود قابل معافی نہیں

آپ کے ذریعے میری رہنمائی فرمائی۔ اس کا لاکھ لاکھ شکر...... اور میں

ہوں۔"

"بے شک......! سب اللہ کی طرف سے ہے برادر

کہا۔

"اور تمہارے اہل خانہ کیسے ہیں......؟ والدہ کیسی ہیں

ازواج......؟"

"الحمد للہ......! سب عافیت سے ہیں۔ البتہ میری پہلی بیوی

ہوگیا۔"

"کیسے......؟"

"بچے کی پیدائش کے دوران۔"

"اور بچہ......؟"

"اللہ نے مجھے بیٹا عطا فرمایا ہے برادر محترم......!"

"الحمد للہ......! دیکھو اللہ نے اپنی امانت لینے سے پہلے ہی تمہیں

عطا فرما دیا۔"

"بے شک......! یہ اس کا فضل عظیم ہے برادر......!"

شہزادے نے اس سے بیٹے کا نام پوچھا...... اسے بہت دعا دی

"انشاء اللہ تعالیٰ......! پھر بات ہوگی برادر......!" اس نے کہا

کے بعد ریسیور رکھ دیا۔

...... کتنی دیر تک کانپتے جسم کے ساتھ اپنی کرسی پر بیٹھا رہا۔ اس

...... بھی نہیں تھا۔ وہ بس زیر لب استغفار پڑھے جا رہا تھا۔

...... یوں ہی بیٹھا رہتا۔ مگر دروازے پر دستک ہوئی اور اس کا پی اے

...... عبدالحق پر نظر پڑتے ہی وہ گھبرا گیا۔ عبدالحق کا چہرہ سپید ہو رہا تھا،

...... میں خون کی بوند بھی نہ رہی ہو۔ بس اس کے ہونٹ لرز رہے تھے۔

...... ! آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے......؟" اس نے پُرتشویش

...... ! میں ٹھیک ہوں۔"

...... کر باہر گیا اور اس کے لئے ایک گلاس میں پانی لے کر آیا۔

...... تشکر کے ساتھ پانی قبول کیا۔ اسے محسوس ہوا کہ اسے اس وقت

...... تھی۔

...... بعد اس نے کام کی طرف متوجہ ہونا چاہا، لیکن وہ کچھ سمجھ ہی نہیں پا رہا

...... دیر تک وہ یوں ہی بیٹھا رہا۔ پھر ایک خیال نے اسے چونکا دیا۔ سب

...... معلومات کرتا تھیں۔ اس نے گھنٹی بجا کر پی اے کو طلب کیا۔ وہ آیا تو

...... سعودی حکومت کی طرف سے سرکاری مہمان کی حیثیت پر حج کے

...... تھے، ان کی فائل لا کر دو......!"

...... ! کلکٹر صاحب کے آفس میں ہے۔"

...... صاحب کے آفس کا نمبر ملا کر مجھے دو......!"

...... چلا گیا۔ چند لمحے بعد فون کی گھنٹی بجی۔ دوسری طرف کلکٹر صاحب کا

...... نے اس سے فائل کے بارے میں بات کی۔

...... ہے سر......! میں بھجواتا ہوں۔ دس منٹ لگیں گے۔" کلکٹر صاحب

...... کہا۔

...... نے ریسیور رکھ دیا۔ یہ یاد کرنے میں اسے ذرا دشواری نہیں ہوئی

کر اپنی جگہ اس نے حج پر جانے والوں میں کس کے نام کی منظو...

دس منٹ بعد فائل اس کے سامنے تھی۔ اس نے ...

فائل کو کھولا۔

اور اگلے ہی لمحے شہزادہ محمد بن عثمان کے انداز ... اپنی جگہ جسے بھیجنے کی جسارت کی تھی، اللہ نے اس کے لیے منظو... اس پر پھر لرزہ چڑھ گیا۔

اس نے اللہ کے چار مہمانوں کے انتخاب میں ... بہت احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ اس پر غور کیا تھا۔ اس ... نے سمجھ لیا تھا کہ فیصلہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور یہ اس کی ...

"فیصلہ کرنے والا تو صرف اللہ ہے۔"

اس کا دل جیسے سینے میں سما ہی نہیں رہا تھا۔ لگتا تھا کہ ... نکل آئے گا۔ اس کے دل میں بس ایک خیال تھا۔

"یہ میں نے کیا کر دیا......؟" وہ سمجھ گیا تھا کہ کیا ہوا ہے ...

اس نے خود کو اپنی من چاہی، بہت بڑی سعادت سے ... کیا تھا، اللہ نے اس کی توضیح فرما دی تھی۔ لیکن اس نے اپنی جگہ ... اللہ نے اس فیصلے کو رد فرما دیا تھا۔

اللہ کی توفیق کے بغیر تو فیصلہ نافذ نہیں ہوتا۔

کچھ دیر بعد طبیعت کچھ سنبھلی تو اس نے پی اے سے ... بلوا لیا۔

مشکور صاحب کمرے میں داخل ہوئے تو اس ... گھبرائے ہوئے تھے۔

"آپ نے یاد فرمایا سر......؟"

"تشریف رکھیے......!" عبدالحق نے کرسی کی طرف اشارہ ...

مشکور صاحب سہمے ہوئے سے بیٹھ گئے۔

"کوئی غلطی ہو گئی سر......؟"

... بے ساختہ مسکرایا۔

"... نہیں......! کچھ اپنے علم میں اضافہ کرنا تھا۔"

... مشکور صاحب کی سمجھ میں نہیں آئی۔ لیکن کچھ پوچھنے کی ہمت بھی نہیں ... خاموش بیٹھے رہے۔

"... آپ کا نام تو سرکاری مہمان کی حیثیت سے حج پر جانے والوں میں شامل ..." عبدالحق نے بات چھیڑی۔

"... آپ کی عنایت تھی۔" مشکور صاحب نے عاجزی سے کہا۔

... کے ذہن میں روشنی کا جھماکا سا ہوا، جیسے دریچے ہی دریچے کھل گئے ...

"... تبھی تو آپ جا نہیں سکے......؟" اس نے بغیر سوچے سمجھے ... جیسے وہ خود نہیں، اس کے اندر سے کوئی اور بولا ہو۔

"... سمجھا نہیں سر......!"

"... خود بھی نہیں سمجھا تھا۔ بات تو اب سمجھ میں آنی شروع ہوئی ہے۔" ... خود کلامی کا سا تھا۔

"... خیال کریں تو مجھے بھی سمجھا دیں سر......!"

"... کی عنایت سے آپ وہاں کیسے جا سکتے تھے......؟ وہاں تو بندہ صرف اللہ ... کے فضل اور اس کی منظوری سے جا سکتا ہے۔" عبدالحق نے افسردگی ... اس بار اس نے مشکور صاحب کو غور سے دیکھا۔

... صاحب کے چہرے سے لگتا تھا کہ وہ اب بھی کچھ نہیں سمجھے۔ عبدالحق ...

... کسی کو سمجھا سکتا ہے......؟ یہ سمجھنا سمجھانا بھی تو اللہ کی طرف سے ...

"... کے ساتھ ہوا کیا مشکور صاحب......؟" اس نے پوچھا۔

"... نہیں سر......! میں بہت خوش تھا کہ برسوں کی آرزو پوری ہو رہی ..." ... صاحب نے کہا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''آرزو کیا سر......! خواب تھا میرے لئے

نہیں تھا۔ آپ کے لئے دعا کرتا تھا کہ آپ کی مہربانی سے تعبیر

''یہی تو آپ کی غلطی تھی مشکور صاحب...... ! مہربانی

ہے۔'' عبدالحق سے برداشت نہ ہوا۔

''سچ ہے سر......! لیکن وسیلہ بھی تو ہوتا ہے۔''

عبدالحق بہت بدمزہ ہوا۔ اس نے سمجھ لیا کہ سمجھانا

کرے گا تو تلخ ہو جائے گا۔ اپنی ہی تلخی کچھ کم نہیں ہے۔

''اللہ کو ناگوار گزرا تو......؟''

''آپ کچھ بتا رہے تھے...... !'' اس نے خشک لہجے میں

''جی سر......! جس شام کی فلائٹ تھی، اس صبح میرے

درد ہوا کہ پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔

وہاں کسی کی سمجھ میں ہی نہیں آ رہا تھا کہ میرے ساتھ مسئلہ کیا

ٹھیک تھا۔ مجھے اسپتال میں داخل کر لیا گیا۔ بس مسکن دوا

تو یوں گزرے کہ مجھے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر درد ایک دم سے

چھٹی دے دی گئی۔ لیکن کمزوری بہت تھی سر...... ! دس دن تو میں

کے قابل بھی نہیں تھا۔ میں تو یہ بھی بھول گیا سر......

محروم ہو گیا۔''

''مجھے افسوس ہے مشکور صاحب...... ! اللہ ہم پر

نے دل کی گہرائی سے کہا۔

چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر مشکور صاحب نے

''اب میں جاؤں سر......؟''

''جی ضرور......! زحمت کا شکریہ......!''

ان کے جانے کے بعد عبدالحق کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا۔

افراد سے بھی بات کرنے کا فیصلہ کیا، جنہیں اللہ نے کامیاب

ایک کر کے ان تینوں کو بلوایا اور ان سے بات کی۔

عبدالحق ان تینوں سے ایسی عزت سے ملا، جیسے کم رتبے والے لوگ عالی

سے ملتے ہیں اور یہ حقیقت تھی۔ انہیں اللہ نے وہ عزت اور سعادت عطا

جس سے اس نے خود کو محروم کر لیا تھا۔

وہ تینوں بہت خوش تھے۔ اور مشکور صاحب کے برعکس ان تینوں نے اس

اللہ کی رحمت اور کریمی قرار دیا۔ ان کے انداز میں بڑی عاجزی تھی۔ ان کی

عاجزی تھی۔

...... ! اللہ نے وہاں مجھے وہ عزت اور وہ نعمتیں عطا فرمائیں، جن کا ہم

نہیں کر سکتے...... بڑا کرم فرمایا اللہ نے جناب......!''

وہاں میں آپ کو یاد رہا......؟'' عبدالحق نے تینوں سے یہ سوال کیا۔

میرے لئے بھی دُعا کی آپ نے......؟''

اور تینوں کا جواب ایک ہی تھا۔ تینوں نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

عبدالحق کا دل غم سے بھر گیا۔ جب اللہ ہی ناخوش ہو تو اس کے دربار میں

کے لئے دُعا کر سکتا ہے......؟

دل چھوٹا نہ کریں۔'' اس نے ان کا بوجھ ہلکا کرنے کی غرض سے کہا۔

دعا بھی اللہ کے اذن کے بغیر نہیں ہوتی۔ اللہ نہ چاہے تو بندہ خود اپنے

نہیں کر سکتا۔''

بے شک سر...... ! بندے کی کیا حیثیت......؟''

اور عبدالحق نے رخصت ہوتے ہوئے ان میں سے ہر ایک کا ہاتھ چوما۔

اور محبت سے۔ ان ہاتھوں کو کیسی کیسی مبارک اور مقدس چیزوں کا لمس

ان کے جانے کے بعد اس نے سوچا۔

اللہ کا شکر...... ! ان ہاتھوں کی وساطت سے میرے ہونٹوں کو اپنی محرومی

کی کرنا تو نصیب ہوا۔ اب کون جانے......؟ کون جانے......؟''

❀❀❀

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

عبدالحق کے لئے تو وہ بہت بڑا صدمہ، بہت بڑا دھچکا تھا۔
جیسے آسمان سے زمین پر آ گرا ہو۔ یہ کیسا اتفاق تھا کہ عین اس وقت
محبت کی طرف پہلا قدم بڑھانے کا ارادہ کر رہا تھا، اسے بتا دیا گیا کہ
ہے......؟ محبت کرنے والا، جس سے محبت کر رہا ہو، اس سے اور خود
ہے کہ اس سے گستاخی سرزد ہوئی اور اسے پتا بھی نہ چلا۔ کچی محبت میں
کہ محبوب ناراض ہو...؟ اور محبت کرنے والے کو اس ناراضی کی خبر
بے خبری سے تو بے نیازی جھلکتی ہے، اور محبت تو نیاز ہی نیاز ہے۔
سوال.....؟ اور سچ یہ ہے کہ بے نیازی تو صرف اللہ کا وصف ہے۔
ہے۔ بے نیازی اس کی ذات کا حسن ہے۔

اس کا دن کا سکون اور راتوں کی نیند جاتی رہی۔ وہ خود کو
کے درمیان ایک بہت تنگ گھاٹی میں محصور محسوس کر رہا تھا۔ جہاں
نہیں تھا، جہاں سے اس کی آواز کہیں نہیں جا سکتی تھی، بلکہ پہاڑوں
ٹکرا کر گونجتی اور محض اس کی سماعت تک محدود رہتی۔ وہ جیسے ایک
میں سے خود نکلنا اس کے لئے ممکن نہیں تھا۔ وہ ان سیدھے پہاڑوں
تھا۔ وہاں کوئی راستہ ہی نہیں تھا۔ اور وہ اتر کر وہاں نہیں آیا تھا۔ وہ
گرا تھا۔ خود سے اوپر کیسے جا سکتا تھا...؟

اور اسے کسی نے گرایا نہیں تھا۔

اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ انسان
اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ بے شک انسان خود ہی ظالم ہے۔
اپنی جان پر ظلم کیا۔ بے خبری میں نیکی جان کر اس نے دو جرم کیے۔
سعادت سے منہ موڑا۔ اور صرف یہی نہیں، ایسا اس گمان کے تحت کیا
استطاعت ہے، اپنے طور پر حج کر لے گا۔

یہ سوچتے ہوئے اس کے اندر ایک مدافعانہ آواز ابھری
ہوئی۔

''میں نے جو سوچا، اس آگہی، اس اعتراف کے ساتھ سوچا کہ

''
...اس نے خود کو اندر سے ٹٹولا اور کچھ مطمئن ہوا۔ کیونکہ اس کے علم
...تھا۔

...اس کے اندر ہی سے یہ اعتراض ابھرا۔
...تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ یہ استطاعت ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی؟
...کی ضمانت دی گئی ہے؟ اور تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ تم جب چاہو، اس
...سکتے ہو؟ اللہ کے اذن کے بغیر! اللہ کے ساتھ تو بندے کا
...ہوتا ہے۔ اللہ جب اپنی کریمی سے جو کچھ عطا فرمائے، اسے سر جھکا کر
...قبول کر لو اور اس کا شکر ادا کرو۔ جو کچھ ملا ہوا ہے، اللہ کی عطا، اللہ کے فضل
...جب وہ چاہے، اسے واپس لے لے گا۔''

''بے شک! اس نے کب گمان کیا تھا کہ وہ نور بانو کو پا سکے گا۔ لیکن
...دیا۔ اور پھر جب چاہا تو اسے واپس بھی لے لیا۔

''بے شک! مجھ سے بہت بڑی بھول ہوئی۔ لیکن''
...کیا اس سے بھی بڑی بھول ہوگی۔ اندر سے ابھرنے والی
...دیا۔ وہ اپنے بندوں سے بے سبب تو کبھی ناراض نہیں ہوتا۔ وہی تو
...جانتا ہے۔ اس نے فرمایا اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ اور بے
...تمہارے وجود کی تمام کوٹھریوں سے، اور ان میں چھپی تمام بلاؤں سے
...اور تم کچھ نہیں جانتے۔''

وہ ...کر بیٹھ گیا۔ اس نے ذہن کے، سوچوں کے سب دریچے بند کر لئے۔
...گہری تھی کہ خود سے نظر ملانا بھی ممکن نہیں تھا۔ لیکن آدمی خود سے تو چھپ
...سے تو چھپنا، بچنا ممکن ہی نہیں۔

وہ اپنی اسٹڈی میں دبک کر بیٹھ جاتا اور استغفار کرتا رہتا۔ ارجمند میز پر پانی
...اور گلاس رکھ جاتی۔ مقررہ وقت پر اس کے لئے چائے لے آتی۔ لیکن وہ
...کچھ پوچھتی نہیں تھی۔ یہ اس کی ایک اور خوبی تھی۔ وہ دیکھتی کہ وہ کسی خاص
...میں ہے تو اسے کبھی نہ چھیڑتی۔ وہ اس سے کھانے کو بھی نہ کہتی۔ اماں اور وہ

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اس کا انتظار کرتی رہتیں۔

ارجمند نے تو اس سے کچھ نہیں پوچھا، لیکن حمیدہ نے پوچھ لیا۔

''تو آج کل پریشان کیوں ہے پتر ...؟''

''نہیں اماں ...! ایسی تو کوئی بات نہیں ...!''

''بات تو ہے ... تو بتانا ہی نہیں چاہتا ...؟''

''تم نے کس بات پر یہ خیال کیا اماں ...؟''

''جب آدمی کھانا بھی بھولنے لگے تو اسے کوئی نہ کوئی پریشانی ...

عبدالحق نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ دس بج چکے تھے۔ ...

عشاء سے پہلے ضرور کھا لیتے تھے۔ اسے افسوس ہوا کہ اس کی وجہ سے ...

رہتے ہیں۔

''بھوک ہی نہیں لگتی اماں ...! کیا کروں ...؟'' اس ...

''آپ لوگ میرا انتظار نہ کریں۔ کھانا کھا لیا کریں۔''

''میں شکایت نہیں کر رہی ہوں پتر ...! تیری پریشانی ...

مجھے ...!''

''بس اماں ...! میرے لئے دعا کرتی رہو ...!''

''دعا تو ہمیشہ کرتی ہوں۔''

اگلے دن سے عبدالحق نے کھانے کے وقت کا خاص خیال ...

بھوک تو واقعی ختم ہی ہو گئی تھی۔ دل ہر وقت خوف سے بوجھل رہتا ...

ناراض ہو، اس سے زیادہ خوفزدہ کرنے والی کوئی بات ہو ہی نہیں ...

بات کو سمجھے ہی نہیں، وہ تو بہت خسارے میں ہے۔

وہ استغفار کرتا رہا۔ لیکن دل کا منظر نہیں بدلا۔ آنکھیں ...

رہیں۔ اس کا خوف اور بڑھ گیا۔ یہ تو بہت بڑی ناراضی کی علامت ...

سنگین ہے۔

اسے مولوی مہر علی کی بات یاد آئی۔ وہ کہتے تھے، کوئی ...

سے اللہ کی ناراضی کا ڈر ہو تو کثرت سے استغفار کرو۔ اور صلوٰۃ التوبہ ...

... ہر روز صلوٰۃ التوبہ پڑھ رہا تھا۔

... مولوی صاحب نے کہا تھا، آنسوؤں کی بڑی اہمیت ہے پتر عبدالحق ...!

... ہوں تو دل پھٹ جائیں۔ پھر انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تھا۔ کسی

... صدمے یا نقصان پر جو آنسو نکلتے ہیں، وہ آدمی کو جسمانی نقصان سے بچاتے

... لیکن جو آنسو اللہ کے خوف سے، اس کے حضور ندامت سے نکلیں، اسے گریہ کہتے

... یہ بہت بڑی نعمت ہے پتر ...! استغفار کے ساتھ گریہ نہ ہو تو مقبولیت کا

... ہو جاتا ہے۔ اور گریہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اصل اور حقیقی گریہ تو بندے

... بات ہی نہیں۔

''اور استغفار کرتے ہوئے رونا نہ آئے تو بندہ کیا کرے ...؟'' عبدالحق

... نے پوچھا۔

''رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت ہی بنا لے ...!''

''لیکن مولوی صاحب ...! یہ تو مکاری ہوگی ...؟''

''نہ پتر جی ...! بندے کو یہ خیال ہو کہ اللہ سب جانتا ہے، اس سے کچھ بھی

... تو یہ مکاری نہیں، بے بسی کا اظہار ہوگا۔ یہ اللہ کے رحم کو پکارنا ہوگا۔ کون

... اللہ کی رحمت جوش میں آئے اور وہ اسے گریہ عطا فرما دے ...!''

''لیکن مولوی صاحب ...! آنسوؤں کو تو کمزوری کی علامت سمجھا جاتا

... خاص طور پر مردوں کے لئے ...!''

''یہ سب انا والوں کی باتیں ہیں پتر ...! جو اپنی مردانگی پر تکبر کرتے ہیں۔

... کہا تا ... کہ کسی بہت بڑی تکلیف، صدمے یا نقصان پر آنسو بہہ کر آدمی کے

... نہ کریں تو دل پھٹ جائے یا دماغ جواب دے جائے، جسم کو کوئی نہ کوئی

... پہنچ جائے اور یہ بھی سچ ہے کہ آنسو کمزوری کا اظہار بھی ہیں۔ آدمی اپنے سے

... سے مغلوب ہو کر روئے تو یہ بھی فطری ہے۔ اگرچہ یہ ایمان کی کمزوری ہے۔

... طاقتور پر ایمان ہو تو وقتی طور پر مغلوب ہونے پر آدمی اللہ سے رجوع کرے

... ایمان کے یہ بلند درجات تو صرف اسی کو ملتے ہیں، جسے اللہ نواز دے۔ میں تو

... آنسوؤں کو بڑی نعمت سمجھوں گا۔ اور رہی بات گریہ کی، تو اس کے بارے میں تو

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ایسا سوچنا بھی میرے خیال میں گناہ ہے۔ اللہ کے حضور کمزوری اور ... بندگی ہے۔ اور اس سے گریز تکبر ہے۔''

''وہ سورۂ بقرہ کی آیت یاد کرو پتر ! جس میں اللہ نے بنی ... فرمایا کہ ان کے دل پتھر جیسے سخت، بلکہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ... میں اللہ نے فرمایا کہ پتھر بھی کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ پھٹتے ہیں تو ان سے ... ہے۔ ایسے بھی ہیں، جن سے نہریں بہہ نکلتی ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں ... خوف سے گر پڑتے ہیں۔ اس سے تمہیں نہیں لگتا کہ اللہ میاں بندوں ... خوف کی اہمیت بیان فرما رہا ہے...؟ آدمی اللہ سے ڈرے گا تو روئے ... لفظوں کے بغیر اور اس سے زیادہ سچائی کے ساتھ بخشش طلب کرے ... داخل ہونا ہے۔''

لفظوں سے زیادہ سچائی کے ساتھ کیسے مولوی صاحب...؟''

''جو لفظ اللہ نے سکھائے، ان کو چھوڑ کر لفظ مکمل درستی کے ساتھ ... پتر ! کہیں مبالغہ ہو جاتا ہے اور کہیں کمی رہ جاتی ہے۔ کہیں شرمندگی ... لئے لفظ کم پڑ جاتے ہیں اور کبھی بندہ زبان سے استغفار کرتا ہے، لیکن دل ... روح اس میں شامل نہیں ہوتے۔ وہ خالی الفاظ ہوتے ہیں۔ لیکن آنسو ... ہیں۔ وہ پورے وجود کی نمائندگی کرتے ہیں۔''

''میں سمجھ گیا مولوی صاحب... ! سبحان اللہ !''

''اور اللہ نے اس آیت کریمہ میں یہ بھی بتا دیا کہ آدمی اللہ سے جتنا ... دور ہوگا تو اس کا دل سخت ہوتا جائے گا، یہاں تک کہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جائے گا۔ یعنی مردہ ہو جائے گا۔''

''مردہ کیسے...؟''

''پتر...! تو جمادات ہے نا پتر... ! یعنی مردہ... نہیں مردہ ... جان کہو... جان دار نہیں ہیں نا...؟''

''جی مولوی صاحب...!''

''مولوی صاحب کی گفتگو یاد کرتے ہوئے اس وقت عبدالحق پر شدید ...

''کیا میں مردہ ہو چکا ہے...؟'' اس نے سوچا۔

''اور مردے تو قیامت کے دن ہی زندہ ہوں گے۔''

اس پر شدید گھبراہٹ طاری ہونے لگی۔

مگر پھر اسے مولوی صاحب کی بعد کی گفتگو یاد آئی تو دل کو ڈھارس سی ہوئی۔

''پانی کی بڑی اہمیت ہے پتر... !'' مولوی صاحب نے کہا تھا۔

''پانی اللہ کی بڑی اور کھلی نشانیوں میں سے ہے۔ روئے زمین پر زندگی ہی ... ہے۔ قرآن میں کئی جگہ اللہ نے فرمایا کہ مردہ زمین کو دیکھو کہ کہیں ... نشان نہیں۔ پھر ہم نے بارش نازل فرمائی۔ تو وہ پھول کی طرح کھل اٹھی۔ ... لہلہانے لگا۔ طرح طرح کی نباتات پیدا ہو گئی۔ پھل اور غذائی اجناس جو ... ہے۔ اور خوب صورت پھول اور پودے، جو روح کی خوشی اور امید سے ... ہیں۔ ہم صحرا میں رہنے والوں سے زیادہ اس کا مشاہدہ اور کسے ہو سکتا ہے

اور عبدالحق کو اپنا بچپن یاد تھا۔ جنگل کا جنگل ہرا ہو گیا۔

''اس صورت حال کو ذہن میں رکھ کر میں نے دل کے بارے میں سوچنے کی ... پتر ! اور اللہ کریم نے میری رہنمائی فرمائی۔ زمین بھی ایک دم سے مردہ ... پتر ! آخری بارش کا پانی جو اس کے اندر اترا ہوتا ہے، وہ اس کے جینے کو ... رہتا ہے۔ اور جب بہت عرصے تک بارش نہیں ہوتی اور اندر اترا ہوا پانی ختم ... ہے تو زمین پر مردنی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ وہ سوکھتی چلی جاتی ... نباتات جھاڑ جھنکاڑ میں تبدیل ہونے لگتی ہے، یہاں تک کہ معدوم ہو جاتی ہے۔ ... بارش کی ضرورت ہوتی ہے۔''

''میں نے دل کو زمین کی جگہ رکھ کر سمجھنے کی کوشش کی پتر ! دل ایمان ... بندگی اور اس کے خوف سے اور اس کے احکامات ماننے سے کھلتا اور لہلہاتا ... اور جب بندہ ان سے دور اور محروم ہونے لگے تو وہ اندر پہلے سے موجود تری پر ... ہوگا۔ یہ اللہ کی طرف سے مہلت ہوتی ہوگی کہ وہ اب بھی اللہ سے رجوع

کر لے اور وہ تری ختم ہو جانے پر دل سوکھی ہوئی زمین کی طرح بے...
ہو گا۔ مگر امید کا ایک کمزور سا دھاگہ پھر بھی بندھا رہ جاتا ہو گا...
بھی رجوع کر لے۔ غفلت جھوٹ، بندگی اختیار کر، ایمان کو تازہ کر...
کر اور جب ایسا نہیں ہوتا تو دل پتھر ہو جاتا ہو گا۔ پتھر سے بھی...
میں نمی کا شائبہ بھی نہ ہو۔ ایسی ہی صورت حال کے لئے اللہ نے فرمایا...
ان کے دلوں پر مہر لگا دی، اب وہ کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔"

عبدالحق کو یاد تھا، وہ تصور میں دیکھ سکتا تھا کہ یہ کہنے کے بعد...
نے جھرجھری لی تھی اور کہا تھا۔

"اللہ سب کو اس سے محفوظ رکھے پتر! ان کے دل...
دے...؟"

"عبدالحق بھی جھرجھری لے کر رہ گیا تھا۔ اس سے میں...
اہمیت سمجھنے کی کوشش کر پتر...! پانی کی بڑی اہمیت ہے۔ پانی مردہ زمین...
زندہ کر دیتا ہے تو مردہ دل کو بھی زندہ کر دے گا۔ اور دل کو زندہ کرنے...
ہے۔ لیکن بارش کی طرح آنسوؤں پر بھی آدمی کو اختیار نہیں۔ دونوں بارشیں...
حکم سے ہوتی ہیں اور شاید دونوں سے محرومی بھی اللہ کی ناراضی کا اظہار ہے۔...
پر مہر لگ جائے پتر...! تو لوگوں کو اللہ کی ناراضی کا پتا ہی نہیں چلتا اور...
بیٹھے، اسے تو اس کا خیال ہی نہیں آ سکتا۔"

"اب سوچو پتر...! کہ جب موسم گزرنے لگیں اور بارش نہ ہو...
فصلیں سوکھنے لگیں، قحط کے آثار نمایاں ہونے لگیں تو اللہ کو ماننے والے...
استسقا ادا کرتے ہیں، گریہ و زاری کے ساتھ دعا کرتے ہیں، اللہ سے...
مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اعتراف کرتے ہیں کہ اس کے حکم کے بغیر کچھ نہیں...
اللہ رحمت فرماتا ہے۔ بارش ہو جاتی ہے۔"

"لیکن اہل زمین قحط سے دوچار بھی تو ہوتے رہتے ہیں...
صاحب...؟"

"وہ تو اللہ کا قہر ہوتا ہے، اجتماعی سزا ہوتی ہے۔" مولوی صاحب...

...معاشرے کفر، شرک، فسق و فجور میں مبتلا ہو جائیں۔ اللہ کی نافرمانی عام ہو...
...ہوتا ہے۔ دیکھو نا معاشرے تو افراد سے بنتے ہیں۔ ہوتا یہی ہے کہ
...میں کم اور بد تعداد میں زیادہ ہوتے ہیں۔ لیکن یہ فرق بہت زیادہ بڑھ جائے
...ہو جاتی ہیں۔ میں تمہیں یہ بتا رہا تھا کہ بارش نہ ہو تو اجتماعی طور پر نماز
...باقی ہے، اور دل سخت اور آنکھیں خشک ہو جائیں تو آدمی صلوٰۃ التوبہ...
...اور کثرت سے استغفار کر کے اللہ سے رحم اور بخشش کی طلب کرنی...

"لیکن مولوی صاحب...! آدمی اپنی کسی بھی تکلیف پر اور محرومی پر، جو...
...تو رو دیتا ہے۔"

"...تو دنیا اور دل کی نشانی ہے۔ پاک آنسو اور پاک کرنے والے آنسو تو
...جو صرف اللہ کے لئے ہوں، جو نعمتوں پر اللہ کی شکر گزاری کا اظہار
...اللہ کی خشیت اور اس کی قدرت کا اعتراف ہوں۔ اور وہ اللہ ہی عطا فرماتا
...اپنے بندے سے خوش ہو۔ یہ اللہ کی بہت بڑی رحمت، نعمت اور انعام ہے
...کہ اس سے دل میں اللہ کی بندگی، تقویٰ اور شکر گزاری کے پھول کھلتے ہیں اور
...اور وہ بڑھتا ہے۔ بات ہے اللہ کو خوش کرنے کی۔ ایمان کے ساتھ نیک اور صالح
...اور اللہ کی مکمل اطاعت ضروری ہے۔ اللہ سے...جوڑ رکھنا پکی چیز ہے اور پھر
...آگے بڑھتے جانا ہے۔ دل کی فکر...بہت ضروری ہے پتر! اور دل اللہ
...سے گداز ہوتے ہیں۔ بے خبری انہیں پتھر بنا دیتی ہے۔"

"اور کثرت استغفار کے باوجود آنسو نصیب نہ ہوں تو...؟"

"آدمی ایمان کے ساتھ اللہ کو خوش کرنے کے لئے نیک اعمال کرے،
...کام آئے اور استغفار کرتا رہے۔ اس کے...بندے کے پاس کوئی چارہ نہیں...
..."

اور عبدالحق وہی کر رہا تھا۔ لیکن سینے میں اب بھی پتھر رکھا تھا۔ بس دھڑکن...
...تی کہ وہ دل ہے۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

وہ کھانا کھاتا اور دوبارہ اسٹڈی میں چلا آتا۔ وہاں سے ...
اٹھتا۔ سونے کے لئے بیڈ روم میں جاتا تو ارجمند جاگ رہی ہوتی ...
خیال آیا کہ یہ تو ارجمند کے ساتھ زیادتی ہے۔ اس صبح وہ چار بجے ...
تھا۔ ارجمند کو جاگتے دیکھ کر اسے احساس ہوا کہ آج ارجمند تہجد سے ...
وقت ہے، جب وہ تہجد کے لئے بیدار ہوتی تھی، اور آج وہ سوئی ہی نہ ...

اسے بہت ملال ہوا کہ یہ اس کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور وہ ...
میں بھی نہیں سوتی ہے۔

''ارجمند ! تم میرے لئے نہ جاگا کرو ... اپنے وقت ...
کرو !'' اس نے کہا۔

''آپ کو کوئی ضرورت بھی تو ہو سکتی ہے ؟''

''اتنی رات کو مجھے کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ میری وجہ سے ...
محروم ہو جاؤ تو یہ مجھ پر بوجھ ہوگا۔''

ارجمند نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ... لیکن فوراً ہی ہونٹ بھینچ
لئے۔

عبدالحق جانتا تھا ... وہ پوچھنا چاہتی تھی کہ مسئلہ کیا ہے ... لیکن اس نے
پوچھا نہیں۔

''لیکن آغا جی ... !''

''لیکن ویکن کچھ نہیں ... یہ میرا حکم ہے ... !'' عبدالحق نے ...
کہا۔

''جو حکم آپ کا آغا جی ... !'' ارجمند نے کہا۔ پھر دھیمے لہجے میں ...
''جزاک اللہ ... !''

❀❀❀

ارجمند بہت پریشان تھی۔

وہ عبدالحق کی طرف سے بہت زیادہ فکر مند تھی۔ وہ بالکل ...
تھا۔ اور تشویش ناک بات یہ تھی کہ اس تبدیلی کی کوئی وجہ سامنے نہیں ...

... اسے اس کا احساس بھی کچھ دیر سے ہوا ہے۔
... کچھ بھی ہوا، وہ کم از کم گھر میں نہیں ہوا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس
... گھر کے کسی فرد سے ہرگز نہیں ہے۔ جو کچھ ہوا، وہ گھر سے باہر ہی ہوا
...

ایک دن اس نے بیٹھ کر سکون سے اس پر سوچنے اور یاد کرنے کی کوشش کی۔
... آتے ہی تبدیلیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اس کا آغاز پھوپھا
... ہونے والی ان کی دعوت سے ہوا تھا۔ وہ رات اس کی زندگی کی حسین
... تھی۔ اللہ کی طرف سے بہت بڑا انعام ... اور وہ تھا عبدالحق کا التفات۔
... وہ التفات سے بہت آگے کی بات تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ عبدالحق نے پہلی
... اور اس پر مفتون ہو گیا ہے۔ اور صرف اس قربت میں ہی نہیں، عبدالحق
... کے انداز اس کے برعکس میں محبت کی ایسی شدت تھی، جو وہ سمجھتی تھی
... میں بھی نہیں پا سکتی۔ وہ ایسی وارفتگی تھی کہ جس کی آرزو کی جائے۔
... نے اس پر اللہ کا بہت شکر ادا کیا تھا۔

پھر اچانک ہی پہلی تبدیلی آئی۔ عبدالحق اس سے نظریں چرانے لگا، اس کی
... سے بھی گریز کرنے لگا۔ عجیب بات یہ تھی کہ اس گریز میں کھنچاؤ نہیں تھا،
... تھا۔ وہ ٹب میں نیم گرم پانی سے اس کا مساج کرنے کے لئے اس کے
... تو اس کے پیروں میں تھرتھراہٹ سی محسوس ہوتی، جیسے ان میں کوئی لرزش
... ہے۔

... کی اپنی زبان ہوتی ہے۔ لفظ جھوٹے ہو سکتے ہیں، لیکن نہ تو لمس بھی
... ہے اور نہ ہی لمس پر اس کا ردعمل، جسے چھوا جا رہا ہو۔ اور ارجمند وہ زبان
... سمجھتی تھی۔

اس تھرتھراہٹ میں اکراہ ہرگز نہیں تھا۔ بلکہ اس میں ایک تڑپ، ایک لپک
... محبت میں لپٹی ہوئی ناتمام خواہش تھی۔ اور بے شک، اس میں گریز بھی
... وہ نہیں سمجھ پائی، اور الجھ کر رہ گئی۔ اس میں کوئی ناراضی ہوتی تو وہ ضرور
... سے کوئی ایسی غلطی ہوئی ہے، جس پر عبدالحق اس سے خفا ہے۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

لیکن اسے یقین تھا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

پھر عبدالحق نے اسے اس خدمت سے، اس معصوم قربت سے [illegible]
اس کے انداز میں معذرت تھی، عاجزی تھی، لیکن اس نے اس کی [illegible]
اسے پوچھنے سے بھی روک دیا۔

وہ اس کے لئے ایک بڑی محرومی تھی۔ لیکن دستبرداری بھی اس [illegible]
نہیں تھی۔ محبت کا اس کے نزدیک جو مفہوم تھا، وہ اطاعت سے عبارت [illegible]
اپنے محبوب کو خوش کرنا اور خوش رکھنا تھا۔ اگر وہ اس کے بغیر خوش ہے [illegible]

پھر اسے ایک اور نعمت ملی ——!

عبدالحق کا رویہ اس کے ساتھ معذرت خواہانہ اور شرمندگی [illegible]
کے دل پر کوئی بوجھ ہو۔

پھر ایک رات عبدالحق نے اپنے دل کا وہ بوجھ اتار ہی دیا۔ [illegible]
معذرت کی کہ وہ اسے کچھ بھی نہیں دے سکا۔ اس نے بھی اس رات [illegible]
کھول کر بات کی۔ اس کی اور عبدالحق کے درمیان پلنگ والے دن سے [illegible]
ہوا تھا، اس سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ عبدالحق بھی اس سے محبت [illegible]
بات عبدالحق کے منہ سے سننے کی خوشی ہی اور تھی۔

پھر عبدالحق نے اس پر یہ راز کھولا کہ اس نے اسے اپنی خدمت سے [illegible]
محروم کیا۔۔۔؟ وہ تو اس کے لئے بہت بڑی خبر تھی۔ یہ تو اللہ کا اپنا [illegible]
سے بڑھ کر محبت اس سے ہی کی جانی چاہئے۔ اس کے لئے قابل فخر بات [illegible]
شوہر اس جذبے سے مالا مال تھا، اور یہ اس کی منزل تھی۔

وہ خود بھی بہت کچھ نہیں جانتی تھی۔ لیکن اس بات میں اسے [illegible]
کہ اس معاملے میں عبدالحق کے سوچنے کا انداز غلط ہے۔ وہ اللہ کی [illegible]
دنیاوی انداز میں لے رہا تھا۔ اس کی اپروچ یہ ہے کہ جیسے اللہ کی محبت کے [illegible]
ہر محبت کو ترک کر دینا ضروری ہو۔ حالانکہ اللہ نے رہبانیت کو ناپسند [illegible]
نے دنیا ترک کرنے کو کبھی نہیں کہا۔

وہ عبدالحق کو یہ بات سمجھانے کی کوشش کر سکتی تھی۔ لیکن [illegible]

[illegible] کرے کہ وہ اپنی ضرورتوں کے تحت یہ کوشش کر رہی ہے، یہ وہ نہیں
[illegible] الحق لامحالہ یہی سمجھتا۔

[illegible] اس نے عبدالحق کے کہے بغیر یہ بات سمجھ لی کہ عبدالحق اس وقت
جہاں پہنچا ہوا ہے، وہاں اس کے لئے ہر دنیاوی تعلق کو ختم کر لینا بہت
[illegible] وہ اپنے اور اس کے تعلق کے بارے میں اسی انداز میں سوچ رہا تھا۔
[illegible] کو بدلا دیا۔ اور اس کا انداز دفاعی ہو گیا۔

[illegible] اس نے اس بات کو غیر مؤثر کرنے کے لئے اللہ کو گواہ بنا کر اپنا ہر حق
[illegible] کر دیا۔ اور یہ بات اس نے نہایت خلوص سے، اپنے وجود کی تمام تر
[illegible] تھی۔ اور اس نے یہ بھی سچ کہا تھا کہ اگر عبدالحق کو ایک بلند مقام کی
[illegible] ہونے کی حیثیت سے اس کی ہر ممکن مدد کرنا اور اس کی راہ کی رکاوٹیں
[illegible] ہے۔

[illegible] وقت ایک لمحے کو اس نے سوچا کہ وہ بہت بڑی بات کہہ رہی ہے۔
[illegible] سے کون بچ سکتا ہے ——؟
[illegible] مجھے خود پر پورا بھروسہ ہے۔" اس نے تنبیہی سوچ کے جواب میں خود سے

[illegible] میں نے غلط نہیں کہا کہ ان کی بیوی ہونا میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔
[illegible] کچھ نہیں چاہئے۔ میں ان سے ہمیشہ محبت کروں گی۔"

[illegible] اس کے بعد اچانک یہ نئی تبدیلی آئی۔ ایسا لگا کہ عبدالحق دنیا سے بے تعلق
[illegible] بھی وہ رغبت سے نہ کھاتا۔ بلکہ کھانا اسے یاد ہی نہ رہتا۔ بس وہ
[illegible] بیٹھا رہتا۔ وہ کیا سوچتا......؟ کیا کرتا ہے ——؟ یہ وہ نہیں سمجھ سکتی تھی۔ وہ
[illegible] پانی کا جگ اور گلاس رکھ آتی۔ کبھی چائے لے کر جاتی۔ بس اس کے
[illegible] نظر آتے۔

[illegible] اس نے یہی سوچا کہ عشق میں ایسی کیفیات آتی ہیں۔ لیکن دو تین دن
[illegible] ہوا کہ ان کیفیات میں سرمستی اور خوشی ہوتی ہے، جبکہ عبدالحق سراسر
[illegible]

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کوئی بات تھی ضرور۔ لیکن وہ اس سے پوچھ نہیں پائی تھی۔

اسٹڈی میں عبدالحق کا قیام طویل تر ہوتا گیا۔ اور

ایک اور خوشی سے محروم ہوگئی۔ ہفتے کی رات اور اتوار کے

بعد وہ دونوں بیٹھ کر قرآن کی آیات پر باہم غور کرتے۔

عبدالحق کی اس کیفیت میں وہ سلسلہ بھی موقوف ہوگیا۔ ارجمند نے

بھی دلایا۔ لیکن عبدالحق نے اسے ٹال دیا۔

عبدالحق اسٹڈی میں رہتا اور وہ اس کے انتظار میں

اٹھنا اس کا معمول تھا۔ عبدالحق کی وجہ سے دیر سے سونے سے

لیکن اس کی صحت پر اثر پڑنے لگا۔ وہ تھکی تھکی رہتی۔ دن میں

پھر ایک رات اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔

ابھی تک خواب گاہ میں نہیں آیا تھا۔ اس کے دل پر گھونسہ سا لگا۔

''ارے.....! آج میں تہجد سے محروم رہ گئی۔'' اس نے

اسی لمحے عبدالحق خواب گاہ میں داخل ہوا۔ اس کی نظر

احساس ہوا کہ اس کی وجہ سے وہ تہجد سے محروم ہوگئی ہے۔

اس کے لئے نہ جاگا کرے، اپنے وقت پر سو جایا کرے۔

ارجمند نے خوشی سے اس حکم کو قبول کیا۔ وہ اپنی

سے محروم نہیں ہونا چاہتی تھی۔

اللہ نے اپنے فضل سے اس رات بھی اسے محروم نہیں

ساڑھے پانچ بجے کا تھا۔ اسے یقین نہیں تھا کہ جو اس کے بعد

اس میں اسے نیند بھی آئے گی، اور آ گئی تو وہ پونے پانچ بجے اٹھ سکے

نے سوچا۔

''کوشش کرنے میں کیا حرج ہے....؟''

اس نے اللہ سے دعا کی اور پونے پانچ بجے جاگنے کی نیت

لیٹ گئی۔ اللہ کی رحمت کہ لیٹتے ہی اسے نیند بھی آ گئی اور ٹھیک

آنکھ بھی کھل گئی۔

سے وہ اپنے وقت پر سونے لگی۔ عبدالحق کے لئے وہ بہت دعا

اس کا مسئلہ ہے، وہ حل ہو جائے، اس کی پریشانی دور ہو جائے۔

نوعیت کا تو اسے پتا نہ چلا۔ لیکن ایک رات شدید گھبراہٹ کے عالم

احساس کے ساتھ کھلی کہ ایک نہایت شدید طوفان نے اس کے

میں لے لیا ہے۔

کچھ کہہ نہیں سکی۔ کچھ کر بھی نہیں سکی۔

❀❀❀

بہت تنہا تھا..... بہت اکیلا.....!

تو ہمیشہ اسے بہت اچھی لگتی تھی۔ تنہائی میں ہمیشہ اسے اللہ کی قربت کا

پل کی طرح گزرتی تھیں۔ لطف ایسا کہ روح سرشار ہو جاتی

ذکر خدا تھا، قرب خدا تھا۔ وہ تو عبادت کے بغیر بھی عبادت

رب کے، اس کی شان کے بارے میں سوچتے رہئے۔ اندر

جمع ہوتا رہے۔

سے تنہائی اور اکیلے پن کا فرق معلوم ہو رہا تھا۔

بھی تھی۔ ذکر خدا بھی تھا۔ عبادت بھی تھی، لیکن وہ قرب خدا

کے پاس نہیں تھا۔ وہ تو اس سے خفا تھا، اور وہ نہیں تھا تو وہ اکیلا

اسے پتا چلا کہ تنہائی خوب صورت کیوں ہوتی ہے.....؟ تنہائی

ہوتا۔ کوئی محبوب اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور وہ محفل سے زیادہ

ہوتی ہے۔ اس میں تو دل پھول کی طرح کھل جاتا ہے۔ رگ و

سرشاری رقص کرتی ہے۔

بہت سوچا۔ لیکن تنہائی کا کوئی متبادل لفظ اسے نہیں ملا۔ اکیلا پن.....

تنہائی کا متبادل سمجھنے پر دل آمادہ نہیں تھا۔

اس تنہائی کا نام کچھ اور رکھا جائے

جس تنہائی میں خود سے بھی وحشت ہو

جسے وہ تنہائی کہتا تھا، وہ تو بہت لطیف اور غیر ارضی..... بلکہ

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

آسمانی نعمت تھی ۔ اور اگر یہ بھی تنہائی ہے تو بے حد مہیب تنہائی
بوجھل رہتا ہے۔

وہ آفس میں بھی، مصروفیت اور لوگوں کے بیچ میں بھی
میں بھی اکیلا۔ لوگوں سے باتیں کرتا، ان کے درمیان بیٹھتا۔ لیکن
ہوتا تھا، اور نہ ہی وہ بات کر رہا ہوتا تھا۔ وہ تو اس کے اندر کوئی
طریقے سے چل رہی ہوتی تھی۔

وہ محسوس کچھ بھی نہیں کرتا تھا۔

گھر میں وہ اسٹڈی میں بیٹھا رہتا۔ صرف نماز کے لئے
آ بیٹھتا۔ ارجمند چائے لاکر دیتی تو وہ چائے پی لیتا ۔۔۔ بغیر کسی
کے ذائقے کو بھی محسوس نہ کر پاتا۔ ارجمند پانی کا جگ اور گلاس
پینے کا خیال بھی نہ آتا۔ کبھی وہ آتی اور دیکھتی کہ جگ ویسے کا ویسا
پانی انڈیل کر اسے دیتی۔ وہ انکار نہ کرتا، پی لیتا۔ لیکن نہ اسے
پانی پینے کے بعد تشنگی کا کوئی احساس ہوتا۔

ایک اور بات ہوئی۔ استغفار سے سینے میں رکھا پتھر
ارتکاز میں بھی خلل پڑنے لگا۔ وہ نہایت کثرت سے استغفار کرتا
وظیفہ بن گیا تھا۔ پڑھتے پڑھتے زبان لڑکھڑانے لگتی، استغفار
ہونے لگتے۔ الفاظ کچھ کے کچھ ہو جاتے اور اسے پتا نہ چلتا۔
بڑھتی۔ وہ پھر دھیان قائم کرتا۔ لیکن چند ہی لمحوں کے بعد پھر
اس نے اس کی وجہ پر غور کیا۔ بات سمجھ میں آگئی۔
پتھر تھا، لیکن لرزتا محسوس ہوتا تھا۔ کیوں۔۔۔؟ جب یہ پگھلتا نہیں
ہے۔۔۔؟ اسے پتھر والی آیت کا ایک حصہ یاد آیا۔ اور کچھ پتھر ایسے بھی
خوف سے گر پڑتے ہیں۔

''تو یہ تو اچھی نشانی ہے۔'' اس نے سوچا۔ لیکن تسلی نہیں
دل میں اللہ کا خوف ہے۔۔۔؟

''شاید ہو۔۔۔! لیکن ایسا لگتا تو نہیں۔ تو پھر وہ لرزہ کیسا

اچانک اس کی سمجھ میں آیا کہ یہ خوف نہیں، ہول ہے ۔ خوف سے بہت
جس میں ہر پل لگتا ہے کہ کچھ ہونے والا ہے۔۔۔ کچھ بہت برا ہونے

اس کی زندگی میں اس طرح کا ایک ہی تجربہ تھا۔
بچپن کی بات تھی، جب اس کی ماں بستر مرگ پر تھیں اور باپ نے کہا تھا
پرارتھنا کرو کہ تمہاری ماتا جی کو جیون دان دے، اور وہ نہ چاہتے ہوئے
کمرے میں پرارتھنا کے لئے گیا تھا۔ اس وقت اس کے دل کا وہی حال

وہ خوف تھا اور غم تھا۔ وہ ہول تھا کہ کچھ برا ہونے والا ہے۔ البتہ
یہ احساس تھا کہ ماتا جی مر جائیں گی۔ غم یہ تھا کہ وہ دوبارہ انہیں کبھی
گے۔ وہ اسے دوبارہ کبھی نہیں ملیں گی۔
مگر یہ ہول اس وقت کے ہول سے بہت بڑھ کر تھا۔
شاید اس لئے کہ اس وقت اسے معلوم تھا کہ کیا بہت برا ہونے والا
اب وہ پوری طرح بے خبر تھا ۔۔۔ اندھیرے میں تھا۔
ایک دم اسے ایک آیت مبارکہ کا خیال آیا۔
''لا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔۔۔''
یہ آیت قرآن میں، بلکہ سورۂ بقرہ میں ہی متعدد بار آئی ہے۔
اس آیت میں ایمان لانے والوں کے لئے بشارت ہے۔ اللہ خوش خبری
اور نہ ان کے لئے کوئی خوف ہے نہ غم۔
اس نے سوچا۔
''ماتا جی والا معاملہ تو سمجھ میں آتا ہے کہ وہ اس وقت اوتار سنگھ تھا۔ لیکن اب
؟''

اس پر لرزہ چڑھ گیا۔
اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ خدانخواستہ میں ایمان سے محروم ہو چکا

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

یہ خیال تو بہت ہی جاں کاہ تھا۔ وہ استغفار بھول کر

پڑتال میں مصروف ہو گیا۔

وہ بن دیکھے اللہ پر ایمان لایا ہے۔ ؟ وہ اللہ کو ...

ہے۔ ؟ وہ تمام فرشتوں پر، تمام پیغمبروں پر، تمام آسمانی کتابوں پر حضور

وسلم کے آخری پیغمبر ہونے پر یقین کامل رکھتا ہے ؟ اسے اس بات پر

مقررہ وقت پر مرے گا۔ دفن ہو گا اور قیامت کے دن دوبارہ ...

اس کے اعمال کا اس روز حساب کتاب ہو گا۔ فیصلہ ہو گا کہ اسے جنت ...

میں ؟ وہ نماز قائم کرتا ہے... ؟ زکوٰۃ ادا کرتا ہے ؟ اللہ کے ...

میں سے اللہ کی راہ میں اللہ کو خوش کرنے کے لئے خرچ کرتا ہے

آخری سوال کو چھوڑ کر اپنے علم کی حد تک اس کا سچا جواب ...

آخری سوال کے جواب میں یہی کہہ سکتا تھا کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ ...

خرچ کرتا ہو... ؟ کون جانے... وہ دکھاوا کرتا ہو ؟ اللہ سب ...

بہت معاف کرنے والا ہے۔

تو ایمان تو اس کا ٹھیک ہے، کمزور سہی۔ لیکن وہ ایمان سے ...

"پھر یہ خوف اور غم کیوں ؟"

"یہ تو اس لئے ہے کہ اللہ تم سے ناراض ہے۔ اس نے تمہیں ...

دیا ہے۔ لیکن نہیں.....! تم خود اس سے دور ہو گئے اپنے ایک ...

ہے... اور جب اللہ سے دور ہو گے تو خوف اور غم تو ہو گا۔"

"لیکن اللہ ایسا ناراض ہونے والا کہاں ہے ؟" اسے ...

آسان نہیں۔ کیونکہ وہ تو بہت رحم کرنے والا، بخشنے والا ہے۔ تمہارے ...

یوں ہی تمہاری بے خبری میں معاف کر دیتا ہے۔ تمہارے نامہ اعمال سے ...

اسے ناراض کرنا تو سب سے بڑی بدبختی ہے۔ ماں کو ہی دیکھو، کچھ بھی ...

ہوتی۔ خفا ہو تو بددعا نہیں دیتی۔ دکھ میں دیکھے تو تڑپتی ہے، دکھا نہیں ...

اس کی تکلیف دور کرنے کے لئے تڑپ کر دعا کرتی ہے اور اللہ تو ماں

سے کہیں زیادہ محبت کرتا ہے اپنے بندوں سے اور وہ قادر مطلق بھی ہے۔

... تکلیف دور کر دیتا ہے۔"

"یہ ہوا کیا ہے آخر.....؟"

اچانک اسے خیال آیا کہ اپنا جرم، اپنی بدبختی تو اسے معلوم ہے۔ اللہ نے

... بڑی سعادت، نعمت عظمیٰ اس کی طرف بڑھائی اور اس نے عجز اور تشکر کے ساتھ

... قبول کرنے کے بجائے اس سے منہ پھیر لیا۔ جرم تو بہت بڑا ہے۔ اور نیت کے

... اللہ کے سامنے کون دعویٰ کر سکتا ہے ؟ وہی تو ہے جو سب کچھ جانتا ہے،

... آسمانوں میں، ساتوں زمینوں میں اور ان کے درمیان اور سینوں میں چھپے ہر

... سے بھی وہ باخبر ہے۔

"اور اللہ پر ایمان...!"

... تو آسان ہے بھی نہیں۔ ایمان کے لئے جاننا ضروری ہے، اور اللہ کو کوئی

... سکتا، کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ وہ فہم و علم و شعور کے ہر ذریعے سے ماورا ہے۔

... اسے اتنا ہی سمجھ اور جان سکتے ہیں، جتنا اس نے اپنے بارے میں بتایا۔

... وہ تو اس کے ایک معمولی حصے سے بھی واقف نہیں۔

اللہ کی تمام صفات پر ایمان ضروری ہے۔ یہی نہیں، اپنے پورے وجود پر اس

... کا نفاذ بھی ضروری ہے۔ یوں وہ عقیدے میں شامل ہو گا اور پھر آپ کے اعمال

... تابع ہوں گے۔ شرک سرزد ہونے کا خطرہ تو ہر سانس کے ساتھ تلوار کی طرح

... منڈلاتا رہتا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ بندہ چوکنا رہنے کی حد کر دے۔ لیکن وہ تو بڑی

... سے زندگی گزارتا رہا ہے۔

اس نے اپنے جرم پر غور کیا۔ اللہ نے اس کی طرف بہت بڑی نعمت اور

... بڑھائی، اور اس نے وہ کسی اور کی طرف بڑھا دی۔ کیا اسے اس کا حق حاصل

... ؟ کیا وہ نعمت اس کے اختیار میں تھی.....؟ نہیں...! اور اس نے نعمت جس کی

... بڑھائی، اللہ نے استفادہ نصیب نہیں ہونے دیا۔ یعنی اسے جتا دیا کہ اس کی

... سے کچھ نہیں ہو گا۔ حکم تو اللہ کا ہی چلتا ہے۔

اس نے غور کیا تو احساس ہوا کہ اس سے کئی بڑے بڑے جرائم اس سے

... منہ موڑنا، اور اللہ منہ موڑنے والے کو سخت ناپسند فرماتا ہے۔ بے نیازی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

تو صرف اسی کو زیبا ہے۔ پھر اس نے گمان کیا کہ وہ صاحب استطاعت
گمان کرتے ہوئے اس نے نہ یہ سوچا اور نہ ہی اس پر اللہ کا شکر ادا کیا
جو کچھ ہے، اللہ کی عطا اور اس کے فضل سے ہے۔ اور اس نے سوچا
خود ہی حاصل کر لے گا۔ یہ تو غضب ہی ہو گیا۔ نادانستگی میں، بے خبری
اس نے اللہ کی قدرتِ کاملہ کا انکار کیا۔ یہ تو کفر ہے۔

اس پر لرزہ چڑھ گیا۔

اتنے بڑے بڑے جرائم...! اللہ کے سامنے عجز کے
اختیار کرنا، اور جیسا کہ شہزادہ محمد بن عثمان نے کہا کہ اس نے تکبر کیا

"توبہ کیسے قبول ہو گی...؟"

"پہلے کفر سے پاک ہونے کے لئے ایمان تو لاؤ...!" اس
کہا۔

اس نے استغفار کو چھوڑا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ورد میں مصروف ہو
کبھی اسے خیال آتا کہ وہ اللہ سے محبت کا دعویدار تھا...
بڑا ارادہ، اور اوقات اس کی کیا تھی...؟ یہ کہ وہ اپنے ایمان کے بارے میں
سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ وہ جس سے محبت کرنا چاہتا تھا، وہ اس سے روٹھ
منانے کی اہلیت بھی نہیں رکھتا۔ جبکہ وہ بہت مہربان، نہایت رحم والا ہے

نتیجہ کچھ نہیں نکلا تو اس کا دل ہر شے سے اچاٹ ہو گیا۔ اس نے
اس کا ایک ہی کام ہے۔ یکسو ہو کر اپنے روٹھے ہوئے رب کو منانا۔
ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

گھر میں تو کوئی اس سے تعرض نہیں کرتا تھا۔ سب نے سمجھ لیا
باطنی بحران سے دوچار ہے۔ اور اپنے ہی طور سے اس سے نمٹے گا۔ کسی نے
گلہ نہیں کیا۔ لیکن نورالحق تو بچہ تھا۔ وہ یہ سب کہاں سمجھتا تھا...؟

اس روز اس نے دفتر سے آ کر کپڑے بدلے۔ کمرے سے نکلا تو
نورالحق کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ لفظ نہیں تھے۔ لیکن اس میں بڑی واضح
چیز نے اسے پلٹ کر دیکھنے پر مجبور کر دیا۔

پر لیٹا تھا اور اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عبدالحق کو اس کی نگاہوں
محبت ہوئی۔
چھوٹے بچے بھی محبت کرتے ہیں...؟ کیا انہیں محبت کا اظہار

اپنی طرف متوجہ پا کر نورالحق نے ہاتھ پاؤں بھی چلانے شروع کر
میں تیزی آ گئی۔ دوسری طرف کی بے لفظ صداؤں کا تاثر بھی
میں تڑپ تھی، التجا تھی۔
دل چاہا کہ لپک کر اسے اٹھائے اور سینے سے لگا لے۔ لیکن اس
نے سوچا، میرا بھی تو یہی حال ہے، لیکن میرا رب میری طرف

نے... ہاتھ بھی اس کی طرف پھیلا دیئے۔ اس کی نگاہوں

بیٹے... تجھے ایک اور مہم درپیش ہے... بہت بڑی مہم...!"
نکل آیا...
تو ارجمند نظر آئی۔

"؟"

چاہئے اسٹڈی میں دے دیتا۔"
نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور اسٹڈی کی طرف چل دیا۔
اس نے ملازمت چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے ارادہ کر لیا کہ
دے دے گا۔
اس رات اس نے خواب میں بہت عرصے کے بعد ان بزرگ کو دیکھا،
میں اسے مسلمان کیا، اس کا نام عبدالحق رکھا اور اسے نماز پڑھنا سکھایا
جنہیں اس نے اس سے پہلے ایک بار ٹھاکروں کی گڑھی میں بھی دیکھا
اور بیاجی کے ساتھ اماں کے گھر کی طرف جا رہا تھا۔
دل گرفتہ اور ملول لگ رہے تھے۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"آپ اتنے اداس کیوں ہیں......؟" اس نے ان سے پوچھا۔

"تجھے اس حال میں جو دیکھ رہا ہوں......!" انہوں نے جواب دیا۔

"تو میرے لئے دعا کریں نا......!"

"دعا تو بہت لوگ کرتے ہیں تیرے لئے۔ تو بھی کر۔ لیکن جب معاملہ اللہ اور بندے کے درمیان ہوتا ہے تو اس میں کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ بندہ خود طے کرتا ہے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں......"

"آپ ہی میری رہنمائی کریں۔"

"اللہ رہنمائی کرتا ہے تو تیری سمجھ میں نہیں آتا۔"

"کیوں سمجھ میں نہیں آتا......؟"

"سب کچھ سمجھنے کے بعد بھول گیا نا......؟" بزرگ کی آواز میں اداسی تھی۔

"بندے کا یہ تمام مقام نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے...... صرف دل ہی ایسا ہوتا ہے، جو اللہ کی بات سمجھ سکتا ہے۔ دل مرتا ہے کوئی۔ سب چھوڑ کر دل کو ٹھیک کر لے......!"

"کیسے کر لوں......؟ کیا کروں......؟"

"میں اتنا ہی بتا سکتا ہوں، جتنی مجھے اجازت ہے۔ رب استغفار کرنے پر ہر گناہ معاف کر دیتا ہے۔ لیکن استغفار سے پہلے اعتراف ضروری ہے۔ کفرانِ نعمت بہت بری بات ہے۔ اس سے خود کو بچا۔ وہ مہربان بخشش دے اور چاہے تو وہ نعمت بھی تیرے پاس رہنے دے۔ چاہے تو ایک مدت کے لئے چھین لے اور چاہے تو ہمیشہ کے لئے چھین لے۔"

"بخشش کے باوجود......؟"

"ہاں......! بخشش کے باوجود...... یہ احساس بندے کو ہو کہ وہ نعمت سے منہ نہ موڑے۔ اور ایک بار غلطی ہو جائے تو دوبارہ ہمیشہ... تجھے کفرانِ نعمت سے زیادہ بری بات سے آگاہ کروں......!" انہوں نے...

...توقف کیا، پھر بولے۔

"...اللہ کی کسی نعمت کو کسی بھی وجہ سے اپنے اوپر حرام کر لینا۔ اللہ نے ...مکلف نہیں کیا، بندے کا اسے از خود اپنے پر مکلف کر لینا۔ یہ شیطان ...ہوتا ہے۔ پھر اللہ خود اسے اس بندے پر حرام کر دیتا ہے۔ یہ کام بنی ...نے اپنی ...شت سے کیا اور محروم اور ذلیل و خوار ہوئے۔"

"...اور کفرانِ نعمت پر اللہ کسی کو اس نعمت سے محروم کر دے تو......؟"

"تو اس کے سوا کوئی نہیں، جو اسے دوبارہ عطا کرے۔ تو اسے خوش کرنے ...ایمان کو مستحکم کرو۔ اللہ کی اطاعت کرو۔ جس کو اس نے کرنے کا حکم دیا، ...جس سے منع فرمایا، اس سے رک جاؤ۔ صالح اعمال کی طرف لپکو۔ کفرانِ ...پر استغفر اللہ کرتے ہوئے اس نعمت کے لئے دعا کرتے رہو، خواہ عمر ...جب وہ خوش ہوگا تو عطا فرما دے گا۔"

...الحق کو خواب میں بھی دلی طمانیت کا احساس ہوا۔

"...تو ایک اور غلطی کرنے جا رہا ہے۔"

"...کیا......؟" عبدالحق پھر خوفزدہ ہو گیا۔

"...نعمت چھوڑنے والا ہے نا......؟"

"...لیکن......"

"...یقین سے کہہ سکتا ہے کہ وہ نعمت نہیں ہے......؟ اللہ سے ڈرنا یہی تو ہے ...نہیں معلوم ہوتا کہ کوئی چیز کتنی بڑی نعمت ہے۔ اس ڈر سے وہ اسے نہیں ...کفرانِ نعمت نہ سرزد ہو جائے۔ جب اللہ چاہے گا، خود بندے کو اس سے ...یا بندے سے دور کر دے گا۔"

"...میں سمجھ گیا حضرت......!"

"...اللہ جانتا ہے کہ سمجھا یا نہیں...... ایک اور بات تجھے سمجھانی ہے۔ منزل ...کا ایک راستہ نہیں ہوتا۔ بہت راستے ہوتے ہیں۔ ایک راستہ ایسا ہوتا ...صاف ہوتا ہے۔ مگر وہ بے حد طویل ہوتا ہے۔ دیگر راستے مختصر ہوتے ...میں بندے کے لئے طرح طرح کے خطرات ہوتے ہیں۔ خطرہ جان کا

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

وہ تو بندہ مول لے سکتا ہے۔ لیکن ایمان کا خطرہ مول نہیں [illegible]
فضول چیز اہم بھی نہیں ہوتی، نہ ملے تو کوئی فرق نہیں پڑتا [illegible]
اس کی کوئی تلافی، کوئی ازالہ ممکن نہیں ہوتا۔ جہنم کی ابدی زندگی [illegible]
ڈراؤنی چیز ہوتی ہے۔ اور تو نے تو اپنے لئے ویسے ہی بہت [illegible]
اللہ تجھے کامیاب کرے۔ لیکن راستہ صحیح منتخب کرنے میں ہی [illegible]
کا کھیل نہیں۔ سیدھے اور طویل راستے پر منزل تو سامنے [illegible]
نہیں ہوتا۔ لیکن مختصر اور پرخطر راستے پر تو آدمی راہ سے [illegible]
کی عطا کی ہوئی آسانی چھوڑ کر مشکل کی طرف لپکے تو اس [illegible]
ہی جیسے آدمی اللہ کی عطا کی ہوئی نعمت کو خود پر حرام کر کے [illegible]
جلد منزل پا لینے کی ہوس میں ایمان گنوا دینا بہت ہی برا [illegible]
ہے۔"

"میں سمجھ گیا حضرت...!"

"میں تیرے لئے اتنا ہی کر سکتا تھا۔ اتنی ہی [illegible]
اب آگے تو جان اور اللہ جانے...!"

اور عبدالحق کی آنکھ کھل گئی۔

اس نے دیکھا۔ ارجمند اٹھ چکی تھی، اور نماز پڑھ رہی [illegible]
کہ ابھی فجر کا وقت نہیں ہوا ہے، ورنہ ارجمند اسے جگا دیتی۔ [illegible]
بارے میں سوچتا رہا۔ اس کے خیال میں خواب واضح تھا۔ اسے [illegible]
روک دیا گیا تھا۔ اسے بتا دیا گیا تھا کہ اسے ملازمت نہیں [illegible]
منظور ہوگا تو اسے خود ہی رہائی مل جائے گی۔

خواب حوصلہ افزا تھا کہ اللہ کی طرف سے رابطہ تھا۔ [illegible]
ہوئی تھی۔ لیکن اسے اللہ کو اور زیادہ ناراض کرنے سے بچا لیا گیا تھا۔

اس صبح ناشتہ کرتے ہوئے اخبار کی ایک خبر پر نظر پڑی تو [illegible]
سے رہ گیا۔

واشنگٹن میں کار کے ایک حادثے میں سعودی شہزادے [illegible]

بے ساختہ اس کی زبان پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ جاری ہوگیا۔ اس نے
[illegible] سمجھ لیا۔

آخری بار فون پر بات کرتے ہوئے شہزادے نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے
[illegible] کرے گا، بشرطیکہ اللہ کو منظور ہوا۔ اور شاید اس بات سے اسے کچھ امید بھی
[illegible] وہ بہرحال کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔
[illegible] اس موت سے یہ بھی واضح ہوگیا تھا کہ اس کے لئے اللہ کی منظوری
[illegible]

خواب میں بزرگ نے کہا تھا... کوئی معاملہ اللہ اور بندے کے درمیان ہوتا
[illegible] کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ معاملہ تو تجھے خود ہی ٹھیک کرنا ہے۔
خواب دیکھنے کے ساعت بعد ہی یہ بات ثابت ہوگئی تھی۔

❀❀❀

اس نے سوچا تھا کہ خواب کے بعد صورتِ حال بہتر ہوگی۔ لیکن ایسا ہوا
[illegible] کا وجود دل پہلے ہی کی طرح پتھر تھا اور آنکھیں خشک۔
اس نے اپنی یادداشت کی حد تک خواب کی ہر بات اپنی ڈائری میں لکھ لی
[illegible] کے خیال میں ان میں اس کے لئے اشارے تھے۔ اور وہ انہیں پڑھتا
[illegible]

[illegible] طرف نورالحق کے معصوم تقاضوں میں اور شدت آگئی تھی۔ اب وہ
[illegible] دیکھتا تو ہاتھ پھیلاتا اور تیزی سے پاؤں چلاتے ہوئے منہ سے آوازیں
[illegible] جیسے اسے بلا رہا ہو۔ اور وہ آواز کچھ اور مفہوم سے عاری نہیں تھا۔ [illegible]
[illegible] اور یاد دلاتا تھا۔

لیکن عبدالحق تو اپنی پریشانی میں گم تھا۔ اس نے بچے کی طرف دیکھنا ہی چھوڑ
[illegible] سے نظریں چرانے لگا۔

خواب میں بزرگ نے کہا تھا... اللہ کو خوش کرنے کی کوشش کرو، ایمان کو
[illegible] کی اطاعت کرو۔ توبہ استغفار کرتے ہوئے اس نعمت کے لئے دعا

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کرتے رہو، خواہ عمر تمام ہو جائے۔

خواب نے اسے ایک اطمینان بہر حال دلا دیا تھا، یہ کہ وہ ایمان سے [illegible] نہیں ہوا ہے۔ تبھی تو ایمان کو مستحکم کرنے کے لئے کہا گیا۔ نیک اعمال میں [illegible] زکوٰۃ کے بعد اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے اس کو خوش کرنے کے لئے [illegible] تھا۔ اس نے صدقات اور خیرات میں اضافہ کر دیا، اور وہ کوشش کرتا کہ [illegible] لینے والے کے علاوہ اللہ کو چھوڑ کر کسی کو اس کا علم نہ ہو۔ اس نے زبیر کو فون [illegible] بھی یہ ہدایت کر دی۔

اب اس کے بعد توبہ استغفار ہی رہ گیا تھا۔ اس نے اس میں بھی [illegible] دی۔

لیکن سب کچھ پہلے جیسا ہی رہا۔ بلکہ اکیلے پن کا احساس اور [illegible] لگتا کہ کہیں کوئی اس کا اپنا نہیں ہے۔ بھری دنیا میں وہ اکیلا ہے۔ [illegible] نہ کچھ نظر آتا تھا، نہ سنائی دیتا تھا۔ اب تو اپنے بیٹے کی مطالبہ کرتی ہوئی [illegible] سماعت تک نہیں پہنچتی تھی۔

اسے احساس ہوتا تھا کہ اس کے اندر مایوسی اور جھنجلاہٹ [illegible] بڑھتی جا رہی ہے۔ مایوسی سے وہ بہت ڈرتا تھا کہ وہ کفر ہے۔ لیکن شکوہ [illegible] خود اپنے آپ سے تھی۔ اللہ سے مایوسی تو تباہ کن ہوتی ہے۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ [illegible] مایوسی بھی بالواسطہ اللہ سے ہی مایوسی ہوگی۔ اس لئے وہ اس سے اپنے [illegible] طاقت سے لڑتا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جھنجلاہٹ شدید ہوتی گئی، بلکہ [illegible] گیا۔

وہ سوچتا۔

''اللہ کے سوا کوئی میرا نہیں، اور وہ مجھ سے خفا ہے۔ میں اسے [illegible] ناکام ہوں۔ اور مجھے بتا دیا گیا ہے کہ دعائیں میرے لئے بہت لوگ کرتے [illegible] معاملہ میرے اور اللہ کے درمیان ہے۔ کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ مجھے ہی ٹھیک [illegible]

لیکن اسے کچھ سجھائی ہی نہیں دیتا تھا۔

اسی رات وہ اپنی خواب گاہ میں پہنچا تو غصے اور جھنجلاہٹ سے [illegible]

[illegible] دیوار سے سر ٹکرا کر اسے پاش پاش کر دیتا۔ اس کے اندر وہ [illegible] ہوئی تھی، جس کا اسے کوئی سابقہ تجربہ ہی نہیں تھا۔

[illegible] کمرے کا دروازہ بند کیا۔ لائٹ آف کرنے سے پہلے اس کی نظر [illegible] سوتے میں بہت بے ترتیب ہوگئی تھی۔ وہ اس کے قریب چلا گیا اور [illegible] دیکھنے لگا۔

[illegible] طور پر اس کے حسن کو دیکھنے اور اللہ کی قدرت اور صناعی کو [illegible] نہیں تھا۔

''میں کیا کہاں ہوں [illegible]؟'' اس نے سوچا۔

''[illegible] اللہ نے اسے میرے تصرف میں دیا ہے...!''

[illegible] غصے اور جھنجلاہٹ کا سمندر بپھرا۔

[illegible] بھی نہیں کر سکتی۔ پھر اس کی رو بدلی۔ اس نے کچھ کیا بھی [illegible] ہوں اور یہ آرام سے سو رہی ہے۔ یہ میرے اکیلے پن کو دور [illegible] نہیں کر سکتی۔ کچھ مصرف نہیں اس کا۔''

[illegible] پاگل ہو گیا۔

[illegible] نے ہاتھ بڑھایا اور اس کی گرفت میں بے پناہ سختی تھی۔

❀❀❀

[illegible] گھبراہٹ سے کھلی۔ گہری نیند سے جاگنے پر کچھ دیر تک تو [illegible] نہیں آتا۔ بات پوری طرح سمجھ میں آنے سے پہلے اسے یہ [illegible] کہ جو کچھ ہو رہا ہے، وہ تو اس کے لئے پسندیدہ ہے، لیکن جس [illegible] وہ اس کے لئے بے حد اذیت ناک ہے۔

اس حال میں بھی اسے احساس رہا کہ ایسا کچھ نہ ہو، جس سے عبدالحق [illegible] ہو۔ اس نے خود کو طوفان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔

[illegible] پوری طرح بیدار ہوئی تو طوفان گزر چکا تھا۔

[illegible] وہ دم سادھے لیٹی رہی۔ اس میں جیسے ہلنے کی طاقت بھی نہیں [illegible] سانسوں کی لے سے اسے اندازہ ہوا کہ وہ سو چکا ہے۔ اس نے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

سر گھما کر اسے دیکھا۔ لیکن اندھیرے میں وہ اس کا چہرہ نہ ۔۔۔ لمحوں میں اس کی نگاہ اندھیرے کی عادی ہوئی تو عبدالحق ۔۔۔ واقعی سو چکا تھا۔

چند لمحوں میں اس طرح بے سدھ ہو کر اس کا سو جانا ۔۔۔ پھر خیال آیا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ سب کچھ ایسے میں ہوا ۔۔۔ وہ خود نیند میں تھی، اس لئے یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی ۔۔۔ گی، کیونکہ جو کچھ ہوا، وہ عبدالحق کی فطرت اور اس کے مزاج ۔۔۔

اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن اس سے اٹھا نہیں ۔۔۔ کیفیت ایسی تھی، جیسے جسم کسی بہت بھاری ملبے کے بوجھ ۔۔۔ نکلا ہو۔ اور یہی نہیں، اس کی روح بھی زخمی تھی۔

نیند اس کی غائب ہو چکی تھی۔ ایسے میں وہ سوچ ۔۔۔ تھی۔ ؟ اور سوچنے کو عبدالحق کے سوا تھا ہی کیا ۔۔۔ ؟ وہ جاگتی ۔۔۔ گئی۔

عبدالحق تو بہت دن سے پریشان تھا۔ کوئی بہت بڑی بات ۔۔۔ ہلکان کر رکھا تھا۔ اور یہ طے ہے کہ اس نے اس بارے میں ۔۔۔ تھی۔ دادی اماں سے بھی نہیں۔ دادی اماں نے تو خود اس سے ۔۔۔ کوئی بہت بڑی پریشانی ہے۔

''تو آپ ان سے پوچھیں نا ۔۔۔ آدمی دل کا بوجھ ۔۔۔ بڑی بن جاتی ہے۔'' اس نے کہا تھا۔

''پوچھا تھا ۔۔۔ پر کچھ بتایا نہیں اس نے۔ تکی ۔۔۔ دیکھو تو سہی ۔۔۔ گھلتا جا رہا ہے۔''

''آپ کو نہیں بتایا تو مجھے کیا بتائیں گے ۔۔۔ ؟''

''بہت سی باتیں آدمی صرف اپنی بیوی سے ہی کر سکتا ہے۔''

اور اماں کی بات درست ثابت ہوئی تھی۔ عبدالحق نے ۔۔۔ لیکن زبان سے نہیں، اسے روندنے کے عمل سے۔ اور اس طرح ۔۔۔

۔۔۔ بتا دیا تھا کہ وہ اتنا پریشان ہے کہ اس کی شخصیت ہی مسخ ہو گئی ہے۔ ۔۔۔ اس سلسلے میں کچھ کرنا چاہئے لیکن وہ کیا کر سکتی ہے ۔۔۔ ؟ اسے اس سے ۔۔۔ کہ مسئلہ کیا ہے ۔۔۔ ؟ یہ اس کی فطرت نہیں تھی۔ وہ خود کو شوہر پر تھوپنے کی ۔۔۔ تھی۔ لیکن دوسری طرف وہ اسے خسارے میں پڑتے بھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔

وہ ہمت کر کے اٹھی، باتھ روم گئی، غسل کر کے نکلی اور تہجد کے لئے کھڑی ۔۔۔ کے بعد اس نے بہت دعا کی، عبدالحق کے لئے بھی کہ اس کی ہر پریشانی دور ۔۔۔ مشکل آسان ہو جائے اور اس کا ہر مسئلہ حل ہو جائے۔ بالخیر ۔۔۔! اور اپنے ۔۔۔ اس کی رہنمائی فرمائیں کہ اسے کیا کرنا چاہئے ۔۔۔؟

پھر اس نے باتھ روم میں عبدالحق کے لئے پانی تیار کیا اور اسے جگا دیا۔ اس ۔۔۔ طرح کھل ہی نہیں رہی تھی۔ مگر اس نے جھنجوڑ جھنجوڑ کر اسے اٹھا دیا۔ ۔۔۔ تا جی ۔۔۔! باتھ روم میں جا کر غسل کر لیجئے۔ میں نے پانی تیار کر دیا ۔۔۔

اس صبح وہ عبدالحق کے دفتر جانے کے لئے کپڑے نکال رہی تھی کہ عبدالحق ۔۔۔ میں آیا۔ اس کے آتے ہی اسے نورالحق کی ننھی منی عجیب سی آوازیں سنائی ۔۔۔ دیں۔ وہ چونک کر اس کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئی۔

اور وہ بہت عجیب منظر تھا۔

وہ زبان کوئی اور تھی، لیکن اس میں شک و شبے کی کوئی گنجائش نہیں تھی کہ ۔۔۔ عبدالحق سے باتیں کر رہا ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں، وہ بار بار عبدالحق کی طرف ۔۔۔ جیسے اصرار کر رہا ہو کہ اسے گود میں لے لے۔

لیکن عبدالحق اس کی طرف متوجہ ہی نہیں تھا۔ نہ جانے کیوں جنید کو گمان ۔۔۔ دانستہ بیٹے سے نظریں چرا رہا ہے۔

اور نورالحق کا اصرار ۔۔۔ بلکہ جوش و خروش بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ آواز بلند ہو رہی ۔۔۔ اب وہ ہاتھ پاؤں بھی چلا رہا تھا۔ اور وہ کھلی اور صاف محبت تھی، جو عبدالحق کو ۔۔۔ بیٹے کی آنکھوں سے برس رہی تھی۔

اس معصوم محبت کو دیکھ کر ارجمند کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

عبدالحق ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے اسٹول پر بیٹھا داڑھی میں کنگھی
"دیکھیں آغا جی.... یہ!اسے تو دیکھیں ذرا !" اس نے عبدالحق
"کسے دیکھوں....؟" عبدالحق کی نظریں اب بھی آئینے میں
تھیں۔

"نورالحق کو....!"

"کیا ہوا اسے....؟"

"دیکھیں تو سہی....!"

عبدالحق نے بچے کی طرف دیکھا اور بے پروائی سے بولا۔

"بہت خوش نظر آ رہا ہے....!"

"خوش نہیں....! یہ آپ سے باتیں کر رہا ہے۔ آپ کی
ہے۔"

"کمال کرتی ہو ارجمند....! اتنا سا بچہ باتیں کیسے کر سکتا ہے"

"بچے تو باتیں کرتے ہیں۔ ہماری زبان سیکھنے سے پہلے اپنی
باتیں کرتے ہیں۔"

"اور تم اس کی یہ زبان سمجھتی ہو....؟" عبدالحق نے تمسخرانہ لہجے میں۔

"یہ کیسے پتا چلا تمہیں کہ یہ میری گود میں آنا چاہتا ہے"

"یہ جو اتنی تیزی سے ہاتھ پاؤں چلا رہا ہے، اس کا یہی مطلب ہے"

"بچے تو غوں غاں کرتے ہیں ارجمند ! اور ہاتھ پاؤں بھی
ہیں۔ کسی کو بھی دیکھ کر ایسا کر سکتے ہیں۔"

"یہ کسی کو دیکھ کر ایسا نہیں کرتا۔ یہ صرف آپ کے ساتھ ایسا کرتا ہے"

"بھلا کیوں ؟"

"اس لئے کہ یہ آپ سے بہت محبت کرتا ہے۔ دنیا میں سب سے
اس دوران بچے کی آوازوں اور ہاتھ پاؤں چلانے میں اور تیزی آ گئی

"تمہیں یہ کیسے معلوم....؟"

"میں نے اسے ابتداء سے ہی تلقین کی تھی کہ اللہ اور اس کے رسول کے

سب سے زیادہ محبت آپ سے کرنی ہے۔ پیدائش سے پہلے سے میں اسے یہ
بتا رہی ہوں۔"

عبدالحق نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا۔

"پیدائش سے پہلے کیسے....؟"

ارجمند گڑبڑا گئی۔ وہ بے سوچے سمجھے بول گئی تھی۔ اس نے جلدی سے بات

"میں آپی مرحومہ کے پاس بیٹھ کر گھنٹوں اس سے باتیں کرتی تھی۔ اسے
یہ سب کچھ سناتی تھی۔"

"کیسی باتیں کرتی ہو ارجمند ؟" عبدالحق نے خشک لہجے میں کہا۔
"ماں کے پیٹ میں بچے سنتے بھی ہیں....؟"

"اس سے زیادہ قربت تو ممکن ہی نہیں ہوتی آغا جی....!"

"تو وہ قربت تو اس کی نور بانو سے تھی نا....؟"

"جی آغا جی....! تو آپی بھی اسے یہی تلقین کرتی تھیں۔"

"تم نے یہ کیسے کہا کہ یہ میری گود میں آنا چاہتا ہے....؟"

"میں اس کا ہر انداز پہچانتی ہوں آغا جی....!" ارجمند نے نہایت اعتماد

"اس کی یہ ہیجانی کیفیت صرف اس وقت ہوتی ہے، جب یہ بھوکا ہوتا ہے
یا میں اسے دودھ پلاتی ہوں۔"

عبدالحق کو اس جملے میں کوئی غیر معمولی بات محسوس ہوئی۔ ارجمند نے یہ نہیں
کہا کہ جب میں اسے دودھ کی بوتل دیتی ہوں، اس نے کہا کہ جب میں اسے دودھ
پلاتی ہوں اور اس میں بھی زور "میں" پر تھا۔ جبکہ ارجمند کی غیر موجودگی یا مصروف
ہونے کی صورت میں بھی اماں، کبھی رشیدہ اور کبھی آپا اسے دودھ کی بوتل دیتی ہوں

ارجمند کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔ اب عبدالحق کا دھیان ہٹانا
ضروری تھا۔ اس نے جلدی سے کہا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"میں آپ پر یہ بات ثابت کر سکتی ہوں۔"

"تو ثابت کرو۔۔۔!"

"آپ اس کے پاس آئیں اور گود میں لینے کے لئے ہاتھ پھیلائیں۔ میرا مشاہدہ درست اور دعویٰ سچا ہے تو اس کا ہیجان اور بڑھ جائے گا۔"

عبدالحق اٹھ کر بچے کی طرف آیا اور اس نے ہاتھ پھیلائے۔

اور واقعی۔۔۔ نورالحق تو جیسے مشین بن گیا۔ اس کی آوازیں بھی تیز۔۔۔ ہاتھ پاؤں میں تو جیسے بجلی بھر گئی۔ اور آواز میں وقفے وقفے سے سسکیاں۔۔۔ ہونے لگا۔

"دیکھا آپ نے۔۔۔؟" ارجمند نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"اب آپ اسے گود میں لیں تو یہ پرسکون ہو جائے گا، جیسے۔۔۔ ہوتا ہے۔"

عبدالحق جلدی سے وہاں سے ہٹ گیا۔

"تمہاری باتوں میں آ کر سے ۔۔۔ ہونے والا ہوں میں۔ اب۔۔۔ تو یہ ممکن نہیں۔ لاؤ جلدی سے کپڑے دو مجھے۔۔۔!"

اور نورالحق ایسے بلک بلک کر رویا کہ ارجمند کا دل کٹنے لگا۔

❀❀❀

اس شام عبدالحق نے رشیدہ کو اسٹڈی میں بلا لیا۔

"میں دیکھتا ہوں کہ ارجمند بچے کو ہر وقت لئے رہتی ہیں۔"

رشیدہ کو لگا کہ وہ اسے فارغ کرنے والا ہے۔ بے مصرف ہو۔۔۔ اس نے جلدی سے کہا۔

"نہیں صاحب جی۔۔۔! ایسا نہیں ہے۔ آپ خود سوچیں نا۔۔۔ کھانا تو خود ہی پکاتی ہیں نا۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔! یہ تو ہے۔۔۔!" عبدالحق نے پرخیال لہجے میں کہا۔

"ایسے میں بچے کو بھوک لگے تو پھر۔۔۔؟"

"میں اور آپ ہیں نا صاحب جی۔۔۔! دودھ کی بوتل بنا کر مجھے۔۔۔"

"دودھ کی بوتل دینے پر وہ کیا کرتا ہے۔۔۔؟"

"وہ پیتے ہیں صاحب جی۔۔۔!" رشیدہ نے سادگی سے کہا۔

"میرا مطلب ہے، وہ کچھ اظہار تو نہیں کرتا۔۔۔؟ جیسے ناراضی کا یا خوشی۔۔۔"

۔۔۔دہ نے اسے یوں دیکھا جیسے وہ پاگل ہو گیا ہو۔

"نہیں صاحب جی۔۔۔! بس وہ دودھ پیتے رہتے ہیں۔ اور اب تو انہیں۔۔۔ ۔۔۔ہے۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔! تم جاؤ۔۔۔!"

رشیدہ چونکنا ہوئی تھی۔ اس نے اس خیال سے کہ صاحب جی کو کچھ۔۔۔ ۔۔۔کو بھی خبردار کر دیا اور حمیدہ اور ارجمند کو بھی یہ بات بتا دی۔ صرف۔۔۔ بات سمجھی کہ اس کے منہ سے نکلی بات مصیبت بن سکتی ہے۔

۔۔۔ کے معمولات وہی کے وہی تھے۔ کیفیت میں بھی کوئی تبدیلی نہیں۔۔۔ ۔۔۔ با تا سب سے دوری کا سبب تھا۔ جب تک اللہ راضی نہ ہو جائے، اسے۔۔۔ ۔۔۔بت نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے وہ اپنے کمرے میں گیا ہی نہیں کہ وہاں۔۔۔ گود میں لینے کی ضد کرے گا۔

۔۔۔ صبح کی باتوں سے اسے کچھ عجیب سا احساس ہوا تھا، جیسے کوئی اہم۔۔۔ ۔۔۔ پھسل رہی ہے۔ لیکن وہ اسے سمجھ نہیں پا رہا ہے۔ اس بات کی نوعیت۔۔۔ ۔۔۔ کا بھی اسے کوئی اشارہ نہیں ملا تھا۔ بس وہ ایک خلش سی محسوس کر رہا۔۔۔

۔۔۔ سے بات کرنے کے بعد ارجمند کی یہ بات کمزور ہو گئی تھی کہ نورالحق یا۔۔۔ ۔۔۔ ماں کی گود میں آنے کے لئے بے تاب ہو کر یوں ہیجانی کیفیت میں۔۔۔ ۔۔۔ یا بھوک کے عالم میں دودھ سامنے آنے پر۔ رشیدہ نے اس۔۔۔ ۔۔۔ کر دی تھی۔

۔۔۔ اس پر سوچا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ارجمند جھوٹ کبھی نہیں بولتی تھی۔ اس کا مطلب
صرف ارجمند کے ہاتھ سے دودھ پیتے ہوئے ایسا کرتا ہوگا
کہ وہ ارجمند سے محبت کرتا ہے۔"

پھر ایک اتفاق ایسا ہوا کہ رشیدہ کی بات کی تصدیق ہو گئی
بھی زیادہ۔

فوزیہ گھبرائی ہوئی آئی اور اس نے ارجمند سے کہا۔

"جلدی سے چلیں باجی ...! امی کی طبیعت بہت خراب
اور ارجمند عارف کے گھر چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد نورالحق کے رونے کی آواز
طور پر روتا ہی نہیں تھا۔ اور اس طرح تو اسے روتے اس نے
وہ لپک کر باہر نکلا۔ رشیدہ نظر آئی۔ ان کے چہرے

"کیا ہوا...؟" اس نے رشیدہ سے پوچھا۔

"وہ... چھوٹے صاحب کو بھوک لگی ہے صاحب
پینے کا وقت ہے۔"

عبدالحق کو یہ بات عجیب سی لگی کہ رشیدہ دودھ
کھڑی ہے۔

"تو دودھ بنا کر دو اسے...!" اس نے کہا۔

"جی صاحب جی...!" رشیدہ نے کہا اور کچن میں چلی گئی۔

عبدالحق بیڈروم میں جانے کے بجائے وہیں کھڑا رہا۔
رشیدہ دودھ کی بوتل لے کر کمرے میں گئی تو عبدالحق
بڑھ گیا۔ وہ بچے کی نظروں میں آئے بغیر اس کا ردعمل دیکھنا چاہتا تھا۔

رشیدہ نے نورالحق کو گود میں لیا۔ مگر وہ اس کی گود سے
طرح مچل رہا تھا۔ دودھ کی بوتل دیکھ کر وہ پرسکون نہیں ہوا۔ بلکہ
وہ اور بھڑک گیا ہے۔

رشیدہ کو احساس تھا کہ عبدالحق دیکھ رہا ہے۔ مگر وہ

میں آنے والی نہیں۔ اس کا رواں رواں اللہ سے دعا کر رہا تھا۔ اسے
راز ہی نہ کھل جائے ...؟

رشیدہ نے فیڈر بچے کے منہ میں دینے کی کوشش کی، لیکن بچے نے فیڈر اس
پھینک دی، اور پہلے سے زیادہ زور سے چنگھاڑنے لگا۔

عبدالحق کمرے میں داخل ہوا اور اس نے فیڈر اٹھا کر اپنے ہاتھ سے بچے کو

"دودھ پی لو...!" اس نے پچکار کر کہا۔

لیکن بچے نے فیڈر لے کر پھر دور پھینک دی۔

نورالحق کو شاک لگا۔ نورالحق تو اس وقت اس کے پاس آنے کے لئے ہاتھ
مشین کی طرح پاؤں چلا رہا تھا۔ اور اس نے اس کا دیا ہوا دودھ بھی

"کیا بات ہے...؟" اس نے رشیدہ سے پوچھا۔

"یہ دودھ لے ہی نہیں رہا ہے...؟"

اس وقت ضد ہوئی ہے چھوٹے صاحب کو... اب تو بی بی صاحب کے ہاتھ
رو رو کر"

بچہ رو رو کر نڈھال ہوا جا رہا تھا۔ عبدالحق سے برداشت نہیں ہوا۔

"اسے ارجمند کے پاس لے جاؤ...!" اس نے کہا۔

یہ سنتے ہی رشیدہ بچے کو لے کر دروازے کی طرف لپکی۔

"تم فیڈر تو بھولے ہی جا رہی ہو۔" عبدالحق نے اسے پکارا۔

"اس کی ضرورت..." رشیدہ نے بے ساختہ کہا۔ پھر ایک دم رک گئی۔

ایک لمحے کے بعد اس نے سوچا۔

"جی صاحب جی...! اس کے بغیر تو کام نہیں چلے گا۔ میں گھبراہٹ میں
بھول گئی تھی۔"

❀❀❀

ارجمند کی طبیعت بہت خراب تھی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

وہ گردے کے درد کا معاملہ تھا۔ وہ بری طرح تڑپ رہی [illegible]
کر سہلا رہی تھی۔ عارف اور دوسرے بچے اس کے گرد پریشان کھڑے تھے۔

"کیا ہوا پھوپھا جان؟" اس نے عارف سے پوچھا۔

"اچانک ہی درد اٹھا ہے۔ میں انہیں اسپتال لے جا رہا ہوں۔"

"میں بھی ساتھ چلوں؟"

رضوانہ کچھ بولنے کے قابل نہیں تھی۔ زور زور سے نفی میں [illegible]

"میں فوزیہ اور حماد کو ساتھ لے جا رہا ہوں۔ ہماری واپسی تک [illegible]
سکو گی؟" عارف نے پوچھا۔

"جی پھوپھا جان! کیوں نہیں؟"

عارف نے رضوانہ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیا۔

ان کے جانے کے بعد ارجمند جواد اور فوزیہ کی دلجوئی میں [illegible]
حد پریشان تھے۔ اس کی باتوں سے ذرا دیر میں ان کی پریشانی کم ہوئی۔

ذرا دیر ہی ہوئی تھی کہ کسی بچے کے رونے کی آواز سنائی دی۔۔۔ [illegible]
کی آواز تھی۔ اور رونے کی آواز قریب آ رہی تھی۔ اسے یقین ہو گیا [illegible]
آواز ہے۔

پھر اسے یاد آیا کہ یہ تو نورالحق کے دودھ پینے کا وقت ہے۔ [illegible]
کھولنے کے لئے لپکی۔

رشیدہ اس حال میں اندر آئی کہ اس کے چہرے پر ہوائیاں [illegible]
گود میں نورالحق تھا، جسے سنبھالنا اس کے لئے دشوار ہو رہا تھا، اور اس [illegible]
میں دودھ کی بوتل تھی۔

"انہیں سنبھالیں بی بی صاحبہ!" رشیدہ روہانسی ہو رہی تھی۔ [illegible]
سانسیں بھی ناہموار تھیں۔

ادھر ارجمند کو دیکھتے ہی نورالحق کا رونا موقوف ہو گیا اور اس نے [illegible]
ماں کی طرف پھیلا دیئے۔

ارجمند نے اسے گود میں لیا۔ گود میں آتے ہی وہ سسکیاں لینے [illegible]

مظلومیت اور شکایت تھی۔

[illegible] دیوانہ وار اسے چومنے لگی۔ بچہ خاموش ہو گیا۔

"سوری میرے بیٹے!" ارجمند سرگوشی میں اس سے باتیں کرنے لگی۔

"آپ تو بڑے صابر بچے ہیں، اتنا ہنگامہ کیوں مچایا آپ نے؟"

"صاحب بھی پریشان ہو گئے تھے۔" رشیدہ نے معنی خیز لہجے میں اسے [illegible]

ارجمند نے اس کے ہاتھ سے دودھ کی بوتل لی اور عارف کے کمرے کی [illegible] دروازہ اندر سے بند کرنے کے بعد وہ بستر پر بیٹھ گئی۔ نورالحق اب بول [illegible] اور بہت تیزی سے ہاتھ پاؤں بھی چلا رہا تھا۔

"[illegible] بیٹے!"

[illegible] دیر بعد ارجمند کو احساس ہوا کہ نورالحق سو چکا ہے۔ اس نے اسے بڑی [illegible] سے بستر پر لٹا دیا۔ پھر اس نے دروازہ کھولنے سے پہلے کھڑکی کھول کر [illegible] باہر گرا دیا۔

[illegible] سوچ کر لرز رہی تھی کہ اگر وہ پھوپھا جان کے ساتھ ہاسپٹل چلی جاتی تو [illegible]

[illegible] تو جواد اور صوفیہ اپنے اپنے کمرے میں تھے۔ البتہ رشیدہ وہیں [illegible]

رشیدہ نے اسے تفصیل بتانے کے بعد کہا۔

"مجھے تو بڑا ڈر لگ رہا ہے بی بی صاحبہ۔۔۔! ایسے تو یہ راز کسی بھی وقت کھل [illegible]؟"

"[illegible] پریشان ہونے سے کچھ نہیں ہو گا رشیدہ۔۔۔! اللہ ہی پردہ رکھے [illegible]" ارجمند نے آہستہ سے کہا۔

❀❀❀

ارجمند کے دل میں خوف بیٹھ گیا تھا۔

نورالحق کے معمولات تو وہی تھے بلکہ شاید اس کی جھنجلاہٹ اور بڑھ گئی تھی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ارجمند سو تو جاتی تھی، لیکن وہ بہت گہری نیند نہیں سو پاتی تھی۔ ۔۔۔
کے لئے کمرے میں آتا تو خوف سے اس کی نیند اچٹ جاتی۔ اسے ۔۔۔
کے ساتھ پھر وہی کچھ ہونے والا ہے اور جب تک عبدالحق سو نہ جاتا ۔۔۔
آنکھ نہ لگتی۔

جو کچھ ہوا تھا، اس کے جسمانی اثرات تو زائل ہو چکے تھے۔ ۔۔۔
زخم آسانی سے بھرنے والے نہیں تھے۔ اس رات اس کی عزت ۔۔۔
اسے بحال بھی روندنے والا ہی کر سکتا تھا۔

یہ تو اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ عبدالحق اگر اس وقت نیند میں نہیں ۔۔۔
از کم اپنے آپے میں ہرگز نہیں تھا۔ ورنہ وہ جانتی تھی کہ عبدالحق کتنا ۔۔۔
دوسروں کا حد درجہ احساس کرنے والا۔ وہ تو اس سے صرف معذرت ۔۔۔
بلکہ تلافی کی کوششیں کرتا اور کرتا رہتا۔ اس پر مطمئن بھی نہیں ہوتا۔ لیکن ۔۔۔
ہی نہیں تھا۔

اس سوچ کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اپنے زخم بھول گئی اور اسے ۔۔۔
ہو گئی۔ یہ قیاس کرنا بھی ممکن نہیں تھا کہ وہ کون سی پریشانی ہو سکتی ہے ۔۔۔
جیسے اللہ سے رابطہ رکھنے اور رجوع کرنے والے کو اس حال کو پہنچا دے۔
اس کی سمجھ میں یہ آ گیا کہ اس معاملے کا تعلق اللہ سے ہی ہے۔ ۔۔۔
معاملات میں عبدالحق کو کوئی پریشانی نہیں تھی، اور ہوتی بھی تو وہ اس ۔۔۔
پریشان ہونے والا نہیں تھا۔

اور عبدالحق تو وہ تھا جو اللہ کی محبت کے سفر پر نکلا تھا ۔۔۔ اس ۔۔۔
تمام حقوق معاف کرا کر۔ ایسے آدمی کی پریشانی، اور پریشانی بھی ایسی کہ ۔۔۔
سلسلے میں اماں تک سے کوئی بات نہیں کی تھی۔

”یقیناً کوئی بہت بری بات ہوگی ......!“ اس نے سوچا۔
”کوئی بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے ان سے ...؟ مگر اس ۔۔۔
جانتے ہیں کہ بندہ صدقِ دل سے توبہ کرے تو اللہ ہر گناہ بخش دیتا ہے۔“
”میں کیا کروں ......؟“ اس نے بے بسی سے سوچا۔

۔۔۔ ہفتے اور اتوار کو ان کا معمول تھا کہ وہ قرآنی آیات پر تبادلہ خیال
۔۔۔ اس پریشانی میں وہ بھی موقوف ہو گیا تھا۔ اور شاید اسی کا نتیجہ تھا کہ ان
۔۔۔ کوئی رابطہ ہی نہیں رہا تھا۔
۔۔۔ کی بات ہے۔ اس کا تو عبدالحق سے رابطہ اللہ ہی کے توسط سے ہے۔
”تو پھر ......؟“
۔۔۔ کافی دیر سوچنے کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ آج وہ عبدالحق کو کم از کم اس
۔۔۔ بارے میں یاد ہی دلا دے۔
۔۔۔ اور وہ دن بھی ہفتے کا تھا۔

❀❀❀

۔۔۔ عبدالحق مایوسی کی انتہا کو پہنچ گیا تھا۔
۔۔۔ پتھر تو جوں کا توں رکھا تھا۔ وہ تو کم ہی نہیں ہوا تھا۔ اب اس کا دل
۔۔۔ بھی نہیں لگ رہا تھا۔
وہ اسی آیت مبارکہ پر غور کرنے لگا۔
”پھر سخت ہو گئے تمہارے دل یہ منظر دیکھنے کے بعد بھی ۔۔۔“
”کون سا منظر ......؟“ اس کے ذہن میں سوال ابھرا۔
لیکن اس کے ذہن میں کچھ بھی نہیں آیا۔
اسی وقت ارجمند کی آواز نے اسے چونکا دیا۔
”میں مخل تو نہیں ہو رہی ہوں آغا جی ......!“
اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔
”کیا بات ہے ارجمند ......؟“
”آپ کو کچھ یاد دلانا چاہتی ہوں۔“
”کیا ......؟“
”آج ہفتہ ہے ......!“
عبدالحق کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔
”تو پھر ......؟“ اس نے حیرت سے کہا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ہمارا ایک معمول تھا جُمعے اور اتوار کے دن کا [illegible]

ہے۔ اور مجھے اس سے نقصان ہو رہا ہے۔"

"کس معمول کی بات کر رہی ہو ۔۔۔؟"

"قرآن پر تبادلۂ خیال ۔۔۔!"

اور عبدالحق کے ذہن میں ایک دم روشنی سی ہو گئی۔

"واقعی ۔۔۔! نقصان تو مجھے بھی ہو رہا تھا۔ لیکن میں سمجھ نہیں [illegible]

"اس نے پُر جوش لہجے میں کہا۔

"تم نے مجھے پہلے یاد کیوں نہیں دلایا ۔۔۔؟"

"آپ اتنے مستغرق ہوتے تھے کہ ہمت نہیں ہوئی۔"

"آؤ ۔۔۔ بیٹھو نا ۔۔۔!"

ارجمند بیٹھ گئی۔

عبدالحق نے اسے وہ آیت مبارکہ سنائی۔

"میں اس وقت اس پر غور کر رہا تھا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا [illegible]

ہے ۔۔۔؟"

"آپ کو یاد نہیں ۔۔۔؟"

عبدالحق نے شرمندگی سے نفی میں سر ہلایا۔

"یہ وہ گائے والا معاملہ ہے جس کی قربانی کا اللہ نے

بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا۔" عبدالحق نے بے صبر ۔۔۔ [illegible]

مکمل کر دی۔

"جس کے سلسلہ میں انہوں نے بڑی ٹال مٹول اور بحث [illegible]

ہو ۔۔۔؟ کیسا رنگ ہو ۔۔۔؟ وغیرہ وغیرہ۔"

"جی ۔۔۔۔ وہی ۔۔۔۔!"

"اور بالآخر انہوں نے انشاء اللہ کی برکت سے اس کی قربانی [illegible]

"جی ہاں ۔۔۔! پھر اللہ نے حکم دیا تھا کہ اس گائے کے [illegible]

ایک مقتول کے جسم پر ضرب لگاؤ ۔۔۔!"

[illegible] اور اس کے نتیجے میں وہ مقتول زندہ ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے

[illegible] میں بتایا تھا اور پھر دوبارہ مر گیا تھا۔" عبدالحق کو محسوس ہو رہا تھا کہ

[illegible] کھل گیا ہے۔

[illegible] آ گئی ہی ۔۔۔! اس واقعے کے حوالے سے یہ بتایا جا رہا ہے کہ اللہ کی کھلی

[illegible] دیکھنے کے باوجود بندہ یقین نہ کرے تو اس کا دل پتھر سے بھی سخت ہو

[illegible] ٹھیک کہہ رہی ہو تم ۔۔۔! اس واقعے میں اللہ نے مردے کو نہ صرف زندہ

بلکہ اس سے گواہی بھی دلوائی۔ اس کے بعد اگر دیکھنے والے اس میں

[illegible] اللہ قیامت کے دن سب کو اٹھا کر حساب لے گا تو ان کے لئے تباہی

[illegible] دل کا پتھر سے بڑھ کر سخت ہو جانا بہت بڑی تباہی ہے۔"

[illegible] ق نے جھرجھری لے کر یوں بدن چرایا، جیسے جسم پر کوئی کوڑا لگا ہو۔ پھر

[illegible] سے کہا۔

[illegible] اسرائیل کو تو اللہ نے بے شمار نشانیاں دکھائیں۔ اتنی نشانیاں کہ کسی قوم

[illegible] دکھائی گئیں۔"

بے شک ۔۔۔! قرآن بتاتا ہے کہ پھر بھی وہ سرکشی کرتے رہے۔ دریا کا

[illegible] راستہ دینا اور آل فرعون کا غرق ہونا۔ اس کے بعد صحرا میں دھوپ کی

[illegible] اللہ نے انہیں سایۂ ابر عطا فرمایا۔ بھوک کی شکایت کی تو بغیر کسی محنت

[illegible] انہیں اعلیٰ ترین رزق عطا فرمایا۔ پیاس کا گلہ کیا تو پانی کے بارہ چشمے بہ

[illegible] میں عطا فرمائے تاکہ بارہ قبیلوں کے درمیان پانی پر فساد نہ ہو۔ لباس

[illegible] لباس کو بوسیدگی اور بدبو اور میلے پن سے پاک کر دیا۔"

[illegible] نے انہیں آل فرعون سے زیادہ نشانیاں دکھائیں۔"

"جی ۔۔۔ کہیں زیادہ ۔۔۔!"

سورۃ زخرف میں اللہ نے فرمایا ان کے بارے میں کہ وہ انہیں ایک کے

[illegible] دکھاتا رہا اور ہر نشانی پہلے سے بڑی ہوتی تھی۔" عبدالحق نے کہا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"لیکن بنی اسرائیل نے ان سے زیادہ نشانیاں دیکھی ہیں۔"
"جی ہاں...!"
"لیکن آل فرعون غرق کر دیے گئے اور بنی اسرائیل آج بھی ... کیوں...؟"
"اللہ کی مرضی...!" ارجمند نے کہا۔
"بظاہر تو دونوں میں ایک ہی فرق نظر آتا ہے۔ آل فرعون ... بنی اسرائیل اہل ایمان اور اہل کتاب تھے۔ اللہ نے خود فرمایا کہ ... عنایات کیں، انہیں اپنے عہد کے تمام لوگوں پر مرتبہ اور فضیلت ... ناشکرے بھی تھے اور سرکش بھی۔ اپنے مفادات انہیں بہت عزیز تھے۔ ... اللہ کے احکامات کو نظرانداز کرتے تھے۔ کتاب میں تحریف کرتے ... یہاں تک پہنچی کہ انہوں نے انبیا کو قتل بھی کیا۔ یوں انہوں نے خود ... دور کیا اور اس کے غضب کو پکارا۔ پھر ذلت، رسوائی اور دربدری ان ..."
"یعنی اہل کتاب اور ایمان لانے کی وجہ سے وہ نیست ... گئے...؟"
"اب یہ تو اللہ ہی جانتا ہے آغا جی...! مگر ایک حقیقت ہے... فرعون کے بعد کوئی قوم اللہ کے قہر و عذاب میں تباہ نہیں کی گئی۔ قرآن ... یوں کہیں کہ پھر کسی قوم کی جڑ نہیں کاٹی گئی۔ کیوں...؟ یہ میں نہیں جانتا۔"
"میری سمجھ میں اس کی وجہ آتی ہے۔" عبدالحق نے کہا۔
"مجھے بھی بتائیے...!"
"یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کی برکت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوئی۔ دین مکمل ہوا اور شریعت بھی۔ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت اللعالمین بنایا تو قیامت تک کے لیے مہلت عطا فرما دی۔"
"جی... یہ بات سمجھ میں آتی ہے، دل کو لگتی ہے۔"
"یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنی بڑی بڑی نشانیاں دیکھنے کے بعد ... اور انکار کیسے کرتے ہیں...؟ وہی تو اللہ کے بارے میں شاید سب سے ... انہوں نے اللہ کو علانیہ نہیں دیکھا۔ باقی تو سب کچھ انہیں دکھا دیا گیا۔"
... بے حد حیرت تھی۔
ارجمند چند لمحے کسی گہری سوچ میں ڈوبی رہی۔ پھر بولی۔
"مجھے ایک خیال آتا ہے۔ کہیں یہ اس سامری کے بچھڑے کی وجہ سے تو نہیں...! دیکھیں نا...! اللہ نے سمندر پھاڑ کر ان کے لیے راستہ بنایا۔ وہ ... اترے اور ان کے پار ہوتے ہی ان کی آنکھوں کے سامنے سمندر برابر ہوا اور فرعون اور ان کے پورے لشکر کو نگل لیا۔ یہ بہت بڑی نشانی دیکھی تھی انہوں نے ... جب وہ کمزور، بے بس اور محکوم تھے۔ اللہ نے انہیں نجات دلائی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طلب فرمایا اور وہ اپنی قوم کو حضرت ہارون علیہ السلام ... چلے گئے۔ ان کے غیاب میں بچھڑے والا واقعہ پیش آیا۔ اللہ کی اتنی ... کے فوراً بعد ہی وہ بت پرستی کی طرف مائل ہو گئے۔"
"اور وہ بھی اس حد تک کہ انہوں نے اپنے محسن پیغمبر حضرت ہارون علیہ السلام کو اتنا دبا لیا تھا کہ انہیں جان کا خطرہ لاحق ہو گیا۔" عبدالحق نے کہا۔
"اور اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ ان کے کفر کے سبب وہ بچھڑا ان کے دل میں رچا دیا گیا تھا۔ تو ممکن ہے، اس بچھڑے کی پرستش سے ان کے دل ٹیڑھے ہو گئے ہوں، جب ہی تو وہ بار بار شرک کرتے ہوں...؟"
"نہیں ارجمند...!" عبدالحق نے پرخیال لہجے میں کہا۔
"اس پر تو انہوں نے اللہ کے حکم کے مطابق کفارہ ادا کر دیا تھا۔ میں نے ... پڑھا ہے، انہوں نے بڑی تعداد میں خود کو قتل کیا تھا۔"
"یعنی وہ خطا ان کی بخش دی گئی تھی۔"
"اللہ بہت مہربان تھا ان پر۔ ان کی تو بڑی بڑی خطائیں بخش دی گئیں۔ ... کچھ عجیب۔ کیا کہوں.....؟" عبدالحق نے کہا اور سوچ میں ڈوب گیا۔ ... ہوئے بولا۔
"بس... ایک ہی لفظ آتا ہے میرے ذہن میں ان کے لیے...!"
ارجمند سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ظاہر ہیں ....!'' بالآخر عبدالحق نے کہا۔

''وہ آنکھ او جھل پہاڑ او جھل ذہنیت کی قوم تھے، جو آنکھوں کے

جب تک ہے سو حقیقت ہے، اور نگاہوں کے سامنے سے ہٹا تو خواب

''ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ......!'' ارجمند نے اس کی تائید

''طور کو اپنے سروں پر معلق دیکھا تو سب کچھ مان لیا ... وہ

دہشت یاد ہی نہیں رہی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گئے، ...

سنے اور واپس آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہوتے ہوئے ...

لگے۔''

''بچوں کی سی ذہنیت تھی ان کی۔'' عبدالحق نے کہا۔

''اللہ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھ لیں۔ پھر ایک بت ...

پیغمبر علیہ السلام سے فرمائش کرنے لگے کہ اے موسیٰ ....! ہمارے

دو ....!''

عبدالحق کو پہلی بار اپنا بوجھ ہلکا ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔

اسے بہت فائدہ ہوا تھا۔

''میری سمجھ میں آتا ہے آغا جی .... کہ یہ تکبر کا معاملہ ہے

تکبر پر عبدالحق کو اپنا خیال آ گیا۔ وہ نظریں چرانے لگا۔

''بات شرک کی ہو رہی ہے۔ یہ تکبر کہاں سے آ گیا

''دیکھیں آغا جی ....! مشرک بھی ایمان لے آئے اور توبہ ...

معاف کر دیتا ہے۔ لیکن متکبر کی بخشش نہیں۔''

عبدالحق کے تو جیسے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔

''شرک کے ہی بارے میں کہا جاتا ہے کہ سب سے بڑا گناہ ہے۔

''تکبر شرک سے بہت بڑا ہے آغا جی ....!'' ارجمند نے کہا۔

''وہ کون ہے ....؟ جس کے لئے مہلت تو قیامت تک ... ہے

نہیں۔''

''شیطان ....!'' عبدالحق نے زیر لب کہا۔

... شرک تو شیطان نے کبھی کیا ہی نہیں۔''

... ہوں۔

... عبدالحق چند لمحے سوچتا رہا، پھر بولا۔

... !اس کے بارے میں یہی پڑھا ہے کہ وہ موحد ہے۔''

... ہاں

... میرے پاس علم نہیں آغا جی .... ! لیکن میرا دل کہتا ہے کہ یہ بات غلط

... عبدالحق نے حیرت سے اسے دیکھا۔

...؟''

... ہے

''قیامت کے دن کوئی موحد جہنم میں نہیں جائے گا۔ جبکہ شیطان کے بارے

... چکا ہے۔''

... تمہاری معقول ہے لیکن ....''

... مجھے ... اللہ کی وحدانیت پر یقین رکھنے والا اللہ سے ڈرے بغیر تو نہیں

... ڈرنے والا گناہ کیسے کرے گا ....؟'' عبدالحق نے اعتراف کیا۔

... فطرت میں ہے، اس لئے ... گناہ کے بعد ڈرے گا تو توبہ کرے گا۔ اسی

... نے توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ کو توبہ بہت پسند ہے

... اس لئے کہ بندہ اسے معبود واحد مان کر اس سے ڈر رہا ہے۔ شیطان تو

... ہی نہیں۔''

... اس نے کبھی شرک نہیں کیا۔ وہ معلم الملکوت تھا۔ جانتا تھا کہ اللہ

... ہے۔''

... ہاں ....! اس نے شرک نہیں کیا۔ شرک کرنے والے مرعوب لوگ

... کمزور ہوتے ہیں۔ وہ کوئی طاقت کا مظاہرہ دیکھتے ہیں تو اس کے آگے سر

... کرتے ہیں، کسی اور کو شریک ٹھہراتے ہیں اللہ کا۔ لیکن شیطان نے تکبر کیا۔

... کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ پھر بھی اللہ نے جسے اس سے افضل کہا، اس نے

... روبرو اللہ کے حکم سے انکار کیا۔ تو اس نے شرک نہیں کیا۔ اس نے خود

... بن بیٹھنے کی جسارت کی۔ اس نے اللہ کو چیلنج کیا۔ شرک تو اس کے سامنے بہت

FAMOUS URDU NOVELS FREE LIBRARY

چھوٹی چیز ہے۔ مشرک تو خود کو حقیر سمجھتا ہے … میں جانتے ہوئے اسے چیلنج کرنا …! کبریائی تو صرف اللہ کو زیبا ہے …

عبدالحق پر لرزہ چڑھ گیا۔

''اللہ کے سامنے اپنی تعریف اور توصیف کرنا، اس کی کسی … فیصلے کے برعکس اپنی فضیلت اور برتری بیان کرنا، یہ جانتے ہوئے کہ … کچھ بھی ہے، اللہ ہی کا عطا کیا ہوا ہے اور صرف اللہ ہی ہے، جو سب … چیلنج ہے، بغاوت ہے، اور بغاوت کے لئے تو دنیا کے قانون میں بھی … ہے۔''

''دنیا میں بڑے بڑے متکبر لوگ گزرے ہیں۔''

''وہ سب شیطان کے چیلے تھے، شیطان کی سنت پر عمل کرتے …'' ارجمند نے کہا۔

''مگر فانی انسان تھے۔ اللہ نے انہیں ڈھیل دی۔ انہیں … بڑھایا۔ پھر انہیں نہایت ذلیل وحقیر کر کے خاک میں ملا دیا۔''

''بے شک …!'' عبدالحق نے کہا۔ ''بات سے بات نکلتی … میں آتا ہے۔ اسی لئے اللہ نے قرآن میں غور وفکر کرنے کو کہا ہے۔ … آیت مبارکہ ہے نا … جس کا مفہوم کچھ یوں ہے۔ اور اللہ نہیں شرماتا اس سے … دے کسی مچھر کی یا اس سے بھی حقیر کسی شے کی۔''

''جی آغا جی …!''

''میں اس پر غور کرتا تھا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔''

''پھر سمجھ میں آیا …؟''

''اللہ نے فضل فرمایا۔ جب میں نے تفسیر میں نمرود کے انجام … میں پڑھا تو سمجھ میں آیا۔''

''مجھے بھی بتایئے نا …!''

''نمرود نے اللہ سے جنگ کے لئے بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ اور … سے لڑنے کے لئے صرف مچھروں کو بھیجا، اور مچھروں نے نمرود سمیت …

… نمرود کی موت میں بہت بڑی عبرت ہے کہ ایک مچھر اس کی … کے دماغ میں گھس گیا۔ اس کے دماغ سے سارا تکبر نکل گیا اور اس … آیت تک تھی۔ تو سچ ہے کہ اللہ حقیر سے حقیر چیز کی مثال دیتے … ؟ وہ جب چاہے، کسی حقیر ترین چیز کو انسان تک پر غالب فرما … کمزور اور حقیر کو طاقتور بنا دے۔ کیا ہم کسی بھی شے کو حقیر کہنے کا … اور یہ بات اللہ کی، تو اس کے لئے سب حقیر ہیں۔''

''… آغا جی …! اصحاب فیل کا انجام بھی ہمارے سامنے ہے۔''

''… مکھی والی آیت کے بارے میں تو تم نے ہی مجھے بتایا تھا۔''

''… اگر تم سے کچھ چھین کر اڑ جائے تو تم تمام انسان مل کر بھی اس سے … سکتے۔''

عبدالحق نے اقرار میں سر ہلایا۔

''… کے چیلنج کا کون سامنا کر سکتا ہے …؟''

''… نے ہر تکبر کرنے والے کو خاک میں ملا دیا۔'' یہ کہتے ہوئے عبدالحق … لے اپنے تکبر کا خیال بار بار آتا تھا۔

''… سب سے بڑے شیطان کو اتنی مہلت کیوں دی …؟''

… چند لمحے سوچتی رہی۔ پھر بولی۔

''… مصلحتیں وہی جانتا ہے۔ مگر غور کرنے پر سمجھ میں آتا ہے۔ شیطان … والا تھا۔ اپنی اوقات بھی جانتا تھا اور اللہ کی بے پناہ قدرت سے … منہ سے بات نکلتے ہی سمجھ گیا کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ مرتبہ، مقام سب … درگاہ ہی ہوتا ہے۔ مہلت کے سوا کچھ نہیں مل سکتا۔ مہلت اس کے … وہ آدم علیہ السلام کی نفرت اور انتقام کی آگ میں جل رہا تھا۔ اس … کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک ہی مقصد تھا۔ … خوار کرتا اور انہیں اپنی سزا میں شریک کرتا۔ یعنی جہنم کی ابدی زندگی … کیا کہ جسے تو نے اپنا خلیفہ بنایا ہے، تو مجھے مہلت دے تو میں ان … کر کے خود اسے ملا لوں گا۔ اللہ نے فرمایا کہ میں ان سب سے جہنم

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کو بھر دوں گا۔ اور جو تیری بات نہیں مانیں گے، ان کے لئے جنت
قیامت تک کے لئے مہلت دی۔"

"لیکن اللہ نے اسے سزا کے بجائے مہلت کیوں دی"

"اللہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔ جو چاہے وہ کرتا ہے۔
پوچھ نہیں سکتا۔ بلکہ وہی قیامت کے دن سب سے پوچھے گا۔"

"بے شک ...! لیکن اس کی ایک سنت بھی ہے۔
بتاتا بھی ہے۔ ہمیں سوچنا تو چاہئے۔ غور کرنے کا حکم دیا ہے اس نے

"میں اس کی عاجز اور بے علم بندی ہوں آغا جی"

"میں بھی عاجز اور بے علم ہوں۔ مگر وہ آپ ہی رہنمائی فرماتا ہے

"ایسی بات ہے تو مجھے بھی بتائیں ...!"

"کئی زاویے ہیں۔ کوئی اللہ کو چیلنج کرے اور وہ اسے
کی شان کے خلاف ہے۔"

"بے شک آغا جی......! سبحان اللہ...!"

"اور وہ کسی جان پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ عدل ہے۔ حجت تمام کئے بغیر
فیصلہ نافذ نہیں فرماتا۔"

"بے شک......!"

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کے اور قرآن پاک نازل
نے انسانوں اور جنوں پر حجت تمام کر دی۔ صرف مہلت رہ گئی۔"

"مہلت کب تک......؟"

"وہ تو انفرادی ہے۔ ہر فرد کے لئے نزع سے پہلے تک۔
ہے۔ بندہ رجوع کرے اخلاص کے ساتھ۔ توبہ کرے تو وہ قبول فرمائے
کے گناہ ایک پل میں بخشے جاتے ہیں۔ ایسی ہے اس کی رحمت"

"بے شک آغا جی.....! الحمد للہ...!"

"اور ایمان والوں سے بھری ہوئی جنتیں شیطان کی شکست ہو
گی۔"

کہ تکبر شرک سے بہت بڑا ہے...؟"

کیونکہ وہ تو خود کو اللہ کا شریک بناتا، خود کو اس کا ہم سر سمجھتا

"عبدالحق نے پھر جھرجھری لی۔

! سب سے بڑا تکبر تو شیطان نے ہی کیا...؟"

جو لوگوں نے خدائی کے دعوے کئے...؟"

حالت میں، بے خبری میں کئے نا..... جبکہ شیطان نے جان کر سب
حقیقت سے واقف تھا۔"

دعوے کرنے والے دنیا میں ہی ذلت کے ساتھ مٹا دیئے گئے۔ اور
سے ہر ایک پر حقیقت بھی کھل گئی۔"

یہ تو ہے...!"

بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔

ایک بات پوچھ سکتی ہوں آغا جی...؟"

چند لمحے ہچکچایا۔ پھر بالآخر اس نے کہا۔

اور پوچھو...!"

پچھلے کافی عرصے سے کچھ پریشان ہیں...؟"

ہوں تو...!"

اس کے بارے میں بتائیں گے......؟"

چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس نے آہستہ سے

جو بات اللہ اور بندے کے درمیان ہو، اسے کسی اور پر کھولنا مناسب نہیں

اوقات کسی کی کسی معمولی اور غیر متعلق بات سے بھی اللہ راستے کھول

خاموش رہا۔ اس نے کچھ نہیں کہا۔

! یہ تو بتا دیں کہ آپ نے جو اپنی منزل مقرر کی تھی، اس کی طرف تو

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

بڑھ رہے ہیں نا ...؟"

"وہ بھی اللہ اور بندے کے درمیان کی بات ہے۔" عبدالحق نے
سے کہا۔

پھر اسے خیال آیا کہ اکیلے یہ بوجھ اٹھائے اٹھائے وہ تھک ... شیئر
کرنے سے شاید کچھ ہلکا ہو جائے۔ البتہ پوری بات بتانے کی ضرورت نہیں
"وہ منزل تو بہت دور کی بات ہے ارجمند ... مجھے تو ...
اپنے ربّ سے رابطہ ہی نہیں رہا۔"

"اللہ نہ کرے ...! ایسا کیوں سوچتے ہیں آپ ..."
گئی۔

"ایسا ہی ہے ...!"

"کچھ بتائیں تو ...!"

عبدالحق پھر ہچکچایا۔

"مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہوا ... بہت بڑا گناہ ...
ہوا۔ احساس دلایا گیا تو میں اللہ سے بہت ڈرا۔ بہت نادم ہوا۔ میں نے ...
پڑھی، استغفار کیا۔ لیکن توبہ قبول ہونے کی کوئی نشانی مجھے نظر نہیں آئی۔"

"اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کی توبہ قبول ہی نہیں ہوئی۔ ...
کلامی کرتے ہوئے کہا۔

"جب سے اب تک میری آنکھ بھی نم نہیں ہوئی ہے ارجمند ..."
نے قطع کلامی کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کوئی بڑی بات نہیں آغا جی ...!" ارجمند نے کہا۔

"انشاء اللہ ...! سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"میرے لئے تو بہت بڑی بات ہے۔ اور ٹھیک ہونے کے ...
آتے۔"

"میں انشاء اللہ ...! اس کمرے سے جاتے وقت آپ ...
کر جاؤں گی۔ لیکن اس وقت میں آپ سے ایک اور بات کرنی ...

"... بات ...!"

"یہ تو بہت بڑی بات والا معاملہ ہے آغا جی ...!" ارجمند نے بے حد
... کہا۔

"... جسے چاہے بڑی بات عطا فرما دیتا ہے۔ منہ تو کبھی کے چھوٹے ہوتے

... یہ معاملہ نہ ہوتا تو میں کبھی زبان نہ کھولتی۔"

"... بولو تو ...!"

"... آپ نے اپنی اللہ سے محبت کی آرزو کے بارے میں مجھے بتایا،
... کسی وقت بھی دعا کرنا نہیں بھولی۔ لیکن آغا جی ...! یہ بہت بڑی
... عطا فرما دے تو کائنات کی سب سے بڑی نعمت ہے۔"

"... جانتا ہوں۔ یہ بھی جانتا ہوں کہ میں اس قابل نہیں۔ لیکن اللہ کی
... فضل و کرم اور اس کی عطا سے لو لگاتا ہوں۔"

"... اس کے لئے اللہ کے بنیادی احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس
... تو بات کیسے بنے گی ...؟"

"... بات بھی ٹھیک ہے ...! تم میری کسی کوتاہی کی نشان دہی کرنا چاہتی ہو
... نہیں۔"

"... یہ ہے آغا جی ...! کہ حقوق العباد کو احسن طریقے سے ادا کئے بغیر
... کر سکتے۔ اللہ کی محبت تو بہت دور کی بات ہے۔"

... سن ہو کر رہ گیا۔

"آپ کو برا لگا ہے آغا جی ...!" ارجمند کے لہجے میں معذرت تھی۔

"... نہیں ...! ہرگز نہیں ...!" عبدالحق نے جلدی سے کہا۔

"حقوق العباد سے کوتاہی تو بہت آسان ہے۔ میں خوفزدہ ہو گیا۔ تم مجھے بتاؤ
... ہوئی ہے مجھ سے ...؟"

"... کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں آغا جی ...! کوئی اس سے نہیں بچ سکتا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اور اللہ بہت معاف کرنے والا ہے اور مہربان ہے۔"

"تو میں نے دیدہ و دانستہ کوتاہی کی ہے......؟" عبدالحق ...
اور آواز میں لرزش تھی۔

"آپ پریشان نہ ہوں آغا جی......!" ارجمند نے اسے ...

"ہو جاتا ہے، کسی سے بھی ہو جاتا ہے۔ آپ تو بہت اچھے ...
سب کا خیال رکھنے والے...... لیکن اللہ سے محبت کی شدید آرزو نے آپ ...
مبتلا کر دیا۔"

"مجھے بتاؤ تو......!"

ارجمند اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میرے خیال میں آپ نے اپنے ننھے معصوم بیٹے کا حق ...
ظالمانہ کوتاہی کی ہے۔ جبکہ وہ زبان سے شکایت بھی نہیں کر سکتا۔ آپ ...
کے اس کا دل دکھاتے رہے ہیں۔ یہ میرا خیال ہے، جو غلط بھی ہو سکتا ...
ہوں، تاکہ آپ تنہائی میں سکون سے بیٹھ کر اس پر غور کر سکیں۔"

عبدالحق کے دل کو ایک جھٹکا سا لگا۔

ارجمند دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ مگر باہر نکلنے سے پہلے اس ...
عبدالحق کو دیکھا۔

"اور میں نے آپ سے کہا تھا کہ جانے سے پہلے میں آپ ...
دے کر جاؤں گی کہ انشاء اللہ......! آپ کے سب معاملات ٹھیک ہو جائیں گے ...

عبدالحق منتظر نگاہوں سے اسے تکتا رہا۔

"اللہ کے کلام سے بڑھ کر کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا۔" ارجمند نے کہا۔

"آپ سورۂ زمر کے چھٹے رکوع کی پہلی آیت غور سے پڑھ لیجئے گا۔" ...
کر وہ پلٹی اور کمرے سے نکل گئی۔

❀❀❀

عبدالحق خود کو پہلے کی نسبت ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔ ارجمند ...
کے ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اسے فائدہ ہوا تھا۔ ارجمند نے حقوق اللہ ...

... تھا، اس کا اشارہ تو اسے اللہ کی طرف سے پہلے ہی مل چکا تھا۔ اب وہ سمجھ
... بدقسمتی سے اس نے اس اشارے کو بڑے تناظر میں دیکھنے اور سمجھنے کے
... کر دیا۔ وہ اللہ سے مسلسل رابطے کے لئے ملازمت چھوڑ دینا چاہتا تھا۔
... اسے اس سے روک دیا گیا تھا۔ اب اس کی سمجھ میں آ رہا تھا کہ ملازمت چھوڑنا
... کا پہلا مرحلہ تھا، اور اسے اس سے روکا جا رہا تھا۔

پچھلے عرصے کو یاد کیا تو سمجھ میں آیا کہ اس نے دفتر کے علاوہ بھی کچھ تو چھوڑ
... وہ گھر کے تمام لوگوں سے، تمام معاملات سے بے نیاز ہو گیا تھا۔ وہ اماں کے
... کا معمول بھی بھول گیا تھا۔ اماں کتنی پریشان ہوں گی اس کے لئے......؟

"اور ننھا نورالحق......؟"

وہ منظر اس کے تصور میں جیتا جاگتا آ گیا۔ جوش میں مشین کی طرح ہاتھ
... ہلاتا ہوا، منہ سے محبت بھری پکاریں نکالتا ہوا معصوم بچہ...... اس کے نظر انداز
... کیسے مایوس ہوتا ہوگا...... ؟ کیسے دل دکھتا ہوگا اس کا......؟ اور یہ بات اللہ کو
... کرتی ہوگی......؟

"کوئی بات نہیں......!" اس نے سوچا۔

"صبح انشاء اللہ......! اس کی تلافی کر دوں گا۔ معذرت کر لوں گا اپنے معصوم
... مگر پہلے اللہ سے تو بخشش طلب کر لوں۔"

اس نے صلوٰۃ التوبہ پڑھی، استغفار کیا۔ لیکن اپنی توقع کے برعکس گریہ سے
... محروم رہا۔ البتہ دل میں ہلکی سی جنبش کا سا احساس ضرور ہوا۔ لیکن وہ اس کی
... بہت کم اور مایوس کن تھا۔

مایوسی نے اسے پھر سوچنے پر مجبور کر دیا۔

اللہ کی محبت تو بہت آگے، بہت دور کی بات تھی۔ یہاں تو تکبیر پر بخشش کا
... تھا۔ جب تک بخشش نہیں ہوتی، سب کچھ رائیگاں ہے۔ اور اس سے پہلے
... گئی تو......؟ موت کا کیا پتا......؟ ایک پل کی بھی خبر نہیں ہوتی آدمی کو۔

اس پر لرزہ طاری ہو گیا۔ ساری خوش امیدی ہوا ہو گئی۔

وہ بے چینی کے ساتھ استغفار کرتا رہا۔ دل میں اللہ سے گڑگڑا کر معافی مانگتا

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

رہا۔ لیکن آخر میں اسے ہر روز کی طرح ناکام و نامراد ہی اٹھنا پڑا۔ وہ تھکے تھکے قدموں سے دروازے کی طرف بڑھا۔

دروازے پر پہنچ کر وہ ٹھٹک گیا۔

یہیں، اسی جگہ کھڑے ہو کر، جاتی ہوئی ارجمند نے اس سے کچھ کہا تھا۔

"کیا کہا تھا......؟ کوئی بہت اہم بات تھی......؟"

وہ ذہن پر زور دیتا رہا۔

"ہاں......! یاد آیا......کوئی آیت کریمہ پڑھنے کو کہا تھا اس نے۔"

"کون سی آیت......؟" اس نے ذہن پر اور زور دیا۔

"اتنا یاد آتا ہے کہ سورۂ زمر کی کسی آیت کریمہ کی بات تھی نمبر......؟"

اس نے بے بسی سے اللہ کو پکارا۔

"مجھے یاد دلا دیجئے میرے مہربان رب......!"

اور اس کی سماعت میں ارجمند کی آواز گونجی۔ صاف اور واضح آواز۔

"سورۂ زمر کے چھٹے رکوع کی پہلی آیت......"

وہ پلٹا اور شیلف کی طرف لپکا۔ قرآن پاک ہاتھ میں لے وہ بیٹھ گیا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے آیت نور پڑھ کر اللہ سے نور ہدایت کی دعا کی۔ اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ قرآن پاک کو کھولا۔

اور اگلے ہی لمحے سورۂ زمر کی وہ آیت کریمہ اس کے سامنے تھی۔

اس کی بے تابی کا یہ عالم تھا کہ اس سے نظر جمائی نہیں جا رہی تھی، نہیں جا رہا تھا۔ جسم میں ایسی سنسنی تھی، جیسے کوئی بہت بڑا راز اس پر کھلنے والا ہے۔

بہت کوشش کر کے اس نے نظر کو ٹھہرایا اور پڑھا۔

"قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝"

وہ سمجھ سکتا تھا۔ پھر بھی اس نے نیچے لکھا ہوا ترجمہ پڑھا۔

"کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے ظلم کیا ہے اپنی جانوں پر، مایوس نہ ہونا اللہ کی رحمت سے۔ بلاشبہ اللہ معاف فرما دیتا ہے سارے گناہ۔ یقیناً وہ تو ہے ہی گناہ معاف فرمانے والا مہربان۔"

اتنی مدت میں پہلی بار اس کے دل کو سکون ہوا۔ ایسا لگا، جیسے ٹیسوں سے تپتے زخم پر کسی نے مرہم رکھ دیا ہو۔ طویل بے سکونی کے بعد وہ کیفیت اسے بالکل نئی لگی۔ … کو قرار آ گیا۔

لیکن اگلا ہی لمحہ مایوسی کا تھا۔ دل کی ہیئت تو اب بھی وہی تھی۔ نہ کوئی نرمی، … وہ تو ویسے کا ویسا ہی تھا۔

اور اس سے اگلا لمحہ تھرتھری کا تھا۔ اس پر لرزہ چڑھ گیا۔

"ارے… اللہ نے مجھ سے خطاب فرمایا۔ مجھ سے بات کی۔ مجھے دلاسہ دیا۔ زخم پر مرہم رکھا۔ مجھ سے فرمایا کہ اے اپنی جان پر ظلم کرنے والے......! تو میرا … تو اپنے گناہ سے نہ گھبرا۔ میری رحمت بے پایاں ہے۔ مایوس ہونے کی … بات نہیں۔ میں تو سارے گناہ معاف کر دیتا ہوں...... بڑے سے بڑے گناہ...... کیونکہ میں ہی مہربان اور معاف کرنے والا۔ بس رجوع کر لے...... توبہ کر لے......! اور مایوس ہو کر جائے گا کہاں......؟ ہے کوئی پناہ گاہ میرے دامن رحمت سوا......؟ آجا...... ! آجا...... !"

وہ اضطرار کی کیفیت میں...... "میں توبہ کرتا ہوں...... میرے اللہ......!" کی … نے لگا۔

اور بالآخر چند لمحوں کے بعد دل کو پھر قرار آ گیا۔

اب اس وقت دل پتھر ہے تو کیا......؟ سب ٹھیک ہو جائے گا انشاء اللہ......! … نے وعدہ فرمایا ہے اور اس کا وعدہ سچا۔ وہ اپنے وعدے کے خلاف کبھی نہیں کرتا۔ … چاہے گا، پتھر پگھل جائے گا۔ اب پریشانی کی کوئی بات نہیں۔

اس کی عادت تھی کہ کوئی آیت خاص طور پر پڑھتا تو اس سے پہلے اور بعد کی … پڑھتا تھا۔ یہ رکوع کی پہلی آیت تھی، اس لئے اس نے اس کے بعد کی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

آیت پڑھی۔

"اور پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور فرمانبردار بن جاؤ اس کے۔ اس سے پہلے کہ آجائے تم پر عذاب، پھر نہ مدد مل سکے تمہیں کہیں سے بھی یہ اللہ کا طریق کار ہے۔ خوش خبری کے بعد ڈرانا، اور ڈرانے کے بعد امید دلانا۔"

اس نے اپنا سر اللہ کے حضور جھکاتے ہوئے، بلا تامل سرگوشی میں کہا۔

"آپ کا شکر ہے میرے اللہ......! آپ نے حکم فرمایا اور میں [illegible] اپنے عذاب سے مجھے بچا لیجئے...... میں آپ کا فرمانبردار ہوں۔ آپ [illegible] دامن کی طرف لپک رہا ہوں۔ میرے رب! مجھے پناہ دیجئے......!"

اس نے سجدہ کیا اور تین بار یا رَبِّ اغْفِرْلِی پڑھا اور پھر اٹھا [illegible] سے تھا، پھر بھی نئے سرے سے وضو کر کے آیا۔ دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھے اس نے استغفار کی دو تسبیح پڑھیں، پھر سید الاستغفار پڑھ کے اللہ سے توبہ [illegible] اسٹڈی سے نکل کر اپنی خواب گاہ کی طرف چل دیا۔

اس بار دل کے پتھر نے اسے مایوس نہیں کیا۔ آدمی کو ہر چیز اللہ [illegible] سے مقرر کیے ہوئے وقت پر ہی ملتی ہے، اس نے سوچا۔ جب اللہ چاہے گا [illegible] ٹھیک ہو جائے گا۔

وہ پہلی رات تھی کہ وہ پرسکون نیند سویا۔

❀❀❀

ناشتے کے بعد وہ دیر تک حمیدہ سے باتیں کرتا رہا۔ اس نے [illegible] معذرت کی کہ اتنے دن سے اس نے انہیں بالکل وقت نہیں دیا۔

"آپ مجھ سے ناراض ہوں گی اماں......! مجھے معاف کر دیں۔"

"ناراض تو نہیں، پریشان تھی پتر......! ہر وقت اللہ سے دعا کرتی تھی کہ تیری پریشانی دور ہو جائے۔"

"تمہیں کیسے پتا تھا اماں......! کہ میں پریشان ہوں۔"

"اللہ ماؤں کے دلوں کو سب بتا دیتا ہے پتر......!" حمیدہ نے اس [illegible]

[illegible] کہا۔

اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ کتنے لوگ اس کے [illegible] رہے، اس کے لئے دعائیں کرتے رہے، اور وہ سب کو چھوڑ کر بیٹھا رہا۔ [illegible] ناشناس کی بات ہے۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی جو آوازیں آنی شروع ہوئیں، انہوں نے [illegible] دیا۔ نورالحق تو اسے یاد ہی نہیں تھا۔

اس نے سر گھما کر بیڈ کی طرف دیکھا۔ نورالحق کی وہی کیفیت تھی۔ وہ اس کی [illegible] بیٹھے ہوئے محبت بھری آوازیں نکال رہا تھا اور اس کے ہاتھ پاؤں مشینی انداز [illegible] رہے تھے۔

عبدالحق صرف آزمائش کے لئے اس کی نظروں سے دور ایک گوشے کی [illegible] بچے نے لیٹے ہی لیٹے اپنی پوزیشن تبدیل کی۔ وہ اب بھی اسے دیکھ رہا [illegible]

ارجمند باتھ روم سے باہر آئی اور دلچسپی سے یہ منظر دیکھنے لگی۔

عبدالحق نے پھر اس کی نگاہوں سے اوجھل ہونے کی کوشش کی۔ لیکن بچے نے ناکام بنا دیا۔ اس کا جوش و خروش اور بڑھ گیا۔

اس کا مطلب ہے کہ ارجمند نے سچ کہا تھا۔ بچہ اس کے لئے تڑپتا ہے۔ [illegible] نے حیرت سے سوچا۔

"کیا آزما رہے ہیں آغا جی......! یہ تو سورج مکھی کا پھول ہے۔ اس کا چہرہ تو [illegible] طرف رہے گا۔"

ارجمند کی آواز نے اسے چونکا دیا۔ اسے ارجمند کی موجودگی کا احساس ہی [illegible] وہ تو اپنے کھیل میں لگا ہوا تھا۔

اس نے سر گھما کر ارجمند کو دیکھا۔

"اب اور نہ ستائیں اسے۔ دیکھیں نا...... کتنی مشقت اٹھاتا ہے آپ کے [illegible]" ارجمند نے کہا۔

عبدالحق کو شرمندگی محسوس ہوئی۔ وہ بیڈ کی طرف بڑھا۔ بچے کی مشین اور تیز

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ہو گئی۔

عبدالحق اس کے پاس پہنچ کر رکا۔

"تو بیٹے نورالحق......! آپ میری گود میں آنا چاہتے ہیں
سے مخاطب تھا۔

بچہ ایک لمحے کو ساکت ہوا۔ پھر اس کی بانہیں عبدالحق کی طرف
پاؤں مشین کی طرح چلنے لگے۔

عبدالحق کے دل کو کچھ ہونے لگا۔ بچے کی آواز پل پل رنگ
کبھی اس میں رونے کا رنگ غالب آتا اور کبھی قلقاریاں محسوس ہوتیں۔ کبھی
مایوسی، کبھی جھنجلاہٹ......

عبدالحق نے جھک کر اسے گود میں اٹھا لیا......اور جیسے
بچے نے اپنے ہاتھ اس کی گردن میں کس کر حمائل کر
ننھے بچے کے حساب سے بہت سخت تھی، جیسے اسے چھن جانے کا
اس کی گردن اور بائیں کندھے کے نقطہ اتصال پر جا ٹکا۔

ہر طرف سکوت تھا۔ نہ کوئی آواز نہ جنبش۔ ارجمند بھی بت
تھی۔

پھر اچانک ہی بچے نے رونا شروع کر دیا۔ وہ چیخ کر نہیں رو
دھیمی تھی۔ لیکن وہ بہت درد سے رو رہا تھا۔ آنسوؤں کا اندازہ عبدالحق
گردن سے ہوا۔

عبد... سے ارجمند کی طرف دیکھا۔

"اسے... یہ کیوں رو رہا ہے......؟ اس کا رونا
رہا ہے۔"

"نہیں سمجھے آپ......؟" ارجمند نے کہا۔

"یہ آپ سے شکایت کر رہا ہے۔"

عبدالحق کو محسوس ہوا کہ اس کا دل دھیرے دھیرے
ہے۔ پتھر پگھل رہا تھا۔

پھر بچے نے سر ہٹایا، اسے پیچھے کی طرف لا کر آنسو بھری آنکھوں سے اسے
... فاتحانہ ہنسی، بچی خوشی سے چھلکتی ہوئی ہنسی۔ آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی
... بہت دل گداز تھی۔

عبدالحق کی آنکھوں میں آنسو اتنی تیزی سے آئے کہ انہیں روکنا اس کے بس
... نہیں تھا۔

بچے نے سر پھر اس کے کندھے پر ٹکایا اور پھر رونے لگا۔ البتہ آواز اور دھیمی
...

آنسو تو پہلے ہی سے موجود تھے۔ لیکن پھر ایک دم جیسے دل پگھل گیا، بند ٹوٹ
... عبدالحق کی بھی ہچکیاں بندھ گئیں۔

ارجمند حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

بچے نے اپنی حرکت کئی بار دہرائی۔ وہ پیچھے ہٹ کر عبدالحق کو دیکھتا، پہلے بے
... پھر شکایت سے اور پھر محبت سے۔ پھر کھلکھلا کر ہنستا اور پھر عبدالحق کے
... سے سر ٹکا دیتا۔ اور پھر رونے لگتا۔

طوفان جہاں پہلے آیا تھا، پہلے تھما بھی وہیں۔ اور جو بڑا تھا، اس کا طوفان
... عبدالحق کو تو دیکھ کر لگتا تھا کہ اس کا وجود ہی آنسوؤں میں بہہ جائے گا۔

ارجمند نے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ اسے تو ایسا لگ رہا تھا کہ وہ
... ہو رہی ہے۔ لیکن باہر جانے کو اس کا دل نہیں مانا۔ باپ بیٹے کے اس
... ملاپ کے ایک لمحے سے بھی وہ محروم نہیں ہونا چاہتی تھی۔

بالآخر عبدالحق کے آنسو بھی تھمے۔ مگر جسم میں اب بھی لرزش تھی۔ پھر پہلا
... یہ ہوا کہ خاصی دیر سے بچے نے اپنے عمل کو دہرایا نہیں ہے۔ وہ ساکت
... اس نے اسے ہلایا، مگر وہ بے سدھ تھا۔

"ارجمند......! اسے دیکھو تو......!" اس نے وحشت بھرے لہجے میں پکارا۔

"کیا ہوا......؟" ارجمند کے لہجے میں تشویش تھی۔

"یہ...... یہ ساکت ہے......!"

ارجمند اس کے پیچھے گئی اور نورالحق کے چہرے کو دیکھا۔ پھر وہ اس کے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

سامنے آئی تو وہ مسکرا رہی تھی۔

اسے مسکراتا دیکھ کر عبدالحق کو کچھ سکون ہوا۔ پھر بھی اس نے پوچھا۔
''خیریت تو ہے......؟''

''جناب......! نورالحق تو بے سدھ، بے خبر سو رہے ہیں۔ لیے
اسے لٹا دوں......!''

اس نے نورالحق کو بڑی نرمی اور نزاکت سے گود میں لیا اور
حالانکہ وہ ایسے سو رہا تھا کہ شاید بستر پر پٹخ بھی دیا جاتا تو اس کی آنکھ نہ کھلتی۔
''مجھے پتا بھی نہیں چلا کہ یہ سو گیا ہے......؟'' عبدالحق نے کہا۔
''کیسے پتا چلتا......؟ آپ کو تو اپنا ہوش بھی نہیں تھا۔''
عبدالحق کھسیا گیا۔
''لیکن اس کے اس طرح سونے پر مجھے بھی حیرت ہے۔'' ارجمند
عبدالحق نے اسے مستفسرانہ نظروں سے دیکھا۔
''یہ معمولات کا بچہ ہے۔ وقت پر کھانا پینا، وقت پر سونا......
وقت پر کرتا ہے۔''
''دیکھو...... کوئی گڑبڑ تو نہیں......؟'' عبدالحق نے گھبرا کر کہا۔
''ارے نہیں...... اب سمجھ میں آیا۔'' ارجمند بولی۔
''اتنا رویا، اتنا رویا کہ نڈھال ہو گیا۔ اس کے بعد سونا تو تھا ہی
عبدالحق باتھ روم کی طرف لپکا۔ وہ بالاتاخیر شکر کے نفل ادا کرنا
اس کی کھوئی ہوئی دولت اسے واپس مل گئی تھی۔

❀❀❀

عبدالحق کے لئے دنیا بہت خوب صورت ہو گئی تھی۔
کئی نئی باتیں اس کی سمجھ میں آئیں۔ آدمی کی فطرت ایسی ہے کہ
بھی ہے اور ناشکرا بھی۔ نعمت کو وہ نعمت سمجھتا ہی نہیں۔ جب اس سے
جائے، تب کہیں اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ نعمت تھی۔
خود اس نے بھی یہ بات نعمت کو کھونے کے بعد ہی سمجھی تھی۔ ...

...ی کیفیت سمجھتا تھا۔ اور جب اس سے محروم ہوا تو احساس ہوا کہ وہ تو
...بہت بڑی نعمت تھی۔ کیسے وہ اس کے لئے تڑپتا رہا۔ اس عرصے میں
...میں صرف ایک آنسو بھی آ جائے تو وہ عمر بھر اللہ کا شکر ادا کرے گا۔
...نے کرم فرمایا اور نعمت اسے اضافے کے ساتھ دوبارہ دے دی۔
...ایک بات اس کی سمجھ میں آئی۔ اسے اس کے راستے کے بارے میں بتا
...حق ادا کے بغیر اسے کچھ نہیں ملے گا۔ بیٹے کا حق ادا کئے بغیر اللہ نے اسے
... اور اس کا خود پر ظلم یہ تھا کہ وہ اس زیادتی سے بے خبر تھا۔
...آدمی کے لئے یہ سمجھنا بھی آسان نہیں کہ کب وہ کسی کے حق کی ادائیگی
...غفلت کا شکار ہوا ہے۔ حقوق کا سلسلہ تو بہت دور تک پھیلا ہوا ہے۔ وہ تو
...کو بھی نہیں سمجھ سکا تھا۔
...نعمتوں کے بارے میں تو آدمی غور ہی نہیں کرتا۔ وہ تو اسے اپنا حق سمجھ
...بیٹھتا ہے۔ جائے تو سب سے بڑی اور بنیادی نعمت زندگی ہے۔ اور آخرت کی
...وہ امکان بھی اسی زندگی کے دم سے ہے۔
...اللہ نے ہدایت سے نوازا۔ دین اسلام میں داخل فرمایا۔ جہنم سے بچت کا
...دیا۔ پھر وہ ہر لمحہ بندے کو اعلیٰ ترین توفیق سے نوازتا ہے اب بندہ اس
...سے استفادہ کرتا ہے، یہ وہ جانے...... اور توفیق کو نظر انداز ہی کر بیٹھے تو یہ
...اللہ تو کرم فرماتا ہے۔
اس نے سوچا کہ نعمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا ادراک بندے کے لئے ممکن
...ایک پل سے لمحے میں اللہ لاکھوں نعمتوں سے نوازتا ہے۔ جو سامنے ہوتی
...بھی نہیں سمجھ پاتا، اور جو کچھ اس کے غیاب میں، اس کی نگاہوں سے
...ہیں، ان کا تو اسے کبھی علم ہی نہیں ہو سکتا۔ شاید حساب کچھ ایسا ہے کہ
...ادراک ہوتا ہے تو ایک لاکھ نعمتیں نظر اور شعور سے اوجھل ہوتی ہیں......
...سے بھی زیادہ۔
...ان نعمتوں کی اللہ نے بندوں کو آگہی اور شعور دیا، وہی اتنی ہیں کہ ان کو
...کی کوشش کرے تو کثرت کے سبب سے دماغ میں سب کچھ گڈمڈ

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ہو جائے۔ کہاں کچھ یاد آتا ہے۔ سامنے کی نعمتیں بھی بھول جاتا ہے...
کہ شکر ادا کرنے والی زبان بھی اللہ کی عطا کی ہوئی نعمت ہے۔
جب جانتا نہیں تو پھر بندہ شکر کیسے ادا کر سکتا ہے۔
نہیں کر سکتا۔ لیکن کوشش تو کر سکتا ہے، خواہ وہ کوشش کتنی ہی...
ہو......؟ اللہ تو رائی کے برابر عمل کو بھی اپنے فضل اور رحمت سے پہاڑ کر...
نعمتیں یاد ہوں، ان پر شکر ادا کرو، اور پھر تمام معلوم اور نامعلوم نعمت...
کرو۔ کیونکہ وہی تو سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ نہیں جانتے۔
اور حق تو یہ ہے کہ محبت سب سے بڑھ کر اللہ سے کی جائے۔
جس ماں نے جنم دیا، دودھ پلایا، پالا پوسا، تکلیف سے...
کرتے ہو نا...... تو اس رب سے کتنی زیادہ محبت کرنی چاہیے، جس...
اسے تمہاری محبت دی۔
بے شک......! لیکن محبت بہت بڑی چیز ہے۔ پہلے...
لو......!
عبدالحق بندگی پر غور کرتا تو اس کی سمجھ میں چار عناصر...
بعد...... اللہ کی حمد و ثنا، شکر، استغفار اور دعا۔
احسن طریقے سے بندگی کی تکمیل کے بعد کہیں محبت کی...
ہے۔
عبدالحق خوش تھا کہ ذہن کھل گیا ہے۔ باتیں سمجھ میں آ رہی...
سے عمل کی دعا کرنی ہے۔
مگر پھر وہ اچانک سہم کر رہ گیا۔
نامعلوم نعمتوں پر شکر ادا کرنا آسان ہے...... بہت آسان...
روشن کی طرح کھلی نعمتیں بھی نظر نہ آئیں، کیا اللہ اس کا شکر قبول فرمائے گا؟
برسوں کی محرومی کے بعد اللہ نے اسے بیٹے جیسی نعمت عظمیٰ...
پر شکر ادا کرنا تو دور کی بات...... وہ بیٹا اس کی آغوش کو، اس کی ایک نگاہ...
رہا...... معصوم، بے زبان بچہ...... یہاں تک کہ اللہ اس سے ناراض...

...وہ تو کبھی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اللہ نے اسے سمجھایا اور اس کی بخشش کا
...نے کا راستہ ہموار کیا۔
"الحمد للہ......! شکر اللہ......!"
...اب میں سمجھ گیا ہوں۔ سیدھا صاف راستہ مجھے دکھائی دے رہا ہے۔" اس
...یہ نہیں معلوم تھا کہ آدمی جب سمجھنے کا گمان کرتا ہے تو اور زیادہ بڑی
...ہو رہا ہوتا ہے۔

❀❀❀

...بندگی کی بات سچ ثابت ہوئی۔
...نورالحق معمولات کا پابند تھا۔ اور اس نے عبدالحق کو بھی اپنے معمولات
...پابند کر دیا۔ اور یہ سب کچھ اس نے اسی روز شروع کر دیا، جب اس
...صلح ہوئی۔
...کا دن تھا۔ عبدالحق عشاء کی نماز پڑھ کر آیا تو نورالحق نے اس سے گود
...لیا۔ اب عبدالحق میں اس کی کوئی بات ٹالنے کی ہمت نہ تھی۔
اس وقت حمیدہ کے کمرے میں تھے۔ حمیدہ یہ منظر دیکھ کر بہت خوش
...اچانک نورالحق بے چین سا ہوا۔ اس نے منہ سے کچھ آوازیں نکالیں۔
...جوش و خروش بڑھنے لگا۔
"یہ کیا کہہ رہا ہے آپ سے......؟" ارجمند نے کہا۔
"کیا کہہ رہا ہے......؟ میری تو سمجھ میں نہیں آتی اس کی زبان۔" عبدالحق
...نے کہا۔
"مجھے بھی نہیں معلوم......!"
...عبدالحق کے بال کھینچنے لگا۔
"...کیا مطالبہ ہے......؟" ارجمند نے پرخیال لہجے میں کہا۔
"...؟"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"یہ اس کا سونے کا وقت ہے۔"

"تو پھر......؟"

"اسے گود میں لے کر ٹہلیں۔ یہ آپ کی گود میں سونا چاہتا ہے۔"

عبدالحق ٹہلنے لگا۔ بچہ پرسکون ہو گیا۔ مگر ذرا دیر بعد وہ پھر اس کے بال کھینچنے لگا۔

"اب کیا ہے......؟" عبدالحق نے بے بسی سے کہا۔

بچہ جواب تو نہیں دے سکتا تھا۔ وہ بال کھینچتا رہا۔

عبدالحق نے امداد طلب نظروں سے ارجمند کو دیکھا۔

"اب تو میری سمجھ میں بھی نہیں آ رہا ہے۔" ارجمند نے کہا۔

اور بچہ بال کھینچے جا رہا تھا۔

عبدالحق نے اسے باتوں سے بہلانا چاہا۔

"چلو...... میں تمہیں کچھ سناتا ہوں۔ سورۂ رحمان سنو گے......؟"

اور عبدالحق نے سورۂ رحمان کی قرأت شروع کر دی۔

بچہ ایسے ساکت ہو گیا، جیسے بہت دھیان سے سن رہا ہو۔

سورۂ رحمان پڑھتے ہوئے عبدالحق پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ اس وقت بھی وہ دنیا مافیہا سے بے خبر ہو گیا۔ سورہ مکمل ہوئی تو اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔ اسے احساس ہوا کہ وہ نورالحق کو گود میں لئے لان میں ٹہل رہا ہے۔ اماں اور ارجمند بنچ پر بیٹھی اسے دیکھ رہی تھیں۔

"اب تو خوش ہو ننھے میاں......!" اس نے بچے کو پکارا۔

لیکن بچہ تو ساکت تھا۔ سانسوں کی دھیمی آواز بتا رہی تھی کہ وہ سو چکا ہے۔

"ارجمند......! ذرا دیکھو تو...... شاید سو گیا ہے یہ......؟" اس نے ارجمند کو پکارا۔

ارجمند اٹھ کر آئی اور نورالحق کو دیکھا۔

"جی ہاں......! سو گیا ہے۔ میں نے کہا تھا نا...... کہ یہ اس کا سونے کا وقت

"اچھا...... آپ ذرا کھڑے ہوں......!"

عبدالحق کھڑا ہو گیا۔ بچہ پرسکون ہو گیا۔ پھر اس نے عجیب طور پر اس نے عبدالحق کو پوری طاقت سے بھینچا اور پھر اس کے رخسار پر بوسے دیے۔

حمیدہ نے تو اس کی بلائیں لے لیں۔

"ربا میرے......! کتنا محبت والا ہے میرا نورالحق" وہ ارجمند کی طرف مڑی۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ...... اسے پیار کرنا آتا ہے۔"

"ایسا اس نے پہلی بار کیا ہے دادی اماں......!"

بچے نے اپنے ہونٹ عبدالحق کے رخسار سے ہٹائے اور پھر اس کے بال کھینچنے لگا۔

"کوئی اور مطالبہ......؟" ارجمند بڑبڑائی۔

"اس نے تو مجھے اپنا گھوڑا بنا لیا ہے۔ میرے بال اس کی باگیں ہیں۔" عبدالحق نے شکایتاً کہا۔

"تو تو اس سے بہت بڑا تھا پتر...... جب وصال دین کے کاندھے پر بیٹھتا تھا۔" حمیدہ نے اسے یاد دلایا۔

"یہ تو بہت چھوٹا ہے۔ پر تجھ پر ہی گیا ہے نا......؟"

بچہ بال کھینچتے ہوئے آوازیں نکال رہا تھا۔

"اب مطالبہ کیا ہے اس کا......؟"

"باہر نکل کر دیکھیں۔" ارجمند نے کہا۔

عبدالحق کمرے سے نکلا۔ حمیدہ اور ارجمند بھی اس کے ساتھ تھیں۔ عبدالحق کے بالوں کو واقعی باگوں کی طرح استعمال کر رہا تھا۔ بال کھینچ کر وہ اسے لان میں لے گیا۔

"چاہتے کیا ہو میاں......؟" عبدالحق کے لہجے میں شفقت تھی۔

"میرا خیال ہے کہ میں سمجھ رہی ہوں آغا جی......!" ارجمند نے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

دو گھر میں چلے گئے۔ عبدالحق نے بچے کو بستر پر لٹا دیا۔
"اب یہ معمول آپ کو ہر روز نبھانا پڑے گا۔" ارجمند نے کہا۔
"کیا مطلب......؟"
"یہ معمولات کا بچہ ہے۔ اب یہ ہر روز اسی طرح سونا چاہے گا۔"
"تم اسے کچھ زیادہ ہی بڑا نہیں سمجھتی ہو۔"
"آپ خود دیکھ لیجئے گا......!"
لیکن ننھے نورالحق کو تو ابھی ایک اور معمول بنانا تھا۔
صبح عبدالحق دفتر جانے کے لئے تیار ہونے لگا تو وہ پھر اس پر سوار [illegible] باگیں اس کے ہاتھ میں تھیں۔ وہ اپنے گھوڑے کو پھر لان میں لے گیا۔ [illegible] کچھ فرق تھا۔ اب وہ کچھ سننے کے نہیں، بلکہ سنانے کے موڈ میں تھا۔ وہ [illegible] جانے کیا کیا باتیں کرتا رہا۔ اور وقتاً فوقتاً وہ پیچھے ہٹتا اور بڑی محبت سے [illegible] رخسار کو چوم لیتا۔
حمیدہ تو اس پر واری صدقے ہو رہی تھی۔ اور ارجمند کی نگاہوں میں [illegible] زبان پر کلمہ شکر۔
عبدالحق ذرا رکتا تو نورالحق اس کے بال کھینچتا۔ یہ صورت حال [illegible] منٹ تک جاری رہی۔ پھر عبدالحق نے کہا۔
"اب تو میں دفتر کے لئے لیٹ ہو جاؤں گا بیٹے......! اور مجھے [illegible] ہوگی۔"
اور نورالحق نے فوراً اس کے بال چھوڑ دیئے۔ یہیں نہیں...... اس نے [illegible] کی طرف دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔
ارجمند نے اسے گود میں لے لیا۔
عبدالحق دفتر جانے کے لئے نکلنے لگا تو ارجمند نورالحق کو گود میں لئے [illegible] رخصت کرنے کار تک آئی۔
عبدالحق کار میں بیٹھنے لگا تو ارجمند نے بچے سے کہا۔
"نورالحق......! بابا کو سلام کیجئے......!"

عبدالحق نے پلٹ کر دیکھا۔ اگلے ہی لمحے وہ حیران رہ گیا۔
نورالحق نے اپنا سیدھا ہاتھ سر پر رکھا اور محبت سے اسے تکنے لگا۔
عبدالحق بے ساختہ مسکرایا۔
"جیتے رہو بیٹے......! خوش رہو......! اللہ ہمیشہ تم سے راضی رہے۔"
نورالحق کو جانے کیا ہوا......؟ وہ ہاتھ اٹھا کر بار بار سلام کرنے لگا۔
عبدالحق ہنسنے لگا۔
"بس کرو بیٹے......! کیا سات سلام کئے بغیر نہیں رکو گے......؟"
[illegible] بھی ہنسنے لگی۔
"اسے پیار کریں نا آغا جی......!"
عبدالحق پلٹا اور اس نے بچے کو پیار کیا۔ بچے نے فوراً اسے جوابی پیار کیا۔
"اب شام کو ملیں گے...... اللہ حافظ......!" عبدالحق نے گاڑی میں بیٹھتے [illegible]
"چلو نورے......!"
اس روز دفتر جاتے ہوئے پہلی بار عبدالحق کو احساس ہوا کہ وہ اپنی کوئی بہت [illegible] پیچھے چھوڑے جا رہا ہے۔
اس رات ارجمند کی دوسری بات کی بھی تصدیق ہوگئی۔ ننھے نورالحق نے [illegible] اپنے معمولات میں شامل کر لیا تھا۔
اور آئندہ اتوار کو ایک تیسرا معمول بھی قائم ہو گیا۔
صبح ناشتے کے کچھ دیر بعد ارجمند اور عبدالحق قرآن پر بات کرتے تھے۔ [illegible] آنے سے پہلے عبدالحق خاصی دیر تک نورالحق کے ساتھ کھیلتا رہا تھا۔ پھر وہ [illegible] کے ساتھ اسٹڈی میں چلا آیا۔
باتیں کرتے کرتے ارجمند کو کچھ احساس ہوا تو اس نے سر گھما کر دیکھا۔
"ارے......! آپ یہاں بھی چلے آئے......؟" بے ساختہ اس کے منہ سے
نورالحق نے بھی سر گھما کر دیکھا اور ہکا بکا رہ گیا۔ کوئی دس منٹ دور نورالحق

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

قالین پر بیٹھا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

عبدالحق نے اٹھنا چاہا تو ارجمند نے ہاتھ کے دباؤ سے اسے روک ...

"رہنے دیجئے آغا جی.....!"

"کیسی باتیں کرتی ہو ارجمند.....؟ یہ نیچے بیٹھا ہے جانے کب سے۔"

"کوئی بات نہیں.....! کارپٹ پر ہے نا..... فرش پر تو نہیں..." ارجمند نے بے پروائی سے کہا۔

"اور یہ اپنی مرضی سے آیا ہے۔ جبکہ یہ اس کا وقت بھی نہیں..."

"ارے..... یہ ننھا سا بچہ ہے.....!"

"آپ اس میں دخل نہ دیں آغا جی..... یہ بچے کی تربیت کا معاملہ ہے۔" ارجمند نے سخت لہجے میں کہا۔

وہ پہلا موقع تھا کہ ارجمند نے اس سے اتنے سخت لہجے میں بات کی تھی۔ عبدالحق کو حیرت ہوئی اور جس بات پر اس نے یہ سختی اختیار کی تھی، وہ بھی حیرت انگیز تھی۔

"تربیت.....؟ نہ یہ بول سکتا ہے، نہ تمہاری بات سمجھ سکتا ہے..... تربیت کیسی.....؟"

"جو پیدائشی گونگے بہرے ہوتے ہیں، وہ بھی نا سمجھ نہیں ہوتے۔ وہ بھی سمجھتے ہیں۔" ارجمند کا لہجہ نرم ہو گیا۔

"وہ اور بات ہے.....!"

"جی نہیں.....! آپ بھول رہے ہیں کہ بغیر لفظوں کے اس نے ... صرف آپ تک پہنچائی، بلکہ منوائی بھی۔" ارجمند نے چبھتے ہوئے لہجے میں ...

"اور جو اتنے دنوں تک آپ اسے نظر انداز کرتے رہے تھی.....؟"

عبدالحق کھسیا کر رہ گیا۔ وہ معذرت طلب نظروں سے بچے کو ... رہا۔ بچہ اسے اور ارجمند کو دیکھے جا رہا تھا۔ اس نے اب تک منہ سے ایک آواز نہیں نکالی تھی۔

"میری طرف دیکھئے نورالحق.....!" ارجمند نے اسے پکارا۔

بچے کی نگاہیں ارجمند پر مرکوز ہو گئیں۔

"یہ وقت آپ کا نہیں ہے۔ آپ کو آپ کا حصہ مل چکا۔" ارجمند نے ایسے کہا ... بات سمجھ رہا ہو۔

"اس وقت ہم قرآن پڑھتے اور اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ ... کوئی بات نہیں.....! بس..... اب آپ یہاں خاموش بیٹھے رہیں تو ہمیں ... نہیں۔"

بچے نے یوں سر جھکا لیا کہ اس کی ٹھوڑی اس کے سینے سے جا لگی۔

"جی آغا جی..... ! تو آپ کیا کہہ رہے تھے.....؟" ارجمند نے یوں کہا جیسے ...

مگر عبدالحق اب کچھ سمجھنے کے قابل نہیں تھا۔ اس کا دل بچے میں اٹکا ہوا تھا۔ ... کے بارے میں بات کر رہی تھی۔ لیکن عبدالحق بار بار کن انکھیوں سے ... اب اس کا سر جھکا ہوا نہیں تھا۔ وہ ارجمند کو دیکھ رہا تھا۔ انداز ایسا تھا جیسے ... بات ... سے سن رہا ہو۔

عبدالحق کو ارجمند کی وہ حرکت ظالمانہ لگی۔ ایک لمحے کو اس کے ذہن میں ... ماں ... گونجا۔ لیکن اس نے فوراً ہی اسے جھٹک دیا۔ اسے احساس تھا ... سے کہیں بڑا ظلم وہ بچے پر کرتا رہا تھا۔ ایسا نہ ہوتا تو وہ ارجمند کو کھل کر ظالم ... قرار دیتا۔ لیکن جو کچھ وہ بچے کے ساتھ کرتا رہا تھا، اسے کسی کی بھی ... سے منانا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

عبدالحق نے کوشش کی کہ بچے کی طرف نہ دیکھے لیکن وہ تو ایک بے اختیار عمل ... اس وجہ سے وہ ارتکاز سے محروم ہو گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ارجمند نے یہ ... کر رہی ہے۔ لیکن اس نے اسے ٹوکا بہرحال نہیں۔

... کی گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے کی نشست ہوتی تھی۔ بالآخر ارجمند نے کہا۔

"اب مجھے کچھ وقت اپنے شہزادے بیٹے کو دینا ہے آغا جی.....! اور اس کے ... کی فکر کرنی ہے۔"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

عبدالحق کو بچے کے ساتھ اتنے سخت رویے کے بعد اسے شہزادہ بیٹا کہنا بہت عجیب لگا۔ وہ جلدی سے اٹھا اور اس نے بچے کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے دونوں ہاتھ پھیلائے۔

لیکن بچے نے اس کی طرف دیکھا بھی نہیں۔ وہ ارجمند کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ارجمند مسکراتی ہوئی اٹھی۔

''یہ معمولات کے بہت پکے ہیں آغا جی......! یہ وقت ...... ہے۔'' پھر وہ نورالحق کے سامنے جھکی ہی تھی کہ نورالحق نے دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔ عبدالحق کھسیا گیا۔

ارجمند نے اسے گود میں لیا تو وہ اس سے لپٹ گیا۔ پھر وہ ...... کرنے لگا۔

ارجمند نے عبدالحق کی طرف شکر گزاری سے دیکھا۔

''آپ کا شکریہ آغا جی......!''

''کس بات کا......؟''

''شہزادے نے پہلی بار مجھے پیار کیا ہے۔''

''تو پھر......؟''

''آپ کو پیار کرنے سے پہلے یہ کسی اور کو پیار کرنے والا نہیں تھا۔''

عبدالحق کو یقین نہیں آیا۔ اسے لگتا تھا کہ ارجمند بڑھا چڑھا کر ...... ہے۔

لیکن شام کو حمیدہ نے بھی بہت خوش ہو کر اسے یہ اطلاع دی۔

''پتا ہے پتر......! آج نورالحق نے مجھے پیار کیا۔''

عبدالحق نے دل میں اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس کا بیٹا اس سے ...... ہے۔

''بہت محبت والا بچہ ہے یہ......!''

''الحمدللہ...... اماں......!''

❀❀❀

ارجمند بہت خوش تھی کہ عبدالحق پہلے جیسا ہو گیا تھا۔ اسے یہ تو پتا نہیں چل سکا ...... گیا تھا......؟ جس نے اس جیسے آدمی کو مایوسی کی طرف دھکیل دیا تھا۔ لیکن ...... کافی تھی کہ وہ بحران بالآخر ختم ہو گیا۔

اور جس طرح سے سب ٹھیک ہوا، اس سے ثابت ہوتا تھا کہ اس نے مرض ...... تشخیص کی تھی۔ اور یہ اللہ کی رہنمائی سے ہی ممکن ہوا تھا۔ بچے کا دل دکھانے ...... یاں آغا جی سے ناراض تھے۔ انہوں نے تلافی کر دی اور اللہ نے معاف فرما ......

یہ سب پچھا اپنی جگہ۔ بے دردی سے، محبت کے بغیر روندے جانے کا احساس ...... سے ستاتا تھا۔

اسے عبدالحق سے کوئی شکایت، کوئی گلہ نہیں تھا۔ وہ جانتی تھی کہ جو کچھ ہوا، وہ ...... مزاج کے برعکس تھا۔ وہ ایک ایسی کیفیت میں عبدالحق سے سرزد ہوا ہوگا، ...... عبدالحق کو خود اپنا ہوش بھی نہیں ہوگا۔

لیکن زخم تو بہر حال زخم ہی ہوتا ہے۔

اور اس زخم پر مرہم عبدالحق ہی رکھ سکتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس صورت میں ...... مندمل بھی ہو جائے گا۔

مگر اس کے لیے وہ عبدالحق کے التفات کے انتظار کے سوا کیا کر سکتی ......؟

اور وہ انتظار تو جیسے قیامت کا انتظار تھا۔ عبدالحق ہر طرح سے خوش اور ...... تھا۔ نورالحق کے ساتھ اس کے معاملات اور معمولات طے پا گئے تھے۔ وہ اپنے ...... سب کے حقوق ادا کر رہا تھا۔ حمیدہ کے پاس وہ باقاعدگی سے جاتا۔ کھانا سب ...... ساتھ کھاتا۔ نورالحق کو تو کبھی اضافی وقت بھی مل جاتا۔ لیکن اسے کبھی اس کا خیال ...... آتا تھا۔

یہ حقیقت تھی اور ارجمند کو اس میں کوئی شک بھی نہیں تھا کہ عبدالحق اس سے ...... ہے۔ وہ ہر طرح سے اس کا خیال رکھتا۔ اس کی ضرورتوں کی فکر کرتا۔ اس کی ...... ایسی تھیں، جن کے لیے وہ خود کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ عبدالحق ان کا خاص

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

طور پر خیال رکھتا۔ ضرورت پڑنے پر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس کی ضرورت کی چیز موجود نہ ہو۔ عبدالحق ضرورت پڑنے سے پہلے ہی وہ اسے لا دیتا تھا۔

اور کئی بار ایسا ہوا کہ عبدالحق نے اسے شاپنگ کے لئے اپنے ساتھ لے جانا چاہا۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔

"لیکن کیوں ارجی.....؟"

"مجھے بازار جانا اچھا نہیں لگتا آغا جی.....!" اس نے جواب دیا۔

"لیکن کیوں.....؟"

"بازار کوئی اچھی جگہ نہیں ہوتی۔"

"اس کے باوجود ان کی اہمیت سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ضرورت کی چیزیں ملتی ہیں وہاں سے۔ جانا تو پڑتا ہے۔"

"مجھے تو اس کی ضرورت نہیں.....!"

"وہ کیسے.....؟"

"مجھے ہر چیز آپ خود ہی لا دیتے ہیں۔"

عبدالحق نے بہت غور سے اسے دیکھا۔

"لیکن اپنی پسند کی کسی چیز کو بھی تو آدمی کا دل چاہتا ہے بھی۔"

"آپ کی پسند میری پسند کے عین مطابق ہوتی ہے۔"

"یہ بات کہنے کی حد تک تو ٹھیک ہے۔ لیکن کہیں فرق بھی ہو سکتا ہے۔ تمہیں اپنے لئے ہر چیز خود منتخب کرنی چاہئے۔"

"میں نے محض کہنے کے لئے یہ بات نہیں کہی۔ پوری سچائی سے کہی ہے، اور مجھے یقین ہے کہ آپ کی لائی ہوئی ہر چیز ہمیشہ مجھے بہت اچھی لگی۔ ناپسند ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

مگر عبدالحق مطمئن نہیں ہوا۔

"ایک وعدہ کرو مجھ سے.....!" اس نے کہا۔

"جی..... فرمایئے.....!"

"کبھی میری لائی ہوئی کوئی چیز ناپسند ہوئی یا اس سے بہتر کوئی...

"..... دیں گی۔"

"جی..... ٹھیک ہے.....! یہ وعدہ رہا.....!"

اور یہ کافی پرانی بات تھی۔ پھر عبدالحق نے اس سے کبھی بازار چلنے کو نہیں کہا۔ لیکن اس کے بعد وہ پہلے سے بڑھ کر اس کا خیال رکھنے لگا تھا۔

عبدالحق کی عادت تھی کہ گھر کبھی خالی ہاتھ نہیں آتا تھا۔ موسم کے پھل تو وہ ہر بار لاتا تھا۔ حمیدہ کے لئے شہد، بادام اور زیتون کے تیل کا وہ خاص خیال رکھتا تھا۔ بچوں کے لئے کھلونے بھی باقاعدگی سے آتے۔ خود اس کے لئے کپڑے وہ بہت لاتا اور جب بھی ایسا ہوتا تو وہ حمیدہ کے لئے بھی کپڑے ضرور لاتا۔ اسے معلوم تھا کہ اسے خوشبو بہت پسند ہے۔ وہ اس معاملے میں خود بھی بہت خوش ذوق تھا۔ وہ اس کے لئے بہت کثرت سے لاتا اور وہ ہوتی بھی بہت اعلیٰ۔

ایک دن ارجمند نے اسے ٹوک دیا۔

"میرے پاس ضرورت سے بہت زیادہ کپڑے ہیں۔ آپ اتنے زیادہ نہ لایا کریں۔"

"اس میں حرج کیا ہے.....؟" عبدالحق نے کہا۔

"اللہ کے ہاں حساب بھی تو ہونا ہے.....؟"

"ہاں.....! یہ تو ہے.....!" عبدالحق نے کہا۔

"تم اس سلسلے میں کچھ نہیں کرتیں.....؟"

"کرتی ہوں..... ملازموں کو دیتی رہتی ہوں۔ کسی ضرورت مند کا پتا چلے تو اسے دے دیتی ہوں۔"

"تو پھر کیا پریشانی ہے.....؟ بس بندہ اللہ سے ڈرتا رہے۔"

"پھر بھی.....!"

عبدالحق نے اس کی بات کاٹ دی۔

"دیکھو نا..... جیسے تمہیں اپنے حساب کی فکر ہے، ویسے ہی مجھے تمہارے حساب کی فکر ہے۔ تم مجھے مت ٹوکو..... اور تم اگر بغیر سلا ہوا کپڑا بھی کسی کو دے دو گی تو میں تمہیں کبھی نہیں ٹوکوں گا۔"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"آپ کو برا نہیں لگے گا کہ میں نے آپ کا دیا ہوا تحفہ کسی ...
دیا......؟"

"میں نے تمہیں تحفہ دیا تو وہ تمہاری ملکیت ہو گیا۔ تم اس کا جو ...
کرو......!"

ارجمند مطمئن ہو گئی۔

"اور عطر کا تو میرے پاس خزانہ جمع ہو گیا ہے۔" اس نے ...
کہا۔

"وہ تو میں لاتا ہی بہت تھوڑا ہوں۔ تمہیں پتا ہے نا کہ حسنہ بی بی کو خوشبو سے کتنی محبت تھی......؟"

ارجمند لاجواب ہو گئی۔ لیکن کوئی بے نام خلش اسے ستاتی رہی۔

پھر ایک دن وہ خلش بھی دور ہو گئی۔

اس روز عبدالحق دفتر میں تھا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ نوریز کو ... سے بھیجا تھا۔ رشیدہ نے آ کر اسے بتایا کہ باہر کوئی عبدالحق سے ملنے ...

"تم نے بتایا نہیں کہ وہ آفس گئے ہوئے ہیں۔" ارجمند نے ...

"کوئی بوڑھے آدمی ہیں، کہتے ہیں، ضروری ملنا ہے۔ صاحب نہیں ... بیگم صاحبہ سے بات کرا دو۔"

وہ چند لمحوں کے لئے جھجکی۔ مگر پھر دروازے پر چلی گئی۔ وہ ... کھڑا تھا، وہ اتنا بوڑھا نہیں تھا۔ 50 کے قریب عمر ہو گی۔ کچھ صحت بھی خراب ...

"جی...... فرمایئے......!" ارجمند نے کہا۔

"عبدالحق صاحب تو گھر پر نہیں ہیں۔"

"بیگم صاحبہ......! وہ آئیں تو انہیں بتا دیجئے گا کہ گاؤں میں ... انتقال ہو گیا ہے۔ ہم سب گاؤں جا رہے ہیں۔ میرا نام قمر ہے جی۔"

"اوہ......! ان کو مدد کی ضرورت ہے۔" ارجمند نے سوچا۔ پھر بولی۔

"آپ ذرا رکیے......! میں ابھی آئی......!" یہ کہہ کر وہ اندر چلی گئی۔ پرس میں سے اس نے دو سو روپے نکالے اور لے کر واپس آئی۔ اس نے دو...

... بڑھا دیئے۔

"یہ...... یہ رکھ لیجئے......"

"میں اس لئے نہیں آیا تھا بیگم صاحبہ......!" اس شخص کی آواز رندھ گئی۔

"میں تو......"

ارجمند نے اسے بات پوری نہیں کرنے دی۔

"لے لیجئے......! دیکھئے میں آپ کی بیٹی جیسی ہوں نا......؟"

اس شخص نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن ارجمند کے اصرار پر اس نے رقم لے لی۔

... کہا۔

"اللہ آپ کو بہت دے بیگم صاحبہ......! لیکن میں یہاں اس لئے نہیں آیا ..."

"کوئی اور ضرورت ہو تو بلا جھجک بتا دیجئے......!"

"جی... عبدالحق صاحب کو بتا دیجئے گا کہ اس مہینے ہمارے لئے راشن نہ ..."

ارجمند ہکا بکا رہ گئی۔ اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا۔

اسی وقت نوریز آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک تھیلا تھا۔ ان صاحب کو دیکھتے ... کہا۔

"آپ یہاں کیسے قمر صاحب......؟"

"وہ میں یہ......"

لیکن نوریز ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں گیٹ کی طرف لے گیا۔ پھر ارجمند نے ... نوریز کے کوارٹر میں داخل ہوتے دیکھا۔ تجسس سے اس کا برا حال تھا۔ وہ ... رہی۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں باہر نکلے۔ نوریز نے انہیں رخصت کیا اور دروازے کی ... گیا۔

"اس تھیلے میں کیا ہے نوریز......؟"

"اماں جی نے کچھ چیزیں منگوائی تھیں، وہ لایا ہوں بی بی صاحبہ......!"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"یہ دادی اماں کو دے کر ڈرائنگ روم میں آؤ۔ ...
کرنی ہے۔" ارجمند نے کہا اور ڈرائنگ روم کی طرف چلی گئی۔

وہ وہاں بیٹھی ہی تھی کہ نوریز آ گیا۔

"جی بی بی صاحب ...؟"

"بیٹھو.....!" ارجمند نے سامنے والے صوفے کی طرف ...

نوریز جانتا تھا کہ وہ اسے بھائی کا درجہ دیتی ہے۔ اور ...
قبول بھی کر لیا تھا۔ لیکن وہ اپنے اندر کی قدرتی جھجک کو ابھی تک ...
بہر حال وہ صوفے پر ٹک گیا۔

"یہ صاحب کون تھے.....؟"

"یہ قمر صاحب تھے بی بی صاحب.....!"

"یہ تو مجھے بھی معلوم ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ یہاں کیوں ...
ارجمند نے نرم لہجے میں کہا۔

"تم مجھے ان کے بارے میں تفصیل سے بتاؤ کہ یہ کیا معاملہ ...

نوریز گڑبڑا گیا۔

"یہ تو میں نہیں بتا سکتا بی بی صاحب.....!"

ارجمند جانتی تھی کہ نوریز جھوٹ بولنے والا نہیں۔ ...

"کیا تم یہ کہہ رہے ہو کہ تمہیں کچھ معلوم نہیں ...؟"

"نہیں بی بی جی ...! لیکن صاحب نے مجھے بہت سختی سے کہا ہے ...
سلسلے میں کسی کو بھی پتا نہ چلے۔"

"مگر مجھے تمہارے بتائے بغیر ہی معلوم ہو گیا۔"

"تو مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہیں.....؟"

"مجھے پوری بات معلوم نہیں ہوئی، اس لئے ...!"

"آپ صاحب سے پوچھ لیجئے گا۔"

ارجمند جانتی تھی کہ عبدالحق یہ پسند نہیں کرے گا۔ وہ کسی ...
نوعیت کو سمجھ بھی گئی تھی۔ جانتی تھی کہ جو چھپایا جا رہا ہے، وہ کوئی عیب ...

... زندگی میں پہلی بار تجسس اس پر حاوی آ گیا تھا۔ اور اسے معلوم تھا کہ
... کر اس کے دل میں عبدالحق کی عزت اور بڑھے گی۔

... نوریز ...! وہ میرے شوہر ہیں۔ وہ اپنی نیکی کو اللہ کے سوا سب سے
... تو الحمدللہ ...! یہ ان کی خوبی ہے۔" اس نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔
... چہرے کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔

نوریز بڑی شدت سے تائید میں سر ہلا رہا تھا۔

... میں ان سے پوچھ سکتی ہوں، مگر جانتی ہوں کہ اس سے انہیں شرمندگی
... اس میں شرمندگی کی کوئی بات نہیں۔ وہ سمجھیں گے کہ ان کی نیکی گھٹ
... میں تم سے پوچھ رہی ہوں۔ اور یہ وعدہ کرتی ہوں کہ انہیں کبھی پتا نہیں
... کچھ معلوم ہے۔"

نوریز ہچکچا رہا تھا۔

"تم جانتے ہو کہ میں تمہیں سگے بھائی جیسا سمجھتی ہوں۔"

"جی بی بی صاحب.....! لیکن ..."

"تم بے فکری سے مجھے بتا دو.....!"

بہت زیادہ اصرار کے بعد نوریز زبان کھولنے پر آمادہ ہوا۔

"یہ قمر صاحب دل کے مریض ہیں بی بی صاحب.....! ایک دن صاحب دفتر
سے ... گھر آ رہے تھے کہ راستے میں ان پر نظر پڑ گئی۔ مجھ سے گاڑی رکوائی،
... پاس گئے، ان سے کچھ بات کی، پھر انہیں اپنے ساتھ گاڑی میں لے
... ڈاکٹر کے پاس لے گئے، دوا دلوائی اور ان کے گھر چھوڑنے کے لئے
... ان سے ان کے بارے میں پوچھتے رہے۔ ان کا کوئی بیٹا نہیں۔ پانچ
... دو کی شادی ہو گئی۔ تین یہاں ان کے ساتھ ہیں۔ یہ رنگ روغن کا کام
... ایک سال پہلے دل کی تکلیف ہوئی تو کام ان کے لئے مشکل ہو گیا۔
... تو صبح سے انہوں نے کچھ نہیں کھایا تھا اور گھر میں بھی کچھ نہیں تھا۔
یہ سن کر صاحب نے بازار سے ان کے لئے راشن لیا اور گھر لے گئے۔
... پہلی تاریخ کو یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں ان کے گھر راشن پہنچاتا

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ہوں۔"

"صرف راشن......؟"

نوریز یوں شرمندہ ہوا جیسے اس پر چوری کا الزام ثابت ہو گیا ہو۔

"ساتھ 50 روپے بھی ہوتے ہیں بی بی صاحب ...... اور...
بعد قمر صاحب کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جاتا ہوں۔ ان کو دوائی وغیرہ...

ارجمند چند لمحے غور کرتی رہی۔ وہ سمجھ گئی کہ ایسے اور لوگ...
لیکن ایسے نوریز سے کچھ پوچھنا مناسب نہیں تھا۔ اس نے کہا۔

"ان کے انداز میں کوئی خاص بات ہوگی۔ ورنہ تمہارے صاحب...
پہچانتے کہ وہ ضرورت مند ہیں......؟"

نوریز ایک دم پُر جوش ہو گیا۔

"ایسا کچھ بھی نہیں تھا بی بی صاحب ...... وہ پورا دن وہاں کھڑ...
ان کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتا۔ اللہ نے صاحب کو کوئی خاص نظر دی ہے...
ادھر ادھر دیکھتے رہتے ہیں اور اس طرح کے آدمی کو ایک نظر میں پہچان لیتے...

ارجمند نے اب بھی جلد بازی نہیں کی۔ تو اگلے سے بات...

"پھر بھی ...... کبھی دھوکہ ہو جاتا ہوگا تو کتنی شرمندگی ہوتی ہوگی..."

"ایسا کبھی نہیں ہوا بی بی صاحب......!" نوریز نے کہا۔

"صاحب نے جب بھی کسی کے لئے گاڑی رکوائی تو وہ ضرورت...
نکلا۔"

"اور ایسے کتنے لوگ ہیں......؟"

نوریز گڑبڑا گیا۔ مگر اب جواب دینے کے سوا چارہ نہیں تھا۔

"دس سے زیادہ لوگ ہیں بی بی صاحب......! کچھ لوگوں کی نوکری...
بھی کرائی ہے صاحب نے۔ پر آپ انہیں کچھ نہیں کہیے گا بی بی صاحب..."

"پاگل ہو گئے ہو۔ اوّل تو میرا کوئی حق نہیں انہیں روکنے کا...
انہیں نیکی سے روکوں گی......؟ میں تو انہیں یہ بھی پتا نہیں چلنے دوں گی...
ہے۔ قمر صاحب کے بارے میں انہیں بتاؤں گی اور ان کا پیغام انہیں دیا...

...بی بی صاحب......!" نوریز نے یوں کہا جیسے یہ اس پر احسان ہو۔

"ٹھیک ہے...... تم جاؤ......!"

...سمجھ گئی تھی۔ نوریز نے بالکل ٹھیک کہا تھا کہ اللہ نے صاحب کو کوئی
...اس نے اللہ سے دعا کی ہوگی ایسے لوگوں کی پہچان کی۔ اور وہ اللہ
...ہوگی۔ وہ ایسے لوگوں کی مدد کر رہا تھا جن کے لئے اللہ نے خاص طور پر
...لوگ جو اپنی سفید پوشی کا بھرم رکھتے ہیں، کسی کے آگے ہاتھ نہیں
...اللہ سے مانگتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو پہچاننا کتنا مشکل کام ہے۔ اللہ
...دے تو الگ بات ہے۔

...نے عبدالحق کو وہ سمجھ عطا فرما دی تھی۔ اس کے لئے بہت بڑے اجر کا

...کے خیالات کی رو اپنے زخم کی طرف مڑ گئی۔

...عبدالحق جو سوال نہ کر سکنے والے عزت دار ضرورت مندوں کی مدد کرتا
...سب سے قریبی رشتے کی ضرورت سے بے خبر ہے......؟ کیا وہ نہیں سمجھتا
...ورت کے لئے اس کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلا سکتی......؟ اس سے سوال
...؟ کیا وہ اس کے زخم کے بارے میں نہیں جانتا...... جو خود اس نے
...ہے؟

...آخری سوال کا جواب اسے معلوم تھا۔ وہ جو کچھ ہوا، عبدالحق کو اس کا
...نہیں تھا۔ ہوتا تو وہ نوبت ہی نہ آتی۔ اور اس کا ثبوت یہ تھا کہ اسے اب تک
...احساس نہیں ہوا تھا، ورنہ وہ اس سے معذرت ضرور کرتا۔

...اس کا مطلب تھا کہ وہ تلافی بھی نہیں کر سکے گا۔ تلافی کے لئے زیادتی کا
...ضروری ہے۔ گویا اس کے لئے اسے عبدالحق کے سامنے دست سوال دراز

...وہ کیسے کر سکتی ہے......؟ ناممکن......!
...اس زخم کی مسلسل اذیت سے چھٹکارا ممکن نہیں......؟
...سوچتی اور الجھتی رہی۔ اس میں کوئی حرج بھی نہیں تھا۔ یہ اس کا حق تھا

عبدالحق پر۔ بے شک اس کی فطرت کچھ ایسی تھی کہ اس معاملے میں اسے
پھر ایک بات اور تھی۔ وہ یقین سے نہیں کہہ سکتی تھی کہ مانگنے کے نتیجے میں
وہ اس زخم کا مرہم بھی بن سکے گا۔ دل کے زخم کے بارے میں کوئی یقین سے
کہہ سکتا۔ بن مانگے ملنے کی اور بات تھی۔

اسے نہیں معلوم تھا کہ جو مسئلہ حل نہ ہو اور اندر چلا جائے... وہ
ہو جاتا ہے اور اپنا دل آپ ہی تلاش کر لیتا ہے۔

❀❀❀

عبدالحق بہت مطمئن اور خوش تھا۔

بیٹے سے محبت کا تو اسے احساس ہوا کہ اللہ کی ناراضی تو اس کے لئے
بڑی رحمت تھی۔ اس ناراضی ہی کی وجہ سے وہ اپنے دل میں موجود
روشناس ہوا۔ اسے تو علم ہی نہیں تھا کہ اس نے بلاوجہ خود کو کتنی بڑی نعمت
ہے۔

اب بیٹے کے ساتھ جو وقت وہ گزارتا تھا، وہ اسے بہت
ایک طرف تو اسے بہت بڑی خوشی مل رہی تھی اور دوسری طرف اللہ اس سے
خوش تھا۔

اسے اس کا کھویا ہوا ارتکاز بھی واپس مل گیا تھا۔ اب نماز میں
احساس بھی تھا اور قرآن پڑھتے ہوئے گریہ بھی طاری ہوتا تھا۔ اس کا
جاری ہو گیا تھا۔

ایسا لگتا تھا کہ سب ٹھیک ہو گیا ہے۔

اور اسے احساس ہوتا تھا کہ اللہ اس سے خوش ہے۔ راضی ہے۔ اللہ نے
کے لئے روحانی ارتقا کے دروازے کھول دیے ہیں۔ ذکر کرتے ہوئے وہ
تو دل سے روشنی نکل کر پورے وجود میں پھیلتی محسوس ہوتی۔ محبت
محبت کا احساس دل و دماغ پر چھا جاتا اور وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا
خوب صورت کیفیت ہوتی کہ اس سے باہر آنا بہت برا لگتا۔ لیکن
ہو جاتی۔ اور اس کیفیت کے ختم ہونے میں گھر سے اٹھنے والی کسی آواز

جاتا۔ دنیا اور دنیا کی ہر چیز اسے بری لگنے لگتی۔
دنیا ہی رکاوٹ ہے۔" وہ بڑبڑاتا
چاہتا ہے کہ دنیا ہی چھوڑ دوں۔"
لیکن پچھلا تجربہ اسے یاد تھا۔ اس نے سیکھ لیا تھا کہ دنیا سے منہ موڑنے سے
بلکہ دوری ہو جاتی ہے۔ اللہ نے دنیا کو پُرکشش بنا کر آدمی کو دنیا میں یہ
لئے بھیجا کہ وہ اپنے اندر موجود دنیا کی محبت کے باوصف اسے کتنا یاد رکھتا

مقام شکر تھا کہ اسے دنیا سے جھنجلاہٹ ہو رہی تھی اور وہ اللہ کی محبت کا
بلکہ اب تو اللہ سے اس کی محبت کا آغاز بھی ہو گیا تھا۔ لیکن دنیا داری
تھا۔
اس کے ذکر میں اللہ کی حمد و ثنا کے ساتھ کثرت سے درود شریف پڑھنا بھی
طیبہ سے بھی اسے بہت کے محبت تھی۔
ایک دن اسے خیال آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ سے اتنی محبت
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات شروع کرتے وقت ہمیشہ کہتے کہ میرے
بیوی بچے اور جان و مال آپ پر قربان ..... اور یہ صرف زبان سے کہنے کی
ان کا عمل بھی تھا۔ اور تفسیر کے مطالعے کے دوران اس نے ایک
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی، اس
اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔
وہ اس پر غور کرتا رہا۔
تو بات یہ ہے کہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی، اس نے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے تقریب کا یقینی وسیلہ ہیں۔
اسے رشک آنے لگا۔ جو لوگ اس دور میں رہے، جنہیں حضور صلی اللہ علیہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل نشیں قربت نصیب ہوئی، جنہوں نے آپ صلی
سے ایسی ہی محبت کی کہ اپنا سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرنے
تیار رہتے تھے، کتنے خوش نصیب تھے۔ کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کئے بغیر کیسے رہ سکتا تھا.... ؟

''کاش میں اس دور میں پیدا ہوتا.....؟'' اس نے سوچا۔

لیکن اگلے ہی لمحے ایک خیال نے اسے دہلا دیا۔

سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ اس کی یہ سوچ کھلا ہوا
اس نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اس پر کیسا کرم فرمایا.....؟ وہ مشرکوں میں پیدا
نے بچپن ہی سے اس کی رہنمائی فرمائی۔ اسے اسلام قبول کرنے کی سعادت
اور اس کے ساتھ ایمان سمیت، جو کچھ بھی عطا فرمایا، وہ ساری دنیا
سے بڑھ کر ہے۔ کتنی عنایت ہے اس پر اس کے رب کی۔

اور رہی بات اس دور میں پیدا ہونے کی تو اسی دور میں کتنے ہی
تھے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام سے مرتے دم تک دشمنی پر کمربستہ
تک جہنم کے بدترین درجے میں رہیں گے۔ وہ اس دور میں پیدا ہوتا
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب نہ ہوتی تو وہ کہاں ہوتا.....؟

اس خیال سے اس پر لرزہ چڑھ گیا۔

سب اللہ ہی اللہ ہے۔ سب اسی کی عطا ہے۔ ہدایت بھی
اس کے بہت اعلیٰ خزانے ہیں۔ وہی تو ہے، جو دلوں میں محبت ڈالتا ہے۔
خصوصاً ماں کو اولاد کے لئے محبت اس کی عطا ہے۔ محبت اور اس سے
اسی نے انسان کو عطا کئے۔ نرمی، ہمدردی، ایثار، خیال رکھنا اور کام آنا
جانوروں تک کا خیال رکھتا ہے۔ زندگی کا جو نظام اس نے قائم فرمایا ہے
ایک اہم ستون ہے، ورنہ معاشروں کی جگہ جنگل ہوتے۔ اور اس نے فرمایا
کہ بندوں کو سب سے بڑھ کر اس سے ہی محبت کرنی چاہئے۔ تو محبت تو
ارفع جذبہ ہوتا..... یہ الگ بات کہ انسانوں نے محبت اور عشق کو اپنے نفس کی
چڑھاتے ہوئے عامیانہ اور مبتذل الفاظ دیا..... خالی خولی الفاظ۔ ورنہ جس
اللہ اپنے بندوں کو اپنے لئے دے، وہ تو اعلیٰ ترین ہی ہو سکتی ہے۔

اور وہ خود بھی تو اللہ سے ایسی ہی محبت کرنا چاہتا ہے۔

اور اللہ کی اپنے بندوں سے محبت دیکھو کہ وہ فرماتا ہے کہ میرے

محبت کرو تو وہ تم مجھ سے محبت کر رہے ہو گے۔ تو اس نے بتایا نا کہ وہ اپنے
اس محبت سے 70 گنا، بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ کرتا ہے، جو ایک ماں
سے ہوتی ہے۔

اب کوئی اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے تو وہ اس سے محبت
کے اور اعلیٰ درجے پر پہنچا دے گی۔

اس نے غور کیا تو احساس ہوا کہ اللہ نے ایک بہت مشکل کام کو اپنے بندوں
آسان کر دیا۔

''لا یعلمُ مَن خَلَق ○''

وہ جانتا تھا کہ اس کے بندے اپنے حواس کے کتنے محتاج ہیں۔ بغیر دیکھے
آسان نہیں۔ بغیر دیکھے محبت کرنا تو تقریباً ناممکن ہی ہے سو اس نے اپنی
اس کو بھی آسان کر دیا۔

میرے بندوں سے محبت کرو تو یہ مجھ سے محبت ہو گی۔ تم ان کا خیال رکھو گے،
خیال رکھوں گا۔ تم ان کے ساتھ نرمی کرو گے، میں تمہارے ساتھ نرمی کروں

کتنا آسان.....!

اور پھر اگلا درجہ.....!

تم میرے محبوب سے محبت کرو تو یہ تو ہے ہی مجھ سے محبت۔

مگر یہ بھی بغیر دیکھے کی جانے والی محبت..... بہت دشوار.....!

اللہ نے اسے بھی آسان کر دیا۔ میں اور تمام فرشتے میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم پر درود بھیجتے ہیں، تم بھی درود بھیجو۔ یہ میری اتباع ہو گی۔ دل کی زمین نرم ہو گی۔
بیج کے لئے نمو کا سامان ہو گا۔ اور محبت کا بیج کیا ہے.....؟ محبت کی
!

اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پڑھو۔ ان کے اوصاف حمیدہ کے بارے
گے تو محبت پیدا ہو گی۔ اپنے نفس سے لڑ کر اپنے اندر وہ اوصاف پیدا کرنے
کرو گے تو محبت ہو گی۔ اللہ کے دین کی تبلیغ کی راہ میں ان کی صعوبتوں کا

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

تصور کرو گے تو اللہ کی قدرت اور ایمان کی شان نظر آئے گی۔ وہ وقت...
دشمن کتنے طاقت ور تھے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بد دعا نہیں...
بھلائی کے لئے دُعا فرماتے رہے۔ تبھی تو رحمت اللعالمین ہیں۔ وہ...
تھے، ان کے لے ہدایت کی دعا کرتے تھے۔ اس معاشرے میں ان جیسا...
امین اور ان سا صادق کوئی نہیں تھا، اور قیامت تک کوئی ہو بھی نہیں سکے...
ان تمام اوصاف کی قائل تھی۔ لیکن ہدایت پیش کرنے پر سب دشمن ہو...
گئی، ایذا دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوڑا پھینکا گیا، راہ میں...
پتھر برسائے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر و استقامت کی...
رہتی دنیا تک بے نظیر رہے گی۔ تو اس صبر و استقامت پر فخر کر...
اللہ علیہ وسلم کی اذیتوں پر رونا بھی آئے گا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم...
ہوا تو آپ کا عفو و درگزر...! کسی فاتح میں ایسا ظرف کبھی نہ دیکھا...
نہیں سوچو گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ محبت کرنی چاہئے...
سے نہیں کی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کس کا حق ہوتا ہے...

اور یہ حقیقت تھی۔ عبدالحق جب بھی سیرت طیبہ کا مطالعہ...
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا سمندر موج زن ہو جاتا۔ وہ طائف...
جہاں کافروں کی سنگ باری نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لہولہان کر دیا...
نعلین مبارک خون سے بھر گئے تو تو روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ جاتیں...
کا وہ محبوب، جس کے ایک اشارے پر احد کا پہاڑ سونے کا بن جاتا...
پیٹ پر پتھر باندھ کر جہاد میں حصہ لیتا تو اس کا دل پھٹ کے لگتا۔

تو بات یہ ہے کہ ذرا سی توجہ ہو تو محبت بہت آسان ہے...
نہ ہو تو محبت ناممکن۔ اللہ نے تو سب کچھ آسان کر دیا ہے۔ راہِ عشق میں کوئی...
نہیں رہنے دی۔

اب یہ اتنی بڑی دولت بے طلب تو نہیں دی جا سکتی۔ دل میں خواہش...
وہ کثرت سے درود شریف پڑھنے لگا۔
آدمی کے اندر کی کیفیات اسے سب کچھ بتا دیتی ہیں۔ وہ...

...رہا ہے۔ اندر کی کیفیات اس کی گواہی دے رہی تھیں۔
وہ خوش تھا کہ زندگی کسی سبک روندی کی طرح بہہ رہی تھی۔
...بڑ ہوئی، اور اس طرف سے ہوئی، جہاں سے اسے کوئی خدشہ نہیں تھا۔
اس رات وہ بیڈ روم میں گیا اور وضو کر کے بستر پر آ لیٹا۔ ارجمند بے خبر سو...
معمول کے مطابق درود شریف کا ورد کرتا رہا۔ ذرا ہی دیر میں اسے نیند...

پھر اس کی آنکھ اس احساس کے ساتھ کھلی کہ کوئی اس سے لپٹا ہوا ہے۔ دو نرم...
...اس کے چہرے کو اور اس کے سینے کو ٹٹول رہے ہیں۔
خواب گاہ میں اندھیرا تھا۔ تیز اور بھاری سانسوں کے سوا کچھ پتا نہیں چل...
نے اضطراری طور پر، لپٹنے والے کو پرے دھکیلا، مگر اس بار پورا بوجھ اس...
...پڑ گیا۔
...یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ شناخت ارجمند کی خوشبو سے ہوئی یا اس کی...
...کیونکہ شاید دونوں کا شعور ایک ہی لمحے ہوا تھا۔
"میں آپ سے محبت کرتی ہوں آغا جی......! میں آپ سے محبت کرتی...
ارجمند بوجھل سانسوں کے درمیان یہی ایک جملہ دہرائے جا رہی تھی۔
"یہ کیا کر رہی ہو ارجمند......؟" اس نے سخت لہجے میں کہا اور دوبارے...

"آغا جی...... پلیز......؟" وہ تو کوئی نازک بیل تھی، جو سہارے کے لئے...
...کی طرف لپک رہی تھی، لپٹے رہنا چاہتی تھی۔
عبدالحق کے دماغ پر نیند کا غلبہ تھا۔ وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔
"یہ کیا بچپنا ہے ارجمند......؟ ہٹو......!" اس نے پھر دھکیلا۔
مگر ارجمند میں اس وقت نہ جانے کہاں سے اتنی طاقت آ گئی تھی۔ مگر...
...کے باوجود اس کے لہجے میں التجا تھی۔
"پلیز آغا جی...... ! پلیز......!"
"ارجمند......!"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"آپ تو مجھ سے محبت کرتے ہیں آغا جی ....!" وہ ...

"ہاں ....! لیکن ......"

"تو پھر میری عزتِ نفس کا آپ خیال نہیں رکھیں گے ..."

لہجے میں حیرت اور التجا کا امتزاج تھا۔

عبدالحق سمجھ نہیں سکا کہ وہ ایسا کیوں کہہ رہی ہے ... کے چہرے کو دیکھا۔ اب اس کی نگاہ کمرے کی تاریکی سے ... نے دیکھا کہ ارجمند کی آنکھیں بند ہیں۔ اس کے دونوں ... رہے تھے۔

"ارجمند ....! کیا کر رہی ہو ... ؟ آنکھیں کھولو ..."

اس عالم میں بھی ارجمند کو اس کے حکم کی تعمیل کا خیال ... پھڑپھڑائیں۔ آنکھیں کھلیں۔

مگر ان آنکھوں میں خالی پن تھا۔ وہ کچھ دیکھ نہیں رہی تھی ... اور اس کی تکرار جاری تھی۔

"پلیز آغا جی ....! پلیز ....! آپ تو مجھ سے محبت ... عزتِ نفس کا خیال نہیں رکھیں گے .... ؟"

اب عبدالحق پوری طرح جاگ رہا تھا اور وہ جھنجلا رہا تھا ... گیا تھا۔ بچہ تو نہیں تھا۔ جانتا تھا کہ ارجمند کیا چاہ رہی ہے ...

اس نے بہت تیزی سے سوچا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ وقت ... جانتا تھا کہ وہ کتنی دیر سویا ہے۔ البتہ یہ اسے معلوم تھا کہ اس کی ... ہے۔ پھر یہ دسمبر کا مہینہ تھا۔ سردی بہت تھی۔ اور وہ جانتا تھا ... بہت گہری آئے گی۔ پھر اتنی سردی میں غسل ..... کم از کم نمونیہ تو ہو جائے گا۔

یہ اسے گوارہ نہیں تھا۔ پہلے بھی کئی بار وہ راستہ گم کر چکا تو ... عشق کی مملکت کی سرحد پر کھڑا تھا۔ اتنا خوش اور مطمئن وہ پہلے کبھی ... آزمائش پھر اسے پیچھے لے جا سکتی تھی۔

... ! اللہ سے محبت کرنے والے ایسی آزمائشوں سے کامیابی ... "اس نے فیصلہ کر لیا۔

... پھر اس سے لپٹی ہوئی تھی اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔

...! "اتنی سختی سے اس نے زندگی میں کبھی کسی کو بھی نہیں پکارا تھا۔

... ہوش میں آؤ ....! آنکھیں کھولو ....!" اس کی آواز بھی بلند تھی۔

... کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس بار اس ... آنکھوں سے دیکھا اور ایک پل میں لاشعور کی ہر چیز اس کے شعور میں ...

... ارجمند عبدالحق سے علیحدہ ہوئی۔ عبدالحق کا یہ لہجہ اور اتنی بلند آواز اس نے ... یہی بات تو اسے ہوش میں لائی تھی۔ وہ سہم گئی تھی۔

"... آغا جی ....؟"

"... نہیں معلوم ....؟" عبدالحق نے کڑے لہجے میں پوچھا۔

"... تو نہیں تھا ... مگر اب سمجھ سکتی ہوں۔" ارجمند نے دبی دبی آواز میں ...

... جانتا تھا کہ وہ جھوٹ نہیں بولتی۔ اور اس وقت بھی وہ سچ بول رہی ... وقت دور کی سوچ رہا تھا۔ جی چاہتے ہوئے بھی اس نے اپنا لہجہ نرم نہیں ...

"... کیوں ہوا ...؟" اس نے پوچھا۔

... نظریں جھک گئیں۔ اس نے شرمسار لہجے میں کہا۔

"... انسان ہوں آغا جی .....!"

"... وعدے کی پاسداری کی بڑی اہمیت ہے۔"

"... بے شک .....!"

"... پھر ....؟"

... کچھ میں نہیں آیا۔ اس کے نزدیک وعدے کی پاسداری کا حوالہ ... بات تھی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"میں کچھ نہیں آغا جی....!"

"تم نے مجھ سے ایک وعدہ کیا تھا۔"

"وعدہ....؟" ارجمند نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں....! اپنے حقوق کے بارے میں تم نے مجھ سے ایک....

ارجمند کے ذہن میں ایک پھل جھڑی سی پھوٹی۔ ایک پل.... یاد آگیا۔ اس کی نظریں اور جھک گئیں۔ شرمندگی کی کوئی حد نہیں تھی.... ہوتا تو وہ زمین میں دھنس کر عبدالحق کی نظروں سے چھپ جاتی۔

"میں بھول گئی تھی آغا جی....!"

"وعدہ بھولنے کے لئے نہیں ہوتے۔" عبدالحق نے.... انداز میں کہا۔

"سوری آغا جی.... ! میں بہت شرمندہ ہوں۔" ارجمند.... ہاتھ جوڑ دیے۔

عبدالحق نے ان نرم و نازک اور خوب صورت ہاتھوں کو.... اس کے جسم پر مچل رہے تھے۔ اس لمحے اسے اس پر شدت سے پیار.... ہاتھوں کو علیحدہ کر دیا۔

"اس کی ضرورت نہیں ارجی.... ! اب ذرا میری طرف....

"میں تو اب ساری زندگی آپ کے سامنے نظر نہیں اٹھا سکتی...." شرمسار لہجے میں کہا۔

"ایسی بات نہ کرو.... ! غلطی تو کسی سے بھی ہو جاتی ہے.... اسے مان لینا بہت کافی ہوتا ہے۔ ادھر دیکھو....!"

"نہیں آغا جی.... ! یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔"

"یہ میرا حکم ہے....!"

"پہلے آپ مجھے معاف کریں....!"

"وہ تو میں کر چکا....!"

ارجمند نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ مگر ایک لمحے کے بعد....

....حق نے نرمی سے اس کے کندھوں پر دباؤ ڈال کر اسے لٹا دیا۔
....سکون سے سو جاؤ.... جو کچھ ہوا، اسے بھول جاؤ.... جیسے کچھ ہوا ہی....

....آغا جی....!" ارجمند نے کہا۔ اگرچہ وہ جانتی تھی کہ یہ ممکن نہیں۔
....لیا اور چند لمحوں میں ہی گہری نیند سو گیا۔
....ارجمند جاگ رہی تھی۔

❀❀❀

....چاہ کر عبدالحق نے نادانستگی میں اس کی عزتِ نفس کو جو زخم دیا تھا، ....رہی تھی، وہ کچھ بھی نہیں تھا۔ اس رات کی شرمندگی کی تو کوئی ....ے حیرت تھی کہ وہ اس شرمندگی سے مر کیوں نہیں گئی۔
....زمین پھٹ جاتی اور وہ اس میں سما جاتی۔
....آنکھوں میں نیند کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔
....ندامت کیسے مٹے گی....؟ یہ تو کسی طور بھی مٹنے والی نہیں....!"
....ے اس نے زیرِ لب "لا حول ولا قوۃ" پڑھا۔
....انداز میں سوچ رہی ہوں....؟ اللہ غفور الرحیم ہے۔ وہ تو بڑے ....معاف کر دیتا ہے۔ بے شک.... ! وعدے کی پاسداری کا اللہ نے بڑی سختی ....لیکن بندوں سے غلطی تو ہو جاتی ہے۔ اور پھر آغا جی نے مجھے معاف کر ....مجھے معاف کر دے گا۔ بس سچے دل سے توبہ کرنی ہے۔"
....یہ ہوا کیوں....؟ کوئی بہت بڑی غلطی، اللہ کو ناراض کرنے والی کوئی ....ہوئی....؟ مجھے اس کو کھوجنا ہوگا اور اس پر اللہ کی بارگاہ میں توبہ پیش ....

....وعدہ میں نے کیا تھا، وہ مجھے یاد کیوں نہیں رہا....؟"
....یاد تھا کہ وہ وعدہ کیا تھا....؟ مگر وہ اللہ کو ناراض کرنے والی بات ....اس روز کی ہر بات، اپنا کیا ہوا ہر لفظ یاد کرتا ہوگا۔ مگر کیا اب وہ

اسے پوری طرح یاد آ سکے گا......؟

"ہاں......! اگر اللہ مدد کرے تو کچھ بھی ناممکن نہیں......"

اس نے دل اور سوچ کی گہرائی سے اللہ کو مدد اور رہنمائی کے لئے...

اور اگلے ہی لمحے اس کا ذہن جیسے روشنی سے بھر گیا۔

وہ اس دن کی اپنی اور عبدالحق کی گفتگو یاد کر رہی تھی۔

عبدالحق نے اس کی محبت کا اعتراف کیا تھا اور یہ بھی بتایا تھا کہ...

اللہ کی محبت ہے۔ اس لئے وہ نفس کی آزمائش میں نہیں پڑنا چاہتا۔ اس لئے...

نفس سے بھی ڈرنے لگا ہے۔ وہ ترک دنیا کی بات کر رہا تھا۔ اس سے نسبت کے...

اس نے اسے چھوڑنے کا اشارہ بھی دیا تھا۔ جب اس نے وہ وعدہ کیا تھا۔

اسے ہر بات، ہر لفظ یاد آ گیا۔ اس نے عبدالحق کو بتایا کہ اس...

صرف اس کا شرعی ساتھ مانگا تھا، صرف اس کا نام مانگا تھا۔ اور اللہ کی کرم...

اسے سب کچھ دے دیا۔ اس کی محبت بھی، اور اس نے کہا تھا کہ اس پر میں...

شکر ادا کروں گی اور اس نے اللہ کو گواہ بنا کر اعلان کیا تھا کہ اس کی بیوی ہو...

محبت حاصل ہونا اس کے لئے اتنا بڑا اعزاز ہے کہ اس سے زیادہ اسے کچھ...

نہیں۔ اور وہ بغیر کسی دباؤ اور اکراہ کے، خوش دلی اور محبت کے ساتھ اپنا حق...

معاف کرتی ہے۔

عبدالحق نے اسے احسان کہا خود پر تو اس نے کہا تھا کہ محبت میں...

نہیں ہوتا۔ اگر عبدالحق ایک بہت بلند مقام کی آرزو کرتا ہے تو وہاں تک...

مدد کرنا محبت کے حوالے سے بھی اور بیوی ہونے کی حیثیت سے بھی اس کا...

وہ اسے ناکام ہوتے کیسے دیکھ سکتی ہے۔

اور آخری بات اسے لفظ بہ لفظ یاد آئی۔ اس نے کہا تھا۔

"جو محبت آپ کو مجھ سے اس وقت ہے، میرا اس پر بھی...

نہیں۔ وہ نہ رہے تو بھی میں اس پر آپ سے گلہ نہیں کروں گی۔ آپ میرے...

یہ اعزاز میرے لئے کافی ہے۔ میں ہمیشہ آپ سے محبت کرتی رہوں گی...

سے کبھی کچھ نہیں مانگوں گی۔"

...وقت ایک لمحے کو اس نے سوچا کہ وہ بہت بڑی بات کہہ رہی ہے۔

...اس سے کون بچ سکتا ہے؟ اور اس کے جواب میں اس نے سوچا تھا۔

...مجھے خود پر پورا بھروسہ ہے۔ مجھے ان سے کچھ بھی نہیں چاہئے۔ میں ان...

"

...اس میں روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا اور اس کے لئے سوچنا ممکن ہی نہیں

...مند تو وہ پہلے ہی تھی۔ اب شرمندگی اور تاسف میں شرابور ہو گئی۔ اس پر

...ہو گی۔

...تو ہونا ہی تھا۔" اس نے بہت افسوس اور ندامت سے سوچا۔

...میں نے تو جہالت کی حد کر دی۔ جو نوالہ آدمی کے ہاتھ میں ہو، اللہ کے

...بغیر وہ اسے منہ میں لے جانے کا اختیار بھی نہیں رکھتا۔ جبکہ یہ تو بہت بڑی

...بات میں نے خود پر بھروسہ کیا۔ یہاں تو اللہ پر بھروسہ کرنا، اس کی تائید اور مدد

...ضروری تھا۔ میں نے بڑا ظلم کیا اپنی جان پر۔ جو کچھ ہوا میرے فکر و عمل کا

...نتیجہ ہے۔

"...کاش آدمی کے اختیار میں ہوتا کہ وقت میں پیچھے جا کر کسی لمحے کو... اپنی اصلاح کر سکتا......؟ لیکن اللہ نے اپنی رحمت سے اس سے کا متبادل ...دیا ہے۔ صدق دل سے توبہ کر کے وہ اپنے اس عمل کو مٹا سکتا ہے۔"

...توبہ سے پہلے تو شکر لازم تھا۔ اگر اللہ نے مدد اور رہنمائی نہ کی ہوتی تو یہ ...تفصیل کے ساتھ لفظ بہ لفظ اسے یاد آ ہی نہیں سکتی تھیں۔ اور یاد آ بھی جاتیں تو ...اس میں اصل بات نہ آتی۔

...وہ دل کی گہرائی سے اللہ کا شکر ادا کرتی رہی۔ پھر وہ آہستگی سے اٹھی، عبدالحق ...سو رہا تھا۔

...وہ وضو کر کے باہر آئی، مصلیٰ بچھایا اور نماز استغفار پڑھنے لگی۔

...اللہ کی رحمت اس کے ساتھ تھی۔ اسے ایسی کیفیت عطا ہوئی، جس میں ...دل جل جاتا ہے۔ سجدوں کے درمیان وہ اتنا روئی کہ مصلیٰ بھی تر ہو گیا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

سلام پھیرنے اور استغفار کرنے کے بعد اس نے سر اٹھایا تو ...
ہلکی پھلکی تھی۔ اس کے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں آیا کہ اس کے ...
ہوا......؟ اس نے ایک لمحے کو بھی نہیں سوچا کہ اپنے تئیں اپنی ...
کے لئے اس نے اللہ کو بیچ میں لائے بغیر اپنے طور پر کوشش کی تھی اور ...
ذلت کا ایک اور داغ اس کی عزتِ نفس کے دامن پر لگ گیا تھا۔

یہی تو اللہ کی رحمت ہے کہ وہ رجوع کرنے پر بندے کی ...
ہے۔ بلکہ اس کی یاد بھی مٹ جاتی ہے۔

❀❀❀

عبدالحق اپنے تمام معمولات کے ساتھ آفس جانے کے لئے ...
کا واقعہ اسے یاد تھا۔ وہ تمام وقت ارجمند کو اور اس کے ہر انداز کو ...
رہا۔ لیکن اس کے چہرے پر نہ کوئی کھنچاؤ تھا نہ تکدر، وہ ہر طرح سے ...
طرزِ عمل میں بھی کوئی فرق نہیں تھا۔ ہونٹوں پر خوب صورت مسکراہٹ ...
سارے کام کر رہی تھی۔ وہی خوش مزاجی، وہی محبت چھلکاتی آنکھیں ...

اسے اس پر پیار بھی آیا اور کچھ اپنی طرف سے زیادتی ...
لیکن اس سے بڑھ کر اسے حیرت تھی۔ رات جو کچھ ہوا، وہ اس نے ...
تھا۔ مطالبہ کرنا تو دور کی بات، اس سے پہلے ارجمند نے کبھی پہل بھی ...

''ایسا کیا ہو گیا......؟''

اس نے سر جھٹکا۔ وہ کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ ...
ارجمند اس کے لئے چائے لے کر آئی تو اس نے آہستہ سے ...
کہا۔

''سوری......! کس بات پر......؟'' ارجمند نے حیرت سے ...
کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

''رات کی بات پر۔''

''کون سی بات آغا جی......؟ رات کو ایسا کیا ہوا کہ جس کے لئے ...
سوری کہنا پڑے......؟''

...ق کے دل و دماغ پر جو تھوڑا بہت بوجھ تھا، وہ ہٹ گیا۔ اس کا مطلب
... اس وقت نیند میں تھی، اور اب اسے وہ بات یاد بھی نہیں ہے۔

''کچھ نہیں......! آدمی کو کبھی کبھی سوری کہتے رہنا چاہئے......!'' وہ بولا۔

''مجھے تو آپ یہ لفظ کبھی نہ کہیں...... کبھی نہیں......!''

''کیوں بھئی......!''

''... سے مجھے شرمندگی کے سوا کیا ملے گا......؟ یہاں بھی اور آخرت میں

''تم عجیب لڑکی ہو......!''

''میں جیسی بھی ہوں، اب آپ کی ہوں۔ برداشت کر لیا کریں اور معاف کر دیا

...ق نے اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے۔

''... ارجی......! تم میرے لئے دنیا کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہو،
... سے مجھے عطا فرمائی ہیں۔''

''... کا یہ کہنا میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ اگرچہ میں جانتی ہوں کہ
... کے قابل نہیں ہوں۔''

...الحق کے دل کو کچھ ہونے لگا۔

''میں تم سے محبت کرتا ہوں ارجی......!'' اس نے بے حد سچائی سے کہا۔
''... تو یہ ہے کہ میں تم سے محبت کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ یہ میرے بس
...!''

''الحمدللہ......! یہ اللہ کا فضل، اس کی عنایت ہے مجھ پر...... اور یہ میرے
... سب سے بڑی نعمت، سب سے بڑا اعزاز ہے۔'' ارجمند نے کہا اور ہوا
... طرح وہاں سے چلی گئی۔

...الحق چائے کے گھونٹ لیتے ہوئے رات کے واقعے کے بارے میں

...ارجمند کیسی بے سدھ، بے خود تھی، خود سپردگی کی اس کیفیت میں اس کا

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

حسن اور بڑھ گیا تھا۔"

اسے افسوس ہونے لگا۔ اگر وہ اسے قربت کے چند لمحے… جاتا......؟

لیکن وہ افسوس فوراً ہی ختم ہوگیا۔ اول تو اس میں ارجمند کا… ہوا۔ کیونکہ اسے تو یہ سب کچھ یاد ہی نہیں ہے۔ دوسرے اس نے اللہ… ہر حق کی دست برداری کا اعلان کیا تھا۔ اب اسے اس سے کچھ مانگنے کا تو…

یہ آخری بات سوچتے ہوئے اس کے دل میں تلخی تھی۔

❀❀❀

اس روز ارجمند بھی اس واقعے پر سوچتی اور غور کرتی رہی۔

بنیادی بات تو اس کی سمجھ میں رات کو ہی آگئی تھی۔ انسان… طاقتور نفس لگا ہے، جو کمزور، جلد باز اور ناشکرا ہے، خود پر جب بھی بھروسہ کرے گا تو ٹھوکر کھائے گا اور ذلت پائے گا۔ اس کی فلاح تو اللہ… میں ہے۔

اللہ نے انسان کو پیدا فرمایا اور وہی تو اسے جانتا ہے۔… پیچیدگیوں سمیت۔ اس نے تو بتایا کہ وہ کمزور، جلد باز اور ناشکرا ہے۔ اب… کا تجزیہ کرے تو یہ بات سمجھ سکتی ہے۔ اللہ کا تو ہر فرمان برحق ہے۔

جو جذبات سے مغلوب ہو کر کچھ بھی کہہ دے، کچھ بھی کر… تا...... چاہے وہ جذبات اعلیٰ وارفع ہی کیوں نہ ہوں...؟ اور اللہ نے عہد… کو اہم قرار دیا اور بدعہدی کو گناہ۔ گویا سمجھا دیا کہ جذبات کے زیر اثر… و پیماں اور وعدہ و عہد مت کرو۔ عقل کی کسوٹی پر پرکھو کہ وہ تمہارے… بھی کہ نہیں......؟ تم اسے نبھا بھی سکو گے یا نہیں......؟

اور سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ کو اپنی زندگی کے ہر پل میں شامل… اس کا خیال کبھی تمہارے قلب و ذہن سے جدا نہیں ہونا چاہئے۔

مطلب یہ کہ عقل کی کسوٹی بھی ناکام ثابت ہو سکتی ہے۔… عہد و پیماں کی عزت رکھنے والا صرف اور صرف اللہ ہے۔ وفور جذبات…

…اللہ سے مدد اور رہنمائی طلب کرو، نیک انجام کے لئے اس پر بھروسہ، اور… امید رکھو۔

اور انسان جلد باز ہے۔

اس نے جذباتی ہو کر عجلت میں خود پر بھروسہ کرتے ہوئے عبدالحق سے ایک بہت مشکل وعدہ کرلیا۔ اسے سوچنا چاہئے تھا کہ نفس کے ہوتے ہوئے وہ کیسے کر سکتی ہے......؟ ہار جائے گی۔ لازم تھا کہ وہ اللہ سے اس کے لئے تائید باری، اس سے استقامت طلب کرتی۔ نہ تو اس کے جذبے میں کوئی خرابی تھی… وعدے میں۔ وہ تو ایک بڑے مقام کے حصول کی کوشش میں اپنے شوہر کی… نیک نیتی کے ساتھ مدد کرنا چاہتی تھی۔ جلد بازی میں وہ اس میں اللہ کو بھول گئی۔ اور جس چیز میں اللہ کا نام شامل نہ ہو، اور جس کام میں اللہ کو بھلا دیا جائے، اس میں خیر نہیں ہوتی۔

اور انسان ناشکرا ہے۔

اللہ نے اس کی حماقت، جلد بازی اور خود انحصاری کے باوجود، جو ایک طرح… تو اس پر رحمت فرمائی۔ اس پر کرم کیا اور اسے استقامت عطا فرمائی۔ اس کے… نفس کو مغلوب کر دیا۔ ورنہ یہ کیسے ممکن تھا کہ عبدالحق سے محبت کے باوجود… قربت کی خواہش اور تقاضا نہ کرتی۔ اللہ نے اسے بچایا۔ مگر اس نے اللہ کی… سمجھا ہی نہیں تو شکر کیسے ادا کرتی......؟ یوں وہ ناشکرے پن کی مرتکب

اور اللہ کی مدد کے باوجود وہ عہد شکنی کر بیٹھی۔ کیسے......؟

اب وہ سمجھ سکتی تھی۔ نفس طاقتور بھی ہوتا ہے اور چال باز بھی۔ وہ چیزوں… رخ سے دکھاتا ہے۔ اس رات جو کچھ ہوا، نفس نے اسے اس کی توہین و… کرایا، اسے عزتِ نفس کا مسئلہ بنا دیا۔ جبکہ درحقیقت وہ اس کی نسوانی انا تھی،… نفس نے اسے ٹھیک طور پر تجزیہ کرنے ہی نہیں دیا اور شکایت لاشعور… اور زیادہ طاقتور ہوگیا۔ اس کا یہ نتیجہ تو نکلنا ہی تھا۔

…سوچنا چاہئے تھا کہ اپنے حق سے وہ تو اپنی خوشی سے دست بردار ہوئی

ہے۔ لیکن عبدالحق تو نہیں ہوا۔ پھر وہ اس کی بیوی ہے۔ عبدالحق کا
اسے تو ویسے بھی اس کی خوشی اور اس کی بہتری کا خیال رکھتا ہے۔
کسی بہت بڑے دباؤ، کسی سنگین بحران میں اسے دیکھے تو اس کی دل
بھی ہے۔ تو اس رات کی کسی بات پر اسے شکایت تو نہیں ہونی چاہئے۔

''الحمدللہ......!'' اللہ نے اس کی رہنمائی فرمائی۔ اس کے لئے
سمجھنا ممکن بنایا۔ اسے توبہ نصیب فرمائی اور اس کے نتیجے میں طمانیت اور سکون
فرمایا۔

''الحمدللہ......!''

اس نے فیصلہ کیا کہ اب انشاء اللہ وہ عبدالحق سے کئے ہوئے
یاد رکھنے کی کوشش کرے گی اور اس سلسلے میں اللہ سے تائید اور مدد طلب کرے گی۔

❀❀❀

پھر ایک بہت بڑی خوشی عبدالحق کی طرف آئی۔ اس کی زندگی کی
بڑی آرزو پوری ہونے کا سامان ہوا۔ حج پر جانے والوں کی فہرست میں
سے اماں کا، اس کا اور ارجمند کا نام بھی شامل تھا۔

لاہور سے زبیر بھائی کا فون آیا تو اسے حیرت ہوئی۔ وہ تو فون کے
قائل ہی نہیں تھے۔

''کیسے ہیں زبیر بھائی......؟'' اس نے مادری زبان میں کہا۔

''آپ نے فون کیا، خیریت تو ہے......؟''

''سب خیریت ہے کاکا......!'' زبیر کے لہجے میں ہیجان تھا۔

عبدالحق سمجھ گیا کہ وہ بہت خوش ہیں۔

''یہ بتائیں کاکا......! آپ لوگوں کے حج پر جانے کا کیا ہوا؟''

''الحمدللہ......! سب کا نام آگیا ہے۔''

''مجھے اور رابعہ کو بھی اللہ نے عزت بخشی ہے۔'' زبیر نے کہا۔

''مبارک ہو......! بہت بہت مبارک ہو بھائی......!''

''خیر مبارک کاکا......! تو ساتھ ہی چلیں گے۔''

''الحمدللہ، اللہ تعالیٰ......!'' عبدالحق نے کہا۔

''اور ساجد......؟''

''وہ یہیں رہے گا لاہور میں...... معاملات سنبھالتا رہے گا۔''

''سب کر لے گا وہ......؟'' عبدالحق کے لہجے میں شک تھا۔

''اصل میں تو کاکا......! اب وہی سب کچھ سنبھالتا ہے۔ اللہ کی مہربانی سے
سمجھدار ہے۔ تعلیم بھی ہے اس کے پاس۔ مجھ سے اچھا سوچتا ہے، مجھ سے اچھے
طریقے سے اور ان پر عمل بھی کرتا ہے۔'' زبیر کے لہجے میں خوشی تھی۔

''الحمدللہ......!''

عبدالحق بہت خوش تھا۔ اس کی زندگی کی سب سے بڑی آرزو بالآخر پوری

پھر وقت آیا تو زبیر اور رابعہ بھی کراچی آگئے۔

''مجھے تو بہت ڈر لگتا ہے کاکا......!'' زبیر نے کہا۔

''ڈر......! کس بات سے......؟''

''اللہ کا گھر...... اس کا دربار...... مجھے وہاں کے آداب نہیں آتے۔ جانے
کیا غلط کر دوں......؟''

''ارے زبیر بھائی......! معلم ہوگا نا...... آپ کے ساتھ......!''

''کیا نہیں ہو سکتا کہ ہم آپ کے ساتھ ہی جائیں۔ آپ نے مجھے سہارا
دیا......!''

''ان لوگوں کی روانگی الگ الگ تھی۔ عبدالحق وغیرہ کو پہلے روانہ ہونا تھا۔

''آپ کیسی بات کرتے ہیں زبیر بھائی......!'' عبدالحق نے کہا۔

''اللہ کے گھر جانے میں کسی آسرے کا کیا کام......؟ ارے......! وہ مالک
ہے، وہ سب آسان کر دے گا۔''

''ٹھیک کہتے ہیں کاکا......!'' زبیر نے کمزور آواز میں کہا۔

لیکن ساری کی ساری تیاریاں دھری رہ گئیں۔

اس دن طبی معائنے کے لئے جانا تھا، اس رات کو عبدالحق کی طبیعت خراب

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ہو گئی۔ بخار ہوا اور پورے جسم پر چھوٹے چھوٹے دانے نمودار ہو گئے۔

وہ اماں اور ارجمند کو لے کر معائنے کے لئے گیا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ ...

ہے......؟

جسم کے دانے اور بڑے ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر نے اسے دیکھتے ہی ...

"آپ تو حج پر نہیں جا سکتے......؟"

عبدالحق کو خود بھی یہی اندازہ تھا۔ وہ مایوس گھر لوٹ آیا ...

اماں اور ارجمند بھی نہیں جا سکتی تھیں۔ کیونکہ وہی ان کا واحد محرم تھا ... سکتی تھیں۔

زبیر بہت اُداس ہوا۔

"میری تو سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کاکا......! کہ آپ کو ... دینے کی کیا ضرورت تھی......؟" اس نے کہا۔

"تو اور کیا کرتا......؟"

"ہوائی جہاز سے جاتے۔ بحری جہاز میں تو بہت دن لگتے ہیں ..."

"کئی باتیں ہیں زبیر بھائی......! ایک تو اللہ کے ... بندوں کی طرح جانا چاہتا تھا۔ میں خاص کیوں بنوں وہاں ...؟ جہاں ... سب برابر ہوتے ہیں۔"

"مجھے تو لگتا ہے کاکا......! کہ کوئی کیسے بھی جائے ... اس ... بندہ ہی رہے گا۔ کون خاص ہے......؟ یہ تو اللہ ہی جانتا ہے۔" ... عاجزی تھی۔

عبدالحق حیران رہ گیا۔ زبیر نے کتنی سادگی سے کتنی بڑی بات ... لیکن بہرحال اس کا بھی اپنا ایک نظریہ تھا۔

"آپ کی بات ٹھیک ہے بھائی......!" اس نے کہا۔

"لیکن میں سوچتا ہوں کہ نماز کے لئے اٹھنے والے ہر قدم ... بیت اللہ شریف کے سفر میں ہر لمحے کا کتنا اجر ملتا ہوگا......؟ تو سفر طویل ... اللہ نے فرمایا کہ ہر دشواری کے بعد آسانی ہے۔ یعنی دشواری دنیا کی اور آسانی ...

... تکلیف بھی اللہ کی رحمت۔"

... کاکا......! یہ بھی ٹھیک ہے......!" زبیر نے ستائشی نظروں سے اسے ...

... سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ کی منظوری اور اجازت کے بغیر کوئی وہاں ... سکتا ہے......؟" عبدالحق نے اداسی سے کہا۔

"... میرے لئے اس کا حکم نہیں تھا۔"

"... مایوس نہ کریں کاکا......! انشاء اللہ......! آپ کی آرزو بھی پوری ہوگی۔"

"... انشاء اللہ تعالیٰ......!"

... ہفتے بعد زبیر اور رابعہ حج کے لئے روانہ ہو گئے۔ وہ سب انہیں رخصت ... گئے۔ سب اداس بھی تھے اور خوش بھی۔ خوش زبیر اور رابعہ کو ملنے والی ... اور اداس اپنی محرومی پر۔

... عبدالحق زبیر کی بات پر غور کرتا رہا۔ زبیر نے غلط نہیں کہا تھا۔ اس کے ... سب کچھ تھا۔ وہ اماں اور ارجمند کو ساتھ لے کر بھی ہوائی جہاز سے جا سکتا ...

"... کون جانے ... اللہ کو یہ بات پسند نہ آئی ہو۔ کون جانے......؟" اس کی ... کوتاہی ہو، دل کی کوئی تنگی ہو۔ اللہ تو سب کچھ جانتا ہے۔

... اس نے فضائی سفر کا ارادہ کر لیا۔ ہوائی جہاز سے زیادہ لوگ نہیں جاتے ... دشواری کے اسے ٹکٹ بھی مل گئے اور اجازت نامے بھی۔

... روانگی سے ایک دن پہلے پھر وہی سب کچھ ہوا۔ وہی بخار، وہی دانے، ... مل رہی ہو۔

... وہ ڈھیر ہو گیا۔ تنہائی میں چھپ کر وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر ... اسے احساس ہونے لگا کہ اس کا ربّ اس سے ناراض ہے۔ اسی لئے ... حاضری کی اجازت نہیں مل رہی ہے۔

... کے سوا وہ سب کچھ بھول گیا۔

... ارجمند اس کی کیفیت کو پوری طرح سمجھ رہی تھی۔ اس نے اسے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

سمجھانے کی کوشش کی۔
"اللہ کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے آغا جی......!" اس نے ...
"وقت سے پہلے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اور وقت آنے پر ... امکان کے بھی ہو جاتا ہے۔"
عبدالحق نے کوئی جواب نہیں دیا۔
"اب اللہ کے حکم کے بغیر تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ بندے ... کے ساتھ سر تسلیم خم کرنا ہے۔"
"اور میں کر بھی کیا سکتا ہوں......؟"
"مگر یہ خوش دلی تو نہیں...... آپ تو سراسر اداس اور ... ہیں۔"
"ہوں......! مگر اس محرومی پر نہیں...... جانتا ہوں کہ یہ شرف ... کے بغیر نہیں ملتا۔ دل میں اگلے سال کی امید روشن کر لی ہے۔"
"تو پھر یہ اداسی کیسی......؟"
"یہ اس لئے ہے کہ اللہ مجھ سے ناراض ہے۔"
"یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں......؟"
"میں جانتا ہوں نا...... اس لئے......!"
"بری بات آغا جی......! یہ گمان اچھا نہیں۔ اللہ اپنے بندوں سے ... ناراض نہیں ہوتا۔"
عبدالحق جھنجلا گیا۔
"جب تمہیں معلوم ہی نہیں تو کیسے سمجھ سکتی ہو یہ بات...؟"
"تو مجھے بتائیں......! میں آپ کو اس حال میں نہیں دیکھ سکتی۔"
اور عبدالحق نے اسے سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔ وہ دل کا بوجھ ... چاہتا تھا۔ اپنی پریشانی میں کسی کو شریک کرنا چاہتا تھا۔ اور ارجمند سے بہتر ... سکتا تھا۔ ورنہ اسے لگتا تھا کہ اس کا دل پھٹ جائے گا۔
ارجمند سب سن کر کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی۔
کچھ دیر ہوئی تو عبدالحق سے صبر نہ ہو سکا۔

"اب کچھ بولو نا......!"
"پوری طرح سے ذہن نشین کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔"
"سیدھی سی بات ہے۔ اللہ بندے کو بہت بڑی سعادت عطا فرمائے اور ... منہ موڑ لے تو اور کیا ہوگا......؟"
"لیکن عمل کا دارومدار نیت پر ہے...... اور اللہ نیت کا حال جانتا ہے۔"
"بے شک......! لیکن میں تو اپنی نیت کو درست طور پر نہیں سمجھ سکتا۔"
"آپ تو اپنے ایک غریب ماتحت کو فائدہ پہنچانا چاہتے تھے۔"
... مقدمے جیسی صورت حال بن گئی۔ عبدالحق اپنے خلاف استغاثہ پیش کر رہا ... اس کی وکیل صفائی تھی۔
"مگر وہ اللہ کا بلاوا تھا میرے لئے...... میں نے بے نیازی ظاہر کی، جو ... ہے۔ میں نے سوچا کہ میں تو اپنے طور پر بھی یہ سعادت حاصل کر ... میں غلطی پر تھا، اور یہ بات اب ثابت ہو رہی ہے۔" عبدالحق نے کہا۔
"... اللہ سب جانتا ہے۔ میں نے اپنے تئیں جسے ایثار سمجھا، وہ درحقیقت بے ... جرم ہوگا، جو اللہ کے ہاں قطعی ناقابل قبول ہے۔ بڑائی اور بے نیازی تو اللہ ... صفات ہیں، جو صرف اس کے لئے ہیں۔"
ارجمند بھی اس کے استدلال سے گھبرا گئی۔ پھر اس نے خود کو سنبھالا۔ یہ اس ... شوہر کی فلاح کے لئے بہت اہم معاملہ تھا۔
"چلئے......! آپ نے ایسا کیا۔" اس نے کہا۔
"لیکن قصداً تو نہیں کیا...... سہواً کیا نا......!"
"اس سے کچھ فرق پڑتا ہے......؟" عبدالحق نے اسے چیلنج کیا۔
"کیوں نہیں......؟ اللہ کی رحمت ایسی ہے کہ بندہ نیکی کا ارادہ کرے تو اس ... اعمال میں درج ہو جاتی ہے۔ اس پر عمل کی طرف قدم اٹھائے تو پھر درج کر ... تب بھی تو ایک نیکی پر دس نیکیوں کا اجر ملتا ہے، وہ بھی کم سے کم۔ لیکن بندہ ... کا قصد کرے تو اس کے نامہ اعمال میں نہیں لکھا جاتا، جب تک کہ وہ اپنے ... عمل نہ کرے۔ مواخذے پر نہیں، عمل پر ہوتا ہے۔"

''مگر میں نے تو عمل کیا نا.....؟'' عبدالحق نے بڑی بے بسی سے...

''لیکن وہ عمل برا کب تھا.....؟''

''ارے.....! بے نیازی اور تکبر سے بڑی کوئی برائی ہو سکتی ہے...''

عبدالحق کی آواز رندھ گئی۔

''جس نیکی کے پیچھے یہ دو عوامل کارفرما ہوں، کیا اللہ اسے نیکی سمجھ کر قبول فرمائے گا.....؟ ہرگز نہیں.....!''

''یہ آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ رہے ہیں.....؟''

''تم بھول رہی ہو کہ جسے میں نے اپنی جگہ حج پر بھیجنا چاہا وہ نہیں جا سکا۔ تو میرا نام نہاد ایثار اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوا نا.....؟ اس کے پیچھے بے نیازی اور تکبر تھا۔''

ارجمند کو محسوس ہوا کہ وہ ایک راؤنڈ ہار گئی ہے۔

''چلیے..... یہ بھی ٹھیک ہے۔ ویسے حقیقت صرف اللہ جانتا ہے۔ آپ صرف گمان اور قیاس پر بات کر رہے ہیں۔''

''ثبوت سامنے ہوں تو حقیقت عیاں ہوتی ہے۔ کوئی بات ... نہیں رہتی۔''

''ٹھیک ہے.....! لیکن آپ کو احساس ہو گیا تو آپ ... ہوئے، آپ نے استغفار کیا، توبہ کی اور اللہ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔''

''بے شک.....! لیکن صرف سچی توبہ..... ہر توبہ تو قبول نہیں ہوتی۔''

''آپ یہ کیوں سوچتے ہیں کہ آپ کی توبہ قبول نہیں ہوئی ... نہایت شرمندگی کے ساتھ، سچے دل سے توبہ کی تھی۔''

''وہ میرا گمان تھا۔ میں یقین سے کیسے کہہ سکتا ہوں.....؟''

''حالانکہ اس کے بعد اللہ نے آپ کو سکونِ قلب عطا فرما دیا تو...''

''وہ تو میں اپنے بیٹے کو نظر انداز کر کے ایک طرف اس کے حقوق ... برت رہا تھا اور دوسری طرف کفرانِ نعمت کر رہا تھا۔ اور دعویدار تھا اللہ کی ... اس کی سزا تھی۔ اللہ نے تمہارے ذریعے رہنمائی فرمائی، میں نے بیٹے کو خوش ...

... فرما دیا۔

''تو آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی توبہ حج کے سلسلے میں قبول نہیں ہوئی.....؟ قبول ہوئی ہوتی تو ہم اس وقت یہاں نہ ہوتے۔ مجھے حج سے روک نہ دیا ...''

''میرے خیال میں آپ کی سوچ درست نہیں ہے آغا جی.....!'' ارجمند نے ...

... جو لوگ اللہ پر بہتان باندھتے ہیں، اور شرک کرتے ہیں، اللہ ان پر حد ... سب پاک ہوتا ہے۔ وہ بھی توبہ کریں۔ ایمان لے آئیں اور نیک اعمال کریں تو ... بخش دیتا ہے۔ آپ تو ایمان والے ہیں اور آپ نے بلا ارادہ خطا بھی نہیں ... میں نہیں سمجھتی کہ اللہ آپ کو معاف نہیں کریگا۔ بلکہ میں یہ بھی نہیں سمجھتی کہ آپ کو ... نہ جانا پڑا ... کیا ہے۔ آپ کا یا کسی کا بھی حج پر جانا یا نہ جانا اللہ کی مرضی سے ہے۔ ... حکم ہوگا، چلے جائیں گے۔ اور جب تک حکم نہیں ہوتا، کچھ نہیں ہو سکتا۔''

''بے شک.....! لیکن میں نے کہا نا کہ ہر توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اللہ سب کچھ ... ہمارے اپنے بارے میں جو ہم نہیں جانتا، اللہ جانتا ہے۔ اسے ہمارے سچ اور ... معلوم ہے۔ سبھی تو ہر توبہ قبول نہیں ہوتی۔''

ارجمند کی سمجھ میں آ گیا کہ وہ اسے نہیں سمجھا سکے گی۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ بندے ... اور رب کے درمیان معاملہ ہے۔ اسے خوشی ہوئی کہ عبدالحق اللہ سے اتنا ڈرتا ... اس پر اللہ کی نوازش اور عنایت کا ثبوت تھا۔ تقویٰ بندے کے بس کی بات ... وہ اللہ عطا فرماتا ہے۔ اس نے یہ بات عبدالحق کو بتائی بھی نہیں کہ ایسی باتیں ... نہیں کی جا سکتی ہیں، جن کا آپ کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہوتا، بتائی نہیں جا ... سکتیں۔ ایسے میں آدمی بہت آسانی سے غرور میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور غرور ہر بھلائی کو ... کھا جاتا ہے۔

''کیا ہوا.....؟ کوئی دلیل نہیں رہی تمہارے پاس.....؟'' عبدالحق کے لہجے ... میں بے بسی اور التجا کا امتزاج تھا۔ بظاہر وہ طنزیہ بات تھی۔ لیکن درحقیقت اس میں خوف ... تھا۔ جیسے امکان کا آخری دروازہ بھی بند ہو گیا ہو۔

"جی نہیں......!" ارجمند نے بہت اعتماد سے کہا۔

"میں اب اس لئے کچھ کہنا نہیں چاہتی کہ آپ اس سے اتفاق
اسے رد کریں گے اور اس میں آپ کا نقصان ہوگا، جو مجھے گوارہ نہیں ہوگا۔"

"تم مجھے منجدھار میں چھوڑ رہی ہو ارجمند......!" عبدالحق نے
میں کہا۔

ارجمند تڑپ گئی۔

"پھر میں آخری بات کہوں گی۔ لیکن پہلے آپ کو ایک وعدہ
"بولو......!"

"آپ اس سے اختلاف نہیں کریں گے، بلکہ آپ اس
کریں گے۔ ہاں......! آپ اس پر غور کرتے رہیں گے۔"

عبدالحق نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں......!"

"میں کچھ بھی نہیں جانتی، لیکن تقدیر پر میرا ایمان ہے۔ تقدیر
اور اس کا فیصلہ ہے، جو روزِ ازل ہی لوحِ محفوظ پر لکھ دیا گیا۔ آپ
کو اس کی روشنی میں دیکھیں اور قبول کریں۔ اور یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ
دعا سے تقدیر بھی بدل سکتی ہے۔"

عبدالحق نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ کیسے بچوں کی
تھی۔ اسے اس پر پیار آنے لگا۔ اس نے سر کو تفہیمی جنبش دی اور
بعد وہ اسے مسکرایا تھا۔

"تم بھی میرے لئے دُعا کرو گی نا......؟" اس نے پوچھا۔

"ہمیشہ کرتی ہوں...... الحمدللہ......! لیکن اب اس کے لئے خاص
کیا کروں گی۔"

"جزاک اللہ......!"

"اور دادی اماں سے بھی کہوں گی کہ وہ بھی یہ دُعا خاص طور پر
"شکریہ ارجی......!"

کی اس میں کیا بات آغا جی......؟ اس میں ہماری غرض بھی ہے۔
ہمیں بھی توجہ کی سعادت ملے گی انشاء اللہ......!"

❀❀❀

عبدالحق ارجمند کی بات پر غور کرتا رہا۔ علامہ اقبال نے کہا تھا...... نگاہِ مردِ
بدل جاتی ہیں تقدیریں...... صرف نگاہ ہے......! لیکن بندۂ مومن ہونا کوئی
نہیں۔ بہت بڑا اعزاز ہے۔ تو عام اہلِ ایمان بلکہ مسلم کی دُعاؤں سے بھی
سکتی ہے۔

سورۂ حجرات کی آیتِ مبارکہ یاد آئی جس میں اللہ نے مومن اور مسلم کا
یا تھا۔ جن پر اللہ نے رحمت کی اور انہوں نے اسلام قبول کیا، وہ مسلم تھے۔
بعد کا مرحلہ ہے۔ دل میں ایمان داخل ہونا اور پھر اس کا بڑھتا جانا، آدمی
اور دل سے ایمان کا اعلان کرتا ہے لیکن دل میں ایمان ہوتا نہیں۔ وہ محض
ہے۔ فرمانبردار، جسے بتایا گیا اور اس نے مان لیا۔ انسان کو یہ حق حاصل نہیں
وہ مومن سمجھ لے۔ یہ فیصلہ تو صرف اللہ ہی کرتا ہے کہ کون مومن ہے اور کون

اللہ تعالیٰ نے دعا کی صورت بہت بڑی نعمت عطا فرمائی اپنے بندوں کو۔
اس نے پڑھا تھا کہ صدقہ موت کو دور کرتا ہے اور دعا تقدیر کو بدل دیتی
لیکن اہمیت وقت کی ہے۔ عمر بھر صدقہ نہ کرو اور آخر وقت میں صدقہ کرو تو اس کا
لیکن مدعا پورا نہیں ہوگا۔ جیسے توبہ کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔
ایک گھنٹہ پہلے بھی توبہ نصیب ہو جائے تو گمراہی کی طویل زندگی بھی پاک
لیکن نزع کا وقت آجائے، آدمی کی آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹا
جائیں، حقیقت سامنے آجائے تو توبہ قبول نہیں ہوتی۔

اور بنیادی بات اللہ کا حکم اور اس کی قبولیت۔ اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔

اچانک اسے شفیق صاحب کا خیال آگیا۔ وہ جوتشی، جس نے اس کی پیدائش
زائچہ بنایا تھا۔ پھر اللہ نے اس پر رحمت کی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ اس نے کہا تھا
کے زائچے میں بیرونِ ملک سفر ہے ہی نہیں۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کیا یہ تقدیر ہے......؟

اسے ایک اور بات یاد آئی۔ شفیق صاحب نے اس کی دوسری... گوئی کی تھی، جبکہ اس کا نہ ایسا ارادہ تھا اور نہ ہی دور دور تک ایسا... ہی عرصے کے بعد اس کی ارجمند سے شادی ہو گئی۔ اور نور بانو، جو اس... تو کیا، کسی بچے کا سایہ بھی برداشت نہیں کرتی تھی، اس نے خود... اسے اس شادی پر رضامند کیا تھا۔

''کیا وہ تقدیر تھی......؟''

شفیق صاحب نے بغیر دیکھے اور بغیر کسی حوالے کے... نقشہ بیان کیا تھا، وہ بعینہٖ نور بانو کا تھا۔ اس میں ذرا بھی فرق نہیں تھا... دوسری بیوی کا جو نقشہ بیان کیا تھا، ارجمند اس کے عین مطابق تھی۔... کی وہ بات تھی، اس وقت یہ تو وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس کی... سکتی ہے۔ اس نے ایسا سوچا بھی نہیں تھا۔

مگر شفیق صاحب کی آگے کی باتیں غلط ثابت ہوئی تھیں۔... کہ پہلی بیوی سے اسے اولاد نہیں مل سکے گی۔ جبکہ نور بانو دنیا سے... ہوئے اسے نورالحق کا تحفہ دے کر گئی تھی۔

اور انہوں نے کہا تھا کہ دوسری بیوی سے اس کے... دوسرا بیٹا پہلے بیٹے کے دس سال بعد پیدا ہوگا۔ جبکہ یہاں ارجمند سے... کے ہاں اولاد ہی نہیں ہوئی تھی۔

اس کے دل میں امید سی جاگی۔ شفیق صاحب کی ایک بات... دوسری کیوں نہیں ہو سکتی......؟ اور خود انہوں نے کہا تھا کہ علم تو... ہے۔ اور بندے کے حساب میں غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا تھا... رہنمائی اور حکم کے بغیر وہ کچھ بتا ہی نہیں سکتے۔ اس لئے وہ اللہ سے... کرتے ہوئے ہی آغاز کرتے ہیں۔

بہرحال ارجمند سے بات کرنے اور شفیق صاحب کی پیش... کرنے کے نتیجے میں اس کے دل کا بوجھ بڑی حد تک کم ہو گیا۔ دل...

...فرسٹریشن خاصا کم ہو گیا۔

...اگلے چند روز میں اسے احساس ہو گیا کہ مسئلہ حل نہیں ہوا ہے۔ پہلی بار ...ایمان کی طرح فرسٹریشن بھی گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ کبھی تو ایسا لگتا ہے کہ وہ ...ہے اور کبھی وہ انتہا کو پہنچ جاتا تھا۔

...ایک بات تھی۔ پچھلی بار کا سبق اس نے بہت اچھی طرح سیکھ لیا تھا۔ ...وہ کسی حد کو بھی جا پہنچے، وہ اسے اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق پر ...نے دیتا تھا۔ نورالحق کے معمولات میں بھی فرق نہیں پڑتا تھا۔ صدقہ و ...۔ کسی بھی شخص کی پریشانی سامنے آئے تو وہ سب کچھ بھول کر اس کی مدد ...تھا کہ اسے دو پہلوؤں سے محنت کرنی ہے۔ ایک تو اللہ کی ناراضی دور ...کرنی ہے، اور دوسرے اسے مزید ناراض کرنے سے بھی بچنا ہے۔ یہ ...اہم نہیں تھا۔

...نتیجہ یہ نکلا کہ فرسٹریشن صرف رات کی چیز بن کر رہ گیا۔ دن میں تو اس ...نہیں ہوتا تھا۔ البتہ رات کی تنہائی میں وہ سر اٹھاتا۔

...سے محبت کا تصور تو خواب و خیال بن کر رہ گیا تھا۔ یہ خیال آتا تو وہ ...خود پر ہنستا۔

''اپنی اوقات میں رہو عبدالحق......!'' وہ خود سے کہتا۔

''محبت کرنے چلے ہو...... پہلے بندگی تو کر لو ڈھنگ سے...... وہ ناراض ...راضی تو کر کے دکھاؤ......!''

...کثرت سے درود پڑھتا، استغفار کرتا، اسم ذات کا ورد کرتا، اللہ کو اس کے ...بارے، گڑگڑاتا کہ اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔

اس پر بھی ارجمند سے کئی بار اس کی بات ہوئی۔

''یہ تو آپ کا مفروضہ ہے کہ اللہ آپ سے ناراض ہے۔'' وہ کہتی۔

''میرا دل مجھے بتاتا ہے۔'' وہ سادگی سے جواب دیتا۔

''...ناراض ہوتا تو اس کی کوئی علامت آپ کے معاملات میں دکھائی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"وہ تو انکار کرنے والوں کو بھی نوازتا ہے۔ میں تو [illegible]
ہوں۔ دنیاوی پریشانیوں یا خوش دلی پر اس کی خوشنودی اور [illegible]
سکتا۔" عبدالحق دلیل دیتا۔

اور ارجمند لاجواب ہو جاتی۔ مگر اسے تو عبدالحق کو اس [illegible]
کوشش کرتی تھی۔ وہ کہتی۔

"دنیا میں اس کا ثبوت دل ہی تو ہے۔ وہ ناراض ہو تو [illegible]
نہیں رہتا، دنیا کی طرف راغب اور اس کی طرف سے غافل [illegible]
عبدالحق چپ ہو جاتا۔

"بتائیے نا۔ کیا آپ کا دل ایسا ہو گیا ہے [illegible]"

"الحمدللہ.....! ایسا تو نہیں ہے۔"

"تو پھر ثابت ہو گیا کہ وہ آپ سے ناراض نہیں ہے۔"

"لیکن دل ہی تو مجھے بتاتا ہے کہ وہ مجھ سے ناراض [illegible]"

"عجیب منطق ہے۔" ارجمند جھنجلائے بغیر کہتی۔

"غلط تو نہیں ہے نا.....؟"

"مگر کوئی علامت تو نظر آئے.....!"

"نظر آتی ہے..... صاف نظر آتی ہے۔"

"مجھے بھی بتائیں.....!"

"جن سے اللہ راضی ہوا..... ان کے لئے فرمایا [illegible]
غم.....!"

"مطلب.....؟"

"مجھ پر بغیر کسی ظاہری، دنیاوی وجہ کے خوف [illegible]
ہے..... وہ بھی وقتاً فوقتاً.....!"

"نہیں آغا جی.....! یہ غلط بات ہے۔ سورۂ بقرہ میں [illegible]
آزمائش کریں گے جان و مال میں خسارے میں مبتلا کر کے [illegible]
خوف اور غم سے پاک ہونے والی بات آخرت کے لئے ہے [illegible]

[illegible] ٹھیک کہہ رہی ہو.....!" عبدالحق نے فوراً ہی مان لیا۔
[illegible] میرا حج پر نہ جا سکنا، مجھے اس بات کا یقین دلاتا ہے۔"
[illegible] نے آپ سے کہا تھا نا..... کہ....."
[illegible] کوشش کرتا ہوں ارجی.....!" عبدالحق نے اسے بات پوری نہیں

[illegible] حقیقت تھی کہ وہ خود کو باور کرانے کی کوشش کرتا تھا کہ اگر اللہ نے
[illegible] سعادت نہیں لکھی تو اس میں کوئی تبدیلی صرف اللہ ہی لائے گا۔
[illegible] نہیں کر سکتا۔ یہ بالکل سیدھی سی بات تھی۔ اگر سرکاری طور پر حج
[illegible] اس نے نہ کھویا ہوتا تو وہ بلا تردد اس بات کو تسلیم کر لیتا۔ اور یہ اس
[illegible] اس بات کی وجہ سے یہ اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا کہ اللہ اس
[illegible] اللہ نے اسے روک دیا ہے۔
[illegible] اس بات پر بہت غور کیا۔ ظاہری طور پر تو اللہ کی ناراضی کی کوئی
[illegible] تھی۔ سب کچھ معمول کے مطابق تھا۔ اللہ کے فضل سے وہ اچھے
[illegible] حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھنے کی بساط بھر کوشش بھی کر رہا
[illegible] کے بغیر ممکن نہیں تھا۔
[illegible] دلیل کا دل کے پاس ایک یہ جواب تھا۔ اس نے حج کے
[illegible] اور تکبر سے کام لے کر اللہ کو ناراض کر دیا۔ اب وہ بھی وہاں
[illegible] اللہ اس سے ناراض ہے۔
[illegible] کی تقدیر والی بات اس کے لئے سہارا بن گئی۔ ورنہ وہ مایوسی اس
[illegible] مصیبت بن جاتی۔ اب اس پر کبھی کبھی شدید مایوسی کے وقتی
[illegible] تھے۔ لیکن کچھ دیر بعد..... زیادہ سے زیادہ ایک دو دن کے بعد از
[illegible] جاتی تھی۔ یہ الگ بات کہ وقتی مایوسی کے وہ دورے بہت اذیت
[illegible]

[illegible] اس پر پھر وہی کیفیت طاری ہوئی۔ اس کیفیت میں وہ گریہ سے
[illegible] چاہتا کہ وہ چیخ چیخ کر روئے، خود کو ہلکان کر لے۔ لیکن آنکھوں

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

میں نمی بھی نہیں اترتی تھی۔

اس رات اس نے ایک اور فیصلہ کیا۔ اس کی آرزو تھی کہ ... کرے۔ لیکن اتنی اس کی اوقات نہیں۔ ارے...... اس سے تو روٹھے ... بھی نہیں جاتا۔ اور دوسرے زاویے سے دیکھو تو...... ایں سعادت بزور بازو نیست ... اللہ ہی خوش ہو کر عطا کر دے تو الگ بات۔ ورنہ یہ بندے کے بس کی بات نہیں ... اور اس کے بس کی تو یہ بات ہے ہی نہیں۔

تو پھر وہ کیا کرے......؟ زندگی کا اب یہی ایک مقصد تھا۔

جواب بھی ذہن میں آ گیا۔ اسے تو بس پورے خلوص اور ... سے اللہ کی اطاعت کرنی ہے۔ الحمدللہ......! اللہ نے اسے ایمان سے ... فرمایا، اسے نماز قرآن کی رغبت اور محبت عطا فرمائی۔ اب اسے نیک ... توجہ دینی ہے۔ ہر کام اللہ کو خوش کرنے کی نیت سے کرنا ہے۔ اللہ کا ... اللہ نے فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو عطا فرمائے، خوشی سے ... سے روکے، اس سے رُک جاؤ۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم ماننا ہے ... علیہ وسلم کی اتباع کرنی ہے۔ اگر اس کوشش میں خلوص ہوا اور اللہ ... ہے۔ اللہ چاہے تو اپنی محبت بھی عطا فرما دے گا۔

لیکن سب سے بڑی بات یہ کہ اس کے لئے اللہ سے دعا ... کے اذن اور عطا کے بغیر وہ کسی خیر، کسی بھلائی، کسی نیکی تک نہیں پہنچ سکتا۔

اس نے دو رکعت نماز قضائے حاجت کے لئے ادا کی اور دعا کی ... ہی جیسے دل و دماغ پر سے ہر بوجھ ہٹ گیا۔ گہری مایوسی مکمل طور پر چھٹ گئی۔

اب تک اس کا مایوسی کا کوئی دورہ اتنی جلدی اور اتنی آسانی سے ...

وہ خواب گاہ میں آیا۔ اندھیرا کر کے وہ سونے سے پہلے ... میں مصروف ہو گیا۔ سونے کے لئے لیٹتے ہوئے اس کی نظر ارجمند کے چہرے ... چاند کی طرح چمک رہا تھا۔

وہ محویت سے اسے دیکھتا رہا۔ ترشے ہوئے نقوش، وہ سراپا ... عطا کی ہوئی بہت بڑی نعمت تھی۔ وہ سوچتا رہا۔

... کیسا مہربان...... فضل عظیم کا مالک ہے۔ کیسی کیسی نعمتیں عطا فرماتا

یہ سوچتے ہوئے اس کے دل میں رغبت جاگی۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور ... سے ارجمند کے چہرے کے ہر خط کو گویا ٹٹولنے لگا۔ ہونٹوں پر پہنچ کر ... میں لرزش پیدا ہو گئی۔ وجود میں جذبات اور خواہشیں سر اٹھا رہی تھیں۔

اس نے نور الحق کو مسہری کی دیوار کے ساتھ والے حصے میں منتقل کر دیا۔

ارجمند کسمسانے لگی۔ پھر اس کی آنکھیں نیم وا ہوئیں اور اس کے جسم میں ... گئیں۔ وہ کھسک کر اس کے اور قریب ہو گئی۔

... لمحے کو عبدالحق جھجکا۔

"سوری ارجی......! میں نے تمہاری نیند خراب کی۔" اس نے کہا۔ لیکن ... اس کی آواز لرز رہی تھی۔

ارجمند پوری طرح بیدار ہو گئی تھی۔

"کیسی بات کرتے ہیں آپ......؟" اس نے تڑپ کر کہا۔

"آپ کا مجھ سے سوری کہنے کا رشتہ نہیں...... مجھ پر ہر طرح کا حق ہے آپ

"لیکن ارجی......!"

"میں آپ کے حق کی راہ میں بے دلی سے بھی کام لوں تو گناہگار رہوں ..." ارجمند نے اس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔

اس کے بعد عبدالحق کو سوچنے اور سمجھنے کا یارا ہی نہیں رہا۔ وہ تو ایک خوب ... تھا۔

❀❀❀

ارجمند کے لئے بھی وہ بہت خوب صورت خواب تھا۔

عبدالحق محبت سے اس کی طرف بڑھا تھا۔ ویسے تو پچھلی بار بھی اس نے ... اسے جگایا تھا لیکن اس وقت بات بالکل مختلف تھی۔ شاید اپنی اس وقت ... عبدالحق خود بھی نہیں سمجھ سکا ہوگا۔ ارجمند نے سمجھنے کی بہت کوشش کی تھی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اس نے سمجھ لیا تھا کہ اس وقت عبدالحق کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں
کی انتہا، کو پہنچا ہوا تھا۔ وہ شدید بے بسی اور احساس کمتری کا شکار تھا
بے حقیقت اور بے مصرف لگ رہا ہوگا۔ وہ شاید اس کی طرف بڑھا تو
کے لئے کہ وہ کچھ اختیار رکھتا ہے، بہت کچھ کر سکتا ہے۔ اپنے جیسے کسی
لینا کوئی معمولی بات نہیں ہوتی۔ وہ اپنی طاقت اور اقتدار کا مظاہرہ
بحال کرنا چاہتا ہوگا۔ اسے یہ احساس بھی نہیں ہوگا کہ جسے وہ تسخیر
رہا ہے، وہ تو پہلے ہی سے مسخر ہے۔

اور ہوا کیا۔ اس نے اسے بھی زخمی کر دیا اور اپنا مقصد بھی حاصل

لیکن اس بار کی بات اور تھی۔ اس نے بڑی نرمی اور محبت سے
پچھلی بار وہ بھڑک کر جاگی تھی اور ڈر گئی تھی، جیسے کسی طوفان کی لپیٹ میں
اس بار پوری طرح جاگنے سے پہلے ہی اس کے ذہن کو خوش گوار
تھا۔ جسم میں مہکتی ہوئی حدت جاگ اٹھی تھی اور وہ جبلی طور پر اس کے
تھی۔

پھر پچھلی بار عبدالحق نے کبھی اس سے معذرت نہیں کی۔ شاید اسے
زیادتی کا احساس ہی نہیں ہوا۔ لیکن اس بار تو اس نے اس کی نیند خراب
معذرت کی۔

وہ ارجمند کے لئے دہری خوشی تھی۔

عبدالحق کی قربت، اس کا التفات اور اس کی محبت دیئے
بہت بڑی خوشی تھی۔ لیکن یہاں تو عزت نفس پر لگے پچھلی بار کے زخم
وہ زخم، جس کی ٹیسیں اسے ستاتی رہی تھیں، جسے مندمل کرنے کی کوشش میں
ایک اور زخم کھا لیا تھا، کچھ اور حقیر ہو گئی تھی۔ بلکہ عہد کی پاسداری نہ کرنے
اس کے نامہ اعمال میں شامل ہو گیا تھا۔

اللہ نے اپنی عنایت سے اس رات سب کچھ دھو ڈالا۔ اس رات
کیا کیا کچھ حاصل ہو گیا..... کیف و انبساط، دل اور روح کی طمانیت، جسم
ذہن کا سکون اور اپنے وجود اور عبدالحق سے اپنے تعلق کا اثبات۔

حق تو بے سدھ ہو کر سو گیا۔ اس کے لئے تو سونا ممکن ہی نہیں تھا۔ اسے
شکر ادا کرنا تھا۔

نے غسل کیا اور شکر کے دو نفل ادا کیے۔ پھر اس نے وقت دیکھا۔ سردی
کی ہوتی ہیں۔ اس کے پاس سونے کے لئے اچھا خاصا وقت تھا۔ تاہم
الارم لگایا اور سو گئی۔

ہمیشہ کی طرح الارم سے پہلے ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔

فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد اس نے عبدالحق کے لئے گرم پانی کا اہتمام کیا
ہو گیا۔

الحق نے اٹھتے ہی گھڑی دیکھی اور شکایتی لہجے میں بولا۔

"نے دیر سے کیوں اٹھایا مجھے......؟ میں تہجد سے محروم ہو گیا۔"

ارجمند کو خود پر حیرت بھی ہوئی اور شرمندگی بھی۔ وہ جانتی تھی کہ عبدالحق کا
کیا ہے۔ نہ جانے کیوں اسے اس بات کا خیال ہی نہیں آیا۔

"مجھے معاف کر دیں آغا جی......! خیال ہی نہیں رہا بالکل......!" اس نے
تے ہوئے کہا۔

عبدالحق باتھ روم میں چلا گیا۔ ارجمند فجر کی اذان کا انتظار کرنے لگی۔

اچانک عبدالحق نے چیخ کر اسے آواز دی۔ اس کی آواز بری طرح لرز رہی
میں گھبراہٹ تھی۔

ارجمند باتھ روم کے دروازے کی طرف لپکی۔ دروازہ بند ہی تھا۔

"کیا ہوا آغا جی......؟"

"پانی بالکل ٹھنڈا ہے، جیسے پگھلی ہوئی برف......!" عبدالحق نے دروازے
بمشکل کہا۔ لگتا تھا کہ اس کے دانت بج رہے ہیں۔

ارجمند کو حیرت ہوئی۔ عبدالحق عام طور پر پانی زیادہ گرم ہونے کی شکایت
ٹھنڈا پانی ملانا پڑتا تھا۔ اور پھر وہ کہہ رہا تھا...... اتنا ٹھنڈا جیسے پگھلی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"یہ کیسے ممکن ہے......؟"

پھر اس نے سوچا۔

ممکن ہے، اس سے بے دھیانی میں کوتاہی ہوئی ہو۔

"اور پانی گرم کر لاؤں......؟" اس نے پوچھا۔

لیکن جواب میں دروازہ ہی کھل گیا۔ عبدالحق کا گھبرایا ہوا ... سامنے تھا۔

ارجمند کی حیرت بڑھ گئی۔ گرم پانی کی وجہ سے باتھ روم میں ... تمازت چھا جاتی ہے، وہ وہاں موجود تھی۔ گرم پانی کی بھاپ کی ... دھندلاہٹ بھی تھی اور عبدالحق کہہ رہا تھا کہ پانی پگھلی ہوئی برف جیسا ...

"کیا بات ہے آغا جی......؟" اس نے پر تشویش لہجے میں ...

"عجیب بات ہے......!" عبدالحق کی آواز میں اب بھی لرزش ...

"پانی سے بھاپ بھی اٹھ رہی ہے۔ میں نے عادت کے ... ڈال کر چیک کیا۔ پانی زیادہ گرم لگا۔ میں نے ٹھنڈا پانی ملایا۔ جسم ... چڑھ گئی۔ برف جیسا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔"

ارجمند نے خود پانی میں ہاتھ ڈال کر دیکھا۔ پانی خاصا گرم ... سوچا۔

ممکن ہے، عبدالحق کو زیادہ سردی لگ رہی ہو۔

"آپ رکیں...... میں اور پانی گرم کر کے لاتی ہوں۔"

عبدالحق نے کچھ نہیں کہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ تو جانتی ہوئی ... ایسا کیوں کہ پانی میں ہاتھ ڈالو تو گرم لگے اور جسم پر ڈالو تو اتنا ٹھنڈا ... معمولی بات تھی۔

اس دوران فجر کی اذان بھی ہو گئی۔

ارجمند گرم پانی کا بڑا دیگچہ لے کر آئی۔

"اتنے گرم پانی کا کیا کرنا ہے مجھے......؟" عبدالحق نے کہا۔

"رکھ لیں...... اپنی ضرورت کے مطابق ملا لیجیے گا۔"

"ٹھیک ہے......!" عبدالحق نے کہا اور دروازہ بند کر لیا۔

ارجمند نماز کے لیے کھڑی ہونے والی تھی، لیکن رک گئی۔ نہ جانے کیوں ... ہو رہا تھا کہ عبدالحق کو اس کی ضرورت پڑے گی۔

اور پھر ہوا بھی یہی۔ ذرا دیر بعد پھر عبدالحق کی چیخ سنائی دی۔ اس بار آواز ... کا عنصر زیادہ نمایاں تھا۔

ارجمند پھر دروازے کی طرف لپکی۔

"آپ ٹھیک تو ہیں آغا جی......!"

دروازہ کھلا اور عبدالحق باہر نکل آیا۔ اس پر تھرتھری چڑھی ہوئی تھی۔ اس کا ... بند تھا۔ قمیص پہننے کا بھی اسے خیال نہیں رہا تھا۔ وہ بیڈ کی طرف لپکا اور ... دراز ہو گیا۔

"ہوا کیا......؟" ارجمند نے پوچھا۔ وہ اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

"نہایت گرم پانی بھی جسم پر نہایت ٹھنڈا اور ناقابل برداشت لگ رہا ہے۔ ... میری سانس رک جائے گی۔"

ارجمند الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے جسم کی ... ہوئی تھی۔ آواز کی لرزش بھی بہت موہوم رہ گئی تھی۔

اچانک عبدالحق نے سسکی سی لی اور کندھے کو سہلانے لگا۔

"کیا ہوا......؟" ارجمند نے پوچھا۔

"بڑی شدید جلن اور تکلیف ہو رہی ہے کندھے میں۔"

"مجھے دکھائیں......!"

عبدالحق نے کندھے سے لحاف سرکایا۔

ارجمند نے دیکھا تو حیران رہ گئی۔

"یہ تو آبلے پڑ گئے ہیں۔"

"آبلے......؟" عبدالحق نے حیرت سے کہا۔

"پانی تو ٹھنڈا یخ ہو رہا تھا۔"

"پانی تو وہ کھولتا ہوا تھا آغا جی......!" ارجمند نے تصحیح کی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"البتہ آپ کو وہ ٹھنڈا لگ رہا تھا۔ جانے کیوں ......"
پریشانی تھی۔
"پانی اتنا ٹھنڈا تھا کہ اب تک میرے جسم میں تھرتھری ہے۔"
لہجے میں احتجاج تھا۔
"لیکن یہ آبلے اس کے نہایت گرم ہونے کا ثبوت ہیں۔" ارجمند ...
پھر وہ چونکی۔
"کمال ہے......! آپ تکلیف میں ہیں اور میں اسے پرے ...
ہوں، جیسے یہ کوئی علمی موضوع ہو۔ آپ رکیں...... میں ابھی آئی ......"
عبدالحق اس کی بات پر غور کرنے لگا۔
"وہ ٹھیک ہی کہہ رہی تھی۔ دوسری بار تو پانی واقعی کھولتا ہوا تھا ...
جسم پر پڑتے ہوئے وہ یخ بستہ لگا، لیکن بعد میں جسم پر آبلے پڑ گئے۔ ...
وہ کھولتا ہوا پانی تھا۔"
"یہ معاملہ کیا ہے......؟" اسے خوف آنے لگا۔ ادھر کندھے میں ...
گئی تھی۔ اور اس تکلیف میں بھی اسے یہ خیال آیا کہ اس ناپاکی کی وجہ سے وہ ...
بھی نہیں پڑھ سکا ہے۔ اس کا دل غم سے بھر گیا۔
ارجمند واپس آئی۔ اس نے اس کے کندھے پر کچھ لیپ ...
ویسی کی ویسی ہی رہی، مگر پھر ٹھنڈ پڑ گئی۔ وہ سکون محسوس کرنے لگا۔
"تم نماز پڑھ لو اب......!" اس نے ارجمند سے کہا۔
"ورنہ تمہاری نماز بھی نکل جائے گی۔"
ارجمند نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ اپنے پسندیدہ کونے میں ...
کی نیت باندھ لی۔
عبدالحق اپنے پُراسرار معاملے پر غور کرنے لگا۔ کبھی وہ کڑھتا اور کبھی ...
ہو جاتا۔ نماز سے محروم ہونے کا خیال اسے بہت دکھ دے رہا تھا۔ ...
دوبارہ باتھ روم میں چلا گیا۔
پانی اب بھی اتنا گرم تھا کہ باتھ روم میں دھند سی چھائی ہوئی تھی۔ ...

... ڈال کر دیکھا۔ وہ ناقابل برداشت ہونے کی حد تک گرم تھا۔ اس نے

"اب بھی میں غسل کرلوں تو مجھے نماز مل سکتی ہے۔"
اس بار اس نے گرم پانی کو اپنی ران پر آزمایا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس
کے منہ سے دبی دبی چیخ نکل گئی۔ کھولتا ہوا پانی اس کے جسم کو چھوتا تو جیسے یخ بستہ ہو
... اس کے ہاتھ نارمل تھے۔
"آقا جی ! کیا ہوا......؟ خیریت ہے......؟" دروازے کے پیچھے سے
اس کی پریشان آواز سنائی دی۔
"آرہا ہوں......!" عبدالحق نے جواب دیا۔
وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا اور لحاف کی طرف لپکا۔ اس بار تھرتھری کچھ زیادہ

"کیا ہوا......؟" ارجمند نے پوچھا۔
"یہی صورت حال ہے۔ یہ کوئی نارمل بات تو نہیں۔ یہ کیا ہو گیا ہے
...؟" عبدالحق کے لہجے میں پریشانی تھی۔
"پریشان نہ ہوں...... انشاء اللہ......! سب ٹھیک ہو جائے گا۔" ارجمند نے
...
لیکن عبدالحق کی پریشانی کم نہیں ہوئی۔ پھر نورالحق اٹھ گیا۔ ارجمند کے گھر
کے کام شروع ہو گئے۔ ارجمند کے لئے وہ پریشانی تھی۔ بچہ دودھ کا تقاضا کر رہا
تھا وہ اسے کمرے میں ہی پلاتی تھی۔ مگر اس وقت تو عبدالحق یوں لحاف میں
تھا جیسے اس کے باہر آنے کا کوئی ارادہ ہی نہ ہو۔
ادھر نورالحق کے تقاضے اور اس کے اشارے اب واضح ہوتے جا رہے تھے۔
اس کے مضطرب ہاتھ اپنے ناشتے کی طرف مچل رہے تھے۔
"آپ دفتر کی تیاری کریں نا...... میں آپ کا ناشتہ لاتی ہوں۔"
"اب اس حال میں میں دفتر تو نہیں جا سکتا۔" عبدالحق نے دل گرفتگی سے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ارجمند کو کوئی متبادل بندوبست کرنا تھا۔ اس نے مچلتے ہوئے
میں اٹھایا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

"آپ اطمینان سے بیٹھیں...... میں ناشتہ لگاتی ہوں۔"
ہوئے عبدالحق سے کہا۔

عبدالحق بستر پر دراز ہو گیا۔

ارجمند نورالحق کو گیسٹ روم میں لے گئی۔ بچے کو دودھ پلا
میں عبدالحق کے پاس چھوڑا، جہاں وہ عبدالحق سے کھیلنے لگا۔ اس کی
جی بھی کسی حد تک بہل گیا۔

عبدالحق حیران تھا کہ نورالحق اپنے معمولات کا اتنا پکا ہے۔
رہا۔ لیکن اس نے اس سے گود میں لینے کا تقاضا نہیں کیا۔ یہ تقاضا وہ
کبھی نہیں کرتا تھا۔

اس صبح عبدالحق سے ٹھیک سے ناشتہ نہیں کیا گیا۔

حمیدہ تشویش سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا بات ہے پتر......؟ تو نے کچھ کھایا ہی نہیں؟"

"کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے اماں......!" عبدالحق نے ظاہری بے
کہا۔

"اور تو ابھی تک تیار بھی نہیں ہوا...... دفتر نہیں جانا ہے......؟"

"آج چھٹی کروں گا اماں......!"

حمیدہ اور پریشان ہو گئی۔ وہ کبھی بے وجہ چھٹی کرتا ہی نہیں تو۔

"خیریت تو ہے پتر......؟"

"بس...... یونہی اماں......! کچھ تھکن سی ہے۔ آج آرام کروں گا۔"
نے کہا اور مزید تفتیش سے بچنے کے لئے اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔
احساس ابھی تک تھا۔ وہ پھر لحاف میں گھس کر بیٹھ گیا۔

پانچ منٹ بعد ارجمند نورالحق کو لے کر آ گئی۔ لیکن اب نورالحق
عبدالحق اٹھا، اس نے نورالحق کو کندھے پر بٹھایا تو اس کی چیخ نکل گئی۔

"ارے...... رے...... رے......!" ارجمند اس کی طرف لپکی اور زبردستی
گود میں لے لیا، جو کسی طرح اس کے پاس آنے کو تیار نہیں تھا۔

نورالحق رونے لگا۔ وہ بار بار عبدالحق کی طرف بانہیں پھیلا رہا تھا۔

"بابا کے کندھے پر ہو ہو گیا ہے بیٹے...... اہو...... ہو......" ارجمند نے کہا۔
کو کسی بھی ڈراؤنی اور خطرناک چیز کے بارے میں لفظ "ہو" کہہ کر بتایا جاتا

لیکن نورالحق اپنے مطالبے سے دستبردار نہیں ہوا۔

"کوئی بات نہیں......!" عبدالحق نے کہا۔

"اب ایسا بھی نہیں کہ اسے نہ اٹھا سکوں...... بس...... ذرا احتیاط کروں گا۔"

"جی نہیں......! بچے کو بتانا بھی تو ضروری ہے۔"

"ارے......! اتنا چھوٹا تو ہے...... یہ کیا سمجھے گا......؟"

"دیکھتے ہیں......!" ارجمند نے کہا۔

"آپ ذرا اپنے کندھے پر سے قمیص ہٹائیے......!"

عبدالحق نے کندھے پر سے قمیص ہٹا دی۔

ارجمند نے نورالحق کو اس کے کندھے کے قریب کیا اور آبلوں کی طرف
تے ہوئے کہا۔

"دیکھو بیٹے......! بابا کو ہو ہو گیا ہے۔"

نورالحق چند لمحے آبلوں کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس سے پہلے کہ ارجمند اسے
پاتی، اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر آبلوں کو چھو لیا۔

عبدالحق کی چیخ نکل گئی۔

عبدالحق کی چیخ سن کر نورالحق کا چہرہ بجھا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ بار
وہ عبدالحق کے کندھے کی طرف ہاتھ بڑھاتا، گول سا منہ بنا کر ہو کہتا اور ہاتھ کھینچ
لیتا۔

پھر اس نے عبدالحق کی طرف دونوں ہاتھ پھیلائے اور مچل کر اس کی طرف
ارجمند کے لئے اسے سنبھالنا ممکن نہیں تھا۔ عبدالحق نے تیزی سے اسے گود میں نہ

لیا ہوتا تو شاید وہ گر جاتا۔

عبدالحق کی گود میں بیٹھ کر بچہ اس کے چہرے کو بہت غور سے [illegible]
کی نگاہوں میں بے پناہ محبت تھی۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر بڑی [illegible]
چہرے کو چھوا اور رونے لگا۔

یہ عمل وہ بار بار دہراتا رہا۔ اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے [illegible]
روتا۔

''اسے پیار کیجئے نا.....!'' ارجمند نے عبدالحق سے کہا۔

عبدالحق نے اسے پیار کیا اور اسے گود میں لیتے ہوئے [illegible]

''آج تو تمہیں گود میں لے کر ہی ٹہلنا پڑے گا۔''

اس نے گود میں لے کر روز کا معمول پورا کیا۔ پھر تو [illegible]
کر کے بیڈ روم میں آ گیا۔

سردی کا احساس کچھ کم ہو گیا تھا۔ پھر بھی وہ لحاف اوڑھ کر [illegible]
وقت وہ بہت دکھی ہو رہا تھا۔ یہ خیال اس کے لئے سوہانِ روح بنا [illegible]
تک ناپاکی سے نجات نہیں پا سکا ہے۔ اس کی فجر کی نماز قضا ہو گئی [illegible]
بلکہ اگلی نماز کے بارے میں بھی وہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ صورت حال [illegible]
کیا وہ اب کبھی نہیں نہا سکے گا.....؟

وہ اس پر غور کرنے لگا کہ یہ ہوا کیا ہے.....؟ ایک ہی بات [illegible]
اور وہ یہ کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ایسا ہرگز نہیں کہ بالکل اچانک [illegible]
عجیب و غریب بیماری کا حملہ ہو گیا ہو۔ یہ تو اللہ کی طرف سے ہے۔

اسے یاد آیا کہ ابھی کچھ دن پہلے، ارجمند زندگی میں پہلی بار خود [illegible]
بڑھی تھی اور اس نے اسے جھڑک دیا تھا، اسے مایوس کر دیا تھا۔ صرف [illegible]
سے، سردی میں غسل کرنے کے خیال سے۔ اور آج اسے خواہش ہوئی [illegible]
چیز کی پرواہ نہیں کی۔

تو کیا اس بات پر اللہ ناراض ہو گیا اس سے.....؟

وہ بہت دیر سوچتا رہا اس پر۔

کیا بات ہے.....؟ میں بار بار اللہ کو ناراض کرنے والے کام کرتا

پھر اسے یاد آیا کہ وہ محض غسل کی بات نہیں تھی۔ ارجمند نے اس سے ایک
[illegible] اللہ کو گواہ بنا کر اپنا ہر حق اس پر معاف کر دیا تھا۔ اس کے باوجود وہ اس کی
[illegible] تھی۔ اگر وہ اسے نہ روکتا تو وہ وعدہ خلافی معصول بن سکتی تھی۔

''نہیں.....!'' اس نے سوچا۔ اس پر اللہ ناراض نہیں ہو گا۔

''تو پھر.....؟''

وہ سوچتا رہا۔ مگر اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ بالآخر اس کی آنکھ لگ گئی۔

اس کی آنکھ کھلی تو اسے یاد تھا کہ سوتے میں اس نے بڑی صاف اور واضح
[illegible] وہ خواب نہیں تھا۔ کیونکہ اس میں نہ کوئی چہرہ تھا نہ کوئی منظر۔ بس وہ ایک
[illegible] وہ اس آواز کو اس وقت بھی سن سکتا تھا۔

اس آواز نے کہا تھا۔

''اللہ فرماتا ہے کہ تم اس کے بندوں پر جس طرح کی نرمی کرو گے، میں تم پر
[illegible] کی نرمی اس سے بڑھ کر کروں گا۔ تم میرے بندوں سے درگزر کرو گے، میں
[illegible] درگزر کروں گا۔ تم جس نعمت پر شکر ادا کرو گے، میں اسے تمہارے لئے اور بڑھا
[illegible] سے منہ موڑو گے تو نعمت تم سے دور ہو جائے گی۔ اور نعمت کو ٹھکراؤ تو
[illegible] تم سے چھینی بھی جا سکتی ہے۔''

عبدالحق جھرجھری لے کر رہ گیا۔

''کیا یہ نعمت نماز ہے.....؟ کیا وہ نماز سے محروم ہونے والا ہے.....؟''

''ایسا کیوں ہوا.....؟''

نفس کی وجہ سے..... رات نفس نے اسے ورغلایا اور رات کی قربت کے
[illegible] وہ صبح کی نماز سے محروم ہوا۔

اسی وقت اس نے دو فیصلے کئے۔ ایک تو اس نے توبہ کی اور عہد کیا کہ اب
[illegible] خود پر غالب نہیں آنے دے گا۔ دوسرے اس نے سوچ لیا کہ ابھی وہ ٹھنڈے
[illegible] سے غسل کرے گا۔ وہ ہر حال میں پاک ہو کر رہے گا، چاہے سردی کی وجہ سے وہ

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

مر جائے۔ نماز سے محروم زندگی کے مقابلے میں یہ موت بہت بہتر …
کوشش کرتے ہوئے ہی تو مرے گا وہ۔

یہ فیصلہ کر کے اسے تقویت کا احساس ہوا۔ لیکن دوسری طرف ایک … خلش اسے ستانے لگی۔ نہ جانے کیوں اسے یہ احساس ہو رہا تھا کہ … سمجھا ہے۔ بات کو سمجھنے میں اس نے کہیں غلطی کی ہے۔

وہ سوچتا رہا کہ آواز کا اشارہ کس نعمت کی طرف تھا … سے وہ دوچار تھا۔ اس میں تو وہ نعمت صرف اور صرف نماز ہی تھی۔ … تھا وہ۔ اس معاملے میں اور کوئی نعمت تو نہیں تھی۔

لیکن اپنے یقین کے باوجود وہ خلش اسے ستاتی رہی۔

پھر اس نے اسے ذہن سے جھٹکا اور گھڑی کی طرف دیکھا … کمرے میں کوئی موجود نہیں تھا۔ ارجمند شاید کچن میں مصروف ہو گی … گیا۔ اس کے کپڑے صبح سے وہیں لٹکے ہوئے تھے۔ تولیہ بھی موجود تھا۔

وہ شاور کے نیچے کھڑا ہوا تو جسم میں تھرتھری سی دوڑ گئی۔ … کا تجربہ اسے یاد آنے لگا۔ کھولتا ہوا پانی اسے یخ بستہ لگ رہا تھا تو یہ … کیا حشر کرے گا......؟

ایک لمحے کو اس کا جی چاہا کہ وہاں سے بھاگ جائے۔ … اسے یاد آ گیا۔ اسی فیصلے پر عمل کرنا ضروری ہے، خواہ نتیجہ کچھ بھی ہو۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے نل گھمایا۔ اس کا جسم سرد پانی کا … کرنے کے لئے خود کو تیار کر رہا تھا۔

لیکن پانی اس کے جسم پر گرا تو تازگی کا خوشگوار احساس … ٹھنڈا کیا، وہ پانی تو بالکل بھی ٹھنڈا نہیں تھا۔ وہ تو تازہ پانی تھا، نہ گرم۔ … سکون بخشنے والا۔

"ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ......!" اس نے زیرِ لب …
باہر نکل کر اس نے فجر کی قضا پڑھی تو اس کا دل سکون سے بھر گیا … نے پھر اسے بخش دیا تھا۔

……! وہ تو ہر لمحے ہماری نہ جانے کتنی خطائیں ہماری معذرت کے بغیر … کرتا رہتا ہے۔

❀❀❀

جس دن نورالحق ایک سال کا ہوا، اس دن اس نے پہلی بار کھڑے ہو کر چلنا … عبدالحق کو وہ منظر اس قدر بھایا کہ اس کا بس چلتا تو بس وہ اسے چلتے ہوئے … رہتا۔

وہ منظر تھا ہی کچھ ایسا......!

جب نورالحق چلتا تو اس کے چہرے کے تاثرات اور انداز سے اس کے ہر احساس کا پتا چلتا۔ کچھ تھوڑی سی بے یقینی، جو اس کے قدموں کے ڈولنے سے … کچھ خوف، گرنے کا خوف، جو اس کی آنکھوں میں جھلکتا۔ اس کے ساتھ … کرنے کی چمک بھی اس کی آنکھوں میں ہوتی۔ اور وہ چیلنج ہوتا دس بارہ … پہ کھڑا اسے بلاتا ہوا اس کا باپ۔

وہ بے یقینی سے اپنے ہدف کی طرف بڑھتا۔ اس کے قدم ڈگمگاتے۔ وہ … قدم بڑھاتا۔ پھر جب وہ اپنے ہدف سے ایک دو قدم کے فاصلے پر رہ … خوف اور ہیجان سے شل ہو کر وہ چلنا بھول کر عبدالحق کی طرف جست لگاتا اور … بازوؤں میں سما جاتا۔ اس وقت اس کے چہرے پر خوشی، ہونٹوں پر ہنسی اور … میں فخر ہوتا۔ وہ خوش ہو کر عبدالحق کو پیار کرتا۔

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ وہ درمیان میں ہی گر جاتا۔ اس لمحے اس کی نگاہوں … جھلکتی، وہ بسورنے لگتا...... لگتا کہ بس اب رویا اور جب رویا۔ یہ دیکھ کر … اسے پچکارتا، پکارتا۔

"کوئی بات نہیں بیٹے......! اٹھ جاؤ شاباش...... اور جلدی سے آؤ میرے … گرنے سے ڈرتے نہیں......!"

یہ سن کر نورالحق مسکراتا اور دوبارہ کھڑا ہوتا۔

اس کے کھڑے ہونے کی ادا عبدالحق کو اور پیاری لگتی تھی۔ وہ ہلتا جلتا اٹھتا۔ … لگتا کہ وہ پھر گر جائے گا۔ اور کبھی وہ گر بھی جاتا۔ عبدالحق کو اسے پھر پچکارنا

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

پڑتا۔

اور جب نورالحق کا اعتماد بڑھ گیا تو اسے چلنے کا ہوکا ہو۔۔۔
رہنا چاہتا۔ جب تک جاگتا، چلتا رہتا۔ شام تک وہ تھک جاتا۔۔۔
وقت وہ اپنے معمول کے مطابق حمیدہ کے پاس ہوتا تھا۔ وہ بڑی ۔۔۔
سے اپنے پاؤں اپنے ہاتھوں سے دباتا۔ اور حمیدہ تڑپ جاتی۔

"لا ۔۔۔۔ میں دبا دوں تیرے پاؤں ۔۔۔۔!"

اور وہ پاؤں دباتی تو نورالحق کے چہرے پر سکون چھا جاتا۔

"اتنا کیوں چلتا ہے ۔۔۔۔؟" حمیدہ کہتی۔

"دیکھ تو ۔۔۔ پاؤں سوج گئے ہیں تیرے ۔۔۔!"

نورالحق ٹکر ٹکر اس کے چہرے کو دیکھتا رہتا۔ اس کی ۔۔۔
محبت ہوتی۔

عبدالحق اور ارجمند بھی وہیں موجود ہوتے اور رشید ۔۔۔
تماشا دیکھ کر مسکرا رہے ہوتے۔

"آپہ ۔۔۔۔! زیتون کا تیل تو دے ذرا ۔۔۔۔!" حمیدہ پکارتی۔

پھر حمیدہ نورالحق کی ٹانگوں کی بہت اچھی طرح مالش کرتی۔

"اب دیکھنا ۔۔۔۔ سارا درد بھاگ جائے گا تیرا ۔۔۔۔!"

اور کچھ دیر بعد نورالحق اٹھ کر بیٹھتا اور عبدالحق کی طرف ۔۔۔
بات کا اشارہ ہوتا کہ اب اس کے ساتھ والے معمول کا وقت شروع ۔۔۔

چلنے کا شوق اپنی جگہ، لیکن وہ اپنے معمول سے دست ۔۔۔
وہ عبدالحق کی گود میں ہی تھا۔ عبدالحق اسے لے کر ٹہلتا رہتا، یہاں تک ۔۔۔

اور وقت کا وہ ایسا پابند تھا کہ دن چھوٹے بڑے ہونے سے ۔۔۔
نہیں پڑتا۔ اب موسم بہار آ گیا تھا۔ دن بڑا ہونے لگا تھا۔ عشاء کا وقت ۔۔۔
تھا۔ اب وہ عشاء سے پہلے سوتا تھا۔

عام طور پر بچے بولتے پہلے ہیں اور چلتے بعد میں ہیں۔ ۔۔۔
تھا۔ وہ گھر بھر میں دوڑتا پھرتا تھا۔ لیکن بولا اب تک نہیں تھا۔

ایک شام اس کے پیروں کی مالش کرتے ہوئے حمیدہ نے کہا۔

"نورالحق ۔۔۔ ! تو بولے گا کب ۔۔۔۔؟"

نورالحق عادت کے مطابق اسے تکتا رہا۔

"بولتا کیوں نہیں ۔۔۔ ؟ جواب دے ۔۔۔!"

نورالحق پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھتا رہا۔

"کیا بڈھا ہو کر بولے گا ۔۔۔؟" حمیدہ نے کچھ چڑ کر کہا۔

"۔۔۔ تو شاید میں ہوں گی بھی نہیں ۔۔۔!"

نورالحق کا ردعمل حیرت انگیز تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس نے صاف آواز

"۔۔۔!"

۔۔۔ جیسے ساکت ہو گئی۔ تماشائیوں نے جیسے سانسیں روک لیں۔ سب
۔۔۔ سماعت کا وہم لگا تھا۔ سب بے یقینی سے دوچار تھے۔

سب سے پہلے حمیدہ ہی سنبھلی۔ اس نے چٹ چٹ نورالحق کو خوب پیار کیا۔

"کیا کہا تو نے ۔۔۔ ؟ پھر سے بول ۔۔۔۔!"

۔۔۔ نورالحق جیسے ہر بات سمجھ رہا تھا۔ اس نے پھر دہرایا۔

"بابا ۔۔۔!"

"کون بابا ۔۔۔۔؟ کہاں ہیں بابا ۔۔۔۔؟"

نورالحق چند لمحے حمیدہ کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے سر گھما کر اس طرف دیکھا،
۔۔۔ ارجمند اور عبدالحق بیٹھے تھے۔ پھر اس نے انگلی عبدالحق کی طرف اٹھاتے ہوئے

"بابا ۔۔۔ ! بابا ۔۔۔۔!"

اور کمرے میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ عبدالحق کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔
۔۔۔ کے چہرے پر فخر تھا۔ وہ زیر لب اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی۔

"هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۔۔۔۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔۔۔۔!"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"ادھر دیکھو میری طرف......!" حمیدہ نے بناوٹی غصے سے
نورالحق سب کو خوش دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ حمیدہ کی آواز سن کر
مڑا۔

"بہت مطلبی ہے تو......!" حمیدہ نے ویسے ہی غصے سے کہا۔
"ٹانگیں تو تیری میں دباتی ہوں اور تو پہلا نام لیتا ہے بابا کا"
نورالحق نے بہت غور سے، پرتشویش نظروں سے حمیدہ کو
سمجھ گیا کہ وہ دکھاوے کا غصہ ہے۔ وہ ہنس ہنس کر تالیاں بجانے لگا۔
"مکار کہیں کا...... سب سمجھتا ہے۔" حمیدہ نے بڑے
سینے پر انگلی رکھتے ہوئے بولی۔
"اچھا بتا...... میں کون......؟"
نورالحق چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر بولا۔
"دادی......!"
"ذرا پھر سے کہہ......!"
"دادی......! دادی......! دادی......!" نورالحق
لپٹ گیا۔
حمیدہ نے اسے جی بھر کر پیار کیا۔
"میری جان......! میرا لاڈلا......!" پھر وہ خوشی سے رونے لگی۔
"تیرا شکر ہے ربا......! تو نے یہ دن بھی دکھایا مجھے......!"
پھر حمیدہ نے ارجمند کی طرف اشارہ کیا۔
"اچھا بتا...... یہ کون......؟"
نورالحق نے جھٹ کہا۔
"امی......! امی......!"
"پتر......! تیرا بیٹا بڑا مکار ہے۔" حمیدہ نے عبدالحق سے کہا۔
"بہت گہرا ہے یہ...... جانے کب سے بولنا آتا ہوگا اسے
ورنہ اتنا صاف کیسے بولتا......؟"

"ہاں اماں......! یہ تو ہے۔" عبدالحق نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اس دن سے گھر کی رونق اور بڑھ گئی۔

❀❀❀

جس طرح کا معاملہ عبدالحق کے ساتھ غسل کے معاملے میں ہوا تھا، عام طور پر معاملات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنی اہمیت کھو بیٹھتے ہیں۔ آدمی ان پر ... دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ اسے محض ایک واہمہ سمجھنے لگتا ہے اور بالآخر بھول

لیکن عبدالحق کے ساتھ ایسا نہیں ہوا۔ اس کے لئے وہ بہت بڑی بات تھی۔
وہ اسے بھول سکتا تھا......؟
رات سونے کے لئے لیٹتے وقت وہ اس واقعے کو یاد کرتا اور اس پر غور ... لیکن اس کی سمجھ میں نہ آتا کہ وہ کیا تھا......؟ اس میں تو اسے کوئی شک نہیں تھا کہ ... کی طرف سے تھا۔ یہ بھی طے تھا کہ وہ کوئی انعام نہیں تھا، بلکہ تنبیہ تھی۔ سوچنا یہ تھا کہ ... تنبیہ کی گئی، تاکہ وہ آئندہ اس سے بچے۔
وہ اس پر بہت سوچتا۔ اس کی سمجھ میں ایک ہی بات آتی تھی۔ نماز سے بے پروائی۔ دوسری کوئی بات اس کی سمجھ میں ہی نہیں آتی تھی۔ لیکن اس کا اطمینان نہیں ہوتا تھا۔ اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ اور دل کہتا تھا کہ بات کچھ

اس کے نتیجے میں ایک تبدیلی رونما ہوئی۔ یہ سب کچھ سوچتے ہوئے وہ سوتی ... دیکھتا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ کتنی حسین ہے۔ لیکن سوتے ہوئے وہ اور زیادہ ... یوں تھا کہ وہ اسے بہت پرکشش لگنے لگی تھی۔
مگر پہلے وہ اسے اتنا اور اس طرح دیکھتا بھی تو نہیں تھا۔
سردی رخصت ہوگئی۔ موسم معتدل، بلکہ قدرے گرم ہوگیا۔
رت بدلی تو اس کے سوچنے کا انداز بھی کچھ بدلا۔ کچھ اس کی وجہ یہ بھی تھی ... کر اس کے اندر خواہش سر اٹھانے لگی تھی۔ بہرحال اس نے سوچا کہ ... ٹھنڈے گرم ہونے کا مسئلہ بھی نہیں ہے۔

لیکن پچھلی بار کی ان ہونی کے نتیجے میں اس کی قربت ...

کا اسے اب تک غم بھی تھا اور اس کی وجہ سے وہ خوفزدہ بھی تھا۔ ...

تھا، لیکن ہمت بھی نہیں ہوتی تھی۔ کہیں اس بار بھی ...

مگر ہر گزرتی رات کے ساتھ اس کی خواہش بڑھتی گئی۔ ...

اور سر اٹھاتے اٹھاتے سرکشی پر اتر آیا۔

اس رات اس نے بڑی نرمی اور محبت سے ارجمند کو دیکھا۔

وہ رات صرف نفس کی، خواہش کی رات نہیں تھی۔ ...

ایسی محبت کہ ارجمند کی روح تک سیراب ہوگئی۔ وہ رات ان ...

خوب صورت خواب بن گئی۔

مگر جب آنکھ کھلی تو اس خواب کی خوف ناک تعبیر سامنے تھی۔

وہ دونوں ایک ہی وقت جاگے۔ دونوں کا ہی تہجد کا ...

ارجمند عبدالحق سے کوئی آدھا گھنٹہ پہلے بیدار ہوتی تھی۔ لیکن اس ...

جلدی ہی جاگ گیا۔ وہ سو گیا تھا، یہ بھی اللہ کی رحمت تھی۔

"آپ رکیں، میں گرم پانی لاتی ہوں۔"

موسم خاصا گرم تھا۔ خواب گاہ میں نسبتاً زیادہ گرمی تھی۔ ...

تھے۔ عبدالحق نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ارجمند......! اس وقت تو ٹھنڈا پانی ...

ارجمند نے کچھ نہیں کہا۔ وہ کمرے سے نکلی اور کچن کی طرف ...

سے پہلے اس نے عبدالحق کے کپڑے باتھ روم میں پہنچا دیئے۔

عبدالحق باتھ روم میں گیا تو بے حد پُر اعتماد تھا۔ وہ شاور ...

اس نے لٹو گھمایا۔

پانی کی پھوار جسم پر گری تو اس کی چیخ نکل گئی۔ وہ گھبرا کر شاور ...

بوکھلاہٹ ایسی تھی کہ اسے لٹو گھمانے کا خیال ہی نہیں رہا۔

چند لمحے وہ اپنے کندھوں کو سہلاتا رہا۔ حیرت کی بات تھی کہ اس ...

پر آبلے نہیں پڑے تھے، حالانکہ جسم پر گرنے والا پانی اسے تو کھولتا ...

... میں جلن البتہ وہ رہی تھی، اور وہ بھی بتدریج کم ہوتی جا رہی تھی۔

اس نے پاجامہ پہنا اور باہر نکل آیا۔ اس کا دل خوف اور غم سے بھرا ہوا تھا۔

... ارجمند موجود تھی۔ اس نے اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑتی دیکھیں تو

... انداز میں بولی۔

"گھبرائیں نہیں...... میں نے پانی گرم کر لیا ہے۔ ابھی لائی......!" یہ کہہ کر

... کے لئے پلٹی۔

"اس کی ضرورت نہیں ارجمند......!" عبدالحق نے کہا۔

ارجمند نے پلٹ کر اسے تشویش سے دیکھا۔ عبدالحق کی آواز کی لرزش نے

... کر دیا تھا۔

"کیا ہوا......؟" اس نے پوچھا۔

"اس بار معاملہ برعکس ہے۔"

"کیا مطلب......؟"

"شاور کا پانی مجھے ناقابل برداشت حد تک گرم لگ رہا ہے...... کھولتا ہوا۔"

ارجمند نے حیرت سے اسے دیکھا۔ باتھ روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی

... باتھ روم کی طرف چل دی۔ عبدالحق بھی اس کے پیچھے تھا۔

ارجمند نے شاور کی پھوار کی طرف ہاتھ بڑھایا اور چند لمحے وہیں رہنے دیا۔

"پانی تو نارمل ہے آغا جی......! بلکہ کچھ ٹھنڈا ہے۔"

عبدالحق نے بھی ہاتھ بڑھایا، لیکن اگلے ہی لمحے ہلکی سی چیخ کے ساتھ واپس

... استفہامیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میرے لئے تو یہ کھولتا ہوا پانی ہی ہے۔"

"تو اب......؟" ارجمند کے لہجے میں پریشانی تھی۔

"تم میری فکر مت کرو......! مجھے میرے حال پر چھوڑ دو......!"

"مطلب......؟"

"تم غسل کرو اور نماز پڑھو......!"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"لیکن ..."

عبدالحق نے اس کی بات کاٹ دی۔

"میرا تو نقصان ہو ہی گیا۔" عبدالحق نے بڑے دکھ سے کہا۔

"میں نہیں چاہتا کہ اس کی فکر میں تم بھی اپنی تہجد، بلکہ فجر سے بھی محروم ہو جاؤ...... !" یہ کہہ کر وہ باتھ روم سے نکل گیا۔

وہ دن بھی پچھلے دن جیسا ہی تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ پچھلی بار وہ لپٹ کر بیٹھ گیا تھا، جبکہ اس بار وہ لان میں چہل قدمی کر رہا تھا۔ اس کا دل دکھ وغصہ بھرا تھا۔ بے بسی کا احساس الگ تھا۔ غصہ اسے خود پر آ رہا تھا۔ پچھلی بار کے بعد اسے یہ جرأت کرنی ہی نہیں چاہیے تھی۔

پچھلی بار کی طرح اس بار بھی اس نے دفتر سے چھٹی لی۔ اور ... بجے کے بعد پانی اس کے لئے نارمل ہو گیا۔

❁❁❁

اس بار ارجمند بہت دکھی ہوئی۔ عبدالحق کی کوئی بھی محرومی اس ... اور یہ تو بہت بڑی محرومی تھی۔ نماز پڑھنے والا کوئی شخص ایک نماز سے ... تو یہ اس کے لئے بہت بڑا غم ہوتا ہے۔ جبکہ یہاں تو تہجد بھی تھی۔ ... دکھ کو محسوس کر سکتی تھی۔ ایک معمول اگر ٹوٹ جائے تو آدمی کو لگتا ہے ... پر پانی پھر گیا ہے۔

وہ ہفتے کی رات تھی۔ معمول کے مطابق وہ دونوں قرآن ... لیکن دونوں ہی ارتکاز سے محروم تھے۔ دونوں ہی اس معاملے پر ... اور دونوں یہ بھی سمجھتے تھے کہ اس پر بات کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ یہ تھا کہ بات شروع کون کرے اور بات کس طرح ... جائے......؟

بالآخر ارجمند نے ہی بات شروع کی اور عبدالحق کی دل ... کی۔

"آغا جی......! دل چھوٹا نہ کریں اور پریشان نہ ہوں۔" اس ...

"حالانکہ بات پریشانی ہی کی ہے۔"

"بے شک......! لیکن میں اور آپ...... ہم اس معاملے میں کچھ بھی نہیں کر ... پریشانی بیکار ہی ہوئی نا......؟"

"اب سوچوں پر کس کا اختیار ہے......؟ کوئی بچ سکتا ہے پریشان ہونے ...؟"

"جی......! بچ سکتا ہے۔ اللہ کا ذکر، قرآن اور نماز اس سے بچاتی ہے۔"

"لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ پریشانی کی وجہ سے نماز پڑھنا تک آسان ... آدمی کے لئے۔"

"جسے معلوم ہو کہ اس کے سوا کوئی پناہ نہیں، وہ بار بار کی ناکامی کے باوجود کوشش کرتا رہتا ہے۔ بالآخر اللہ خوش ہو کر اس کی پریشانی دور کر دیتا ہے، اور ... بھی عطا کر دیتا ہے۔"

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ بندے کے پاس اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے۔ بس ... کوشش کرتے رہنا ہے۔" عبدالحق نے کہا۔

"لیکن اس مسئلے پر بھی تو غور کرنا چاہئے۔ یہ مسئلہ ہے کیا......؟"

"آپ کیا سمجھتے ہیں......؟"

"مجھے تو اس معاملے میں بھی اللہ کی ناراضی ہی نظر آتی ہے۔"

"آزمائشیں بھی ہوتی ہیں آغا جی...... !"

"مگر شاید میں اس قابل نہیں...... میں تو ہمیشہ اللہ کو ناراض کرنے والے کام ..."

ارجمند نے اس پر بہت غور کیا تھا، لیکن اس کی سمجھ میں ایسی کوئی بات نہیں ... جو اللہ کی ناراضی کا سبب ہو۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے آغا جی......! آدمی کو ہر لمحہ، ہر معاملے میں اللہ ... چاہئے۔" وہ بولی۔

"لیکن ناراضی کا سبب تلاش کرنا بھی ضروری ہے۔"

"سبب تو جب اللہ کی رحمت ہوگی تو سمجھ میں آئے گا۔ اس وقت تو ہمارے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

سامنے سزا ہے۔ اس پر غور کر سکتے ہیں ہم......!"

"اور سزا کیا ہے......؟" ارجمند نے پوچھا۔

"تم نہیں سمجھیں......؟"

ارجمند نے نفی میں سر ہلایا۔

"سزا یہ ہے کہ میں تمہاری قربت سے محروم کر دیا گیا ہوں۔"

"اس کا مطلب ہے کہ اللہ مجھ سے بھی ناراض ہے......؟"

"یہ کیسے کہہ سکتی ہو تم......؟"

"میں بھی آپ کی قربت سے محروم کر دی گئی نا......!"

عبدالحق نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"یہ تمہاری محرومی کہاں ہے......؟" اس کے لہجے میں بھی [illegible]

"تم تو پہلے ہی اس سے دست بردار ہو گئی تھیں۔ تمہارے لئے [illegible]
ہی کہاں تھی......؟"

ارجمند اس کا جواب دینا چاہتی تھی۔ وہ کہنا چاہتی تھی کہ [illegible]
تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ وہ خود ہی اللہ کی محبت کے نام پر دنیا [illegible]
تھا۔ ورنہ اس نے تو صرف اس سے اپنے تعلق کو بچانے کے لئے [illegible]
اس کا دل ہی جانتا تھا کہ اس نے کتنی بڑی قربانی دی تھی۔ وہ تو [illegible]
اور آخرت میں کامیاب دیکھنا چاہتی تھی۔ مگر وہ اس کی محبت کو کہاں [illegible]

وہ یہ بھی کہہ سکتی تھی کہ جسے وہ اب اپنی محرومی اور اپنی سزا قرار [illegible]
اس کے نزدیک اس کی اہمیت ہی کب تھی......؟ دو سال کے عرصے میں [illegible]
اس نے دی ہی کتنی تھی......؟ ابتدائی عرصے کے بعد لمبی جدائی، پھر [illegible]
نتیجے میں دوری، جسے پھوپھا جان کی محبت نے توڑا اور اسے دوسری [illegible]
اس کے بعد عبدالحق کے فرسٹریشن کی اس رات کی قربت، جس نے [illegible]
تھا۔ پھر عزتِ نفس کی بحالی کے لئے اس کی کوشش، جس کے نتیجے میں [illegible]
گیا۔ اور اس کے بعد وہ رات جب محبت سے عبدالحق اس کے قریب [illegible]
لئے اللہ کی رحمت تھی۔ جب اسے محبت بھی ملی اور عزتِ نفس بھی بحال [illegible]

[illegible] سزا شروع ہوئی۔

مگر اس نے کچھ نہیں کہا۔ اس کی کسی بات سے عبدالحق کے شیشۂ دل پر بال
بھی گوارہ نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے بڑی محبت سے عبدالحق کا ہاتھ تھامتے
[illegible]
[illegible] کہا۔

"میں آپ سے محبت کرتی ہوں آغا جی......! میں آپ کی شریک حیات
[illegible] کے ہر دکھ درد میں آپ کی شریک۔ آپ کی تکلیف میری تکلیف۔ آپ کی
[illegible] میری محرومی۔ میں آپ سے کسی بھی طور الگ نہیں ہوں۔"

"لیکن یہ سزا تو صرف میری ہے۔" عبدالحق نے کہا۔

"کیسے......؟"

"[illegible] غسل صرف میرے لئے ناممکن ہو جاتا ہے۔ تمہیں کوئی مشکل نہیں ہوتی۔
[illegible] صرف میں محروم ہوتا ہوں، تم نہیں......!"

ارجمند چونکی۔ واقعی...... اس طرف تو میں نے دھیان ہی نہیں دیا تھا۔ اس
[illegible]۔ جو کچھ آغا جی پر گزر رہی ہے، مجھ پر تو نہیں گزرتی۔ یہ کیا معاملہ ہے......؟
[illegible] ضرور کوئی بڑی بات ہے۔

"چپ کیوں ہو گئیں......؟ بولو نا......!" عبدالحق نے اسے خاموش دیکھ کر
[illegible]

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں آغا جی......! اس زاویے سے تو میں نے سوچا ہی
[illegible]" ارجمند کے لہجے میں شرمندگی تھی۔

عبدالحق نے پریشانی کے باوجود اس کی شرمندگی محسوس کر لی۔

"تم ایسی کیوں ہو رہی ہو......؟ جیسے شرمندہ ہو......؟"

"شرمندہ تو میں ہوں آغا جی......!"

"کس بات پر......؟"

"اس پر کہ آپ کے ہر دکھ درد میں شریک ہونے کا دعویٰ کر رہی تھی، مگر ایسا
[illegible]......!"

"اس میں تمہارا کیا قصور......؟" عبدالحق نے اسے دلاسہ دیا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"یہ تو اللہ کے حکم سے ہے اور یہ طے ہو گیا کہ یہ سزا ہے۔ اب ... کی سزا مجھے ہی ملے گی، تمہیں تو نہیں......!"

"مگر جرم کیا ہے آپ کا......؟"

"یہ سمجھ میں آ جائے تو بات ہی کیا ہے......؟ پھر تو توبہ کے ... ہیں نا......!"

"اب آپ کیا کریں گے......؟"

"اللہ سے دُعا کروں گا کہ جس عمل کی یہ سزا ہے، مجھے اس کی ... دے، تاکہ میں عملی طور پر اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کروں۔ اور اس کے علاوہ ... تمام معلوم نامعلوم گناہوں پر توبہ کروں گا، جس میں یہ نامعلوم گناہ بھی شامل ... کی یہ سزا ہے۔"

"میں بھی اللہ سے بہت دُعا کروں گی آپ کے لئے......!"

"جزاک اللہ......!" عبدالحق خود کو کچھ ہلکا محسوس کرنے لگا۔

❀❀❀

وہ دونوں ہی اس پر سوچتے اور غور کرتے رہے۔

آدمی سوچتا ہے تو بہت کچھ سمجھ میں آتا ہے، چاہے اصل بات نہ ... سوچنے اور غور کرنے کا فائدہ ضرور ہوتا ہے، کیونکہ وہ کوشش ہوتی ہے ... اخلاص ہوتا ہے۔

عبدالحق تو اپنے آغاز سے ہی سوچنے اور غور کرنے والا تھا۔ اور اللہ کی رحمت پر تو کبھی نہ کبھی ہر انسان غور کرتا ہے۔ دنیا کا نظام قائم ہی اس رحمت کے ... اللہ نے قرآن میں کئی مقامات پر بتایا کہ فرشتے اللہ کی حمد اور تسبیح ہر وقت کرتے ... زمین والوں کی طرف سے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ ورنہ جس بڑے پیمانے پر ... کیا جاتا ہے اور اللہ پر تہمت لگائی جاتی ہے، اس کی وجہ سے، اس کی شدت سے ... پھٹ پڑتا۔ اور یہ بھی طے ہے کہ فرشتے سب کچھ صرف اللہ کے حکم کی تعمیل میں کرتے ہیں۔ تو فرشتوں کا زمین والوں کے لئے استغفار اللہ کی رحمت ہی تو ہے۔

اور اللہ نے بتایا کہ جب اس کے بندے اس پر اولاد اور بیوی کا بہتان ...

... وہ اس پر سب گناہوں سے بڑھ کر غضب ناک ہوتا ہے۔ لیکن وہ قادرِ مطلق ... ہونے کے باوجود ایسے بندوں کو مٹا نہیں دیتا۔ وہ ایسوں کی سزا کو قیامت ... مؤخر کر دیتا ہے۔ سچ یہ ہے کہ اللہ سے بڑھ کر صبر کرنے والا کوئی نہیں۔ صبر تو ... ہے، جس میں سے وہ پیغمبروں کو عطا فرماتا ہے یا اپنے بہت نیک بندوں ... وہ بہتانِ عظیم لگانے والوں کو بھی متاعِ حیات سے محروم نہیں کرتا۔

عبدالحق ہمیشہ سے سوچتا تھا کہ دنیا میں سب سے زیادہ صاف اور واضح نظر ... والی چیز اللہ کی رحمت ہے اور اس کی وسعت ایسی ہے کہ اسے لفظوں میں بیان ... کی نہیں۔ بندہ سر توڑ کوشش کرلے، نہیں بیان کرسکتا اور خود اللہ نے نہایت ... انداز میں بیان فرمایا کہ اس کی رحمت بے پایاں ہے اور اس نے اس سے پوری ... کا احاطہ کر رکھا ہے۔

اللہ کی رحمت بہت وسیع اور سمجھ میں نہ آنے والی ہے۔ کیوں نہ ہو؟ وہ رحمت ہے، اس اللہ کی جسے کوئی سمجھ اور جان نہیں سکتا۔ اس کی رحمت ہو تو بندہ ... کرے۔ وہ اس پر خوش ہو اور رحمت فرمائے تو وہ جتنہ جتنہ اللہ کے حکم کے ... بندے پر عیاں ہو، اسے نظر آئے اور سب کو ایک جیسا نظر نہیں آتا، ایک ... میں نہیں آتا، یہ اس کا ثبوت ہے کہ یہ بھی اللہ کی طرف سے ہے۔ ایک ... ایک کام میں اللہ کی رحمت نظر آتی ہے تو سینکڑوں بندوں کو وہ محض اتفاق لگتا ... بہت سے تو اسے الٹا زحمت ہی سمجھ بیٹھتے ہیں۔

عبدالحق اللہ کی رحمت پر غور کرتا تو بے بسی کے احساس سے نڈھال ہو جاتا۔ ... ہو جاتا۔ اللہ کی رحمت میں شامل عناصر اتنے ہیں کہ بندہ انہیں کبھی سمجھ نہیں ... کی تمام صفات اس میں شامل ہیں۔ اور پھر نعمتیں۔ وہ بھی اس رحمت کا حصہ ... اس حصے کو، ان نعمتوں کی کثرت ایسی ہے کہ شمار کرنا تو دور کی بات، بندہ ان ... کے عشرِ عشیر کو بھی نہیں سمجھ سکتا۔ تو وہ رحمت کو کیا سمجھے گا۔

اس سے اس کی سمجھ میں ایک بات آئی تھی۔ اللہ نے یہ سب کچھ سمجھنے کے ... کو زمین پر نہیں بھیجا۔ کیونکہ یہ سب سمجھنے کے لئے تو ازل سے ابد تک کی عمر ... ہے۔ انسان کی زندگی کا مقصد صرف اور صرف اللہ پر ایمان لاتا ہے اور اس

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کی اطاعت کرتا ہے۔ اور ایمان بھی عقل سے نہیں، دل سے اور زبان سے۔ کیونکہ
کا خمیر یقین ہے اور عقل کا شک۔

تو پھر غور کرنے کا حکم کیوں......؟

صرف اس لئے کہ غور کرو تو اللہ خوش ہو کر تمہیں سمجھائے۔ اور تم اسے سمجھو گے تو اس کے کچھ قریب ہو گے۔ ایمان بڑھے گا۔ غور کرتے رہو گے تو تھوڑا تھوڑا تمہیں بڑھاتا رہے گا۔ سمجھو گے اور فلاح پاؤ گے۔

انسان کی اعلیٰ ترین کامیابی، اس کی معراج اللہ سے محبت ہے... کیسے ہو گی......؟ اگر آپ اسے جانتے ہی نہیں، اور اگر آپ جان جائیں کہ اس نے آپ کے لئے کیا کیا کر چکا ہے......؟ کیا کیا کرتا ہے......؟ اس کی نعمتیں اور اس کی عنایتیں کتنی ہیں......؟ تو آپ اس سے محبت کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتے۔

اسے مولوی مہر علی یاد آ گئے۔ ایک بار انہوں نے کہا تھا۔

''پتر عبدالحق......! کائنات کی سب سے بڑی حقیقت یہ ہے کہ اللہ برحق ہے۔ کہیں کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ واحد، احد اور یکتا ہے۔ نہ وہ کسی سے ہے اور نہ کوئی اس سے ہے۔ وہ مالک الملک ہے۔ سب کچھ اس کا بنایا ہوا ہے۔ جس نے یہ حقیقت سمجھ لی، وہ فلاح پا گیا۔ وہ جس نے ان باتوں کی گواہی دی اور مانا کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

''جی...... بے شک...... مولوی صاحب......!'' اس نے کہا تھا۔

''اور پتر......! جس نے اسے دل سے معبود مانا، وہ مخلوق میں سب سے افضل ہو گیا۔''

''اور جس نے ایمان اور بندگی کے ساتھ اس سے محبت کی......؟''
عبدالحق نے سوال اٹھایا تھا۔

''اس کی کیا بات کرتے ہو پتر......؟ محبت کرنے والے کا تو درجہ ہی الگ ہے۔ اسے تو قرب عطا ہوتا ہے۔ اسے تو وہ دوست بنا لیتا ہے۔''

''مگر مولوی صاحب......! آسان تو بندگی بھی نہیں۔ محبت تو اور بھی مشکل ہے......''

''اس دنیا میں نہ کچھ آسان ہے پتر......! اور نہ ہی کچھ مشکل۔ بندے کو آسان لگتا ہے، جو وہ نہ دے، وہ مشکل۔ اور وہی تو ہے، جو سب کچھ جانتا ہے کہ کس کو کیا دینا ہے......؟ اور کسے کس چیز سے محروم رہنا ہے......؟''

''تو وہ کبھی کسی کی محبت قبول نہیں بھی کرتا ہوگا......؟''

''نا پتر......! کیوں قبول نہیں کرے گا......؟ وہ تو بتاتا ہے کہ تم دنیا بھر میں بھٹکتے پھرتے ہو۔ جبکہ سب سے بڑھ کر تمہیں اس سے محبت کرنی چاہئے۔ وہ تو محبت کی حوصلہ افزائی کرنے والا ہے پتر......!''

''تو وہ جسے رد کر دے، وہ محبت نہیں ہوتی ہو گی......؟''

''بندوں سے تو بندہ جھوٹ بول سکتا ہے، اس کو سچ ثابت بھی کر سکتا ہے اور اللہ سے تو کچھ چھپا نہیں ہوتا۔ لیکن عجیب بات ہے کہ اس معاملے میں بندہ جھوٹ کبھی نہیں بولتا۔ وہ تو عاجز ہوتا ہے۔ جانتا ہے نا کہ جو کچھ وہ پیش کر رہا ہے......''

''اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ ہے نا...... مولوی صاحب......!''

''ہاں پتر......!''

''تو پھر بندوں کی آزمائش کیوں......؟ ایمان کے معاملے میں بھی اور محبت کے معاملے میں بھی۔''

''وہ تو درجات کے تعین کے لئے ہوتی ہے پتر......! امتحان تو ہو گا۔ جانچ ہو گی۔ نمبر تو دیئے جائیں گے۔ تبھی تو پتا چلے گا کہ کون کس درجے پر ہے......؟ کس نے کتنے نمبر لئے ہیں......؟''

''وہ سب کچھ جانتا ہے، اس کا فیصلہ حتمی ہے۔ اسے کوئی چیلنج نہیں کر سکتا......''

''ہاں......! پھر بھی...... کیونکہ وہ عادل ہے۔ کسی کو حجت کرنے سے نہیں اور اعتراض سے نہیں روکتا۔ فیصلہ کرتا ہے تو حجت تمام کر کے۔''

''یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔''

''اچھا......! تم میرے کچھ سوالوں کے جواب دو پتر......!''

''کوشش کروں گا مولوی صاحب......!''

"ہدایت دینے والا بھی اللہ ہے، اور وہی جانتا ہے کہ کون ایمان لانے والا ہے اور
کون نہیں......؟"

"یہ تو خود اللہ نے بتایا ہے قرآن میں۔ پیغمبر کا کام صرف پیغام پہنچانا ہے۔"

"تو اللہ ازل سے جانتا ہے کہ کون ایمان لانے والا ہے اور کون انکار
کرنے والا......؟"

"بے شک......مولوی صاحب......!"

"تو پھر اللہ نے پیغمبر کیوں بھیجے......؟ کتابیں کیوں اتاریں......؟"

"اس کا جواب بھی اللہ نے قرآن میں دیا ہے۔ تا کہ قیامت کے دن کوئی یہ
عذر پیش نہ کرے کہ اے اللہ......! مجھے تو کچھ معلوم ہی نہیں تھا۔ نہ تو نے کسی کو
میرے پاس کسی سمجھانے والے کو بھیجا۔"

"کیوں......؟ اسی لئے نا کہ حجت تمام ہو جائے۔ اللہ ایسا منصف ہے کہ
مجرم کو صفائی پیش کرنے کا ہر موقع فراہم کرتا ہے۔ ہر جرم کا گواہ بھی موجود ہوگا
بھی۔ بندے کا تو وجود بھی، اس کے اعضا بھی گواہی دیں گے۔ اس دن سچ کا
بول بالا ہوگا۔ وہ یوم الحق ہوگا۔"

"لیکن مولوی صاحب......! بحث تو کافر اور مشرک کریں گے۔ ایمان والے
اور محبت کرنے والے تو ایسا نہیں کریں گے۔"

"کریں یا نہ کریں...... یہ الگ بات ہے۔ پر کر تو سکتے ہیں۔ جو اللہ کافروں کو
رعایت دے رہا ہے، وہ مسلموں کو نہیں دے گا۔"

"آزمائش کا سبب تو میری سمجھ میں اب بھی نہیں آیا۔"

"بات ہے درجہ بندی کی۔ درجات جہنم میں بھی ہیں اور جنت میں بھی۔
درجہ بندی اعمال سے ہوتی ہے۔ جس نے کفر کیا، جہنم میں جائے گا۔ جس نے شرک کیا،
جہنم کے اس سے نچلے درجے میں جائے گا۔ جس نے سرکشی کی، اور بغاوت
بغاوت کی، اور نیچے۔ اور جو اللہ کے مقابلے میں دو بدو لڑنے کے لئے کھڑا ہوا، وہ
سب سے نچلے درجے میں جائے گا۔ بدترین عذاب جھیلے گا۔"

"جی بالکل......!"

"تو درجے ہوئے نا...... اور درجے جنت میں بھی ہیں۔ اور درجے شرک
کے بھی اور ایمان کے بھی۔ اور ویسے ہی محبت کے بھی۔ اور اللہ سب کچھ جانتا
ہے، آزمائشوں کے ذریعے حجت تمام کر دیتا ہے۔ اور ایمان والوں اور محبت
والوں پر مہربان اور نعمتوں اور عنایات سے راضی کرنے والا ہے۔ نہیں چاہتا
کہ دل کے شیشے پر بال بھی آئے۔ نہیں چاہتا کہ کوئی دل میں بھی سوچے کہ
اگر اس نے میری آزمائش کی ہوتی تو میں اس، اپنے سے اوپر کے درجے والے
سے آگے نکل جاتا۔ تو آزمائشوں سے درجہ بندی ہوتی ہے پتر......!"

سب یاد آیا تو عبدالحق کے دل کو تقویت سی ہوئی۔ اس نے سوچا۔
سزا ہے یا آزمائش......؟ یہ تو اللہ ہی جانتا ہے۔ اس کا کام تو بہر حال اسے
سہنا ہے اور اس میں راضی رہنا ہے۔ رب کی ناراضی کا خیال ہے تو اسے راضی
کرنا ہے۔ اور اس کا ایک ہی ذریعہ ہے...... توبہ اور استغفار۔"

بات پھر رحمت کی طرف آ گئی۔

اللہ کی رحمت کو کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ اس کی نعمتوں کا شمار ممکن نہیں۔ اس کی
نعمتیں تو اس کی رحمت کا ہی حصہ ہے۔ اور اس کی مغفرت کا دامن اتنا وسیع ہے کہ
زمین پر قیامت تک پیدا ہونے، جینے اور مرنے والے تمام انسانوں کے گناہ وہ
ڈھانپ سکتی ہے۔ اللہ اللہ...... یعنی روئے زمین پر زندگی گزارنے والے اور
ہونے والے اربوں انسانوں کے گناہ اللہ کی رحمت کے سامنے ترازو میں
کوئی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔

عبدالحق کا بے بسی کا احساس ایک پل میں ہوا ہو گیا۔ ایسی رحمت کے سامنے
کیا......؟

کئی بار اس کی سمجھ میں آیا کہ بندہ تو اپنے گناہوں کو بھی نہیں سمجھ پاتا، جو بے
حساب ہونے کے باوجود اللہ کی عطا کی ہوئی نعمتوں کی تعداد کے سامنے بالکل
حقیر ہوتے ہیں۔ اور اللہ کی رحمت کے سامنے تو وہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ تو وہ
سمجھتا ہے کہ اللہ اس سے ناراض ہے، اپنی پوری کوشش کے باوجود اپنے اس
عمل کو ترک کر پا رہا، جو اللہ کی ناراضی کا سبب ہے، تو وہ اللہ کی نعمتوں کو اور اس کی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

رحمت کو کیسے سمجھ سکتا ہے.....؟

اور اللہ کی رحمت اور مغفرت کیسی ہے۔ اے پکارو... والے.....! توبہ کو قبول کرنے والے.....! مہربان رب.....! میں اپنے... صغیرہ اور کبیرہ، معلوم اور نامعلوم تمام گناہوں پر توبہ کرتا ہوں۔ مجھے بخش... اگر تم سچے ہو تو ایک پل میں تمہارا رب تمہیں نوزائیدہ بچے کی طرح پاک... دے گا۔

اللہ اللہ.....! معلوم گناہ تو دس بیس ہی ہوں گے، اور نامعلوم... کے جھاگوں سے بھی زیادہ ہو سکتے ہیں۔

یہ بات اس کے لئے خوشی اور طمانیت کا باعث تھی کہ اس... سے نڈھال نہیں ہوا۔ وہ ہراساں بھی نہیں ہوا کہ اس کیفیت میں... نہ دکھائی دیتا ہے۔ اس بار اللہ کی رحمت اس کے ساتھ تھی۔ وہ سکون سے... اور سمجھ رہا تھا۔

اس نے سمجھ لیا تھا کہ ارجمند کی قربت اللہ کی طرف سے اس... ٹھہری ہے۔ اس نے سمجھ لیا کہ وہ آزمائش ہو یا سزا، یہ اللہ جانتا ہے... کچھ فرق نہیں پڑتا۔ بنیادی بات یہ ہے کہ اسے اس کو قبول کر لینا ہے۔... صاف اور واضح ہے۔

نفس آدمی کے ساتھ نہ لگا ہوتا تو دنیا میں اطاعت کرنے... بہت زیادہ..... کہیں زیادہ ہوتی۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ نے حکم... پر عمل کرنے یا نہ کرنے کے معاملے میں آدمی کو آزادی عطا کر دی ہے۔... طور پر نفس سے ہار جاتا ہے۔

اس معاملے پر غور کیا تو وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ اللہ نے اس معاملے... آزادی تو اسے بھی دی ہے، مگر ذرا سختی کے ساتھ۔ وہ نہیں جانتا، وہ غسل... ہے تو غسل اس کے بس میں نہیں۔ اور اس کے نتیجے میں وہ تہجد اور فجر سے... ہے۔

اب نفس سے ہار جانا تو بہت آسان ہے۔ البتہ نماز سے محرومی...

...ت ہے۔ لیکن بار بار یہ سب کچھ ہونے کی صورت میں وہ دکھ اور... ہوتے بالکل ختم ہو جائے گا۔ اور وہ اس محرومی کو قبول کر لے گا۔ یہ... ہے۔ اس بے پرواہی کی وجہ سے تو وہ نفع سے نقصان کی طرف...

...راق کا وجود تھرا گیا۔

نہیں.....! میں انشاء اللہ ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ میں نے فیصلہ کر لیا اور... میں کمزور ہوں، اس لئے اللہ سے استقامت کی دعا بھی کروں گا۔ اور... فیصلے پر قائم رہا تو یہ اللہ کی رحمت ہوگی۔"

...اگر میرے نفس نے مجھے زیر کر لیا..... میں اپنے نفس سے ہار گیا... کے ذہن میں سوال ابھرا۔

...وہ خسارہ اٹھانے والوں میں شامل ہو جائے گا۔ اس کے اندر سے فوراً ہی... وہ خسارہ بڑھتا ہی چلا جائے گا۔ ابھی تو وہ صرف فجر سے محروم ہوا... آگے بھی جا سکتی ہے۔ ظہر بھی، پھر عصر بھی.....اور ممکن ہے کہ وہ... سے محروم ہو جائے۔

...لرز و پریشان ہو گیا۔ اگر اللہ نے اسے غسل سے محروم ہی کر دیا تو.....؟

"نہیں..... انشاء اللہ.....! ایسا نہیں ہوگا۔" اللہ نے اس پر رحمت فرمائی... محرومی سے اس پر نافذ کیا ہے۔ یہ تو مقام شکر ہے۔ اللہ نے اس کے لئے... کی راہ نہیں چھوڑی۔ اور اگر وہ اسے قبول نہیں کرتا تو پھر یہ عام خسارہ نہیں... درگاہ ہو جائے گا۔

...کا خوف دور ہو گیا۔ وہ اٹھا اور اس نے پہلے شکر کے دو نفل پڑھے کہ اللہ... نے... رحمت فرمائی۔ پھر اس نے قضائے حاجت کے لئے دو نفل پڑھے اور اللہ... رحمت کی دعا کی۔

...پڑھ کر وہ اٹھا تو پُرسکون تھا۔

❀❀❀

ارجمند بھی اس سلسلے میں غور کرتی رہی تھی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اس کی سمجھ میں آ گیا تھا کہ یہ معاملہ غیر معمولی نوعیت کا
عبدالحق نے پانی کے برف جیسا ٹھنڈا ہونے کی شکایت کی تھی
کوئی خاص بات نہیں تھی۔ سردی کا موسم تھا اور ایسا ہو جاتا ہے۔ اس
ڈال کر دیکھا تھا۔ اسے تو وہ کافی گرم لگا تھا۔ اتنا گرم کہ وہ خود نہاتی تو
ضرور ملاتی۔

لیکن وہ کوئی چونکانے والی بات نہیں تھی۔ ہر شخص کے
دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ جو پانی اسے گرم لگ رہا تھا، وہ
تھا، اور حمیدہ کو تو وہ ٹھنڈا ہی لگتا۔

مگر اس پر اسے تشویش ہوئی کہ عبدالحق کو وہ برف جیسا
کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔

بہر حال ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی کسی کی جسمانی
ہیں۔ سردی میں بھی ٹھنڈے پانی سے نہانے والوں کو اچانک گرم
محسوس ہونے لگتی ہے۔

وہ اور گرم پانی لے کر آئی۔ اسے ملانے کے بعد تو وہ
ہوا پانی تھا۔ وہ عبدالحق سے کہنا چاہتی تھی کہ اتنا گرم پانی تو جسم پر
لیکن اس نے کہا نہیں۔ بس دل میں اللہ سے عبدالحق کے لئے عافیت
اور پھر اسے عبدالحق کی چیخ سنائی دی تو اس نے یہی سمجھا
وجہ سے چیخا ہے۔ لیکن عبدالحق نے بتایا کہ اسے وہ پانی بھی
ہو گئی کہ معاملہ پُراسرار ہے۔ اور عبدالحق کو سردی چڑھ گئی تھی۔

بعد میں عبدالحق کے کندھوں پر آبلے دیکھ کر اسے احساس ہوا
درست تھا۔ پانی کھولتا ہوا ہی تھا۔ لیکن عبدالحق کے جسم کو وہ
باوجود آبلے پڑ گئے تھے، جن کا احساس عبدالحق کو بعد میں تکلیف کی
اس نے سوچا کہ خیال کی طرح یہ معاملہ بھی مشتبہ ہے
ہے یا شیطان کی طرف سے۔ پہلے تو یہ اسے شیطان کی کارروائی
کے درمیان تفرقہ ڈالنے کو اپنی سب سے بڑی کامیابی سمجھتا ہے۔ اس

اس کی طرف راغب ہو رہا ہے تو شیطان اسے دور کرنے کی سازش کر رہا
عبدالحق اس روز فجر سے محروم ہو گیا تو اسے یقین ہو گیا کہ یہ شیطان ہی
کا کھیل تھا، جس کا انجام ہر طرح سے شیطان کو پسند آتا۔ یا تو اس کے اور
درمیان جسمانی تعلق منقطع ہو جاتا یا عبدالحق نماز سے دور ہو جاتا۔

لیکن نہ جانے کیا بات تھی کہ اس کا دل اس تجزیے کو قبول نہیں کر رہا تھا۔
دوسری بار اسے عبدالحق کی قربت نصیب ہوئی تو معاملہ برعکس تھا اور صورت
موسم بدل گیا تھا۔ عبدالحق نے اسے گرم پانی کو منع کر دیا تھا۔ لیکن اس بار
پانی عبدالحق کو کھولتا ہوا لگا۔ ارجمند نے اس پانی کے نیچے ہاتھ رکھا تو اسے
لیکن عبدالحق نے اس کے سامنے ہی چیخ مار کر اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔
اس نے اسے اپنا کندھا دیکھنے کو کہا۔ اسے یقین تھا کہ وہاں آبلے پڑ
لیکن ایسا کچھ نہیں تھا۔ بہر حال عبدالحق کے کندھوں میں جلن ہوتی رہی
معدوم ہوئی۔

نماز سے وہ اس بار بھی محروم ہو گیا۔
ایک بار کو بمشکل سہی، بہر حال اتفاق سمجھا جا سکتا تھا۔ لیکن جب وہی کچھ
احساس ہو گیا کہ صورت حال سنگین ہے۔ ارجمند کو بھی احساس ہو گیا کہ
کہہ رہا تھا۔ اور اس کا تجزیہ غلط تھا۔ اس کی دلیل یہ تھی کہ دونوں بار
نماز قضا ہوئی تھی۔ لیکن ظہر سے پہلے اسے غسل کرنا نصیب ہو گیا تھا۔
بس میں ہوتا تو وہ اسے ہمیشہ کے لئے غسل اور نماز دونوں سے محروم کر
وہ عبدالحق کو غسل کے معاملے میں اس قدر خوفزدہ کر دیتا کہ ناپاکی ہمیشہ
مسلط ہو جاتی۔

بار انہوں نے اس پر بات کی۔ عبدالحق بہت پریشان تھا اور وہ اس کی
کر رہی تھی۔ عبدالحق کا خیال تھا کہ اللہ اس سے ناراض ہے اور یہ اس
جبکہ اس کے خیال میں یہ آزمائش تھی۔
تنہائی میں عبدالحق کی بات پر بہت غور کیا۔ لیکن اسے ناراضی کا کوئی
پایا۔ عبدالحق اس کی فہم کے مطابق اللہ کا اطاعت شعار بندہ تھا۔ اللہ

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

نے اپنی رحمت سے اسے اپنا خوف بھی عطا فرمایا تھا۔ تبھی تو
ناراضی کا خیال ہوتا تھا۔ اپنے ایسے بندے سے، جس پر وہ اتنا کرم کرتا ہو،
کہاں خفا ہوتا ہے۔ وہ تو اپنے عام بندوں سے بھی اتنی آسانی سے ناراض نہیں ہوتا۔ وہ تو
بہت بخشنے والا اور مہربان ہے۔

اس کا خیال تھا کہ یہ محرومی دونوں کے لئے ہے اور
نے ٹھیک کہا۔ وہ تو پہلے ہی اللہ کو گواہ بنا کر اپنے ہر حق سے دستبردار
اس کا حق بھی اس کے حق میں اللہ کے لئے انعام تھا۔ اور
صرف عبدالحق کے لئے تھی۔ کیونکہ غسل اس کے لئے تو
وہ نماز سے محروم ہوئی تھی۔

پھر اس پر اسے خیال آیا کہ وہ اپنے حق سے دستبردار
صرف اس کے لئے کہ عبدالحق نے اللہ کی محبت میں اسے ترک کر

"تو کیا اللہ اب عبدالحق کو یاد دلا رہا ہے۔ اپنی محبت
ارادہ......؟"

اس کے دل میں یقین ابھرا کہ بات یہی ہے۔

اور غور کرنے پر اس کی سمجھ میں آیا کہ عبدالحق نے کیا غلطی کی
دونوں باتیں بہت ناپسند ہیں کہ اس کے بندے اس کی حرام
اوپر حلال کر لیں اور اس کی حلال قرار دی ہوئی کسی نعمت کو اپنے
عبدالحق نے یہی تو کیا تھا، خواہ اس کی نیت کتنی ہی اچھی رہی ہو۔
پاداش میں اسے عبدالحق سے خود دور کر دیا تھا۔

اس کا دل غم سے بھر گیا۔

عبدالحق اللہ کی ناراضی کا سبب جاننا چاہتا تھا اور وہ اسے
نے سوچا۔

"مجھے آغا جی کو یہ بات بتانی چاہئے۔" لیکن وہ ذرا جی
بات کا تھا کہ یہ جاننے کے بعد عبدالحق اسے آزمائش قرار دے
اور وہ اس کے نام سے بھی محروم ہو جائے گی۔ یہ وہ گوارہ نہیں کر سکتی تھی۔

عبدالحق کو اپنے سامنے ہلکا اور شرمندہ بھی نہیں کر سکتی تھی۔

نے سمجھ لیا کہ اب یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ عبدالحق کو اس کے
میں بھی بھٹکنے نہ دے۔ اسے روک دے۔

اس نے فیصلہ کیا کہ وہ ایسا ہی کرے گی۔

❁❁❁

الحق کو بھی اس سے انکار نہیں رہا تھا کہ اس نے اپنی پوری زندگی میں
صورت اور حسین کوئی لڑکی نہیں دیکھی۔ لیکن یہ بھی وہ پوری سچائی سے
مرحومہ نور بانو سے زیادہ پُرکشش اسے کبھی کوئی نہیں لگا تھا۔ اور وہ یہ بھی
بانو حسین تو کیا، بمشکل قبول صورت تھی۔ کبھی وہ اس پر حیران بھی ہوتا۔
حسن نگاہوں کے لئے دل نواز تھا۔ اس کو دیکھ کر جی نہیں للچاتا تھا، بلکہ
احساس ہوتا تھا۔ دل میں اچھی سوچ ابھرتی تھی۔ وہ اللہ کی صناعی کو دل میں
بے ساختہ داد دیتا۔ میر انیس کا شعر پہلی بار پوری طرح اس کی سمجھ میں

پڑھیں درود نہ کیوں دیکھ کر حسینوں کو
خیال صنعت صانع ہے پاک بینوں کو

نور بانو خوب صورت نہ ہونے کے باوجود اسے بھڑکاتی۔ وہ جیسے آگ
اس کو دیکھ کر اس کے وجود میں نفسانی خواہشیں مچلنے لگتیں۔ اس کی دید
ناک تھا، فتنے تھے۔ ارجمند کو دیکھ کر وجود میں روشنی اور ٹھنڈک پھیلتی اور
آگ بھڑک اٹھتی۔ وہ خدا کا شکر ادا کرتا کہ وہ اس کی بیوی ہے، ورنہ
بلکہ فتنہ بن جاتی اس کے لئے۔

اللہ کی رحمت کہ وہ دونوں ہی اس کی بیویاں تھیں۔ اور وہ جانتا تھا کہ شروع
حسن پرست ہے۔ اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ پھر حسین ترین ارجمند
نہیں ہوتی، جبکہ واجبی شکل وصورت کی نور بانو اسے پاگل کر دیتی ہے۔
میں یہی آیا کہ کشش زیادہ بڑی چیز ہے، اور کشش اللہ کی طرف سے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

مگر اب اچانک ایک بڑی تبدیلی آ گئی تھی۔ ارجمند میں اسے اس سے کہیں زیادہ کشش محسوس ہونے لگی، جتنی نور بانو میں محسوس ہوتی تھی۔ یہ بات اس کے لئے اتنی ناقابل فہم بھی نہیں تھی۔

اس نے ارجمند کو ناقدانہ نظروں سے دیکھا۔ یہ بات تبدیلی تھی جو ہوئی تھی۔ وہ پہلے سے بہت زیادہ خوب صورت ہو گئی تھی۔ اس نے پہلے والی ارجمند کا تصور کیا اور اس کا سامنے موجود ارجمند سے موازنہ کیا تو یہ بات واضح ہو گئی۔

اور وہ تبدیلی قدرتی بھی تھی اور فطری بھی۔

پہلے ارجمند لڑکی تھی، نو دیدہ کلی جیسی، اور اب وہ ایک ... بن چکی تھی۔

ارجمند اس وقت سو رہی تھی، اور وہ اسٹڈی میں اپنے معمولات سے فارغ ہو کر سونے کے لئے آیا تھا۔ لیکن ارجمند کو دیکھ کر وہ سونا بھول گیا۔

اس نے ارجمند کو بہت غور سے، بہت تفصیل سے دیکھا۔ اب ... تھی، لیکن اسے عورت بھی نہیں کہا جا سکتا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس وقت وہ جمال کے اعتبار سے اپنے نکتہ عروج پر تھی۔ شاید عورت وہ اس لئے نہیں تھی کہ ماں نہیں بنی تھی۔

اس نے بے ساختہ ارجمند کی طرف ہاتھ بڑھایا، مگر فوراً ہی ... آ گیا کہ اسے اس نعمت سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اس نے گھبرا کر منہ پھیر لیا، آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگا۔

لیکن وہ عجیب بے پناہ کشش تھی۔ وہ اس سے محفوظ نہیں رہ سکا۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور سر گھما کر پھر اسے دیکھنے لگا۔

اس بار نفسانی خواہش اتنی شدید تھی کہ اسے پہلے کبھی اس کا تجربہ نہیں ہوا تھا۔ ایسا تو کبھی نور بانو کے معاملے میں بھی نہیں ہوا تھا۔

کئی بار اس نے ہاتھ بڑھایا۔ لیکن اندر سے اٹھنے والی تنبیہی آواز ... تھی۔ اس نے ہاتھ کھینچ لیا۔

خواہش تند ہوتی گئی۔ ایسے میں آدمی ہار جاتا ہے۔ لیکن اس کے ... تھی، جو خواہش کی تندی کے ساتھ اس سے زیادہ بڑھ رہی تھی۔ اسے اپنی ... پاسداری اور حفاظت کا خیال روک رہا تھا۔

... نے گھبرا کر تسبیح شروع کر دی۔ لیکن وہ اسے دیکھنے سے خود کو نہیں روک ... ایسا لگ رہا تھا کہ وہ سو نہیں سکے گا اور بالآخر تہجد سے تو محروم ہو ہی جائے ...

لیکن اسے پتا بھی نہیں چلا اور اسے نیند آ گئی۔ کتنی دیر میں آئی — ؟ یہ وہ ... سکا۔ بس وہ اللہ کی رحمت تھی۔

... تہجد کے لئے اٹھا۔ فجر بھی پڑھی۔ نماز میں ارتکاز اور حضوری کی کیفیت بھی ... اس کے بعد ارجمند اس کے سامنے آئی تو وہ بے خود ہو گیا۔ اس نے ارجمند ... کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

وہ خوب صورت اور پاکیزہ چہرہ، وہ اس کی شفاف اور روشن آنکھیں، وہ ... نگاہ، وہ دمکتی ہوئی پیشانی، وہ پھولوں کی طرح شگفتہ لب و رخسار، ...

... اس کی نگاہ نے نیچے کا سفر کیا اور وجود میں ایک شعلہ سا بھڑک اٹھا۔ دل ... سبحان اللہ کی آواز دھیمی ہوتے ہوتے معدوم ہو گئی۔ سوچیں منتشر ہونے ...

... بار اس کی سمجھ میں آیا کہ مکمل حسن کیا ہوتا ہے......؟ وہ صرف چہرہ نہیں ... وہ صرف پری چہرہ نہیں تھی، نہایت خوش بدن اور متناسب الاعضا بھی ... ایسے خوب صورت درخت کی طرح تھی، جو نہایت خوب صورت اور خوش ... پھلوں سے لدا ہوا ہو۔

... ممکن تھا کہ اس کی دہکتی ہوئی نگاہوں کی حدت ارجمند تک نہ پہنچتی۔ ... کہ وہ اس کے لئے بالکل نئی بات تھی۔ لیکن احساس ہونے کے باوجود ... ہو رہا تھا۔

... نے نظریں اٹھا کر دیکھا اور حیران رہ گئی۔ عبدالحق کی آنکھوں میں مچلتی ... بالکل واضح تھی۔ اور وہ تسلسل اور وارفتگی سے اسے دیکھے جا رہا تھا۔ اس

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کی نظریں حیا کے بوجھ سے جھک گئیں۔ لیکن وہ اسے بہت اچھی [illegible]

اس وقت کھانے کی میز پر حمیدہ نہیں تھی، اور یہ غنیمت تھا۔

''آغا جی......! ایسے کیسے دیکھ رہے ہیں مجھے؟'' اس نے [illegible]

''تو کیا ہوا......؟'' عبدالحق کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ کسی ٹرانس میں [illegible] بے خودی تھی، جیسے اسے معلوم ہی نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے......؟

''آپ مجھے گھور رہے ہیں آغا جی......!'' ارجمند کے لہجے میں [illegible] آئی۔

''تو کیا......؟'' عبدالحق کی کیفیت میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔

''دادی اماں آنے ہی والی ہیں۔ وہ دیکھیں گی تو کیا سوچیں گی''

''کیا سوچیں گی......؟''

''وہ جو بھی سوچیں گی، اس پر مجھے اتنی شرم آئے گی کہ شاید [illegible] سامنے بھی نظر نہ اٹھا سکوں۔'' ارجمند نے سرد لہجے میں کہا۔

''آپ کا مجھے پتا نہیں...... لیکن آپ شرمندہ نہ ہوئے تو اس [illegible] ہوگی۔''

اس بار عبدالحق بری طرح چونکا۔ اس کی پلکیں جھپکیں اور اس نے [illegible] دیکھا۔ اس وقت حمیدہ آتی نظر آئی۔ وہ سنبھل کر بیٹھ گیا۔

''تو نے ناشتہ شروع نہیں کیا پتر......؟'' حمیدہ نے قریب [illegible] کرسی پر بیٹھ گئی۔

''آپ کے بغیر کیسے کروں اماں......؟''

''چل...... اب تو میں آگئی نا......!''

لیکن عبدالحق کو ناشتے میں کوئی رغبت نہیں تھی۔ بار بار اس کی نظریں [illegible] کی طرف اٹھتیں۔ مگر وہ فوراً ہی نظر نیچی کر لیتا۔

دفتر میں بھی عبدالحق کا یہی حال رہا۔ ارجمند کا سراپا اس کی نگاہوں سے [illegible] ہی نہیں رہا تھا۔

❀❀❀

[illegible] کی سمجھ میں بھی صورت حال آ گئی تھی۔

[illegible] جانتی تھی کہ یہ تو انسان کی فطرت ہے، ایسی فطرت کہ جب وہ نا سمجھ بچہ [illegible] ہے وہ رد عمل ہوتی ہے۔ جس چیز کو ممنوعہ قرار دیا جائے، اس میں کشش [illegible] ہے۔ اور جتنی سختی سے منع کیا جائے، کشش بھی اتنی ہی زیادہ بڑھتی ہے۔ [illegible] اس سے لڑنا ناممکن ہو جاتا ہے۔

[illegible] تو آزمائش ہے۔

[illegible] زندگی کے مختلف ادوار سے گزر کر بڑھاپے کی حد میں پہنچ جاتا ہے، [illegible] اس کے سامنے رہتی ہیں اور ان سے اس کی جنگ جاری رہتی ہے۔ [illegible] ہے، توبہ کرتا ہے، پھر ہارتا، پھر توبہ کرتا ہے، اور کبھی ایسے ہارتا ہے کہ [illegible] ہے۔

[illegible] زندگی ہے۔

[illegible] کی سمجھ میں یہ بھی آ گیا کہ یہ آزمائش نہ اس کی ہے اور نہ ہی اس کی وجہ [illegible] کے باوجود یہ عبدالحق سے بڑھ کر اس کے لئے آزمائش ہے۔ اللہ نے [illegible] کا رشتہ ایسا بنایا ہے، جیسے جسم اور لباس کا۔ جیسے وہ عبدالحق کی ذمہ داری [illegible] عبدالحق بھی اس کی ذمہ داری تھا۔ عبدالحق ایک بڑا مقام حاصل کرتا [illegible] اس حصول کے لئے عبدالحق سے ہر طرح کا تعاون کرتا تھا، ہر طرح کی [illegible] دیکھنا تھا کہ عبدالحق کو اس راستے میں کہیں ٹھوکر نہ لگے، وہ راستے [illegible] وہ منزل پر پہنچے، کیونکہ عبدالحق کی کامیابی اس کی اپنی کامیابی تھی۔ صلہ تو [illegible] تھا۔

[illegible] عبدالحق کی وارفتگی اور اس پر اپنے رد عمل سے اسے اندازہ ہو گیا کہ [illegible] اللہ کی مہربانی اور اس کے فضل و کرم سے معاملات اس کے لئے نہایت آسان [illegible] بات اتنی تھی کہ اللہ کی رحمت سے اس نے خود کو عبدالحق کے تابع رکھا تھا۔ [illegible] اب تک یہ رہا تھا کہ جو کچھ مل جائے، اسے اللہ کی نعمت سمجھ کر لے لو اور اس [illegible] کرو۔ اور جو نہ ملے، اس کے بارے میں سوچو بھی نہیں۔ اور خود سے کوئی [illegible] مطالبہ نہ کرو۔ کوئی امید بھی نہ رکھو۔ امید تو صرف اللہ سے ہی رکھنی ہے۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

جب آدمی کو اللہ کے فضل سے یہ وصف مل جائے تو اسے کسی سے شکایت نہیں رہتی۔ اور شکایات میں ہی تو باہمی تعلقات کے لئے شر اور فساد ہے۔

اب وہ پہلے سے بہتر طور پر سوچنے اور سمجھنے کے قابل تھی۔

شجر ممنوعہ ہی کی وجہ سے تو آدم علیہ السلام اور اماں حوا جنت سے نکالے ہوئے تھے۔ شیطان کا یہ سب سے کامیاب اور موثر حربہ تھا۔ وہ ممنوعہ چیزوں اور کاموں کی خواہش جگاتا تھا۔ اور آدمی تو ہے ہی خواہشوں کا پتلا۔ بس وہ خسارے میں ہے۔

دشواری یہ ہے کہ آدمی جو کچھ سمجھتا ہے، اس کے بارے میں بھی شبہات کا شکار رہتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ ممکن ہے، اس نے غلط سمجھا ہو، شیطان نے اسے سمجھایا ہو۔ ارجمند کی بھی یہی کیفیت تھی۔

اس نے سمجھ لیا تھا کہ وہ نکاح کے ذریعے عبدالحق پر حلال کی گئی۔ اسی طرح عبدالحق بھی اس پر حلال کیا گیا تھا۔ اور جو کچھ اللہ نے حلال کیا، وہ بہت بڑی نعمت ہے۔ اور جس نے نعمت سے منہ موڑا تو ناشکری کی ... دی۔

عبدالحق کو اللہ سے محبت کی آرزو تھی۔ اب وہ سمجھ سکتی تھی ... شدت اور بے تابی میں وہ غلطی کر گیا۔ آدمی کو کوئی بھی بڑا کام کرتے وقت نظیر سامنے رکھنی چاہئے...... سب سے بڑی نظیر، یہ تو زندگی کے لئے بھی ... ہے۔ تو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر سامنے نہیں رکھی۔

اللہ نے جو حکم دیا، آپ علیہ السلام بجا لائے۔ بغیر کسی جھجک ... آزمائش میں پورے اترے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ نہ خواہش ... کیا۔ تو یہ بات واضح ہوگئی کہ محبت میں دعوے کی نہ گنجائش ہے اور نہ ... محبت تو خود کو آپ ہی ثابت کر دیتی ہے۔ اور اللہ کی محبت میں تو ... نہیں۔ یہاں تو بس آدمی خواہش کرے تو اللہ سے دعا کرے۔ کیونکہ ... کے حکم سے، اسی کے خزانوں سے ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم پر خدائی کا دعویٰ کرنے ...

... دعوت پیش کی۔ اس سے بالکل نہیں ڈرے۔ اللہ پر بھروسہ ایسا تھا کہ اللہ ... گوارہ نہیں تھی۔ ہنسی خوشی، انجام سے بے نیاز آگ میں کود گئے۔ ... قربان کرنے کے لئے دل و جان سے راضی، اور عمل پیرا بھی ہو گئے۔ لیکن نکتہ یہ ہے کہ خود سے کچھ نہیں چھوڑا، جو چھوڑا، اللہ کے حکم پر چھوڑا۔ ... اور شیر خوار بچے کو سنسان مقام پر جہاں کھانے پینے کا بھی کوئی سامان نہیں ... رخصت ہوئے تو اللہ کے حکم پر۔ اور بیوی کے پوچھنے پر کہ ہمیں کس کے ... چھوڑے جاتے ہیں ...؟ بے جھجک جواب دیا۔ اللہ کے سہارے۔ اور ... یہی کہ جاتے ہوئے پلٹ کر بھی نہیں دیکھا۔ کیسے کیسے دل چاہا ہوگا آپ ...

... محبت کا جزو اعظم فرمانبرداری اور اطاعت ہے۔

جب تو نے کہا مان گئے؟ مان گئے ہم

... اور زندگی کی نظیر ...!

... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ... رضا کی پہاڑی سونے کی ہو جاتی۔ جو چاہتے، مل جاتا۔ لیکن مانگا کیا......؟ ...! اس کے بندوں کے لئے ہدایت ...... اپنی امت کے لئے مغفرت...... ... ایک ... پیٹ پر پتھر بھی باندھے۔ اچھا کھانا خوش ہو کر، اللہ کا شکر ادا کر کے ... اللہ نے عطا کیا، اس پر رغبت کی، اس سے استفادہ فرمایا۔ کسی چیز سے منہ نہ ... تکلیف سے اور نہ ہی راحت سے۔ ازواج سے محبت فرمائی، نرمی برتی، انہیں ... صرف اپنے دور کے لوگوں کی نہیں، قیامت تک روئے زمین پر سانس لینے ... والوں کی فکر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف 63 سال کی زندگی میں صدیوں ... کی جیئے۔ یہ ہے وہ زندگی، جس کی پیروی کی جائے۔ ویسی زندگی جینا ممکن ... اس کی کوشش بھی زندگی کے معیار کو کہیں سے کہیں پہنچا سکتی ہے۔

... ثابت ہوا کہ محبت رہبانیت میں نہیں۔ کامیابی بھی رہبانیت میں نہیں۔ اللہ ... اللہ کی طرف سے ہے اور وہ اللہ کی اطاعت میں ہے۔ اللہ کہے، ترک کر دو ... اللہ اپنانے کو کہے تو اپنا لو۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

وہ چونکی۔ اسے حیرت ہوئی کہ وہ یہ سب کیسے سوچ رہی ہے

کہ یہ اللہ کا کرم ہے۔

اللہ کی رحمت تھی کہ وہ جانتی تھی۔ اس نے دیکھا تھا کہ امتحانوں

کے لئے ماڈل ٹیسٹ پیپر بنائے جاتے ہیں، تاکہ پتا چل جائے کہ

ہوں گے اور جواب کیا ہونے چاہئیں ....؟ اور زندگی بے شمار

طویل مضمون ہے۔ امتحان ہے، جس کے نتیجے کا اعلان قیامت کے

ماڈل ٹیسٹ پیپر کی سہولت اللہ کی جاری کی ہوئی ہے۔

علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور عورتوں کے لئے امہات المومنین کی زندگی

اس سے رہنمائی حاصل کرو تو انشاء اللہ کامیابی ملے گی۔

محبت کی آرزو کے جوش میں عبدالحق نے غلط سمت میں قدم

ترکِ دنیا کی طرف چل پڑا تھا۔ وہ اللہ کی خاطر اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے

تھا۔ اس نے اپنے قد سے بہت بڑا ارادہ کیا تھا اور شاید اللہ سے

تھا۔ ایسے میں تو آزمائش بہت سخت ہوتی ہے۔

اور اب وہ اسے سزا سمجھ رہا تھا اور یہ بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا

ہے۔ سچ ہے، آدمی صرف اسی وقت کچھ سمجھتا ہے، جب اللہ کی مرضی ہو۔

اور وہ جانتی تھی کہ یہ آزمائش ہے۔ وہ جو سمجھ گئی تھی،

تھی۔ وہ اس وضاحت اور تشریح کو اس کے نفس کا شاخسانہ سمجھ

بھی ہوتی اور عبدالحق کو اس سے فائدہ بھی نہ ہوتا۔ اس لئے اس نے

فیصلہ کیا تھا۔

لیکن اب اس کی سمجھ میں آیا کہ یہ بھی اللہ ہی کی طرف سے تھا۔

کی سمجھ میں آ گیا کہ یہ آزمائش اس کے لئے بھی ہے۔ میاں بیوی ایک

اس طرح جڑے ہوتے ہیں کہ ایک کا عمل دوسرے پر اثر انداز ہوتا ہے۔

صبح عبدالحق کی دہکتی نظروں نے اس کے وجود میں سوئی ہوئی

خواہشات جگا دی تھیں۔ اور ایسا پہلی بار ہوا تھا۔ ورنہ اس سے پہلے تو

عملی پیش قدمی کے نتیجے میں اس کا ردعمل ابھرتا تھا۔

بہت خطرناک بات تھی اور اس نے اس کی ذمہ داری اور بڑھا دی تھی۔

اس کی سمجھ میں آ گیا کہ اللہ نے اسے، اس کے وجود کو عبدالحق کی آزمائش

اس کے اندر کی سپردگی نے اس آزمائش کو عبدالحق کے لئے اور سخت کر دیا

میں اگر وہ ایک بار بھی عبدالحق کی طرف لپکی تو عبدالحق سنبھل نہیں

اس کے بعد بات آگے بھی بڑھ سکتی ہے۔ ایک سے دو نماز، ایک دن سے

بلکہ اس سے آگے بھی معاملہ جا سکتا ہے۔

اسے خود کو بھی روکنا تھا اور عبدالحق کو بھی۔ ان میں سے ایک بھی بہت

جبکہ یہاں تو دو دو تھے۔ اس روز اس نے خاص طور سے نماز حاجت پڑھ کر

جاتی۔

اس رات اسے احساس ہوا کہ اس کے وجود میں کچھ الارم نصب کر دیئے

عبدالحق اس کی طرف دیکھتا تو الارم بجنے لگتے۔ وہ دوپٹہ ڈھنگ سے لیتی،

دوپٹے کے بہت مختصر ہونے کا احساس ستانے لگتا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا

اپنے وجود کو جو عبدالحق کے لئے بہت خطرناک ترغیب بن چکا ہے، کیسے

اس کے نتیجے میں اس نے فیصلہ کیا کہ عبدالحق کے سامنے کم سے کم آئے

یہ آسان نہیں تھا۔ مگر کچھ نئی مصروفیات کے ذریعے وہ ایسا کر سکتی تھی۔ اس

نے گھر میں بھی ہر وقت چادر اوڑھنی شروع کر دی۔

وہ ہمیشہ عبدالحق سے پہلے سو جاتی تھی۔ اس رات اپنے اندر کے الارم کی وجہ

نیند کے باوجود اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ جاگی، لیکن اس نے آنکھیں کھولنے

آنکھوں میں جھری سی بنائی۔ نگاہ کو اندھیرے سے ہم آہنگ ہونے میں کچھ

اس نے دیکھا کہ عبدالحق وارفتگی سے اس کے سراپا کو تک رہا ہے۔ پھر جیسے

اس نے کروٹ بدل لی۔

گرمی کے موسم میں وہ چادر اوڑھ کر نہیں سوتی تھی۔ چادر اسے بوجھ لگتی تھی۔

اس نے سوچ لیا کہ اگلے روز سے وہ خود کو بہت اچھی طرح چادر میں لپیٹ کر

سوئے گی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

عبدالحق نے پھر کروٹ بدلی اور پہلے کی طرح اسے تکنے ...
عبدالحق کے لئے صبر کی دعا کرتی رہی۔ پھر عبدالحق نے اس کی طرف ...
قریب تھا کہ وہ بدن چرا کر پیچھے ہو جاتی۔ لیکن اس سے پہلے ہی ...
لیا۔ اس کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ وہ یقیناً ذکر کر رہا تھا۔

اگلے روز وہ دن بھر اس مسئلے پر غور کرتی رہی۔ اس کی سمجھ میں ...
آئیں۔ بنیادی بات یہ تھی کہ اسے خود کو عبدالحق کے لئے پرکشش ...
تھا۔ جبکہ اللہ نے اسے نہایت خوب صورت اور پرکشش بنایا تھا۔ ...
تھا۔

اسے ہنسی آ گئی۔ یہ اس کے ساتھ کیسا الٹا معاملہ ہوا ہے ...
شوہروں کے لئے سنگھار کرتی ہیں۔ اپنی کشش کو اجاگر کرتی ہیں ...
کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ مگر اسے اپنے شوہر کی فلاح کے لئے اس ...
ہے۔ اسے اپنے شوہر کو خود پر ملتفت نہیں کرنا۔ بلکہ اسے بے زار کرنا ...

اس نے سنجیدگی سے اس پر سوچا۔ چہرے کا تو وہ پہلے ہی ...
تھی۔ وہ تو کبھی لپ اسٹک بھی نہیں لگاتی تھی۔ لہٰذا وہ اتنا ہی کر سکتی تھی ...
ڈھیلا ڈھالا لباس پہنے۔ ان رنگوں کا انتخاب کرے، جو عبدالحق کو ناپسند ہیں ...
لگائے، جس سے عبدالحق بدکتا ہے۔

اور اس نے سوتے ہوئے چادر اوڑھنی شروع کر دی۔ اس کے ...
کام کر رہے تھے۔

لیکن ایسا لگا کہ کوئی تدبیر کام نہیں کرے گی۔ اس کی ہر کوشش ...
رات عبدالحق کی وہی کیفیت ہوتی۔ اور جب بھی ایسا ہوتا، ارجمند کی آنکھ ...
وہ عبدالحق پر یہ بات ظاہر نہ کرتی۔ وہ عبدالحق کی کشمکش دیکھتی۔ عبدالحق کی ...
خواہش اس کے اپنے اندر بھی فتنے جگا دیتی۔ اسے ہر پل یہ ذہن میں ...
اسے دو طرف جنگ لڑنی ہے۔ خود سے بھی اور عبدالحق سے بھی۔

عبدالحق اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا اور کھینچ لیتا۔ وہ خود کو ...
کرتا، منہ پھیرتا، مگر پھر اس کی طرف دیکھتا۔ اور ہر گزرتی رات کے ساتھ ...

... ہاتھ بڑھانے میں تو اتر آ رہا تھا۔

ارجمند نے سمجھ لیا کہ وہ وقت زیادہ دور نہیں، جب عبدالحق اسے چھوئے گا
... اس کو روکنا پڑے گا۔ وہ وقت ایک نہیں، کئی زاویوں سے اس کے لئے سخت
... وہ اللہ سے دعا کرتی کہ اللہ اس وقت کو ان دونوں سے دور رکھے اور اسے
... عطا فرمائے۔

اور پھر ایک رات وہ وقت آ ہی گیا۔

❀❀❀

ارجمند عبدالحق کے لئے بہت بڑی آزمائش بن گئی تھی۔

آزمائش تو انسان کے لئے ہوتی ہی سخت ہے۔ یا یوں کہیے کہ اللہ جب
... انسان کو کڑی سے کڑی آزمائش سے بچا لیتا ہے، اسے اپنے بندے کے لئے
... بنا دیتا ہے۔ اسے آسانی اور کامیابی کے ساتھ اس سے گزار دیتا ہے۔ اور جب
... آزمائش کو اس کے لئے سخت کر دیتا ہے۔

یہ آزمائش اس لئے زیادہ کڑی تھی کہ ارجمند اس کی بیوی تھی۔ اس کے
... تھی اور اللہ کی طرف سے اسے اس پر ہر طرح کا حق حاصل تھا۔ ایسے میں
... آسان نہیں ہوتا۔

... یہ خیال اسے بچا لیتا تھا کہ وہ اپنی نماز کی حفاظت کی جنگ لڑ رہا ہے۔
... اپنے نفس ... سے۔

پھر اس نے ارجمند میں تبدیلیاں دیکھیں۔ پہلے ایسا ہوتا تو شاید اسے پتا بھی
... نہ چلتا۔ وہ ارجمند کو غور سے کب دیکھتا تھا......؟ لیکن اب تو اس کا جی چاہتا تھا
... ہر وقت سامنے رہے اور وہ اسے دیکھتا رہے۔ بلکہ اس کا جی تو چاہتا تھا

... تصور میں تو وہ ہر وقت رہتی تھی، دفتر کے اوقات میں بھی۔
... استغفار، نوافل، قرآن اور ذکر، شام سے رات سونے کے وقت تک وہ اور
... مصروف رہتا تھا۔ بس ایک نور الحق کے معمول کے لئے وقفہ کرنا ہوتا تھا۔ اور سونے
... بیڈ روم میں جاتا تو آزمائش شروع ہو جاتی۔ اسے تو لگتا تھا کہ وہ رات بھر

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

سو ہی نہیں سکے گا۔ لیکن یہ اللہ کی بہت بڑی رحمت تھی کہ کچھ [illegible]
بعد بالآخر اسے نیند آ جاتی تھی۔ وہ اس پر خاص طور پر اللہ کا شکر ادا [illegible]

ایک رات اس نے معمول کے مطابق سر گھما کر [illegible]
ارجمند پوری طرح چادر میں لپٹی ہوئی تھی۔ وہ جھنجلا گیا۔ پہلے تو [illegible]
گرمی کے موسم میں تو ارجمند کو چادر سے الجھن ہوتی تھی۔

تو کیا وہ اب اسے دیکھنے سے بھی محروم ہو جائے گا [illegible]
سوچا۔ اس کا جی چاہا کہ وہ چادر نوچ کر پھینک دے۔ لیکن یہ [illegible]
ہوئی۔ اس کے دل نے اس خیال پر اسے ملامت کی اور وہ شرمندہ ہو [illegible]

اس سے ایک تبدیلی بہرحال آئی۔ اس کی شدت میں [illegible]
جھنجلاہٹ مستقل ہو گئی۔ پہلے اس کے اندر ارجمند کو حاصل کرنے [illegible]
بڑھانے کی خواہش ابھرتی تھی، جبکہ اس رات وہ اس دشمن دید چادر [illegible]
لئے بار بار ہاتھ بڑھا رہا تھا۔

بہرحال اللہ کی رحمت سے کچھ دیر بعد اسے نیند آئی۔ [illegible]
کمال تھا کہ وہ بہت گہری اور بھرپور نیند ہوتی تھی۔ تازہ دم کر دینے والی۔

اس صبح اس نے دفتر کے لئے تیار ہوتے ہوئے ارجمند سے [illegible]

"رات تم چادر اوڑھ کر سو رہی تھیں ....؟"

"جی آغا جی .... !"

"خیریت تو ہے ....؟ طبیعت تو ٹھیک تھی ؟" اس نے [illegible]
سموتے ہوئے پوچھا۔

"جی — ! بالکل ٹھیک تھی ....!"

"تو پھر ....؟ تمہیں تو چادر سے الجھن ہوتی تھی ہمیشہ ...."

"جی .... ! کوئی تبدیلی آئی ہے مجھ میں ؟" ارجمند نے کہا۔

"اب چادر اوڑھے بغیر نیند ہی نہیں آتی کسی طرح .... !"

اب عبدالحق اس سے یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ ایسا نہ کرو۔ اس [illegible]
اور نہ یہ اس کا حق تھا۔ وہ چپ ہو گیا۔

[illegible] اس بات کا تو اسے اندازہ نہیں ہو سکا کہ ارجمند اس کے سامنے آنے سے
[illegible] ہے، کیونکہ پہلے کبھی وہ اس پر دھیان ہی نہیں دیتا تھا۔ لیکن یہ اس کی سمجھ
[illegible] ارجمند میں واقعی کوئی بڑی تبدیلی آئی ہے۔ بہت کچھ بدل گیا تھا۔
[illegible] وہ دونوں قرآن فہمی کے لئے بیٹھے تو اسے کچھ ناخوش گواریت کا
[illegible] غور کرنے پر اس کی سمجھ میں بھی آ گیا۔

[illegible] تیز خوشبو لگائی ہوئی ہے تم نے ....؟" اس بار اس کے لہجے میں کھلا

"جی .... ! آپ کو بری لگ رہی ہے ....؟"

"بری تو نہیں .... ناخوش گوار کہہ لو .... !" عبدالحق نے کہا۔

"لیکن تمہیں تو بہت ہلکی خوشبوئیں پسند تھیں ....؟"

"میں نے کہا تھا نا کہ مجھ میں کوئی تبدیلی آئی ہے۔" ارجمند نے سادگی سے

"آپ منع کرتے ہیں تو نہیں لگاؤں گی۔"

"میں نے منع تو نہیں کیا۔" عبدالحق نے مدافعانہ انداز میں کہا۔

"تمہیں اچھی لگتی ہے تو میں تمہیں کیوں روکوں ....؟" اسے امید تھی کہ اس
[illegible] ارجمند خود ہی تیز خوشبو سے پرہیز کرے گی۔

"شکریہ آغا جی .... !"

[illegible] اس سے مایوسی ہوئی۔ لیکن وہ کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔

"لیکن باہر جاتے ہوئے ایسی خوشبو نہ لگانا۔"

"میں جاتی ہوں آغا جی .... ! اس کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ باہر جاتے
[illegible] میں خوشبو لگاتی ہی نہیں۔"

پھر عبدالحق کو احساس ہوا کہ تبدیلی ارجمند کے لباس میں بھی آئی ہے۔ وہ
[illegible] کے بڑے پھولوں والے کپڑے پہننے لگی تھی، جو بہت گنوار لگتے تھے۔
[illegible] ہوئی، کیونکہ ارجمند کو اس نے ہر معاملے میں ہمیشہ خوش ذوق پایا تھا۔
[illegible] نہیں .... اب وہ کپڑے بہت ڈھیلے ڈھالے پہن رہی تھی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اس نے اس پر اسے ٹوک دیا۔

''تنگ کپڑوں میں مجھے گھٹن محسوس ہوتی ہے آغا جی ...

جواب دیا۔

''مگر اتنے ڈھیلے کپڑے....؟''

''مجھے اچھے لگتے ہیں.... آرام ملتا ہے۔''

اس کے بعد کچھ کہنے کی گنجائش ہی نہیں تھی۔

لیکن عبدالحق سوچتا ضرور رہا کہ ان سب چیزوں سے کتنا فرق ...
ارجمند جیسی حسین لڑکی بھی اوسط درجے کی لگنے لگی ہے۔ ڈھیلا لباس ...
کو چھپا لیتا تھا۔

اسے احساس ہوا کہ ارجمند کی اس تبدیلی سے اسے فائدہ ...
آزمائش ہلکی ہو گئی ہے۔ اسے دیکھ کر وہ جس طرح بھڑکتا تھا، وہ کیفیت ...
اب کم از کم اس کا تصور اسے نہیں ستاتا تھا۔ دفتر میں بھی وہ سکون سے ...
تھا۔

لیکن رات کا معاملہ ویسا ہی تھا۔ بلکہ اور سنگین ہو گیا تھا ...
کم از کم ایک گھنٹے تک وہ حالت جنگ میں رہتا تھا --- اور جنگ بھی ایسی ...
اسے ڈر رہتا کہ وہ ہارنے والا ہے۔ اور وہ جانتا تھا کہ یہ اللہ کی بہت ...
کرم ہے کہ بالآخر اسے نیند آجاتی ہے۔ اور محض نیند نہیں، بہت گہری اور ...

مگر ایک اور بات وہ جانتا تھا۔ ہر رات خواہش کی شدت ...
اسی لحاظ سے اس کی مدافعت کم ہو رہی تھی۔ اس کے سوچنے کے انداز میں ...
تھی۔ وہ منطق کا سہارا لے رہا تھا۔ اس کے اندر یہ سوچ ابھرتی تھی کہ ...
میں دوبارہ جو کچھ ہوا، وہ محض اتفاق تھا۔ ضروری نہیں کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

وہ جانتا تھا کہ یہ سوچ اس کی خواہش کا ہتھیار ہے۔ وہ اس سے ...
لیکن یہ بھی جانتا تھا کہ بالآخر اسے ہار جانا ہے۔ اور جب دل میں یہ خیال ...
تو آدمی ہار ہی جاتا ہے۔

اور وہ ہار گیا۔

اس نے ارجمند کو جگایا، جو پہلے ہی جاگ چکی تھی۔

''کیا بات ہے آغا جی......؟''

''مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ مجھ سے ضبط نہیں ہوتا۔ میں تمہیں چاہتا ...''
اس کی آواز لرز رہی تھی۔

''نہیں آغا جی ---! یہ مناسب نہیں ہوگا۔'' ارجمند نے بڑی ... سے

''تم مجھے انکار کر سکتی ہو ......؟'' عبدالحق بپھر گیا۔

''نہیں کر سکتی..... پھر بھی کر رہی ہوں۔''

''یہ کیسی منطق ہے......؟''

''منطق نہیں ... یہ حقیقت ہے آغا جی ---! اور میں انکار اپنی وجہ سے ...
آپ کی وجہ سے کر رہی ہوں۔''

''میں بچہ ہوں کہ تم میری فکر کرو......؟''

''نہیں آغا جی ---! آپ کو ہر طرح کی خوشی اور آسودگی فراہم کرنا میرا ...
لیکن آپ کے اور اللہ کے تعلق کی حفاظت کی فکر کرنا بھی میرا فرض ہے۔
... بلند مقام کی خواہش کرتے ہیں، میں آپ کو اس سے بھی اوپر دیکھنا چاہتی ...
... اس کے لئے کچھ بھی کر سکتی ہوں، کچھ بھی چھوڑ سکتی ہوں۔ آپ جانتے ہیں
... آپ سے محبت کرتی ہوں۔ آپ اس وقت جو چاہتے ہیں، وہ میرے لئے
... ہے اور بہت بڑی خوشی بھی۔ میں عورت ہوں، میری حیا آپ کو یہ بتانے
... مگر آپ کی محبت مجھے آپ کو یہ بتانے پر مجبور کرتی ہے۔ تو میں آپ کو بتا
... صرف آپ نہیں کر رہے، میں بھی کر رہی ہوں۔''

''لیکن تم تو ...''

ارجمند نے تیزی سے اس کی بات کاٹ دی۔

''میں جانتی ہوں کہ آپ کیا کہیں گے.....؟ مگر میں آپ سے کہتی ہوں کہ
... نے کہا، اس پر اللہ میرا گواہ ہے۔ اب آپ چاہیں تو میری بات کو رد کر

عبدالحق جھرجھری لے کر رہ گیا۔ اس میں تو وہ ...

ارجمند ویسے بھی جھوٹ نہیں بولتی تھی۔ اس پر اللہ کو گواہ بنانا...

واقف ہی تھا۔

"اچھا...! ہم اس پر بات تو کر سکتے ہیں...؟" اس نے ...

کہا۔

"ضرور...! میرا خیال ہے کہ ہمیں اس پر تفصیل سے بات کرنی

چاہئے۔" ارجمند نے کہا اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔ عبدالحق تو پہلے ہی بیٹھا ہوا...

"آپ مجھے بتائیں کہ آپ کیا سوچتے ہیں اس سلسلے میں...

"پہلے تم بتاؤ... کہ تم مجھے کیوں روکتی ہو...؟"

"آپ جانتے ہیں، پھر بھی مجھ سے پوچھ رہے ہیں...

میں شکایت تھی۔

"میں نہیں چاہتی کہ آپ کے ساتھ پھر وہی کچھ ہو۔ آپ...

ہوں۔ آپ کو پھر اسی ذہنی اور جسمانی اذیت سے گزرنا پڑے۔

"میں بھی یہ نہیں چاہتا۔" عبدالحق نے پُر خیال لہجے میں...

"لیکن کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ جو کچھ میرے ساتھ ہوا...

سکتا ہے۔"

"آپ نفسانی خواہش کے زیر اثر ایسا سوچ رہے ہیں۔ یہ شیطان...

کار ہے۔ وہ اسی طرح آدمی کو گھیرتا اور اکساتا ہے۔ تو جیہہ دلائل...

کے ذریعے۔"

"یہ کیسی بات کی تم نے...؟" عبدالحق بھڑک گیا۔

"شیطان تو اس رشتے، اس تعلق کا سب سے بڑا دشمن ہے۔"

"بے شک...! ایسا ہی ہے۔ لیکن شیطان کے ہر وار کے پیچھے...

مقصد ہوتا ہے... انسان سے اللہ کی نافرمانی کرانا۔"

"لیکن اس میں اللہ کی نافرمانی ہے کب...؟ یہ تو اللہ کی حلال...

"آپ بھول رہے ہیں۔" ارجمند نے نہایت نرم لہجے میں کہا۔

پہلی بار ہمارے درمیان اس پر بات ہوئی تھی۔ ہم دونوں ہی اس پر متفق

... بھی ہو، اللہ ہمیں اس سے روک رہا ہے۔ میں نے اسے آزمائش سمجھا تھا

... اللہ کی ناراضی... تو اس صورت میں یہ اللہ کا حکم ہی ہوا نا...؟"

عبدالحق لاجواب ہو گیا۔ اپنی کہی ہوئی بات سے وہ کیسے انکار کر سکتا تھا...؟

"اب مجھے لگتا ہے کہ وہ میری جذباتیت تھی۔ اب مجھے لگتا ہے کہ وہ محض

"اور میں کہتی ہوں کہ یہ سوچ آپ کے نفس کا فریب ہے۔"

"اس بار بھی وہی کچھ ہوا تو میں اسے حقیقت تسلیم کر لوں گا۔"

ارجمند چند لمحے سوچتی رہی۔

"اور وہی کچھ ہوا تو اب پہلے سے زیادہ ڈپریشن ہو جائے گے۔ یہ میں نہیں

"جو بھی ہو... میں ایک بار اور آزمانا چاہتا ہوں۔"

"نہیں آغا جی...! صبر میں عافیت ہے، اللہ کی رضا ہے۔" ارجمند نے

عبدالحق جھنجلا گیا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم مجھے کیوں روک رہی ہو...؟"

"اس لئے روک رہی ہوں کہ یہ سزا یا آزمائش جو کچھ بھی ہے، میں اسے

... شیئر نہیں کر سکتی۔ یہ صرف آپ کے لئے ہے۔ غسل آپ کے لئے

... بنتا ہے۔ نماز صرف آپ کی قضا ہوتی ہے۔ میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں

... روکتی ہوں کہ بعد میں ایک طرف تو میں آپ کی تکلیف اور دکھ پر کڑھوں

... طرف میرے ضمیر پر بوجھ ہوگا کہ میں نے خود غرضی کا مظاہرہ کیا۔"

"تم نے مجھے سمجھا لیا... لیکن میں ماننے والا نہیں۔"

ارجمند پھر سوچ میں پڑ گئی۔ پھر چند لمحے بعد اس نے سر اٹھایا اور بولی۔

"اچھا...! تو میری ایک بات مان لیں...!"

"کہو...!"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"آج رہنے دیں، کل سہی .....!" یہ کہتے ہوئے اس کی نظر...

"چلو..... ٹھیک ہے.....!"

"بس.....! اب آپ سو جائیں.....!"

❀❀❀

اس روز دفتر میں عبدالحق اسی بارے میں سوچتا رہا۔ اس نے ... نے ارجمند کو دانش عطا فرمائی ہے۔ اس نے بڑی خوب صورتی سے اسے ... اور سنبھلنے کا ایک موقع فراہم کیا ہے۔

اور وہ سوچ رہا تھا۔

اور فرق بہت بڑا تھا۔ رات کے مہربان، پردہ پوش اندھیرے میں ... اور ارجمند کی قربت میں سوچنا اور بات تھی اور دن کے اجالے میں ... میں اور بات..... اس وقت بھی اپنی تند خواہش کو ایک طرف ہٹا کر ... سوچنا آسان نہیں تھا۔ لیکن رات کو تو شاید یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ رات تو ... تھا..... مدعی، نفس کا ہم لذا اور حلیف۔

ارجمند اسے ڈرا رہی تھی۔ اور دن کے اجالے میں اسے ... کہ بجا طور پر ڈرا رہی تھی۔ اگر یہ آزمائش یا اللہ کی ناراضی ہے تو اس ... بڑھ بھی سکتی ہے۔

دن بھر وہ سوچتا، ڈرتا اور الجھتا رہا۔ لیکن بالآخر اس نے فیصلہ ... سوچا کہ خطرے کو کم کیا جا سکتا ہے، اور اسے اس کی ترکیب بھی سوجھ گئی ... کا دل بھی مطمئن ہو گیا۔

رات کو اس نے ارجمند کو اپنے فیصلے سے آگاہ کیا۔

ارجمند نہ جانے کیوں سہم گئی۔

"کیا یہ مناسب ہوگا آغا جی.....؟"

"کیوں.....؟ اس میں قباحت کیا ہے.....؟" عبدالحق نے ...

"دن کی روشنی اور رات کے اندھیرے میں بہت فرق ہوتا ہے۔"

یہ فرق تو اس روز عبدالحق کی سمجھ میں بھی آ گیا تھا۔ لیکن ...

... رہی تھی، جس کی ابھی شادی ہوئی ہو اور وہ پہلی بار اپنی بیوی کی صورت دیکھنے ... میں لہو کے ساتھ ہیجان دوڑ رہا تھا۔

"اب ایسی روشنی بھی نہیں ہوتی ارجی.....!" اس نے بڑی محبت سے کہا۔

"مجھے لگتا ہے کہ یہ کم از کم میرے لئے آسان نہیں ہوگا۔"

"مگر تم اس کے فائدے کے بارے میں سوچو.....! میری فجر کی نماز تو محفوظ ...

"ٹھیک ہے.....!" ارجمند کے لہجے میں یقین کی کمی تھی۔

"میں نے بہت سوچا ہے اس پر..... تم فکر نہ کرو.....!"

"جی.....! بہت بہتر.....!" ارجمند نے کہا۔ لیکن وہ واضح طور پر فکر مند ... رہی تھی۔

"میں نے دفتر میں کہہ دیا ہے کہ کل چھٹی کروں گا۔" عبدالحق نے کہا اور پھر ...

"بس احتیاطاً.....!" اس کے لہجے میں اعتماد تھا۔

"میں آج اللہ سے بہت دعا کروں گی۔"

"میں بھی.....!"

... راتوں کے بعد وہ پہلی رات تھی کہ وہ دونوں ہی سکون سے سو گئے۔

لیکن عبدالحق نے دشواریوں کا اندازہ ہی نہیں لگایا تھا۔ آدمی جذبات میں ... ڈھنگ سے سوچ ہی نہیں سکتا۔

فجر کی نماز کے بعد نور الحق اپنے معمول کے مطابق بیدار ہو گیا۔

"میں اسے دودھ پلا کر دادی اماں کے پاس چھوڑ کر آتی ہوں۔" ارجمند نے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے؟" عبدالحق کے لہجے میں ہلکی سی جھنجلاہٹ تھی۔

"اسے رشیدہ یا دا آپا کو دے دو.....! وہ دودھ پلا دیں گی۔"

ارجمند نے ملامت بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"آپ جانتے ہیں کہ آغا جی.....! کہ یہ اپنے معمولات کا کتنا پکا ہے۔ اس ... کے ہاتھ سے دودھ پیے گا۔" اس نے کہا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"اچھا... تو جاؤ... مگر جلدی آنا...!"

ارجمند چلی گئی۔

مگر بچے کو دودھ پلاتے ہوئے اسے خیال آیا کہ ہر روز ناشتہ بھی [illegible]

ہے۔ اب وہ کیا کرے...؟ اس نے دیر لگائی تو عبدالحق بہت خفا ہوگا۔ [illegible]

کوئی چارہ نہیں کہ وہ رشیدہ سے ناشتہ بنانے کو کہے... مگر رشیدہ کیا سوچے گی [illegible]

اسے شرم آنے لگی۔ رشیدہ وہی سوچے گی جو اسے سوچنا چاہئے۔ [illegible]

ہی نہیں جاسکتا۔ مگر کوئی اور صورت بھی نہیں۔

نورالحق کو حمیدہ کے پاس چھوڑ کر وہ رشیدہ کی طرف گئی۔

"تمہیں ایک زحمت کرنی ہے رشیدہ...!" اس نے کہا۔

"حکم کریں بی بی صاحب...!"

"آج ناشتہ تم بنا دو...!" اس نے کہہ تو دیا مگر ڈر رہی کہ [illegible]

پر رشیدہ نے وجہ پوچھ لی تو کیا اسے جواب میں جھوٹ بولنا پڑے گا۔ اگر اس [illegible]

کہ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے بی بی صاحب...! تو وہ کیا کہے گی...؟ [illegible]

کچھ خراب ہے۔ اور کیا وہ اپنی شرمندگی چھپا سکے گی۔

لیکن رشیدہ نے کچھ نہیں پوچھا۔ بس سادگی سے کہا۔

"ضرور بی بی صاحب...! ورنہ میں تو کام کرنا ہی بھول جاؤں گی [illegible]

سے کام لیتی رہا کریں۔ اب مجھے نہیں پتا کہ میں ناشتہ اچھا بھی بنا پاؤں گی یا نہیں"

ارجمند کے دل پر سے بوجھ ہٹ گیا۔

"ایسی کوئی بات نہیں رشیدہ...! عورتیں یہ سب کہاں بھولتی ہیں"

رشیدہ کچن کی طرف چلی گئی اور ارجمند بیڈ روم کی طرف بڑھ گئی۔ اس کا [illegible]

عجیب انداز سے دھڑک رہا تھا۔ پاؤں من من بھر کے ہو رہے تھے۔

❀❀❀

عبدالحق کے لئے وہ ایسا دن بن گیا جسے وہ کبھی نہیں بھول سکتا تھا۔

ارجمند چلی گئی تھی۔ وہ بستر پر دراز سوچتا رہا۔ وہ خوشی جو ہمیشہ ایک [illegible]

صورت خواب جیسی، لیکن مکمل لگتی تھی، اجالے میں بڑی نامکمل لگی تھی۔ ایک طرف [illegible]

[illegible] تھا اور دوسری طرف زیاں کا۔ لیکن واضح کچھ بھی نہیں تھا۔

پھر وہ باتھ روم جانے کے لئے اٹھا تو اسے احساس ہوا کہ وہ خوفزدہ ہے۔

اس احساس کو جھٹکنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن ناکام رہا۔

اور چند لمحوں میں خوف اور احساسِ زیاں، سب کچھ واضح ہو گیا۔

پانی اس بار بھی اسے پاک کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔

لیکن اس بار اس کے ردعمل میں پہلے جیسی مایوسی نہیں تھی۔ ایک تو جو کچھ ہوا، [illegible] کے لئے بالکل خلاف توقع نہیں تھا۔ چنانچہ وہ ذہنی طور پر اس کے لئے تیار تھا۔ [illegible] اسے یقین تھا کہ دوپہر تک سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ وہ مطمئن تھا کہ فجر تو وہ [illegible] ہے۔

وہ کمرے سے نکلا اور ڈائننگ روم کی طرف چل دیا۔

ناشتے کے بعد اس نے نورالحق کا قرض ادا کیا۔ اس کے بعد کہیں اسے اس [illegible] پر غور کرنے کی مہلت ملی۔ اس نے ایک بار پھر کوشش کی۔ لیکن ٹھنڈا پانی [illegible] کھولتا ہوا پانی تھا۔

ارجمند سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ سب کچھ تو عبدالحق کے چہرے پر [illegible] وہ افسوس کے سوا کیا کر سکتی تھی...؟ اس سے بات کرتی تو وہ شرمندہ بھی ہوتا [illegible] اور دکھ بھی بڑھ جاتا۔ وہ خاموشی سے کچن کی طرف چلی گئی۔

عبدالحق اخبار بیڈ روم میں لے آیا۔ مگر اخبار پر نظر پڑتے ہی وہ وحشت زدہ [illegible] اسے اس بات کا خیال ہی نہیں تھا کہ وہ جمعہ کا دن ہے۔

"اب کیا ہوگا...؟" اس نے تشویش سے سوچا۔

"کوئی بات نہیں...! بارہ ساڑھے بارہ بجے تک سب ٹھیک ہو جائے گا۔" [illegible] نے تسلی دی۔

"یہ تو جمعے کی نماز ہے۔" اس نے سوچا اور اس کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی [illegible] بار لے۔ گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

بارہ بجے وہ اپنی کوشش میں پھر ناکام ہوا۔ اس کے بعد وہ تو ہر دس پندرہ [illegible] باتھ روم کا چکر لگانے لگا۔ ہر ناکامی پر اس کی وحشت میں اضافہ ہو رہا تھا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

جمعہ کا وقت ہو گیا تو اس کا دل ڈوبنے لگا۔

"کیا میں جمعے کی نماز سے محروم رہ جاؤں گا.....؟" یہ تصور ہی
سوہان روح تھا۔ اس نے اپنی دانست میں اپنی تہجد اور فجر کی حفاظت کرنے کی کوشش
کی تھی۔ مگر اب اسے اس کی بہت بڑی سزا مل رہی تھی۔

اور جب جمعے کی نماز کا وقت نکل گیا تو اسے ایسا لگا کہ اس کے جسم سے روح
نکل رہی ہے۔ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے۔ اندر سے اس کا وجود جیسے ...
اس سے پہلے اس کے جسم کا رواں رواں اللہ سے دعا کر رہا تھا کہ اسے ...

وہ شرمندگی سے نڈھال ہو گیا۔ سب سے بڑی شرمندگی تو ...
اسے یہ فکر ستانے لگی کہ گھر میں سب لوگ سمجھ لیں گے کہ اس نے جمعے کی نماز ...
ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔

پھر ارجمند کمرے میں آئی۔

"چلیں..... کھانا کھا لیں.....!"

"مجھے تو بالکل بھوک نہیں ہے۔"

"دادی اماں کے خیال سے چلے چلیے.....!"

"مجھ سے کچھ کھایا ہی نہیں جائے گا۔" اس نے مظلومیت سے کہا۔

"ایسے ہی ہاتھ چلاتے رہیے گا.....!" ارجمند نے کہا۔

"ورنہ دادی اماں آپ کے لیے پریشان ہوں گی۔"

وہ ڈائننگ روم میں چلا آیا۔ کھانا اس سے بہرحال نہیں کھایا گیا۔
اس نے دو چار لقمے لیے۔ ارجمند نے بڑی عقل مندی سے اس کا پردہ رکھا اور
حمیدہ کو باتوں میں لگائے رکھا۔ یوں حمیدہ کو پتا بھی نہ چلا کہ اس نے کھانا نہیں کھایا۔

اس کے بعد پھر وہ تھا اور باتھ روم..... اور مسلسل ناکامی۔

ارجمند نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ سزا میں اضافہ ہو گیا تھا۔ وہ عصر سے بھی محروم
ہو گیا۔ اور جب مغرب بھی نکل گئی تو اسے ایسا لگا کہ اسے کچھ ہو جائے گا۔ ...
میں خوش تھا۔ اس طرح جینا اسے قبول نہیں تھا۔ اس سے تو موت ہی بہتر تھی۔

ارجمند بھی پورے دن پریشان رہی۔ اس سے کچھ پوچھنے کی ہمت نہیں
... لیکن اس کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔

اور عبدالحق پر تو اس خوف سے لرزہ چڑھا ہوا تھا کہ یہ سزا کہاں تک جائے
گی؟ اب تک اس کی تین نمازیں نکل چکی تھیں۔ ہر دس منٹ بعد وہ باتھ روم میں
جا کر پانی کے نیچے ہاتھ رکھتا اور واپس کھینچ لیتا۔ احتیاط کے باوجود اس کا ہاتھ سرخ
ہو گیا تھا اور اس میں جلن ہونے لگی تھی۔

اور جب عشاء سے پہلے ٹھنڈے پانی نے اس کے ہاتھ کو چھوا تو اس کی خوشی
کی انتہا نہیں تھی۔ زندگی میں اتنی بڑی خوشی اس سے پہلے اسے کوئی اور نہیں ملی تھی۔
وہ نہایا اور جی بھر کے نہایا۔ جیسے سمجھ رہا ہو کہ اس کا پاک ہونا آسان نہیں ہے۔
نماز پڑھ کر پہلی بار اس نے سکون کا سانس لیا۔ زندگی میں اتنا سخت اور
برا ایک دن اس نے پہلے کبھی نہیں گزارا تھا۔

❀❀❀

بات اب بالکل واضح ہو گئی تھی۔

عبدالحق کے لیے یہ بات تشویش ناک تھی کہ اس پر ہر ردعمل کے نتیجے میں
اس کی کیفیت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ اور دونوں کا ہدف ارجمند ہی تھی۔

سب سے پہلے تو اس کے اندر ارجمند کے لیے بہت شدید جھنجلاہٹ ابھری،
جو دیکھتے ہی دیکھتے ناپسندیدگی تک جا پہنچی۔ اس نے اس پر خود سے بہت بحث کی۔ لیکن
جو بھی ہوا، اس کے نزدیک اس کا سبب ارجمند ہی تھی۔ لیکن سوچنے کے بعد وہ خود پر
جھنجلایا۔ وہ کیوں اس کے معاملے میں اتنا بے بس ہو گیا.....؟ کیوں اس کی خواہش
بے لگام ہو جاتی ہے۔ کیا وہ اپنے نفس سے لڑنے کی اہلیت ہی کھو بیٹھا ہے۔

بات پھر پلٹ کر وہیں آئی تھی۔ وہ صرف ارجمند ہی کے معاملے میں تو بے
اختیار ...

مگر اللہ نے عبدالحق کو بڑی خوبیوں میں یہ ایک بہت بڑی خوبی بھی عطا فرمائی
تھی کہ وہ ہر معاملے میں اپنا محاسبہ ضرور کرتا تھا۔ اس معاملے میں بھی اس نے یہی کیا۔
اسے دل میں یہ اعتراف کرنا پڑا کہ یہ اس کے لیے نئی بات نہیں۔ نور بانو کے
معاملے میں بھی وہ ایسا ہی تھا..... بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ۔ اس عرصے میں بھی وہ فجر

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

سے محروم ہوتا رہا تھا، جبکہ غسل کے معاملے میں وہ اس وقت جیسی سہولت ...
بھی نہیں تھا۔ اسے نماز کی محرومی پر تاسف تو ضرور ہوتا تھا۔ لیکن ...

اس اعتبار سے وہ یہ کہہ سکتا تھا کہ اب اس پر اللہ کی رحمت ...
ہے۔ اس کی شخصیت کو ارتقا سے گزارا گیا ہے۔ اب اس کا ضمیر پہلے سے ...
زیادہ توانا ہے۔ اب تو وہ نماز سے محرومی پر تڑپ جاتا ہے۔

اس نے اس فرق کو بھی ٹٹولا۔ اس کے لئے اسے ارجمند اور ...
موازنہ بھی کرنا پڑا۔ نور بانو اب اس دنیا میں نہیں تھی۔ اور عبدالحق ...
ناقدانہ نظر نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔ لیکن اس خیال نے کہ وہ ممکنہ طور پر ...
انصافی کا مرتکب ہو رہا ہے، جبکہ اللہ بے انصافی کو بہت ناپسند فرماتا ہے ...
موازنے پر مجبور کر دیا۔

موازنے پر ابتداء ہی میں ایک فرق تو واضح ہو گیا۔ نور بانو میں ...
محسوس کرتا تھا، نور بانو اس سے پوری طرح فائدہ اٹھاتی تھی۔ بلکہ وہ اسے ...
بھڑکاتی تھی۔ اس نے خود تو قرآن پڑھنا بھی چھوڑ دیا تھا اور نماز بھی ...
اب وہ یہ الزام تو اس پر نہیں لگا سکتا تھا کہ وہ دانستہ اسے نماز سے ...
زیادتی ہوتی۔ وہ کوئی بچہ تو نہیں تھا۔ اللہ کے سامنے اپنی جواب دہی تو اسے ...

دوسری جانب ارجمند کے لئے تو اب وہ اس طرح پاگل ...
کے لئے تھا۔ اور یہ بھی شاید اللہ کی طرف سے اس کی آزمائش تھی ...
سے ہی جانتا تھا کہ ارجمند نہایت حسین اور پرکشش ہے۔ لیکن وہ ...
کبھی آزمائش نہیں بنی تھی۔ اور جب ایسا ہوا تو ارجمند کا ردعمل ...
ارجمند نے اکسانا بھڑکانا تو دور کی بات، الٹا اسے روکنے کی کوشش کی ...
صرف اپنی نماز کی حفاظت کرتی تھی، بلکہ اس کی نماز کی حفاظت کی بھی ...
کوشش کرتی تھی۔ وہ اس کی قرآن فہمی کی کوشش میں اس کی رفیق تھی۔

ایک فرق اور تھا۔ نور بانو ہمیشہ پہل کرتی تھی۔ اس کی طرف ...
بے وقت بھی اسے مجبور کر دیتی تھی۔ اس کے برعکس ارجمند میں اتنی حیا ...
ایک بار کے علاوہ کبھی پہل نہیں کی۔ اور اس موقع پر بھی اس نے اسے ...

... ارجمند نہایت صابر تھی۔ اس نے کبھی اپنی خواہش اور ضرورت کو اس پر
... نے دیا تھا۔ اس ایک موقع کے سوا وہ کبھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ ارجمند نے کبھی
... کنائے میں بھی اس کا اظہار کیا ہو۔

... اسے یاد نہیں تھا کہ کبھی وہ نور بانو پر جھنجلایا ہو۔ اس نے ہمیشہ نور بانو کی
... کبھی اسے رد نہیں کیا، مایوس نہیں کیا۔ اس لئے کہ وہ اس سے محبت کرتا تھا۔
... محبت تو اسے ارجمند سے بھی تھی، اور وہ تھی بھی محبت کے قابل۔ لیکن اس کی
... پر ہی اس نے سخت ردعمل ظاہر کیا۔ اسے مایوس کیا۔ جو یقیناً اس طرح
... دونوں محبتوں میں بہت فرق تھا۔

... اب وہ اس پر جھنجلا رہا تھا۔ اسے مورد الزام ٹھہرا رہا تھا۔ یہ تو صریحاً بے
... اس میں ارجمند کا تو کوئی قصور تھا ہی نہیں۔

... اس کی سمجھ میں آیا۔ ارجمند اور نور بانو میں ایک ہی قدر مشترک تھی۔
... ہر رشتے اور ہر تعلق سے محروم ہونے کے بعد اسے ملی تھیں۔ اس کے علاوہ
... بالکل برعکس تھیں۔ نور بانو کی فطرت قابضانہ تھی۔ وہ اسے اپنا اسیر بنا
... چاہتی تھی۔ جبکہ ارجمند خود اس کی اسیر رہنا چاہتی تھی۔ وہ اس کی مطیع تھی اور
... رہنا چاہتی تھی۔ نور بانو میں خود غرضی اور حسد تھا اور ارجمند میں ایثار اور محبت۔
... وہ اسے پا کر اللہ سے اور قرآن سے دور ہو گئی تھی۔ اس کا بس چلتا تو وہ اسے بھی
... جبکہ ارجمند اسے پا کر اور مستحکم ہو گئی تھی۔ وہ قرآن کی محبت اور قرآن فہمی کی
... اس کی شریک تھی۔ بلکہ بہت کچھ اس نے اس کے ذریعے سمجھا تھا۔

... اس کی سمجھ میں ایک نکتہ آ گیا۔ نااہل کو عزت دینے میں تو اللہ کے ہاں کوئی
... لیکن اہل کو عزت نہ دینا بری بات ہے۔ اور یہی اس نے کیا تھا اور شاید
... صورت حال اسی کی سزا تھی۔

... ایک اور بات اس کی سمجھ میں آئی۔ نور بانو کے معاملے میں وہ بہت شکر گزار
... اسے بغیر دیکھے اس سے محبت کی تھی، اور اسے پانے کا کوئی امکان بھی نہیں تھا۔
... کرم فرمایا تھا اور وہ اسے مل گئی تھی۔ وہ اس پر شکر ادا کرتا تھا۔ اور اس پر بھی
... ملنے کے بعد اس کی محبت کم نہیں ہوئی تھی، بلکہ اور بڑھ گئی تھی۔ حالانکہ وہ

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"بات یہ ہے کہ اس صورتِ حال میں کوئی بھی میرے ... نہیں کر سکتا۔"

"میں ہر وقت سوچتی رہتی ہوں کہ کچھ تو کیا جا سکتا ہے۔"

"کچھ سمجھ میں بھی آیا ...؟"

"جی ... ! عجیب عجیب خیالات آتے ہیں۔" ارجمند نے کہا۔

"سوچتی ہوں، کسی طرح سے خود کو بدصورت بنا لوں۔ کبھی ... خاموشی سے یہاں سے دور کہیں چلی جاؤں ... !"

عبدالحق اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"کیسی احمقانہ بات ہے ...؟" اس نے غصے سے کہا۔

"دیکھیں نا ... میری خوب صورتی ہی تو آپ کی دشمن بن گئی ..."

عبدالحق کو احساس ہوا کہ اس کا نقصان اب ارجمند کا نقصان ... ہے۔ اس نے کہا۔

"یہ مت بھولو کہ تم اس وقت بھی خوب صورت تھیں، جب میں ... بھی نہیں دیکھتا تھا۔ اور نور بانو حسین نہ ہونے کے باوجود میرے ..."

ارجمند نے کچھ نہیں کہا۔ وضاحت طلب نظروں سے اسے تکتی رہی۔

"میں نے تمہارے معاملے میں ناشکرا پن کیا۔ تم اسے آزمائش ... میرے نزدیک اس کی سزا ہے۔" اس نے کہا۔

"اور کہتے ہیں نا کہ آدمی محبت سے بنتا اور بگڑتا ہے، تو میرا ... تک پہنچ رہا ہے۔"

ارجمند نے جھرجھری سی لی۔

"وہ کیسے ...؟"

"تمہیں اللہ نے خوب صورت بنایا ہے۔ اب تم کسی بھی طرح اسے ... کرنے کی کوشش کرو، اپنے وجود پر ظلم کرو تو کیا یہ ناشکرا پن نہیں ہوگا ..."

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔"

"یہ میری محبت کا اثر ہے۔" عبدالحق نے شرمندگی سے کہا۔ پھر بولا۔

"ایک اور بات یہ کہ تمہارا ایسا کوئی عمل خیانت میں شمار ہوگا۔"

ارجمند پھر اسے وضاحت طلب نظروں سے تکتی رہی۔

"پہلے تو یہ سب کچھ اللہ کی امانت ہے اور وہ ہر عضو کا حساب لے گا۔ تو یہ خیانت ... اللہ نے تمہیں خوب صورت بنایا میرے لئے، تو دنیا میں یہ میری امانت ہے۔"

ارجمند نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور محبت بھرے لہجے میں بولی۔

"اللہ نے آپ کو بہت اچھا بنایا ہے آغا جی ...... !"

"جو کچھ اچھا ہے، اسی کا دیا ہوا ہے۔" عبدالحق نے عاجزی سے کہا۔ پھر بولا۔ "اور کہیں جانے کی بات بھی ناشکرا پن ہے۔ بلکہ ایسا سوچنا بھی ناشکرا پن ... بھولو کہ تم یہاں آنے سے پہلے کہاں تھیں ...؟ وہ تو اللہ نے اپنی ... بچائے رکھا اور یہاں پہنچا دیا۔ پھر جو تم مانگتی تھیں، وہ بھی عطا فرما ... !"

ارجمند اچانک ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ سب کچھ اسے یاد آ گیا ... حیرت اور شرمندگی ہو رہی تھی کہ وہ اس سب کو بھولی کیسے ...؟ واقعی ... تب۔ وہ دل میں اللہ سے توبہ کر رہی تھی۔

عبدالحق اسے لپٹا کر اس کی دل جوئی کرنا چاہتا تھا۔ مگر دل پر پتھر رکھ کر بیٹھا ... کہ اس کا ارجمند کو محض چھونا بھی تباہ کن ثابت ہو سکتا ہے۔

"اب رو نہیں ارجی ... !"

"آپ مجھے معاف کر دیں آغا جی ... !" ارجمند نے سسکیوں کے درمیان کہا۔ "لیکن میں کیا کروں ...؟ آپ کو اس حال میں دیکھا نہیں جاتا۔ میں آپ ... خود اپنے لئے بھی آزمائش بن گئی ہوں۔"

"بس ... ! اللہ سے دعا کرتی رہو اور مجھ سے وعدہ کرو کہ آئندہ ایسی باتیں ... ہوگی۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں آغا جی ...... ! ایک اور راستہ سمجھ میں آیا ہے۔ مگر میں ... کہنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔"

عبدالحق نے چند لمحے سوچا۔ اس لمحے ان کے درمیان پھر وہی رابطہ استوار

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ہو گیا۔ عبدالحق نے جان لیا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔۔۔۔۔؟

"نہیں ارجی۔۔۔۔۔ یہ اس مسئلے کا حل نہیں۔۔۔۔۔ یہ نامناسب ہوگا۔"

"آپ کس بارے میں بات کر رہے ہیں۔۔۔۔۔؟"

"جس کے بارے میں تم نے اشارہ کیا۔" عبدالحق نے کہا۔

"ہم الگ الگ کمروں میں نہیں سو سکتے۔ اس سے بے معنی
ہوں گی۔ گھر کی فضا خراب ہوگی۔ اماں کیا سوچیں گی۔۔۔۔۔؟ نوکر کیا سوچیں گے
یہی نا کہ ہمارے درمیان تعلقات میں کوئی خرابی ہے۔۔۔۔۔؟ سب پریشان ہوں گے
ہے۔۔۔۔۔اور ایسے گمان کریں گے، جن کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہوگا۔"

ارجمند حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ نے میری بات کیسے سمجھ لی آغاجی۔۔۔۔۔؟"

عبدالحق نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"تو پھر کیا کریں۔۔۔۔۔؟" ارجمند کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"تمہاری بات نے ایک بات مجھے سجھائی ہے۔" عبدالحق نے کہا۔

"میں بیڈ کے بجائے نیچے قالین پر سویا کروں گا۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔۔۔؟ اچھا۔۔۔۔۔ مجھے نیچے سونے دیں۔"

"نہیں ارجی۔۔۔۔۔! یہ بات کرنے کے بعد اب مجھے خیال آ رہا ہے
کی طرف سے رہنمائی ہے۔" عبدالحق نے کہا۔

"اللہ کے بندوں کو زمین سے قریب رہنا چاہیے۔"

عبدالحق کے لہجے میں قطعیت تھی۔ بات ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

"اچھا۔۔۔۔۔ تو نیچے گدا بچھا دوں۔۔۔۔۔؟"

"بالکل نہیں۔۔۔۔۔! ایک تکیہ اور ایک چادر بہت ہے۔ اور میں تمہیں ایک
دے رہا ہوں۔ اس پر ہر حال میں عمل کرنا ہے۔ اس میں کوتاہی نہیں کرنا۔"

"کہیے آغاجی۔۔۔۔۔!"

"اگر میں کبھی نفس سے مجبور ہو کر تمہاری طرف بڑھوں تو بہت سختی سے
روک دینا۔ یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔"

"بہت بہتر آغاجی۔۔۔۔۔! اللہ میری استعانت فرمائے۔۔۔۔۔!"

❀❀❀

سب کچھ سوچنے، سمجھنے اور تجزیہ کرنے کے باوجود عبدالحق کا ارجمند کے ساتھ رویہ رہا۔ دن میں جب بھی وہ سامنے آتی تو نفس کا ازلی مینڈھا جو دور پر ٹکریں میں وہ ارجمند پر جھنجلاتا۔ وہ اسے بری لگتی۔ کبھی تو اسے اس سے شدید نفرت لیکن اس نفرت کے باوجود وہ اس میں بے پناہ کشش محسوس کرتا، اس کی کھنچتا جیسے وہ کوئی مقناطیس ہو۔ اس کے نتیجے میں ایک تبدیلی آئی۔ وہ اس میں طرح طرح کی بدگمانیاں کرتا۔ بات بے بات اسے ڈانٹتا، اس کے رویہ رکھتا۔ ایسے میں وہ اپنے معاملے میں اسے ہی قصوروار سمجھتا۔

لیکن وہ شکر ادا کرتا کہ اللہ کی رحمت اس کے ساتھ ہے۔ اللہ نے اسے ارجمند قرآن پڑھنے اور سمجھنے سے محروم نہیں ہونے دیا۔ وہ ہفتہ اور اتوار کو معمول کے بیٹھتے اور اس پر بات کرتے۔ آیات کو سمجھنے کی کوشش کرتے۔ اور اس پر اس کا نفس سویا رہتا۔ کبھی اس کے خلاف ہوتا تو وہ ارجمند سے کہتا۔

"سوری ارجی۔۔۔۔۔! آج کیفیت نہیں ہے پڑھنے کی۔"

اور ارجمند سمجھ جاتی۔ لیکن تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے کہتی۔

"بے شک آغاجی۔۔۔۔۔! یہ بہت بھاری کلام ہے۔ اسے تو دل و جان سے کرنا ہوتا ہے۔ زبردستی اچھی نہیں ہوتی۔ کل پڑھیں گے انشاءاللہ۔۔۔۔۔!"

اور رات کو اپنے کمرے کی تنہائی میں وہ ارجمند کے لئے اپنے دل میں ایسی کرتا کہ کبھی نور بانو کے لئے بھی نہیں کی تھی۔ وہ خواہش کا اسیر ہو کر جاگتا تو کرتا کہ اس نے اسے ارجمند جیسی بیوی عطا فرمائی، جو اپنے ظاہر و باطن اور رویے میں اس کے لئے بہت بڑی نعمت ہے۔ وہ اس کے لئے تڑپتا اور وہ آزمائش یا سزا جو کچھ بھی ہے، اللہ اسے مختصر کر دے، اسے معاف کر دے سے شکرگزاری کے ساتھ بہرہ مند ہونا نصیب فرمائے۔

کبھی وہ بے قابو ہو کر اس کی طرف بڑھ جاتا۔ ایسے میں ارجمند زبردست وہ غصہ کرتا، مشتعل ہوتا، مگر وہ اس کی پروا نہ کرتی۔ اور جب بات

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

بہت بڑھ جاتی تو وہ طنزیہ لہجے میں کہتی۔

''آپ تو اللہ کی محبت کے دعویدار ہیں آغا...''

اور یہ سن کر اسے لگتا کہ کسی نے اس پر سرد پانی کی بالٹی [illegible] شرمندہ ہوتا، پھر جھنجلاتا، پھر اپنے دل میں ارجمند کی نفرت لئے [illegible]

صبح ارجمند شرمندہ ہوتی، اس سے نظریں چراتی، تب اسے [illegible] پیار آتا۔ اس پیار میں نفس کا کوئی دخل نہ ہوتا۔ وہ بڑی محبت سے [illegible]

''میری طرف دیکھو ارجمند...!''

اور ارجمند شرمندگی سے کہتی۔

''میں آپ سے نظریں نہیں ملا سکتی۔ شرمندہ ہوتی ہوں اپنی [illegible] گستاخی پر۔''

''حالانکہ وہ مجھ پر تمہارا احسان ہوتا ہے۔ تم بہت اچھی ہو [illegible]''

''یہ میرے لئے بہت بڑی آزمائش ہے آغا جی [illegible]''

ارجمند کی آنکھیں ڈبڈبا جاتیں۔

''اللہ تمہیں اس کی جزائے عظیم عطا فرمائے [illegible] حصار ہو، میری طاقت ہو۔''

اور ایک گھنٹے بعد وہ پھر اس پر جھنجلا رہا ہوتا۔ اس سے [illegible] ایک بہت بڑا نقصان ہوا تھا اس کا۔ اس کی [illegible] اور حضوری سے محروم ہوتی تھیں۔ وہ نماز میں ہوتا یا ذکر میں، ا[illegible] وجود میں فتنے جگاتا، اسے ارتکاز سے محروم کر دیتا۔ وہ پاکی کے [illegible] ہو جاتا۔ لگتا، وہ ناپاکی کے حال میں اللہ کے روبرو ہے۔

ہر روز وہ سوچتا، شاید یہ اس کی سزا کا آخری دن ہے۔ ہر رات [illegible] لئے دُعا کرتا۔ اگر اسے معلوم ہوتا کہ یہ سزا یا آزمائش برسوں کے لئے ہے تو [illegible] اس کا کیا حال ہوتا...؟ شاید وہ ہار ہی جاتا۔ اللہ کریم نے رحمت فرمائی ہے [illegible] بندوں کو اس سے بے خبر رکھا ہے۔

❀❀❀

کتاب ششم

شام

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

پربتوں کے پیڑوں پر شام کا بسیرا ہے
سرمئی اُجالا ہے، چمپئی اندھیرا ہے

صبح کسی بھی اعتبار سے دوسری صبحوں سے مختلف نہیں تھی۔ بس ایک فرق
...ے لیے گھر سے نکلتے ہوئے عبدالحق نے ارجمند سے کہا تھا۔

"آج دفتر کھانا نہ بھیجنا.....!"

ارجمند نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیوں آغا جی.....؟"

"دوپہر کا کھانا میں گھر آکر ہی کھاؤں گا۔"

"کوئی خاص بات.....؟"

"نہیں.....! کوئی خاص بات نہیں۔"

اسی وقت 6 سالہ نورالحق اپنا اسکول کا بیگ لٹکائے ہوئے چلا آیا۔

"چلیں بابا جان.....!" اس نے کہا۔

عبدالحق نے اس کی اُنگلی تھام لی۔

"امی کو سلام کرلیا بیٹے.....؟"

"جی بابا جان.....! ان سے اجازت بھی لے لی۔"

Famous Urdu Novels
Pdf Library

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"شاباش ...! بہت اچھے بیٹے ہو۔ آؤ چلیں ...؟"

وہ دونوں چلے گئے۔ جانے سے پہلے ہر روز کی طرح نورالحق نے اس کی پیشانی پر پیار کروایا اور اسے سلام کیا تھا۔

"الحمدللہ ...! اللہ کا فضل ہے۔ کتنا پیارا بیٹا عطا فرمایا ہے اس نے ..."

ارجمند نے روز کی طرح زیرلب اللہ کا شکر ادا کیا۔

عبدالحق کے انداز میں تو کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ لیکن ... کہ دفتر جاتے ہوئے اس نے دوپہر کا کھانا گھر آ کر کھانے کو کہا تھا۔ ارجمند ... سی ہوگئی۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ کوئی غیر معمولی بات ہے۔

کچھ دیر وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر سوچتی اور الجھتی رہی۔ بہت ... بھی اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ پریشان کیوں ہے ...؟ اسے تو خوش ... آج وہ سب کھانے پر ساتھ ہوں گے۔

اس نے فیصلہ کیا کہ آج کھانے پر خصوصی اہتمام کیا جائے۔ نوکر ... اس سے سودا منگوائے گی۔

اس نے کاغذ قلم سنبھالا اور سودے کی فہرست بنانے لگی۔ لیکن ... کیوں... اس کا دماغ اُڑا اُڑا سا تھا۔

وہاں سے وہ اٹھی اور ڈائننگ روم میں چلی آئی۔ عبدالحق کے جانے کے ... وہ اخبار پڑھتی تھی۔

وہیں کرسی پر بیٹھ کر اس نے اخبار اٹھایا۔ اس سرخی نے فوراً ہی اس کی ... اپنی طرف کھینچ لی۔

"1300 بدعنوان اعلیٰ سرکاری افسران برطرف کر دیے گئے۔"

اس کے نزدیک وہ کوئی بڑی خبر نہیں تھی۔ ابھی دو ڈھائی سال پہلے ہی ... 303 سرکاری افسران بدعنوانی کے الزام کے تحت برطرف کیے گئے تھے۔ عبدالحق نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ انداز مناسب نہیں۔ برطرف کیے جانے والوں کو نہ کوئی چارج شیٹ دی گئی اور نہ ہی انہیں صفائی کا موقع دیا گیا۔

اور اب ایک دم 1300

ارجمند ان معاملات کو زیادہ سمجھتی نہیں تھی۔ لیکن اتنا تو اس کی سمجھ میں بھی ... ایک بہت بڑا اور تباہ کن انقلاب ہے۔ یہ طے تھا کہ ان میں بڑے بڑے ... لائق لوگ ہوں گے۔ اور ان کی کمی سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوگا، جسے ... کی ترقی سے پُر کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اور اس کے نتیجے میں بیورو ... کا شکار ہوگی۔ اس کے مورال میں بھی منفی فرق پڑے گا اور کارکردگی میں ... کے کلچر کو فروغ حاصل ہوگا۔ سرکاری افسران کو یہ پیغام پہنچا دیا گیا ہے ... صرف اور صرف حکومت کو خوش کرنے میں ہے۔

... سب سوچتے ہوئے اس کو اچانک ایک بہت بڑا ذہنی جھٹکا لگا۔

... میں خبر کے نیچے کچھ تصویریں بھی تھیں۔ اور ان میں عبدالحق کی تصویر ...

... عبدالحق کی تصویر کو دیکھتی رہی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عبدالحق کی ... ہے ...؟ تصویر کے نیچے لکھا تھا۔

"عبدالحق، کلکٹر آف کسٹمز۔"

اور جب اس کی سمجھ میں آیا تو وہ صدمے سے شل ہو کر رہ گئی۔

... اور تصویریں بھی تھیں، اور وہ سب بدعنوان سرکاری افسروں کی تھیں، ... کیا گیا تھا۔ تصویریں صرف ان بہت بڑے افسروں کی دی گئی تھیں، جو ... عہدوں پر تھے۔

... اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اس کے ذہن میں بس ایک ہی تکرار ...

"عبدالحق اور بدعنوان ...؟"

جانے کب تک وہ ایسے بیٹھی رہی۔ پھر رشیدہ کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

"... بی بی صاحبہ ...؟ خیریت تو ہے ...؟" اس کے لہجے میں تشویش ...

"... ٹھیک ہے ...! تم مجھے پانی پلا دو ...!"

... نے اسے پانی لا کر دیا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"سنو.....! انوریز جیسے ہی آئے، اسے میرے پاس بھیجنا"

"بہت بہتر بی بی صاحب.....!"

وہ اٹھ کر بیڈ روم میں چلی گئی۔ وہاں تنہائی میں بیٹھ کر وہ [illegible]
سکون سے سوچنا چاہتی تھی۔

عبدالحق کے لئے تو یہ بہت بڑا صدمہ ہوگا۔ قوم کی خدمت [illegible]
برس..... اور اس کا صلہ بددیانتی اور بدعنوانی کا داغ؟ ایک اور [illegible]
اور زخمی ہو جائے گا۔

ایک آزمائش تو پچھلے پانچ برس سے جاری تھی۔ اور وہ آزمائش [illegible]
اس کا وجود۔ اس نے اسے آسان کرنے کے لئے خود کو بھلا اور [illegible]
کی جتنی کوشش کی، عبدالحق کو اس میں اتنی ہی زیادہ کشش محسوس ہونے لگی۔
ایسی ہی تو ہوتی ہے۔ آخر تھک ہار کر اس نے ہر کوشش ترک کر دی [illegible]
ناشکرا پن نہ شمار ہو۔

ان پانچ برسوں میں عبدالحق نے ہر سال حج پر جانے کی کوشش [illegible]
ناکام رہا۔ اور ہر ناکامی پر وہ شدت سے مایوس ہوتا اور [illegible]
جاتا۔ ایک اعتبار سے وہ اس کے لئے اچھی بات ہوتی۔ کیونکہ جب تک [illegible]
میں ہوتا، اس کی طرف بالکل بھی راغب نہ ہوتا۔ بلکہ وہ سب کچھ [illegible]
عرصے میں ارجمند کو اس کی عبادات اور اذکار میں ارتکاز نظر آتا، خشوع [illegible]
ہوتا۔ اور جب وہ کیفیت ختم ہوتی تو وہ پھر اس کے وصل کی خواہش [illegible]

ارجمند اسے دیکھتی اور اس کی ہر کیفیت کو پوری طرح سمجھتی [illegible]
دیوانگی طاری ہو جاتی۔ ایسے میں اسے روکنا آسان نہ ہوتا۔ خاص طور پر [illegible]
میں کہ دل سے وہ خود بھی اس کی قربت کی خواہاں ہوتی۔ مگر وہ بڑی [illegible]
داری کے ساتھ خود سے بھی لڑتی اور اسے بھی دھکیلتی۔ عبدالحق کی شدت [illegible]
لئے اسے بہت سخت ہو جانا پڑتا۔ بعد میں وہ اس پر شرمندہ ہوتی۔ لیکن [illegible]
معلوم ہوتا کہ وہ سختی ناگزیر تھی۔

وہ شکر ادا کرتی کہ اللہ اس کی مدد کر رہا ہے، ورنہ وہ بھی ہار جاتی [illegible]

[illegible] کے نتیجے میں اس کی ہر نماز کا بوجھ اس پر بھی ہوتا۔ اور وہ ہر وقت عبدالحق [illegible] کرتی۔ اس کی ہر سانس عبدالحق کے لئے دعا تھی۔

عبدالحق اتنا متلون مزاج ہو گیا تھا کہ وہ یہ نہ سمجھ پاتی کہ لمحہ موجود کی کیفیت [illegible] برقرار رہے گی یا نہیں۔ وہ پل پل بدلتا۔ نہ صرف بدلتا، بلکہ یکسر مختلف ہو [illegible] ایک پل وہ اس سے محبت کرتا، اگلے ہی پل وہ اس پر جھنجلاتا اور پھر اچانک وہ [illegible] شدید نفرت کر رہا ہوتا۔ اس نے سمجھ لیا تھا کہ یہ سب وقتی کیفیات ہیں، جو [illegible] شدت کے نتیجے میں ابھرتی ڈوبتی ہیں۔ اسے اطمینان تھا کہ اصل میں وہ اس [illegible] کرتا ہے۔ بلکہ اس آزمائش کے نتیجے میں اس کی محبت بڑھ گئی ہے۔ جب وہ [illegible] مندگی پر اس کے سامنے اپنی احسان مندی اور محبت کا اظہار کرتا تو وہ بہت سچا

وہ محبت اس کے لئے بہت بڑی نعمت تھی۔ مگر وہ اسے بہت بڑی محرومی اور [illegible] کے ساتھ ملی تھی۔ وہ یہ سوچتی تو فوراً ہی دل میں اپنی سوچ پر توبہ کرتی اور اللہ کا [illegible] نعمت تو نعمت ہی ہوتی ہے۔ جتنی بڑی نعمت، اتنی ہی بڑی قیمت ادا [illegible] کے لئے تیار رہنا چاہئے آدمی کو۔ اور نعمت بھی محبت جیسی اور محبت بھی من چاہی [illegible] کہ جس کے ملنے کی امید بھی نہ ہو۔ اس کے لئے تو جان بھی دے دو تو کم ہے۔

اس نے سوچا۔ اب عبدالحق پر نہ جانے کیا گزرے گی.....؟ یہ کتنا بڑا ظلم [illegible] جیسا نیک، خدا ترس اور دیانتدار آدمی، اور اخبار میں اس کا نام اور تصویر [illegible] اشاعت۔ یہ کیسی رسوائی اور جگ ہنسائی ہے، جس کے لئے وہ بڑی سے [illegible] کہہ سکتی ہے کہ یہ سب جھوٹ ہے، تہمت ہے۔ تو عبدالحق پر کیا گزرے [illegible] وہ کتنی توہین اور ذلت محسوس کرے گا.....؟

کیا ریاست کا انتظام چلانے والی حکومتیں اتنی غیر ذمہ دار ہو سکتی ہیں.....؟ [illegible] سکتی ہیں تو اس ریاست کا کیا حال ہوگا.....؟ اور کیا مستقبل ہوگا.....؟ اس نے [illegible] اور ذمہ دار عہدوں پر کام کرنے والے سرکاری افسران کے ساتھ یہ [illegible] اعتبار سے بھی جائز نہیں۔ اگر کوئی بددیانت اور بدعنوان ہے تو اس کے [illegible] کے ضابطے بھی تو موجود ہوں گے۔ شوکاز نوٹس، اس کا تسلی بخش جواب

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

نہ ملنے پر چارج شیٹ، اس کے جواب کے بعد انکوائری اور پھر برخاست... فیصلہ۔ قاعدہ تو یہ ہے۔ انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ الزام عائد کیا جائے... صفائی کا موقع دیا جائے۔ اور یہ سب کچھ پریس تک نہیں پہنچتا۔ یہ تو محکمانہ... ہوتی ہے۔ اس کی خبریں نہیں چھپتیں، معزز سرکاری ملازمین کی تصویریں... مجرموں کی طرح اخبار میں شائع نہیں کی جاتیں۔

لیکن یہاں تو ایک نہ دو... پانچ نہ دس... پورے 1300 اہل... ملازمین کو الزام لگائے بغیر مجرم قرار دے کر بیک جنبش قلم فارغ کر دیا گیا... مطلع کرنا تو دور کی بات، انہیں اخبار کے ذریعے مطلع کیا گیا۔ انہیں... تذلیل کی گئی۔ الزام لگائے اور ثابت کئے بغیر ان کے مجرم ہونے کی تشہیر... دنیا میں کہیں بھی نہیں ہوتا۔ جبکہ یہ تو اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ اور اسلام... انصاف کا درس دیتا ہے۔ ملزم کو صفائی کا پورا موقع دیا جاتا ہے، اور... ہونے تک کسی کو مجرم نہیں ٹھہرایا جاتا۔

کیا کسی فرد واحد کو یہ حق حاصل ہے...؟ کیا کسی... اختیارات حاصل ہو سکتے ہیں...؟ ایسا تو آج تک کسی آمر نے بھی نہیں کیا... کسی کے خلاف نفرت یا بغض رکھتا ہے تو بھی محکمہ جاتی کارروائی... ساتھ کی جاتی ہے...؟ الزام ثابت ہوئے بغیر برطرف کر دیا جاتا ہے... کی تشہیر نہیں کی جاتی۔

سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہوا...؟ اور اتنے بڑے پیمانے پر... بہت غور کرنے پر اس کی سمجھ میں یہی آیا کہ یہ کارروائی کسی بڑے مقصد... سے کام کرنے کے لئے کی گئی ہے۔ مستقبل کے باقاعدہ حکمرانوں... طاقت کا اظہار مقصود ہے۔ ان کے کچھ آمرانہ عزائم ہیں، جن کے راستے میں... بننے والوں کو نہ صرف راستے سے ہٹا دیا گیا ہے، بلکہ یہ بھی جتا دیا گیا ہے کہ... میں حکمران اپنے ہر جائز و ناجائز حکم کی تعمیل چاہتے ہیں۔ انہیں مشورے کی نہیں... تائید کی ضرورت ہے۔ گویا وہ قومی مفادات کے بجائے اپنے مفادات کی... چاہتے ہیں۔

تو کیا اس ملک میں جمہوریت ان خطوط پر آگے بڑھے گی...؟ جمہوری دور میں بادشاہوں کی طرح فیصلے کریں گے...؟ کیا انہیں ان کے بدنیتی پر مبنی اور غلط فیصلوں پر ٹوکنے اور روکنے والا کوئی نہیں ہوگا...؟

یہ مستقبل کا بڑا بھیانک نقشہ ہے۔ اس نے سوچا۔ مستقبل حال سے ہی بنتا ہے۔ حال کو درست کئے بغیر مستقبل اچھا ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ ابھی تو یہ دل شکستہ ملک کے دولخت ہونے کے صدمے سے دوچار ہے۔ اس سے سنبھلنے میں بھی وقت لگے گا۔

لیکن جمہوریت تو عوام سے ہے۔ جیسے عوام ہوں گے، ویسی ہی حکومت...

اس نے محسوس کیا کہ وہ بہت ڈپریس ہوگئی ہے۔ اس نے سر جھٹکا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

باہر آکر اس نے رشیدہ سے نوریز کے بارے میں پوچھا۔ وہ ہر روز عبدالحق سے مل کر واپس آجاتا تھا۔ لیکن آج ابھی تک نہیں آیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ عبدالحق کو ساتھ لے کر ہی آئے گا۔

❀❀❀

عبدالحق اپنے دفتر کے بیرونی کمرے میں داخل ہوا اور عادات کے مطابق بلند آواز میں السلام علیکم کہا۔

ہمیشہ کی طرح کسی نے آہستہ سے اور کسی نے بلند آواز میں سلام کا جواب دیا۔ سب شرمندہ ہوئے تھے کہ وہ انہیں سلام میں پہل کرنے کا موقع کبھی نہیں دیتا۔ اور ہمیشہ کی طرح وہ سب اس کے احترام میں کھڑے ہوگئے۔

"میں ہمیشہ کہتا تھا کہ اس کی ضرورت نہیں۔" عبدالحق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن آج تو بالکل بھی نہیں ہے۔"

لیکن وہ سب کھڑے ہی رہے۔ ان کے چہروں پر اداسی اور آنکھوں میں نمی تھی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''چلو..... آج تم نے آخری بار یہ رسم پوری کر لی۔ اب تو بیٹھ جاؤ۔''
عبدالحق نے خوش دلی سے کہا۔

لیکن وہ سب کھڑے رہے۔ کوئی کچھ بولا بھی نہیں۔

''بیٹھ جاؤ.....! میں وہ نہیں رہا، جو تھا۔ تم پر میری رسمی تعظیم بھی اب ضروری نہیں۔
حالانکہ میں اسے پسند نہیں کرتا تھا۔''

''اب آپ ہمارے لئے اور زیادہ قابل احترام ہو گئے ہیں۔'' پی اے
نے لب کشائی کی۔

''وہ احترام بھی ہم دل سے کرتے تھے سر.....! مجبوراً نہیں۔'' چپڑاسی بولا۔

''اب یہ بتاؤ کہ میرے لئے کیا حکم ہے.....؟'' عبدالحق نے کہا۔

''کیوں شرمندہ کرتے ہیں سر.....!'' پی اے نے کہا اور چپڑاسی رو
رونے لگا۔

''بھئی میرے لئے کوئی حکم تو آیا ہوگا اوپر سے.....؟ میں اس بارے
میں پوچھ رہا ہوں۔''

''آپ اجازت دیں تو مجھے واش روم جانا ہے سر.....!'' پی اے نے
بات کا جواب دینے کے بجائے کہا۔

''اب تمہیں میری اجازت کی ضرورت نہیں ہے شمیم.....!''

اور پی اے تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔

عبدالحق اپنے اسٹینو کی طرف متوجہ ہوا۔

''میں جاننا چاہتا ہوں کہ میرے سلسلے میں کیا احکامات آئے ہیں۔''

''مجھے تو کچھ بھی معلوم نہیں سر.....!'' اسٹینو نے معصومیت سے کہا۔

''میں اپنے کمرے میں جا سکتا ہوں۔'' عبدالحق چپڑاسی کی طرف متوجہ ہوا جو
اب اپنے آنسو پونچھ رہا تھا۔

''آپ کو کون روک سکتا ہے سر.....؟'' چپڑاسی نے کہا اور آگے بڑھ کر اس
کے لئے دروازہ کھولا۔ عبدالحق اندر داخل ہوا۔

چپڑاسی دروازہ بند کرنے لگا تو عبدالحق نے اسے روک دیا۔

''اس کی ضرورت نہیں۔ میں یہاں بس ایک کام کے لئے آیا ہوں۔ وہ کر
کے رخصت ہو جاؤں گا۔ اور میں نہیں چاہتا کہ مجھ پر چوری کا الزام بھی لگے یا تم لوگوں
پر عتاب آئے۔''

یہ سن کر چپڑاسی پھر رونے لگا۔

عبدالحق نے سائیڈ ریک پر رکھی اپنی جائے نماز اٹھائی اور مخصوص جگہ پر اسے
بچھا کر شکر کے دو نفل کی نیت کر کے نماز پڑھنے لگا۔ نماز کے بعد اس نے اللہ کا شکر ادا
کیا، جس نے عزت اور عافیت کے ساتھ اس بھاری بوجھ سے چھٹکارا عطا فرمایا۔

نماز پڑھ کر اس نے جائے نماز دوبارہ وہیں رکھ دی اور کمرے سے نکل آیا۔

''اب میں اجازت چاہتا ہوں۔'' اس نے سب سے پہلے مصافحے کے لئے
پی اے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''سر.....! ایسے تو ہم آپ کو نہیں جانے دیں گے۔'' پی اے نے کہا۔

''کیا مطلب.....؟''

''ہمارے ساتھ چائے پئیں گے آپ.....؟''

''سرکاری چائے پر میرا حق نہیں رہا۔''

''یہ ہماری طرف سے ہوگی۔ کینٹین سے منگائیں گے سر.....!''

''اس خلوص کو تو میں رد نہیں کر سکتا۔'' عبدالحق نے کہا اور وزیٹرز کے لئے
رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔

چپڑاسی چائے لینے کے لئے چلا گیا۔

عبدالحق خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔ پچھلی بار جب اس نے اس
ذمہ داری سے جان چھڑانے کا ارادہ کیا تھا تو اسے اس کی اجازت نہیں ملی تھی۔ اور اب
بالآخر نجات مل گئی تھی۔

چائے پینے کے دوران اس نے پی اے سے پوچھا۔

''تم نے بتایا نہیں شمیم کہ تمہیں کیا احکامات ملے تھے میرے سلسلے
میں.....؟''

پی اے نے ایک لیٹر اس کی طرف بڑھایا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کہا گیا تھا کہ یہ حکم نامہ آپ کو دے دوں اور آپ کو واپس ... داخل نہ ہونے دوں۔'' اس نے لہجے میں شرمندگی تھی۔

''تو تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں.....؟''

''موقع ہی کہاں ملا سر.....؟'' پی اے نے بڑی معصومیت سے کہا۔

''مجھے باتھ روم جانا تھا سر.....!''

''یہ تو بری بات ہے۔''

''آپ نے ہمیشہ سکھایا کہ جھوٹ نہیں بولنا ہے۔ اس ... مگر جانتا ہوں کہ اب جھوٹ ہی جھوٹ ہوگا۔'' شمیم کی آواز بھرا گئی۔

''بہرحال تم گواہ ہو فضل کہ میں نے کمرے میں صرف ... کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ اسی لئے میں نے تمہیں دروازہ بند نہیں کرنے ...'' چپڑاسی کی طرف مڑا۔

''جی سر.....! مگر جائے نماز تو لے لیں۔ وہ تو آپ کی اپنی ہے۔''

''آنے والے صاحب سے کہنا کہ وہ ان کے لیے میری طرف ... ہے۔ اگر وہ اس سے استفادہ کریں گے تو میری عزت افزائی ہوگی۔''

چائے پی کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''اگر کبھی دانستہ نادانستہ میں نے تم میں سے کسی کے ساتھ ... دل آزاری کی ہو تو میں اس پر معافی چاہتا ہوں۔''

''ایسے نہ کہیں سر.....! آپ سے ہمیں شفقت اور عزت ... ملا۔'' پی اے نے کہا۔

''آپ کے تو ہم پر بڑے احسان ہیں سر.....!'' چپڑاسی بولا۔

''ہم آپ کو ہمیشہ یاد رکھیں گے سر.....!'' اسٹینو نے پہلی بار زبان کھولی۔

''ہم آپ کو کبھی بھول نہیں سکتے۔''

عبدالحق ان سے ہاتھ ملا کر باہر نکلا تو حیران رہ گیا۔ باہر لوگ جمع تھے۔ وہ اس سے ہاتھ ملانا چاہتے تھے۔ وہ ہاتھ ملاتا، ان کے درمیان جگہ بناتا ہوا آگے بڑھا۔ لفٹ مین نے اس کے لئے لفٹ کا دروازہ کھول دیا۔

''آپ اس پر مہر اتحق نہیں۔'' عبدالحق نے کہا۔

گیٹ تک پہنچتے پہنچتے اس کے پیچھے شاید پورا دفتر جمع ہو گیا تھا۔ گیٹ پر اس ... چوکیدار سے ہاتھ ملایا۔

''اپنا خیال رکھنا شیر خان.....!''

''میں ہمیشہ آپ کا خادم ہوں صاحب.....!'' شیر خان نے کہا۔

باہر اس کی گاڑی کھڑی تھی۔ لیکن اسے گاڑی میں بیٹھنے میں بھی پندرہ منٹ ... لگے۔ کوئی بھی اس سے ہاتھ ملانے سے محروم نہیں رہنا چاہتا تھا۔ کچھ لوگ تو اس کے ... رو رہے تھے۔

اسے پتا بھی نہ چلا کہ ایک اخباری فوٹو گرافر بڑی تندہی سے تصویریں کھینچ رہا ہے۔ اس کے ساتھ کھڑا رپورٹر وہاں موجود کچھ لوگوں سے باتیں کر رہا تھا۔

بالآخر وہ گاڑی میں بیٹھ گیا۔ نور زیب نے دروازہ بند کیا اور گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا۔

''گھر چلنا ہے نور زیب.....!'' عبدالحق نے آہستہ سے کہا۔

❀❀❀

ارجمند لان میں ٹہل رہی تھی کہ گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔ وہ بے تابی سے گاڑی کی طرف لپکی۔ عبدالحق اپنی عادت کے مطابق دروازہ کھول کر خود ہی باہر ...

''یہ کیا ہوگیا آغا جی.....؟'' ارجمند نے کہا۔

عبدالحق نے حیرت سے اسے دیکھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی تھی۔

''ارے..... تمہیں کیا ہوا ارجی.....؟''

''بات ہی ایسی ہے آغا جی.....! یہ سب کیا ہوا.....؟ کیوں ہوا.....؟''

''کمال ہے.....! میں خوش ہوں اور تم پریشان ہو.....؟'' عبدالحق نے ہنستے ہوئے کہا۔

اب حیران ہونے کی باری ارجمند کی تھی۔ وہ تو سمجھ رہی تھی کہ عبدالحق اداس

ہوگا۔ لیکن اس کا چہرہ تو خوشی سے دمک رہا تھا۔

"آپ کو اس طرح رسوا کر کے نکال دیا گیا.....؟"

عبدالحق نے دروازہ کھولا اور گھر میں داخل ہوا۔

"آؤ نا..... کیا باہر ہی کھڑی رہو گی.....؟" اس نے ارجمند سے کہا۔

ارجمند اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔

"آپ کچھ بولتے کیوں نہیں.....؟"

وہ حمیدہ کے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"سب سے پہلے اماں کے پاس جانا ہے نا.....!" اس نے حمیدہ کے کمرے

کے دروازے پر دستک دی۔

"میں بھی آسکتی ہوں.....؟" ارجمند نے پوچھا۔

"کمال ہے.....! تمہیں اجازت کی ضرورت ہے.....؟"

حیرت سے کہا۔

"تم تو ہر چیز میں شریک ہو۔ ہر بات کا حق ہے تمہیں۔"

وہ دونوں کمرے میں چلے گئے۔

حمیدہ آرام کر رہی تھی۔ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"ارے پتر.....! تو اتنی جلدی آگیا.....؟"

"ہاں اماں.....! آج مجھے آزادی مل گئی۔" عبدالحق نے اس کے

کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔ ارجمند قریب ہی موجود کرسی پر ٹک گئی۔

"کیا مطلب پتر.....؟"

"مجھے نوکری سے نکال دیا گیا اماں.....!" عبدالحق نے بہت

حمیدہ حیرت اور صدمے سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"یہ تو بے عزتی کی بات ہے پتر..... اور تو خوش ہو رہا ہے.....؟"

"عزت اور ذلت تو اللہ کی طرف سے ہے اماں.....! اور اللہ کے

ہے۔" عبدالحق نے کہا۔

"میں تو اس نوکری کی وجہ سے خود کو قیدی محسوس کرتا تھا۔ یہ

...ہے اماں.....! کہ رہائی مل گئی۔"

حمیدہ نے چند لمحے سوچا۔ پھر سر ہلاتے ہوئے بولی۔

"تو خوش ہے تو خوشی کی ہی بات ہوگی پتر.....! پر یہ تو بتا..... انہوں نے

...کیوں.....؟"

"اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے اماں.....؟ اپنے لئے تو اچھا ہی ہوا۔"

اس پر ارجمند کھنکھاری۔ عبدالحق نے اس کی طرف دیکھا۔ ایک لمحے میں

...بات اس کی سمجھ میں آگئی۔ اور اس نے یہ جان لیا کہ وہ ٹھیک ہی کہہ رہی

...بات کسی اور کے ذریعے معلوم ہوگی تو انہیں دکھ زیادہ ہوگا۔

"انہوں نے مجھے بددیانتی اور بدعنوانی کے الزام میں نکالا ہے اماں.....!"

...ہنستے ہوئے کہا۔

اس بار حمیدہ کا صدمہ گہرا تھا۔

"یہ تو بہت بری بات ہے پتر.....! تو ایسا تو نہیں ہے۔ پھر یہ کیوں"

اس کی آواز بہت دھیمی تھی۔

"میں نے کہا نا اماں.....! کہ اس بات کی کوئی اہمیت نہیں۔"

"پر پتر.....! دنیا میں بے عزتی تو ہوگی نا..... جگ ہنسائی تو ہوگی۔"

"دنیا کی فکر کیوں کرتی ہو اماں.....؟" عبدالحق نے اس کا ہاتھ تھام کر

...محبت سے تھپتھپایا۔

"تمہیں یہ تو یقین ہے نا کہ میں ایسا نہیں ہوں.....؟"

حمیدہ نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیا میں تجھے جانتی نہیں.....؟ کیا مجھے پتا نہیں کہ تو تو قوم کی محبت میں قوم

...کی خدمت کرنے گیا تھا.....؟ تجھے کوئی ضرورت تھی اس نوکری کی.....؟ اور میں تو تجھے

...منع کرتی تھی۔"

"بس..... تو غم کیوں کرتی ہو.....؟"

"عزت بڑی چیز ہوتی ہے پتر.....!"

"دنیا کی عزت ذلت عارضی ہے اماں.....! اللہ آخرت میں عزت رکھ

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

لے تو سب ٹھیک ہے۔ ورنہ سب بے کار۔"

"میں جھوٹ نہیں بولتا اماں......! مجھے تو خوشی ہوئی ہے۔"

پھر ارجمند کی طرف مڑا۔

"آج تو دعوت کروا چھی سی اس خوشی میں۔"

"میں نے سوچا تو یہی تھا۔" ارجمند نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جب آپ نے کہا کہ دوپہر کا کھانا گھر پر کھائیں گے

نے۔ مگر جب اخبار میں آپ کی تصویر دیکھی تو خبر پڑھی تو پریشان

اسے احساس ہو گیا کہ اس کے منہ سے غلط بات نکل گئی ہے۔

حمیدہ تو ہل کر رہ گئی تھی۔

"تو تیری تصویر اور تیرا نام اخبار میں بھی آیا ہے

بے یقینی تھی۔

"کچھ فرق نہیں پڑتا اماں......! اپنا ضمیر مطمئن ہونا چاہئے"

"یہ کیسی بات کرتا ہے تو......؟" حمیدہ اب غصے سے

"ایک ایماندار آدمی کو دنیا بھر میں اس طرح بدنام

لوگوں نے یہ کیا ہے، انشاء اللہ......! انہیں عزت کی موت بھی نصیب

دنیا میں بھی حساب لیتا ہے۔" اور وہ بددعائیں کرنے لگی۔

"ایسے بددعا نہیں کرتے کسی کے لئے اماں......!"

"دل دکھتا ہے تو آدمی بددعا ہی کرتا ہے۔ زبان سے نہیں

بددعا دے گا انہیں۔ وہ اور برا ہوگا۔ کیسے بدنام کیا ہے تجھے انہوں نے

"ایک میں ہی تو نہیں ہوں اماں......! ایک ہزار سے زیادہ افسر

ہیں۔" عبدالحق نے کہا۔

حمیدہ کو ایک لمحے کے لئے اس بات سے تسلی ہوئی۔

"تو ان میں ہر طرح کے لوگ ہوں گے پتر......! تجھ جیسے ایماندار بھی ہوں

گے اور سچ مچ کے بے ایمان بھی ہوں گے۔" وہ بولی۔

"کسی کو کسی کا کیا پتا اماں......؟ اور میں نے تو صرف

پڑھوں گا جا کر۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

پھر ارجمند کمرے سے نکلے تو ارجمند نے شرمندگی سے کہا۔

"سوری آغا جی......!"

عبدالحق چونکا۔

"کس بات پر ارجی......؟"

والی بات بلا ارادہ منہ سے نکل گئی۔ میں نے دادی اماں کا دکھ اور

تم خواہ مخواہ شرمندہ ہوتی ہو۔ ایسی باتیں چھپتی کہاں ہیں......؟"

کھانا پکانے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئی اور عبدالحق اسٹڈی

میں بیٹھ گیا۔ اب وہ بدعنوان افسروں کی اس فہرست کا جائزہ لے رہا

حقیقت تھی کہ جو کچھ اس کے ساتھ ہوا، اسے اس کا کوئی غم نہیں تھا۔ فہرست

دیکھتے ہوئے پہلی بار اسے دکھ ہوا۔ ان سب لوگوں کو تو وہ نہیں جانتا تھا، لیکن

ان میں ایسے کئی لوگ تھے، جن کے خلوص اور ایمانداری کی وہ قسم کھا سکتا تھا۔

اس کے نزدیک بہت بڑے لوگ تھے۔ سچ یہ ہے کہ خود اس کے پاس تو اللہ کی

دی دولت موجود تھی۔ اسے تو تنخواہ کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ لیکن وہ لوگ تھے،

جن کے لئے اپنی تنخواہ میں گزر کرنا آسان نہیں تھا۔ اور آسائشات اور دولت ان کے

دروازے پر کھڑی رہتی تھی۔ مگر انہوں نے کبھی اسے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا

وہ دیانت مند تھے، اور بہت بڑی ترغیبات کے سامنے استقامت کے ساتھ

ڈٹے رہے تھے۔ صحیح معنوں میں انہیں اللہ نے بڑائی عطا فرمائی تھی، اور انہیں اس

طرح رسوا کیا گیا تھا۔

اس کا دل دکھنے لگا۔ دیر تک وہ اداس بیٹھا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ جو

معاشرے میں اپنے اچھے اور بڑے لوگوں کی قدر کرنے کے بجائے انہیں ذلیل و

رسوا کرتے ہیں، ان میں بڑی خرابیاں آتی ہیں۔ تاریخ یہی بتاتی ہے۔ اس کا منطقی نتیجہ

یہ ہے کہ اس معاشرے میں ایمانداری سے کام کرنے والے مایوس اور دل

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

برداشتہ ہوں گے اور بے ایمانی اور بدعنوان کو فروغ ہوگا۔ ا...
برائی بہت تیزی سے پھیلتی ہے۔ جب لوگ یہ دیکھ لیں کہ ایماندار...
پھر ان کے لئے بے ایمانی کی ترغیب اور موثر ہو جائے گی اور ایماندار...
آسان نہیں ہوتی، اور مشکل ہو جائے گی۔

اگر سب کچھ انہی خطوط پر آگے بڑھتا تو اگلے تیس برسوں... معاشرہ کہاں کھڑا ہوگا اور اس ملک کا کیا حال ہوگا؟ اس کا... چاہتا تھا۔

وہ اٹھا، بیڈ روم میں گیا اور لباس تبدیل کیا۔ اب اس کی سمجھ میں نہیں... کہ کیا کرے.....؟ دفتر کی مصروفیات کا وہ عادی ہو چکا تھا۔ اور اب... تو وقت جیسے ٹھہر گیا تھا۔ گزر ہی نہیں رہا تھا۔

اس نے سوچا، اب اپنے لئے کوئی شیڈول ترتیب دینا ہوگا۔... ہے۔ اس سے استفادہ کرنا چاہئے۔

ارجمند کمرے میں آئی۔ لگتا تھا کہ کہیں جانے کی تیاری کر رہی ہے۔

''کہیں جا رہی ہو.....؟'' عبدالحق نے اس سے پوچھا۔

''جی.....! نورالحق کو اسکول سے لانے کے لئے جاتی ہوں۔''

''تم رہنے دو..... آج میں لے آؤں گا۔''

ارجمند خوش ہوگئی۔

''یہ تو بہت اچھا ہے۔ وہ خوش ہو جائے گا آپ کو دیکھ کر۔... سرپرائز ملے گی اسے۔''

عبدالحق باہر نکل آیا۔ نوریز گاڑی لئے کھڑا تھا۔

''آج آپ چلیں گے سر جی.....؟''

''چلیں گے نہیں، آج میں اکیلا ہی جاؤں گا۔'' عبدالحق نے کہا۔

''گاڑی کی چابی مجھے دے دو.....!''

نوریز خوشی سے ہنس دیا۔

''چھوٹے صاحب بہت خوش ہوں گے۔'' اس نے کہا اور چابی عبدالحق کو...

...عادی۔

❀❀❀

عبدالحق سچ مچ ہواؤں میں اڑ رہا تھا۔

آزادی کا وہ احساس بہت عجیب تھا۔ اسے لگتا تھا کہ جیسے اس سے پہلے وہ... میں جکڑا ہوا قیدی تھا، جسے اب قید سے رہائی مل گئی ہے۔ اب وہ کچھ بھی کر... کہیں بھی جا سکتا ہے۔ سب کچھ جیسے بدل گیا تھا۔ وہی فضا تھی، وہی آسمان... اب کچھ بدلا بدلا لگ رہا تھا۔ وہی ہوا تھی، لیکن اب تازگی کا احساس دلا رہی... جیسے اب تک وہ سانس ہی نہ لیتا رہا ہو۔ جیسے برسوں کے بعد وہ اب سانس لے...

اس نے اسکول کے گیٹ کے قریب سائیڈ میں گاڑی پارک کر دی۔

چند منٹ بعد چھٹی کا گھنٹہ بجا اور اس کے ساتھ ہی فضا بچوں کی خوشیوں بھری... سے مرتعش ہوگئی۔ پھر بچوں کا پہلا ریلا گیٹ سے باہر آیا۔

وہ انہیں دیکھتا رہا۔ کچھ بچے پیدل ہی چل دیئے اور کچھ بس اسٹاپ کی طرف...۔ پھر اسکول سے نکلنے والے بچوں کی بھیڑ کم ہوتی گئی۔ بالآخر اس نے نورالحق کو آتے دیکھا۔

نورالحق نے ادھر ادھر دیکھا۔ پھر گاڑی کو پہچان کر اس کی طرف چلا آیا۔... اندازہ ہوا کہ شاید نوریز گاڑی سے اتر کر کھڑا ہوتا ہوگا اور اس کے لئے... کرتا ہوگا۔ اس لئے نورالحق کے چہرے پر حیرت تھی۔

عبدالحق جان بوجھ کر باہر نہیں آیا تھا۔ وہ نورالحق کو سرپرائز دینا چاہتا تھا۔ اور... مرحلے میں کامیاب رہا تھا۔

نورالحق دروازے کی طرف آیا تو عبدالحق نے اس کے لئے دروازہ کھول... اسے دیکھ کر خوش ہوگیا۔

''بابا جان.....!'' وہ جلدی سے گاڑی میں بیٹھا اور دروازہ بند کر کے عبدالحق...

''بابا جان.....! آپ.....؟'' اس کے لہجے میں خوشی تھی۔

ہاں بیٹے ....! آج میں تمہیں لینے کے لئے آیا ہوں۔

"لیکن آپ تو اس وقت دفتر میں ہوتے ہیں ....؟"

عبدالحق نے گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی۔

"اب ہماری دفتر سے چھٹی ہوگئی۔"

نورالحق نے غور سے اسے دیکھا۔

"تو کیا اب آپ دفتر نہیں جایا کریں گے ....؟"

"جی بیٹے ....!"

نورالحق خوش ہوگیا۔

"یہ تو بہت اچھا ہوا۔ اب میں آپ کے ساتھ ہی اسکول آؤں گا اور آپ ہی مجھے واپس لے کر جایا کریں گے۔"

عبدالحق کو ڈر تھا کہ وہ طرح طرح کے سوال کرے گا، جن کے جواب اس کی کم عمری کے پیش نظر بہت پیچیدہ ہوں گے، اور ممکن ہے کہ اسے شاید جھوٹ بھی جھوٹ بولنا پڑے۔ نورالحق کے ردعمل پر اس نے سکون کی سانس لی۔

"ٹھیک ہے نا بابا جان ....؟"

"ٹھیک ہے ....!" عبدالحق نے بے دھیانی سے کہا۔

"اور اب آپ میرے ساتھ کھیلا بھی کریں گے ....؟"

"ضرور ....!"

❀❀❀

اس پہلے ہی دن عبدالحق کو اندازہ ہوگیا کہ دفتری اوقات کے ... صرف وہ اپنے گھر اور گھر والوں کے لئے اجنبی ہے، بلکہ وہ بھی اس کے لئے اجنبی ہیں۔ اسے گھر کے معمولات کا کچھ پتا ہی نہیں تھا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد ارجمند نے نورالحق سے کہا۔

"چلو بیٹے ....! اب تم سو جاؤ تھوڑی دیر۔"

"نہیں امی ....! آج میں سونا نہیں چاہتا۔" نورالحق نے صاف انکار کیا۔

"کیوں بھئی ....؟"

مجھے بابا جان کے ساتھ رہنا ہے۔ ان کے ساتھ کھیلنا ہے۔

"بابا جان روز گھر پر ہوں گے تو آپ روز یہی کریں گے ....؟" ارجمند کے لہجے میں خفگی تھی۔

"جی امی جان ....!" نورالحق نے سادگی سے کہا۔

"یہ ممکن نہیں بیٹے ....! آپ کو اپنے روز کے کام معمول کے مطابق کرنے ہیں۔ بابا کے ساتھ جو وقت آپ کو روز ملتا تھا، اب بھی وہی ملے گا۔"

"لیکن اب تو بابا گھر پر رہیں گے۔" نورالحق نے اعتراض کیا۔

"تب بھی ان کی اپنی مصروفیات ہوں گی۔"

عبدالحق کا جی چاہا کہ کہے ..... میری کوئی مصروفیت نہیں، لیکن اس نے مناسب نہیں سمجھا۔

"سب سے بڑی بات یہ کہ آپ کی اپنی مصروفیات ہیں نورالحق ....!" ارجمند کہے جا رہی تھی۔ وہ بچے سے ایسے بات کر رہی تھی، جیسے وہ بڑا ہو۔ "کتنے سارے کام ہیں آپ کے۔ سو کر اٹھیں گے تو مجھ سے عربی پڑھنا ہے، پھر اسکول کا کام کرنا ہے ..... ہے نا ....؟"

"جی امی جان ....! لیکن ....."

"اور آپ جانتے ہیں کہ دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر سونا صحت کے لئے اچھا ہے۔"

"جی امی جان ....! لیکن صرف آج ....."

ارجمند نے اس کی بات کاٹ دی۔

"آج جو کچھ کرو گے، کل بھی اس کا دل چاہے گا۔"

نورالحق سے رہا نہیں گیا۔

"حرج ہی کیا ہے اس میں ....؟" اس نے کہا۔

"حرج ہے آغا جی ....! یہ اس نیند کا عادی ہے۔ یہ نہ ملی تو بعد میں پڑھتے ہوئے سوتا رہے گا۔" ارجمند نے کہا۔ پھر وہ نورالحق کی طرف مڑی۔

"چلو بیٹے ....! میں تمہیں ایک رعایت دے رہی ہوں۔ تم بابا جان سے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

لپٹ کر سو سکتے ہو۔"

"شکریہ امی جان.....!"

"لیکن میں دیکھوں گی۔ اگر تم نہیں سوئے تو پھر آئندہ بھی یہ ... نہیں ملے گی۔"

"ٹھیک ہے امی جان.....! شکریہ.....! چلئے بابا جان.....!" اس نے عبدالحق کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں بیڈ روم میں چلے گئے۔ نورالحق باپ سے لپٹ کر ... عبدالحق محسوس کر رہا تھا کہ وہ بات کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ارجمند کے خوف سے ... کر رہا ہے۔ اس نے سوچا۔

"یہ ارجمند کچھ زیادہ ہی سختی کرتی ہے بچے پر۔"

"بات کرنے کو جی چاہتا ہے تو بات کرو.....!" عبدالحق نے کہا۔

"نہیں بابا جان.....! امی نے کہا ہے کہ سونا ہے۔ بس ... لپٹ کر سو جاؤں گا۔"

"تو کون سا امی دیکھ رہی ہیں بیٹے.....؟"

"لیکن اللہ میاں تو دیکھ رہے ہیں بابا جان.....!"

عبدالحق ہل کر رہ گیا۔ اتنے چھوٹے سے بچے کے منہ سے ... بات.....؟ اسے دل میں تسلیم کرنا پڑا کہ ارجمند جتنی اچھی بیوی ہے اس سے کہیں زیادہ اچھی ماں ہے، جبکہ ابھی تک وہ خود ماں نہیں بنی۔ یہ اس کا بیٹا نہیں ہے تو ... کی ایسی تربیت کر رہی ہے۔

"لیکن اگر تمہیں نیند ہی نہ آئے تو.....؟" اس نے کہا۔

"کوشش تو کرنی ہے بابا جان.....!" بچے نے معصومیت سے کہا۔

"کیوں.....؟"

"امی سے وعدہ کیا ہے نا میں نے.....!"

"اس سے کیا ہوتا ہے.....؟" عبدالحق نے بے پروائی سے کہا۔

"کوئی وعدہ کرے اور جان بوجھ کر اسے پورا نہ کرے تو اللہ میاں ...

... بیٹا۔"

"تمہیں کیسے پتا یہ بات.....؟"

"امی نے بتایا ہے۔"

"تمہیں کیسے یقین کہ صحیح بتایا ہے.....؟"

"امی کبھی جھوٹ نہیں بولتیں بابا جان.....!" نورالحق نے کہا پھر بولا۔

"اب میں سونے کی کوشش کروں گا۔ باتیں بعد میں کریں گے۔" اور یہ کہہ کر ... سے لپٹ کر لیٹ گیا اور آنکھیں بند کر لیں۔

عبدالحق اس کے بارے میں سوچنے لگا۔ یہ تو ارجمند کا اس پر اتنا بڑا احسان ... کہ وہ اسے کبھی صلہ نہیں دے سکتا تھا۔ نورالحق اس کا بیٹا تھا..... بن ماں کا بچہ ... کی اتنی اچھی تربیت کر رہی تھی۔ چھ سال کا بچہ جس طرح اپنے دل کی خواہش ... رہا تھا، اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ بڑا ہوتے ہوتے نفس سے لڑنا اس کے لئے آسان ہو جائے گا۔ جبکہ وہ اب بھی اپنے نفس سے شکست کھاتا رہتا تھا۔ عاقل و ... ہونے، دین کا شعور رکھنے کے باوجود.....!

اور یہ تصور اتنے سے بچے کے ذہن میں راسخ ہو جاتا کہ اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے ... بڑی بات تھی۔ اس کے ساتھ وہ بڑا ہوگا تو انشاء اللہ کتنا اچھا انسان بنے گا۔ ... کو یہ خیال آتا ہی کب ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ اس پر ایمان ہو تو کوئی برائی ... سکتا ہے.....؟

اس کے دل میں اپنے بیٹے کے لئے فخر کے جذبے نے سر اٹھایا۔ اس نے ... لاحول پڑھ کر اسے ذہن سے جھٹکا۔

"ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّی..... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ.....!" اس نے زیر لب کہا۔ اب ... دل میں شکر کی جگہ فخر تھا۔

اسے احساس ہوا کہ نورالحق سو چکا ہے۔ اس نے دیکھا۔ نورالحق کی سانسیں ... تھیں اور وہ واقعی سو چکا تھا۔ اس کا جی چاہا کہ نرمی سے خود کو اس سے علیحدہ کر لے ... تا کہ اس کی نیند نہ خراب ہو۔

وہ اسی طرح لیٹا رہا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اسے یاد تھا۔ نورالحق کے بارے میں اس کے اور ارجمند [illegible] اختلاف رائے ہوا تھا۔ وہ پہلا اور اب تک آخری موقع تھا کہ ارجمند نے [illegible] منوانے پر اصرار کیا تھا۔ بلکہ اسے اپنی بات ماننے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ موقع [illegible] بسم اللہ کا تھا۔

❁❁❁

وہ سادہ سی گھریلو تقریب تھی، جس میں باہر سے صرف [illegible] ان کے بچے شریک ہوئے تھے۔ تقریب ختم ہونے اور نورالحق کے سو [illegible] حمیدہ کے کمرے میں حمیدہ اور ارجمند سے بات کر رہا تھا۔

"اب تو اسے سکول میں داخل کرائے گا نا پتر [illegible]؟" حمیدہ نے [illegible]

"نہیں اماں [illegible] میرا ارادہ تو کچھ اور ہے۔" عبدالحق نے کہا۔

"اور میں اس سلسلے میں آپ دونوں سے مشورہ کرنا چاہتا [illegible] نورالحق پر آپ کا اور ارجمند کا مجھ سے زیادہ حق ہے۔"

"نا پتر [illegible]! باپ سے زیادہ حق تو کسی کا نہیں ہوتا۔ یہ تو [illegible] سعادت مندی ہے۔"

"مگر میں دل سے اس بات پر یقین رکھتا ہوں اور آپ کے مشورے [illegible] بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتا۔"

"پہلے یہ تو بتائیں کہ آپ نے اس سلسلے میں سوچا کیا ہے [illegible]" پہلی بار زبان کھولی۔

"میں چاہتا ہوں کہ پہلے اسے قرآن حفظ کرایا جائے اور اس کے [illegible] میں داخل کرایا جائے۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے پتر [illegible]!" حمیدہ کے لہجے میں خوشی تھی۔

عبدالحق نے ارجمند کے انداز میں ہچکچاہٹ محسوس کر لی۔

"تمہیں کچھ اختلاف ہے تو کہو [illegible]!" وہ بولا۔

"میری رائے یہ ہے کہ نورالحق کو اسکول میں داخل کرایا جائے۔"

"تمہارے ذہن میں اس کی کوئی وجہ بھی ہوگی [illegible]؟"

"جی [illegible] وہ میں بتاتی ہوں۔" ارجمند نے کہا۔

عبدالحق حیرت اور تجسس سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ارجمند کا ردعمل اس کی توقع [illegible] تھا۔ اسے تو یقین تھا کہ ارجمند اس کی تائید کرے گی۔

"دیکھیں [illegible] بچوں کی ابتدائی تعلیم ہوتی ہی کیا ہے [illegible]؟" ارجمند نے کہا۔

"حروف تہجی کی پہچان اور پھر انہیں جوڑ کر لفظ بنانا۔ ہندسوں کی پہچان، جمع [illegible] ضرب، تقسیم اور پہاڑے یاد کرنا۔ اور تو کچھ نہیں [illegible]!"

"تم تو میری ہی بات کی تائید کر رہی ہو۔" عبدالحق نے بے صبرے پن سے [illegible]

"تم بھی یہی ثابت کر رہی ہو کہ اسکول کی اتنی اہمیت نہیں ہے۔"

"نہیں آغا جی [illegible]! میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ ابتدائی تعلیم کی کوئی اہمیت [illegible] وہ تو گھر پر بھی دی جا سکتی ہے۔ لیکن اسکول کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔"

"میں سمجھا نہیں [illegible]! ابتدائی تعلیم کی اہمیت نہیں تو اسکول کیسے اہم [illegible]" عبدالحق کے لہجے میں الجھن تھی۔

"دیکھیں [illegible] نورالحق ماشاءاللہ چار سال کا ہو گیا ہے۔ ابھی اس کی دنیا بہت [illegible] ہے۔ ماں، باپ، دادی، گھر کے ملازمین اور پھوپھی جان کے گھر کے لوگ [illegible] دیکھا ہی کیا ہے اس نے [illegible]؟ اور سبھی سے محبت ہی تو ملتی ہے اسے۔ کوئی ہم [illegible] تک نہیں ملا ابھی۔ جس سے محبت بھی ہو اور رقابت بھی، دوستی بھی ہو اور لڑائی [illegible] بھی ہو اور چیزوں پر چھینا جھپٹی بھی۔ اسکول کی اہمیت یہ ہے کہ وہاں [illegible] افق بڑا ہوتا ہے۔ زندگی کا منظر پھیلتا ہے۔ بچہ نئے تعلقات اور نئے [illegible] سے روشناس ہوتا ہے۔ گھر میں اسے ہر طرح کا تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ اسکول [illegible] زندگی کے چیلنجز کا پتا چلنا شروع ہوتا ہے۔ اسے پتا چلتا ہے کہ وہ یہاں گھر [illegible] محفوظ نہیں۔ اسے اپنی چیزوں کا خود خیال رکھنا ہے۔ وہ اپنے ہم عمر بچوں کو اور [illegible] کو دیکھتا اور سمجھتا ہے۔ نیک بچے، شریر بچے، حاسد اور جھگڑالو بچے، [illegible] فطرت والے بچے، وہ ان سے نمٹنا سیکھتا ہے۔ اسے اپنے لئے دوست منتخب [illegible] ہے۔ اپنے فیصلے خود کرنا آتا ہے۔ پھر فیصلے غلط ہوں تو ان سے سیکھتا ہے۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

دوست غلط بن جائیں تو انہیں چھوڑنا آتا ہے۔ بچوں کا پہلا اسکول ان کے
مرکز نہیں، بلکہ زندگی کی، عملی زندگی کی پہلی درس گاہ ہوتا ہے۔ آغا جی!
اہمیت ہے اور یہ اس کا بنیادی حق ہے، جو اسے ہر حال میں ملنا چاہئے۔"

عبدالحق اور حمیدہ دونوں حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"پر تو نے یہ سب کچھ کیسے سمجھ لیا بچی....؟" حمیدہ نے پوچھا۔

"آدمی اپنی محرومی سے جو کچھ سیکھتا ہے، اپنی اولاد کو اس سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ میں خود اسکول سے محروم رہی۔ پھوپھی جان نے بہت ... لیکن میرا اسکول جانا ممکن نہیں ہوا۔ میں کم سنی میں اپنے ہم سن بچوں کی صحبت ... رہی۔ اب مجھے احساس ہوتا ہے کہ میرا بچپن ادھورا رہ گیا۔ آپ کا اور آغا جی ... کہ مجھے اسکول جانا اور وہاں بہت کچھ سیکھنا نصیب ہوا۔ لیکن میں جانتی ... میں مجھے کتنی گھبراہٹ ہوتی تھی۔ مجھے تو گھلنا ملنا آتا ہی نہیں تھا۔ میں تو ... اکیلی رہ جاتی۔ اللہ کے کرم سے کچھ لڑکیاں ایسی مل گئیں جو خود سے دوستی ... تھیں۔ پھر ان سے میں نے دوستی کرنا سیکھا۔"

عبدالحق کو پہلی بار احساس ہوا کہ یہ اس کے اور ارجمند کے درمیان ... مشترک ہے۔ وہ بھی اسکول میں ابتدائی تعلیم سے محروم رہا تھا۔ وہ بھی ... میں داخل ہوا تھا۔ لیکن ایک فرق وہ سمجھ سکتا تھا۔ وہ ارجمند کے مقابلے میں بہت پراعتماد تھا۔ اس کا ایک فیملی بیک گراؤنڈ تھا، جو بہت مضبوط تھا۔ ارجمند نے ... تو اچھا کچھ دیکھا ہی نہیں تھا۔

"مگر میں اندر سے اتنی پراعتماد نہیں، جتنی نظر آتی ہوں۔" ارجمند نے ...

"میں سمجھتی ہوں، میری وہ ابتدائی کمی پوری نہیں ہو سکی۔ ... میں ساتھ ہوتے ہیں تو بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ انہیں درجہ بندی کرنی آجاتی ہے ... دوست ہے....؟ کون بہت اچھا دوست ہے....؟ کس سے دور رہنا ... کس کے ساتھ نرمی برتی ہے....؟ کس کے لئے ایثار کرتا ہے....؟ کس کے ... ڈٹ جانا ہے....؟ کسے اپنی چیز دینی ہے....؟ کسے اپنی چیز لینے سے ... بچہ اپنے حساب سے فیصلہ کرنا سیکھتا ہے کہ کون اچھا ہے اور کون برا ...

... تعلیم میں پیچھے رہ جاتا ہے۔"

حمیدہ بڑے فخر سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"پر تو نے اسکول جائے بغیر یہ سب کچھ کیسے سیکھ لیا....؟ سب سمجھتی ..."

"سمجھتی تو ہوں، لیکن عمل نہیں کر پاتی۔ ہر بات مان جاتی ہوں۔ اپنی بات پر ... کا اعتماد نہیں ہے مجھ میں۔" ارجمند پہلی بار اپنے اندر کی باتیں کھول رہی ...

"اب اصرار کر تو رہی ہو۔" عبدالحق نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اصرار کیسا.... ؟ قائل کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔"

"اور قائل کر بھی لیا۔ نورالحق کو پہلے اسکول میں داخل کرائیں گے ہم۔"

... کہا۔

"اور ساتھ ہی ہم اسے قرآن بھی حفظ کرائیں گے۔"

"مجھے اس سے بھی اختلاف ہے آغا جی....!" ارجمند نے کہا۔

حمیدہ کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ عبدالحق کو شاک لگا۔

"اس کی بھی کوئی وجہ ہوگی....؟" اس نے خشک لہجے میں کہا۔

"جی آغا جی....! وجہ تو ہے.... یہ الگ بات کہ آپ اس سے اتفاق نہ ..."

"تو نورالحق کو قرآن حفظ کرنے سے روکنے کی بات کر رہی ہے بچی....؟" ... لہجے میں تنبیہ تھی۔

"... تو سن لو اماں....!"

"حافظ تو بہت بڑا درجہ ہے آغا جی....! لیکن اس کی بہت بڑی ذمہ داری ..." ارجمند نے کہا۔ وہ بہت محتاط تھی۔ جانتی تھی کہ جو کچھ وہ کہنے والی ہے، اسے ... اس معاملے میں غیر جانبدار نہیں ہیں۔ ان کی ایک حتمی رائے ہے، جس سے ... ہے۔

"اور ذمہ داری اس وقت ڈالی جانی چاہئے، جب وہ اس کا اہل ہو جائے،

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

جس پر ذمہ داری ڈالی جا رہی ہے۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟" عبدالحق نے معاندانہ لہجے میں...

"میں آپ سے کہوں کہ نورالحق کی شادی کر دیجئے تو آپ...

گے؟ کیا کریں گے؟" ارجمند نے کہا۔

"ہنسنے کے سوا کیا کر سکتا ہوں؟" عبدالحق نے لہجے میں...

سنجیدہ مسئلے پر ارجمند کا غیر سنجیدہ رویہ اسے اشتعال دلا رہا تھا۔

"کیوں؟"

"اس کیوں کا جواب بھی دینا ہوگا۔"

"جی بالکل...!"

تمیدہ ان دونوں کو دیکھے جا رہی تھی۔ اسے احساس ہو رہا تھا...

بہت سوچ سمجھ کر اختلاف کیا ہے۔ لیکن اس کی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں...

"بھئی شادی بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے۔ بچے...

ہے؟ پھر شادی کی ایک عمر ہوتی ہے۔ یہ تو بہت عملی معاملہ ہے...

بہت دور ہوتا ہے۔" عبدالحق نے بڑے اعتماد سے کہا۔

"قرآن حکیم تو اس کے مقابلے میں بہت بڑی ذمہ داری ہے آغا جی..."

"تم کیسے دونوں کو ملا رہی ہو؟" عبدالحق نے...

"حفظ تو بچوں کو ہی کرایا جاتا ہے، جب دماغ کورے...

ہے۔"

"یوں تو بچپن میں شادیاں بھی کر دی جاتی ہیں۔"

"وہ تو جہالت تھی، جو اب ختم ہوتی جا رہی ہے۔" عبدالحق نے...

"کتنے مسائل پیدا ہوئے اس جہالت سے؟ بڑے ہونے پر...

لڑکا اور لڑکی دونوں ہی اس شادی کو قبول نہیں کرتے تھے۔"

"تو بچوں کے فیصلہ کرنے کے حق کو تسلیم کرتے ہیں آپ..."

"کیوں نہیں...؟"

"تو حفظ کرنے کے معاملے میں بھی یہ حق انہیں ملنا چاہیے..."

"بالکل ملنا چاہئے...! نورالحق سے پوچھ لینا کہ وہ حفظ کرنا چاہتا ہے یا...؟"

"اور اگر میں پوچھوں کہ وہ شادی کرنا چاہتا ہے یا نہیں؟ اور وہ کہے کہ... چاہتا ہے تو...؟"

"کیسی جاہلانہ بات ہے...؟" عبدالحق جھنجلا گیا۔

"ابھی وہ فیصلہ کیسے کر سکتا ہے...؟ ابھی تو وہ سمجھدار نہیں ہے۔"

"تو قرآن حفظ کرنے کے سلسلے میں وہ کیسے فیصلہ کر سکتا ہے...؟"

"یہ اور بات ہے... یہ تو تعلیم ہے اور قرآن تو فرض ہے مسلمان پر۔"

"بالکل ٹھیک آغا جی...! اس سے میں متفق ہوں۔ قرآن پڑھنا فرض ہے... کے بعد بھی قرآن کے تین فرض ہیں... مرحلہ وار۔"

"...بتاتا ہوں۔"

"بتا بھی دیں...!"

"قرآن پڑھنا، اسے سمجھنا، اس پر عمل کرنا اور دوسروں تک پہنچانا۔"

"...ان میں حفظ کرنے کا تو ذکر نہیں کیا آپ نے...؟"

عبدالحق زچ ہو گیا۔

"تم کہنا کیا چاہتی ہو...؟"

"یہی کہ قرآن حفظ کرنا فرض نہیں ہے۔ پڑھنا فرض ہے۔ اور فرض ہر چیز پر... ہے۔"

"تمہاری بات منطقی اعتبار سے درست ہے۔" عبدالحق کا لہجہ پہلی بار دھیما...

"مگر مجھے یہ بتاؤ کہ حفظ کرانے میں کیا حرج ہے...؟"

"جس طرح میں سوچتی ہوں آغا جی...! ممکن ہے، میں غلطی پر ہوں۔ لیکن... اہم ہے کہ مجھے بتانا چاہئے۔ فیصلہ تو آپ کو اور دادی جان کو کرنا ہے۔"

...نے کہا۔ پھر چند لمحے سوچنے کے بعد بات شروع کی۔

"حفظ کرنا بڑی بات نہیں کہ وہ تو اللہ کی رحمت اور فضل سے ہو جاتا ہے۔

ورنہ اتنی ضخامت کی کوئی کتاب، اپنی مادری زبان میں بھی کوئی
دکھائے۔ لیکن بعد کی ذمہ داری یاد کرنے والے پر ہوتی ہے۔
تازہ کرنا کہ کہیں بھول نہ جائے، بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ ہم
کرائیں گے تو اس سے پہلے یہ ہماری ذمہ داری ہوگی۔ کیونکہ وہ
اس کا نہیں۔ اب مستقبل کا تو کسی کو پتا نہیں۔ کون جانے، وہ بڑا
بنے تو کیا حالات ہوں ....؟ خدانخواستہ اس کی معاشی جدوجہد
مسائل بہت زیادہ ہوں، جن کی وجہ سے اسے دہرانے، تازہ کرنے
اسے اور وہ قرآن بھولنے لگے تو ذمہ داری میری اور آپ کی بھی
ہوگی۔ کیونکہ اسے تو ابھی کچھ معلوم ہی نہیں ہے۔ اس کی طرف سے
رہے ہیں۔"

"دوسرے طوطے کی طرح یاد کرنے کا کیا فائدہ کہ آدمی
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھے اور دوسروں کو سنائے۔ لیکن اسے
اس کا مطلب کیا ہے۔ اس سے بڑی بات یہ کہ عمر بھر جو کچھ پڑھتا
برعکس کرے۔ میرے نزدیک تو یہ بہت خوفناک بات ہے۔
ایک تنبیہ پڑھنے کے بعد بھی آدمی وہی کچھ کرتا رہے تو اس
بات شاید آپ کو ناگوار لگے، لیکن میں کہوں گی ضرور۔ بہت
خوش الحانی کے ساتھ قرأت کی جائے تو آدمی تو کیا، کائنات
ہم اپنے بچوں کو حافظ اور قاری بناتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں سوچتے
جھومنے کے لئے نازل نہیں فرمایا۔ اللہ نے تو بتایا کہ اگر اس ذات
پہاڑ پر نازل فرمایا ہوتا تو وہ اس کی ہیبت سے پاش پاش ہو جاتا۔
نصرانیوں میں علم رکھنے والے جب اس کلام کو سنتے ہیں تو ان کی آنکھوں سے
جاری ہو جاتے ہیں اور وہ سجدے میں گر جاتے ہیں۔ قرآن کی چند
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت سے پہلے بوڑھا کر دیا، وہ صاحب
اور انہی سورتوں کی قرأت سن کر ہم سر دھنتے ہیں، کیا یہ ہماری جہالت نہیں
انسانوں کو ان کے کفر، شرک اور برے اعمال کے نتیجے میں اللہ کی

سے ڈرانے اور ایمان لانے اور اچھے اعمال کرنے والوں کو جنت کی خوش
کے لئے نازل کیا گیا۔ سننے، سر دھننے اور جھومنے کے لئے نہیں۔ قرآن
کا اچھا بندہ بنا سکھانے کے لئے نازل کیا گیا۔ اس کا احترام یہ ہے کہ اس
حقوق ادا کیے جائیں اور اس پر عمل کر کے زندگی کو سنوارا جائے۔"
عبدالحق دم بخود بیٹھا تھا۔ ارجمند کے خاموش ہونے کے بعد بھی دیر تک اس
گیا۔ پھر وہ بولا تو اس کی آواز لرز رہی تھی۔
"کیا ہم یہ چاروں حقوق ادا کر سکتے ہیں قرآن کے ...؟" اس نے سوال

ارجمند چند لمحے سوچتی رہی۔ پھر بولی۔
"اصل میں سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے آغا جی ...! آپ مجھ سے زیادہ
اللہ توفیق عطا فرماتا ہے تو ہم پڑھتے ہیں۔ وہ سمجھ عطا فرماتا ہے تو ہم سمجھتے
کا غلام ہونے کے ناطے عمل ہمارے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ اللہ رحمت فرماتا
ہو جائے، عمل عطا فرما دیتا ہے۔ اور دوسروں تک پہنچانا یعنی تبلیغ عالموں کے
جنہوں نے عمر قرآن کے علم کے حصول میں گزاری ہو۔"
"تو چوتھا حق ہم ادا نہیں کر سکتے ......؟"
"میرے خیال میں ہم عام لوگ عوام الناس تک پہنچانے کے اہل نہیں۔
محروم تو کسی کو بھی نہیں رہنے دیا۔ قرآن کا حق ہے کہ اللہ کی رحمت سے جو
قرآن سے سمجھا اور سیکھا، وہ اپنے بیوی بچوں تک پہنچا دیں، کیونکہ
آپ سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"
عبدالحق چند لمحے خاموش رہا، پھر بولا۔
"تمہاری بات میری سمجھ میں آ گئی ارجمند ......! اب یہ بتاؤ کہ تمہارے ذہن
نورالحق کے لئے تم کیا چاہتی ہو......؟"
میں نے کہا نا کہ فیصلہ کرنا آپ کا اور دادی اماں کا کام ہے۔ میں تو بس
سکتی ہوں۔"
میں وہی پوچھ رہا ہوں کہ تمہارے ذہن میں کیا ہے ...؟"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"قرآن سے آغاز کیا جائے، پھر اس میں عربی کو شامل ...

ارجمند نے کہا۔

"یہ کام آپ بھی کر سکتے ہیں اور میں بھی، ادھر اسکول اپنی جگہ... بھی نہیں ہوگا۔ قرآن مکمل ہوتے ہوتے عربی کا شعور بھی آجائے گا ... رحمت سے قرآن فہمی بھی شروع ہو جائے گی۔"

حمیدہ نے جواب تک خاموشی سے سب کچھ سن رہی تھی، محبت سے ... لپٹا لیا اور اسے پیار کرنے لگی۔

"تو بہت اچھی اور بہت عقل والی ہے بچی.....!" اس نے کہا۔

"یہ اللہ کا فضل ہے دادی اماں .....! وہی تو راہ دکھانے والا ہے۔"

❀❀❀

نورالحق کسمسایا تو عبدالحق ماضی سے حال میں لوٹ آیا۔ اس نے ... سے نورالحق کو خود سے علیحدہ کیا۔

وہ دو سال پرانی یاد تھی اور ان دو سالوں میں اللہ کے فضل سے ... آگے چلا گیا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اللہ سب کچھ دیکھتا، سنتا اور جانتا ہے ... نہیں اور جب کسی کے ساتھ یہ آگہی ہر لمحہ رہے تو سمجھو کہ اس نے تقویٰ ... رکھ دیا ہے اور نورالحق جانتا تھا کہ اللہ وعدے کو کتنی اہمیت دیتا ہے ... کتنی باتیں وہ جانتا ہوگا، جو ہم بڑے جانتے تو ہیں، لیکن یاد نہیں رکھتے ... کرنے کے موقع پر بھول جاتے ہیں۔

اس کی رو بدلی تو اسے اجنبیت کا احساس ہوا۔ کچھ دیر تو اسے ایسا لگا ... کی یادداشت کھو گئی ہے۔

"یہ میں کہاں ہوں.....؟ یہ کون سی جگہ ہے.....؟" اور پھر اس نے سوچا ... وہ یہاں کیوں ہے.....؟ اسے تو آفس میں ہونا تھا۔

پہلی بار اسے احساس ہوا کہ اس کی ایک بہت بڑی مصروفیت ختم ہوگئی ... اسے اپنے اندر ایک خالی پن کا احساس ہونے لگا۔ اب وہ کیا کرے گا ... کاری ہے۔ یوں تو وہ ناکارہ ہو جائے گا۔

...لیکن اسی وقت نورالحق بیدار ہو گیا۔

"بابا جان ! میں آپ کے ساتھ تھوڑی دیر کھیل سکتا ہوں.....؟" اس ... نے کہا۔

"کیوں نہیں ؟ لیکن پہلے ہاتھ منہ دھو کر آؤ.....!"

...نورالحق تیزی سے باتھ روم میں چلا گیا۔ واپس آ کر اس نے عبدالحق سے

"...چلیں بابا.....!"

"...آؤ.....!" عبدالحق اٹھ کھڑا ہوا۔

...نورالحق نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ لیکن دروازے پر پہنچ کر وہ ٹھٹکا۔

"...لیکن بابا جان ! امی.....!"

"...فکر نہ کرو... ہم چپکے سے نکل چلیں گے۔"

...بچپنا اور مسرت سے نورالحق کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

...بلکہ اس وقت حمیدہ کے کمرے میں تھی۔ وہ وہاں بغیر کسی رکاوٹ کے ... گئے۔

"...مگر بابا ! ہم کھیلیں گے کیا.....؟" نورالحق نے سوال اٹھایا۔

...اس طرح پر عبدالحق کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ یہ تو اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔

"...چلو ! بیٹھ کر سکون سے سوچتے ہیں۔" اس نے گھاس پر بیٹھتے ہوئے

...نورالحق بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

"...یہ بتاؤ ! اسکول میں ہاف ٹائم میں تم کیا کرتے ہو.....؟" عبدالحق نے ... نے کہا۔

"...کھیلتے، جھولتے ہیں بابا.....! مگر یہاں تو جھولے ہی نہیں ہیں۔"

"...ہاں.....! یہاں تو نہیں ہیں۔ مگر لاہور میں جو اپنا گھر ہے، وہاں ایسے ... تمہارے اسکول میں بھی نہیں ہوں گے۔"

"...اور گھر بھی ہے بابا.....؟"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ہاں ....! اللہ کے فضل سے کئی گھر ہیں ہمارے ...

''لاہور کہاں ہے بابا ....؟''

''یہاں سے بہت دور ہے بیٹے ....!''

''تو ہم وہاں کیوں نہیں رہتے ....؟''

''میں کام یہاں کرتا تھا نا بیٹے ....!''

''اب تو نہیں کرتے۔ تو اب ہم لاہور چلیں گے ....''

عبدالحق کو لاہور کا گھر شدت سے یاد آیا۔ جی چاہا کہ ...

''ہاں .... ! اب وہاں چلیں گے ہم ....!''

''اور میرا اسکول ....؟''

''اسکول تو وہاں بھی ہیں بیٹے ....!''

''بس .... تو ٹھیک ہے ....!'' نورالحق نے کہا۔ پھر ...

''ہم یہاں کھیلنے آئے تھے بابا ....!''

''اسکول میں اور کیا کھیلتے ہو تم ....؟''

''پکڑم پکڑی بھی کھیلتے ہیں۔''

''تو چلو .... وہی سہی ....!''

''مگر مجھے فٹ بال اچھی لگتی ہے بابا ....!''

''آج لے آئیں گے فٹ بال بھی۔ اس وقت تو ....''

مگر اسی وقت ارجمند آ گئی۔ وہ بیڈ روم میں گئی تو وہ خالی تھا ... کہ وہ دونوں لان میں ہوں گے۔

''نورالحق ....! چلیے میرے ساتھ ....! آپ کا پڑھنے کا وقت ہو گیا ہے'' اس نے کہا۔

''ابھی تو ہمارا کھیل شروع بھی نہیں ہوا امی ....!'' بچے نے احتجاج کیا۔

''یہ کھیل کا وقت ہے ہی نہیں .... میں نے کہا تھا نا آپ سے ... کا وقت ہے۔ پھر اسکول سے ملنے والا ہوم ورک کرنا ہوگا۔''

''کچھ دیر کی رعایت دے دو نا ....؟'' عبدالحق نے کہا۔

''... کی رعایت اور ڈسپلن ایسا ختم ہوگا آغا جی .... ! کہ کبھی بحال نہیں ...'' ... کے لہجے میں سختی تھی۔

... نے بچے کے سامنے اصرار مناسب نہیں سمجھا۔ نورالحق بھی خاموشی ... کے ساتھ چلا گیا۔

❀❀❀

... پہلا موقع تھا کہ پڑھائی کے وقت بھی نورالحق کا دھیان پڑھائی میں نہیں ... تھا کہ وہ پہلا پڑھا ہوا بھی بھول گیا ہے۔

ارجمند اس کی وجہ سمجھ گئی۔ اور وہ وجہ فطری تھی۔ وہی تو اس کے دنیا میں آنے ... محبتیں سونپنے کی کوشش کرتی رہی تھی۔ اور اس کی کوشش کامیاب ثابت ... اس کی پیدائش کے بعد بھی وہ ان محبتوں کی تبلیغ کرتی رہی تھی۔ مگر سب ... نے بچے کو اللہ سے روشناس کرایا تھا۔ اور وہ اس کی عمر اور سمجھ کے مطابق ... بندی سے اللہ کے احکام اس تک پہنچاتی تھی۔ ساتھ ہی وہ اللہ کی ذاتِ پاک ... اس کے ذہن میں اجاگر کرتی تھی۔

مگر سب سے پہلے اس نے اسے محبت کے بارے میں بتایا تھا۔ یہ کام ... آسان ثابت ہوا۔ کیونکہ وہ محبت کرنے والے عبدالحق کا بیٹا تھا۔ اس کا تو خمیر ہی محبت ... وہ ایسا بچہ تھا، جس نے ایک سال کا ہونے سے پہلے ہی پیار کرنا سیکھ لیا

ابتدا میں وہ اس سے پوچھتی۔

''تمہیں دنیا میں سب سے زیادہ محبت کس سے ہے ....؟''

''آپ سے .... بابا جان سے اور دادی سے ....!'' وہ کہتا۔

''یہ تو کوئی جواب نہ ہوا۔ اتنے لوگوں سے تم سے برابر کی محبت تو نہیں کر ... کسی سے کم ہوگی، کسی سے زیادہ ....!''

''مجھے تو برابر ہی لگتی ہے۔''

''تم سمجھ نہیں پاتے .... مگر میں جانتی ہوں۔''

''تو مجھے بتائیں ....!''

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"تم سب سے زیادہ بابا جان سے محبت کرتے ہو۔ پھر ...
ہے......!"

نورالحق یوں سر جھکاتا، جیسے اپنے دل کو ٹٹول رہا ہو۔ پھر ...

"شاید ایسا ہی ہے۔ لیکن آپ کیسے جانتی ہیں ......؟"

"اللہ نے ماؤں کو ان کے بچوں کے لئے خاص طور پر ... انہیں، ان کی باتوں کو اور ان کی ضرورتوں کو سمجھ سکیں۔"

یوں اس نے بچے کو محبتوں کی وہ ترتیب سونپ دی تھی۔ ...

"اچھا...... تم اپنے بابا جان سے سب سے زیادہ محبت ... ہو......؟"

"اس لئے کہ اللہ کا حکم ہے۔" نورالحق کہتا۔ لیکن ساتھ ...

"لیکن امی ......! اللہ نے تو ماں اور باپ دونوں سے ... تبھی تو میں دونوں سے برابر کی محبت کرتا ہوں۔" غیر معمولی بات ... طرح باتیں کرتا تھا۔ بہت ذہین بھی تھا۔ ایسے ایسے سوال کرتا کہ جواب ... جاتا۔

"بالکل ٹھیک......!" ارجمند اس کی تائید کرتی۔

"لیکن میں کہتی ہوں کہ تمہیں سب سے زیادہ بابا جان سے ... محبت کرنی ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ اللہ نے کیا حکم دیا ہے ......؟"

"جی امی......! یہ کہ ماں باپ کا حکم مانو......!" نورالحق کہتا۔ پھر ... ٹکرا لگاتا۔

"تو میں مانتا تو ہوں امی......!"

مگر اس کا ایک نظریہ وہ تبدیل نہ کرا سکی۔ اسے تو اس کا پتا ... چلا تھا۔ اس روز نورالحق حمیدہ کے پاس بیٹھا تھا۔ حمیدہ نے یونہی اس سے پوچھا۔

"پتر نورالحق......! یہ بتا...... دنیا میں سب سے اچھا تجھے کون لگتا ہے......؟"

اور نورالحق نے بے جھجک کہا۔

"امی جان......!"

ارجمند اسی وقت دروازے کے پاس سے گزر رہی تھی۔ یہ سن کر ٹھٹک گئی اور ... سننے لگی۔

"ہائے اللہ......! تو عبدالحق تجھے اچھا نہیں لگتا......؟"

"بابا بھی اچھے ہیں مگر امی سب سے اچھی ہیں۔"

"مجھ سے بھی اچھی......؟"

"جی دادی......! کہا نا...... دنیا میں سب سے اچھی میری امی ہیں۔" نورالحق ... پھر حمیدہ سے لپٹ کر اسے پیار کرنے لگا۔

"آپ کو برا لگا دادی......! پر میں جھوٹ تو نہیں بول سکتا۔"

حمیدہ نے اسے اتنا پیار کیا کہ بھگو ڈالا۔ پھر وہ بولی۔

"میں بھی جھوٹ نہیں بولتی پتر......! میرا عبدالحق بہت...... بہت اچھا ہے۔ ... بات یہ ہے کہ تری امی اس سے بھی اچھی ہے۔"

ارجمند نے اس تاثر کو زائل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جلد ہی اسے احساس ... یہ مناسب نہیں۔ بچپن میں اچھے امیج ٹوٹ جائیں تو شخصیت میں بہت فرق ... بلکہ اب تو اس کی ذمہ داری بڑھ گئی تھی۔ اسے خود کو بہت اچھا رکھنا تھا۔

اور اب وہ سوچ رہی تھی کہ نورالحق کا دل اس وقت عبدالحق میں اٹکا ہوا ہے تو ... کمی کھل رہی ہے۔ اور ایسا روز ہوگا تو اس کا کوئی تدارک سوچنا چاہئے۔

اس کی سمجھ میں بات آ گئی۔

"دیکھو بیٹے......! ایک کام کرتے ہیں۔" اس نے کہا۔

"تمہیں رات کے بجائے دن کا یہ وقت بابا جان کے لئے دے دیتے ہیں۔ ... وقت ان کے ساتھ کھیل لیا کرو۔"

نورالحق خوش ہو گیا۔

"شکریہ امی......! یہ ٹھیک ہے......!"

"سوچ لو اچھی طرح...... پھر رات کو تمہیں سلایا میں کروں گی۔"

"جی امی......! یہ ٹھیک ہے......!"

"لیکن یہ ضروری ہے کہ تمہارے بابا جان بھی اسے منظور کر لیں۔ ان کی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

منظوری کے بغیر کچھ نہیں ہوگا۔"

"جی امی ...... ! میں ابھی پوچھ لیتا ہوں بابا سے۔" وہ اٹھا اور ... طرف دوڑ لگانے کے لئے پر تولے۔

"نورالحق ...... ! آپ کچھ بھول رہے ہیں۔" ارجمند نے ... پکارا۔

نورالحق نے پلٹ کر دیکھا اور ایک لمحے میں بات سمجھ گیا۔ ... ہوئی کتابوں کو سمیٹا، انہیں لے جا کر ان کی جگہ پر رکھا۔ پھر عبدالحق ... کے لئے چلا۔ لیکن اب اس کے انداز میں عجلت نہیں تھی۔ اور اس نے ...

"سوری امی ...... !"

❀❀❀

"سب کچھ اسی طرح ہو رہا ہے جیسا تم نے کہا تھا۔" عارف نے ... سے کہا۔ اس کے لہجے میں اداسی تھی۔

"مجھے افسوس ہے ...... !" عبدالحق نے کہا۔

وہ دونوں عبدالحق کے گھر میں ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔ ... اپنا نام اور تصویر اخبار میں دیکھنے کے بعد اخبار کو ایک طرف رکھ دیا تھا۔ ... کی ہمت ہی نہیں ہوئی تھی۔ اسے تو اب پتا چلا کہ اس فہرست میں عارف ...

"مجھے حیرت ہوئی ...... !" عبدالحق نے تاسف سے کہا۔

عارف نے اس کی بات کاٹ دی۔

"اگر تم کرپٹ اور بدعنوان ہو سکتے ہو تو پھر ایماندار کون رہ گیا ..."

"میں کیا کہہ سکتا ہوں ...... ؟ مجھے تو خوشی ہے کہ مجھے رہائی مل گئی۔"

"اور دکھ کوئی نہیں ہے ...... ؟"

"دکھ تو بہت ہیں۔ کس کس کی بات کروں ...... ؟ ملک دو ٹکڑے ہو ... کے سامنے ہتھیار ڈالے گئے، اور وہ بھی اتنی بڑی تعداد میں کہ تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ پوری قوم تڑپ کر رہ گئی۔"

"اور اب جو کچھ ہو رہا ہے ...... ؟"

"... سب سوچا سمجھا ہے۔"

"اس فہرست میں ایسے لوگوں کے نام ہیں عبدالحق ...... ! جن کی ایمانداری ... کھائی جا سکتی ہے۔"

"یقیناً ہوں گے۔"

"لیکن کیوں ...... ؟"

"بھٹو صاحب بہت ذہین اور عقل مند آدمی ہیں۔" عبدالحق نے گہری ... لے کر کہا۔

"اقتدار جس قیمت پر بھی ملا، انہیں مل گیا۔ اب انہیں اس کو مستحکم کرنا ہے۔ ... اقتدار کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔"

"اس طرح ...... ! میری تو سمجھ میں نہیں آئی یہ بات۔"

"دیکھیں عارف بھائی ...... ! اس ملک میں دو بڑی طاقتیں ہیں۔ ایک فوج ... بیوروکریسی، جو ان کے اقتدار کی راہ میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ سقوطِ ڈھاکہ ... فوج کا مورال بہت نیچے آ گیا ہے۔ لیکن یہ عارضی ہے۔ اس لئے بھٹو صاحب ... نام میں بھی فوج پر وار کیا۔ فوج کو عوام کی نظروں میں ذلیل کرنے کے لئے ... ہتھیار ڈالنے کی تقریب کی۔ وڈیو ٹی وی پر چلوا دی۔ دوسری طرف ڈان کے اداریے ... پاکستانی فوج کو Mercenaries لکھا گیا۔ یہ سب سوچا سمجھا تھا۔ پھر چیف ... آف آرمی اسٹاف کی تقرری میں سینیارٹی کو نظر انداز کر کے ایک بری روایت قائم کی ... جو ہمیشہ دہرائی جاتی رہے گی۔"

"لیکن بیوروکریسی پر عنایت کیوں ...... ؟"

"یہ بہت اہم ہے عارف بھائی ...... ! دیکھیں، ایک وزیر اپنی وزارت کے ... شعبوں اور معاملات کے بارے میں کیا جانتا ہے ...... ؟ کچھ بھی نہیں ...... اور ... نہیں تو فیصلے کیسے کر سکتا ہے ...... ؟ مختلف افسران معلومات فراہم کرتے ہیں، جو ... بڑے افسر کے پاس جمع ہوتی ہیں۔ اس کی روشنی میں تجاویز پیش کی جاتی ہیں، ... ہوتے ہیں۔ یہ سب لوگ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اپنے اپنے میدان میں ماہر ہوتے ... یہ لوگ قانون کی اور خاص طور پر دفتری معاملات کی غیر معمولی سوجھ بوجھ رکھتے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ہیں۔ انہیں اس سے فائدہ اٹھانا بھی آتا ہے۔ ہر فیصلے پر [illegible]
نہیں۔ نظام حکومت اور نظام ریاست درحقیقت یہی چلاتے ہیں۔ [illegible]
بھی ہیں، جو وزیروں کے سامنے بھی ڈٹ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ [illegible]
کرکے بھٹو صاحب نے ایک سے زائد فائدے حاصل کئے۔ ایک طرف تو [illegible]
بیوروکریسی کو یہ پیغام دے دیا کہ اس کی اوقات نوکر سے زیادہ نہیں۔ [illegible]
انہوں نے بڑی تعداد میں Vacancics نکال لیں، جن پر وہ اپنے [illegible]
مقرر کریں گے۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ نچلی سطح پر سرکاری ملازمین [illegible]
کے مطابق رکھے جائیں گے۔"

"اس سے کیا ہوگا.....؟"

"اس سے ان کی پارٹی عوامی سطح پر مضبوط ہوگی۔" عبدالحق نے [illegible]
لے کر کہا۔

"وہ یہ کہہ سکیں گے کہ پہلی بار انہوں نے جمہوریت کے ثمرات [illegible]
پہنچائے ہیں۔"

"تو یہ بڑی بات ہے۔"

"جی ہاں..... مگر مجھے جو اس میں خرابی نظر آتی ہے، وہ یہ ہے [illegible]
میرٹ کو خیرباد کہتے ہیں تو کرپشن کا دروازہ کھلتا ہے۔ اور یہ دروازہ ایک [illegible]
تو پھر آسانی سے بند نہیں ہوتا۔ اور ایک بات جو میں دیکھ رہا ہوں [illegible]
پارٹی اب شاید ہمیشہ ملک کی بڑی پارٹیوں میں رہے گی۔ یہ اگر خرابی [illegible]
کی تو وہ خرابی دور ہونے والی نہیں ہوگی۔"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ پیپلز پارٹی بہت آگے جائے گی"

"بھٹو صاحب نے جو اسٹارٹ لیا ہے، وہ یہ بتاتا ہے۔" عبدالحق نے [illegible]

"سرکاری ملازمین کا نکالنا، اس کے بعد زرعی اصلاحات، [illegible]
فروغ دینا۔ یہ سب بہت پرکشش ہے۔ اس سے ایک طرف مخالفین کے [illegible]
دوسری طرف اپنے لوگ مضبوط ہوں گے، تیسری طرف پارٹی کے نچلی سطح کے [illegible]
کو بھی کچھ ملے گا۔ اور جنہیں ملے گا، وہ پارٹی کے لئے جان دینے [illegible]

[illegible] صاحب نے کارکنوں کی اہمیت سمجھ لی ہے۔ ان کی وجہ سے پارٹی کی جڑیں
[illegible] رہیں گی اور پیپلز پارٹی اس لحاظ سے اس ملک کی اس نوعیت کی پہلی مقبول
[illegible] ہوگی۔"

"لیکن یہ تو گویا پنڈورا کا باکس کھولنا ہے.....؟"

"پنڈورا کا باکس تو کھل چکا عارف بھائی! سقوط ڈھاکہ اس کا نتیجہ
[illegible] چھوڑیں اس بات کو۔ میں اب بھٹو صاحب سے تکلیف اٹھا چکا ہوں۔ اس
[illegible] کے معاملے میں غیر جانبداری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اس لئے مجھے ان پر بات
[illegible] کرنی چاہئے۔ میں اس سے انکار نہیں کروں گا کہ کوئی جاگیردار ایسی زرعی
[illegible] سکتا ہے، جس سے ہاری اور کسان زمیندار بن جائے۔ لیکن ایسا جاگیردار
[illegible] اپنی تمام زمین چھوڑ کر ایک مثال قائم کرے گا، تاکہ اصلاحات سے
[illegible] والوں کو اس کے خلوص اور سچائی پر یقین آجائے۔ حکمراں جماعت کے
[illegible] صنعتوں کو قومی تحویل میں لیا جائے، تاکہ کوئی مخالف یہ نہ کہے کہ اسے سیاسی
[illegible] بنایا گیا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے کی
[illegible] بھی سمجھا جائے، ضروری ہو کہ اس میں ترقی ہو، زوال نہ ہو۔ اور یہ آسان
[illegible] کیونکہ ایک سیدھی سی بات ہے عارف بھائی.....! اگر آپ دس کروڑ روپے
[illegible] لگاتے ہیں تو آپ کو پیداوار اور منافع دونوں کی فکر ہوگی۔ لیکن آپ کی مل
[illegible] مجھے دے دی جائے اور میری تنخواہ مقرر کر دی جائے تو میں آپ کی
[illegible] ترقی کی فکر کبھی نہیں کر سکوں گا اور صنعت کا نقصان قومی نقصان ہے۔"

"مجھے تو بھی [illegible] اندھیرا ہی نظر آرہا ہے آگے۔" عارف نے کہا۔

[illegible] ممکن ہے [illegible] یہ اس لئے ہو کہ میں اور آپ متاثرین میں سے ہیں۔ میں
[illegible] سمجھتا ہوں کہ میں اب بھٹو صاحب کے بارے میں غیر جانبداری کا دعویٰ نہیں کر
[illegible] تو یہ ضرور کہوں گا کہ بھٹو صاحب دوستوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ دشمن کما
[illegible] میرا اندازہ ہے کہ ابھی یہ عمل ان کی پارٹی میں بھی جاری ہوگا۔"

"کیا مطلب.....؟"

"پیپلز پارٹی میں کوئی ایسا آدمی نہیں رہ سکے گا، جو اپنے تئیں بھٹو صاحب

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

سے برابری کی بنیاد پر بات کرنے کا خود کو اہل سمجھتا ہو۔ بھٹو صاحب ...
سے چھٹکارا پائیں گے، جنہوں نے انہیں روٹی کپڑا اور مکان کا جادوئی ...
پارٹی کی کامیابی کی بنیاد ہے۔ وہ لوگ اپنی افادیت کھو چکے۔ پیپلز پارٹی ...
جاگیرداروں کی جماعت ہی بننا ہے۔ یہ ون مین شو ہے اور رہے گا۔"

"یعنی پارٹی کو منشور دینے والے پارٹی سے باہر.....! کیوں ....؟"

"ایک تو یہ کہ منشور محض نعرہ ہے، عمل کرنے کے لئے نہیں۔ دوسرے ...
بھائی، جو کسی کی حد درجہ خوشامد کرتا رہا ہو۔" وہ لیکن وقت آنے پر اپنی اس ...
خوشامد کرانا چاہے گا۔ خوشامد پسند لوگ ہی خوشامدی بھی ہوتے ہیں۔ بھٹو ...
قریب خوشامدی لوگ ہی رہیں گے۔"

سلطانیٔ جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

جی ہاں.....! دوسرے مصرع کو اقبال نے واضح نہیں کیا۔ ...
خود اس کی تشریح کر لی کہ ہر نقشِ کہن مٹانا ہے، اچھا ہو یا برا۔ ...
ضروری۔ قائداعظم کا پاکستان ختم، یہ نیا پاکستان ہے۔ یحییٰ خان اور بھٹو ...
لیکن یہ فیصلہ کرنے والے یہ نہیں سمجھے کہ پاکستان صرف زمین کا نام نہیں، یہ ایک ...
ہے۔ خداداد ریاست.... یہ انشاء اللہ قائم رہے گا۔"

"تم پاکستان کی طرف سے تشویش میں مبتلا ہو....؟"

"میں نے بہت کچھ دیکھا ہے عارف بھائی.... ! سقوطِ ڈھاکہ ...
ردِعمل.... شراب کی دکانیں تباہ کر دی گئیں۔ شراب کو پانی کی طرح ...
گیا۔ اور اس کے بعد میں نے بولٹن مارکیٹ کی چورنگی میں عورتوں ...
والے تاش، بلیو پرنٹس اور بلیو فلموں کا سیلاب آتے دیکھا، جو کھلے عام ...
اور بیچا جا رہا تھا۔"

"اس کا مطلب....؟"

"سوچیں تو ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے۔ جاگ جانے والی قوم ...
دینا، اسے سیدھی راہ سے ہٹا دینا۔ اور جس طرح یہ ایک دم سے ...

... کے بغیر ممکن نہیں تھا۔"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ عبدالحق نے فون ریسیو کیا۔ اسے حیرت ہوئی۔
... ن کرنے سے گھبراتا تھا۔

"یہ سب کیا ہو گیا کاکا....؟"

"کوئی ایسی بات نہیں زبیر بھائی.....! کیوں پریشان ہوتے ہیں....؟"
... نے کہا۔

"آپ کو بدنام کیا جائے اور میں پریشان نہ ہوں....؟"

"اس سے کیا ہوتا ہے....؟ اللہ تو سب جانتا ہے نا.....!"

"اپنی عزت کے لئے لڑنا تو ہو گا نا....؟"

"کس سے....؟ حکومت سے....؟"

"کوئی بھی ہو....!" زبیر نے جوش سے کہا۔ پھر بولا۔
"اب آپ وہاں کیا کر رہے ہیں کاکا.....؟ یہاں آ جائیں نا.....!"

"ہاں....! سوچا تو یہی ہے....!"

"میں کل ہی آپ کے پاس آ رہا ہوں۔"

ریسیور رکھنے کے بعد عبدالحق عارف کی طرف مڑا۔

"آپ نے کیا سوچا ہے عارف بھائی....؟"

"کچھ بھی نہیں.... میں تو بس یہ سوچتا رہا کہ اتنے برسوں کی خدمت کا یہ ...
عزت سے ریٹائر ہی کر دیتے مجھے..... ویسے بھی ریٹائرمنٹ کے قریب تھا

"جو ہو گیا، اس کا غم چھوڑیں۔ آگے کی بات کریں۔ زندگی صرف موت پر ...
... عارف بھائی....!"

"وہ تو ٹھیک ہے..... مگر میرے پاس سوچنے کو کیا ہے.....؟"

"بس.... تو اجازت دیں۔ میں آپ کی طرف سے سوچ لیتا ہوں۔"

"اجازت کی کیا بات ہے....؟ اللہ کا شکر ہے کہ تم اس صورتِ حال میں بھی ...
... ہو۔"

''بس ..... تو سامان پیک کرنا شروع کر دیں۔ ہم لاہور چلیں گے۔''

''لیکن .....''

''آپ فکر نہ کریں..... سب مجھ پر چھوڑ دیں۔''

''چلو..... ٹھیک ہے.....!''

❀❀❀

لیکن زبیر اگلے روز نہیں آ سکا۔

شام کو اس کا فون آیا۔ اس نے بتایا کہ بنگلے کو سیل کر دیا گیا ہے..... لوگ فی الحال ایک ہوٹل میں ہیں۔

عبدالحق کو شاک لگا۔

''لیکن کیوں.....؟''

''حکومت کے آرڈر ہیں۔ شام کو آئے تھے۔ کل میں ..... آرڈر لوں گا انشاء اللہ.....!''

عبدالحق کو اس بار حیرت ہوئی۔

''زبیر بھائی.....! آپ کو یہ سب کیسے پتا.....''

''آپ کی مہربانی سے کاکا.....! زمین کے معاملات ..... دیتے ہیں۔ اب میں وہ پہلے والا زبیر تو نہیں ہوں۔''

عبدالحق کی حیرت اتنی شدید تھی کہ وہ کچھ بول ہی نہیں سکا۔

''ہر سال جو اثاثوں کے گوشوارے آپ جمع کراتے ہیں ..... آپ کے پاس.....؟'' زبیر نے پوچھا۔

''ہاں.....! ہیں۔'' عبدالحق نے چونک کر کہا۔

''وہ مجھے بھجوا دیں آج ہی۔ وکیل کا کہنا ہے کہ کل ہی اسے مل جائے.....''

''مگر آج ہی کیسے بھیج سکتا ہوں.....؟''

''پی آئی اے کا ایک پائلٹ ہے اپنی جان پہچان کا ..... وہ آج ..... فلائٹ لاہور لا رہا ہے۔ میں نے اسے آپ کا پتا دے دیا ہے۔..... ابھی ..... آپ کے پاس آئے گا۔ اسے دے دیجئے گا۔''

''ٹھیک ہے زبیر بھائی.....!''

''ہاں..... ایک بات اور کاکا.....! مجھے ڈر ہے کہ آپ کے اکاؤنٹ بھی فریز ہو گئے ہوں گے۔ آپ کے پاس کیش کی کمی ہو تو بتا دیں۔ ویسے تو بنگلے میں ..... کے فوراً بعد میں کراچی آ جاؤں گا۔''

''آپ فکر نہ کریں زبیر بھائی..... یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں۔''

فون رکھنے کے بعد عبدالحق نے اپنی فائلیں دیکھیں اور مطلوبہ فائل نکال لی۔ ..... بعد وہ پائلٹ آ گیا، جسے زبیر نے بھیجا تھا۔ عبدالحق نے وہ فائل اس کے سپرد ..... اس نے زبیر کے نام ایک رقعہ بھی لکھ دیا تھا کہ وہ ان تمام کاغذات کی کئی ..... نقل بھی تیار کرا لے۔

..... اس نے کیش کے معاملات پر غور کیا اور بے فکر ہو گیا۔ حمیدہ کے ..... بڑی رقم رہتی تھی۔ خود اس کے پاس بھی خاصا کیش موجود تھا۔ پھر ارجمند کے ..... بھی معقول رقم موجود تھی۔

پھر اس نے زبیر کو فون کیا۔ اسے یہ بتانا تھا کہ کاغذات اس نے پائلٹ ..... دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور اہم بات تھی۔

''زبیر بھائی..... ! ہمارے ساتھ عارف بھائی بھی لاہور شفٹ ہوں گے۔'' ..... لاہور پہنچ .....

''یہاں آنے سے پہلے آپ کو ان کے لئے کسی معقول مکان کا بندوبست کرنا ..... قریب ہی ہو تو زیادہ اچھا ہے۔''

''تو کیا وہ بھی.....''

''ہاں..... ! انہیں بھی فارغ کر دیا گیا ہے۔''

اگلے روز وہ خاص طور پر بینک گیا۔ پتا چلا کہ اس کا اکاؤنٹ واقعی فریز کر دیا ..... وہاں سے وہ عارف کی طرف گیا۔

''پیسوں کی ضرورت ہو تو بلا تکلف بتایئے گا عارف بھائی.....!''

''کیوں بھئی.....؟ اب ایسا بھی نہیں ہے۔''

''آپ کو نہیں معلوم..... اکاؤنٹ بھی فریز کر دیئے گئے ہیں ہمارے۔''

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

عارف نے حیرت سے اسے دیکھا۔ پھر بولا۔

"یہ تم پر خصوصی عنایت ہوئی ہے۔ میں تو آج ہی پوری رقم نکلوا...

سوچا، لاہور جانا ہے تو یہاں اکاؤنٹ رکھنے کا کیا فائدہ.....؟"

"چلیں..... یہ اچھا ہوا..... اللہ کا شکر ہے.....!"

"اب میں کہہ رہا ہوں کہ پیسوں کی ضرورت ہو تو بلا تکلف کہہ دینا۔"

"آپ سے میں تکلف کرتا ہی نہیں عارف بھائی.....!"

❀❀❀

زبیر کو دیکھتے ہی نورالحق نے نعرہ لگایا۔

"تایا آ گئے.....!" اور وہ اس کی طرف لپکا۔

زبیر اکڑوں بیٹھ گیا اور اسے لپٹا لیا۔

"السلام علیکم تایا.....!"

"وعلیکم السلام چھوٹے صاحب.....!" زبیر نے کہا۔ عبدالحق کے ...

باوجود وہ نورالحق کو چھوٹے صاحب ہی کہتا تھا۔

"نہ کا کا.....!" اس نے عبدالحق کے احتجاج کے جواب میں کہا۔

"یہ میرا اور ان کا معاملہ ہے۔ آپ اس میں نہ پڑیں۔"

نورالحق کے لئے وہ بڑے اہم رشتے تھے۔ عبدالحق نے ان کو ...

رکھا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ساجد اس کے بیٹے سے بہت محبت کرتا ہے۔ ...

وہ کراچی ہی آ کر رہ جاتا۔ لیکن اس پر دہرا بوجھ تھا۔ ایک طرف ...

دوسری طرف وہ کاروباری معاملات میں زبیر کا ہاتھ بٹاتا تھا۔ ...

تعطیلات ہوتیں تو عبدالحق گھر کے لوگوں کو لاہور بھیج دیتا اور نورالحق ...

کے سب لوگوں کو یاد کرتا رہتا..... خاص طور پر ساجد کو جو اس کے ساتھ ...

طرح کھیلتا تھا۔

"کیسے ہیں چھوٹے صاحب.....؟" زبیر نے نورالحق کو پیار کرتے ہوئے

کہا۔

"آپ مجھے چھوٹے صاحب کیوں کہتے ہیں تایا.....؟" ...

... یہ سوال اٹھایا۔

"اس لئے کہ آپ ابھی چھوٹے ہیں۔" زبیر نے سادگی سے کہا۔

"جب میں بڑا ہو جاؤں گا تو.....؟"

"تب میں آپ کو بڑے صاحب کہا کروں گا۔" زبیر نے کہا۔ پھر بات کو

... دینے کے خیال سے بولا۔

"چھوڑیں ان باتوں کو۔ یہ بتائیں، میں آپ کے لئے کیا لایا ہوں.....؟"

"کچھ بھی لائے ہوں..... جو مجھے چاہئے، وہ تو نہیں لائے.....!" نورالحق

... کی۔

"اور آپ کو کیا چاہئے.....؟"

"بھائی جان اور تائی اماں.....!"

بے اختیار زبیر کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں.....! یہ غلطی تو ہو گئی چھوٹے صاحب.....! پر اس کے بدلے میں

تحفہ لایا ہوں آپ کے لئے.....!"

"بھائی جان سے بڑا کوئی تحفہ نہیں۔"

"دیکھ تو لیں.....!" زبیر نے اپنا بیگ کھول کر جہاز کے ٹکٹ نکالے اور

نورالحق کے انداز میں پہلے ہی بے دلی تھی، ٹکٹ دیکھ کر وہ بہت مایوس ہوا۔

"یہ کیا ہے.....؟"

"ٹکٹ ہیں لاہور کے۔ کل آپ جائیں گے اور پھر وہیں رہیں گے اپنے

... اور تائی اماں کے ساتھ..... یہاں نہیں آئیں گے۔"

نورالحق کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

"سچ تایا.....؟" پھر اس نے تائید طلب نظروں سے عبدالحق کی طرف

... دیکھا۔

نورالحق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب بولیں..... ہے نا یہ سب سے بڑا تحفہ.....؟"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

جواب میں نورالحق نے اسے پیار کرلیا۔

"شکریہ تایا......!"

"نورالحق......! آپ کیا محبت کرتے ہیں تایا سے [illegible]

مداخلت کی۔

"یہ اتنے تھکے ہوئے آئے ہیں اور آپ نے روک رکھا ہے [illegible]

یہاں......!"

نورالحق نے زبیر کا ہاتھ تھام لیا۔

"چلیں تایا......!" اور وہ اسے حمیدہ کے کمرے میں لے گیا۔

وہاں وہ کچھ دیر بیٹھے۔ حمیدہ نے لاہور کی خیریت دریافت کی [illegible]

کہا۔

"اب آپ خود وہاں جا رہی ہیں۔ خود ہی پوچھ لیجیے گا۔"

"مجھے تو بھئی بہت خوشی ہے اس بات کی۔" حمیدہ نے [illegible]

"مجھے تو بھئی اپنا گاؤں بھی بہت یاد آتا ہے۔"

"اب تو وہ شہر بن گیا ہے اماں......!"

"مجھے تو شہر میں بھی اپنا گاؤں ہی نظر آئے گا پتر۔"

"اب وہ گاؤں کہاں......؟" زبیر نے سرد آہ بھر کے کہا۔ [illegible]

اداسی تھی۔

"ایسا کیا ہو گیا پتر زبیر......؟" حمیدہ نے پرتشویش لہجے میں [illegible]

"میں نے عجیب بات دیکھی اماں......! خوش حالی [illegible]

جاتے ہیں۔"

"قدرتی بات ہے زبیر......!"

"آپ میری بات نہیں سمجھی اماں......! خوش حالی کے ساتھ [illegible]

ہے کہ اچھائی کی جگہ برائیاں آجاتی ہیں۔ لوگ احسان فراموش اور [illegible]

ہیں۔ ادب آداب اور لحاظ اٹھ جاتا ہے۔ عزت کرانے کا شوق ہوتا ہے [illegible]

کرنا بھول جاتے ہیں۔"

حمیدہ نے بہت غور سے اسے دیکھا۔

"یہ کون سی بڑی بات ہے پتر زبیر......؟ اللہ دے کر بھی آزماتا ہے اپنے [illegible]

[illegible] اور واپس لے کر بھی آزماتا ہے۔ اور بندے تو آزمائش پر کم ہی پورے اترتے [illegible]

"پر دل تو دکھتا ہے نا اماں......! یہ سب دیکھ کر۔"

"یہی بات زبیر......!" حمیدہ نے تنبیہی لہجے میں کہا۔

"یہ دکھ اور مایوسی اچھی چیز نہیں۔ سب ہی تو نہیں بدل جاتے۔ کچھ لوگوں کی [illegible]

[illegible] اور بڑھ جاتی ہے۔"

"پر وہ بہت تھوڑے ہوتے ہیں اماں......!"

"ہاں......! یہ تو اللہ کا قانون ہے۔ نیکی تھوڑی ہوتی ہے، پر وزن میں [illegible]

[illegible] بدی بہت زیادہ ہوتی ہے، پر وزن میں ہلکی۔ تو آدمی کو اچھائی پر نظر رکھنی [illegible]

[illegible] بات حوصلہ رہتا ہے۔"

"واقعی اماں......! آپ نے ٹھیک کہا۔" زبیر نے کچھ سوچنے کے بعد کہا۔ اس [illegible]

[illegible] میں تشکر تھا۔

اتنی دیر میں ارجمند چائے لے آئی۔ ساتھ میں بسکٹ بھی تھے۔

"اور دیکھو زبیر......! گاؤں اور شہر سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" حمیدہ کی آواز [illegible]

[illegible] سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔ آنکھیں ایسے لگتا تھا، جیسے بہت دور دیکھ رہی [illegible]

"تو نے ٹھاکروں کی گڑھی کا آخر نہیں دیکھا......؟ اور میں کبھی بھول نہیں [illegible]

"ہم وہاں تھے نہیں نا...... اماں......!"

"ہاں......! بڑے ٹھاکر نے وہاں کس پر احسان نہیں کیا تھا......؟ کون تھا ایسا [illegible]

[illegible] سے مہربانی نہ کی ہو......؟" حمیدہ کے لہجے میں اداسی تھی۔

"پر جب آزمائش کا وقت آیا تو جان اور مال کے خوف نے زیادہ تر بے وفا [illegible]

[illegible] گھروں میں دبک کر بیٹھ گئے۔ وفادار تھوڑے تھے، جنہوں نے ٹھاکر بھائی [illegible]

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کے آگے کھڑے ہو کر جان دے دی۔ پر کسی کا کچھ بھی تو نہیں بچا...
جان...... گھر میں عافیت تلاش کرنے والے بھی مر گئے۔ انہیں چاہئے تو...
نبھا لیتے۔ پتر زبیر......! شہر ہو یا گاؤں، لوگ ایک سے ہوتے ہیں۔ خیر چھوڑ...
کو۔ یہ بتا...... ساجد کی پڑھائی مکمل ہوئی......؟"

ماحول سوگوار ہو گیا تھا۔ زبیر نے بے دلی سے کہا۔

"اس سال بی اے کر لے گا انشاء اللہ......! اور کام تو وہ پہلے ہی سے... رہا ہے اماں......!"

"اور رابعہ کیسی ہے......؟"

"میرے بتانے کا کوئی فائدہ نہیں اماں......!" زبیر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ دیکھے بغیر نہیں سمجھ سکتیں۔"

"کیا مطلب......؟ خیر تو ہے......؟" حمیدہ کے لہجے میں تشویش...

"خیر ہی خیر ہے اماں......! بس وہ بہت موٹی ہو گئی ہے۔ کام... ہے۔"

"تو نے تو ڈرا ہی دیا تھا۔" حمیدہ نے سکون کی سانس لی۔

"اسے ساتھ کیوں نہیں لایا تو......؟"

"وہ تو ساتھ آنا چاہتی تھی اماں......! پھر خود ہی خیال آگیا کہ... سب ہی وہاں آنے والے ہیں۔ آپ کے استقبال کے خیال سے رک گئی۔"

کچھ دیر بعد زبیر نے شرمندگی سے کہا۔

"اماں......! اجازت دیں تو کاکا سے کچھ بات کر لوں......؟"

"کیوں نہیں پتر......؟"

عبدالحق زبیر کو اسٹڈی میں لے گیا۔

❀❀❀

زبیر نے ایک کاغذ عبدالحق کی طرف بڑھایا۔

"اس پر دستخط کر دیں کاکا......!"

"یہ کیا ہے......؟"

"وکالت نامہ ہے کاکا......!"

"لیکن کیوں......؟"

"آپ کے خلاف جو حکومت نے اقدام کیا ہے، اسے عدالت میں چیلنج... ں گے۔"

"مگر میں ایسا نہیں چاہتا زبیر بھائی......! میں اس میں خوش ہوں۔ میرا نکتہ... ہے کہ اللہ نے مجھے ایک قید سے رہائی دی ہے۔"

"وہ اپنی جگہ کاکا......! لیکن بے انصافی اور زیادتی کے خلاف لڑنا ضروری..."

"اپنی حکومت سے......!"

"کوئی بھی ہو۔ میری بات سنیں کاکا......! اپنے وکیل نے جب آپ کے... دیکھے تو وہ تو پاگل ہو گیا۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ کیس تو حکومت لڑ ہی نہیں... جو آپ نے پہلے سے ظاہر کیے، اور ان کی آپ سے وضاحت بھی طلب... وہ جائز اور قانونی ہیں، اور انہیں ضبط کیا ہی نہیں جا سکتا۔ انہیں تو معافی... ہوگی اور ہرجانہ بھی دینا ہوگا۔ اور انہیں آپ کی برطرفی کا حکم بھی واپس لینا..."

"مگر میں یہ نہیں چاہتا زبیر بھائی......!"

"آپ بس اس پر دستخط کر دیں کاکا......!" زبیر پہلی بار کسی بات پر اصرار کر...

لیکن عبدالحق کا ہاتھ قلم کی طرف نہیں بڑھا۔

"میں کیوں لڑوں یہ کیس......؟" اس نے کہا۔

"اثاثے کون سے اپنے تھے۔ اللہ کی امانت تھے۔"

"عزت کے لیے کاکا......! عزت کے لیے...... آپ کی رسوائی ہوئی، جگ... ہوئی۔"

"عزت اور ذلت بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ کی طرف سے ہے۔"

"میں اس سے انکار کیسے کر سکتا ہوں کاکا......! دین کی مجھے اتنی سمجھ بھی

نہیں۔ پر ایک بات بتائیں مجھے..... ہر چیز اللہ کی دی ہوئی ہے۔ مگر ...
کوئی چیز کوئی ڈاکو آپ سے طاقت کے زور پر چھینے تو اس کے خلاف مزاحمت ...
منع کیا ہے کیا.....؟ مسلمان کے لئے تو غیرت بہت بڑی چیز ہے ...
ہوئے طاقتور سے لڑنے کو کہا گیا ہے۔ اللہ نے جو کچھ دیا، اس کی حفاظت ...
کی ذمہ داری نہیں.....؟"

عبدالحق نے دل میں تسلیم کیا کہ ان برسوں میں زبیر بہت بدل ... گیا ہے۔ اس کی سمجھ بوجھ بھی بڑھی ہے، اور اسے اپنی بات کہنے کا سلیقہ بھی ... اس کی عزت کرتے ہوئے وہ اس سے بحث بھی کرسکتا ہے اور اپنی بات ... سکتا ہے۔

تاہم اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

زبیر چند لمحے اس کے جواب کا انتظار کرتا رہا۔ پھر بولا۔

"بات اتنی سی ہے نا کاکا.....! کہ آپ اپنی ملازمت پر ... چاہتے.....؟"

عبدالحق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ عقل والے ہیں کاکا.....! میں تو آپ کا نا سمجھ نوکر ہوں۔ ... بے عزتی....."

"ایسا نہ کہیں زبیر بھائی.....!" عبدالحق نے احتجاج کیا۔

"..... برداشت نہیں کرسکتا۔ اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ مر جاؤں"

"ایسی بات نہ کریں زبیر بھائی.....!"

"آپ اجازت دیں تو ایک بات کہوں..... ہے تو ... بات.....!"

"کہہ تو رہے ہیں آپ.....!"

"یہ تو آپ ناراض ہو کر کہہ رہے ہیں۔ اب میں کچھ بھی نہیں کہوں گا۔"

عبدالحق کو احساس ہوا کہ اس نے زبیر کا دل دکھایا ہے۔ وہ شرمندہ ...

"یہ بات نہیں زبیر بھائی.....! آپ کہیں، میں سن رہا ہوں۔"

زبیر نے ایک گہری سانس لی۔

"دیکھیں کاکا.....! بندے کے پاس تو جو کچھ ہے، اللہ کا ہی دیا ہوا ہے، اور ... جب چاہے واپس لے لے۔ لیکن کوئی اور ڈاکہ مارے اور آپ سے چھین ... آپ کو اس سے لڑنا چاہئے۔ لڑ کر اس سے واپس لیں۔ پھر چاہیں تو اللہ کی راہ ... دیں۔ اس کا تو اجر ملے گا اللہ کے ہاں..... میں غلط تو نہیں کہہ رہا ہوں ...؟" اچانک ہی وہ ننھے بچے کی طرح سہم گیا، بے یقینی میں مبتلا ہو گیا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں زبیر بھائی.....! لیکن میرا کہنا یہ ہے کہ شاید یہ بھی ... طرف سے ہے۔"

"ہو سکتا ہے کاکا.....! بالکل ہو سکتا ہے۔" زبیر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "لیکن اللہ اپنے بندوں سے کلام تو نہیں کرتا۔ وہ بتاتا تو نہیں کہ یہ میں نے ...

"تو میرا یہ سمجھنا غلط تو نہیں ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ بندہ اللہ سے مدد مانگ کر اپنے حق کے لئے لڑے۔ اور ... سے تو لڑنا نہیں ہے کاکا.....! عدالت میں جانا ہے۔ کیس لڑنا ہے۔ تو آپ ... یں۔ ہار جائیں تو مان لیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر یہ سوچیں کہ ہم ... ن سی غلطیاں ہوئیں اس معاملے میں اور ان کی اصلاح کریں۔"

اس کے بعد کچھ کہنے کی گنجائش نہیں تھی۔ عبدالحق نے خاموشی سے قلم اٹھایا ... نامے پر دستخط کر دیے۔

"بہت شکریہ کاکا.....!"

"یہ تو مجھے کہنا تھا، مگر میں نے کہا نہیں.....!"

"میں جانتا ہوں کاکا.....! کہ آپ نوکری کرنا نہیں چاہتے۔ اور اس کی ... مجھے نہیں۔ اللہ کی رحمت سے آپ بحال ہو جائیں تو عزت کے ساتھ استعفیٰ ... ۔ وہ اور بات ہوگی۔"

"بہت شکریہ زبیر بھائی.....!" عبدالحق نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"مجھے شرمندہ نہ کریں کاکا.....!" زبیر شرمسار ہو گیا۔ پھر بولا۔

"اور میں چاہتا ہوں کاکا.....! اگر آپ لوگ کل ہی ...

"کل ...؟ ابھی تو سامان بھی پوری طرح پیک نہیں ہوا ہے۔"

"اس کی فکر نہ کریں۔ میں اسی لئے تو آیا ہوں۔ میں سب سنبھال لوں گا۔ بس.....نوریز کو یہاں چھوڑ جائیں۔"

"اور عارف بھائی.....؟"

"وہ بھی..... ان کے لئے بندوبست کر آیا ہوں میں۔ کل ... ایک بنگلہ.....!"

"یہ بہت اچھا کیا.....!"

زبیر نے اچانک اس کے سامنے ہاتھ جوڑ لئے۔

"آپ دور ہوئے کاکا.....! تو آپ سے پوچھے بغیر خود فیصلے ... عادت پڑ گئی ہے۔ آپ مجھے معاف کر دیں گے نا...؟"

"آپ بھول رہے ہیں زبیر بھائی.....!" عبدالحق نے ... کر دیئے۔

"میں نے سارے معاملات آپ کو سونپے تو آپ کو برا اختیار ... فیصلے کرنے کا بھی۔"

"پھر بھی کاکا.....! میں آپ سے پوچھ سکتا تھا۔ لیکن میں نے ... فیصلے کئے اور عمل بھی کر لیا۔ اب آپ کو بتاتے ہوئے شرمندہ ہو رہا ہوں۔"

"ایسی کیا بات ہے زبیر بھائی.....؟ اختیار نہ ہو تو معاملات کیسے سنبھالیں گے آپ..... اور ویسے بھی میں سمجھتا ہوں کہ زمین اور کاروبار کے معاملات ... ہی درست فیصلے کر سکتے ہیں۔ میں تو بالکل کورا ہوں ان معاملات میں۔"

زبیر دونوں ہاتھوں سے اپنے رُخسار پیٹنے لگا۔

"اچھا..... بتائیں تو..... بات کیا ہے.....؟" عبدالحق نے کہا۔

زبیر نے نظریں جھکا لیں۔

"وہ کاکا.....! عارف صاحب کے لئے میں نے وہ بنگلہ خرید لیا ہے ... کے اپنے نام سے۔"

عبدالحق کے لئے یہ بات اتنی خلاف توقع تھی کہ وہ سناٹے میں آ گیا۔

"ہو گئی نا غلطی مجھ سے...؟" زبیر نے شرمساری سے کہا۔

"نہیں...! غلطی تو مجھ سے ہوئی تھی زبیر بھائی...! ویسے یہ بتائیں کہ ... نے ایسا کیوں کیا...؟"

"یہ ایک اور بڑا فیصلہ... ایک اور غلطی۔"

"کچھ بتائیں گے بھی آپ... یا پہیلیاں ہی بجھواتے رہیں گے...؟"

عبدالحق جھنجلا گیا۔

زبیر اور نروس ہو گیا۔

"بس غلطی ہو گئی کاکا...!"

"ہوا کیا...؟" عبدالحق نے کوشش کرکے اپنا لہجہ نرم کیا۔

"آپ کا کاروبار پھیل رہا ہے نا کاکا.....! تو لائق اور محنتی لوگوں کی ضرورت ... ہے۔ آپ سے بات ہوئی تو میں نے سوچا کہ عارف صاحب ایک نعمت ہیں ... لئے۔ جو آپ کا ایکسپورٹ کا کام ہے، اسے وہ بہت اچھی طرح سنبھال سکیں ... ہمارا ہی فائدہ ہے اس میں۔ اس لئے میں نے ان کے لئے بنگلہ خرید لیا۔ چاہیں ... اپنی تنخواہ میں سے تھوڑا تھوڑا کرکے ادا کرتے رہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ان ... سے کاروبار اور منافع بڑھے گا۔" زبیر نے پھر ہاتھ جوڑ لئے۔

اس بار عبدالحق نے اس کے ہاتھ چوم لئے اور زبیر سناٹے میں آ گیا۔

"الحمد للہ...! آپ نے تو وہ کام کیا، جو مجھے کرنا چاہئے تھا۔ آپ سے کہنا ... تھا۔ مگر مجھے اس کا خیال ہی نہیں آیا۔ آپ نے حق ادا کر دیا میرا... جزاک ... !"

زبیر بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"مگر ایک مسئلہ ہے اس میں.....!" عبدالحق نے کہا۔

"عارف بھائی بڑے خوددار آدمی ہیں۔ انہیں رضامند کرنا آسان نہیں ...۔"

"انشاء اللہ.....! سب ہو جائے گا کاکا.....! ابھی چلتے ہیں عارف صاحب

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کے پاس۔"

"ایک بات بتائیں زبیر بھائی...! آپ کو تو میں نے دنیا کے [illegible]
الجھا دیا تھا۔ ابھی آپ نے جو میری اصلاح کی اپنے حق کے لئے لڑنے کے [illegible]
میں، اس نے مجھے حیران کر دیا۔ آپ بلاشبہ درست تھے اور میں غلطی پر [illegible]
بتائیں... یہ اتنی سمجھ کیسے آئی آپ کو...؟"

"سب اللہ کی رحمت ہے کاکا...!" زبیر نے عاجزی سے کہا۔

"ہفتے میں ایک دن سارے کام چھوڑ چھاڑ کر مولوی صاحب کے [illegible]
گزارتا ہوں نہ اللہ والوں کی صحبت سے بھی بہت کچھ ملتا ہے کاکا...!"

"بے شک...!" عبدالحق نے کہا۔ اس لمحے اسے مولوی مہر علی [illegible]
سے یاد آئے۔

"کیسے ہیں مولوی صاحب...؟" اس نے پوچھا۔

"بہت بوڑھے اور کمزور ہو گئے ہیں۔ لیکن اللہ کے فضل سے [illegible]
سے پڑھاتے ہیں۔

عبدالحق کا دل مولوی صاحب سے ملنے کا تڑپ اٹھا۔

❀❀❀

عارف کا ردعمل عبدالحق کی توقع کے عین مطابق تھا۔

"نہ یہ احسان ہے عارف بھائی...! اور نہ ہی محبت۔" عبدالحق نے [illegible]
سے صفائی پیش کی۔

"بلکہ اس میں تو میرا کوئی دخل ہی نہیں۔"

"تو پھر......؟"

"میں نے تو بس زبیر بھائی سے آپ کے لئے لاہور میں مکان کا بندوبست
کرنے کو کہا تھا۔ وہ بھی خریدنے کا نہیں کہا تھا۔ مجھے تو خود یہ سب کچھ ابھی چند [illegible]
پہلے ہی معلوم ہوا ہے۔"

عارف نے کڑی نظروں سے زبیر کی طرف دیکھا۔ اس کی نگاہوں میں
استفسار تھا۔

"میں کاکا کی طرح نہیں ہوں عارف صاحب.....! میں کاروباری آدمی
[illegible] پہلے اپنا نفع دیکھتا ہوں۔" زبیر نے نہایت اعتماد سے کہا۔

"اس میں نفع کیا نظر آیا آپ کو...؟"

"درحقیقت آپ کو ہماری ضرورت نہیں عارف صاحب...! ہمیں آپ کی
[illegible] ہے۔"

"وہ کیسے...؟"

"کاروبار بہت پھیلا ہوا ہے ہمارا... اور سنبھالنے والا ایک میں ہوں یا میرا
[illegible] وہ ساتھ ہی تعلیم بھی حاصل کر رہا ہے۔ ہم پر بہت بوجھ ہے۔"

"مگر ملازمین کی تو کمی نہیں...؟"

"ٹھیک کہا آپ نے ملازم بہت، منیجر بھی بہت۔ لیکن ایک اہل، محنتی اور
[illegible] بہت بڑی نعمت ہے۔ اور وہ آپ ہیں۔ آپ ہمیں مل گئے تو جو منافع ادھر
[illegible] جاتا ہے، ہمارے پاس آئے گا۔ یعنی منافع بڑھے گا۔"

"مگر آپ مجھے جانتے ہی کتنا ہیں۔ ایک بار ملاقات ہوئی، وہ بھی سرسری
[illegible] آپ نے مجھے اہل، محنتی اور ایماندار کیسے سمجھ لیا...؟"

"آپ کاکا کے دوست ہیں۔ کاکا آپ سے محبت کرتے ہیں۔ اس سے
[illegible] اور کیا ہو سکتی ہے...؟"

عارف نے عبدالحق کی طرف دیکھا۔

عبدالحق نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"خدا کی قسم... عارف بھائی.....! یہ سب کچھ زبیر بھائی نے خود ہی سوچا،
[illegible] فیصلہ کیا۔ میرا اس میں کوئی دخل نہیں۔"

عارف نے اس سے پہلے عبدالحق کو قسم کھاتے نہیں دیکھا تھا۔ اس کے
[illegible] تناؤ دور ہو گیا اور نرمی چھا گئی۔ وہ زبیر کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ کی یہ پیشکش میرے لئے باعث عزت اور اسے قبول کرنا میرے
[illegible] ہے زبیر صاحب.....! لیکن آپ نے میرے نام سے مکان خرید کر میرے
[illegible] بڑا کیا۔ آپ مجھ سے پوچھ تو لیتے...!"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''تو اس میں برائی کیا ہے.....؟'' زبیر نے سادگی سے پوچھا۔

''آپ خود سوچیں۔ جس روز مجھے کرپشن اور بدعنوانی کے الزام میں [illegible] کیا گیا، اس کے چند روز بعد ہی میں لاہور کے ایک پوش علاقے میں [illegible] ہوں۔ یہ تو میرے جرم کا ثبوت بن گیا نا.....؟''

''ایسا نہیں ہے عارف صاحب.....!'' زبیر نے بے حد اطمینان سے [illegible]

''میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ اس لئے ہر کام میں پہلے اپنے وکیل [illegible] کرتا ہوں۔ اللہ کی مہربانی سے مجھے وکیل بہت اچھا ملا ہے۔ اس نے [illegible] اور پھر سلیقے سے کام کیا۔ بنگلہ آپ کے نام سے ضرور خریدا گیا ہے لیکن [illegible] ہماری کمپنی کی طرف سے کی گئی ہے۔''

اس نے اپنا بیگ کھول کر کچھ کاغذات نکالے اور عارف [illegible] بڑھائے۔

''ہمارے اور آپ کے درمیان جو معاہدہ ہو رہا ہے، اس میں [illegible] کمپنی آپ کی خدمات کے عوض آپ کو یہ بنگلہ خرید کر دے رہی ہے، جو آپ [illegible] واپس نہیں لیا جائے گا۔ لیکن آپ کم از کم پانچ سال ہمارے لئے کام [illegible] ہوں گے۔ اس کے بعد آپ کی مرضی.....!''

عارف نے معاہدے کو بڑے غور سے پڑھا۔ پھر زبیر کو دیکھ کر [illegible]

''آپ یقیناً پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ آپ تو پڑھے لکھے لوگوں سے [illegible] ہیں زبیر صاحب.....!'' اس بار اس کے لہجے میں احترام تھا۔

عبدالحق کی خوشی کی کوئی حد نہیں تھی۔ زبیر نے تو اسے بھی [illegible] اس سوجھ بوجھ اور فراست پر اسے رشک آ رہا تھا۔

''اب تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں عارف صاحب.....؟''

''میں تو صرف شکریہ ہی ادا کر سکتا ہوں آپ کا.....!''

''اس کے بجائے آپ اس معاہدے پر دستخط کر دیں تو میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ اور ہاں.....! دستخط کے نیچے 17 تاریخ ڈالئے گا، کیونکہ مکان 18 [illegible] خریدا گیا ہے۔''

عارف نے دستخط کر دیئے۔

❀❀❀

شہر بدل گیا، فضا بدل گئی، گرد و پیش اور ماحول بدل گیا، آب و ہوا بدل گئی [illegible] بدل گئے۔ مگر اس تبدیلی سے ہر کوئی اپنے اپنے انداز میں متاثر ہوا۔ اثر صرف [illegible] سے لاہور آنے والوں پر نہیں پڑا۔ اس سے لاہور میں موجود لوگ بھی متاثر [illegible]

[illegible] کیوں تاثر بہرحال خوشی کا تھا۔

[illegible] کی خوشی کی تو کوئی حد ہی نہیں تھی۔ عبدالحق اور حمیدہ کے بغیر تو اس کی [illegible] ہی نہیں تھی۔ پھر ارجمند بھی اس میں شامل ہو گئی اور کراچی جاتے جاتے ننھا [illegible] اس میں شامل ہو گیا۔ اسے تو ان لوگوں کے بغیر لاہور اجاڑ اور ویران لگتا [illegible] لئے تو سال بھر میں بس وہی خوشی کے دن ہوتے تھے، جب وہ لوگ [illegible] تھے۔ اور جب وہ واپس جاتے تو اس کے لئے لاہور کی ویرانی اور بڑھ [illegible]

ساجد بھی بہت خوش تھا۔ عبدالحق کی محبت تو گویا اس کی گھٹی میں پڑی تھی۔ [illegible] میں نورالحق بھی شامل ہو گیا تھا۔ وہ ان لوگوں سے ایک پل بھی دور نہیں رہتا [illegible] اور اب وہ اس کے پاس ہی آ گئے تھے۔

گھر کے نوکر بھی بہت خوش تھے۔ نسیمہ تو ہمیشہ ہی ارجمند کو یاد کرتی تھی۔ [illegible] عبدالحق کے بغیر خود کو پردیس میں محسوس کرتا تھا۔ اس سے دوری کے نتیجے میں [illegible] اردو بولنے کا شوق ختم ہو گیا تھا۔ یہاں ایسا کون تھا جس سے وہ انگریزی [illegible]

کراچی سے آنے والوں میں سب سے خوش نورالحق تھا۔ لاہور والا گھر [illegible] اسے بہت اچھا لگتا تھا۔ اس کا لان اسے بہت پسند تھا۔ پھر محبتیں.....! محبتوں [illegible] یہاں بھی کمی نہیں تھی۔ اتا، آپی اور ماموں، سب اس سے محبت کرتے تھے۔ [illegible] عبدالحق بھی بہت زیادہ تھی۔ تائی کا بس چلتا تو وہ اسے نظر سے اوجھل ہی نہ [illegible] اور سب سے بڑھ کر ساجد، جسے وہ بھائی جان کہتا تھا، وہ بہت مصروف

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ہوتا تھا۔ لیکن اس کی کوئی بات کبھی ٹالتا ہی نہیں تھا۔ اور وہ اس سے

اور یعقوب سے بات کرنے میں اسے بہت لطف آتا تھا۔

بہت اچھی لگتی تھی۔ اسے انگریزی بولنے کا بہت شوق تھا۔ وہ اسے

وہ جب لان میں اکیلا ہوتا تو یعقوب اس کے پاس آجاتا۔

''آپ مجھے اسمال ماسٹر کیوں کہتے ہیں۔۔۔؟'' پہلے

سے پوچھا تھا۔

یعقوب بڑے فخر سے مسکرایا تھا۔

''یور فادر مائی بگ ماسٹر۔۔۔! یو مائی اسمال ماسٹر''

نورالحق کو ہنسی آنے لگی۔ مگر اس نے ظاہر نہیں ہونے دیا۔

''میری سمجھ میں آپ کی پوری باتیں نہیں آتیں۔''

''ابھی اسمال ہیں نا..... بڑے ہوں گے تو سمجھ آنے لگیں''

بے حد سنجیدگی سے کہا۔

''آپ اسکول جاتے ہیں۔۔۔؟''

''جی ہاں.....!''

''انگلش پڑھتے ہیں۔۔۔؟''

''جی ہاں۔۔۔!''

''سیکھنے میں ٹائم لگے گا۔ پر میں آپ کو سکھاؤں گا۔''

''آپ کیسے سکھائیں گے۔۔۔؟''

''مائی انگلش ویری گڈ۔۔۔! میں انگریزوں کے ساتھ

کرتا تھا۔''

''انگریز کون ہوتے ہیں۔۔۔؟''

یعقوب سوچ میں پڑ گیا۔ یہ بات کیسے سمجھائے۔

''جو انگریزی اسپیکنگ کرتے ہیں۔'' اس نے بری طرح ہاتھ ہلا کر

پر زور دیا۔ جب کوئی بات سمجھانے میں دشواری ہوتی تو وہ ایسے ہی کرتا تھا۔

''آپ بھی انگلش بولتے ہیں۔۔۔ تو آپ انگریز ہیں''

''نو۔۔۔ نو۔۔۔!'' یعقوب نے بری طرح ہاتھ ہلائے۔

''بلیک انگریز۔۔۔ دے وائٹ انگریز۔۔۔ دے ان انگلینڈ..... ی ان

نورالحق کو اس کی صورت وقت گزاری کا ذریعہ مل گیا۔ ساجد گھر میں نہیں ہوتا

یعقوب کے کوارٹر میں چلا جاتا۔

اس بار یعقوب لان میں اس کے پاس آیا تو بڑی حیرت اور خوشی سے اسے

''ہیلو۔۔۔! کوارٹر بگ ماسٹر۔۔۔!''

نورالحق نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''اس کا مطلب۔۔۔؟''

''کچھ لمبے ہو گئے ہیں آپ.....! نو اسمال، سم بگ، کوارٹر بگ۔''

''اور بڑا ہوں گا تو۔۔۔؟''

''ہاف بگ۔۔۔!''

''اور اس کے بعد۔۔۔؟''

''تھری کوارٹر بگ۔۔۔!''

''اور اس کے بعد۔۔۔؟''

''فور۔۔۔ فائیو۔۔۔ سکس..... گنتی آتی ہے نا آپ کو۔۔۔؟''

''ہاں۔۔۔! آتی ہے۔'' نورالحق نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یوں تو میں کبھی بگ نہیں ہوں گا۔۔۔؟''

اس پر یعقوب سوچنے لگا۔ بالآخر اس نے کہا۔

''آپ بگ ہوں گے..... جب میں نہیں ہوں گا۔''

اسی وقت عبدالحق آ گیا۔ یعقوب نے جلدی سے فوجیوں کی طرح اسے

''کیا باتیں ہو رہی ہیں۔۔۔؟'' عبدالحق نے پوچھا۔

''کچھ نہیں سر۔۔۔! کوارٹر بگ ماسٹر کو انگریزی سکھا رہا تھا۔''

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"یہ کوارٹر بگ ماسٹر کیا ہوتا ہے ...؟"
یعقوب چہرے اور ہاتھوں پر زور دے کر اس کی وضاحت [illegible]
"غضب خدا کا ... ارے ...! ابھی تو یہ صرف [illegible]
ہے ... اور چھوٹے چھوٹے لفظ ...!"
یعقوب کا سینہ تن گیا۔
"مجھے پتا ہے بگ ماسٹر ...!" اس نے فخریہ لہجے میں [illegible]
"اسی لئے تو فل انگلش نہیں بولتا ہوں۔"
"رحم کرو اس بے چارے پر ...!" عبدالحق نے بیٹے کو [illegible]
کہا۔
"اس کی انگریزی تو سیکھنے سے پہلے ہی تباہ ہو جائے گی۔"
"ایسا نہیں ہے سر ...! میں ہاتھ ہلکا رکھوں گا۔"
"تمہیں ہاتھ رکھنے کی ضرورت ہی نہیں ...!" عبدالحق [illegible]
کہا۔
"اب اگر میں نے تمہیں اس سے انگلش بولتے [illegible]
پابندی لگا دوں گا۔"
"اوکے بگ ماسٹر ...!" یعقوب نے مری مری [illegible]
مارا۔

❀❀❀

حمیدہ کے لئے تو حق نگر کے علاوہ ہر جگہ پردیس ہی [illegible]
لاہور ...؟ بس یہ ہے کہ کراچی میں تنہائی کا احساس زیادہ ہوتا تھا [illegible]
رابعہ اور ساجد کے علاوہ نوکر بھی تھے۔ نسیمہ تو خاص طور پر اس سے بہت [illegible]
تھی۔ بلکہ ایک معاملہ میں تو وہ اس کی محرم راز تھی۔ اسی کے ساتھ تو وہ [illegible]
اولاد کی دعا کرانے درگاہوں پر جایا کرتی تھی۔ اس لئے لاہور اسے کراچی کے [illegible]
میں زیادہ اچھا لگا۔
ارجمند کے لئے اہمیت صرف عبدالحق کی تھی۔ وہ چاند تھی [illegible]

[illegible] کی طرح تھا۔ چاند کا کام ہی کیا ہے ...؟ ہر وقت زمین کے گرد چکر [illegible] کو پورا نظر آئے یا نہ آئے، یا بے شک نظر ہی نہ آئے، وہ تو ہر پل زمین کو [illegible] اسے تو روشنی ہی زمین سے ملتی ہے۔

تو جہاں عبدالحق اس کے ساتھ، اس کی نگاہوں کے سامنے تھا، وہی اس کی [illegible] کی دنیا ہے تو اس کا تعلق برائے نام ہی تھا، اور اسے اس میں کچھ ایسی [illegible] نہیں تھا۔

[illegible] بھی کچھ حوالے ہوتے ہیں، جو آدمی کے لئے کسی جگہ کو پسندیدہ اور کسی کو [illegible] دیتے ہیں۔ کراچی ارجمند کو ناپسند نہیں تھا۔ لیکن لاہور اس کے لئے [illegible] حالانکہ ابتداء میں لاہور اس کے لئے ایک قفس کی طرح تھا۔ وہاں اس [illegible] وقت گزارا تھا۔ مگر پھر عبدالحق کو بھی تو اس نے وہیں دیکھا تھا۔ وہیں [illegible] عطا ہوئی تھی۔ پھر اسے ایک گھر ملا تھا اور گھر بھی عبدالحق کا۔ وہیں [illegible] حاصل کی تھی۔ اور وہیں اس کی دلی آرزو پوری ہوئی تھی ...... عبدالحق سے

[illegible] وہاں کے لئے پسندیدہ تھا۔ مگر لاہور کے اس بنگلے سے تو اسے عشق تھا۔ [illegible] کے بعد یہ اس کی پہلی پناہ گاہ تھا ... اس کے تحفظ کا قلعہ۔ اس گھر کے [illegible] سے اس کی خوب صورت یادیں وابستہ تھیں۔ اسٹڈی میں عبدالحق سے پڑھنا، [illegible] آزمائش، جس میں اللہ نے اپنی مدد سے سرخ رو کر کے اسے پاکیزہ قربت [illegible] اماں کا کمرہ، جہاں صبح وہ عبدالحق سے ملتی تھی، کبھی کبھی اسے سورۂ ملک [illegible] جہاں وہ عبدالحق کے آفس بھیجنے کے لئے کھانا پکاتی اور ٹفن میں رکھتی۔ [illegible] جھولا جھولتی، بینچ پر بیٹھ کر اس کی خوب صورتی کو سراہتی، جہاں ساجد چپکے [illegible] اسے چھوٹی چاچی کہتا۔

[illegible] گھر میں اس کی خوشیوں کے بیش بہا خزانے تھے۔

حق نگر میں اس نے زیادہ وقت نہیں گزارا تھا۔ مگر اسے حق نگر سے محبت [illegible] کہ اس کا نام عبدالحق کے نام پر رکھا گیا تھا۔ اس لئے بھی کہ حق نگر سے [illegible]۔ اور جو عبدالحق کو محبوب تھا، وہ اسے بھی محبوب تھا۔ اور اس لئے بھی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کہ جب عبدالحق کا کراچی تبادلہ ہوا تھا تو دادی اماں اپنے کمرے میں
کہانی سناتی تھیں، جو اسے حقیقت سے زیادہ افسانہ لگتی تھی۔ اسے ان
جاتا تھا۔

دادی اماں نے شاید محسوس کرلیا تھا کہ اسے ان کی بات پر یقین
ہے۔

"نکی......! تو اسے کہانی سمجھتی ہے نا......؟" ایک دن انہوں نے کہا۔

"نہیں دادی اماں......! سچ سمجھتی ہوں۔ پر کہیں کہیں
نے سچائی سے کام لیا۔

"پر سچ یہ ہے نکی......! کہ میں پورا نہیں بتا پاتی۔" دادی اماں نے کہا۔

"پورا نہیں بتا پاتیں......؟" ارجمند نے حیرت سے کہا۔

"تو اور بھی بہت کچھ ہے کیا......؟"

"تو اور کیا......؟ بڑے ٹھاکر کس طرح مسلمان ہوئے
معلوم۔ کھدائی کے بعد پرانی حویلی کے تہ خانے سے ان کی دو ڈائریاں
نور بانو نے پڑھی تھیں اور پھر عبدالحق کو دی تھیں۔ اس کے بعد
بتایا تھا کہ ٹھاکر ویر جی مسلمان ہوگئے تھے۔ کیسے......؟ یہ مجھے بھی نہیں پتا۔"

وہ دونوں ڈائریاں ارجمند نے بھی دیکھی تھیں۔
اس نے اس سے ان کے بارے میں پوچھا بھی تھا۔ نور بانو نے اسے
بھی تھا۔ لیکن یہ بھی جتا دیا تھا کہ عبدالحق کی اجازت کے بغیر
ارجمند خود بھی ان باتوں کا خیال رکھتی تھی۔ تجسس کے باوجود اس نے
اجازت لی، نہ نور بانو سے اصرار کیا۔

"آپی سے کہتیں تو وہ آپ کو پڑھ کر سنا دیتیں۔" اس نے کہا۔

"کئی بار کہا، پر وہ ٹالتی رہی۔ اور پھر وہ دور چلی گئی تو بات ہی ختم ہوگئی۔"

ارجمند اس پر سوچتی رہی۔ واقعی......! اس کہانی کے تین
عبدالحق کے والد، حمیدہ اور خود عبدالحق۔ عبدالحق کی یادداشت کے
ہوا، وہ صرف اس کے والد اور حمیدہ ہی جانتے تھے۔ تینوں کے بیان سے

سکتی تھی۔ عبدالحق خود کچھ بتانے والا نہیں تھا۔ حمیدہ سب کچھ بتا چکی
مرحوم کی ڈائریاں ہی کہانی کو مکمل کر سکتی تھیں۔

حمیدہ پر اسے رشک آتا تھا۔ اسے اللہ نے وقت کے ساتھ چلنے کی زبردست
دی تھی۔ وہ نئے دور کی اجنبی چیزوں کو بھی آسانی سے قبول کرلیتی تھی۔ اتنے
نے اس کی زبان میں ہی بڑی تبدیلی دیکھی تھی۔ وہ اندازہ لگا سکتی تھی
کیسے بولتی ہوگی۔ پھر نور بانو کے ذریعے اور عبدالحق کے ذریعے بھی اسے
اور اس نے وہ اپنا لیے۔

"نکی......! میری بات سن......!"

ارجمند نے چونک کر اسے دیکھا۔ حمیدہ کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"جی دادی اماں......!"

"تجھے پتا ہے ان ڈائریوں کا......؟"

"جی دادی اماں......! آغا جی کی میز کی دراز میں رکھی ہیں۔"

"کس نے رکھیں......؟"

"پتا نہیں......!"

"امی جی، عبدالحق نے رکھی ہوں گی۔"

"لیکن تو شاید اب وہ یاد بھی نہیں......!" ارجمند نے کہا۔

"آغا جی کے انتقال کے بعد میں نے انہیں سنبھال کر رکھ دیا تھا۔"

حمیدہ کو ایک خیال نے چونکا دیا۔

"تو نے کبھی انہیں کھول کر بھی نہیں دیکھا۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"نہیں دادی اماں......!"

"تو کیسی ہے نکی......! تیرا کبھی دل بھی نہیں چاہا......؟"

"دل تو بہت چاہتا تھا دادی اماں......! لیکن آغا جی کی امانت...... آغا جی کی
ڈائری میں کیسے پڑھ سکتی ہوں انہیں......؟"

"میاں بیوی میں کون سا پردہ ہوتا ہے......؟"

"ابھی دادی اماں......! کچھ چیزیں بہت ذاتی ہوتی ہیں۔ اللہ نے منع کیا

ہے اس بات سے۔

"ارے بچی...... ! اس میں کوئی شرم کی بات نہیں۔ عبدالحق ...... عزت اور فخر کی بات ہے۔ پتا ہے...... اس کے بعد ہی تو اس نے اپنے ...... ٹھاکر جی کا نام تبدیل کرایا تھا۔ کہتا تھا، میرے والد بھی مسلمان تھے......"

"بے شک اماں...... ! بات تو عزت اور فخر کی ہے۔ لیکن ...... کے بغیر تو میں انہیں کھول کر بھی نہ دیکھوں۔"

"پر اب میں تجھ سے کہتی ہوں کہ وہ مجھے پڑھ کر سنا......"

"میں آپ سے بھی یہی کہوں گی دادی اماں...... ! ...... اجازت لے لیں۔"

"آپ کا ہی بھلا ہے اس میں...... اللہ کا حکم ہے نا......"

"ارے...... ! میرا عبدالحق پر حق نہیں ہے کیا...... ؟" ......

"اور وہ مجھے منع کر دے گا کیا...... ؟"

"دیکھیں اماں...... ! آپ خود پڑھ لیں تو شاید یہ آپ کا حق ...... کے لہجے میں عاجزی تھی۔

"لیکن آپ کسی اور سے پڑھوائیں تو یہ دوسری بات ہے۔ ...... گناہگار اور آپ بھی۔ اور پوچھ لینا کوئی بری بات تو نہیں۔ آپ ...... ہوگا۔"

بات حمیدہ کی سمجھ میں آ گئی۔

"تو نے ٹھیک کہا بچی...... ! میں عبدالحق سے پوچھ لوں گی۔"

❀❀❀

عبدالحق کے لئے لاہور میں بس یہی ایک خوبی تھی کہ یہاں ...... اور ساجدا سے مل گئے تھے۔ دوسری یہ کہ پابندی کی زنجیریں کٹ گئی تھیں۔ ...... کب سے وہ حق نگر نہیں جا سکا تھا۔ اب جا سکتا تھا۔ مولوی مہر علی کی دوست ...... کرتا تھا۔

باقی سب کچھ ویسا ہی تھا۔

کچھ دن تو وہ الجھنوں میں پھنسا رہا۔ پھر تبدیلی کے ساتھ ہم آہنگی پیدا ہوئی ...... مسائل سر اٹھانے لگے۔ بلکہ وہ اور بڑھ گئے۔ کراچی میں وہ روز آفس جاتا ...... اور جنید سے دور رہتا۔ دفتری کاموں میں الجھا رہتا تو مسئلہ صرف تصور تک ...... اب وہ ہر وقت اس کی نگاہوں کے سامنے رہتی تھی۔ اور وہ اسے پہلے سے ...... کشش لگنے لگی تھی۔

...... بیڈ روم کا معمول ان کا وہی کراچی والا رہا۔ بلکہ اب تو اسے نیچے سونے میں ...... لگا تھا۔

یہاں وہ ایک اور آزمائش سے گزرا۔ جب خواہش نے شدت سے سر اٹھایا ...... کے اندر ایک نئی سوچ ابھری۔ اس نے سوچا کہ غسل کے معاملے میں جو کچھ ہوا، ...... اس کا سبب کراچی کی آب و ہوا ہو۔ لہٰذا کیوں نہ یہاں تجربہ کر کے دیکھا ......

لیکن اب وہ بہت چوکنا تھا۔ اپنی آخری کوشش کے نتیجے میں وہ جمعہ کی نماز ...... ہوا تھا۔ وہ اس کے لئے ایک ایسا نقصان تھا، جسے وہ زندگی بھر نہیں بھول سکتا ...... اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب اس سلسلے میں کوئی تجربہ نہیں کرے گا۔

یہاں بھی وہ فوراً ہی سمجھ گیا کہ یہ اس پر شیطان کا حملہ ہے۔ اس نے اس ...... کا گھونٹ دیا۔

اس نے اس مسئلے پر قرآن حکیم سے رہنمائی حاصل کرنے کے بارے میں ...... اس کا ایمان تھا کہ دنیا کے ہر مسئلے کا حل قرآن، سنت اور سیرتِ طیبہ میں موجود ......

لیکن اس کا مسئلہ تو بالکل ہی انوکھا تھا۔ ایسی کوئی نظیر بھی اس کے سامنے نہیں ...... لیکن اس کا ایمان پختہ تھا۔ وہ اس پر سوچتا رہا لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔

یہ اللہ کی رحمت تھی اس پر کہ وہ یہ سوچنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوا کہ اس کے ...... مسائل موجود نہیں ہے۔ بلکہ اس نے عاجزی سے سوچا کہ اللہ کا کلام تو ایسا ہے کہ ...... لوگ اسے سمجھنے اور اس کی تشریح کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے، لیکن ...... کبھی نہیں سمجھ پائیں گے اور وہ تو وہ لوگ ہوں گے، جنہوں نے باقاعدہ اس

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

علم کو حاصل کیا ہوگا اور اللہ نے اپنی جناب سے بھی انہیں نوازا ہو

اوقات ہی کیا ہے۔ وہ تو بس قرآن پڑھ لیتا ہے، اور اللہ کی رحمت ...

ظاہری، سامنے کا مفہوم سمجھ لیتا ہے۔

پھر قرآن تو آخری کتاب ہے۔ قیامت تک کے لئے نازل کیا گیا ...

ہر دور، ہر عہد کے لئے کافی و شافی ہے۔ اس میں کتنی پیشین گوئیاں ہیں ...

پوری ہوئیں، اور کتنی ہیں جو قیامت تک پوری ہوتی رہیں گی۔ یہ تو آفاقی کلام ہے۔

اب اسے گہرائی میں سمجھنا بندے کے بس کی بات نہیں۔ ...

چاہے، نواز دے اور جتنا چاہے نواز دے۔

اس کوشش کے بعد وہ بس اللہ سے ہی رجوع کر سکتا تھا۔ ...

ہی اس کی رہنمائی فرمائی۔ اور اس کے ایمان کے مطابق قرآن ہی سے ...

فرمائی۔

پہلے تو اس نے سوچا تھا کہ کسی صاحب علم کے سامنے اپنا ...

سے مشورہ لے۔ مگر یہ ناممکن تھا۔ اس کے مزاج میں شرم و حیا اتنی تھی کہ ...

ہی نہ کھلتی۔ وہ تو شاید یہ مسئلہ مولوی مہر علی کے سامنے بھی بیان نہیں کر سکتا تھا۔

اللہ اپنے بندوں کا پردہ بھی رکھتا ہے اور ان کی مدد بھی فرماتا ہے۔ ...

رحمت فرمائی اور بغیر کسی وسیلے کے اس کا مسئلہ حل فرما دیا۔

اس روز سورۂ بقرہ کی تلاوت کرتے ہوئے وہ پینتالیسویں آیت ...

ٹھٹک گیا۔ اس نے اسے کئی بار پڑھا۔

''اور مدد لو صبر سے اور نماز سے، اور بے شک یہ ...

گراں ہے، سوائے ان بندوں کے، جن کے دلوں میں ...

عاجزی ہے۔''

اس نے اور پیچھے سے پڑھ کر غور کیا۔ اس میں اہل کتاب کے لئے ...

جو دوسروں کو عمل کرنے کا کہتے تھے، اور خود عمل نہیں کرتے تھے۔ لیکن اسے یہ ...

لگا۔

''اور مدد لو صبر سے اور نماز سے ۔۔۔''

اس نے تفسیر میں اس آیت مبارکہ کو دیکھا۔ قرآن کو سمجھنے والوں میں سے کسی

... تھا کہ صبر سے مراد روزہ ہے۔ اسی لئے رمضان المبارک کو ماہ صبر کہا جاتا ہے۔

اسے لگا کہ اللہ اسے راہ دکھا رہا ہے۔

روزہ اور نماز ۔۔۔!

اسے یاد آیا کہ سورۂ نور میں ان لوگوں کے بارے میں ایک آیت ہے، جو ...

... کے لئے مالی استطاعت نہیں رکھتے۔

اس نے تفسیر کی وہ جلد کھولی، جس میں سورۂ نور تھی۔ بالآخر اسے وہ آیت نظر ...

... وہ پچیسویں آیت تھی۔ اس میں ان لوگوں کو جو آزاد عورت سے نکاح کی ...

... استطاعت نہیں رکھتے، لونڈی سے نکاح کی اجازت دی گئی تھی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ ...

... نے صبر کرنے کو اس پر ترجیح دی تھی، کیونکہ اس سے نکاح کی صورت میں اولاد غلام ...

... اور صبر کی صورت میں بشارت تھی کہ اللہ ایسے شخص کو اپنے فضل سے غنی کر دے ...

پھر اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نظر آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ...

... سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جس کی شادی کی استطاعت نہ ہو، وہ ...

... رکھے۔ کیونکہ یہ شہوت کو توڑنے والی ہیں۔

اس کے دل کو قرار آ گیا۔ اس کا دل امید سے بھر گیا۔

بے شک ... اس کا مسئلہ نکاح نہیں تھا۔ وہ تو شادی شدہ تھا۔ لیکن اس کا ...

... سے لڑنے کا تھا۔ اور اس کا حل اسے مل گیا تھا۔ پہلی بار اس کی سمجھ میں آیا کہ ...

... کی عبادت ہے، اور اس کے کتنے فائدے ہیں۔

اس نے سوچ لیا کہ ہفتے میں تین روزے رکھنے کا معمول اپنائے گا۔

روزے کے لئے سحری ضروری تھی۔ لیکن یہ کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ تہجد کے لئے ...

... اٹھتا تھا اور ارجمند بھی۔

اس نے اس سلسلے میں ارجمند سے بات کی۔

ارجمند خوش ہو گئی۔

''جزاک اللہ آغا جی ۔۔۔! آپ کے ساتھ میں بھی روزہ رکھ لوں گی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

افسوس ... ! مجھے بھی اس کا خیال ہی نہیں آیا۔"

وہ ارجمند سے نظریں چرا رہا تھا۔ لیکن ارجمند نے اس کی طرف دیکھا ہی نہیں۔ وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی۔

❀❀❀

"کیا بات ہے پتر ... ؟ تو ناشتہ نہیں کر رہا ہے ... ؟" حمیدہ نے عبدالحق کو ٹوکا۔

"میرا روزہ ہے اماں ... !" عبدالحق کو شرمندگی ہونے لگی کہ وہ دکھاوے کی طرف جا رہا ہے۔ لیکن وہ کیا کرتا ... ؟ گھر میں تو یہ بات چھپی نہیں رہ سکتی تھی اور دل کا حال اللہ جانتا ہے۔"

"خیر تو ہے پتر ... ؟" حمیدہ کے لہجے میں تشویش تھی۔

"روزہ تو خیر ہی ہوتا ہے اماں ... !" عبدالحق نے عاجزی سے کہا۔

"بس ... اللہ کی رحمت سے دل میں خیال آیا اور میں نے روزہ رکھ لیا۔ ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھا کروں گا، انشاء اللہ ... !"

"تو پتر ... ! ناشتے کی میز پر آنے کی کیا ضرورت ہے ... ؟" حمیدہ نے محبت سے کہا۔

"آپ کی خاطر آ گیا تھا اماں ... ! آپ رخصت دے دیں ... ؟"

"میری طرف سے اجازت ہے پتر ... !" حمیدہ نے کہا۔ عبدالحق اپنے کمرے کی طرف مڑی۔

"اور تو نکی ... ؟"

"جی اماں ... ! میں کیوں محروم رہوں سعادت سے ..." اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے نکی ... !"

"ایک بات کہوں اماں ... !"

"ہاں پتر ... ! بول ... !"

"یہ بات کسی کو معلوم نہ ہو تو اچھا ہے۔"

"کیوں پتر ... ؟" حمیدہ نے حیرت سے کہا۔

"یوں دکھاوا ہو جائے گا نا ... ! یہ اچھا نہیں ... !"

"میں کسی سے نہیں کہوں گی۔ بس اب تو جا ... ! ابھی رابعہ آئے گی تو بات کھل جائے گی۔"

خوش قسمتی سے زبیر، رابعہ اور ساجد اس وقت موجود نہیں تھے۔

عبدالحق جانے لگا تو حمیدہ نے اسے پکارا۔

"کچھ دیر بعد آنا میرے پاس پتر ... ! تجھ سے کچھ بات کرنی ہے۔"

"جی اماں ... !" عبدالحق نے کہا اور چلا گیا۔

وہ تینوں ناشتے کے لئے آئے تو زبیر نے پوچھا۔

"کاکا نہیں آئے ... ؟"

"کہتا ہے، اپنے کمرے میں ناشتہ کرے گا۔"

زبیر پریشان ہو گیا کہ کہیں عبدالحق کسی بات پر ناراض تو نہیں ہو گیا۔ وہ ... سے ناشتہ بھی نہیں کر سکا۔

ناشتے کی میز سے اٹھ کر وہ اپنے کمرے میں چلا آیا۔ اس نے سوچا، آج وہ ... بھی کر لے، جو کئی دن سے ٹلتا آ رہا ہے۔ اسے عبدالحق کو کچھ دینا تھا۔ اور اسے ڈر ... کہ عبدالحق اس پر خفا نہ ہو۔ مگر اب جبکہ لگتا تھا کہ عبدالحق ویسے ہی اس سے ناراض ... ہے تو یہ کام بھی کر ہی لیا جائے۔ پھر معافی مانگ کر منا بھی لے گا۔

وہ کرسی پر بیٹھا اور سامنے رکھی فائلوں کو ٹٹولنے لگا۔ اسے یاد تھا کہ چیک بک ... دراز میں رکھی ہے۔

اپنی میز کی طرف دیکھ کر وہ مسکرایا۔ پانچ سال پہلے وہ یہ میز خرید کر لایا تھا ... لئے۔ اور یہ راہ اسے ساجد نے دکھائی تھی۔

اس نے دل میں اللہ کا شکر ادا کیا کہ ساجد کی شکل میں اس نے اسے بہت ... عطا فرمائی۔ ورنہ وہ خود تو پڑھا لکھا تھا نہیں۔ اسے تو کاروبار کی سمجھ بوجھ بھی ... تھی۔ عبدالحق نے اس پر ذمہ داری ڈالی تو اس کی محبت میں اس میں خود کو کھپا دیا۔ ... نے اس سلسلے میں بھی اللہ سے مدد طلب کی تھی، اور اللہ نے اسے بہت نوازا تھا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کارندے اسے بہت اچھے مل گئے تھے۔ محنتی اور ایماندار۔

مگر سب سے بڑھ کر اسے ساجد سے مدد ملی تھی۔ ساجد کی مدد سے ...

لکھنا پڑھنا سیکھا۔ یہ سب کچھ عبدالحق کے تو علم میں بھی نہیں تھا۔ کیونکہ اس ...

جانے کے بعد ہوا تھا۔ ساجد پہلے تو اسے خود پڑھاتا رہا۔ پھر اسی کے ...

نائٹ اسکول میں داخلہ لیا۔ وہاں سے پچھلے سال اس نے میٹرک کیا۔

''کیسا کیسا فضل فرمایا میرے رب نے ...!'' اس ...

آنکھیں بھیگنے لگیں۔ پچھلی زندگی تو اب اسے دھندلا سا خواب لگتی ...

نہیں، کوئی اور تھا، جس نے وہ زندگی گزاری تھی۔ پھر اللہ نے اسے ...

ہدایت سے نوازا، اولاد عطا فرمائی، کاروبار کی سوجھ بوجھ عطا فرمائی ...

اور مرتبہ عطا فرمایا، جس کی اس نے خواہش بھی نہیں کی تھی۔ اور سب سے ...

کہ اسے غرور اور بدماغی سے محفوظ رکھا۔ اس کی عاجزی سلامت رہی ...

میں کچھ بھی ہو، وہ خود تو پہلے بھی نوکر تھا۔ اور اب بھی نوکر ہی ہے۔ ...

اس کی عزت ہے۔

اسے پتا بھی نہ چلا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ ...

آنسو۔ احساس ہوا تو اس نے چونک کر انہیں پونچھا۔ پھر اس نے ...

دراز سے چیک بک اور پاس بکس نکالیں اور انہیں ایک لفافے میں ...

عبدالحق کا خیال آیا تو وہ پھر پریشان ہو گیا۔ اس کی سمجھ ...

اس سے ایسی کیا غلطی ہو گئی، جس نے اسے ناراض کر دیا ...''

وہ فائل اور لفافہ لے کر اٹھ ہی رہا تھا کہ دروازے پر ...

❀❀❀

اپنے کمرے میں عبدالحق کو خیال آیا کہ ناشتے پر اس کی ...

موجودگی زبیر اور رابعہ کو بہت غیر معمولی لگے گی۔ نہ جانے وہ ...

گے ...؟ اور سچ ہے کہ اصل بات معلوم نہ ہونے کی صورت میں ...

انداز کیے جانے کا، توہین کا احساس ہوگا۔

اس خیال نے اسے بے چین کر دیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ ...

... سے معذرت کرنا ہوگی۔ اور وہ بھی فوری طور پر۔ اسے زبیر کے جانے سے ...

... اس نے مانا تھا۔

پھر اسے یاد آیا کہ حمیدہ نے بھی اسے بلایا تھا، اور اس کے لہجے میں تاکید ...

... نہ جانے کیا بات ہوگی ...؟

کچھ دیر بعد وہ اپنے کمرے سے نکلا اور حمیدہ کے کمرے کی طرف چل دیا۔

... ناشتے پر عدم موجودگی کا اتنی دیر میں اس نے عذر تلاش کر لیا تھا۔

حمیدہ اپنے کمرے میں اکیلی تھی۔ عبدالحق اس کے پاس جا بیٹھا۔

''تم نے مجھے بلایا تھا اماں ...!''

حمیدہ کو یاد ہی نہیں رہا تھا۔

''میں نے ...؟'' اس نے حیرت سے کہا۔

''ہاں اماں ...؟''

عبدالحق ہنسنے لگا۔

''یہ میں کیسے بتا سکتا ہوں اماں ...؟''

حمیدہ چند لمحے ذہن پر زور دیتی رہی۔ بالآخر اسے یاد آ گیا۔

''ہاں پتر ... یاد آ گیا۔''

''کیا بات ہے اماں ...؟''

''وہ تمہارے ابا کی ڈائریاں تھیں نا ... ان کے بارے میں پوچھنا تھا۔''

عبدالحق کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔

''کیا پوچھنا تھا اماں ...؟''

''یہی کہ وہ کہاں ہیں ...؟''

''میری میز کی دراز میں ہیں اماں ...!''

''میں سمجھی تھی کہ تجھے یاد بھی نہیں ہوں گی۔''

''کیسی باتیں کرتی ہو اماں ...! انہیں میں بھول سکتا ہوں بھلا ...؟''

... نے کہا۔

''وہ تو میری نسلوں کی امانت ہیں۔ نور الحق بڑا ہوگا تو اسے پڑھواؤں گا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

جب پریشانی ہوتا ہوں تو انہیں پڑھتا ہوں اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔"

حمیدہ کو یہ سن کر خوشی ہوئی۔

"چل۔۔۔ تیرے بیٹے کی تو وہ امانت ہے۔ بیٹی کو بھی پڑھانا تھا نے۔۔۔؟"

"ارجمند ہی کے پاس تھیں وہ اماں۔۔۔! اور اس نے ضرور پڑھی ہوں گی۔"

"اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس نے وہ پڑھی بھی ہوں گی"

"کیسی باتیں کرتی ہو اماں۔۔۔ ابھی۔۔۔ اس کے پاس ہی تھیں۔"

"لیکن اس نے نہیں پڑھیں۔"

"آپ نے پوچھا تھا اس سے۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔! بولی، یہ بہت ذاتی چیز ہوتی ہے۔ بغیر اجازت نہیں پڑھ سکتی۔"

"تو اجازت لے لیتی۔۔۔۔!"

"تو جانتا ہے اسے۔۔۔ کتراتی ہے وہ۔"

"اس کے لئے تو یہ پڑھنا مجھ سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ وہی تو آگے تک یہ سب پہنچائے گی۔ وہی تو اللہ کے حکم سے یہ فیض آگے بڑھائے گی"

"اور میں۔۔۔؟" حمیدہ نے کچھ چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

عبدالحق نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لئے۔

"برا مان گئیں اماں۔۔۔؟"

"نا پتر۔۔۔! برا کیوں مانوں گی بھلا۔۔۔؟"

"۔۔۔ کہ ارجمند کو تم سے زیادہ سمجھا۔۔۔؟"

"اس پر بھی برا نہیں مانوں گی۔ یہ تو میں خود چاہتی ہوں۔ تو اسے اتنا سمجھنا، جتنا حق ہے اس کا۔"

عبدالحق چونکا۔

"ارجمند نے کوئی شکایت کی ہے تم سے۔۔۔؟"

"توبہ کر پتر۔۔۔! توبہ۔۔۔! وہ کوئی شکایت کرنے والی ہے۔۔۔؟ یہ تو میں خود تجھے بھی ٹوکا نہیں۔"

"مجھے کبھی نہیں تو ٹوکا کیوں نہیں۔۔۔؟"

"اچھا نہیں لگتا پتر۔۔۔! تو کوئی بچہ تو نہیں کہ راہ دکھاؤں تجھے۔۔۔؟ پر آج کہتی ہوں۔ وہ نور بانو تھی، جو اپنے حق سے زیادہ زبردستی بھی لے سکتی تھی۔ اور یہ ارجمند ہے، جو اپنا حق بھی کبھی نہ مانگے۔ تو دے دے تو اللہ کا شکر بھی ادا کرے اور کبھی بھی۔ ایسے بندے کے ساتھ بے انصافی بہت بری ہوتی ہے پتر۔۔۔!"

"میں اپنے طور پر کوشش تو کرتا ہوں اماں۔۔۔!"

حمیدہ کو احساس ہوا کہ بات بہت دور نکل گئی۔

"میں یہ کہہ رہی تھی کہ میں بھی نورالحق کو بہت کچھ بتا سکتی ہوں، اور بتاتی ہوں" اس نے کہا۔

"تم سے زیادہ بتانے والا کون ہوگا اماں۔۔۔؟ تم نے تو سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔"

"ہاں پتر۔۔۔! پر تھا کر دیر جی کا مجھے نہیں پتا۔ اسی لئے ڈائریوں کا پوچھ رہی تھی۔"

"تو اماں۔۔۔ ارجمند سے کہو، وہ پڑھ کر سنا دے گی کسی دن۔۔۔!"

"کہا تھا اس سے۔۔۔ کہنے لگی۔ پہلے آغا جی سے اجازت لیں۔۔۔!"

عبدالحق کو ارجمند پر پیار آ گیا۔

"عجیب لڑکی ہے۔ نہ اپنا حق سمجھتی ہے نہ کسی اور کا۔"

"تو پتر۔۔۔! تو اسے ڈائریاں پڑھنے کی اجازت دے دینا۔"

"نہیں اماں۔۔۔! وہ مجھ سے اجازت مانگے گی تو دوں گا۔ بغیر مانگے

"بچوں جیسی بات۔۔۔۔"

"ہاں۔۔۔ تم اسے کہہ دینا کہ میں نے اجازت دے دی ہے۔ وہ تمہیں پڑھ

Famous Urdu Novels Free pdf Library

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کرسنا سکتی ہے۔ اور چاہے تو خود بھی پڑھ سکتی ہے، جب …
چاہے۔ اس سے کہنا، نورالحق اس کا بیٹا نہیں، لیکن پال تو …
مناسب وقت پر یہ سب بتانا ۔۔۔ اللہ نے ہم پر جو فضل فرمایا، …
کرنا اس کا فرض ہے۔''

حمیدہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

''بری بات پتر ۔۔۔! مجھ سے تو یہ بات کہہ دی تو نے … کہنا۔ بہت دل دکھے گا اس کا۔''

''کون سی بات اماں ۔۔۔؟'' عبدالحق جان بوجھ کر …

''یہی کہ وہ نورالحق کی ماں نہیں۔''

''اب حقیقت تو حقیقت ہے نا ۔۔۔ اماں ۔۔۔! وہ تو نہیں …''

''بدل جاتی ہے پتر ۔۔۔! اور بندے کو پتا بھی نہیں … میں بے رخی تھی۔

''بے خبر آدمی کو حقیقت کی بات نہیں کرنی چاہیے۔ … معلوم ۔۔۔؟''

اتنے شدید ردعمل پر عبدالحق دم بخود رہ گیا۔ اس … کون سی ۔۔۔ بہت بری بات کہہ دی اس نے، جو حمیدہ نے …

''کیا مطلب اماں ۔۔۔! تم ایسے خفا کیوں ہو گئیں …''

حمیدہ کو بھی خیال آ گیا کہ ایک لمحے میں راز فاش … تیزی سے بات بنائی۔ مگر اس کے لہجے میں اب بھی تندی تھی۔

''کبھی نورالحق کی ماں نہیں تو میں کب تیری ماں ہوں … کہتا ۔۔۔؟ کیوں سمجھتا ہے ۔۔۔؟''

وہ اور بات ہے اماں ۔۔۔! مجھے تو تم نے ۔۔۔''

حمیدہ نے اس کی بات کاٹ دی۔

''اگر آگے کبھی ایسی بات کی تو پھر مجھے پھر مجھے اماں نہ کہنا۔''

عبدالحق نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر حمیدہ نے ہاتھ کے اشارے …

… چہرے پر جو درشتی تھی، اسے دیکھ کر عبدالحق سہم گیا۔ حمیدہ نے کبھی اس … لہجے میں بات نہیں کی تھی۔

… اب آگے سے ایک لفظ نہیں کہنا ہے۔''

… بے تابی سے اس کے دونوں ہاتھ چومنے لگا۔

… معاف کر دو اماں ۔۔۔! اب ایسی غلطی نہیں کروں گا۔''

… تو ایسا لگا کہ حمیدہ اس سے ہاتھ چھڑانے والی ہے۔ مگر پھر وہ …

… تجھے نکی کی خاطر معاف کیا ۔۔۔ ورنہ کبھی بھی بات نہ کرتی تجھ سے۔''

… شکریہ اماں ۔۔۔!''

… یہ تو نکی کا ادا کر ۔۔۔ کہا نا ۔۔۔ اس کی خاطر معاف کیا ہے تجھے ۔۔۔!''

… میں جاؤں اماں ۔۔۔؟'' عبدالحق کو وہاں سے نکل بھاگنے ہی میں …

… میری بات یاد رکھنا ہمیشہ ۔۔۔!''

… جی اماں ۔۔۔!''

… باہر نکلا اور زبیر کے کمرے کی طرف چل دیا۔ برسوں کے بعد وہ … میں جا رہا تھا۔

… نے دروازے پر دستک دی پھر چند لمحوں کے دروازہ دھکیلا۔

❀❀❀

… کھلا تو زبیر کو عبدالحق کی صورت نظر آئی۔ لفافہ اور فائل اس کے ہاتھ …

''کاکا ۔۔۔! آپ ۔۔۔؟'' اس کے منہ سے بمشکل نکلا۔

… کمرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ پہلے کے مقابلے میں وہ کمرہ اسے بہت … لگا۔

… کیا اندر آ سکتا ہوں زبیر بھائی ۔۔۔؟'' اس نے دروازے پر کھڑے …

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"کیا بات کرتے ہیں کاکا.....؟" زبیر نے کہا۔

"آپ کا گھر ہے۔"

"وہ تو میں دیکھ رہا ہوں.....اور اس کا دکھ بھی ہے"

زبیر اس کے لہجے کی ناراضی سے اور بوکھلا گیا۔

"آئیں نا.....!" اس نے عبدالحق کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔

عبدالحق اس کے ساتھ اندر آیا۔ لیکن اس کی کرسی پر بیٹھ

"یہ تو آپ کی کرسی ہے۔ میں یہاں ٹھیک ہوں۔"

گیا۔

زبیر کھڑا رہا۔

"مجھے بلوا لیتے کاکا.....! آپ خود چلے آئے"

"اور میں تو خود آپ کے پاس آنے والا تھا۔"

زبیر ہمیشہ کی طرح کھسیا گیا۔

"کیسی باتیں کرتے ہیں کاکا.....؟" اس نے کہا۔

"ایسی کیا بات ہے.....؟"

"آپ اپنی کرسی پر بیٹھیں تو بات کروں.....!"

"ورنہ چلا جاتا ہوں۔"

زبیر بوکھلا کر بیٹھ گیا۔

"بتائیں تو بات کیا ہے.....؟"

"آیا تو آپ سے معذرت کرنے کو تھا۔ لیکن"

"معذرت کیسی کاکا.....؟"

"ہم ناشتے پر ساتھ نہیں تھے نا.....اس کے لئے"

زبیر کی جان میں جان آئی۔

"میں تو سمجھا تھا کہ ہم سے کوئی غلطی ہوگئی اور آپ"

"بات یہ ہے بھائی.....! کہ اب نوکری کی پابندی تو ہے"

نے کہا۔

کر سو جاتا ہوں۔ ناشتے میں دیر ہو جاتی ہے۔ اس پر معذرت کرنی

وقت پر آجاؤں تو آپ کا ساتھ دوں گا۔ ورنہ آپ ناشتہ کر لیں۔

ہم اکٹھا ہی کھائیں گے انشاء اللہ.....!"

کون سی بڑی بات ہے کاکا.....! میں تو ڈر ہی گیا تھا۔"

اب مجھے آپ سے ناراضی ہے۔ یوں کہیں کہ شکایت ہے۔"

پھر پریشان ہو گیا۔

کیا ہو گیا کاکا.....؟"

آپ نے کچھ کہا، اور وہی کہا جو آپ سمجھتے ہیں۔ اور وہ آپ کے

ثابت بھی ہو گیا۔"

کیا ہے کاکا.....؟"

نے کہا کہ یہ میرا گھر ہے، جیسے آپ کا نہیں.....اور یہ ثابت بھی

بات کرتے ہیں کاکا.....! میں تو آپ کا ہی ہوں۔ آپ کا گھر ہمیشہ

اور کہیں رہا ہیں.....؟"

ٹھکانہ کہہ رہے ہیں.....؟" عبدالحق کے لہجے کی شکایت بڑھ گئی۔

کیوں نہیں کہتے.....؟ میری ہر چیز میں آپ شریک ہیں۔ میرا ہر گھر

آپ اسے اپنا گھر نہ سمجھیں تو مجھے شکایت تو ہوگی.....؟"

تو کوئی بات نہیں کاکا.....!"

بات زبیر بھائی.....!" عبدالحق نے اس کی بات کاٹ دی۔

یہاں ایسے رہ رہے ہیں، جیسے اس کمرے سے باہر کسی چیز پر آپ کا

حالانکہ سب آپ کا ہے۔"

تو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کاکا.....!"

چھوٹے سے کمرے میں آپ نے یہ میز لا کر ڈال لی۔ جبکہ گھر میں اتنی

ہے۔ وہاں دو میزیں بھی ہیں، اور جگہ اتنی ہے کہ دو اور میزیں بھی

احساس نہ ہو۔"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"یہ تو میری سستی کی وجہ سے ہے۔" زبیر نے ...

"سوچا — یہ کام نمٹاؤں اور یہیں سو جاؤں۔"

"اور ڈبل بیڈ نکال کر آپ نے یہاں تین سنگل بیڈ ... کے

بارے میں کیا فرمائیں گے آپ.....؟"

"ساجد بڑا ہو گیا ہے نا کا کا... اب ہمارے ساتھ تو نہیں سوتا۔"

"یہی تو میں بھی کہہ رہا ہوں۔" عبدالحق کے لہجے میں تلخی تھی۔

"دو فاضل بیڈ روم بھی ہیں یہاں۔ ساجد کو الگ کمرہ ... آپ

نے اپنے ساتھ بھی زیادتی کی اور ساجد کے ساتھ بھی۔"

زبیر نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

"انجانے میں غلطی ہو گئی کا کا...!"

"خیر..... اب میں خود اس معاملے کو دیکھوں گا۔ ساجد ...

گا۔" عبدالحق نے کہا۔

"آپ یہ بتائیں کہ میرے پاس کیوں آرہے تھے ..."

زبیر نے میز پر گرا ہوا لفافہ اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا۔

عبدالحق نے لفافے میں موجود چیزیں باہر نکالیں ...

میں چار پاس بکس تھیں۔ ایک چیک بک تھی، جس میں تمام کے تمام ...

اس نے دیکھا، وہ اکاؤنٹ حق انٹرپرائزز کے نام سے تھا۔

"یہ کیا ہے زبیر بھائی.....؟"

"آپ کے اکاؤنٹ فریز ہیں۔ مگر انشاء اللہ جلد ہی کھل جائیں گے ...

نے کہا۔

"یہ آپ کی امانت تھی میرے پاس۔ میں نے سوچا یہ اچھا ہے ...

آپ کو سونپ دوں۔"

"مجھے کوئی ایسی ضرورت بھی نہیں۔ مگر یہ تو فرم کا اکاؤنٹ ہے ..."

"بظاہر فرم کا اکاؤنٹ ہے کا کا..... ! لیکن درحقیقت یہ آپ کا ذاتی ...

ہے فرم کے نام سے۔ یہ میرے پاس آپ کی امانت تھی۔"

... کی سمجھ میں بات نہیں آئی۔ اس نے الجھن بھرے لہجے میں کہا۔

"... فرم کا اکاؤنٹ ذاتی کیسے ہو سکتا ہے زبیر بھائی ...؟ فرم کے اکاؤنٹ

... میں سرمایہ ہوتا ہے نا..... جس میں سے کاروبار کے لئے رقم نکالی جاتی

...

"فرم کا وہ اکاؤنٹ الگ ہے کا کا — !"

"... یہ اکاؤنٹ کھولنے کی ضرورت کیوں پیش آئی آپ کو — ؟" عبدالحق

...

"... میرے حصے کا منافع تو آپ میرے اکاؤنٹ میں جمع کرا دیتے ہیں۔"

"آپ کو شاید یاد نہیں کا کا — ! میں نے آپ کو بتایا تھا۔ اس اکاؤنٹ میں

... منافع نہیں، میں صرف بیس فیصد جمع کراتا رہا ہوں۔"

عبدالحق کو یاد تھا، اور جب زبیر نے اسے یہ بات بتائی تھی تو ایک لمحے کو

... ہوئی تھی۔ وہ اس بات کا قائل تھا کہ سرمائے اور محنت کی شراکت میں محنت

... کا اور سرمایہ لگانے والے کا منافع چالیس فیصد ہونا چاہئے۔ بہرحال

... منافع بیس فیصد مقرر کیا تو اس میں بھی اسے کوئی اعتراض نہیں تھا۔ اس

... ساری محنت بھی تو زبیر اکیلا کرتا ہے۔

"مجھے یاد ہے۔" اس نے کہا۔

"... اسی لئے تو پوچھ رہا ہوں کہ یہ اکاؤنٹ کیسا ہے.....؟"

"... منافع کا پچھتر فیصد اس اکاؤنٹ میں جمع کراتا رہا ہوں۔"

"یہ ہمارا مشترکہ اکاؤنٹ ہوا.....؟" عبدالحق نے کہا۔

"آپ کا اور میرا مشترکہ اکاؤنٹ.....!"

"نہیں کا کا — ! یہ آپ کا ذاتی اکاؤنٹ ہے۔ میرا اکاؤنٹ الگ ہے۔"

عبدالحق کی حیرت کی کوئی حد نہیں تھی۔

"... آپ کا منافع صرف پانچ فیصد.....؟"

"میرے لئے بہت ہے کا کا..... ! اتنا ہوتا ہے کہ خرچ نہیں کیا جاتا۔"

عبدالحق الجھا گیا۔

"اس پر بعد میں بات کریں گے۔" اس کے لہجے میں [illegible]

"پہلے یہ بتائیں کہ اس اکاؤنٹ کی ضرورت کیوں پیش آئی آپ [illegible]"

"آپ ناراض نہ ہوں کاکا.....!" زبیر نے عاجزی سے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ پیسے کو بالکل اہمیت نہیں دیتے۔ اس [illegible]
آپ کے پیسے کو اس اکاؤنٹ میں محفوظ کرنے کا سوچا۔ یہ جواب [illegible]
بھی نہیں تھا۔ مگر دیکھ لیں، اب یہ اکاؤنٹ کام آئے گا۔"

"فرم کا اکاؤنٹ ہے۔ ایک دستخط والا تو نہیں ہوگا۔"

"دو دستخط دیئے گئے ہیں۔ آپ کے اور میرے۔ لیکن [illegible]
کے دستخط سے بھی رقم نکلوائی جا سکتی ہے۔"

"اور رقم اس سے اب تک نکلوائی ہی نہیں گئی....."

زبیر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اور میرے دستخط....؟"

"آپ سے ہی لئے تھے..... اسی دن..... جب [illegible]
ہوئی تھی۔" زبیر نے جواب دیا اور پھر مسکرایا۔

"آپ ہمیشہ مجھے سمجھاتے تھے کہ عبارت پڑھے بغیر کبھی [illegible]
چاہئیں۔ پر آپ خود خیال نہیں رکھتے اس بات کا۔"

عبدالحق بھی اپنی مسکراہٹ روک نہ سکا۔

"میرا واسطہ آپ سے پڑتا ہے نا.....!" اس نے کہا۔ [illegible]

"لیکن زبیر بھائی.....! میں آپ سے خوش نہیں ہوں۔ [illegible]
آپ ساجد کی فکر نہیں کرتے۔ اس کے مستقبل کا نہیں سوچا آپ نے۔"

"کیوں نہیں سوچا.....؟ وہ بھی آپ کا خادم ہے۔ ان شاء اللہ مجھ سے [illegible]
اچھا ثابت ہوگا۔ چھوٹے صاحب کی امانت کو مجھ سے بہتر طور پر سنبھالے گا۔
کاکا.....! میں تو اسے اپنے سے زیادہ آپ کا سمجھتا ہوں۔"

"وہ تو ہے۔ لیکن زبیر بھائی.....! میں آپ سے بہت ناراض ہوں۔"

"آپ مجھ سے چھوٹے ہیں کاکا.....! مجھ سے ناراض [illegible]

زبیر نے بناوٹی غصے سے کہا۔

"حق بڑا ہونے کے ناطے میرا تو ہے، آپ کا نہیں۔"

"آپ سچ مچ ایسا سمجھتے ہیں اور ثابت کرتے تو مجھے کبھی اتنی جرأت نہ ہوتی۔
میں آپ سے ناراض ہوں۔"

"کاکا.....! یہ تو میں ہی سمجھتا ہوں اور اللہ ہی جانتا ہے کہ آپ سے مجھے کتنا
[illegible] اللہ کا فضل اور آپ کی عنایت۔ اب ایک چیز دکھاتا ہوں آپ کو۔
دیکھ کر آپ کی ناراضی دور ہو جائے۔"

"کوشش کر لیں.....!" عبدالحق نے بے رخی سے کہا۔

زبیر نے میز کی دراز کھولی اور براؤن رنگ کا ایک بڑا لفافہ نکال کر اس کی
[illegible]

"مجھے تو لگتا ہے کہ آپ مجھے اور ناراض کرنے والے ہیں۔"

"دیکھ تو لیں.....!"

لفافے میں موجود چیز کو دیکھ کر عبدالحق کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ
[illegible] سرٹیفکیٹ تھا اور اس پر محمد زبیر ولد کبیر داس کا نام درج تھا۔ اس سے پتا چلتا تھا
کہ زبیر نے دو سال پہلے میٹرک کیا ہے۔

عبدالحق تیزی سے اٹھا اور اس نے زبیر کو گرم جوشی سے لپٹا لیا۔

"تھینک یو زبیر بھائی.....! آپ نے میری ناراضی دور کر دی۔ مجھے خوش کر دیا
ہے۔" اس نے بھیگی ہوئی آواز میں کہا۔

"اللہ کا شکر ہے۔ اس نے بہت نوازا ہے آپ کو۔"

زبیر کی آنکھیں بھر آئیں۔

عبدالحق نے اس کا ہاتھ چوم لیا۔ "میرے لئے، ہمارے لئے آپ نے جو
[illegible] میں اس کا صلہ نہیں دے سکتا آپ کو۔ اللہ ہی صلہ دینے والا ہے۔"

"نہیں کاکا.....! یہ بات تو مجھے کہنی ہے۔"

زبیر نے کہا۔

"آپ نے مجھے اللہ سے ملایا۔ اس کا صلہ اللہ کے سوا کون دے سکتا

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ہے....؟"

❀❀❀

عبدالحق کو دو دن کی ایک مصروفیت اور مل گئی۔ اس نے ایک
بڑی طبیعت سے از سر نو آراستہ کیا۔ پھر اس شام کو وہ ساجد کا ہاتھ تھام
لے آیا۔

ساجد حیران تھا، اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔

"کیا بات ہے چاچا....؟"

عبدالحق نے چابی اس کی طرف بڑھائی۔

"بسم اللہ پڑھ کر یہ چابی لو اور دروازہ کھولو...!" اس نے کہا۔

"ساجد نے چابی لی اور چند لمحے ہچکچاتا رہا۔ پھر اس نے

"اب بسم اللہ پڑھ کر کمرے میں داخل ہو جاؤ...!"

ساجد نے تعمیل کی۔ عبدالحق اس کے بعد کمرے میں

"یہ اب تمہارا کمرہ ہے ساجد...!" اس نے کہا۔

ساجد کی نگاہوں میں بے یقینی تھی۔ اس نے کمرے کا

جائزہ لیا۔ اس کے ہونٹ لرز رہے تھے، لیکن کچھ بولا نہیں جا رہا تھا۔

اور حیران ہوا اور شیلف کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ وہ چھوٹا سا شیلف

تمام کتابیں موجود تھیں۔

"اپنی الماری کھول کر دیکھو...!" عبدالحق نے کہا۔

ساجد نے بڑھ کر الماری کھولی۔ اندر اس کے کپڑے

چیزیں موجود تھیں۔ یہ سب کچھ عبدالحق نے دن میں اس کے

کمرے سے یہاں منتقل کرا لیا تھا۔

ساجد کی حیرت اور خوشی کی کوئی حد نہیں تھی۔ آنکھوں میں

جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہو۔

پھر وہ کھڑکی کے سامنے رکھی میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے

باہر لان کا جائزہ لینے لگا۔

"کیا بات ہے...؟ اچھا نہیں لگا تمہیں....؟" عبدالحق نے کہا۔

ساجد نے پلٹ کر اسے یوں دیکھا، جیسے اب تک اس کی موجودگی سے بے

"کچھ بولتے کیوں نہیں....؟"

ساجد کے ہونٹ لرزے، پھر وہ عبدالحق سے لپٹ گیا۔ اس کے جسم کی لرزش

عبدالحق کو اندازہ ہوا کہ وہ رو رہا ہے۔

"ارے... یہ کیا بچپنا ہے...؟" عبدالحق نے اسے تھپکتے ہوئے کہا۔

ساجد خاموش تھا۔ مگر اس کا جسم اب بھی ہل رہا تھا۔

عبدالحق نے اسے روکنا مناسب نہیں سمجھا۔

بالآخر ساجد اس سے علیحدہ ہوا۔ اس نے پُرتشکر نظروں سے عبدالحق کو

"سوری چاچو...!" اس کے لہجے میں محبت تھی۔

"سوری کیوں....؟"

"میں خود پر قابو نہ رکھ سکا۔"

اس کے اس ردعمل پر عبدالحق کو بھی حیرت تھی۔

"لیکن کیوں...؟"

"پہلے یہ بتائیں کہ اس سلسلے میں بابا نے تو آپ سے کچھ نہیں کہا...؟"

"ہرگز نہیں...! اتنے برسوں بعد میں واپس آیا تو مجھے اس کمی کا احساس

عبدالحق نے کہا۔

"بلکہ میں تو اس پر زبیر بھائی سے خفا ہوا۔ وہ کہاں مجھ سے کچھ کہنے والے

"یہ تو میری طرف سے تمہارے لئے تحفہ ہے میرے بیٹے...!"

"بہت بڑا تحفہ ہے چاچو...! یہ تو میرا خواب تھا۔ کتنی بار بابا سے کہا کہ مجھے

الگ کمرہ چاہئے۔ انہوں نے ہر بار منع کر دیا۔"

"اب مجھے تم سے بھی ناراض ہونا پڑے گا۔"

"کیوں چاچا....؟"

"تم نے مجھ سے کیوں نہیں کہا......؟"

"بس چاچا.....! کبھی خیال ہی نہیں آیا۔ اور آپ اتنے دور تھے۔"

"دیکھو بیٹے.....! زبیر بھائی تو میرے علاوہ کسی کے لئے کچھ چھوڑ گئے ہی نہیں۔ تمہارا خیال تو مجھے ہی رکھنا ہے۔ یہ میری ذمہ داری ہے۔ تم میرے لئے نور الحق سے کم نہیں۔ جو ضرورت ہو، مجھ سے کہا کرو۔ اپنے بابا سے نہیں.....!"

"ٹھیک ہے چاچا.....! اب اس بات کا خیال رکھوں گا۔"

"تو چلو.....! اس وعدے پر معاف کیا تمہیں.....!"

"لیکن چاچو.....! اس کمرے میں ایک کمی ہے۔"

"مجھے بتاؤ.....! انشاء اللہ پوری ہو جائے گی، وہ بھی۔"

"یہاں نور الحق کی کمی ہے چاچو.....!"

عبدالحق سوچ میں پڑ گیا۔ پھر اس نے کہا۔

"ابھی تو وہ چھوٹا ہے۔ جب تمہاری چاچی وقت آنے پر اس کا خیال کرے گی تو مجھے یقین ہے کہ وہ خود ہی یہاں چلا آئے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔"

"شکریہ چاچا.....!"

عبدالحق نے پیار سے اس کا سر تھپتھپایا۔

"چاچا کے ساتھ شکریے کا کوئی معاملہ نہیں ہوتا بیٹے..... کمرے کو دیکھو اور انجوائے کرو۔ کوئی کمی محسوس ہو تو مجھے بتا دینا۔"

اور عبدالحق کمرے سے نکل آیا۔

❀❀❀

عبدالحق کی دونوں محرومیاں اپنی جگہ تھیں۔ جنہیں وہ سزا بھی سمجھتا تھا اور آزمائش بھی۔

لیکن روزے کی برکت سے ایک آزمائش اتنی سخت نہیں رہی تھی۔ نفس کا مسئلہ بہت بڑی حد تک دور ہو گیا تھا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ خود کو بہت بہتر محسوس کرنے لگا تھا۔ خیالات کی یلغار اب ہر وقت کا معمول نہیں رہی تھی۔ بے شک نفس وقتاً فوقتاً بالکل اچانک سر اٹھاتا۔ لیکن وہ اس طرف سے چوکنا تھا۔ اسے اس کو دبا کر رکھنے میں

زیادہ دشواری نہیں ہوتی تھی۔

مگر کبھی کبھی یہ خیال اسے بے چین کر دیتا کہ ارجمند بلاوجہ، صرف اس کی وجہ سے آزمائش میں پڑ گئی ہے۔ انسان تو وہ بھی تھی، اور اس کے حقوق بھی تھے۔ وہ اس کی محبت میں اپنے حق سے دستبردار ہو گئی تھی۔ لیکن نفس کے تقاضے اسے بھی ستاتے تو ہوں گے۔ اس اعتبار سے وہ ایک ناکام شوہر ثابت ہوتا تھا۔

لیکن ارجمند سے اب اس پر بات کرنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ وہ پہلے ہی اس پر بات کر چکی تھی۔

دوسری محرومی اس کے لئے بہت بڑی تھی۔ کبھی کبھی تو اسے لگتا تھا کہ بیت اللہ شریف کی زیارت اس کے نصیب میں ہے ہی نہیں۔ مگر پھر وہ سوچتا، یہ اللہ کی مصلحتیں ہیں، اللہ جانے.....! اللہ کا حکم ہے کہ ہر صاحب استطاعت پر ایک بار حج کرنا فرض ہے۔ اب منظوری تو اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ لیکن ہر سال بڑی سچی تڑپ اور لگن کے ساتھ کوشش کرنا تو اس پر فرض ہے۔ اگر کسی سال اس نے کوشش نہیں کی تو اسے لگتا تھا کہ وہ زندگی کے سب سے بڑے خسارے سے دوچار ہو جائے گا۔

کراچی میں دو بار اس نے عمرے کی کوشش بھی کی۔ لیکن نتیجہ اس کا بھی وہی نکلا۔ پھر اس نے سوچ لیا کہ انشاء اللہ..... رب کی منظوری ہوئی تو حج ہی کرے گا۔ پھر اس نے عمرے کے لئے کوشش نہیں کی۔

اب لاہور آئے ہوئے اسے کافی دن ہو گئے تھے۔ سب لوگ یوں سیٹل ہو گئے تھے، جیسے کوئی بڑی تبدیلی آئی ہی نہ ہو۔ نور الحق کو یہاں سکول میں داخلہ دلا دیا گیا تھا۔

لاہور آتے ہی عبدالحق نے سب سے پہلے مسعود صاحب سے ملاقات کی تھی۔ انہیں دیکھ کر اسے بہت حیرت اور افسوس ہوا تھا۔ ریٹائر تو وہ بہت پہلے ہو چکے تھے۔ مگر عبدالحق نے سوچا بھی نہیں تھا کہ ریٹائر ہوتے ہی بڑھاپا ان پر اس تیزی سے حملہ آور ہو گا۔ وہ بہت کمزور ہو گئے تھے۔

"آپ تو بہت کمزور ہو گئے چچا جان.....!" عبدالحق نے تاسف سے کہا۔

مسعود صاحب ہنسنے لگے۔

''کمزوری نہیں بیٹے ! یہ ضعیفی ہے۔''

''عمر تو آپ کی ضعیفی کی نہیں ہے۔''

''عمر کی اہمیت نہیں۔ یہ سب تو اللہ کی طرف سے ہے۔ اصل میں [illegible] زندگی مصروفیت میں گزری۔ اب ایک دم سے مصروفیت ختم ہوئی تو [illegible] احساس نے جیسے طاقت ہی ختم کر دی۔ بچوں کے بچے نہ ہوتے تو شاید زندگی کی [illegible] ہی نہ رہتی۔''

''تو یہ ہے زندگی !'' عبدالحق نے سوچا۔

''کیسے شروع ہوتی ہے ناطاقتی اور دوسروں کی محتاجی سے [illegible] آدمی کو جوانی اور طاقت عطا فرماتا ہے۔ آدمی ایسا ہوتا ہے کہ پہاڑ بھی [illegible] ادھر رکھ دے۔ اور پھر زوال شروع ہوتا ہے۔ ابتدا میں تو آدمی کو [illegible] اپنی اسی رفتار سے چلتا رہتا ہے۔ اور ایک دن اسے احساس ہوتا ہے [illegible] سے کرتا رہا ہے، اب دشواری سے بھی نہیں کر سکتا۔''

''تم میرے لئے افسردہ نہ ہو بیٹے [illegible]'' مسعود صاحب [illegible] دیا۔

''مجھے تو بہت کچھ سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ اب موقع ملا تو [illegible] کہ زندگی کتنی بڑی نعمت ہے۔ اب میں اس پر شکر ادا کرتا ہوں اور [illegible] مانگتا ہوں۔''

عبدالحق کو حیرت ہوئی۔ ان کے لہجے میں سچائی تھی۔

''اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے حج کی سعادت نصیب [illegible]'' [illegible] صاحب نے کہا۔

''وہاں جو کچھ دیکھا، جو کچھ محسوس کیا، اس نے زندگی ہی بدل دی۔ [illegible] شکر ہے کہ اس نے مجھے راہ دکھائی۔ مجھے احساس ہوا کہ اتنی عمر میں [illegible] بے مقصد زندگی گزارتا رہا اور سمجھتا رہا کہ اس میں مقصدیت ہے۔ اللہ [illegible] میری اصلاح فرمائی۔''

عبدالحق کی حیرت اور بڑھ گئی۔ وہ دہری تبدیلی تھی۔ ظاہر [illegible]

[illegible] ہوا تھا اور یہ بہت بڑی کامیابی تھی۔

''قرآن میں جو کچھ ہے، حق ہے۔'' مسعود صاحب کا لہجہ عقیدت میں بھیگا [illegible]

''اللہ نے اوائل عمری کے بارے میں جو فرمایا، حق ہے۔ آدمی اپنی پرانی [illegible] جاتا ہے۔ لیکن مسلمان کے لئے بڑی عمر بہت بڑی نعمت ہے۔ وہ اس [illegible] مہلت ہے۔ پچھلے برے اعمال پر توبہ استغفار اور ان کی تلافی کے لئے۔ اور [illegible] اعمال کا موقع ملتا ہے۔ اللہ غفور الرحیم ہے۔ بندہ خلوص سے توبہ کرے تو [illegible] معاف فرما دیتا ہے۔''

''بے شک !'' عبدالحق نے کہا۔ پھر جھولا۔

''چچا جان ! آپ تو بہت بدل گئے .....؟''

''خود کو بدلنا بندے کے بس کی بات نہیں۔ اللہ رحمت فرماتا ہے۔ اور جتنا [illegible] چاہتا ہوں، اتنا نہیں بدل سکا ہوں۔ ہاں اللہ سے دعا کرتا ہوں اس کے [illegible]

[illegible] چچا جان ! اللہ کی رحمت تو جاری و ساری ہے۔''

''بے شک ! بدنصیب وہی تو ہیں، جو اس کی رحمت پر ایمان نہیں [illegible]'' مسعود صاحب نے کہا۔

''دیکھو بیٹے ! تم پر اللہ کی بڑی رحمت ہے۔ تمہیں اس نے ابتدا ہی میں [illegible] دیا۔ اب میں ایک بات کہوں ہے تو چھوٹا منہ بڑی بات !''

''کیسی شرمندہ کرنے والی بات آپ نے کر دی چچا جان .....؟'' عبدالحق [illegible] گیا۔

''جو آپ جانتے ہیں، اس میں سے بہت کچھ تو میں سوچ بھی نہیں سکتا، سمجھنا [illegible] بات ہے۔''

''لیکن تم مجھ سے بہت زیادہ جانتے ہو، یہ مجھے علم ہے۔ اور میں تمہارے [illegible] اضافے کی دعا کرتا ہوں۔''

''یہ تو آپ کا گمان ہے۔ اور چچا جان .....! عمر کا ایڈوانٹیج اپنی جگہ .....

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

زندگی کے تجربات بڑی چیز ہوتے ہیں۔"

"اس بات سے تو خیر میں اتفاق کروں گا۔"

"آپ مجھے کچھ بتا رہے تھے۔" عبدالحق نے انہیں یاد دلایا۔

"ہاں......! میں بڑی عمر کے متعلق بتا رہا تھا۔" مسعود صاحب [illegible] چند لمحے کچھ سوچتے رہے۔

"مگر پہلے مجھے ایک بات بتاؤ......! قرآن میں، اس کی آیات [illegible] نقصان دہ تو نہیں......؟"

"یہ خیال کیوں آیا آپ کو......؟"

"دیکھو...... میں تو عمر ضائع کر کے بیٹھا ہوں۔ [illegible] ہوں، نہ ہی عالم ہوں۔ کسی آیت سے غلط مطلب اخذ کر بیٹھا تو [illegible]"

"میں بھی آپ کی طرح قرآن کا طالب علم ہوں۔ [illegible] لگا۔"

"مگر قرآن میں اللہ نے فرمایا کہ اس سے وہ ہدایت بھی [illegible] کرتا ہے۔"

"یہ بھی تو بتا دیا کہ گمراہی صرف فاسقوں کے لئے ہے۔" [illegible]

"میرے خیال میں ایمان اور اخلاص بہت کافی [illegible] آپ قرآن کو خلوص سے، اسے سمجھنے اور اس کے احکامات پر عمل [illegible] ہیں تو اللہ آپ کی رہنمائی فرمائے گا۔ اور اگر کوئی اسے [illegible] علمیت بگھارنے اور آیات سے دوسروں کو نشانہ بنانے کے لئے [illegible] کوئی ضمانت نہیں۔ اللہ جانے اور وہ جانے......!"

مسعود صاحب نے جھرجھری سی لی۔

"اس کے باوجود کبھی میں غلط بھی سمجھ سکتا ہوں۔"

"خدانخواستہ ایسا ہوا تو اللہ اس کی اصلاح بھی فرمائے گا۔ [illegible] ناکام بندوں کو ایک احتیاط کرنی چاہئے۔ پہلے تو یہ سوچ خالص ہو کہ [illegible] فلاح اور رہنمائی کے لئے پڑھ رہے ہیں۔ پھر پڑھنے سے پہلے شیطان [illegible]

[illegible] اور اللہ سے رہنمائی چاہیں۔"

"یہ تو میں کرتا ہوں، اور اس کے باوجود ڈرتا ہوں۔"

"اللہ ڈرنے والوں کو بے حد پسند فرماتا ہے۔" عبدالحق نے کہا۔

"اب بتائیں......! آپ کیا کہنے والے تھے......؟"

مسعود صاحب چند لمحے خاموش رہ کر جیسے اپنی سوچوں کو ترتیب دیتے [illegible] پھر بولے۔

"بڑھاپے کا ایک بہت بڑا عنصر احساسِ زیاں ہوتا ہے۔ جب تک آدمی [illegible] ہے، متحرک رہتا ہے۔ کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہے۔ سوچنے والے لوگ بھی [illegible] ہیں۔ مگر وہ بھی بہت زیادہ نہیں سوچتے۔ اور جب بڑھاپا آتا اور ناطاقتی لاتا [illegible] سوچتے ہیں۔ اور سوچتے ہیں تو اپنی کوششیں، اپنی کامیابیاں اور جو کچھ کمایا، وہ [illegible] ہے۔ سوچتے ہیں، فلاں وقت میں یوں نہیں یوں کر لیا ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا۔ [illegible] زیاں ان کا مستقل رفیق ہوتا ہے۔"

عبدالحق کی آنکھیں کھل گئیں۔ یہ تو اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔ سوچتا بھی [illegible] عمر کے اس حصے میں ابھی پہنچا ہی نہیں تھا۔ اسے احساس ہوا کہ مسعود صاحب [illegible] معلومات میں بیش بہا اضافہ کر رہے ہیں۔

"جنہیں اللہ بڑی عمر دیتا ہے اور ان پر بڑھاپا آتا ہے، ان میں کئی طرح [illegible] ہوتے ہیں۔ بیشتر وہ ہوتے ہیں جن کا اللہ سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا ہوتا۔ [illegible] رہا ہو، وہ برائے نام ہوتا ہے۔ یہ میں ان خوش نصیبوں کی بات نہیں کر رہا [illegible] شروع ہی سے اللہ سے جڑے ہوتے ہیں۔ ان دنیادار لوگوں میں کچھ وہ [illegible] ہیں، جو دنیاوی اعتبار سے کامیاب رہے۔ جنہوں نے بہت مال کمایا۔ ان میں [illegible] ہوتے ہیں، جو اپنی دولت کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، حالانکہ اس دولت سے [illegible] ذاتی استفادہ کم سے کم ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سب کچھ میسر ہوتے [illegible] اپنی مرضی کا ایک وقت کا پُرتعیش کھانا بھی نہیں کھا سکتے۔ پھر وقت گزرنے کے [illegible] احساس ہوتا ہے کہ ان کی اولاد بھی ان سے محبت نہیں کرتی۔ سب صرف [illegible] بیزار ہیں ان سے۔ ان کا قرب حاصل کرنے کے لئے گھر میں سازشیں ہوتی

ہیں۔ ان کے بچے ان کی دولت کے لالچ میں ایک دوسرے سے بھی محبت نہیں
بلکہ باہمی رقابت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ گھر میں امن، سکون اور محبت
نہیں۔ انہیں اولاد سے جھوٹی محبت بھی صرف اس وقت ملتی ہے جب
لینا ہو۔ پھر انہیں احساس ہوتا ہے کہ بچے دولت کی خاطر ان کی موت کی
ہیں۔ پھر ان کی موت کی دعاؤں تک کی نوبت آجاتی ہے۔ اور انہیں معلوم
یہ دولت ان کے کسی کام کی نہیں۔ یہ وہ ایسے ہی چھوڑ کر جائیں گے
اس دولت کے لئے ان کی اولاد میں فساد ہوگا۔ وہ بہت بڑا احساس
اور وہ بہت مہیب تنہائی ہوتی ہے، جس سے صرف موت انہیں نجات

عبدالحق کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ بہت بھیانک تصور تھا۔

''اور کوئی اپنی دولت اپنی زندگی میں ہی اولاد میں تقسیم
نصیب نہ ہو تو اولاد اسے ایک کونے میں ڈال کر بھول جاتی ہے۔''

عبدالحق کو اپنے دہلی والے ماسٹر جی کاشی پرشاد یاد آ گئے۔
پاس تو دولت بھی نہیں تھی۔ اور کیسا سخت آخری وقت انہوں نے
طویل...؟ اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

''... ورنہ وہ بیچارہ فقیر کے کاسے کی طرح گردش میں رہتا ہے
کے گھر تو کبھی اس کے گھر۔'' مسعود صاحب اس کی کیفیت سے
تھے۔

''چند روز سے زیادہ کوئی بھی اسے برداشت نہیں
ہوتا ہوگا انہیں کہ انہوں نے کچھ بھی نہیں کمایا۔ اللہ، اللہ کے
رشتے بھی گنوا دیئے۔ زندگی سے فطری محبت کے باوجود
موت کا رستہ دیکھنے لگتے ہیں۔''

''آپ تو بہت ڈپریس لگ رہے ہیں۔'' عبدالحق نے
''نہیں بیٹے... بالکل بھی نہیں...!'' مسعود صاحب نے
کہا۔

''مجھ پر تو اللہ نے عنایت کی۔ مجھے اپنی طرف

اور سکون میں ہوں۔ میں تو اللہ سے نیک اعمال، ایمان اور نیک
بہت طویل عمر کی دعا کرتا ہوں۔ اس لئے کہ مجھے احساس ہے کہ میں
وقت ضائع کیا۔ اس کی تلافی کے لئے مجھے جتنی مہلت مل جائے بہتر

تو یہ ہے آپ کا احساس زیاں...؟''
ہرگز نہیں...!'' مسعود صاحب نے پرسکون لہجے میں کہا۔
میں نے استغفار اور توبہ کے بارے میں پڑھا تو میرا دل سکون سے
اور اللہ سے رجوع کر لے تو اس پر امن و عافیت کے دروازے
اصلاح عمل کر لے تو پچھلے اعمال بخش دیئے جائیں۔ اللہ سے تعلق
مایوس ہو ہی نہیں سکتا۔ تو بیٹے...! میرا احساس زیاں مٹ گیا۔ لیکن
آیت مبارکہ پڑھنے کے بعد زیاں کا ایسا احساس جاگا کہ ختم ہی نہیں۔
احساس ہوا کہ تیس سال کا وہ نقصان پورا ہونے والا نہیں۔''

الجھ گیا۔
چچا جان...!''
ہدایت اور رحمت کے لئے وقت اور عمر کی کوئی شرط نہیں ہے نا

بے شک...!''
میں جہاں اللہ نے خاص طور پر وقت اور عمر کا تعین کر کے کچھ عطا فرمایا

سمجھ گیا۔ آپ سورۂ احقاف کی پندرھویں آیت کی بات کر رہے ہیں،
ایک بہت بڑی دعا عطا فرمائی ہے۔''
اوہ، جس میں والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا۔ پھر اللہ
اور پرورش کے سلسلے میں ماں کی مشقت کا ذکر فرمایا۔ اب مجھے
دعا میں نے یاد کر لی ہے۔
رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ
تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ○"

"بے شک چچا جان......! یہ بہت بڑی دعا ہے۔

نعمت۔"

"مجھے نہیں معلوم کہ صحیح یا غلط، بہرحال جیسے یہ آیت میری سمجھ میں آئی
ہے۔" اب مسعود صاحب کا لہجہ اعتماد سے محروم تھا۔

"ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کی
بارے میں بتایا۔" وہ رکے اور عبدالحق کی طرف مڑے۔

"اس دعا سے پہلے کے الفاظ تمہیں یاد ہیں؟"

"جی......! اللہ نے فرمایا — یہاں تک کہ وہ اپنی
چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے یہ دُعا کی۔"

"ہاں......! اب اس سے میری سمجھ میں یہ آیا کہ یہ
سے آدمی کے شباب کا نکتہ عروج ہوتی ہے۔ جبکہ ہمارے
سے ادھیڑ عمری شروع ہوتی ہے۔ ہے نا......؟"

"جو بات اللہ خود بتا رہا ہے، اس میں کوئی شبہ
کہا۔

"لیکن میرا خیال ہے کہ یہ صرف ان لوگوں پر
زندگی اللہ کے احکامات کے مطابق گزاری ہو۔ واللہ اعلم

"ہاں......! میں نے بھی یہی سوچا تھا۔ جو شخص
جسمانی فٹنس سے دور ہوتا جاتا ہے۔ پھر اگر وہ شراب بھی پیے
صحت اور خراب ہو گی۔ تو میں نے سوچا کہ بات یوں ہے کہ
میں اپنے طرزِ زندگی کے حساب سے اپنے نکتہ عروج پر
الگ الگ ہوتا ہے۔ انفرادی۔ کیونکہ اللہ نے اس میں
نہیں رکھا۔"

"جی چچا جان......! میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔

میری سمجھ میں یہ آیا کہ چالیس سال کی عمر کو پہنچنا اللہ کی طرف سے
ہے۔ ورنہ کوئی جوانی میں، کوئی لڑکپن میں اور کوئی بچپن میں ہی مر جاتا
خاص طور پر 40 سال کی عمر کا حوالہ دیا۔ مجھے لگا کہ یہ اپنے بندوں کے
لئے یاد دہانی ہے کہ تو نے اب تک عمر مجھ سے دوری میں گزاری ہے
اب کہ مجھ سے رجوع کر لے۔ میں نے تجھے جسم، عقل و شعور اور فہم،
تیری کوتاہیوں کو غفلتوں کے باوجود تیرے عروج پر پہنچا دیا ہے۔"

سبحان اللہ!" عبدالحق نے بے ساختہ کہا۔

نے آپ کو یہ فہم عطا فرمائی، یہ اس کا کرم ہے۔ واقعی، یہ یاد دہانی ہی

شکر ہے!" مسعود صاحب کے لہجے میں عاجزی تھی۔

اس یاد دہانی کے ساتھ اللہ نے اسے ایک بہت بڑی نعمت عطا فرمائی۔
اے رب، تو مجھے توفیق دے کہ میں شکر ادا کرتا رہوں۔ تیری ان
عطا فرمائی ہیں مجھے اور میرے والدین کو۔ اور توفیق دے کہ کروں
جسے تو راضی ہو۔ اور صالح بنا دے میری اولاد کو۔ میں توبہ کرتا ہوں
شبہ میں ہوں فرمانبرداروں میں سے۔ یعنی نعمتوں پر شکر کی توفیق
اپنے لئے بھی اور والدین کے لئے بھی۔ شاید اس میں والدین کو شامل
والدین کے ساتھ اس حسن سلوک کا حصہ ہے، جس کی آیت مبارکہ کے
ابتدائی ہے۔ یہ دعا میں شامل ہے، تو والدین کے زندہ نہ ہونے کی
صورت میں ان کا حق اور اس حسن سلوک کا حصہ ہے۔"

وہ حیران تھا۔ اللہ کیسے کیسے اپنے بندوں کی رہنمائی فرماتا ہے......؟
کہاں سے کہاں لے آتا ہے......؟ وہ دل میں سبحان اللہ کہہ رہا تھا۔

اللہ نے اپنی رضا مانگنے کو کہا، جس کا ذریعہ نیک اعمال ہیں، اور ان کی
کے لئے وسائل اور قوت بھی وہی عطا فرماتا ہے۔ پھر اولاد کے لئے دعا
وہ صالح عمل کریں گے تو ان کا اجر مرنے کے بعد بھی اسے پہنچے گا۔ اور
کے ساتھ اللہ کی اطاعت کا اعلان...... یعنی بندگی اور عاجزی پر دعا کا

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اختتام، جو دعا کی قبولیت کے لئے اکسیر ہے۔"

"سبحان اللہ چچا جان۔۔۔! بلاشبہ اللہ نے آپ پر

"اللہ کا کرم ہے بیٹے۔۔۔!" مسعود صاحب نے ایک

"دوسروں کے بارے میں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ البتہ

میرے کہنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ سلسلہ چالیس سال کی عمر

ہے۔ کیونکہ اللہ کی رحمت نے پوری کائنات کا احاطہ کر رکھا ہے

اپنے بندوں کو راہِ ہدایت کی طرف بلاتا ہے۔ اور توفیق سے

محروم نہیں ہوتا، جب تک اس کے دل پر مہر نہ لگ جائے۔

لی۔ لیکن چالیس سال کی عمر کی بہرحال اہمیت ہے۔ مجھے

سال کا ہوا تو میرے باطن میں ایک انقلاب نے کروٹ لی۔

ہوا۔ وہ اللہ کا کرم تھا۔ وہ عرصہ تھا تحریکِ پاکستان کا۔ عجیب

تسلسل سے استفادہ نہیں کر پایا۔ پھر پاکستان بنا تو ہم اس کی تعمیر

گئے۔ یہ کوئی عذر نہیں۔ اب سمجھ میں آتا ہے کہ پاکستان اللہ نے

رہنے کے لئے بنا، انشاء اللہ۔۔۔! اس کی بقا اور اس کی تعمیر اللہ کے

اب تو میں یہی سمجھتا ہوں کہ میں نے وقت ضائع کیا۔ اپنا نقصان کیا۔

ہے کہ اس نے مجھے پھر موقع عطا فرمایا۔"

"آدمی سچے دل سے اللہ سے رجوع کرے اور

اعمال کرے اور اللہ کا فرمانبردار بن کر رہے تو اللہ چاہے تو اس

کی تلافی کر دیتا ہے۔"

"بے شک۔۔۔! اور یہ سب کچھ بھی اللہ کی طرف سے

عطا ہوتی ہے۔"

"تو پھر احساسِ زیاں کیسا۔۔۔؟"

مسعود صاحب نے گہری سانس لی۔

"جب میں نے یہ آیت مبارکہ پڑھی تو مجھے احساس ہوا کہ یہ اللہ

بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ اور یہ اللہ نے ہر مسلمان کو چالیس سال

میں نے سوچا، میں کتنا بدنصیب ہوں کہ میں تیس سال اس دعا سے محروم اور صرف اس لئے کہ میں قرآن سے دور رہا۔ ہماری اجتماعی بدنصیبی ہے کہ ہم برکت کا ظاہری مظہر بنا کر قرآن کو طاق میں سجا دیا، بڑے احترام سے الماری کے اوپر رکھ دیا۔ کبھی پڑھا تو یہ سمجھے بغیر پڑھا کہ کس آیت میں کیا کہا جا رہا

"جی چچا جان۔۔۔! یہ ہمارا بہت بڑا المیہ ہے۔"

"یہ محرومی میرا احساسِ زیاں ہے۔" مسعود صاحب نے کہا۔

"اب تو آپ نے اس دعا کو اپنا معمول بنا لیا نا۔۔۔؟" عبدالحق نے ان

لیا۔

مسعود صاحب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تو آپ کو زیاں سے نجات مل گئی۔ پھر احساسِ زیاں کیسا۔۔۔؟"

"کم تو ہوا، لیکن ختم نہیں ہوا۔" مسعود صاحب نے گہری سانس لے کر کہا۔

"اللہ کی عنایت کہ جب میں نے اس آیت مبارکہ کو پڑھا اور سمجھا، اس وقت میں چالیس سال کا ہونے ہی والا تھا۔ میں نے اسے نہایت تاکید کے ساتھ پڑھا اور الحمدللہ۔۔۔ وہ ہر روز اللہ سے یہ دعا کرتا ہے۔"

نور علیٰ نور۔۔۔ یہ تو گویا آپ کے لئے جاری ہو گئی۔" عبدالحق نے کہا۔

"مگر میری سمجھ میں آپ کا احساسِ زیاں اب بھی نہیں آیا۔"

"اب میں یہ سوچ کر کڑھتا ہوں کہ نہ جانے کتنے لوگ ہوں گے، جو دنیا سے ہو جاتے ہوں گے اور اس آیت مبارکہ کا، اس خوش خبری کا انہیں علم ہی نہ ہوگا۔ اور یہ سوچتا ہوں کہ کتنی بڑی تعداد میں لوگ ہوں گے، جو اس آیت دعا سے بے خبر ہوں گے۔ ان کی محرومی پر مجھے احساسِ زیاں ہوتا ہے۔"

"آپ خوش نصیب ہیں چچا جان۔۔۔! یہ تو اہلِ ایمان کی نشانی ہے کہ انہیں مل جائے تو وہ چاہتے ہیں کہ وہ ان کے تمام دینی بھائیوں کو بھی مل جائے۔ برعکس ہو تو وہ کڑھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر حیران ہوتے قرآن پاک کی تین آیات، واضح خوش خبریوں اور نہایت شدید تنبیہات کے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

باوجود لوگ شرک اور کفر پر کیوں ڈٹے ہوئے ہیں.....؟ آپ اس پر اتنی [illegible]
تھے کہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے.....؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی تو اس میں تھی
کہ روئے زمین پر موجود تمام لوگ ایمان لے آئیں اور ان کی نسلیں بھی قیامت تک
ایمان پر رہیں۔ اسی لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہیں۔ آپ [illegible]
بھلائی، بلاتفریق سب کے لئے۔"

"میرا جی چاہتا ہے بیٹے.....! کہ یہ آیت، یہ دعا تمام مسلمانوں تک پہنچ
جائے۔"

"تو پہنچاتے رہئے.....!"

"دیکھو..... میں کوئی عالم تو نہیں۔ قرآن کے معاملے میں میں [illegible]
بھی نہیں رکھتا۔ چنانچہ میں نے مسجد کے امام صاحب سے اس سلسلے میں [illegible]
انہوں نے بڑی توجہ سے سنی اور وعدہ کیا کہ جمعہ کے دن وہ منبر پر اس حوالے سے [illegible]
دیں گے۔ مگر وہ جمعہ اب تک نہیں آیا۔ نہ جانے کیوں.....؟"

"تو آپ کا ان سے کہنا تو اللہ کے ہاں قبول اور شمار ہو گا انشاء اللہ"

"مگر عملاً تو کچھ نہیں ہوا۔ کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔"

"آپ زبانی طور پر، جس سے ملیں، اسے بتا دیا کریں۔"

"میں تو ضائع کئے ہوئے برسوں کی تلافی کی کوشش میں [illegible]
ہوں۔ پھر صاحب علم نہیں تو میری بات میں تاثیر کہاں.....؟"

"علم بھی اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔"

"مگر جس نے تحصیل علم کے لئے کوشش اور عمل کیا ہو۔"

"بے شک.....! اور تاثیر بھی اللہ کی طرف سے ہوتی ہے
اندر کے اخلاص اور سچائی کی نسبت اور اللہ کے کرم سے ملتی ہے۔"

"ایک بات بتاؤ.....!" مسعود صاحب نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
"تم چالیس سال کے ہو گئے.....؟"

"جی..... الحمدللہ.....!" عبدالحق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور اللہ کے فضل سے اسی دن سے یہ دعا میرا معمول بن گئی۔"

"یہ دعا واقعی اتنی اہم ہے، جتنا مجھے لگا.....؟"

عبدالحق نے گہری سانس لی۔

"دیکھئے چچا جان.....! میں کوئی عالم قرآن نہیں ہوں۔ بس میرا ایمان ہے
[illegible] ہدایت اور رہنمائی اللہ ہی عطا فرماتا ہے۔ یہی سوچ کر، اللہ سے لو لگا کر
[illegible] پڑھتا ہوں۔ اور جو سمجھ میں آئے، سمجھتا ہوں کہ وہ میرے لئے ہے، مگر میں نہیں
[illegible] مجھے وہ دوسروں کو پڑھانے کا حق حاصل ہے۔ اس لئے میں اس بارے میں
[illegible] رائے دینے کا خود کو اہل نہیں سمجھتا۔ آپ سے بات کرنا البتہ مختلف معاملہ
[illegible] نے ہمیشہ محسوس کیا ہے کہ آدمی کو فطری طور پر بعض سورتوں اور بعض آیات
[illegible] نسبت ہوتی ہے۔ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن صرف آپ سے بات
[illegible] حد تک یہ کہوں گا کہ میرے خیال میں میری نظر سے کوئی ایسی آیت نہیں
[illegible] اس لحاظ سے اس آیت سے مشابہ ہو کہ اس میں عمر کے کسی خاص حصے، کسی
[illegible] شرط عائد کی گئی ہو، اور وہ تمام لوگوں کے لئے بھی ہو، جیسا کہ اس آیت
[illegible] چالیس سال کی عمر کی بات کی گئی ہے۔ دوسری بات اس سے اگلی آیت
[illegible] بارے میں ہے۔ قرآن میں اللہ نے کئی جگہ فرمایا کہ اللہ اپنے وعدے کے
[illegible] کرتا۔ یہ بات زور دے کر کہی گئی۔ حالانکہ کوئی مسلمان یہ سوچنے کا تصور بھی
[illegible] مگر یہ دوسری آیت مجھے اس لحاظ سے منفرد لگتی ہے کہ اس میں اللہ نے زور
[illegible]یا۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ
عَن سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۝ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا
يُوعَدُونَ ۝

"یہ وہ لوگ ہیں کہ قبول فرما لیتے ہیں ہم ان کے وہ اچھے
اعمال جو انہوں نے کئے اور درگزر کرتے ہیں ان کی برائیوں
سے۔ شامل ہوں گے یہ اہل جنت میں۔ یہ سچا وعدہ ہے جو ان
سے کیا جا رہا ہے۔"

تو یہاں فرمایا، یہ سچا وعدہ ہے۔ کم از کم میری نظر سے ایسی کوئی اور

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

آیت نہیں گزری۔ واللہ اعلم۔ اب یہ تو علمائے قرآن ہی بتا سکتے ہیں کہ [illegible]
منظور ہیں یا نہیں۔ یہ البتہ میری سمجھ میں آتا ہے کہ یہ بہت بڑی اور [illegible]
جو پچھلی آیت میں اللہ کی عطا کی ہوئی دعا کے کرنے والے کو دی گئی ہے۔ [illegible]
شامل ہوں گے یہ اہل جنت میں۔ یہ سچا وعدہ ہے جو ان سے کیا جا رہا ہے۔"

"میں نے بھی یہی سوچا تھا۔ اسی لئے تو چاہتا ہوں کہ یہ آیت [illegible]
شخص تک پہنچ جائے، جو چالیس سال کا ہو چکا ہو یا ہونے والا ہو۔ اس طرح تو شاید
میرا احساسِ زیاں ختم ہو جائے۔"

"تو پہنچا دیجئے۔۔۔! پہنچا سکتے ہیں آپ۔۔۔!"

"کیسے۔۔۔؟" مسعود صاحب کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اس سلسلے میں جو کچھ آپ کے ذہن میں ہے، سب لکھ دیجئے
اسے کتابچے کی شکل میں چھپوا دوں گا۔ آخر میں یہ لکھ دیا جائے گا پڑھنے [illegible]
کہ اس خوش خبری کو دوسرے مسلمان بھائیوں تک پہنچا دیں تو اللہ [illegible]
اجر عطا فرمائے گا۔ پھر اس کتابچے کو تقسیم کروا دیں گے۔"

مسعود صاحب خوش ہو گئے۔

"ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔؟"

"ایسا ہوتا ہے چچا جان۔۔۔!" عبدالحق نے کہا۔

"اللہ کی منظوری ہو تو ایسی نیکی خوب پھلتی پھولتی ہے۔ [illegible]
کتابچے کو اپنے طور پر چھپوا کر تقسیم کرتے رہیں گے۔ پھر ایسے پبلشر [illegible]
کارِ خیر میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یوں یہ ثواب جاریہ بن جاتا ہے۔"

"یہ تو بہت اچھا ہے۔" مسعود صاحب مسکرائے۔ لیکن [illegible]
گئے۔

"لیکن بیٹے۔۔۔! میں کوئی عالم تو نہیں کہ مجھے یہ سب کچھ [illegible]
ہو۔۔۔؟"

"کمال کرتے ہیں آپ۔۔۔!" عبدالحق نے کہا۔

"میں اور آپ آیات کی تفسیر نہیں کر سکتے۔ لیکن جو کچھ آیات [illegible]

[illegible] ان کو ذرا تفصیل سے بیان کر سکتے ہیں۔ بلکہ مسلمان اللہ کی طرف سے جو
[illegible] سمجھے، اسے دوسروں تک پہنچانا اس کا فرض ہوتا ہے۔ مثلاً اس آیت مبارک
[illegible] میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔
آپ کے لئے اتنا کہہ دینا یا لکھ دینا ہی کافی ہے۔ حسن سلوک کی تفصیل ہم
[illegible] تک بیان نہیں کر سکتے، جب تک قرآن میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی
[illegible] جمع نہ کر لیں۔ آگے اللہ نے ماں کی اولاد کے لئے مشقت کا تذکرہ فرمایا
[illegible] ویسے ہی بیان کر دیا۔ پھر چالیس سال کی عمر میں دعا کی بات آتی ہے۔ تو
[illegible] اللہ تعالیٰ نے 40 سال کی عمر کو خاص اہمیت دی ہے۔ اس کی اہمیت پر غور
کرنے کی کوشش کرنا سب پر فرض ہے۔ اور رہا دعا کا معاملہ تو اس کا ایک حصہ غیر
[illegible] بندہ اللہ سے اپنے اور اپنے والدین کی طرف سے اللہ کی عطا کی ہوئی
[illegible] اور اللہ کو راضی کرنے والے نیک اعمال کی توفیق مانگیں۔ اور دعا کا
[illegible] ہے۔ اس نے اپنی اولاد کی اصلاح کے لئے دعا کی تو اس کے لئے اسے
[illegible] بھی کرنی ہو گی۔ ان کو دین کی طرف راغب کرنا، نماز اور روزے کی تلقین
[illegible] اللہ کے احکامات پہنچانا اور ان کی اچھی تربیت کرنا۔ پھر دعا کے آخر میں
[illegible] برے اعمال پر توبہ کرنا اور عاجزی کے ساتھ اللہ سے مدد چاہتے ہوئے یہ
[illegible] اللہ۔۔۔! میں تیرا فرمانبردار ہوں۔ اب بندہ دعویٰ تو نہیں کر سکتا۔ لیکن
[illegible] کے احکامات پر عمل کرنا چاہئے بساط بھر، تبھی وہ یہ بات کہنے کا حق رکھتا
[illegible] یہ سب کچھ لکھنے میں کوئی خرابی، کوئی نقصان نہیں۔ آپ دوسروں تک ایک
[illegible] سکتے ہیں۔ جب بندہ اس دعا کے ساتھ عمل بھی کرے گا تو اگلی آیت
[illegible] ہے، اور اللہ کا سچا وعدہ ہے۔"

"یہ بات میری سمجھ میں آتی ہے۔ تم نے بہت اچھی طرح سمجھایا ہے مجھے۔"
عبدالحق کو ایک خیال نے چونکا دیا۔

"ایک بات بتائیں چچا جان۔۔۔! آپ دعا کے ساتھ اس کے بعد والی
[illegible] پڑھتے۔"

"پڑھتا ہوں۔۔۔!" مسعود صاحب نے جواب دیا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

چھوڑ دیں...... ہمارے لئے صرف دعا ہے۔

ضرورت نہیں ہوتی۔ میرے خیال میں تو یہ گستاخی ہوگی۔"

مسعود صاحب جھرجھری سی لے کر رہ گئے۔

"واقعی......! ٹھیک کہا تم نے...... یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔"

"بس......! آپ یہ لکھ کر مجھے دے دیجئے گا۔"

مسعود صاحب جھجکنے لگے۔

"میری بات سنو......! یہ کام تم ہی کر لو نا......!"

"آپ کی نیکی ہے، یہ اللہ کی عطا ہے، اور آپ ہی کا......

میں بھی حصہ دار بن جاؤں گا۔ جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا، اس سے آپ......

پن ہوگا۔"

"ٹھیک ہے......! میں لکھ دوں گا۔ لیکن تم تصحیح کر دینا اس کی......"

"جی بہت بہتر......!" عبدالحق نے کہا۔

"آپ مجھے بڑی عمر کے نعمت ہونے کے بارے میں بتا رہے تھے......"

"ہاں......! نماز کے لئے مسجد جانے لگا تو وہاں بہت......

مسعود صاحب نے کہا۔

"الحمدللہ......! وہاں ہر عمر کے لوگ ہوتے ہیں، ......

ادھیڑ عمر بھی۔ لیکن بوڑھے لوگ زیادہ ہوتے ہیں۔ ان میں بھی ......

ہوتے ہیں۔ ایک بزرگ ہیں، جن کی عمر 90 سے متجاوز ہے۔ ......

سیدھی۔ ضعیف ہیں، لیکن ہر طرح سے چاق و چوبند ہیں، کبھی بیٹھ کر......

نہیں دیکھا انہیں۔ وجہ نماز پڑھنے کی عمر سے نماز کے پابند ہیں۔ ......

کی۔ کچھ بوڑھے لوگ ایسے ہیں، جن کے گھٹنوں میں تکلیف ہے۔ کرسی پر بیٹھ کر......

پڑھتے ہیں۔ نماز کے لئے مسجد آنا ان کے لئے بہت بڑی مشقت ہے۔ ......

الحمدللہ......! پانچوں نمازوں کے لئے مسجد آتے ہیں۔ میں سوچتا ہوں ان ......

اجر ہوگا اللہ کے ہاں۔ میں نے ایک بات سمجھ لی۔ نماز کا اجر اور روحانی ......

لیکن نماز پڑھنے والوں کو جسمانی فٹنس کی نعمت بھی نصیب ہوتی ہے۔ مجھے ......

......جو دنیا کے تمام کاموں سے نمٹ چکے، لیکن اب بھی دنیا ان سے چمٹی

......دنیا ہے۔ اور دنیا بھر کی، اپنے بچوں کی بے رخی اور ناقدری سہتے ہیں۔

......کا شکار ہیں۔ جبکہ تنہائی اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس سے اللہ کی قربت

......ہے۔ لیکن وہ اس کے در تک پہنچ ہی نہیں پاتے۔ میں اللہ کا جتنا شکر ادا

......ہے کہ میری غفلت، کوتاہی اور گناہوں کے باوجود اس نے مجھے اپنا راستہ

"جی چچا جان......! بے شک......! یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے۔"

اس کے بعد مسعود صاحب نے وہ سب کچھ لکھا بھی، اور عبدالحق نے کتابچہ

اور وہ تقسیم بھی ہوا۔ اس روز مسعود صاحب کی خوشی کی کوئی حد نہیں تھی۔

......کو پتا چلا کہ مسعود صاحب زندگی خاص معمولات کے تحت گزار رہے

......پوتیوں اور نواسے نواسیوں کو وہ بہت خوشی سے وقت دیتے، بیٹے سے

......آنے پر ملاقات ہوتی۔ ان کی خواب گاہ میں جانے کی کسی کو اجازت نہیں

......خواب گاہ نہیں، در حقیقت ان کا عبادت کا کمرہ تھا۔

......اس بات کا پتا یوں چلا کہ انہوں نے صرف اس کے لئے رعایت دی

......اگرچہ اس کا اسے علم نہیں تھا۔

......دن وہ گیا تو چچی جان نے کہا۔ "تم بیٹھو بیٹے......! میں تمہارے لئے

......ہوں۔"

......نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"چچا جان کہاں ہیں......؟" یہ غیر معمولی بات تھی کہ مسعود صاحب نظر نہیں آ

......سے معلوم تھا کہ وہ نماز کے علاوہ گھر سے کہیں جاتے ہی نہیں ہیں۔

"وہ اپنے کمرے میں ہیں۔"

"تو میں چلتا ہوں، پھر آجاؤں گا۔" عبدالحق اٹھنے لگا۔

"ارے نہیں......! انہیں پتا چلا تو ہماری تو شامت ہی آجائے گی۔" سلطانہ

......نے کہا۔

......کی سمجھ میں بات نہیں آئی۔ وہ مستفسرانہ نگاہوں سے انہیں دیکھتا

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

رہا۔

"ایک تمہیں ہی تو مستثنیٰ کر رکھا ہے انہوں نے۔" [illegible]

"میں سمجھا نہیں چچی جان!"

"ان کے کمرے میں ہم میں سے کوئی نہیں جا سکتا۔ [illegible] دروازے پر بس ایک دستک دے کر پلٹ آتے ہیں۔ وہ خود [illegible] کیا بات ہے؟ نماز پڑھ رہے ہوں تو سلام پھیرنے کے بعد [illegible] تمہارے لاہور واپس آنے کے بعد سے انہوں نے کہہ دیا ہے [illegible] کے کمرے میں بھیج دیا جائے۔"

عبدالحق کو شرمندگی ہونے لگی۔ اس کی نظریں جھک گئیں۔

"میں تمہارے لئے چائے لاتی ہوں۔"

"اس کی ضرورت تو نہیں چچی جان!"

"ارے واہ... ہمارا کوئی حق نہیں تم پر؟"

وہ چلی گئیں اور عبدالحق بیٹھا اس کمرے کے بارے میں [illegible] وہ تو ایک بہت بڑے باطنی انقلاب کا مظہر تھا۔

چچی جان کی چائے کے ساتھ ہمیشہ اور بھی کچھ ہوتا تھا۔ [illegible] تھے اور سوجی کا حلوہ بھی۔ اور وہ اصرار کر کے کھلاتی تھیں۔ [illegible] کی خیریت پوچھتی رہیں۔ آپا کیسی ہیں؟ ارجمند کا کیا حال ہے۔ دل لگ گیا یہاں؟ وغیرہ وغیرہ۔ ویسے دونوں گھرانوں [illegible] تھا۔

اس نے چائے ختم کی تو سلطانہ بیگم نے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ!"

وہ ان کے ساتھ چل دیا۔

"تمہیں دستک دینے کی ضرورت بھی نہیں۔ [illegible] جاؤ...! یہ انہوں نے تاکید سے کہا ہے۔" بار بار [illegible] عبدالحق کا ذہن الجھنے لگا۔

"لیکن کیوں...؟"

سلطانہ بیگم مسکرائیں۔

"انہوں نے بتایا تو نہیں...... لیکن میں سمجھ سکتی ہوں۔ بہت ہی ضروری ہو تو [illegible] دیتے ہیں۔ لیکن اس میں بہرحال انہیں فرق پڑتا ہے۔ ان کی یکسوئی میں [illegible] پڑتا ہے۔ لیکن دروازہ کھلے گا تو وہ جان لیں گے کہ یہ تم ہو۔ وہ اپنی مصروفیت مکمل [illegible] کے ساتھ جاری رکھ سکیں گے۔"

عبدالحق نے دل میں ان کی سمجھداری پر داد دی۔ اتنے برسوں کے ساتھ کے [illegible] رحمت سے میاں بیوی ایک دوسرے کو ایسے سمجھنے لگتے ہیں کہ لفظوں کی، کچھ [illegible] ضرورت ہی نہیں ہوتی۔

سلطانہ بیگم نے دروازے کی طرف اشارہ کیا اور خود واپسی کے لئے پلٹ [illegible]

دروازے پر پہنچ کر عبدالحق کا ہاتھ بے ساختہ دستک کے لئے بڑھا۔ عمر بھر کی [illegible] بند دروازہ دستک کے بغیر اس نے کھولا ہی نہیں تھا کہ یہ آداب کے منافی [illegible] مسعود صاحب کا اصرار اور سلطانہ بیگم کی وضاحت یاد آئی تو اس نے ہاتھ کھینچ [illegible] وضاحت اس کے دل کو بھی لگی تھی۔

عبدالحق نے دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔

سب سے پہلے اس کی نظر مسعود صاحب پر پڑی۔ جو نماز پڑھ رہے تھے۔ [illegible] شدت سے مخل ہونے کا احساس ہوا۔ جی چاہا کہ واپس لوٹ جائے۔ لیکن [illegible] صاحب نے اسے خود اعزاز عطا کیا تھا، وہ اس سے منہ کیسے پھیرتا؟ اور یہ [illegible] تھا کہ اس کا واپس جانا ان کے ارتکاز میں خلل ڈالے گا۔

اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ اس سے زیادہ سادہ کمرہ اس نے زندگی میں [illegible] دیکھا تھا۔ پورے کمرے میں قالین بچھا تھا۔ ایک دیوار کے ساتھ ایک گدا بچھا [illegible] سرہانے ایک تکیہ تھا اور پیروں کی طرف ایک رضائی اور ایک چادر سلیقے سے تہہ کی [illegible] تھی۔ سرہانے کی طرف جو دیوار تھی، اس کے ساتھ ایک شیلف لگا تھا۔ ایک [illegible] نظر میں ہی اندازہ ہو گیا کہ اس میں صرف دینی کتب ہیں۔ دوسری دو دیواروں

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کے ساتھ دو دو گاؤ تکیے رکھے تھے۔

وہ دو گاؤ تکیوں کے درمیان، ان سے ذرا ہٹ کر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور مسعود صاحب کو دیکھنے لگا۔

انہیں نماز پڑھتے دیکھ کر اسے رشک آنے لگا۔ وہ اسی طرح کھڑے تھے جیسے کوئی بے جان چیز۔ جسم میں کہیں جنبش نہیں تھی۔ بس سانسوں کا زیر و بم غور سے دیکھنے پر محسوس ہوتا تھا۔ ان کے جسم کا ہر ہر عضو پرسکون اور ساکت تھا۔

چند منٹ وہ بیٹھا انہیں دیکھتا رہا۔ پھر اسے خالی پن کا احساس ہونے لگا۔ وہ اٹھ کر شیلف کی طرف جا کھڑا ہوا اور کتابوں کا جائزہ لینے لگا۔ وہاں قرآن پاک کے نسخے تھے۔ مختلف علمائے کرام کے ترجموں کے ساتھ۔ پھر تفاسیر تھیں۔ تاریخ ابن خلدون اور تفسیر ابن کثیر کی تمام جلدیں تھیں۔ سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریباً ہر قابل ذکر کتاب وہاں موجود تھی۔ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ تھا۔ وہ چھوٹی سی، لیکن ہر اعتبار سے مکمل لائبریری تھی ...... دینی لائبریری۔

عبدالحق ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کرتا تھا۔ اس وقت بھی وہ باوضو تھا۔ اس کا جی چاہا کہ کوئی کتاب نکالے اور پڑھنے لگے۔ لیکن بغیر اجازت ایسا کرنے کی جسارت اس کی فطرت میں نہیں تھی۔

وہ پھر اسی جگہ جا کر بیٹھ گیا۔

نہ چاہتے ہوئے بھی وہ مسعود صاحب کو دیکھتا رہا۔ اور اس کا رشک بڑھتا گیا۔

''اللہ نے چچا جان کو کیسی خوب صورت نماز عطا فرمائی ہے۔'' اس نے سوچا۔

''رکوع، سجدہ، قعدہ ...... ہر رکن کیسا خوب صورت ہے۔ اور پھر جسم کا سکوت باطنی سکون اور یکسوئی کا مظہر ہے۔''

''بے شک ......! اللہ جب چاہے، کسی کو کچھ بھی عطا فرما دے۔ یہ وہی جانتا ہے کہ کون کس قابل ہے ......؟'' اسے مولوی مہر علی کی کہی ہوئی ایک بات یاد آئی۔

''ظاہری نماز کی پہچان نماز کے دوران جسم کا ساکت ہونا اور ...

... ہے۔'' انہوں نے کہا تھا۔

... نماز اور اضطراب کا کوئی میل نہیں۔ نماز کے دوران جسم کی بے چینی اچھی ... اور رہا اندر کا حال تو وہ تو نمازی بھی نہیں جانتا۔ وہ تو صرف اللہ ہی جانتا ...

... اور مسعود صاحب کی نماز مولوی مہر علی کی بیان کی ہوئی تعریف کے عین ...

مسعود صاحب نے سلام پھیرنے کے بعد اس کی طرف دیکھا بھی نہیں، اور ... لی۔

عبدالحق کے لئے خالی بیٹھنا ممکن نہیں تھا۔ وہ ذکر میں مصروف ہو گیا۔

اس بار مسعود صاحب نے سلام پھیرنے کے بعد دعا کی اور پھر اس کی طرف ...

''السلام علیکم بیٹے ...... !''

''وعلیکم السلام چچا جان ...... !'' عبدالحق نے کہا۔ پھر بولا۔ ''مجھے شرمندگی ہے کہ میں مخل ہوا۔''

''کیسی بات کرتے ہو ...... ؟ تمہارے لئے تو میں نے خاص طور پر کہہ رکھا ... نزدیک تو تمہارے آنے سے میرے کمرے کی شان بڑھی۔''

''آپ اور شرمندہ کر رہے ہیں مجھے ......!''

''اصل کی بات بتا رہا ہوں۔''

''مجھے تو پھر خلوت میں مخل ہونا لگا۔''

''خلوت کیسی یہاں ...... ؟ یہ تو تنہائی ہے۔ بس ...... ایک حضوری کے ... کرتا ہوں۔ اللہ نواز دے تو بہت بڑی دولت ہے۔ اس کے لئے بھی دعا ...

... بہت نوازنے والا ہے۔ آپ کو اندازہ بھی نہیں کہ اللہ نے آپ کو کتنا ...

''اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے بیٹے ...... ؟'' مسعود صاحب کے لہجے میں

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

چیلنج تھا۔

"خود زندگی ہی بہت بڑی عطا ہے۔ اور وہ تو پیدائش سے پہلے [illegible]
شروع کر دیتا ہے بندے کو۔"

"جی ۔۔۔ بے شک ۔۔۔!"

"تم جسے خلوت سمجھ رہے ہو، یہ تو ایک گوشۂ تنہائی [illegible]
صرف حضوری کے ایک لمحے کی آرزو کے لئے۔ اور ایسے [illegible]
آتا ہے۔"

"شیطان کو تو اللہ نے مہلت بھی دی ہے اور رسائی بھی [illegible]

"ٹھیک کہہ رہے ہو تم ۔۔۔! اور شیطان کے حربے بھی [illegible]
کس کس سے بچے ۔۔۔؟ اور سچ تو یہ ہے کہ آدمی تو بچ ہی نہیں سکتا [illegible]
بچالے، وہی خوش نصیب۔ میرے لئے تو میرا یہ کمرہ ہی آزمائش [illegible]
اللہ نے مجھ پر کرم فرمایا اور مجھے راستہ دکھایا تو میرے ذہن میں اس [illegible]
ابھرا۔ وجہ یہ تھی کہ میں دنیا دار تھا اور ہوں۔ مجھے اپنے بچوں سے [illegible]
سے بہت محبت ہے۔ بچے بھی مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں [illegible]
گھسے رہتے۔ رضوانہ اور شاہانہ کے بچے آجاتے تو اور رونق [illegible]
معمولات میں خلل پڑتا۔ اور یکسوئی تو بالکل ہی نہ ہوتی۔ [illegible]
یکسوئی کی اہمیت کے بارے میں پڑھا تو میں نے اس کمرے [illegible]
لیا۔ مگر یہ فیصلہ آسان نہیں تھا۔ اس پر عملدرآمد کے لئے سختی لی [illegible]
بچوں کے ساتھ۔ جیسے تیسے بچوں کو پیار سے سمجھا بجھا کر [illegible]
وقت مقرر کیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے یہ سب آسان کر دیا۔ [illegible]
خود میرے لئے بھی یہ آسان نہیں تھا۔ مجھے تو خود بچوں کی قربت [illegible]
اللہ نے کرم فرمایا۔"

"اور جب یہ کمرہ مجھے مل گیا اور میں اس میں خوش [illegible]
لگا تو ایک دن میرے اندر کسی نے کہا۔ کیسی زبردست ریاکاری [illegible]
کے لوگ تو تجھے ولی اللہ سمجھنے لگے ہوں گے ۔۔۔؟ میں دہل گیا [illegible]

[illegible] نہیں جانتا۔ میں پوری سچائی کے ساتھ، وثوق کے ساتھ اس کی تردید نہیں کر
[illegible] جانتا تھا کہ ریاکاری اللہ کو بہت ناپسند ہے۔"

"آپ کو راہ سے ہٹانے کے لئے شیطان کا دل میں ڈالا ہوا وسوسہ ۔۔۔؟"

[illegible] نے تجزیہ دیا۔

"دل میں آنے والا کون سا خیال اللہ کی طرف سے تنبیہ، بشارت یا ہدایت
[illegible] یا شیطانی وسوسہ ۔۔۔؟ اس کے بارے میں فیصلہ کرنا مجھ جیسے عام آدمی کے
[illegible] ممکن ہے ۔۔۔؟" مسعود صاحب نے بے بسی سے کہا۔
"بہر حال میں کشمکش میں پڑا رہا۔ میں نے سوچا کہ اب اتنی مشکل سے بچوں
[illegible] ہٹ گیا ہے۔ پھر سے پرانی صورتِ حال میں جانے کے بعد دوبارہ اس
[illegible] مشکل ہوگا۔ پھر یہ کہ میرا دل بھی لگنے لگا تھا۔ میں نے اللہ سے رہنمائی
[illegible] بار ابھرنے والے اس خیال کے جواب میں استغفار کرتا رہا۔"
"یہ تو یقیناً اللہ کی طرف سے رہنمائی تھی۔"

"الحمدللہ ۔۔۔! مگر مجھے اس پر ایسا یقین نہیں تھا۔ ایک خلش مجھے ستاتی رہتی
[illegible] نتیجے میں یکسوئی اور ارتکاز تو خواب بن کر رہ گیا۔ مگر میں ڈٹا رہا۔ پھر
[illegible] یکسوئی حاصل ہونے لگی۔" مسعود صاحب نے ایک گہری سانس لی، کچھ دیر
[illegible] پھر سلسلہ کلام جوڑا۔

"اس کے بعد اچانک ایک دن ضمیر پر ایک بوجھ سا آ گیا۔ یہ خیال کہ بچوں
[illegible] محبت میں اس نظام کو قبول کر لیا ہے۔ مگر وہ اس سے خوش نہیں ہیں۔ اور میں
[illegible] بارے میں غفلت کا مرتکب ہو رہا ہوں۔ یہی نہیں، بلکہ میں ترک دنیا
[illegible] کی طرف جا رہا ہوں، جبکہ رہبانیت کو اللہ نے ناپسند فرمایا ہے۔"
عبدالحق نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ خود اس کے ذہن میں بھی یہ خیال آیا تھا۔
"میں نے سوچا، یہ تو واقعی سوچنے کی بات ہے۔ اللہ نے دنیا آخرت کے
[illegible] لیکن آزمائش تو دنیا ہی ہے۔ دنیا میں رہ کر ہی تو آخرت کی فکر کرنی ہے۔
[illegible] العیاذ باللہ، اللہ معاف بھی نہیں کرے گا۔"
"میں اس پر سوچتا رہا۔ لیکن اس کمرے سے دستبردار ہونے پر دل کسی طور

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

آمادہ نہیں تھا۔ میں نے سوچا۔ عمر بھر میں دنیا میں، بیوی بچوں میں [illegible]
میں زندگی گزاری۔ اب اس کی تلافی کا موقع ملا ہے۔ تو یہ تو میرا حق [illegible]
بھی۔" وہ مسکرائے۔

"لمبی چھٹیوں کے بعد تو دفتر میں بھی دفتری اوقات سے [illegible]
ہے، اور وہ بھی اوور ٹائم کے بغیر۔ اور الحمدللہ.....! میں نے بیوی بچوں [illegible]
کے بچوں کے حقوق پورے کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ میں [illegible]
ایک ترمیم کرنا ہوگی اور کچھ نرمی سے کام لینا ہوگا۔"

"تمہیں پتا ہے کہ گھر میں الحمدللہ نوکر بھی ہیں، [illegible]
ہے۔ ناشتے پر میں سب کے ساتھ ہوتا ہوں۔ منصور میاں سے بات [illegible]
کے بعد ہم لان میں چہل قدمی کرتے ہیں۔ اب ناشتے کے بعد میں [illegible]
جان سے کہا کہ جو سودا منگانا ہے، اس کی فہرست مجھے دے دو۔ [illegible]
سودا روز نوکر لاتا تھا۔ انہوں نے منع بھی کیا۔ مگر میں نے کہا، یہ میری [illegible]
سو میں نے روز کا یہ معمول بنا لیا۔ اور یہ کام میں گاڑی کے بغیر کرتا [illegible]
کر کے رہنمائی فرمائی تو اس دوران ذکر نصیب ہو گیا۔ میں [illegible]
واہ... دنیا کے ساتھ بھی تو دین چلتا ہے۔ اور دین سے دنیا کا [illegible]
واضح طور پر خریداری میں بہتری اور برکت محسوس کی۔ پھر زیاں کا [illegible]
یہ بات پہلے سمجھ لی ہوتی کہ سفر میں ذکر کتنا آسان اور برکت [illegible]

"اور دستک کے معاملے میں میں نے زیادہ ذمہ داری [illegible]
مصروف ہوں تو سلام پھیرتے ہی باہر جا کر پوچھتا ہوں کہ کیا بات [illegible]
مطالعے یا ذکر میں مصروف ہوں تو فوراً باہر آ جاتا ہوں۔ اس طرح [illegible]
ہو گیا۔"

"منصور کے حصے میں صرف صبح کا وقت آتا ہے.....؟" عبدالحق [illegible]

"نہیں.....! عشاء کے بعد بھی کافی وقت اسے، تمہاری چچی جان [illegible]
بہو کو دیتا ہوں۔" وہ پھر مسکرائے۔

"بے فکری ہوتی ہے نا کہ رات تو اپنی ہی ہے۔ بچوں کی چھٹی [illegible]

[illegible] چھٹیوں کے دوران انہیں زیادہ وقت دیتا ہوں۔ باہر گھمانے کے لئے، تفریح
[illegible] بھی لے جاتا ہوں۔ الحمدللہ.....! کوئی خلش نہیں رہی۔ تمہاری چچی بہت اچھی
[illegible] دروازے پر غیر ضروری دستک ہوتی ہی نہیں۔ کبھی کسی بچے کو چوٹ لگ گئی تو
[illegible] ہے۔ وہ بھی میں جانتا ہوں کہ میرے ہی لئے دستک دیتی ہیں کہ بعد میں میں
[illegible] کروں گا کہ اتنی بڑی بات ہو گئی اور مجھے بتایا ہی نہیں.....؟"

"اللہ کا شکر ہے.....! اس نے بہت نوازا ہے آپ کو.....!"

"الحمدللہ.....! ابھی کچھ دن پہلے ایک نئی بات ہوئی۔ تسبیح پڑھتے ہوئے
[illegible] میرے اندر کسی نے کہا..... واہ بھئی واہ.....! تم تو کامیاب ہو گئے۔ زندگی بھی
[illegible] تمہاری اور عاقبت بھی۔ اللہ کی قربت بھی حاصل ہو گئی تمہیں۔ ایک لمحے کو تو میں
[illegible] خوش ہوا۔ مگر اگلے ہی لمحے اللہ نے میرا ہاتھ تھام لیا۔ میں نے زور سے لاحول
[illegible] شیطان کا سب سے کارگر وار ہے۔ اس کے لئے تو میں اللہ سے روز دعا کرتا
[illegible] کسی کتاب میں پڑھا تھا، یہ تو یاد نہیں، لیکن کہیں پڑھا تھا کہ غرور شیطانی
[illegible] کہ اس کی وجہ سے وہ راندۂ درگاہ ہوا۔ اور بندے کا وصف عاجزی ہے، جو
[illegible] کی طرف لے جاتی ہے۔ آدم علیہ السلام کو توبہ کرنی نہیں آتی تھی۔ لیکن وہ
[illegible] پر نادم تھے، ان کے اندر عاجزی اور پشیمانی تھی تو اللہ نے انہیں لفظ عطا
[illegible] توبہ سکھائی۔ یہی فرق ہے انسان اور شیطان میں۔ تو غرور تو آدمی کو شیطان
[illegible] ہے۔ اور شیطان کا حقیقی اور ابدی ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور میں نے پڑھا تھا کہ
[illegible] علم اور عبادت کا ہے کہ اس سے علم نافع ہونے کے بجائے تباہ کن ہو جاتا
[illegible] عبادت اور ریاضت اکارت ہو جاتی ہے۔ میں ہر وقت اللہ سے پناہ مانگتا ہوں
[illegible] شیطان کے شر اور فتنے سے بچائے رکھے۔ اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ
[illegible] عاجز اور حقیر بندہ بنائے، جو کہ میں ہوں، اور مجھے غرور سے بچائے رکھے۔
[illegible] اس روز مجھے بچا لیا۔"

"واقعی.....!" عبدالحق نے کہا۔

"شیطان یہ حربہ اللہ کے ولیوں تک پر آزماتا ہے۔" اسے احساس ہو رہا تھا
[illegible] صاحب نے اپنے باطنی انقلاب کے بعد سے کسی سے اس بارے میں بات

نہیں کی۔ اسی لئے وہ اندر سے اتنے بھرے ہوئے ہیں۔ اور [illegible]
سے وہ بات کر رہے ہیں۔ اور وہ اس سے ایسے بات کرتے ہیں جیسے [illegible]
ہو۔ یہ اللہ کی عطا کی ہوئی عاجزی ہے ان کے پاس، جو بہت بڑی نعمت ہے۔

مسعود صاحب کسی بہت گہری سوچ میں تھے، جیسے ذہن پر زور [illegible] رہے ہوں، کوئی بھولی ہوئی بات یاد کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ پھر انہوں نے [illegible] سی لی۔

''میں اس سے پہلے کی کوئی اہم بات بھول گیا ہوں۔'' [illegible] کا سا تھا۔

''یاد آتے آتے رہ جاتی ہے۔''

عبدالحق غور سے انہیں دیکھتا رہا۔

''ہاں۔۔۔ یاد آیا۔۔۔!'' مسعود صاحب نے اچانک کہا۔

''اس غرور والی بات سے پہلے ایک دن اچانک میرے [illegible] ابھری، جو کوڑے کی طرح میری روح پر لگی۔ وہ بہت بڑا طعنہ تھا۔ [illegible] ہے تیرا، دولت ہے، گاڑیاں ہیں، نوکر چاکر ہیں، دنیا کی تمام نعمتیں [illegible] اتراتا ہے۔ اس زور پر اس کمرے میں ڈیڑھ اینٹ کی یہ مسجد بنا کے بیٹھا ہے۔ [illegible] ہے کہ یہ اللہ کا گھر ہے۔۔۔؟ سب لوگوں پر اس کا دروازہ بند [illegible] ہے۔۔۔؟ خود نمائی۔۔۔۔؟ غرور۔۔۔؟ تکبر۔۔۔؟ کبھی دنیا پر بھی [illegible] ایسے ہیں جو دو کمروں کے مکان میں رہتے ہیں، جہاں [illegible] ازدواجی زندگی کے لئے کوئی آڑ نہیں۔ اور لوگ وہاں بھی عبادت [illegible] زیادہ اور تجھ سے کہیں بہتر۔ اور وہ نہ صرف گھر میں ایک [illegible] دوسروں کے دکھ درد بانٹتے ہیں۔ دنیا کی ذمہ داریاں اور بوجھ سے بھی [illegible] ہوتی انہیں۔ تو اپنے اس کمرے میں بیٹھ کر، دنیا سے کنارہ کر کے [illegible] ہوئے تسبیح گھماتا رہتا ہے، سجدوں کے نام پر ماتھا رگڑتا رہتا ہے۔ [illegible] تیری عبادت پسند آئے گی یا ان لوگوں کی۔۔۔؟''

''یہ تو واقعی بہت بڑا حملہ تھا۔'' عبدالحق نے کہا۔

''ارے۔۔۔!'' میں تو ہل کر رہ گیا۔ پہلے تو میرا جی چاہا کہ اس کمرے کا [illegible] اور باہر نکل جاؤں۔ گھر سے باہر جا کر دنیا دیکھوں۔ واقعی۔۔۔ لوگ [illegible] میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ میں یہ کیا کر رہا ہوں۔۔۔؟ لیکن سول [illegible] ایک بات مجھے سکھائی ہے۔ کسی بھی معاملے میں جلد بازی نہیں کرنی [illegible] طور پر فیصلہ کرنے میں۔ اور ہر ہر نکتے پر بہت اچھی طرح غور کر کے، [illegible] فیصلہ کرنا چاہئے۔

[illegible] میں نے کچھ دیر کے لئے ذہن کو خالی چھوڑ دیا۔ پھر میں نے غور کرنا [illegible] مال و دولت اور نعمتیں۔ تو یہ اللہ کا فضل ہے۔ بظاہر تو یہ میرے ابا [illegible] ملی ہے۔ لیکن یہ ان پر بھی اللہ کا فضل تھا، مجھ پر بھی ہے اور میرے بچوں [illegible] قرآن میں اللہ نے کئی جگہ فرمایا کہ وہ جسے چاہے، بے حساب عطا فرماتا ہے [illegible] دیتا ہے۔ اور وہ عالم الغیب ہی یہ جانتا ہے کہ کسے کیا دینا [illegible] ہے کہ وہ جب چاہے واپس لے لے۔ اب رہی اترانے کی بات تو [illegible] پوری سچائی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے ہمیشہ اسے اللہ کا فضل ہی [illegible] بے شک اللہ مجھے جانتا ہے۔ مجھ سے زیادہ۔ ممکن ہے، اپنی بے خبری میں [illegible] ہوں۔ تو انشاء اللہ اس پر وہ درگزر فرمائے گا اور چاہے گا تو میری اصلاح [illegible]

[illegible] مرا نکتہ اس کمرے کو ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے کا۔ تو میں نے [illegible] میں پڑھا ہے کہ اللہ جس پر فضل فرمائے تو اس کی ظاہری حالت سے اس [illegible] ہونا چاہئے۔ اللہ نے فضل فرمایا ہے تو آدمی اچھا لباس پہنے، اچھا کھائے۔ [illegible] بڑا گھر عطا فرمایا تو یہ اس کا فضل ہے۔ اس میں آراستہ ڈرائنگ روم [illegible] مہمان قیام کے لئے آجائے تو الحمدللہ۔۔۔! اس کے لئے ہر آسائش اور [illegible] روم ہے۔ اسے کوئی چاہے تو بے شک دکھاوا کہہ دے، اترانا قرار دے [illegible] بڑے گھر میں میرا یہ حق نہیں کہ اس میں میرا ایک اپنا کمرہ ہو۔۔۔؟ اور [illegible] نہیں کہ میں اس میں عبادت کروں۔۔۔؟ جبکہ اس کمرے میں میں نے [illegible] نہیں کی۔ میں نے اسے آراستہ و پیراستہ نہیں کیا۔ اسے سادگی سے اپنے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ذوق کے مطابق سجایا۔ اور یہاں میں کسی کو لاتا بھی نہیں کہ عام

اسے مسجد کا درجہ تو نہیں دیتا کہ جو اللہ کا گھر ہوتی ہے۔ پانچ وقت
کے گھر...... یعنی مسجد جاتا ہوں باقاعدگی سے۔ اور میں نے تفسیر میں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو جو اللہ نے خصوصی اعزاز عطا فرمائے
بھی ہے کہ ان کے لئے پوری زمین مسجد ہے۔ سفر میں ہوں تو جہاں
وہیں نماز پڑھ لیں۔ اور سب کچھ درحقیقت اللہ کا ہے، تو یہ گھر
اس کا کرم کہ اس نے مجھے عطا فرمایا۔ مگر ایک دن یہ سب
ہو جانا ہے۔''

''اور اگلا نکتہ، اس کمرے کا دروازہ سب پر بند کر دینا میری
تکبر ہے۔ تو میرے اندر کھوٹ ہے تو الگ بات کہ میں اس سے
سے کچھ چھپا نہیں۔ مگر میں پوری سچائی کے ساتھ سمجھتا اور کہتا ہوں کہ
ہے۔ میں دنیا سے اور دنیا مجھ سے ایسے چمٹی ہوئی ہے کہ تنہائی میں
بھی وہ میرے دماغ میں گھس جاتی ہے۔ میں اسے دھکیل کر باہر نکالنے
کرتا ہوں، اور نماز کے دوران ایسی بے بسی طاری ہوتی ہے اس وقت
چاہتا ہے کہ چیخ چیخ کر رو دوں۔'' مسعود صاحب کی آواز بھرا گئی۔

''ارے ...... میں تو ارتکاز کو ترستا ہوں۔ میں تو حضوری کے ایک لمحے
بس ایک لمحے کی آرزو کرتا ہوں اور اس آرزو میں جی رہا ہوں۔
اور کس بات پر کروں گا کہ مجھے تو ان لوگوں پر رشک آتا ہے، جو نماز کی نیت کرتے
اور اس کے بعد دنیا و مافیہا سے بےخبر ہو جاتے ہیں۔ میرے بس میں ہو
میں اپنا سب کچھ انہیں دے کر وہ ارتکاز لے لوں۔''

''اور رہی بات فرصت کی تو وہ بھی اللہ کی دی ہوئی ہے۔ اور اس سے پہلے
مصروفیت بھی اللہ کی عنایت تھی۔ ایک طرح سے اللہ نے اقتدار دیا تھا مجھے
اقتدار بہت بڑی آزمائش ہوتی ہے۔ میری بےخبری میں، انجانے میں مجھ سے
ہوئی ہو لوگوں کے ساتھ تو اللہ جاننے اور معاف کرنے والا ہے۔ لیکن میں
شکر ادا کرتا ہوں کہ میں نے خود کو قوم کا خادم سمجھا۔ اپنا کام

کی کوشش کی۔ ماتحتوں کو کمزور انسان سمجھ کر ان کے مفادات کا خیال رکھنے
لیکن ان کے فرائض کے معاملے میں ان پر سختی بھی کی۔ انہی کی بہتری
انہیں احساس دلاتا رہا کہ ہم سب درحقیقت عام لوگوں کے حاکم نہیں، خادم
الحمدللہ! حق بات کے لئے میں ہمیشہ اپنے سے مقتدر اور بڑے لوگوں
بھی ڈٹ گیا۔ یہ سب اللہ کا کرم تھا مجھ پر۔ اس وقت تو میں جانتا بھی نہیں
سمجھتا تھا کہ جو چپڑاسی ہے، وہ بھی اللہ کے حکم سے ہے، جو کلرک ہے، وہ
حکم سے ہے اور جو افسر ہے، اسے بھی اللہ نے ہی مقرر کیا ہے۔ سورۃ
وہ آیت مبارکہ تو میں نے اب پڑھی، جس میں اللہ نے فرمایا کہ وہی لوگوں
روزی تقسیم کرتا ہے اس دنیاوی زندگی میں اور کچھ لوگوں کو کچھ لوگوں پر
مرتبے کے اعتبار سے فوقیت عطا فرماتا ہے، تاکہ کچھ لوگ خدمت لینے
اور کچھ لوگ خدمت گار۔ تو یہ تو اللہ کا بنایا ہوا انظام ہے۔ اگر سب کو برابری
تو دنیا کا کاروبار کیسے چلتا......؟''

عبدالحق حیران رہ گیا۔ برسوں پہلے وہ بھی اس آیت مبارکہ پر غور کر چکا تھا۔
''تو کسی کو آسانی سے روزی ملتی ہے اور کسی کو مشقت سے۔ اور یہ اللہ کی
ہے۔ لیکن پانچ وقت کی نماز اور روزے سب پر فرض ہیں۔ کون جانے،
والے کو کم عبادت کا بہت زیادہ اجر عطا فرمائے آخرت میں۔ میں تو آسانی
اللہ کے حقوق پورے نہیں کر سکا۔ اب اس نے فرصت عطا فرمائی اور راہ
تو جہد کرا اور نام کیوں نہ کروں......؟ گزرے وقت کا زیاں تو میں پورا
اللہ کو خوش کرنے کی کوشش تو کر سکتا ہوں۔ جو چاہے تو کرم فرمائے اور
مقام عطا دے۔''

''کسی کو نہیں معلوم کہ اللہ کس کی عبادت کو پسند اور قبول کرتا ہے۔ بندے کو تو
اندازہ ہونی بھی نہیں چاہئے۔ میں تو بس اللہ سے امید رکھتا ہوں اور دعا کرتا
ناتمام کوشش کو قبول فرمالے۔''

''تو میں نے اس آواز کو بھی جھٹک دیا۔ میں اس کمرے سے دستبردار نہیں ہو

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

کمرے میں ایک دم سے خاموشی چھا گئی۔ عبدالحق [illegible] کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اللہ نے بہت کم وقت میں انہیں بہت زیادہ [illegible] قرآن فہمی پر اسے رشک آ رہا تھا۔

''استغفر اللہ ! کتنا بولا ہوں میں ؟'' اچانک مسعود صاحب [illegible] ان کے لہجے میں شرمندگی تھی۔

''کان کھا لئے تمہارے !''

''مجھے شرمندہ نہ کریں چچا جان ! میں پہلے بھی بہت [illegible] آپ سے... مگر آج جو کچھ ملا وہ بہت قیمتی ہے۔''

''ارے نہیں میاں ! تم تو شروع سے ہی راہِ حق کے مسافر ہو۔''

''آدمی تو خطا کا پتلا ہے چچا جان ! اللہ کی رہنمائی [illegible] اور اللہ کریم بار بار اسے سیدھی راہ پر لے آتا ہے۔ ایمان تو [illegible] جان ! بس اللہ ہم سب کو ایمان سے محروم ہونے سے بچائے رکھے''

''آمین !''

''ایک بات پوچھ سکتا ہوں چچا جان !''

''ضرور پوچھو بیٹے !''

''آپ قرآن حکیم کی طرف کیسے آئے تھے ؟''

''ریٹائرمنٹ کے بعد اللہ کی مہربانی سے نماز تو باقاعدگی سے [illegible] تھی۔ لیکن سارا دن گھر میں بولایا بولایا پھرتا تھا۔ بے کاری کا [illegible] ایک دن اللہ نے دل میں قرآن پڑھنے کا خیال ڈال دیا۔ میں [illegible] پڑھنے بیٹھا۔ ہمیشہ کی طرح بے دھیانی کی سی کیفیت میں آغاز کیا۔ [illegible] آگے بڑھنے ہی والا تھا کہ اللہ کی رحمت ہوگئی۔ میرے اندر ایک ملامت ابھری۔

''پہلے تو تیرے پاس وقت نہیں تھا۔ اب تو بولایا بولایا پھر رہا ہے [illegible] ہی فرصت ہے۔ کیا اب بھی پہلے کی طرح پڑھے گا ؟ [illegible] نہیں سوچے گا کہ تیرا رب تجھ سے کیا فرما رہا ہے ؟ کیا سمجھا رہا ہے [illegible] دے رہا ہے ؟ تجھے یہ گستاخی نہیں لگتی ؟ وہ بھی کائنات کے [illegible]

؟ اور سمجھے گا نہیں تو فائدہ کیا ؟ ''الف'' سے ''ے'' تک سب پڑھ جائے [illegible] جائے گا کچھ بھی نہیں تو بدلے گا کیا خود کو ؟ ارے ! یہ تو انقلاب لانے [illegible] کتاب ہے۔''

''اور میں دہل گیا۔ ندامت سے پانی پانی ہوگیا۔ اس لمحے سے آج تک [illegible] وہ ندامت مٹ نہیں سکی ہے۔''

''الحمدللہ !'' عبدالحق نے بے ساختہ کہا۔

مسعود صاحب نے جیسے کچھ سنا ہی نہیں۔ انہوں نے اپنی بات جاری رکھی۔

''میں نے دل میں اللہ سے رجوع کیا، بخشش مانگی، ہدایت کے لئے دعا کی [illegible] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پر رک گیا۔ اور مجھے ایسا لگا جیسے ایک چھوٹا سا [illegible] پھیلتا جا رہا ہے۔ اس میں منظر ابھر رہا ہے، اور پھر وہ منظر وسیع سے وسیع تر [illegible] ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ میری عقل دنگ رہ گئی ہے۔ اس منظر کو، اس کی نمایاں [illegible] جزئیات کو سمجھنے سے بھی قاصر ہے۔ جیسے میں گھپ اندھیرے سے اچانک بہت [illegible] روشنی میں آ گیا ہوں۔ آنکھیں چندھیا گئی ہیں۔ کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے، کچھ [illegible] نہیں آ رہا ہے۔''

''میں خوفزدہ ہوگیا۔ میں نے گھبرا کر اللہ کو پکارا، اور یکدم دل کو جیسے قرار [illegible] جیسے ٹھہر گئی۔ ہر تعریف اللہ کے لئے ہے، جو رب ہے سب جہانوں کا۔ اور [illegible] نے وہاں سے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ ہر تعریف اللہ کے لئے ہے ہر [illegible] ہر تعریف''

''ہر تعریف کوئی بھی تعریف... صرف اللہ کے لئے ہے۔ صرف اللہ [illegible] کے لئے۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی تعریف، کوئی توصیف کوئی ثنا، اللہ کے سوا کسی کے [illegible] لئے ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ حتمی بات ہے... کبھی نہ تبدیل ہونے والی، ازل سے ابد [illegible]

''اور ہم دن میں ہزاروں بار مختلف چیزوں، مختلف لوگوں کی تعریف کرتے [illegible] جانے بغیر کہ ہر تعریف صرف اللہ کے لئے ہے۔ اور قرآن برحق ہے۔ اللہ کا [illegible] ناقابل تردید کلام۔ تو ہم دن میں ہزاروں بار جہالت سے کام لیتے ہیں۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

استغفر اللہ ...! اور یہ تو محض ایک معاملہ ہے۔ میں نے قرآن ... کبھی ... پڑھا ہی نہیں، تو مجھے ... معلوم بھی نہیں۔ میں دن میں کروڑوں بار ... کرتا ہوں گا۔ اور یہ سب لکھا جا رہا ہے اللہ کے ہاں۔ تو میں کتنا بوجھل ہو چکا ہوں

"میں تھرا ... رہ گیا۔ خوف سے ... دہشت سے میرے ... ہو گئے۔ پھر اچانک جیسے کسی نے میرے لرزتے کانپتے دل پر شفقت کا ہاتھ ... میرے خوف کی جگہ سکون نے لے لی۔ دل نے کہا۔ بندہ شرمندہ ہو تو ... کرنے والا ہے۔ بندہ دہشت زدہ ہو تو وہ اسے امان دینے والا ہے۔ ... تم سیدھے راستے پر ہو۔"

"میں نے سوچا، غور تو کرو اس بات پر۔ مجھے ایک تصویر اچھی لگی ... اس کی تعریف کرتا ہوں ... کیسی خوب صورت تصویر ہے۔ اب اصل ... بنانے والے کی تعریف کر رہا ہوں، جسے میں نے دیکھا بھی نہیں۔ تو ہم ... تعریف کرتے ہیں، اصل میں اللہ کی تعریف کرتے ہیں، کیونکہ سب ... ہے۔ تو چاہے ایمان والا کرے یا کافر، تعریف تو اللہ ہی کے لئے ... حقیقی تعریف کرے کہ اللہ نے یہ چیز کتنی خوب صورت بنائی ہے ... ہوگا۔ نہیں تو اللہ تو بے نیاز ہے۔ اور یہ طے ہے کہ ہر تعریف اللہ کے لئے ہے۔"

"بس بیٹے ...! اس لمحے جو سرشاری کی کیفیت مجھ پر ... بیان ممکن نہیں۔ مجھے ایسا لگا کہ میں نے ایک بہت خوب صورت ... بڑی ایک دنیا میں قدم رکھ دیا ہے۔ مجھے ایسا لگا کہ میں نے کوئی بہت ... کر لیا ہے۔ میری خوشی کی کوئی حد نہیں تھی۔ اور وہ خوب صورت ... اشارے سے مجھے بلا رہی تھی کہ آؤ، مجھ میں چھپے حسین رازوں کو دریافت ... مت چلنا۔"

"تو بیٹے عبدالحق ...! شاید دس دن تک میں اس ... وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلتا تھا۔ اس کے بعد بس میں نے قرآن پاک ... لیا۔"

"سبحان اللہ ...!" عبدالحق نے کہا۔

"آپ کو شاید یہ اندازہ نہیں کہ بہت کم وقت میں اللہ نے آپ کو بہت نوازا ..."

"بے شک ...! اپنی اوقات کو دیکھوں تو وہ بہت زیادہ ہے۔ لیکن اپنی عمر ... کی وسیع دنیا کو دیکھوں تو احساس ہوتا ہے کہ میں بہت پیچھے ہوں۔ لیکن یہ ... بھی ہے کہ اس دنیا میں دوڑنا نہیں، رک کر، ٹھہر کر مشاہدہ کرنا اور پھر غور کرنا ... دوڑنے کی صورت میں تو کچھ بھی نہیں ملے گا۔"

... کہتے کہتے رکے۔

"اور بیٹے ...! مجھے تم سے بھی معذرت کرنی ہے۔"

"معذرت ... مجھ سے ...؟" عبدالحق کی حیرت کی کوئی حد نہیں تھی۔

"... بات پر ...؟ عنایات کے سوا آپ نے میرے لئے اور کیا ہی ..."

"میں تمہیں گھسیٹ کر سول سروس میں لے گیا۔ تمہارا راستہ بھی کھوٹا کیا۔ ... احساس ہوا کہ میں نے کتنا وقت ضائع کر دیا تو مجھے تمہارا خیال آیا اور ... بارے میں مجھے اس سے بھی زیادہ افسوس ہوا کہ میں نے تمہارا بھی وقت ... کیا۔"

"آپ کو ایسا نہیں سوچنا چاہئے چچا جان ...! وہاں سے مجھے بہت کچھ ملا۔ ... کے تجربات، بہت کچھ سیکھا میں نے، اور پھر دیکھیں کہ جب اللہ کا حکم ہوا تو ... بھی مل گئی اس سے۔"

"مجھے اس کا بھی دکھ ہے کہ اتنے ایثار کے بعد تمہیں عزت کے بجائے ... ملی۔"

"عزت ذلت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے چچا جان ...!"

"مگر میں خود کو اس کا قصوروار سمجھتا ہوں۔ اللہ سے بہت دعا کی ہے کہ وہ ... ہی اس کا ازالہ کرا دے۔"

"آپ اس کی اتنی پروا نہ کریں۔ مجھے اس پر ذرا سا بھی ملال نہیں۔"

"ارے ہاں ...!" مسعود صاحب نے چونک کر کہا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"اب دو تین دن تک شاید میں تمہیں مل نہ سکوں۔"

عبدالحق کو حیرت ہوئی۔

"کہیں جانا ہے آپ کو؟"

"ہاں...! ایک بہت ضروری کام ہے۔ ممکن ہے کل ہی جانا پڑے اور ممکن ہے، دو تین دن لگ جائیں۔"

"اللہ آپ کے لئے آسان کرے۔ ٹھیک ہے چچا جان!"

بارہ بجے کے بعد عبدالحق نے کہا۔

"اب میں چلتا ہوں چچا جان!"

"کھانا کھا کر جاؤ!"

"آپ تو جانتے ہیں کہ اب اماں میرے بغیر کھانا نہیں کھاتیں۔"

"ہاں! معلوم ہے مجھے!" مسعود صاحب بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

اس کے اصرار کے باوجود وہ اسے چھوڑنے پورچ تک آئے۔

گھر واپس جاتے ہوئے عبدالحق نے سوچا کہ جس دن وہ ...

ویسے بھی مسعود صاحب کی طرف نہیں آتا۔ اس بار تو مسعود صاحب ... تھا۔

"مگر انہیں کیا کام پڑ گیا...؟" چند لمحے وہ تجسس سے سوچتا رہا، پھر اس نے اسے ذہن سے جھٹک دیا۔

❁❁❁

مسعود صاحب سے ملنے کے بعد عبدالحق کو بہت شدت سے ... یاد آتے تھے۔ وہ ان سے ملنے کو بری طرح تڑپتا تھا۔ کئی بار اس نے ... بات کی۔ حق نگر بھی اسے بہت یاد آ رہا تھا۔

لیکن ہر بار زبیر نے اسے ٹال دیا۔

وہ جھنجلا گیا۔

"ایسا کیا ہے زبیر بھائی! کہ میں حق نگر نہیں جا سکتا؟"

"کوئی خاص بات نہیں..."

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

... کچھ تو ہو گا ہی...؟"

"ہاں کاکا! کچھ تو ہے۔ ورنہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کی خواہش میرے ... حکم کی حیثیت رکھتی ہے۔" زبیر نے گہری سانس لی۔

"تو مجھے بتائیں نا!"

"کوئی وجہ ہے؟ ورنہ میں تو آپ کو سب کچھ بتا دیتا ہوں۔"

"مگر اب میں اصرار کر رہا ہوں۔"

زبیر نے پھر ٹھنڈی سانس لی۔

"میں اتنا بتا سکتا ہوں کاکا! کہ بات آپ کی عزت کی ہے۔ میری التجا ہے اس سے آگے مجھ سے کچھ نہ پوچھیں۔ وقت آنے پر میں آپ کو سب کچھ بتا دوں ..."

عبدالحق خاموش ہو گیا۔ لیکن وہ بہت ناخوش نظر آ رہا تھا۔

"بس اب زیادہ وقت نہیں لگے گا انشاء اللہ!" زبیر نے اسے دلاسہ ...

"کوئی بہت بڑی بات ہے زبیر بھائی! جو آپ مجھ سے چھپا رہے ..."

"ایسی کوئی بات نہیں کاکا! بلکہ اچھی بات ہے۔ وہاں ایک سرپرائز ہو گی ... لئے!"

"سرپرائز دینے کے تو آپ بادشاہ بن گئے ہیں زبیر بھائی!" عبدالحق ... نے کہا۔ پھر چند لمحے سوچنے کے بعد بولا۔

"ایک بات بتائیں۔ میں پوری فیملی کی بات نہیں کرتا۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ میں ... حق نگر جاؤں...؟ اور مولوی صاحب سے مل لوں۔ ان سے ملنے کو ترس رہا ہوں ..."

"تھوڑا سا صبر کر لیں کاکا...! اب انشاء اللہ بس چند روز کی بات ..."

عبدالحق خاموش ہو گیا۔ اصرار کرنا تو ویسے بھی اس کی فطرت میں نہیں تھا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

دوسرے اسے یہ خیال تھا کہ ضرور کوئی بڑی بات ہے۔ ورنہ زبیر ایسے [illegible]
ٹالنے والا نہیں۔ اور وہ پوری بات نہیں بتا رہا ہے تو یہ بھی ضروری ہی ہوگا۔
''اتنے دن ہوگئے، عارف بھائی سے بھی ملاقات نہیں ہوئی [illegible]
موضوع بدلا۔

''کیسے ہیں وہ ...؟ آپ نے انہیں بہت مصروف کر دیا ہے شاید [illegible]''
''میری کیا مجال کاکا ...؟'' زبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''مجھے نہیں معلوم تھا کہ کام کے معاملے میں وہ جن ثابت [illegible]''
''مطلب ...؟''
''ایسا لگتا ہے کہ وہ کام کو ترسے ہوئے تھے۔ وہ تو کام [illegible]
جیسے وہ کوئی دشمن ہو۔'' زبیر کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں۔
''دن رات ایک کر دیے انہوں نے ...!''
''وہ ایسے ہی ہیں۔ الحمد للہ ...!''
''ہمیں تو یہ سمجھیں کاکا ... کہ بہت بڑی نعمت مل گئی ہے [illegible]
میں انہوں نے کام پر ایسا عبور حاصل کر لیا ہے کہ میرے خیال [illegible]
سمجھنے والا ہمارے ہاں کوئی بھی نہیں۔''
''آپ بھی نہیں ...؟''
''ارے ... میں کیا کاکا ...! میں تو ...'' زبیر کھسیا [illegible]
''مجھ پر سے تو بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا ہے۔ اکسپورٹ کے [illegible]
مجھے دیکھنے کی ضرورت بھی نہیں۔ سب کچھ محفوظ ہاتھوں میں ہے۔''
''اللہ کا شکر ہے ...!'' عبدالحق نے کہا۔ اسے دلی خوشی [illegible]
''جی کاکا ...! اللہ ہمیشہ ایسے ایماندار لوگوں سے ملا دیتا ہے۔''
''آپ نے انہیں شراکت کی پیش کش بھی کی ...؟''
''ابھی نہیں کاکا ...! وہ بہت جلدی بھڑک جانے والے آدمی ہیں [illegible]
مناسب وقت پر بات کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ منافع اس سال بہت [illegible]
کے بعد بات کروں گا۔''

''ٹھیک ہے زبیر بھائی ...!''
''لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ کی مداخلت کے بغیر وہ میری بات نہیں مانیں

''ٹھیک ہے ... !دیکھ لیں گے۔''
عبدالحق بعد میں بھی اس پر سوچتا رہا۔ وہ اس سرپرائز کے بارے میں سوچ
[illegible] جس کا زبیر نے تذکرہ کیا تھا۔
''کیسی سرپرائز ہے یہ ...؟ کیا ہوسکتا ہے ...؟''
اس نے ذہن سے اس خیال کو جھٹکا۔
''یہ میں کچھ زیادہ ہی تجسس نہیں کرنے لگا ہوں۔ جہاں اللہ نے تجسس
[illegible] کو کہا ہے، اسے چھوڑ کر ... اور جہاں منع فرمایا ہے، وہاں ... بہت بری بات
[illegible] اس نے خود کو ڈپٹا۔
مگر پھر دوسرے زاویے سے اسے تشویش ہونے لگی۔ زبیر نے کہا تھا، بات
[illegible] عزت کی ہے۔''
''ایسی کیا بات ہوسکتی ہے ...؟'' پھر اس نے سوچا۔
[illegible] اس معاملے میں کیا کر سکتا ہے ...؟ عزت ذلت تو اللہ کے اختیار
[illegible]

❁❁❁

وہ ہلکی نیند میں تھا کہ کسی کی موجودگی کے احساس سے اس کی آنکھ کھل گئی۔
اس نے سر گھما کر دیکھا، ارجمند اس کے پاس بیٹھی تھی۔
معمول کے مطابق وہ نیچے سوتا تھا اور ارجمند نورالحق کے ساتھ اوپر بیڈ پر۔ یہ
[illegible] موقع تھا کہ ارجمند اس طرح نیچے آئی تھی۔ اس کے ذہن میں پہلا خیال یہی آیا کہ
[illegible] کی آزمائش ہونے والی ہے۔
وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ اس کا جسم تن سا گیا۔
''کیا بات ہے ارجمند ...؟''
''مجھے افسوس ہے آغا جی ...! کہ میں نے آپ کی نیند خراب کی۔''

اس کے لہجے میں ایسی شرمندگی تھی کہ عبدالحق کا دل ...

"ایسی کوئی بات نہیں۔ میں ابھی سویا ہی نہیں تھا۔" اس نے ...

"مگر بات تو بتاؤ! ہوا کیا...؟"

"میں بہت خوش نصیب ہوں آغا جی...! اللہ نے بہت فضل ... بہت عزت عطا فرمائی۔"

"بے شک...! اللہ بہت نوازنے والا ہے۔"

"میں نے اللہ کا بہت شکر ادا کیا، پھر اللہ سے بہت دعا کی کہ ... لئے آزمائش نہ بننے دیں۔ مگر آج مجھ سے رہا نہیں گیا۔"

عبدالحق تو توقع ہی یہی کر رہا تھا، پھر بھی اسے کرنٹ سا لگا۔ ... سمٹ سا گیا۔

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں آغا جی ..." ارجمند نے جلدی سے ... لہجے میں خجالت تھی۔

"میں ان شاء اللہ آپ سے وعدہ خلافی کبھی نہیں کروں گی۔ اس ... اللہ سے دعا کرتی ہوں۔"

"تو پھر...؟" عبدالحق کے لہجے میں ہلکی سی جھنجلاہٹ ...

"میں ایک سعادت سے محروم ہوں۔ اس کا احساس اب ...

"کھل کر بات کرو نا...!"

"میں صرف اتنا چاہتی ہوں کہ آپ مجھے ... اجازت دے دیں...!" ارجمند کے لہجے میں التجا تھی۔

عبدالحق بھونچکا رہ گیا۔

"میں نے بہت دعا کی ہے اللہ سے۔ ان شاء اللہ ... آپ کے ... آزمائش نہیں بنے گی۔" اب ارجمند کے لہجے میں اعتماد تھا۔

"مگر یہ اچانک ہوا کیا...؟"

"ابا جان کی ڈائری پڑھنے کے بعد مجھے صحیح معنوں میں احساس ... نے کتنی بڑی نعمت، کتنا بڑا اعزاز عطا کیا ہے مجھے۔ سچ یہ ہے کہ ...

... سمجھ ہی نہیں سکی تھی ...

اب عبدالحق کو تجسس ہونے لگا۔

"میرے بارے میں تو یہ سب کچھ تمہیں پہلے ہی سے معلوم تھا۔ اور اس میں ... کوئی خوبی نہیں۔ یہ تو بس اللہ کا فضل اور اس کی نوازش ہے۔" اس نے کہا۔

"جی ... میں جانتی ہوں۔ لیکن جو نہیں جانتی تھی، وہ اس سے بھی بڑا تھا۔"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا...!"

"میں ابا جان کے بارے میں تو کچھ بھی نہیں جانتی تھی نا...؟"

"... لیکن اس میں کیا خاص بات ہے...؟"

"... اللہ تعالیٰ نے ابا جان کو ہر طرح سے آپ پر سبقت عطا فرمائی۔"

عبدالحق خوش ہو گیا۔

"اور یہ میرے لئے اللہ کی طرف سے اور بڑا اعزاز ہے۔" عبدالحق نے ... کہا۔ وہ سوچ رہا تھا، اور اسے احساس ہو رہا تھا کہ ارجمند کے ذریعے ... بات اس پر کھلنے والی ہے، جو وہ پہلے نہیں سمجھ سکا تھا۔ اس نے محض بجھنے ... بات آگے بڑھانے کی غرض سے کہا۔

"ذرا مجھے بھی بتاؤ کیسے...؟"

"دین اسلام کو سمجھنے کا خیال اور اس کی رغبت اللہ نے انہیں آپ سے پہلے ... میرا قیاس ہے۔ ورنہ آپ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔"

عبدالحق نے تیزی سے سوچنے کی کوشش کی۔ ایک لمحے میں اسے اندازہ ... کی بات درست ہے۔ اس کے دہلی جاتے ہی بتا جی اس کی کمی پوری ... کے لئے مطالعے کی طرف راغب ہوئے تھے۔ ان کی ڈائری یہی بتاتی تھی۔ ... نے بھی اس بات کو توجہ اور اہمیت نہیں دی تھی۔ وہ خود تو صرف خدائے واحد کو ... تلاش کے مرحلے میں تھا۔ لیکن اس عرصے میں اللہ نے بتا جی کو اپنا راستہ دکھا ... انہوں نے اس پر قدم بھی رکھ دیا تھا۔

"ٹھیک کہا تم نے...!" اس نے آہستہ سے کہا۔

"... ..."

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"اور ابا جان نے آپ سے پہلے قرآن پڑھنا شروع کیا۔

یہ بھی درست تھا۔

"شاید چاچی ... نہیں ... !ابا جان — !" اس کے ...

"بسوا نہیں کس محبت سے ابا جان کہہ رہی ہے اور میں ...

ہاں ..... امکان یہی تھا کہ جب اس نے پہلی بار ...

کی تلاوت سنی تھی، ابا جان اس سے پہلے ہی قرآن کی طرف ...

"ٹھیک کہہ رہی ہو۔ ... اور ...؟"

"اور ابا جان نے آپ سے پہلے قرآن پڑھ کر اس سے ...

"کون سا حکم .....؟"

"قرآن کو چھونے سے پہلے پاک ہونے کا حکم۔ ...

کہ یہ آیت پڑھنے کے بعد وہ قرآن پڑھنے سے پہلے نہاتے تھے۔"

"بالکل ٹھیک۔ ... !اور —؟"

"اور جس آیت مبارکہ کو سن کر، سمجھ کر اس کا مشاہدہ ...

قبول کیا، ابا جان اس سے پہلے ہی اس کے مشاہدے ...

تھے۔ اور انہوں نے سورۂ واقعہ میں، جو اللہ تعالیٰ نے چار چیلنج ...

تین کو سمجھ کر تسلیم کر لیا تھا ..... یعنی انسان کی پیدائش، زراعت ...

مطلب ہے کہ زبان سے ایمان لانے اور کلمہ پڑھنے کی سعادت ...

حاصل ہوئی۔ لیکن دل اور دماغ سے ایمان وہ پہلے ہی لا چکے تھے۔

عبدالحق کے لئے سوچوں کے دروازے کھل رہے تھے۔

"ٹھیک کہا تم نے .....!" اس کی آواز سرگوشی سے زیادہ ...

"اور وہ ایمان بھی آپ سے پہلے لائے۔" ارجمند نے ...

یہ آخری بات پوری طرح عبدالحق کے شعور میں موجود تھی۔ ...

لئے بہت بڑی خوشی، بہت بڑا اعزاز تھا۔ اس کی بنیاد پر تو اس نے ...

میں والد کا نام تبدیل کرایا تھا۔ یہ وہ کیسے بھول سکتا تھا ...

کبھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ جب اس کے ابا جان ...

... کی بانہوں میں دم توڑتے ہوئے، چتا جلانے کے بجائے دفن کرنے کی ...

... وقت وہ خود عبدالحق نہیں، نتھا کرادتار سنگھ تھا۔

... تلاوت پڑھتے ہوئے ایک بار ... صرف ایک بار اس نے سوچا تھا کہ اللہ ...

... ابا جان دونوں کو ایک ہی آیت، اپنی ایک ہی نشانی کے ذریعے ایمان سے ...

... نے اس سے پہلے اس آیت کو تفصیلی مشاہدے کے بعد اس سے پہلے ...

... اس وقت کی بات تھی۔ اس کے بعد وہ اس کے ذہن سے نکل گئی تھی۔

... ہمیشہ یاد رکھنے کی تھی۔

... سورۂ واقعہ کی آیات کے حوالے سے اب پہلی بار وہ شعوری طور پر ایک ...

... سمجھ رہا تھا۔ جب اس نے قرآن کھول کر بھی نہیں دیکھا تھا تو اللہ تعالیٰ ...

... اور صرف اپنی رہنمائی اور ہدایت سے اس کے ابا جان کو قرآن فہمی کے ...

... فرما دیا تھا۔

... بڑا کرم تھا اللہ کا۔ اللہ نے اسے اور اس کے باپ کو نہ صرف یہ کہ ایمان ...

... بلکہ ان کی نسلی ترتیب بھی درست فرما دی تھی۔ یہ وہ کرم تھا، جس پر جتنا ...

... لیکن بدقسمتی سے وہ اس بات کو سمجھ ہی نہیں سکا تھا، شکر کیا ادا ...

... اور اب خوش قسمتی سے ارجمند کے ذریعے اللہ نے اسے یہ آگہی عطا فرما دی

"جزاک اللہ ... !ارجمند ... !" اس نے بے تشکر سے کہا۔

... تم نے بہت بڑی بات مجھ پر کھول دی۔ میں تمہیں اس کا صلہ نہیں دے ...

... دے سکتے ہیں ... !" ارجمند نے بے حد یقین سے کہا۔

"بس ... آپ مجھے ہر رات اپنے پاؤں دبانے کی اجازت دے دیں۔

... آپ کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی اور اگر ہو تو مجھے منع کر دیجئے گا۔ پھر میں ...

... نہیں کروں گی۔"

"یہ کون سا جذبہ ہے .....؟" عبدالحق نے حیرت سے کہا۔

"... سمجھ لیجئے ..... !اللہ نے جن لوگوں کو عزت اور سرفرازی عطا فرمائی ہو،

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ان کی عزت اور خدمت کرنا آدمی کے لئے باعث عزت ہوتا ہے۔ ... آپ کو ایسے لوگوں سے رشتے میں بھی جوڑ دیا ہو تو یہ اور ضرور ... بہت عزت دی ہے اللہ نے ... الحمد للہ ... ! آپ مجھے محروم ... دیں۔

"چلو ٹھیک ہے ... ! ویسے یہ مجھ پر تمہارا ایک اور احسان ..."

ارجمند نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"بس ... ایسی باتیں نہ کریں۔"

عبدالحق اٹھ کھڑا ہوا۔

"جا کہاں رہے ہیں آپ ... ؟ میرے ... کی ..."

ارجمند بولی۔

"ابھی نہیں ... ! ابھی تو مجھے ایک اور فرض ادا کرنا ہے۔"

اور وضو کے لئے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

❀❀❀

نورالحق کے لئے لاہور ایک ایسا کھلا آسمان تھا جس ... یہاں اس کی توجہ کے طلب گار اتنے زیادہ تھے کہ ان سب ... آسان نہیں تھا۔

رشیدہ اور آبیہ تو ہمیشہ سے اس کے آگے پیچھے گھومتی ... وہ اس کا کوئی کام اس کی امی کو بھی نہ کرنے دیتیں۔ اب یہاں ... کی بیٹیوں کا تھا۔ اس کے نتیجے میں رشیدہ اور آبیہ سے اس کی ... آبیہ انہیں گردانتی ہی نہیں تھیں۔

ایک دن کسی بات پر رشیدہ نے نسیمہ سے کہا۔

"تم چھوٹے صاحب کو ہم پر چھوڑ دو۔ ہمیں ان کی ضرورت ... آتا ہے۔"

"کیسے چھوڑ دیں ... ؟" نسیمہ نے تنک کر کہا۔

"وہ ہمارے بھی تو چھوٹے صاحب ہیں۔ تم کو ... کہاں سے ... گیا ... ؟"

رشیدہ کی آواز بھرا گئی۔

"تم تو شروع ہی سے یہاں ہو۔" اس نے کہا۔

"پر ہم اپنا گاؤں چھوڑ کر جو یہاں ہیں تو صرف چھوٹے صاحب کی وجہ سے ... نے صرف ان کی محبت میں یہ نوکری مانگی تھی بڑے صاحب سے۔"

"رہنے دو یہ باتیں ... ! تنخواہ تم بھی لیتی ہو ہماری طرح۔"

"تمہیں کیا پتا ... ؟ ہمیں تو بڑے صاحب نے اتنا کچھ دے دیا تھا کہ ہم ... اس میں ساری زندگی عیش آرام سے گزارتے۔ پر چھوٹے صاحب کی محبت ... نے اپنا جینا مرنا ان کے ساتھ کر لیا۔ اور میری بیٹی بھی ... ہمیں کیا پڑی تھی کہ ... رشتے ناطے چھوڑ کر یہاں آتے ... ؟ تم تو کچھ بھی نہیں سمجھتیں۔" رشیدہ کی ... آنسو آ گئے۔

"تم گھر سے، اپنے بچوں سے دور رہو تو پتا چلے کہ یہ درد کیسا ہوتا ہے ... ؟ ... یاد آئیں تو آٹھ دس دن کے لئے چھٹی لے کر گھر چلے جاتے ہیں۔ پر تم ... ہی دن سے چھوٹے صاحب یاد آنے لگتے ہیں۔"

نسیمہ کا دل پسیج گیا۔ اس نے رشیدہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"اب میں سمجھ گئی۔ سچ تمہارا حق ہم سے بہت زیادہ ہے۔ پر کیا کریں ... ؟ ... صاحب سے ہمیں بھی بہت محبت ہے۔ چلو ... اب میں خیال رکھوں گی۔"

نورالحق نیت کو سمجھتا تھا۔ ارجمند نے سب سے زیادہ اسے یہی تو سمجھایا تھا۔ ... محسوس کر کے پہلی بار اسے احساس ہوا کہ رشیدہ اور آبیہ اس سے کتنی محبت کرتی ...

وہ ابتدا ہی سے رشیدہ کو اناں اور آبیہ کو آپی کہتا تھا۔ اس روز اس نے رشیدہ سے ...

"اناں ... ! آپ کا گھر یہاں سے بہت دور ہے ... ؟"

"ہاں چھوٹے صاحب ... ! بہت دور ... کراچی جتنا دور ... !"

"اور آپ کے بچے بھی ہیں ... ؟ جیسے میں امی اور بابا کا بچہ ہوں ... ؟"

"ہاں صاحب جی ... ! پر وہ بہت بڑے ہیں۔ آپ کی طرح چھوٹے نہیں

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ہیں۔"

"تو بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو کیا امی بابا انہیں بھول جاتے ہیں۔ [illegible] آپ کو وہ یاد نہیں آتے انا ...؟"

رشیدہ رونے لگی۔

"بہت یاد آتے ہیں چھوٹے صاحب ...! پر آپ سے دور جاؤں تو آپ ان سے بھی زیادہ یاد آتے ہیں۔ آپی کا بھی یہی حال ہے۔ پر اس کی شادی [illegible] تو اسے دور جانا پڑے گا۔ مجھے پتا ہے، وہ بہت رویا کرے گی آپ کے لیے۔"

نورالحق چند لمحے سوچتا رہا۔

"آپ سب کو یہاں بلا لیں نا ...!"

"وہاں ان کے گھر ہیں، زمینیں ہیں، وہ نہیں آ سکتے۔ بیٹیوں کی [illegible] ہے۔ وہ اپنے شوہروں کے ساتھ ہیں۔" رشیدہ نے کہا۔

"پر چھوٹے صاحب ...! ہم یہاں بہت خوش ہیں۔ ہم [illegible] نہیں رہ سکتے۔"

ننھے نورالحق نے بڑی محبت سے رشیدہ کا ہاتھ تھام لیا۔

"میں بھی آپ سے اور آپی سے بہت محبت کرتا ہوں انا ...!"

رشیدہ کی آنکھیں پھر بھیگنے لگیں۔

"مجھے پتا ہے چھوٹے صاحب ...!"

نورالحق کچھ سوچ رہا تھا۔ چند لمحے بعد بولا۔

"آپی کی شادی ہو گی تو وہ دور چلی جائیں گی انا ...؟"

رشیدہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

نورالحق پھر کچھ سوچنے لگا۔ پھر اس نے سر اٹھا کر رشیدہ کو دیکھا۔

"اور اگر آپی کی شادی ماموں سے ہو جائے تو وہ کہیں نہیں جائیں گی۔ یہیں رہیں گی۔" اس نے کہا۔

چند لمحے تو رشیدہ کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ پھر اچانک اس کے دل میں روشنی سی ہو گئی۔

"نورالحق ...! کہاں ہو تم ...؟"

ساجد کی آواز سنائی دی تو نورالحق باہر چلا گیا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ اس نے کیسی راہ سجھا دی ہے۔

اور وہاں تائی تھیں۔ وہ اس سے قریب رہنے کی کوشش کرتی تھیں، مگر کچھ دور [illegible] وہ جانتا تھا کہ وہ بھی اس سے بہت محبت کرتی ہیں۔ انہوں نے کبھی اس کا اظہار [illegible] تھا۔ پھر بھی اسے یہ بات معلوم تھی۔ وہ اس کی طرف دیکھتیں تو نہ جانے کیسے [illegible] ہو جاتا۔ نہ جانے کیوں، وہ ان سے انجانا بنا رہتا۔ لیکن اسے احساس ہوتا [illegible] آنکھوں سے بہت نرم سی پھوار اس پر برس رہی ہے، اور وہ بھیگ رہا ہے۔ وہ [illegible] بہت اچھی لگتی تھی۔ اور وہ اسے کبھی چھوتیں (لیکن ایسا کم ہی ہوتا تھا) تو [illegible] سے چھوتیں، جیسے امی کی ہدایت کے مطابق وہ قرآن پاک کو چھوتا تھا۔ [illegible] کے چھونے پر یہی خیال آتا تھا۔ لیکن اس کی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔

ایک دن اس نے تائی سے کہا۔

"آپ تو مجھے پیار نہیں کرتیں۔"

اور تائی دہل گئیں۔

"نا پتر ...! میں تو تمہیں ساجد سے بھی زیادہ پیار کرتی ہوں۔"

"تو آپ مجھے پیار کیوں نہیں کرتیں ...؟ امی کی طرح ...!"

تائی کچھ عجیب سی ہو گئیں۔

"ویسے پیار کرنا مجھے آتا نہیں ہے پتر ...! ویسے میں ہر وقت تمہیں چومتی ہوں آنکھوں سے۔"

نورالحق جانتا تھا کہ یہ سچ ہے۔ مگر اس نے کہا۔

"کریں گی تو آجائے گا تائی ...! مجھے اچھا لگے گا۔"

اور تائی نے پہلے ایک ایک کر کے اس کے دونوں ہاتھ چومے، پھر بڑی [illegible] سے اسے لپٹا کر اس کا ماتھا چوم لیا۔ اسے بڑا اچھا لگا۔

[illegible] تایا کی محبت بڑی بے جھجک تھی۔ وہ اسے پتر نہیں کہتے تھے، مگر اس سے [illegible] کرتے تھے۔ کبھی وہ جلدی آجاتے تو اسے اپنے ساتھ لان میں لے جاتے۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

پہلی بار ایسا ہوا تو سب لوگ لان میں ہی بیٹھے تھے۔

"میرے ساتھ آیئے چھوٹے صاحب ۔۔۔!" تایا نے اس سے کہا۔

وہ ان کے ساتھ چلا گیا۔ کچھ دور جا کر وہ اکڑوں بیٹھے اور انہوں نے اس سے کہا۔

"میرے کندھے پر بیٹھ جایئے چھوٹے صاحب ۔۔۔!" اس نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"کیوں تایا جان ۔۔۔؟"

"آپ بیٹھیں تو سہی ۔۔۔!"

نورالحق چند لمحے جھجکا، پھر ان کے کندھوں پر بیٹھ گیا۔

"اب میں آپ کا گھوڑا ہوں۔ آپ کو لے کر دوڑوں گا۔"

"گھوڑا نہیں ۔۔۔ ! اونٹ ۔۔۔!" نورالحق نے کہا۔ اسے ۔۔۔ آ گیا تھا۔

"چلیں ۔۔۔ اونٹ ہی سمجھ لیں ۔۔۔!"

"اور میں آپ کی رفتار کم زیادہ کیسے کروں ۔۔۔؟"

"تیز دوڑنا ہو تو دایاں کان پکڑیں، رفتار کم کرنی ہو تو بایاں کان پکڑیں، رُکنا ہو تو بال پکڑیں۔" زبیر نے کہا اور دوڑنا شروع کر دیا۔

چائے کی میز پر بیٹھے ہوئے لوگ یہ سب دیکھ رہے تھے۔ سب کے تاثرات مختلف تھے۔ رابعہ کے چہرے پر خوشی تھی۔ حمیدہ جیسے کہیں کھو سی گئی تھیں ۔۔۔ آنکھیں بھیگ رہی تھیں اور ارجمند گم سم اور بوکھلائی ہوئی تھی۔ جیسے ۔۔۔ رہا ہو۔

ادھر اُدھر موجود ملازمین کے انداز میں حیرت اور دلچسپی تھی۔

بالآخر ارجمند سنبھلی اور اس نے سرگوشی میں حمیدہ سے کہا۔

"چاچا کو روکیں نا دادی اماں ۔۔۔!"

لیکن حمیدہ نے اس کی آواز سنی ہی نہیں۔

اسی وقت بابا نماز پڑھ کر واپس آئے۔ چائے کی میز پر بیٹھنے کے بعد ۔۔۔

نظر اس منظر پر پڑی اور بات اس کی سمجھ میں آئی۔ اس نے بوکھلا کر سخت لہجے میں پکارا۔

"نورالحق ۔۔۔! زبیر بھائی ۔۔۔!"

نورالحق نے جلدی سے زبیر کے بال پکڑے اور گھبراہٹ میں کچھ زیادہ ہی زور سے پکڑے۔

"رُکیں تایا ۔۔۔! رُک جائیں ۔۔۔!"

"اونٹ کو تایا کہتے ہیں۔" زبیر نے ہنستے ہوئے کہا اور اسے کندھے سے اتار دیا۔ دونوں چائے کی میز کی طرف چل دیے۔ نورالحق سہما ہوا تھا۔ کیونکہ بابا کا چہرہ غصے سے تمتما رہا تھا۔ وہ غیر ارادی طور پر تایا کے پیچھے ہو گیا۔

زبیر عبدالحق کے برابر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ نورالحق ارجمند کے پاس جا بیٹھا۔

"یہ کیا حرکت تھی نورالحق ۔۔۔؟" عبدالحق نے سخت لہجے میں کہا۔

"اب تم اتنے ننھے بچے تو نہیں ہو ۔۔۔!"

"تایا نے کہا تھا بابا جان ۔۔۔!"

عبدالحق نے زبیر کی طرف دیکھا جو گڑبڑایا ہوا تھا۔ اس کی نظروں میں سوال تھا۔

"دل میں بہت ارمان تھے کاکا ۔۔۔!" زبیر نے جھجکتے ہوئے دبے لہجے میں کہا۔

"چھوٹے سے تھے تو دور چلے گئے، اب ملے ہیں تو وہ سب ارمان پورے کرنے کو جی چاہتا ہے۔"

"مگر مجھے اچھا نہیں لگا۔" عبدالحق نے کہا۔

"بس کر عبدالحق ۔۔۔!" دادی نے سخت لہجے میں کہا۔ اس کی آواز زندھی ہوئی تھی۔

"تجھے کیا حق ہے ان کے بیچ آنے کا ۔۔۔؟" اور وہ رونے لگی۔

بابا بوکھلا گئے۔

"کیا ہوا اماں ۔۔۔؟ کیا ہو گیا ۔۔۔؟"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"مجھے ایسا کمرہ کب ملے گا......؟" اس نے بڑی حسرت سے کہا۔

"تمہیں الگ کمرہ چاہئے......؟" انہوں نے اس سے پوچھا۔

وہ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"بالکل اکیلے رہنا تو مجھے اچھا نہیں لگے گا۔"

یہ سن کر ساجد بھائی مسکرائے۔ وہ بہت خوش نظر آنے لگے۔

"آپ کو اچھا لگتا ہے اکیلے رہنا......؟" اس نے ان سے پوچھا۔

"ایک بات بتاؤں۔ چاچا نے جب یہ کمرہ مجھے دیا تو مجھے کہا کہ کوئی کمی ہو یہاں تو مجھے بتا دو۔ میں نے وہ کمی بتا دی۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ تم کچھ بڑے ہو جاؤ گے تو وہ اس کمی کو دور کر دیں گے۔"

"اور وہ کمی کیا ہے......؟"

"میں نے ان سے کہا کہ یہاں بس نورالحق کی کمی ہے۔"

وہ خوش ہو گیا۔

"یہ کہا آپ نے......؟ آپ اپنے کمرے میں مجھے شریک کریں گے......؟"

"میں اپنی ہر چیز کے بارے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہم دونوں کی ہے... تمہاری اور میری۔" ساجد بھائی نے بڑے پیار سے کہا۔

"بلکہ میری ہر چیز پہلے تمہاری ہے اور پھر میری۔"

"تو یہ کمرہ میرا بھی ہے......؟"

"مجھ سے زیادہ تمہارا ہے۔"

"تو پھر میں یہاں رہ کیوں نہیں سکتا......؟"

"میں نے اپنے حصے کا کام کر دیا تھا۔ چاچا سے تمہارے لئے اجازت لے لی تھی۔ اب تم اپنے حصے کا کام کرو۔ ان سے اجازت لے لو تو تم آج ہی اس کمرے میں آ سکتے ہو۔"

نورالحق کے جسم میں سنسنی دوڑ گئی۔

اس نے بابا سے بات کی تو انہوں نے کہا۔

"اب تم تین دن تک اس کمرے میں نہیں جاؤ گے۔ یہ میرا حکم ہے۔"

روتی ہوئی دادی نے بس اتنا کہا۔

"اپنا بچپن تجھے یاد نہیں...... پر مجھے تو کیا کیا کچھ یاد آ گیا۔"

اور بابا شرمندہ نظر آنے لگے۔

"مجھے معاف کر دیں زبیر بھائی......!"

"ارے نہیں کاکا......! کیوں شرمندہ کرتے ہیں مجھے......؟" تایا نے بھرائی [illegible] سے کہا۔

اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا۔ رات کو اس نے اس سے پوچھا۔

"ابھی تم چھوٹے ہو۔" انہوں نے کہا۔

"کچھ بڑے ہو جاؤ تو تمہیں ایک بہت اچھی سچی کہانی سناؤں گی۔ [illegible] کہانی...... تمہاری امانت ہے وہ۔"

"تو ابھی سنا دیں نا......!"

"نہیں......! ابھی نہیں......! اصل میں دادی کو زیادہ معلوم ہے۔ [illegible] وہی سنائیں گی۔"

اب بھی تایا جب جلدی آ جاتے تو اس کا اونٹ [illegible] کراتے۔ اور کبھی اسے گاڑی میں بٹھا کر لے جاتے اور کھلاتے پلاتے۔ انہیں معلوم تھا کہ آئس کریم اسے بہت پسند ہے اور وہ ساجد بھائی کو ساتھ چلنے کو [illegible] کہتے تھے۔ وہ اصرار کرتا تو وہ اسے ساتھ لے لیتے۔

اور پھر ساجد بھائی تھے۔ وہ اس سے بڑے تھے۔ مگر اس [illegible] اور وہ جانتا تھا کہ وہ اس سے بہت محبت کرتے ہیں۔ اسے بھی ان [illegible] لگتا تھا۔ وہ ان سے بہت کچھ سیکھتا تھا۔ شروع میں تو ان کی مصروفیت زیادہ [illegible] وہ اسے بہت وقت دینے لگے۔ وہ ہوم ورک کرتا تو وہ اس کے پاس بیٹھے رہتے۔ اسے کوئی مشکل ہوتی تو اسے سمجھاتے۔

اور سچ یہ ہے کہ وہ بھی ان سے بہت محبت کرتا تھا۔

پھر ساجد بھائی کو ان کا الگ کمرہ ملا تو اسے بہت اچھا لگا۔ اسے ان پر رشک بھی آیا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

اس نے سوچا۔ یہ تو اچھا ہونے کے بجائے برا ہو گیا۔

اگلے روز وہ ساجد بھائی سے ملا اور انہیں اپنی اس سزا کے بارے میں بتایا۔ وہ ہنسنے لگے۔

''آپ کو اچھی لگی ہے یہ بات ؟'' اسے سخت صدمہ ہوا۔

''تین دن بعد دیکھنا... تمہیں بھی اچھی لگے گی۔''

وہ بہت اُداس ہو گیا۔ اسے ساجد بھائی سے ایسی امید نہیں تھی۔ ... کچھ کھنچ سا گیا۔

تین دن بعد بابا نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

''آؤ میرے ساتھ !'' اور وہ اسے لے کر ساجد بھائی کے کمرے کی طرف چل دیے۔

ساجد بھائی دروازے پر ہی کھڑے تھے۔ بابا نے ان سے کہا۔

''لو بھئی ساجد...! اپنے پارٹنر کو سنبھالو !''

ساجد بھائی نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے کمرے میں لے گئے۔

پہلے تو اسے حیرت ہوئی اور پھر اس کی خوشی کی کوئی حد نہیں تھی۔ ... ایک چیز تھی، وہاں اب ایک جیسی دو چیزیں تھیں۔ ساجد بھائی جیسا ایک ... میز ان کی میز کے برابر، ویسی ہی ایک اور الماری، ویسی ہی کرسی۔

''اب یہ تمہارا کمرہ ہے۔'' ساجد بھائی نے کہا۔

''نہیں ساجد بھائی...! ہمارا کمرہ۔'' اس نے کہا اور ان سے لپٹ گیا۔

ان محبتوں نے اسے گھیر لیا تھا۔ اس کی زندگی کا اُفق ... رہا تھا۔ کبھی کبھی اسے خیال آتا کہ بابا سے اس کا ملنا کم ہوتا جا رہا ہے۔ ... کہ وہ ملتے ہی نہ ہوں۔ رات کو وہ باقاعدگی سے آتے۔ اس کے ساتھ ... اللہ میاں کے متعلق بتاتے۔ وہ اللہ کے متعلق بہت باتیں کرتے لیکن ایک بات ایک تاکید وہ ہر رات کرتے۔

''تمہیں مجھ سے، امی اور دادی سے، تایا سے... کسی سے بھی کوئی ضرورت ہو تو ان سے مانگنے سے پہلے سب سے پہلے اللہ سے مانگا کرو میرے ...

اللہ سے مانگنے سے پہلے کسی سے کچھ کہنا بہت بری بات ہے۔ اللہ کو ناراض کرنے والی بات۔''

اور وہ ان سے لپٹ کر سو جاتا۔

مگر جب اسے خیال آتا کہ وہ بابا سے کچھ دُور ہو رہا ہے تو وہ اُداس ہو جاتا۔ پھر وہی خیال اُلٹ کر آتا اور وہ سوچتا کہ بابا اس سے دُور ہو رہے ہیں اور اسے ... کہ بابا اس میں خوش ہیں تو اس کے دل میں شکایت کا ایک کانٹا سا چبھ جاتا۔ اسے ... غصہ آتا۔ اس کی آنکھیں جلنے لگتیں۔

دن یوں ہی گزرتے رہے۔

❀❀❀

اس روز زبیر دوپہر سے پہلے ہی گھر آ گیا۔ وہ ایک بالکل معمول کے خلاف ... تھی۔ اس پر سب کو حیرت ہوئی اور وہ خالی ہاتھ نہیں آیا۔ وہ مٹھائی کا ایک بڑا ٹوکرا لایا تھا۔ چہرہ اس کا خوشی سے چمک رہا تھا۔

ارجمند نے اس سے پوچھا۔

''کوئی بہت بڑی خوش خبری ہے چاچا...؟''

''اتنی بڑی کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتیں ارجی بی بی...!''

''تو بتائیں نا...!''

''بتاؤں گا... پہلے یہ بتائیں کہ کاکا کہاں ہیں...؟''

''آپ اماں کے کمرے میں چلیں۔ میں انہیں لے کر آتا ہوں۔''

ارجمند کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ تاہم وہ حمیدہ کے کمرے میں چلی گئی۔

''یہ مٹھائی اماں کے کمرے میں پہنچا دو۔'' زبیر نے نسیمہ سے کہا اور رابعہ سے بولا۔

''اور تم بھی اماں کے کمرے میں چلو ! میں آتا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ ... کی طرف چل دیا۔

اس نے دروازے پر دستک دی۔

اخبار پڑھتے ہوئے عبدالحق نے سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا۔ اس

دستک پر اسے حیرت ہوئی تھی۔ یہاں کوئی نہیں آتا تھا۔ ارجمند [illegible] دیر پہلے ہی چائے دے کر جا چکی تھی اور ویسے بھی وہ دستک نہیں دیتی تھی۔

"کون ہے.....؟ اندر آجائیں.....!" اس نے بلند آواز میں کہا۔

دروازہ کھلا اور زبیر نے کمرے میں قدم رکھا۔

اسے دیکھتے ہی عبدالحق نے اخبار رکھا اور ہڑبڑا کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

"زبیر بھائی.....! آپ.....؟ اس وقت.....؟" وہ کچھ پریشان ہو گیا۔

زبیر کی کیفیت بدل گئی تھی۔ عبدالحق کو دیکھتے ہی اسے [illegible] کوشش میں چہرہ بھینچنے لگا۔ اس کے باوجود وہ اپنے آنسوؤں کو نہ روک [illegible] تو یہی کی اس کیفیت میں وہ عبدالحق کی طرف بڑھتا رہا۔

اس کے آنسو دیکھ کر عبدالحق تڑپ گیا۔ اس کی پریشانی اور بڑھ گئی۔

"اللہ خیر کرے زبیر بھائی.....! کیا بات ہے.....؟"

زبیر کے ہونٹ کپکپائے۔ لیکن آواز نہیں نکلی۔ وہ کسی معمول کی طرح [illegible] کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

عبدالحق نے اس کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھتے ہوئے [illegible]

"کیسی ہی پریشانی ہو زبیر بھائی.....! اتنا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ [illegible] کارساز ہے۔"

یہ سن کر زبیر کو جھٹکا لگا۔

"ارے نہیں کاکا.....!" وہ رونا بھول گیا۔

"یہ تو خوشی کے آنسو ہیں۔ بہت بڑی خوشی خبری لایا ہوں۔ [illegible] ہیں کاکا.....!"

عبدالحق کے دل پر سے جیسے بوجھ ہٹ گیا۔

"مبارک ہو زبیر بھائی.....!" اس نے زبیر کو لپٹا لیا۔

"کچھ بتائیں گے نہیں.....!"

"اماں کے کمرے میں چلیں.....! سب کے سامنے بتاؤں گا۔"

عبدالحق اس کا ہاتھ تھام کر حمیدہ کے کمرے کی طرف چل دیا۔

[illegible] کمرے میں ارجمند اور رابعہ پہلے ہی سے موجود تھیں۔ وہاں سب کے [illegible] خوشی سے چمک رہے تھے۔ نوعیت تو کسی کو بھی معلوم نہیں تھی لیکن یہ احساس بھی [illegible] کہ کوئی غیر معمولی خوش خبری ہے۔

عبدالحق حمیدہ کے پاس جا بیٹھا۔ زبیر نے مٹھائی کی ٹوکری کھولی۔

"اب بتا بھی دیں..... کیا خوش خبری ہے.....؟" ارجمند نے بے صبرے [illegible] سے کہا۔

"ایسے نہیں.....! پہلے منہ میٹھا ہوگا سب کا۔" زبیر نے کہا۔ پھر عبدالحق سے [illegible] ب ہوا۔

"اب آپ پہلے اماں کا منہ میٹھا کرائیں کاکا.....!"

عبدالحق نے زیرِ لب بسم اللہ پڑھ کر حمیدہ کو مٹھائی کھلائی۔

"اب اماں.....! آپ کاکا کا منہ میٹھا کرائیں۔"

حمیدہ نے شفقت سے عبدالحق کا سر تھپتھپایا۔ پھر بڑی محبت سے مٹھائی اسے [illegible]

"اب میں خوش خبری سناتا ہوں۔" زبیر نے کہا۔

سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"میرے منہ میں خاک..... کاکا کو بے ایمان اور بدعنوان کہہ کر جس طرح [illegible] کیا تھا، جس طرح انہیں بے عزت اور رُسوا کیا گیا تھا....." یہ کہتے کہتے زبیر کی [illegible] آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

"[illegible] وہ میرے دل پر زخم کی طرح تھا۔ آج اللہ نے اپنی رحمت سے میرا وہ [illegible] دیا۔"

عبدالحق سمیت سب سن ہو کر رہ گئے۔ کچھ کچھ تو سبھی سمجھ گئے تھے۔ لیکن [illegible] پوری طرح کسی کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

"کیسے چاچا.....؟" ارجمند نے کہا۔

"ہم نے اس فیصلے کے خلاف کیس کیا تھا۔ آج عدالت نے فیصلہ سنا دیا کہ [illegible] کا وہ اقدام غلط تھا، غیر منصفانہ اور قطعی طور پر بے بنیاد تھا۔ عدالت نے فیصلے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

میں کہا کہ کاکا نے اس پر معذرت کرتے ہوئے انہیں فوری طور پر بحال کیا جائے۔ اور کاکا کو اختیار دیا گیا کہ جس طرح ان کی ساکھ کو نقصان پہنچا کر انہیں رسوا کیا گیا اس پر وہ عزت ہتک کا دعویٰ کر کے ہرجانہ وصول کرنے کا حق رکھتے ہیں۔"

زبیر کو ایک وقت میں اتنا بولتے نہیں سنا گیا تھا۔ سب حیران تھے۔

"ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ...... الحمدللہ ...... !" عبدالحق اور ارجمند نے بے ساختہ اور بیک وقت کہا۔ پھر حیران ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ ایک ہی لے میں یہ جیسے الفاظ ...... !

"اللہ تیرا شکر ہے ...... !" حمیدہ اور رابعہ بھی بولیں۔

"وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ......" اس بار بھی عبدالحق اور ارجمند کی آوازیں ہم آہنگ تھیں۔

"ادھر تو آ زبیر ...... !" حمیدہ نے زبیر کو پکارا۔

زبیر اس کی طرف گیا تو حمیدہ نے مٹھائی اس کی طرف بڑھائی۔

"منہ کھول زبیر ...... ! سب سے پہلا حق تو تیرا تھا۔"

"میرا تو یہ فرض تھا اماں ...... ! کاکا کی بے عزتی کے خیال سے تو میں سوچتا تھا کہ میں مر جاؤں گا۔" اب زبیر کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

حمیدہ نے دوسرے ہاتھ سے اس کے آنسو پونچھے۔

"منہ تو کھول پگلے ...... !"

زبیر نے منہ کھولا۔ حمیدہ نے اس کا سر جھکا کر اس کا ماتھا چوم لیا۔

"تو نے ثابت کر دیا زبیر ...... ! کہ تو میرا بڑا بیٹا اور عبدالحق کا بڑا بھائی ہے۔"

"مجھے تو خادم اور غلام ہی رہنے دیں اماں جی ...... !" زبیر نے کھسیا کر کہا۔

عبدالحق اور ارجمند کی آنکھیں بھی بھیگ گئی تھیں۔

حمیدہ نے ارجمند اور رابعہ کو مٹھائی کھلائی۔ پھر آواز دے کر نسیم کو بلایا۔

"یہ مٹھائی لے جاؤ۔ تم سب کے لئے ہے۔ اور انعام بھی سب کو ...... دو تم لوگوں کو۔"

... یہ خوشی خوشی مٹھائی لے لی۔ حمیدہ نے ایک پلیٹ میں تھوڑی سی مٹھائی ساجدہ کے لئے رکھ لی تھی۔

عبدالحق نے اٹھ کر زبیر کو لپٹا لیا۔

"اللہ کی رحمت سے آپ نے میرے لئے وہ کچھ کیا زبیر بھائی ...... ! جو کوئی ... کر سکتا تھا۔" اس نے کہا۔

"بظاہر تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی لیکن عزت کی اس بحالی پر جو خوشی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاید میں اپنے دکھ کو خود سے بھی چھپا رہا تھا۔ ... نے بڑے بھائی ہونے کا حق ادا کر دیا زبیر بھائی ...... ! اللہ آپ کو اس کا اجر عظیم دے دونوں جہانوں میں۔"

"میرے لئے آپ کی خوشی اور آپ کی دعاؤں سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ہے ..." زبیر نے عبدالحق کا ہاتھ چومتے ہوئے کہا۔

"آج تو بہت زبردست دعوت ہونی چاہئے۔ کیوں نہیں ...... ؟" حمیدہ نے کہا۔

"کیوں نہیں دادی اماں ...... ! جو حکم آپ کا۔"

"پہلے غریبوں اور مسکینوں کی دعوت ہونی چاہئے۔" عبدالحق بولا۔

"اس کی فکر نہ کریں کاکا ...... !" زبیر نے کہا۔

"میں بہت اچھے کھانے کا آرڈر دے کر آیا ہوں۔ دو گھنٹے بعد وہ داتا دربار ... اور خود بیٹھ کر لوگوں میں تقسیم کروں گا۔"

"الحمدللہ ...... ! آپ ہر چیز کا خیال رکھتے ہیں زبیر بھائی ...... !" عبدالحق ... میں ستائش تھی۔

"اللہ کی مہربانی سے سب آپ ہی سے سیکھا ہے کاکا ...... !" زبیر نے ... سے کہا۔

ارجمند نے رابعہ کو دیکھا جو دوپٹے میں منہ چھپائے ہوئے سسک رہی تھی۔ ... بھی نہیں سکتا تھا کہ عبدالحق کے ساتھ جو ہوا، وہ اسے محسوس بھی تھی اور اس کا ... بھی تھی اور اب خوش بھی تھی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ارجمند نے اسے لپٹاتے ہوئے کہا۔

''چچی ....! یہ سب آپ کی دُعاؤں کا صلہ ہے۔''

❀❀❀

عبدالحق کے دماغ میں ہلچل سی مچی ہوئی تھی۔ ذہن میں بہت سے سوال

تھے، جن کے جواب صرف زبیر کے پاس تھے۔

''کھانے کے لئے جائیں تو مجھے بھی ساتھ لے لیجئے گا زبیر بھائی

''بہت بہتر کاکا ....!''

ان دو گھنٹوں میں اس نے ظہر کی نماز پڑھی۔ شکر کے نوافل پڑھے

کے لئے اتنی بڑی خوش خبری تھی کہ وہ جتنا بھی شکر ادا کرتا، کم تھا

بحال فرما دی تھی۔

دو گھنٹے بعد زبیر نے دروازے پر دستک دی۔ پھر دروازہ

''چلیں کاکا ....!''

وہ اُٹھا اور اسٹڈی سے باہر آ گیا۔

گاڑی زبیر ڈرائیو کر رہا تھا اور وہ اس کے برابر والی سیٹ پر بیٹھا

عبدالحق اپنی سوچوں کو مرتب کرتے ہوئے یہ سوچنے لگا

بات کس طرح شروع کرے ....؟ بالآخر اسے سرا مل ہی گیا۔

''بے شک زبیر بھائی ....! یہ اللہ نے بہت بڑا کرم فرمایا ہے۔

حتمی فتح تو نہیں ہے کہ ہم اس طرح جشن منائیں۔'' اس نے کہا۔

''میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا کاکا ....!''

''میرا مطلب ہے کہ یہ فیصلہ حکومت کے خلاف ہے

اپیل کا حق بھی ہوگا۔''

''یہ آپ نے ٹھیک کہا کاکا ....! لیکن وہ اپیل نہیں کریں گے۔''

''یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں ....؟''

''آپ اس لئے نہیں سمجھ پا رہے ہیں کاکا ....! کہ آپ نے

دلچسپی ہی نہیں لی۔ آپ کو پتا ہی نہیں کہ یہ کیس کس انداز میں چلا ہے

میں نے اس لئے دلچسپی نہیں لی کہ حکومتوں سے لڑنا ممکن نہیں ہوگا۔''

کہا۔

لیکن خیر ....! آپ مجھے سمجھائیں ....!''

''بات یہ ہے کاکا ....! کہ حکومت کے پاس نہ تو اپنے موقف کی تائید کے

اور نہ ہی آپ کے خلاف۔''

لیکن جج بھی تو انسان ہوتے ہیں۔ حکومت کا دباؤ جھیلنا ججوں کے لئے

نہیں ہوتا۔''

حکومت بھی کسی کی ماتحت ہوتی ہے کاکا ....!'' زبیر نے بڑی سادگی سے

قادرِ مطلق کے سامنے تو کوئی دم نہیں مار سکتا اور اللہ چاہے تو کمزور سے

کو وہ طاقت عطا فرما دے کہ وہ طاقت ور ترین انسان کو زیر کرلے۔''

عبدالحق کی شرمندگی کی کوئی حد نہیں تھی۔

ہے میرا اللہ پر بھروسہ ....!'' اس نے شرمندگی سے سوچا۔

مگر کاکا ....! وہ اپیل تو کر سکتے ہیں۔ اور اپیل کی سماعت کرنے والے

بھی ڈال سکتے ہیں۔''

میں آپ کو بتا رہا ہوں کاکا ....! کہ وہ اپیل نہیں کریں گے۔ یہ لیں، ہم

آ گئے۔ یہاں رُک کر میں آپ کو تفصیل سے بتاؤں گا۔'' زبیر نے کہا اور

میں گاڑی روک دی۔

دونوں نیچے اُترے۔ دُکان کا مالک لپکتا ہوا ان کی طرف آیا۔

بس دو منٹ اور لگیں گے باؤ جی ....! پھر میں دیگیں لدوا دوں گا گاڑی

ٹھیک ہے ہم انتظار کریں گے۔'' زبیر نے کہا۔

او چھوٹے ....!'' دُکاندار نے اپنے ملازم کو للکارا۔

بھاگ کر سیاں لا کر سائے میں لگا صاحب لوگوں کے لئے ....!''

لپک کر دو کرسیاں لے آیا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"بیٹھیں کاکا...!" زبیر نے کہا۔

وہ دونوں بیٹھ گئے۔ عبدالحق زبیر کو استفسار طلب نظروں سے [illegible]

"بات یہ ہے کاکا...! کہ ہم نے آپ کے سالانہ کوشش [illegible] کیا تھا۔ وکیل صاحب بڑا اعتماد تھے کہ یہ بہت بڑی مضبوطی ہے۔ [illegible] اور خدمات کو اجاگر کرنے کے لئے گواہوں کی ضرورت تھی۔ میں نے [illegible] بتایا اور انہیں حق نگر لے گیا۔ وہاں جا کر تو ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ [illegible] جس پر آپ کا احسان نہ ہو...؟ اور وہ اس کا اعتراف نہ کرے [illegible] لے اٹھے" اور بڑے بڑے لوگ سامنے آئے کہ وکیل صاحب [illegible] وہاں تو آپ کے حق میں جلوس بھی نکلتے رہے تھے اور اخبارات میں [illegible] تصاویر سمیت شائع ہوتی رہی تھی۔ دوسری طرف سیاسی طور پر وہاں [illegible] نے آپ کے خلاف بہت کچھ کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اسے [illegible] ملی۔ اس کے متعلق میں آپ کو بعد میں کبھی بتاؤں گا۔

تو وکیل صاحب نے وہاں سے کچھ گواہ منتخب کئے ان کو [illegible] بڑے زمین دار ہیں، عدالت میں گواہی دے کہ وہ پاکستان بنتے [illegible] سے صرف تن کے کپڑوں میں، بے سروسامانی کے عالم میں یہاں آئے تھے [illegible] ہر طرح سے ان کی مدد کی۔ حق نگر میں تمام زمین آپ کی تھی۔ آپ نے [illegible] زمین دی۔ بلکہ فصل کے اور گزر اوقات کے لئے ان کی مالی مدد بھی کی [illegible] سے کچھ بھی نہیں لیا۔ انہیں بلا قیمت حق ملکیت دیا۔ وہ آج جو کچھ بھی ہیں [illegible] صرف آپ کی وجہ سے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی حیثیت تو [illegible] اور جس کے پاس بغیر کسی تعلق اور غرض کے لوگوں کو دینے کے لئے [illegible] ناجائز طریقوں سے مال حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے [illegible] وکیل نے بڑا واویلا کیا۔ لیکن وہ آپ کے خلاف ایک گواہ بھی نہیں [illegible]

توقف کیا اور سر اٹھا کر دیکھا تو حیران رہ گیا۔

عبدالحق کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"آپ رو کیوں رہے ہیں کاکا...؟"

"یہ تو اور بڑی رسوائی ہوئی زبیر بھائی...!"

"کیسے کاکا...؟"

"میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا تھا۔ جو کچھ تھا، اللہ کا دیا ہوا تھا اور میں نے [illegible] لوگوں کی اس سے مدد کی تھی۔ یہ تو شہرت کے نام پر رسوائی ہوئی۔"

"آپ غلط سوچ رہے ہیں کاکا...!" زبیر نے ناصحانہ لہجے میں کہا۔

"وہ کوئی ڈھکی چھپی بات تو نہیں تھی۔ حق نگر میں کون ہے جو یہ بات نہیں [illegible]؟ جو الزام آپ پر لگا، اسے حق نگر میں کوئی بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔"

[illegible] بات معقول تھی۔ یہ اللہ کی دی ہوئی عزت تھی۔ جو صرف اللہ ہی واپس لے [illegible] اس سے محروم کرنا بندوں کے بس کی بات نہیں۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ...!" اس نے دھیرے سے کہا۔

"لیکن یہ بتائیں کہ میں تو ہر روز اخبار پڑھتا ہوں۔ یہ تفصیل مجھے کیوں نظر [illegible]...؟"

"حکومت نے عدالت سے استدعا کی تھی کہ فیصلہ آنے تک عدالتی کارروائی [illegible] اشاعت سے اخبارات کو روک دیا جائے۔ کیونکہ یہ حکومت کی عزت اور ساکھ کا [illegible] ہے۔ اس پر ہمارے وکیل نے اعتراض کیا کہ میرے موکل کی تو تصویر بھی چھاپی [illegible] اور اسے اخبارات ہی کے ذریعے رسوا کیا گیا۔ حالانکہ یہ کام محکمہ جاتی کارروائی [illegible] ذریعے ہونا چاہئے تھا۔ تشہیر کی تو ضرورت ہی نہیں تھی۔ ہمارا تو موقف ہی یہی ہے [illegible] سے صرف بیوروکریسی کو رسوا کرنے کی غرض سے دانستہ طور پر تشہیر کی گئی۔ [illegible] ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کیا گیا ہے۔ لہٰذا ان کی یہ استدعا مسترد کی [illegible]"

عبدالحق کی دلچسپی ایک دم بڑھ گئی۔

"پھر...؟"

"عدالت نے ہمارے وکیل کا استدلال تسلیم کیا اور حکومت کی درخواست [illegible] دی۔"

"مگر اخبارات میں تو کچھ بھی شائع نہیں ہوا۔"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"حکومت نے اخبارات پر دباؤ ڈالا۔ سرکاری اشتہارات ر... کی ... دی۔ بڑے اخبارات اس دباؤ کے آگے جھک گئے۔ دائیں بازو کے چند ... رسالے البتہ ڈٹ گئے۔ تو ان کی کاپیاں ضبط کر لی گئیں۔ ڈیکلریشن منسوخ کر ... گئے۔ پریس سیل کر دیے گئے۔"

"اتنا کچھ ہو گیا اور مجھے پتا بھی نہیں چلا...؟" عبدالحق نے حیرت سے کہا۔

"کیسے پتا چلتا آپ کو...؟"

"مگر میں اب بھی حیران ہوں کہ فیصلہ ہمارے حق میں کیسے آیا!"

"اللہ کی مہربانی اور جج کی جرأت مندی۔" زبیر نے کہا۔

"اور آخر میں چچا جان کی گواہی نے تو شک و شبے کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔"

عبدالحق بری طرح چونکا۔

"کون چچا جان...؟"

"اپنے مسعود احمد صاحب...!"

"انہوں نے گواہی دی میرے حق میں...؟"

"گواہی کیا دی کاکا...! کیس کا فیصلہ ہی کرا دیا۔"

"یہ کب کی بات ہے...؟"

"ابھی صرف دو دن پہلے ہی۔"

عبدالحق کی سمجھ میں آ گیا۔ پچھلی بار مسعود صاحب نے کہا تھا کہ ابھی ایک بہت ضروری کام ہے، جس میں دو تین دن بھی لگ سکتے ہیں۔ انہوں نے ... کو افسوس کیا تھا کہ وہی اسے زبردستی سول سروس میں لے گئے، جہاں اسے عزت کے بجائے رُسوائی ملی۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ انہوں نے اللہ سے بہت دعا کی ہے کہ وہ ان کے ذریعے ہی اس رُسوائی کا ازالہ کرائے۔

اسے افسوس ہونے لگا۔ اب مسعود صاحب دُنیا سے بے نیاز ہو چلے تھے۔ اس کی خاطر انہیں اپنا وہ کمرہ اور اپنی خوب صورت مصروفیات چھوڑ کر عدالت میں ... پڑا۔

"انہیں زحمت دینے کی کیا ضرورت تھی زبیر بھائی...؟" اس کے لہجے میں ... کہا۔

"آپ بات سمجھے ہی نہیں کاکا...! مجھے تو شاید کئی دن تک اس بات کا پتا نہ ... انہوں نے اس صبح ہی مجھے فون کر کے بلایا اور اس خبر کے بارے میں بتایا۔ ... نے ہی دعویٰ دائر کرنے کی بات کی۔ وکیل البتہ میرا تھا، جو ہمارے تمام قانونی ... سنبھالتا ہے۔ میں نے انہیں وکیل سے ملوایا۔ انہوں نے ہی اس کے ساتھ مل ... عملی طے کی۔ سب کچھ انہوں نے ہی کیا ہے کاکا...!"

عبدالحق کی آنکھیں پھر بھیگنے لگیں۔ اللہ نے کیسی کیسی سچی اور پیاری محبتیں ... کی ہیں۔ واقعی ... مسعود صاحب اس سے اپنے بیٹے جیسی محبت کرتے تھے۔

... کہا۔

"آپ پہلے بتا دیتے کاکا...! مجھے سب سے پہلے چچا جان کو فون کرنا ... تھا۔"

"یہ فون کرنے کی بات نہیں کاکا...! ابھی کھانا نمٹا کر، مٹھائی لے کر ان ... چلیں گے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ یہ ترتیب اللہ کو خوش کرنے والی ہے۔"

اسی وقت دُکاندار ان کے پاس چلا آیا۔

"دیگیں گاڑی پر رکھوا دی ہیں باؤ جی...!"

زبیر نے کھانے کی ادائیگی کی اور دیگوں والی گاڑی کے ڈرائیور سے کہا۔

"ہمارے پیچھے پیچھے چلنا۔"

وہ اپنی گاڑی میں بیٹھے۔ زبیر نے گاڑی اسٹارٹ کی اور بڑھا دی۔

عبدالحق کا ذہن اُلجھ رہا تھا۔ سب سے پہلے اسے مسعود صاحب کو مبارک باد دینی تھی اور ان کا شکریہ ادا کرنا تھا۔ مگر نہ جانے کیوں، اسے زبیر کی آخری بات یاد آئی کہ مجھے تو لگتا ہے، یہ ترتیب اللہ کو خوش کرنے والی ہے۔ وہ اس پر غور ... لگا۔

"ترتیب...؟"

پھر وہ چونکا۔ ترتیب کی تو بڑی اہمیت ہے۔ اور ترتیب میں سب سے پہلے اللہ کا

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

شکر ادا کرنا چاہئے، پھر اس کا شکریہ، جسے اللہ نے مدد کا وسیلہ بنایا۔

''اللہ کا شکر ہے۔ میں نے ترتیب کا خیال رکھا۔ الحمدللہ ...
سے پہلے اللہ کا شکر ادا کیا۔''

''تو پھر زبیر بھائی نے ترتیب کی بات کیوں کی ...؟''

وہ زبیر کی بات کو ایک سادہ آدمی کی بات قرار دے کر نظر انداز کرنے ...
تھا کہ اس کے ذہن میں لفظ ترتیب بجلی کی طرح کوندا۔

''جس ترتیب کی بات زبیر بھائی نے کی، اس پر غور تو کیا ہے ...
ترتیب ہے کیا... ؟''

''ہم نے اللہ کی اس رحمت پر، اس کامیابی پر اللہ کا شکر ادا کیا ... خوشی
میں گھر والوں اور ملازمین کا منہ میٹھا کیا۔ گھر میں دعوت کا اہتمام کرنے سے پہلے ...
بھائی نے اللہ کے محروم بندوں کی دعوت کا اہتمام کیا اور اب ہم وہ دعوت ...
رہے ہیں۔

اللہ کے محروم، مسکین بندوں کی دعوت!''

اس کے ذہن میں اپنے ہی الفاظ گونجے اور اس کے ساتھ ... ایک
جھماکا سا ہوا۔ بات پوری طرح اس کی سمجھ میں آ گئی۔

''زبان سے شکر ادا کیا۔ مگر اس سے کیا ہوتا ہے۔ آدمی کو اپنی حیثیت کے
مطابق عملی طور پر بھی تو شکر ادا کرنا ہوتا ہے۔ اللہ کو خوش کرنے کی ... بھی ضرورت
ہوتی ہے اور اللہ کو خوش کیسے کیا جائے...؟

اللہ کے بندوں کو خوش کیا جائے۔ اللہ کے دیئے ہوئے مال سے بھوکوں کو
کھانا کھلایا جائے، محروموں کی محرومی کو بساط بھر کم کرنے کی کوشش کی جائے۔ اللہ کے
دیئے ہوئے مال سے ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کی جائے تو اللہ بہت خوش ہوتا
ہے۔ یہی تو ہے ترتیب۔''

عبدالحق کو زبیر پر رشک آنے لگا۔ کتنی سادگی، بے پرواہی ... سے
سے اس نے اتنی گہری بات کہہ دی۔ وہ تو زبیر سے یہ امید نہیں کر سکتا تھا۔ ... سچ ہے
اللہ جسے جتنا چاہے، نواز دے۔ اللہ کے نیک بندوں کی محبت سے بہت کچھ ملتا ہے

... کو۔ جو زبیر نے اتنی آسانی سے کہا، وہ تو اسے سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اس کو تو اس
... کو سمجھنے میں بھی اتنی دیر لگی۔

''واقعی...! یہی تو ہے ترتیب... !''

وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ زبیر نے گاڑی روک دی۔ وہ داتا دربار پہنچ گئے
تھے۔

دیگیں اُتاری گئیں۔ کھانے کے ساتھ ڈرائیور کے علاوہ بھی تین افراد آئے
تھے۔ ان میں سے ایک دیگ پر بیٹھ گیا۔ اس نے ڈرائیور سے کچھ کہا۔ ڈرائیور ان
دونوں کی طرف چلا آیا۔

''آپ لوگوں کو لا کر دوں باؤ جی... !'' اس نے پوچھا۔

زبیر ہچکچایا۔ مگر عبدالحق کو اس سلسلے میں اپنا ایک بہت پرانا تجربہ یاد آ رہا تھا۔
اس نے ڈرائیور سے کہا۔

''ہاں...! ہمارے لئے بھی لے کر آؤ...!''

اتنی دیر میں دُکان کے دو ملازموں نے آوازیں لگانا شروع کر دیں تھیں۔

''آؤ بھی آؤ... لنگر آیا ہے...!''

دیکھتے ہی دیکھتے وہاں کھانا لینے والوں کی قطار لگ گئی۔ دیگ والے نے
... کھانا دینا شروع کر دیا۔

ڈرائیور گاڑی کی طرف گیا۔ وہاں سے اس نے دو صاف ستھری پلیٹیں لیں
... کھانا تقسیم کرنے والے کی طرف چل دیا۔

''جو کھانا ہم اللہ کو خوش کرنے کے لئے اس کے بندوں کو کھلا رہے ہیں،
... خود بھی تو اس میں سے کھانا چاہئے۔'' عبدالحق نے زبیر سے کہا۔

''پتا تو چلے کہ اچھا بھی ہے یا نہیں...؟ آدمی دوسروں کو وہ کچھ دے جو خود
... اچھا لگے۔ میں یہاں اس بات کو اُلٹ کر دیکھتا ہوں۔ جو ہم دوسروں کو دے رہے
... وہی خود بھی لینا چاہئے۔''

''میں آپ کے خیال سے ہچکچا گیا تھا کاکا... !'' زبیر نے شرمندگی سے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ڈرائیور نے انہیں کھانا لا کر دیا۔ ادھر لنگر لینے والوں کی قطار
تھی۔

عبدالحق اور زبیر نے بھی کھانا شروع کیا۔ عبدالحق نے پہلا لقمہ لیتے ہی
تعریفی لہجے میں کہا۔

"الحمدللہ ...! کھانا بہت اچھا ہے زبیر بھائی ...!"

"اللہ کا شکر ہے کاکا ...! کاش اللہ کو بھی پسند آئے اور وہ اسے قبول
فرمائے ...!"

عبدالحق نے دل میں آمین کہا۔

کھانا بہت تھا۔ وہ بارہ دیگیں اپنے ساتھ لائے تھے۔ لیکن لنگر لینے والے بھی
نہ جانے کہاں سے امنڈ آئے تھے۔ ان کی قطار لمبی ہوتی جا رہی تھی۔

ان دونوں نے کھانا ختم کیا۔ قریب کھڑے ڈرائیور نے پلیٹیں ان سے لیتے
ہوئے پوچھا۔

"اور دوں سرکار ...؟"

عبدالحق نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"الحمدللہ ...!" پھر اسے کچھ خیال آیا تو اس نے ڈرائیور سے کہا۔

"تم لوگوں کو بھی تو کھانا ہے۔"

ڈرائیور مسکرایا۔

"آپ ہماری فکر نہ کریں۔"

"نہیں ...! یہ بھی ضروری ہے۔ ہماری ذمہ داری ہے۔"

"تارا ہم لوگوں کے لئے کھانا نکال کر رکھ لے گا باؤ جی ...! پھر ہم [illegible] میں
کھائیں گے۔"

"چلو ... ٹھیک ہے ...!"

ڈرائیور گاڑی کی طرف گیا۔ وہاں سے اس نے دو اور پلیٹیں لیں اور کھانا
نکالنے والے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس سے کچھ کہا۔ دیگ پر بیٹھے ملازم نے دو
پلیٹوں میں کھانا نکال دیا۔ ڈرائیور اور دوسرا آدمی ان پلیٹوں کو گاڑی کی طرف لے

گئے۔

عبدالحق نے اطمینان کی سانس لی۔ سب کام اچھی طرح ہو گئے تھے۔ وہ
زبیر کی طرف مڑا۔

"اب چلیں زبیر بھائی ...؟"

زبیر نے اس کی طرف دیکھا۔ اس کی نگاہوں میں حیرت تھی۔

"ابھی تو کھانا باقی ہے کاکا ...!"

عبدالحق اس وقت مسعود صاحب کے پاس جانے کو بے تاب ہو رہا تھا۔ اس
نے کہا۔

"الحمدللہ ...! سب کچھ تو ہو گیا زبیر بھائی ...! کھانا تو یہ لوگ تقسیم کر ہی
دیں گے۔"

"آپ کو برا نہ لگے تو ایک بات کہوں کاکا ...!"

"آپ بڑے بھائی ہیں میرے۔ یہ مجھ سے اتنا تکلف کرنا کب چھوڑیں
گے۔" عبدالحق جھنجلا گیا۔

"میں یہ کہہ رہا ہوں کاکا ...! کہ آپ گاڑی لے کر چلے جائیں۔ میں
رکشے میں آ جاؤں گا۔"

"لیکن کیوں زبیر بھائی ...! ساتھ ہی چلیں نا۔ مٹھائی لے کر چچا جان کی
طرف جانا ہے۔"

زبیر چند لمحے ہچکچایا پھر بولا۔

"ابھی میرا یہاں رکنا ضروری ہے کاکا ...!"

"کیوں ...؟"

"ذمہ داری کی بات ہے کاکا ...!"

"میں سمجھا نہیں ...!"

زبیر پھر ہچکچایا۔

"مجھے اتنا کچھ پتا نہیں کاکا ...! سچ یہ ہے کہ میں تو کچھ سمجھتا بھی نہیں۔ لیکن
مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ کو بندے کے ہر کام کو احسن طریقے سے پوری ذمہ

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

داری کے ساتھ کرنا بہت پسند ہے۔"

"بالکل ٹھیک زبیر بھائی! لیکن میں اب بھی آپ کی بات نہیں سمجھا۔"

"بات میری نہیں، مولوی صاحب کی ہے کاکا! میں تو بس سمجھ کر ان کی بات سمجھ کر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔" زبیر کے لہجے میں بلا کی عاجزی تھی۔

"مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اپنے کام کو پوری ذمہ داری [illegible] اور دیانت داری سے کرنا اللہ کے ہاں عبادت ہے۔ اللہ ایسے لوگوں سے خوش ہوتا ہے۔ جب سے یہ بات مولوی صاحب نے سمجھائی ہے، میں اس پر عمل کر [illegible] ہوں۔ اطمینان تو نہیں ہوتا پر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ بندے کی کوشش [illegible] ہوتی ہے۔ لیکن اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ وہ بندے کی کوشش اور اس کے [illegible] مطابق اس کی خامی کو بخش دیتا ہے اور اس کے کام کو قبولیت عطا فرماتا ہے۔"

عبدالحق نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔

"بات تو ٹھیک ہے زبیر بھائی! لیکن اس وقت ایسا کیا ہے۔"

"یہ تو اپنے کام کی، دنیاوی کام کی بات ہے کاکا! اور مولوی [illegible] فرماتے ہیں کہ اللہ کے حکم پر عمل کرنا تو جیسے اللہ کا کام ہوا۔ تو اللہ کا کام [illegible] داری سے کرنا ہوتا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ نیکی کرنا اور بات ہے۔ پر [illegible] جو صرف اور صرف اللہ کو خوش کرنے کے لئے کی جائے۔ تو اللہ کو خوش [illegible] کچھ کرنا تو سب سے بڑا کام ہوا۔ اس میں تو غیر ذمہ داری ہونی ہی نہیں چاہئے۔"

عبدالحق کی حیرت بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ جتنا عرصہ اس نے [illegible] تھا، اس عرصے میں زبیر تو کچھ کا کچھ ہو گیا تھا۔

"میں اب بھی نہیں سمجھا زبیر بھائی!" اس نے بے بسی سے کہا۔

"میری اپنی سمجھ میں بھی کچھ کچھ ہی آیا ہے کاکا! بس کوشش کرتا رہتا ہوں۔ آپ کو کیا بتا سکتا ہوں؟" زبیر نے عاجزی سے کہا۔

"اس معاملے میں جو آپ نے سمجھا، وہ تو بتا دیں مجھے!"

زبیر ازحد شرمندہ نظر آنے لگا۔ اس نے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے۔

"بتائیں نا زبیر بھائی! مجھے الجھن ہو رہی ہے۔"

"میری سمجھ میں تو یہی آیا ہے کاکا! کہ اللہ نے ہم پر بہت بڑا کرم [illegible] بہت بڑی کامیابی اور عزت عطا فرمائی۔" زبیر نے اٹک اٹک کر کہا جیسے مجبوراً [illegible] رہا ہو۔ "نہ چاہنے کے باوجود۔ اب ہم نے جو اللہ کے دیئے ہوئے مال کے زور [illegible] کے بندوں کو کھانا کھلانے کا یہ اہتمام کیا تو اس کے اس کرم پر شکر ادا کرنے کے [illegible] کیا، اور اسے خوش کرنے کے لئے کیا۔"

"بے شک زبیر بھائی! اللہ اسے قبول فرمائے۔ یہی بات ہے۔"

"تو ہم نے یہ کام اللہ کے لئے ہی کیا ہے نا۔ اللہ کا شکر ادا کرنے والے [illegible] کرنے کے لئے۔"

"بے شک!"

"اسی لئے مجھے مولوی صاحب کی بات یاد آ گئی۔ اس کام کو پوری ذمہ داری [illegible] سے کرنا ہے۔ غیر ذمہ داری کی گنجائش ہی نہیں۔ ورنہ ہم خدانخواستہ اس کی قبولیت [illegible] محروم ہو جائیں گے۔"

"کھانا لے آئے الحمدللہ! تقسیم بھی ہو رہا ہے۔ ذمہ داری پوری نہیں [illegible] داری۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں کاکا!" زبیر نے عاجزی سے کہا۔

"لیکن میرا دل مطمئن نہیں ہے۔ آپ چلے جائیں نا!"

"آپ کا دل مطمئن کیوں نہیں ہے؟"

"دنیا میں ہزار طرح کی بے ایمانیاں ہوتی ہیں کاکا! چیز کو مستحق لوگوں [illegible] پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے اور اپنی ذمہ داری دوسروں پر ڈالنا ان کو بھی آزمائش [illegible] ڈالنا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں زبیر بھائی!"

زبیر نے ایک گہری سانس لی۔ پھر وہ بولا تو اس کے لہجے میں ہچکچاہٹ تھی۔

"الحمدللہ! کاکا! ہم بارہ دیگیں لائے ہیں اور کھانا بھی ایسا ہے کہ جو [illegible] اپنے لئے پسند کریں اور شوق سے کھائیں۔ آپ دیکھیں، ابھی کھانا آدھا بھی تقسیم [illegible] ہوا ہے۔ ہماری ذمہ داری بھی پوری نہیں ہوئی۔ ابھی ہم چلے جائیں اور یہ ادھر

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ادھر بیٹھے دکاندار ان کھانا لانے والوں کو لالچ دلائیں یا ان کے دل میں ... آ جائے۔"

"بس زبیر بھائی.... ! میں سمجھ گیا۔" عبدالحق نے اس کی بات کاٹ دی۔ "سامنے کی بات تھی، مگر میں سمجھ نہیں سکا۔" اب اس کے لہجے میں زبیر کے لئے ستائش تھی۔

"آپ نے مجھے سمجھا دیا پوری طرح۔"

چند لمحے خاموشی رہی۔ دونوں کھانا تقسیم ہوتے دیکھتے رہے۔ ... پر قطار سمٹنے کے بجائے اور طویل ہو گئی تھی۔ چھٹی دیگ چل رہی تھی۔

"آپ چلے جائیں ناکاکا.... !" زبیر نے عبدالحق سے کہا۔

"میں چچا جان کے پاس کل چلا جاؤں گا۔"

عبدالحق کہنا چاہتا تھا کہ وہ بھی ذمہ داری نبھانا چاہتا ہے۔ ... اچھا نہیں لگا۔ اس نے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا اور بولا۔

"مجھے یہ خیال ہی نہیں آیا کہ اس وقت چچا جان آرام کر رہے ... رات کو فون کر کے ان کے پاس چلے جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے کاکا.... !"

❀❀❀

رات کو عبدالحق نے مسعود صاحب کو فون کیا اور آنے کی اجازت چاہی۔

"بیٹے.... ! برا نہ مانو تو ایک بات کہوں ....؟" مسعود صاحب نے ... ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے چچا جان.... ! کہ میں آپ کی کسی بات کا برا مانوں۔"

"تو اس وقت رہنے دو۔ صبح آ جاؤ.... ! وہ وقت تمہارے ساتھ گزارنا مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔"

"جی.... ! بہت بہتر چچا جان.... ! میں کل حاضر ہو جاؤں گا۔"

اس رات وہ اپنی اسٹڈی میں دیر تک زبیر اور اس کی باتوں کے بارے میں سوچتا رہا۔ وہ حیران اس لئے تھا کہ زبیر کے اندر آنے والے انقلاب سے ...

... جتنا عرصہ وہ کراچی میں رہا۔ اس دوران اللہ نے زبیر کو بہت نوازا تھا۔ مگر اسے پتا نہیں چل سکا تھا۔

وہ جب جدا ہوئے تو زبیر کے بارے میں وہ بس اتنا جانتا تھا کہ اللہ نے زبیر کو تعلیم سے محرومی کے باوجود زمین جائیداد اور کاروبار کے معاملات میں غیر معمولی فہم و فراست عطا کی ہے اور یہ بھی کہ اسے لوگوں کی بڑی پہچان ہے۔ اور وہ بہت اچھا منتظم بھی ثابت ہوا ہے۔ محنتی، اَن تھک، کام کرنے والا، اس کا وفادار اور اس سے عشق کرنے والا تو وہ پہلے ہی سے تھا۔

مگر جب سے بے طرفی کا معاملہ ہوا تھا، زبیر ہر ہر مرحلے پر اسے حیران کر رہا تھا۔

اس کی بے طرفی کا علم ہوتے ہی جس تیزی سے وہ حرکت میں آیا، وہ اس کے لئے حیران کن تھی۔ بے شک، چچا جان نے اس کی رہنمائی کی، لیکن مستعدی اور معاملہ فہمی تو اس کی اپنی تھی۔

اور سب سے بڑھ کر اس کی قوتِ فیصلہ.... ! وہ تو عبدالحق کے لئے قابلِ رشک تھی۔ وہ لاہور سے کراچی آیا تو اپنے طور پر یہ فیصلہ کر کے آیا کہ شفٹنگ کے تمام معاملات وہ سنبھال لے گا۔ گھر کے تمام لوگوں کو فوری طور پر لاہور چلا جانا ہے تاکہ کسی کو کوئی پریشانی نہ ہو۔

پھر لاہور میں اس پر انکشاف ہوا کہ زبیر نے تعلیم بھی حاصل کی ہے۔ اور قوتِ فیصلہ کے ساتھ اس میں خود اعتمادی کی بھی کمی نہیں تھی۔ اس نے زبیر سے عارف بھائی کے لئے کچھ سوچنے کو کہا۔ وہ کسی کے لئے بھی کچھ کہتا تو زبیر کرتا۔ وہ تو اس کے لئے فرض تھا۔ لیکن ایسا کرتے ہوئے اس نے عارف بھائی کو ... بھی۔ اور سمجھ لیا کہ وہ ان کے لئے بہت کارآمد ہو سکتے ہیں اور جب اس نے یہ بات سمجھ لی تو پھر اس نے اپنے طور پر پورے اعتماد کے ساتھ اقدام کیا۔

اس نے زبیر سے عارف بھائی کے لئے رہائش کا بندوبست کرنے کو کہا تھا۔ ... اپنے ذہن میں کرائے کے مکان کا خیال تھا۔ لیکن زبیر نے عارف بھائی کے لئے مکان خرید لیا اور جس طرح اس نے ان سے معاملات طے کئے، وہ اس کی غیر

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

معمولی فراست تھی۔ اس نے ان پر واضح کر دیا کہ جو کچھ ہوا ہے، وہ ان ... ان کی صلاحیتوں کا بدل ہے۔

اور اب یہ آج کے معاملات ! اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔ ... زندگی میں اس کی دینی فراست کارفرما تھی۔ اور ثابت ہو گیا تھا کہ اس کی ... بھی غیر معمولی ہے۔

اللہ نے اسے کتنا نوازا تھا۔

اس پر اچانک عبدالحق کو نواب صاحب یاد آ گئے۔ نواب اشرف علی ... اپنی تمام دولت، عیاشی کی نذر کرنے کے بعد کوٹھے پر پڑ رہے تھے، اور اشرف علی ... سے اچھو میاں بن گئے تھے۔ تماش بینوں کے چھوٹے موٹے کام کر ... کے بدلے میں دو وقت کی روٹی مل جاتی تھی اور وہ کوٹھے پر ہی پڑ کر سو رہتے تھے۔

کہاں تھے اور وہ کہاں آ گئے تھے ؟

پھر ان کے دل میں اللہ نے نادرہ اور ارجمند کی محبت ڈال دی ... کے دل میں جس نے رشتے دیکھے ہی نہیں تھے۔ جو رشتوں کی اہمیت ... بے خبر تھا۔ بے آبروئی کے کوچے میں رہنے والے کو اللہ نے کس ... نصیب فرمایا۔

واقعی ... اللہ جسے جتنا چاہے، نواز دے۔

اللہ نے ہی وہ محبت ان کے دل میں ڈالی، گویا ان کو ... منتخب فرمایا۔ اس کے نتیجے میں ان کے اندر بہتری پیدا ہوئی گئی۔ اللہ ... رہتے ہوئے انہیں دین کی رغبت عطا فرمائی۔ نماز، روزے، تراویح ... جیسے مقام پر اللہ نے انہیں رزق حلال عطا فرمایا۔

واقعی ... اللہ جسے چاہے تو ازدے، اور جتنا چاہے نواز دے۔

اور اس کے بعد اللہ نے اصلاح کا عمل مکمل فرما کے انہیں ... میں داخل فرمایا۔ جب نادرہ اللہ کو پیاری ہوئی اور ارجمند کی ذمہ داری ... لی تو نواب صاحب آزاد ہو گئے۔ وہ حضرت علی ہجویریؒ کے در کے ہو رہے ... دور، دنیا سے بے نیاز، بس اللہ ہی اللہ۔

عبدالحق ... نواب صاحب نے کیا سوچا ہوگا ... انہیں ... دیا ہوگا کہ اب وہ زندگی کی آخری سانس تک اسی در پر پڑے رہیں گے۔ اور وہ ... استغفار میں گم یہ سوچ سوچ کر لرزتے ہوں گے پتا نہیں، اللہ ان کے گناہ بخشے گا ... نہیں۔ انہیں تو یہی ایک فکر ہوگی کہ مرنے سے پہلے ان کی بخشش ہو جائے۔ انہیں ... کسی چیز سے غرض نہیں تھی۔ غرض تو اس وقت بھی نہیں تھی، جب وہ کوٹھے پر ... کی زندگی گزار رہے تھے۔ مگر انہوں نے اس ذلت کو بھی خوشی اپنے اعمال کی سزا ... قبول کیا تھا۔ ایک نواب، جس کے اچھالے ہوئے سکوں کی کھنک کے بعد ہی ... طوائفوں کی جھنکار شروع ہوتی تھی۔ اپنے سکے گنوانے کے بعد وہ ایک ... ایک ... کا مصاحب بن گیا تھا۔ یہ کوئی چھوٹی ذلت نہیں تھی۔ اس ذلت کے ... آدمی مر جائے اور یقیناً نواب اشرف علی خان، وہاں پل پل مرتے ہوں ...

... دربار کی چوکھٹ پر سب کچھ بھول کر، حتیٰ کہ خود کو بھی بھول کر وہ اس ... بیٹھے ہوں گے کہ کہیں بخشش اور مغفرت کے بغیر ہی انہیں موت نہ آ جائے۔

لیکن اللہ کو صرف ان کی بخشش اور مغفرت ہی منظور نہیں تھی۔ اس نے تو ان ... اور ہی مقام چن رکھا تھا۔ اس نے ان کے لئے بہت بڑا اعزاز رکھ دیا ... اعزاز، جس پر عبدالحق کو رشک آتا تھا، جس اعزاز کے بدلے وہ اپنا سب کچھ ...

اللہ نے کیا سعادت انہیں عطا فرمائی۔ بیت اللہ شریف میں رہنا، اس فرش کو ... جہاں کا ایک سجدہ دنیا کی تمام نعمتوں سے افضل ہے۔ اللہ نے انہیں وہاں بلا ...

عبدالحق کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ...

بے شک ! صرف اور صرف اللہ ہی تو جانتا ہے کہ اس کا کون سا بندہ کس ... ؟ اور وہی جانتا ہے کہ کس کو کیا عطا کرنا ہے اور کتنا عطا کرنا ہے۔ اس نے ... اشرف علی خان عرف اچھو میاں کو طوائف کے کوٹھے سے اٹھا کر روئے زمین پر

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

سب سے معزز مقام پر پہنچا دیا۔ اپنے گھر کا، اپنا ذاتی ملازم اور [illegible]
انسانوں کے لئے اس سے بڑا کون سا درجہ ہو سکتا ہے ؟
اور وہ، عبدالحق جسے اللہ نے اوتار سنگھ سے عبدالحق بنایا [illegible]
فرمائی۔ لیکن تمام وسائل موجود ہونے کے باوجود وہ اس پاک سرزمین پر بھی [illegible]
رکھ سکا، جہاں اللہ کا گھر موجود ہے۔ وہ کوشش کرتا ہے، لیکن ناکام ہے [illegible]
کی طرف سے منظور نہیں ہے۔ بے وسیلہ اچھو میاں، جنہوں نے کبھی خواب میں [illegible]
نہیں سوچا ہوگا کہ وہ وہاں جا سکتے ہیں، وہاں مقیم ہیں۔ اور جس نے [illegible]
ہوئے وسائل کے زور پر وہاں سے آئی ہوئی دعوت یہ کہہ کر مسترد [illegible]
اپنے طور پر بھی وہاں جا سکتا ہوں اس لئے یہ موقع کسی محروم کو [illegible]
اللہ کے دیئے ہوئے تمام وسائل کے باوجود اس کے گھر کی دید سے بھی [illegible]

"وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ"

ایں سعادت بزور بازو نیست!

وہ روتا رہا۔ اس رات وہ بہت رویا۔

اور جب وہ سونے کے لئے لیٹا تو اسے پھر زبیر کا خیال آیا۔ [illegible] اپنے انقلاب کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ باقاعدگی سے مولوی مہر علی کے پاس [illegible] ہے، ان کی باتیں سنتا اور ان سے سیکھتا ہے۔

اس لمحے عبدالحق مولوی مہر علی کے پاس جانے کو [illegible] رسول، اور اس کے کلام سے محبت کرنے والے، قرآن کو پڑھنے [illegible] کرنے اور اسے دوسروں تک پہنچانے والے مولوی مہر علی کی صحبت [illegible] تھا اور وہ اتنے عرصے سے ان سے دور تھا، ان سے مل تک نہیں سکا۔

اس نے سوچا اب کچھ بھی ہو جائے، وہ ان کے پاس جایا کرے گا۔

❀❀❀

اگلے روز زبیر نے پھر اسے حیران کر دیا۔

"زبیر بھائی ! آج چچا جان کے ہاں چلنا ہے۔" اس نے [illegible] یاد دلایا۔

"ایک بات کہوں کاکا ! غلط نہ سمجھئے گا۔"

"آپ کہیں تو ___"

"مجھے رہنے دیں۔ میں کسی بھی وقت چلا جاؤں گا ان کے پاس !"

"کیوں زبیر بھائی .....؟"

"میرا خیال ہے کہ وہ آپ سے اکیلے میں ملنا چاہیں گے۔ میرے آپ کے [illegible] سے بہت فرق پڑے گا۔"

عبدالحق نے کچھ دیر اس پر سوچا۔ رات چچا جان نے کہا تھا۔ اس وقت رہنے [illegible] جاؤ۔ وہ وقت تمہارے ساتھ گزارنا مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ اور پھر عبدالحق کو [illegible] صاحب کے اس کمرے کا خیال آیا۔ جہاں آنے اور بیٹھنے کی انہوں نے صرف [illegible] دی تھی۔ انہیں اس کے ساتھ وقت گزارنا اس لئے اچھا لگتا تھا کہ وہ اس [illegible] اور اس کے کلام کی باتیں کرتے تھے۔ وہ ایک طرح سے ان کی خلوت تھی، [illegible] از راہ شفقت و محبت انہوں نے اسے بھی شامل کر لیا تھا۔ اب اگر وہ زبیر کے [illegible] جاتا تو وہ انہیں اس کمرے میں لے کر ہی نہ جاتے اور ان کے درمیان محض [illegible] بات چیت ہوتی۔ حالانکہ وہ ایسا چاہتے نہیں تھے۔ اور اگر وہ اس کی مروّت میں [illegible] بلا لیتے تو انہیں اچھا نہ لگتا۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں زبیر بھائی ___!" اس نے ستائشی لہجے میں کہا۔ اسے [illegible] تھا کہ زبیر نے یہ بات کیسے سمجھ لی۔ اور وہ کیوں نہ سمجھ سکا ؟ اور اس نے [illegible] سے ان کا منہ میٹھا کرایا۔

چچی جان ان کے لئے چائے لے کر آئیں۔ مٹھائی اس نے اندر بھجوا دی۔

"بہت بہت مبارک ہو بیٹے ___!" چچی جان نے کہا۔

"خیر مبارک چچی جان ...... ! یہ سب اللہ کے فضل سے اور چچا جان کی وجہ [illegible] سے ہوا۔"

وہ چائے پی چکا تو مسعود صاحب نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"آؤ ___! اب اپنے کمرے میں چلیں ___!"

جس طرح سے انہوں نے اپنے کمرے میں اسے شریک کیا تھا، اس نے

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

عبدالحق کے دل کو چھولیا۔ وہ کمرے میں جا کر بیٹھے۔

''میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں چچا جان!''

''ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ تو میرا فرض تھا۔'' مسعود صاحب نے اس کی بات کاٹ دی۔

''اس موقع پر میں یہ فرض نہ نبھاتا تو اللہ کے ہاں جواب دہی ہوتی۔ یہ میری ذمہ داری تھی۔''

''ایسی کیا بات ہے چچا جان! میں عاقل و بالغ آدمی تھا۔''

''اب تم اور زیادہ عاقل و بالغ ہو۔ لیکن میرے اصرار پر کوئی فیصلہ تو بھی کر سکتے ہو۔ اسے محبت، لحاظ اور مروت کہتے ہیں۔''

''لیکن آپ نے اصرار تو نہیں کیا تھا۔''

''مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے میاں! میں تمہارے پیچھے پڑا ہوا تھا۔''

''لیکن اس میں آپ کی اپنی تو کوئی غرض نہیں تھی۔''

''بے شک! میری نیت اچھی تھی۔ میں تو ملک اور قوم کے لئے اچھی سرمایہ کاری کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔'' مسعود صاحب نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''ایک بات کروں بیٹے... ذرا تفصیلی؟''

''فرمائیں نا چچا جان!''

''اللہ نے بہت فضل فرمایا۔ ہمیں ایک آزاد ملک عطا فرمایا۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ لیکن بیشتر لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ اب جو کچھ کہہ رہا ہوں، وہ میرے مشاہدات اور ان سے اخذ کئے ہوئے ممکنہ نتائج پر مبنی ہے۔ بات طویل ہے۔'' وہ پھر ہچکچائے۔

''میں پوری توجہ سے سن رہا ہوں چچا جان...!''

''ایک تو وہ بنیادی غلطی ہے، جو ہم انفرادی طور پر کرتے ہیں اور وہ بہت عام ہے۔ ہمیں کچھ ملے تو ہم دینے والے ہاتھ کو دیکھتے ہیں۔ اللہ کو ہم دیکھ نہیں سکتے اس لئے سوچتے بھی نہیں۔ سوچیں تو تب، جب وہ ہماری روح میں اترا ہو۔ ہم ظاہری طور پر دینے والے کا احساس مانتے ہیں۔ ہم یہ نہیں سوچتے کہ وہ دینے والا بھی اللہ کا بنایا ہوا ہے اور جو چیز دی گئی، وہ بھی اللہ کی ہے۔ اور اللہ کا حکم نہ ہوتا تو وہ دینے والا ہاتھ کبھی ہماری طرف نہیں بڑھتا، ہم پر مہربان نہ ہوتا۔ یہی غلطی ہم اجتماعی طور پر بھی کرتے ہیں۔ پچیس سال ہو گئے پاکستان بنے ہوئے، میں جس کے منہ سے سنتا ہوں، یہی سنتا ہوں کہ پاکستان قائداعظم نے بنایا۔ کوئی کہنا تو دور کی بات، یہ سوچتا بھی نہیں کہ یہ اللہ کی عطا کی ہوئی بے مثال نعمت ہے۔ اس کی خوب صورتی دیکھو، اس کے وسائل دیکھو، اور زمین میں چھپے خزانوں کا تو ہمیں علم ہی نہیں۔ یہ رویہ ایک طرف ہمیں اللہ سے دور کرتا ہے اور دوسری طرف اجتماعی ناقدری کو فروغ دیتا ہے۔ اور یاد رکھو، ناقدری بدبختی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔''

آخری بات سن کر عبدالحق کے خوف سے رونگٹے کھڑے ہوئے۔ اس نے دل ہی دل میں اللہ سے پناہ مانگی۔ ابھی تو ملک دولخت ہوا ہے۔ کیا خدانخواستہ یہ بدبختی کا آغاز ہے۔

''لوگ تو کچھ بھی نہیں سمجھتے۔'' مسعود صاحب نے اپنی بات جاری رکھی۔

''میں نے سب کچھ کھلی آنکھوں سے دیکھا اور اللہ کے فضل سے سب کچھ سمجھا ہے۔ پاکستان کا قیام معجزہ ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن پاکستان کا قائم رہنا اس سے بھی بڑا معجزہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تقسیم ہند کے دوران صرف پاکستان کی تشکیل کے معاملے میں ہی نہیں، بلکہ دونوں ملکوں کے درمیان دولت اور وسائل کی تقسیم میں بد ترین بے انصافی کے ذریعے سازش کی گئی۔ مقصد صرف پاکستان کو ناکام کرنا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ مسلمان ہندوؤں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جائیں گے کہ ہمیں دوبارہ ہندوستان میں شامل کر لو اور یقین کرو بیٹے! جو ظاہری حالات تھے، ان میں ایسا نہ ہونا بہت بڑا معجزہ ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ معجزے صرف اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اور اللہ کا شکر کہ ایسا نہیں ہوا۔ ہو جاتا تو مسلمانوں کے مقدر میں ہندوؤں کی غلامی کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ تمہیں تو معلوم ہے، کسی حد تک تم نے بھی دیکھا ہے۔ پاکستان کی معاشی اور اقتصادی صورت حال کیسی ابتر تھی۔ ہمیں ہمارے حق سے بہت کم دینے کا وعدہ کیا گیا۔ پھر وہ وعدے بھی پورے نہ ہوئے۔ اس میں بھی ڈنڈی ماری گئی۔ مقصد بس پاکستان کو ناکام بنانا تھا۔ اور یہاں جو سیاسی صورت حال

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

تھی، عدم استحکام تھا، وہ ان کے لئے اور خوش آئند تھا۔ لیکن اللہ کے فضل و کرم سے سن ۶۰ء کی دہائی شروع ہوتے ہی پاکستان ہندوستان سے زیادہ خوش حال ہو گیا۔ پاکستانی روپے کی قیمت ہندوستانی روپے سے بڑھ گئی۔ افراط یہاں تھی۔ اشیاء یہاں سستی تھیں۔ روزگار یہاں بہت تھا اور یہ سب کچھ صرف ایک مستحکم حکومت کی بدولت تھا، جو قیامِ پاکستان کے بعد پہلی بار پاکستان کو نصیب ہوئی تھی۔

اب ایک بات بتاؤں بیٹے۔۔۔ !اکھنڈ بھارت ہندوؤں کا ایک ایسا خواب ہے، جس سے وہ کبھی دست بردار نہیں ہوں گے۔ پاکستان ان شاء اللہ۔۔۔ اللہ کے فضل سے قائم رہے گا، لیکن ہندو اپنے اس خواب کی تعبیر کے لئے سازشیں کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ تعبیر ان شاء اللہ۔۔۔ !انہیں اکھنڈ پاکستان کی شکل میں ملے گی۔

پاکستان معاشی طور پر بھارت سے زیادہ مستحکم ہوا تو ان کی نیندیں اڑ گئیں۔ انہوں نے جنگ چھیڑ کر معیشت کو تباہ کرنا چاہا، لیکن اس میں بھی ناکام رہے۔ تو انہوں نے ڈپلومیٹک محاذ پر کام شروع کیا۔ ہماری کوتاہیوں اور تقسیم ہند کی پیدا کی ہوئی جغرافیائی کمزوری اور مشرقی پاکستان کے احساسِ محرومی کو ایکسپلائٹ کیا۔ افسوس کی بات یہ کہ ہمارے بعض سیاست دان بھی ان کے ایجنٹ بن گئے۔ اس کے نتیجے میں پاکستان دولخت ہوا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ حمود الرحمان کمیشن یا تو اپنا کام مکمل نہیں کر سکے گا اور کر لیا تو اس کی رپورٹ کم از کم عوام کے سامنے کبھی نہیں آئے گی۔ لوگ برسوں دھوکا کھاتے رہیں گے۔

پاکستان کو جو خوش حالی نصیب ہوئی، وہ اللہ کا فضل تھا۔ لیکن دنیاوی اور ظاہری اسباب بھی ہوتے ہیں نا۔۔۔ تو اس خوش حالی میں ایک مستحکم حکومت اور ملک و قوم سے محبت کرنے والی مخلص اور ایماندار بیوروکریسی کا اہم کردار تھا۔ لیکن اب یہ لگتا ہے کہ دونوں سے چھٹکارا پایا جا رہا ہے۔"

"لیکن چچا جان۔۔۔ !جمہوریت کی بھی تو اہمیت ہے۔" عبدالحق نے پہلی بار زبان کھولی۔

"میں ایسا نہیں سمجھتا۔" مسعود صاحب نے کہا۔

"یہ لوگوں کو بے وقوف بنانے والی چیز میرے خیال میں مسلمانوں کے لئے

ہی نہیں، یہ عوام الناس کے لئے اور نہ ہی لیڈروں کے لئے۔"

"لیکن کیوں۔۔۔؟ جمہوریت نہیں ہوگی تو آمریت ہوگی یا بادشاہت۔" عبدالحق نے اعتراض کیا۔

"جس بادشاہ میں خوفِ خدا ہو، اس میں کیا برائی ہے۔۔۔؟"

"لیکن بادشاہ بننے کے بعد خوفِ خدا کتنے لوگوں میں رہ جاتا ہے۔"

"یہ بات تمہاری ٹھیک ہے۔ لیکن میں مزاج کی بات کر رہا ہوں۔ ان پچیس برسوں میں ہم نے جمہوریت دیکھی تو ہے۔ سیاسی جوڑ توڑ اور حمایت کی خرید و فروخت کے سوا کیا تھا اس میں۔ نتیجہ یہ کہ آئے دن حکومتیں بدلتی تھیں۔ دنیا بھر میں تمسخر کا نشانہ بن کر رہ گئے تھے ہم۔"

"آپ کا مطلب ہے کہ ہماری قوم کا مزاج جمہوری ہے ہی نہیں۔"

"ہاں۔۔۔ !اور یہ حقیقت ہے۔ عام لوگوں کو دیکھو، ذرا سے اختلاف پر لڑنے لگتے ہیں۔ مسلمانوں کی تاریخ مناظروں سے بھری پڑی ہے۔ کوئی ایک مثال بتا دو کسی مناظرے کا مثبت نتیجہ نکلا ہو۔ آخر میں دونوں فریق اپنے نقطۂ نظر پر اٹل اور حامیوں کے درمیان مار پیٹ، سر پھٹول۔ بھئی سیاسی لوگوں میں اختلاف تو ہوتا ہے۔ ان پر بات ہوتی ہے اور دلیل سے ہوتی ہے، معقولیت سے سنی جاتی ہے۔ کوئی کسی کی بات تسلیم بھی کرتا ہے۔ کبھی دونوں فریق اپنے اپنے موقف میں لچک پیدا کرتے ہیں، سمجھوتے کرتے ہیں۔ بعض اوقات کوئی صرف رفع شر کی خاطر مصلحت سے کام لیتے ہوئے دوسرے کی بات مان لیتا ہے۔ لیکن ایسا صرف اُصولی اختلاف کی صورت میں ہوتا ہے اور ملک و قوم کے مفاد میں ہوتا ہے۔ جہاں دو فریقوں میں اختلاف صرف اقتدار پر ہو، وہاں کوئی سمجھوتہ نہیں ہوتا۔ اپنے ہاں کی مثال دیکھ لو۔ جمہوریت کے لئے الیکشن ہوا۔ عوامی لیگ نے قومی اسمبلی میں اکثریت حاصل کر لی۔ اب دوسری اکثریتی پارٹی کو کیا حق ہے کہ وہ اکثریتی پارٹی کو مجبور کرے کہ وہ اسے اقتدار میں شریک کرے۔ بھئی مرکز میں حکومت بنانا ان کا حق ہے، وہ انہیں ملنا چاہئے۔۔۔ اور وہ بھی غیر مشروط طور پر۔ آپ کی صوبے میں اکثریت ہے تو آپ وہاں حکومت بنا لیں۔ یہ ہے جمہوریت۔ لیکن ہوا کیا۔۔۔؟ بھٹو صاحب کی باتیں اخبارات کی شہ سرخیوں کی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

صورت میں ریکارڈ پر موجود ہیں۔ قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے ڈھاکہ جانے والوں کی ٹانگیں توڑ دیں جائیں گی اور آگے فرمایا — ادھر ہم ادھر تم پاکستان کی سب سے بڑی جمہوری پارٹی کے نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ سربراہ کا فرمان ہے۔ جس کا نعرہ ہے جمہوریت ہماری سیاست ہے۔ اب ان سے کوئی پوچھے کہ کیا آپ کا یہ طرزِ عمل جمہوری ہے؟ جمہوری کیا... ؟ یہ رویہ تو سیاسی بھی نہیں ہے۔ کیونکہ جب انہوں نے ادھر ہم اُدھر تم...... کا نعرہ لگایا تو گویا ملک توڑنے کی نہ صرف دعوت دی، بلکہ اپنی طرف سے اعلان بھی کر دیا اور یہ ملک سے غداری ہے۔ کوئی سیاست دان اتنا بے وقوف نہیں ہو سکتا۔"

"میرے خیال میں بھٹو صاحب سیاست دان بھی ہیں اور بے وقوف بھی نہیں ہیں۔"

"ہو سکتا ہے، ایسا ہی ہو۔ لیکن اقتدار کی شدید ترین خواہش نے انہیں عقل مند بھی نہیں رہنے دیا۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ مشرقی پاکستان کے پاس اکثریت ہے۔ لہٰذا انہیں کبھی چانس نہیں ملے گا۔ جو بات مجھ جیسا سادہ اور غیر سیاسی آدمی سمجھ سکتا ہے یہ ممکن نہیں کہ ان جیسا زیرک سیاست دان نہ سمجھ پائے۔"

"کون سی بات...؟"

"یہی کہ جب کوئی پارٹی حکومت بناتی ہے تو اس کی مقبولیت میں کمی کا آغاز ہوتا ہے۔ عوام کو اس سے شکایات ہوتی ہیں، جو بڑھتی جاتی ہیں۔ ادھر اپوزیشن کی مقبولیت بڑھتی ہے۔ یہ جمہوریت کا اُصول ہے۔ بھٹو صاحب مجیب کو حکومت بنانے دیتے اور مشرقی پاکستان میں اپنی پارٹی کی ازسرِنو تنظیم سازی کرتے، عوام سے رابطہ کرتا۔ پانچ سال میں کم سے کم بھی اتنا ضرور ہوتا کہ عوامی لیگ اکثریت بہر حال حاصل نہ کر پاتی۔ اور یہ بھی ممکن تھا کہ اگلے انتخابات میں پیپلز پارٹی اکثریت حاصل کر لیتی۔"

"واقعی! تو بھٹو صاحب نے ایسا کیوں نہیں کیا...؟"

"وہ اتنا انتظار نہیں کر سکتے تھے۔ انہیں فوری اقتدار چاہئے تھا۔"

"یہ تو بہت برا کیا انہوں نے۔"

"مگر اقتدار تو مل گیا نا انہیں۔ ...اور اب جو وہ کر رہے ہیں، وہ اور زیادہ برا

"آپ کا اشارہ کس طرف ہے...؟"

"اب وہ بس ایک ہی کوشش کر رہے ہیں۔ اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کی، دوام بخشنے کی۔ اور اس کوشش میں وہ دانستہ یا نادانستہ طور پر ان اداروں کو نقصان پہنچا رہے ہیں، جو ملک کے استحکام اور ترقی کے ضامن ہیں۔ فوج کو وہ اپنے اقتدار کے لئے سب سے بڑا خطرہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے وہ سب سے پہلے فوج پر حملہ آور ہوئے۔ اخبارات میں یحییٰ خان کے بارے میں جو داستانیں شائع ہوئیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ افسانہ نہیں تھیں۔ کہیں مبالغہ آرائی ضرور ہوئی ہوگی۔ لیکن بہر حال یحییٰ خان فوج کے لئے کوئی قابلِ فخر جنرل ہرگز نہیں تھے۔ ان کے بارے میں جان کر صرف محمد شاہ رنگیلا کا خیال ذہن میں آتا ہے۔ لیکن ایک فرد کی ذاتی کمزوریوں سے بحال ادارے رسوا نہیں ہوتے۔ سقوطِ ڈھاکہ کے بعد فوجیوں کے ہتھیار ڈالنے کی پوری دنیا پر دکھا کر فوج کو ذلیل کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ فوج پر دباؤ بڑھانے کی خواہش میں بھٹو صاحب ضرورت سے زیادہ آگے چلے گئے۔ وہ اچھے سیاست داں ہوتے تو اس کے بجائے فوج کا مورال بلند کرنے کی کوشش کرتے۔ فوج ان کی احسان مند بھی ہوتی اور حکومت کا کام سیاست دانوں پر چھوڑ کر خود عزت سے اپنا وقار بحال کرنے میں لگ جاتی۔ مگر مسلسل تذلیل کے نتیجے میں اب میرے خیال میں فوج میں پیپلز پارٹی کے لئے معاندانہ جذبات اُبھر رہے ہیں اور بھٹو صاحب کے اقدامات کے نتیجے میں یہ جذبات بڑھتے ہی رہیں گے اور یہ ملک وقوم کے مفاد میں نہیں ہے۔"

"آپ نے پاکستان کی خوش حالی کے دو بڑے اسباب کی بات کی تھی۔ تو مستحکم حکومت تو اب موجود ہے۔"

"مجھے تو ایسا نظر نہیں آتا۔" مسعود صاحب نے سرد آہ بھر کر کہا۔

"بھٹو صاحب کا طرزِ حکم رانی جمہوری ہرگز نہیں ہے۔ یہ تو شخصی آمریت کا حامل لگتا ہے۔ اس کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ پیپلز پارٹی بنانے والے نظریاتی لوگ آہستہ آہستہ پس منظر میں جا رہے ہیں۔ انہیں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ ان کے ہوتے ون مین شو نہیں چل سکتا۔ یا تو وہ نکال دیئے جائیں گے یا پارٹی چھوڑنے پر

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

مجبور کر دیے جائیں گے۔ بھٹو صاحب پاکستان میں اب تک کے سب سے زیادہ
مقبول ترین سیاست دان کے طور پر سامنے آئے ہیں۔ وہ مثال ہیں، ہو گئے ہیں
اور وہ اچھے سیاست دان نہیں ہیں۔ صرف مقبولیت سے کچھ نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ
خیال ہے کہ آئندہ پچاس سال تک تو پاکستان میں مستحکم جمہوری حکومت قائم نہیں ہو
سکتی۔ ہاں ... ! فوجی حکومت مستحکم ہو سکتی ہے۔ ایوب خان کی مثال ہمارے سامنے
ہے۔ اور یہ صرف ہماری بات نہیں۔ تم کوئی ایک ایسا اسلامی ملک بتا دو جہاں جمہوریت
ہے۔"

"واقعی ... ! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔" عبدالحق نے پُرخیال لہجے میں کہا۔

"جہاں بادشاہت نہیں، وہاں شخصی آمریت قائم ہے۔ خواہ وہ جمہوریت کے
پردے میں ہو۔"

"اب بھٹو صاحب اسی انداز میں اقتدار کو مستحکم کرنے کی کوشش کر رہے
ہیں۔" مسعود صاحب نے کہا۔

"وہ یہ نہیں سوچ رہے کہ یہ ملک اور قوم کے لئے نقصان دہ ہے۔ ملک کا
دفاع کرنے والے ذلیل کئے جائیں گے تو سرحدوں کو خطرہ لاحق ہوگا۔ اسی طرح
انہوں نے بیوروکریسی کو بنایا ہے۔ اب بیوروکریسی میں ایماندار افسروں کی گنجائش نہیں
رہی۔ صرف ان کے خوشامدی ہی عہدوں پر رہ سکیں گے۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ اعلیٰ
افسر کس کس طرح سے حکومت کی رہنمائی کرتے ہیں، اسے غلط اور نقصان دہ فیصلوں
سے بچاتے ہیں۔ سربراہِ مملکت تو بہت دُور کی بات ہے، وزیر کو ہی اپنے شعبے کے
بارے میں کیا علم ہوتا ہے۔ کچھ بھی نہیں۔ وہ تو مشیروں کا محتاج ہوتا ہے اور پالیسی
اوپر سے جو مثال قائم ہوتی ہے، اسی پر نیچے تک عمل کیا جاتا ہے۔ جو اوپر خوشامد کے
ہیں، وہ اپنے نیچے والوں سے خوشامد کراتے ہیں۔ خوشامدی مشیر ہوں گے تو ان کے
ماتحت اور ماتحتوں کے ماتحت، سب خوشامدی ہوں گے۔ اور خوشامدی ہوں گے تو یا تو
اہلیت سے محروم ہوں گے یا اپنی اہلیت کو بالائے طاق رکھ کر خوشامد پر گزارا کرنے کی
کوشش کریں گے۔ اب سوچو کہ ایسے میں اُمورِ مملکت کیسے چلیں گے ؟
ایوب خان فوجی آدمی تھے۔ معیشت کے بارے میں کیا جانتے تھے۔ لیکن

انہوں نے لائق اور ایماندار لوگوں کو اکٹھا کیا۔ پھر ان کے مشورے سنے اور ان پر عمل
کیا۔ دو پنج سالہ منصوبے کامیابی سے مکمل کئے گئے۔ اس کے نتیجے میں معیشت متوازن
ہوئی۔ صنعت کا فروغ ہوا۔ برآمدات میں اضافہ ہوا۔ خام مال کے بجائے مصنوعات
برآمد کی گئیں۔ جس سے زرِمبادلہ بڑھا۔ ملک وہاں کھڑا تھا، جہاں سے ترقی کی راہ
صاف دکھائی دے رہی تھی۔ خوشحالی آ چکی تھی اور اس میں اضافہ ہو رہا تھا۔ مگر بھٹو
صاحب نے صنعتوں کو قومیانا شروع کر دیا۔"

"یہ تو پیپلز پارٹی کا منشور ہے چچا جان ... ! اور انہیں اس پر عمل کرنا تھا۔"

"تم ان تین جملوں کی بات کر رہے ہو جو بائیں بازو سے تعلق رکھنے والے
پیپلز پارٹی کے بانیوں نے بڑی ذہانت سے ترتیب دیئے۔ اسلام ہمارا دین ہے،
جمہوریت ہماری سیاست ہے اور سوشلزم ہماری معیشت ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں، جنہیں
پچھلے برسوں میں عوامی سطح پر کبھی پذیرائی نہیں ملی۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ اس ملک میں
نمازی چاہے دس فی صد بھی نہ ہوں، لیکن عوام اسلام کے خلاف کوئی معمولی سی بات
بھی برداشت نہیں کریں گے، کوئی نظام تو بہت دُور کی بات ہے۔ اس لئے اسلام ہمارا
دین ہے، سے اسٹارٹ لیا گیا۔ اور جہاں تک جمہوریت ہماری سیاست ہے، کا تعلق
ہے، تو عملاً ثابت کر دیا گیا کہ یہ محض نعرہ ہے۔ ڈپلومیسی بہت اہم ہوتی ہے۔ سفارتی
آداب کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ اقوامِ متحدہ سب سے بین الاقوامی فورم ہے۔ اگر کوئی
ملک کسی دوسرے ملک کے ساتھ حالتِ جنگ میں ہے اور کوئی تیسرا ملک جنگ بندی
کے لئے قرارداد پیش کرتا ہے تو اس ملک کے مندوب کی ذمہ داری ہے کہ قرارداد کو
بہت باریک بینی سے پڑھے اور اس پر اپنے اکابرین سے مشاورت کرے۔ اس میں
ترمیم پیش کرنے کا، اس پر اعتراضات کرنے کا، اس کا حق ہے کہ ڈپلومیسی میں افہام و
تفہیم سے کام لیا جاتا ہے۔ اسے مسترد کرنے کا بھی حق بنتا ہے آپ کا۔ لیکن اس کے
پرزے پرزے کر کے پھینکنا اور ہزار سال لڑنے کا اعلان کرتے ہوئے اس قوم سے
واک آؤٹ کرنا ڈپلومیسی کے خلاف ہی نہیں، بدتمیزی بھی ہے۔ یہاں سوال یہ اُٹھتا ہے
کہ اس کے مقاصد کیا تھے۔ اس سے پاکستان کی رسوائی اور جگ ہنسائی کے سوا کیا
حاصل ہوا۔ اگر آپ وہ قرارداد منظور کر لیتے تو آپ کی فوج ریکارڈ تعداد میں ہتھیار

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ڈالنے کی ذلت سے بچ جاتی۔ تو کیا یہ ذلت دانستہ طور پر کمائی گئی۔ ایسے بہت سے سوال ہیں۔ لیکن پوچھنے والا کوئی نہیں۔

اور اسمبلی کے منتخب اراکین کے لئے اسمبلی کے افتتاحی اجلاس میں شرکت کرنا لازم ہے۔ جمہوریت کی روح یہ ہے کہ اگر آپ کو کسی پارٹی سے کوئی اختلاف ہے تو آپ اسمبلی میں بیٹھ کر اس پر بات کریں۔ اس کے باوجود آپ اس کا بائیکاٹ کرتے ہیں تو بھی گوارہ۔ لیکن اگر آپ اسمبلی میں جانے والوں کی ٹانگیں توڑنے کا اعلان کرتے ہیں تو یہ لب ولہجہ، یہ انداز جمہوریت کی صرف نفی نہیں، تذلیل ہے۔ اس کے بعد آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جمہوریت آپ کی سیاست ہے۔

اور اگر سوشلزم آپ کی معیشت ہے تو پھر آپ کو اپنے پہلے نعرے سے دست بردار ہو جانا چاہئے۔ کیونکہ اسلام میں ریاست کوئی کاروباری ادارہ نہیں۔ وہ ... افراد کے وسائل اور ان کے کاروبار پر قبضہ نہیں کر سکتی۔ ہر شخص کو کاروبار کا ... مالدار بننے کا حق ہے۔ بس اسے اسلامی ٹیکس ادا کرنے ہوں گے۔ غریب ... اور مسکین لوگوں کے لئے اسے صدقات اور خیرات کی تلقین بھی کی گئی ... بھی دی گئی ہے۔ اللہ نے ان سے بہت بڑھا کر اجر دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ لیکن آپ ریاستی اخراجات کے لئے ان پر انکم ٹیکس بھی لگا دیجئے۔ لیکن اسلام ... افراد کے کاروبار، ان کی ملیں اور کارخانے سرکاری تحویل میں لینے کا حق نہیں ... ہے پیپلز پارٹی کا منشور...!"

"لیکن چچا جان...! بائیں بازو والوں کے پاس اس کے لئے ... تو ہوگی۔ جس سے عام لوگ خوش حال ہوں اور ملک کی معیشت اور مستحکم ہو۔"

"ہو سکتا ہے کہ ایسا ہو۔ لیکن اس پر عمل نہیں ہوگا۔ میرا دعویٰ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو تین سال میں وہ تمام لوگ یا تو بھٹو صاحب کے خوشامدی بن جائیں گے یا دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیئے جائیں گے۔ یہ اصل میں دو طرفہ کھیل تھا۔ بھٹو صاحب بڑے جاگیردار ہیں، بادشاہوں کا سا مزاج رکھتے ہیں۔ بائیں بازو والے بھٹو صاحب کی کرشماتی شخصیت کو استعمال کرنا چاہتے تھے، اور بھٹو صاحب کو ان سے آئیڈیاز اور عوامی نعرے درکار تھے۔ لیکن ترپ کے سارے پتے بھٹو صاحب

کے پاس ہیں۔ بھٹو صاحب کو اب ان لوگوں کی ضرورت نہیں۔"

"تو بھٹو صاحب اداروں کو قومیا کیوں رہے ہیں؟"

"اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لئے۔ عام لوگوں کو احسان مند بنا کر اپنے ووٹ بینک کو مستحکم کرنا ہے۔ اس کے لئے انہیں ملازمتیں دینی ہیں۔ صرف سرکاری ملازمتیں تو ناکافی ہوں گی۔ قومیائے گئے اداروں میں بڑے اور اہم لوگوں کو بڑے عہدے ملیں گے۔ کارکنوں اور حامیوں کو خوش کرنے کے لئے کھپانا ہوگا۔ اس کے لئے وہ با اختیار لوگ ضرورت نہ ہونے کے باوجود ملازمتیں فراہم کریں گے۔"

"لیکن اس کے نتیجے میں ان اداروں کا منافع کم ہوگا۔"

"ظاہر ہے...!"

"اور وہ بتدریج کمزور ہوتے جائیں گے۔ اور ملکی معیشت پر اثر پڑے گا۔"

"بالکل پڑے گا۔"

"یہ تو ملک کے لئے نقصان دہ ہے۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی سے معیشت پر ویسے ہی برا اثر پڑا ہے۔"

معیشت تو خدانخواستہ اب کمزور تر ہوتی جائے گی۔ لیکن ہمارا صنعتی ڈھانچہ الحمدللہ اتنا مضبوط ہے کہ پچاس سال میں بھی تباہ ہونے والا نہیں۔ ورنہ تو میرے خیال میں ملکی معیشت دس سال میں ڈھیر ہو جاتی۔ دیکھو نا ... پٹ سن کی مصنوعات سے ہماری زرمبادلہ حاصل ہوتا تھا، اس سے ہم محروم ہو چکے ہیں۔"

"یہ سلسلہ روکنا تو بہت ضروری ہے۔" عبدالحق نے کہا۔

"کون روکے گا اسے...؟" مسعود صاحب کے لہجے میں چیلنج تھا۔

"جمہوریت ہے تو عوام روکیں گے۔ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں۔"

"اور یہ ممکن نہیں...!"

"کیوں...؟"

"ہم مسلمان واحد اللہ کے ماننے والے ہیں۔ شخصیت پرستی کی ہمارے ہاں گنجائش ہی نہیں۔ مگر تحریک پاکستان کے عرصے میں یہ بیماری ہمیں لاحق ہو گئی۔ چلو، اس وقت تو مسلمانوں کے اتحاد کے لئے اس کی ضرورت تھی۔ لیکن بیماری، اور خاص

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

طور پر اجتماعی قومی بیماری پر بعد میں قابو نہ پایا جائے تو وہ بڑھتی ہے اور بہت تیزی سے بڑھتی ہے۔ پاکستان بننے کے صرف تیرہ ماہ بعد قائد اعظم کا انتقال ہو گیا۔ یہ بڑا تو سے ملک کی بدقسمتی تھی۔ وہ زیادہ جیتے تو یہ بیماری بڑھ نہ پاتی۔ بہر حال ان کے بعد صورتِ حال یہ ہوئی کہ قائد اعظم پر تنقید قوم سے غداری قرار پائی۔ جب یہ بھی کہ لیاقت علی خان کے بعد کے لوگوں کے پاس عوام کو لبھانے کے لئے قائد اعظم کے مزار کے سوا کچھ تھا ہی نہیں۔ جس کسی نے قیامِ پاکستان کی مخالفت کی تھی، اس کے بعد وہ پاکستان چلا آیا، ملک دشمن قرار دیا گیا۔ صرف اپنی مضبوطی کے لئے تمام سیاست داں یہ کھیل کھیلتے رہے۔ اس کے نتیجے میں جمہوری مزاج ڈیویلپ ہی نہ ہو سکا اور قومی معاملات میں بھی ذاتی پسند ناپسند غیر ضروری طور پر اہم ہو گئی۔

پھر جب تمام سیاست دانوں نے اپنی نااہلی تسلیم کرتے ہوئے محترمہ فاطمہ جناح کو ایوب خان کے مقابلے میں صدارتی انتخاب لڑایا تو یہ مرض اور تیزی سے بڑھا۔ سب جانتے ہیں کہ الیکشن میں دھاندلی نہ ہوتی تو محترمہ جیت جاتیں۔ اس کے بعد کیا ہوتا......؟ اس کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا۔ بہر حال ایسا ہوا نہیں۔ لیکن یہ بہت بڑی مثال قائم کر دی گئی۔ کیونکہ محترمہ نہ تو کوئی سیاسی شخصیت تھیں، اور نہ ہی امور و سمجھنے اور چلانے کی اہلیت رکھتی تھیں۔ ان کی بس ایک ہی خوبی تھی کہ وہ قائد اعظم کی بہن تھیں اور عوام کے نزدیک انہیں صدرِ پاکستان منتخب کرنے کے لئے ایک یہی بات کافی تھی۔ یہ ہے عوام کا جمہوری شعور...؟

عبدالحق میاں! ہم اللہ وحدہٗ لاشریک پر ایمان رکھنے والے، نبی کریم کے اُمتیوں نے بڑی بھیانک کمزوری پال لی ہے۔ ہم شخصیات کی محبت اور عقیدت میں پرستش کی حد تک آگے چلے جاتے ہیں۔ ہمیں محبت کا سلیقہ ہی نہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ہر انسان میں کمزوریاں اور خامیاں بھی ہوتی ہیں۔ اس کے ساتھ نفس بھی لگا ہوا ہے۔ ان میں اخلاقی کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔ کوئی انسان کامل انسان نہیں ہو سکتا۔

عبدالحق میاں...! نعروں کی بڑی اہمیت ہے۔ سیاسی جماعتیں نعرے بناتی اور عوام کو دیتی ہیں۔ اور جتنی بلند آواز میں اور جتنا بڑا مجمع وہ نعرے لگاتا ہے، وہ اس سیاسی جماعت کی مقبولیت کا پیمانہ ہوتا ہے۔ مسلم لیگ کے ابتدائی نعرے ... تھے

... کے پاکستان ... اور پاکستان کا مطلب کیا، لا الٰہ الا اللہ ... تھے۔ یہ آئیڈیلز کی ... ہی کرتے ہیں۔ پھر "پاکستان زندہ باد" آیا۔ یہ پاکستان سے محبت کا اظہار تھا۔ ... قائد اعظم زندہ باد" آیا۔ یہاں سے شخصیت پرستی شروع ہو گئی۔

"نعروں سے بہت کچھ سمجھا جا سکتا ہے بیٹے...! پیپلز پارٹی نے جو نعرہ دیا ... وہ ہے ... جیئے بھٹو ... اور اس نعرے کی مقبولیت بتاتی ہے کہ ہماری اجتماعی اور ... بیماری بڑھ گئی ہے۔ قائد اعظم کے لئے جو نعرے لگے، ان کے پیچھے پاکستان کی ... کارفرما تھی، پاکستان کا حوالہ تھا، ایک نظریہ تھا۔ لیکن جئے بھٹو کے پیچھے کوئی نظریہ ... نہیں۔ اس کے پیچھے پاکستان کی محبت بھی نہیں۔ حد یہ ہے کہ اس کے پیچھے پیپلز پارٹی ... نہیں۔ گویا اہمیت نہ سیاسی پارٹی کی ہے، نہ ملک کی۔ صرف ایک شخص اہم ہے۔ ... شخصیت پرستی اس حد تک بڑھ جائے تو جمہوریت کہاں پنپ سکتی ہے۔ ایسے میں تو ... آمریت جنم لیتی ہے۔ اور ہم اس طرف بڑھ رہے ہیں۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں چچا جان...! میں خود انہی خطوط پر سوچتا رہتا ..." عبدالحق نے گہری سانس لے کر کہا۔

"لیکن ظاہر ہے، آپ کا تجربہ بہت وسیع ہے۔ مشاہدات بہت ہیں۔ ایک ... گزاری ہے آپ نے۔ میں اتنی گہرائی میں جا کر نہیں سوچ سکتا تھا۔" وہ خاموش ہوا ... چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر بولا۔

"لیکن شخصی آمریت میں بھی سیاسی استحکام تو ہوتا ہے، جو بہر حال ملک کے ... فائدہ مند اور ترقی کا ضامن ثابت ہو سکتا ہے۔"

"ہاں...! ہو سکتا ہے۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ اُمورِ مملکت اہل ... لوگوں کو سونپے جائیں۔ تاکہ ملک ترقی کرے اور خوش حالی ہو۔ اس کے برعکس ... تو عوام میں بے چینی پیدا ہوگی۔ پھر بات شورش تک پہنچے گی۔ بدامنی ہوگی تو یا تو ... انقلاب آئے گا یا فوجی انقلاب۔ اسی لئے آمر یہ اہتمام کرتے ہیں۔ اصل میں ... یہ ہے کہ حکومت کے پاس قوتِ عمل اور وسائل ہوتے ہیں۔ لیکن سمت نہیں ... اپنے اپنے شعبے کے ماہر، سوچنے والے دانش ور لوگ سمت فراہم کرتے ہیں۔ وہ ... کی کامیابی کے ضامن ہوتے ہیں اور حکومت وہ کامیاب ہوتی ہے جو عوام کو

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

خوش اور مطمئن رکھ سکے۔ انہیں روزگار، باعزت زندگی اور ضروریات فراہم کر سکے۔

''تو یہ کام تو بھٹو صاحب بھی کر سکتے ہیں۔''

''جس طرح سے وہ بیوروکریسی اور فوج پر حملہ آور ہوئے ہیں، اس سے ایسا لگتا نہیں۔ طویل اقتدار کے لئے درست راستے کو چھوڑ کر وہ غلط راستے کی طرف بڑھ گئے ہیں۔ اہلیت رکھنے والوں کو تو بے عزت کر کے فارغ کیا جا رہا ہے۔ ایک بات یاد رکھو بیٹے.....! جب میرٹ کو خیر باد کہا جاتا ہے تو ایک نہیں، کئی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور وہ بھی دور رس۔ ایسے میں کم اہل یا نا اہل لوگوں کے ہاتھ میں فیصلے کا اختیار آ جاتا ہے، اور وہ غلط فیصلے کرتے ہیں، چاہے خلوص کے ساتھ کریں اور ان فیصلوں کے اثرات پھیلتے ہوئے دور تک جاتے ہیں۔ پھر وسائل ان کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ نا اہلی کی وجہ سے ان کا ضیاع ہوتا ہے، اس کے نتیجے میں معیشت کمزور ہوتی ہے۔ دوسری طرف آپ اہل لوگوں کو سائیڈ لائن کر کے ان کی راہنما صلاحیتوں سے قوم کو محروم کرتے ہیں تو معاشرہ زوال پذیر ہوتا ہے۔ میرٹ چھوڑتے ہی کرپشن شروع ہو جاتی ہے اور کرپشن کتنی تیزی سے پھیلنے والی چیز ہے، اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اقربا پروری کا فروغ ہوتا ہے۔ باصلاحیت لوگ اپنی صلاحیتوں کی طرف سے مایوس ہو کر حوصلہ ہار بیٹھتے ہیں۔ خوشامد، سفارش اور رشوت کو فروغ ہوتا ہے۔ سچ بولنے والا دم توڑنے لگتی ہے۔ یہ سب کچھ قوموں کے لئے زوال کا سفر ہوتا ہے۔ اللہ رحم فرمائے۔ میرٹ کو ترک کر دیا گیا ہے۔''

''یعنی کرپشن کا آغاز ہو گیا ہے.....؟''

''بالکل..... ! اور زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ جس انداز میں شروع ہوا ہے، ایک روایت کے طور پر آگے بڑھے گا، اور روایت کی جڑیں بہت گہری ہوتی ہیں۔ ابھی زور خوشامد اور سیاسی سفارش پر ہے۔ لیکن آگے جاتے جاتے اس میں رشوت کی مرکزیت قائم ہوگی۔ تب یہ بہت بری طرح پھیلے گا۔''

''یہ تو بہت بھیانک تصویر ہے چچا جان.....!'' عبدالحق کے لہجے میں افسردگی تھی۔

''ایسا ہی ہے بیٹے.....! شخصیت پرستی کے بعد رشوت بھی بہت بڑی دل...

اس سے معاشی ناہمواری پھیلتی ہے۔ اس سے مذہبی اور اخلاقی قدریں پیچھے چلی جاتی ہیں، اور مادہ پرستی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ معاشرے سے قانون اور اُصول رخصت ہونے لگتے ہیں۔ مال کی محبت اور اس کے حصول کی خواہش دیوانگی کی حد کو پہنچ جاتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ دینے والا اللہ ہے، جسے چاہے، فراخی عطا فرمائے اور جسے چاہے تنگی۔ لیکن مذہبی قدریں پیچھے چلی جائیں تو آدمی ظاہر میں کرپٹ ہو جاتا ہے۔ ٹھیک ہے کہ جائز طریقے سے مال ہر آدمی اپنی اہلیت اور محنت کے مطابق حاصل کر سکتا ہے۔ مگر بغیر محنت کے کثیر مال حاصل کرنے کے طریقے بھی موجود ہیں۔ جو لوگ اوپر ہیں، کسی بھی سطح پر کسی بھی طرح کا اختیار رکھتے ہیں، وہ اسے حصولِ مال کے لئے استعمال کرتے ہیں، اور حیثیت نہ ہونے کے باوجود خوش حال ہونے لگتے ہیں۔ معاشرے میں مسابقت بھی ہوتی ہے۔ دوسرے لوگ، جن کے پاس کوئی ایسا اختیار نہیں ہوتا، وہ اپنی تمام ذہنی صلاحیتیں بغیر محنت کے کثیر مال حاصل کرنے کی ترکیبیں سوچنے میں لگا دیتے ہیں۔ یوں ذہنی صلاحیتیں بھی ضائع ہوتی ہیں، جو کہ قومی سرمایہ ہے، اور دوسری طرف معاشی ناہمواری اور طبقاتی بُعد میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ لوگوں میں احساسِ محرومی ہونا تو فطری ہے، لیکن دوسروں کی ناجائز خوش حالی ان کے احساسِ محرومی کو زخم بنا دیتی ہے۔ ان سب باتوں کے نتیجے میں معاشرہ کھوکھلا ہوتا جاتا ہے۔ اللہ سے تعلق کمزور ہوتا چلا جاتا ہے۔ اللہ پر بھروسہ کرنے کی، اللہ سے مانگنے کی خو ختم ہونے لگتی ہے۔ ایمان کمزور ہوتے چلے جاتے ہیں۔''

''اس قیمت میں تو جمہوریت ناقابلِ قبول حد تک مہنگی ہے۔''

''قیمت تو واقعی ناقابلِ قبول ہے۔ مگر جمہوریت تو پھر بھی نہیں ملے گی۔''

''کیا مطلب چچا جان.....؟''

''جمہوری ملکوں کو دیکھو تو پتا چلے گا کہ جمہوریت میں وراثت نہیں ہوتی۔ افراد سے بڑی ہوتی ہے اور مشاورت سے فیصلے کرتی ہے۔ کسی فرد کو کسی منصب کے لئے منتخب سیاسی جماعت کرتی ہے۔ پاکستان میں سیاست دانوں نے محترمہ فاطمہ جناح کو سامنے لا کر سیاست میں موروثیت کی ایک بری مثال قائم کر دی۔ اب ہندوستان کو دیکھو۔ وہاں پاکستان کی نسبت بہت توانا جمہوریت ہے۔ لیکن کانگریس کو

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

نہرو کا متبادل کوئی اور نہیں، نہروں کی بیٹی ہی ملی۔ تو یہ روایت وہاں بھی قائم ہو گئی۔ اور روایت قائم ہو تو آگے بھی ضرور بڑھتی ہے۔ اور یہ روایت بھی آگے بڑھے گی۔

"مگر پاکستان میں تو اس کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔"

"میرا خیال ہے کہ برصغیر کا ایک الگ مزاج ہے۔ اگر پاکستان میں اسلامی اقدار کو مستحکم نہ کیا گیا تو دونوں معاشروں میں بمشکل انیس بیس کا فرق ہوگا۔ اور یہ بھی شخصی آمریت یا تو اس طرح سے فروغ پاتی ہے، یا پھر اسی طرح سے... سامنے لاتی ہے۔ اللہ پاکستان کو اس سے محفوظ رکھے، لیکن جو کچھ سامنے ہے۔ اسے دیکھ کر مستقبل کی جو تصویر مجھے نظر آتی ہے، وہ بڑی بھیانک ہے۔"

"کچھ بتائیں مجھے...!" عبدالحق کے لہجے میں دلچسپی تھی۔

"پاکستان میں جمہوریت کا صرف نام ہوگا، جمہوریت نہیں ہوگی۔ انتخابات میں من مانے نتائج حاصل کئے جائیں گے۔ شخصی آمریت ہوگی۔"

"کیوں چچا جان...؟"

"جمہوری ملکوں پر غور کرو۔ سیاسی جماعتوں کی جمہوریت ہی... ہوتی ہے۔ وہ جمہوریت کی بنیاد ہوتی ہے اور ان کا انحصار شخصیتوں پر ہرگز نہیں ہوتا۔ پارٹی کسی شخص کو ملک کی سربراہی کے لئے منتخب کرتی ہے اور وہ شخص پارٹی کو جواب دہ ہوتا ہے۔ اسے پارٹی کے منشور پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ پارٹی چاہے تو اسے اقتدار سے محروم کر دے اور وہ بس دو ٹرم تک سربراہ رہ سکتا ہے۔ ممکن ہے، کہیں تیسری ٹرم کی بھی اجازت ہو۔ اس کے بعد وہ صدر یا وزیراعظم تاریخ کا حصہ بن جاتا ہے۔ کسی خصوصی تقاریب میں اسے مدعو کرنا الگ بات ہے۔ لیکن وہ باقی زندگی ایک عام شہری کی طرح گزارتا ہے۔ جمہوریت میں اقتدار مرتکز نہیں ہوتا۔ اسے بڑی دانش مندی کے ساتھ تقسیم کیا جاتا ہے اور پھر چیک اینڈ بیلنس کا نظام قائم کیا جاتا ہے۔ یہ کرپشن کی روک تھام کے لئے ہے۔ ہندوستان میں پارلیمانی سربراہ اپنی پارٹی کا سربراہ نہیں ہوتا۔ لیکن ہمارے ہاں معاملہ مختلف ہے۔ سیاسی جماعتیں شخصیتوں کی محتاج ہیں۔ ان پر انحصار کرنے پر مجبور ہیں۔ نواب زادہ نصر اللہ خان کی جماعت کو دیکھو۔ وہ جماعت ہے ہی نہیں۔ ان کی کبھی ایک سے زیادہ نشست نہیں ہوگی اسمبلی میں۔ اب شخصی...

...ہے کہ ایسی تمام چھوٹی جماعتوں کا اختتام ہونا چاہئے۔ تاکہ جماعتیں کم سے کم ہوں۔ زیادہ سے زیادہ تین جماعتیں ہوں۔ زیادہ تر تو دنیا میں دو جماعتی نظام قائم ہے۔ لیکن انڈیا میں بھی جماعتیں لاتعداد ہیں۔ بعض اوقات ضرورت پڑنے پر وہ اسمبلی میں ایک ووٹ کی بھی قیمت وصول کرتی ہیں۔ یہ کرپشن کا آغاز ہوتا ہے۔ جمہوری ملک ہر چیز سے بڑھ کر کرپشن کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دو جماعتی نظام کا یہی سبب ہے۔

شخصی آمریت میں ہر فیصلہ فرد واحد کرتا ہے۔ نہ کوئی اسے پوچھنے والا ہوتا ہے نہ ہی کوئی روکنے والا۔ ایسے میں کرپشن خوب پھیلتا پھولتا ہے۔ بظاہر اس کے اثرات نظر نہیں آتے۔ لیکن یہ ملک کی معیشت کو کھا جاتا ہے۔ پھر فرد واحد کی اولاد اس کی وارث بن جاتی ہے۔ اور باپ کا سیاسی مرتبہ اور اقتدار اسے مل جاتا ہے۔ انڈیا نے جمہوریت سے اسٹارٹ لیا، لیکن اب وہ موروثی سیاست کی طرف بڑھ رہا ہے۔"

"مگر پاکستان میں تو ایسی صورت حال نہیں ہے چچا جان...!" عبدالحق نے اعتراض کیا۔

"بات اسی شخصیت پرستی کی طرف جاتی ہے۔ جس طرح بھٹو صاحب کو پارٹی ملی، اس نے انہیں شخصی آمریت کی راہ دکھائی ہے۔ اور یاد رکھو، یہ عوام کی ذمہ داری ہے۔ جذباتیت، محبت، عقیدت، رشتے ناطوں اور برادری کے حوالے سے ووٹ اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی مارنا ہے۔ آپ جمہوریت کو کھیل بنا لیں، الیکشن کو کوئی میلہ سمجھ لیں تو اپنے اور ملک کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔ الیکشن پیسے کا کھیل ہے۔ لائق ترین شخص بھی، جو غریب ہے، اسمبلی میں نہیں پہنچ سکتا اور جو اسمبلی میں پیسہ پانی کی طرح بہا کر پہنچے گا، وہ اسے منافع کے ساتھ وصول کرنا چاہے گا۔ نتیجہ کرپشن... کرپشن اور صرف کرپشن...!"

"لیکن یہاں موروثی سیاست تو مجھے نظر نہیں آتی چچا جان...!"

"شخصی آمریت ہمیشہ اسی طرف لے کر جاتی ہے بیٹے...! ایوب خان کی مثال لے لو۔ گوہر ایوب نے خوب پر پرزے نکالے۔ بس زیادہ وقت نہیں مل سکا۔ پیپلز پارٹی صرف بھٹو کی ذات، بھٹو کا نام ہے۔ بڑے سے بڑا لیڈر دو نمبر ہی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

رہے گا۔ اس پارٹی کا سربراہ بھی نہیں بن سکے گا۔ بھٹو صاحب کی اولاد ... ابھی ایسے آثار نہیں لیکن بھٹو صاحب انہیں سیاست میں ضرور لائیں گے۔ میں موجود نہیں ہوں گا، لیکن دیکھ لینا۔ پاکستان میں جس سیاسی جماعت کو بھی مقبولیت حاصل ہوگی، وہ صرف ایک شخص کی، ایک خاندان کی جماعت ہوگی۔ سو سال تک تو پاکستان موروثی سیاست سے نجات حاصل نہیں کر سکے گا اور اس کے نتیجے میں اقربا پروری، مصاحب نوازی، خوشامد، سفارش، رشوت ... یعنی کرپشن اس سطح پر پہنچے گی، جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"خدانخواستہ ایسا ہوگا تو کوئی روکنے والا بھی تو ہوگا۔"

"صرف فوج روک سکے گی اسے۔" مسعود صاحب نے گہری سانس ... کہا۔

"صرف اللہ ہی سب کچھ جانتا ہے۔ اس نے عطا کئے ہوئے ... میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہے کہ فوج کو بار بار مداخلت کرنی پڑے گی۔ ... جمہوری حکومت کا خاتمہ فوج کے ہاتھوں ہوگا۔"

"تو اس میں بہتری تو ہوگی۔"

"صرف ظاہری طور پر۔ خرابیاں اس سے زیادہ بڑی ہوں گی اور پھیلیں گی۔"

"ایوب خان کی مثال تو بڑی حوصلہ افزا ہے۔"

"بے شک ...! میری رائے میں تو ایوب خان اس قوم کے محسن ہیں۔ انہوں نے ملک کو ہر طرح سے مستحکم کیا۔ خاص طور پر معاشی اعتبار سے۔ لیکن ضروری نہیں کہ ہر آنے والا ایوب خان جیسا ہو۔"

"اور جن خرابیوں کی آپ نے بات کی، ان کی وضاحت نہیں کریں گے۔"

"وہ تو بے شمار امکانات ہیں۔ فوج کا اقتدار زیادہ مستحکم ہوتا ہے۔ فوج بھی ہر طرح کی کرپشن میں ملوث ہوگی۔ فوج کا ڈسپلن بھی آزمائش میں پڑے گا۔ قوم فوج سے بہت محبت کرتی ہے۔ خدانخواستہ اس میں بھی فرق پڑ سکتا ہے۔ یہ سب قومی نقصان ہوں گے اور فوج بار بار نام نہاد جمہوری حکومتوں کا تختہ اُلٹے گی تو ایک بار ...

... قائم ہوگا کہ افواج کی طاقت اسلحے کے زور پر ہے، جس سے سیاست دان ... ہے۔ اس سے معاشرے میں طاقت کا قانون فروغ پا سکتا ہے کہ جس کی لاٹھی ... کی بھینس۔ پھر سیاسی قوتیں بھی بالآخر اس حقیقت کو تسلیم کر لیں گی کہ فوج کی ... کے بغیر حکومت نہیں کی جا سکتی۔ وہ افواج کی بالادستی تسلیم کریں گی تو ان کے ... ناجائز مطالبات بھی اپنے اقتدار کی خاطر پورے کریں گی اور یہ حالت ہوگی تو ... کے حق میں بہت برا ہوگا۔ پھر انہیں کون پوچھے گا ...؟ کون ان کی سنے گا ...؟"

"یہ تو بہت خطرناک صورتِ حال ہے چچا جان......!"

"بے شک ...! یاد رکھو، سیاسی عدم استحکام معاشی عدم استحکام کی طرف لے ... ہے۔ پھر پاکستان اپنے محل وقوع کے اعتبار سے عالمی طاقتوں کی توجہ کا مرکز ہمیشہ ... گا۔ جو یہاں اپنا اثر و نفوذ بڑھانے کی کوشش کریں گی۔ عدم استحکام کی صورت ... ان کے لئے بہت خوش آئند ہوگی۔"

"اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے، اسے اپنی امان میں رکھے۔"

"انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ یہی تو لیاقت علی خان شہید کے آخری الفاظ تھے۔ ... اللہ ...! بدترین صورتِ حال میں بھی اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے گا، یہ ملک ... اللہ کی رحمت سے ہے۔"

"بے شک چچا جان ...!"

مسعود صاحب چونکے۔ جیسے کسی تنویمی کیفیت سے باہر آئے ہوں۔

"بات کیا ہو رہی تھی، اور میں کہاں کی باتیں لے بیٹھا......؟" انہوں نے ... سے کہا۔

"لیکن یہ سب ضروری ہے۔ میں اپنے بیٹے سے بھی یہ باتیں کرتا ہوں۔ ... پاکستان، قیام پاکستان اور پاکستان بننے کے بعد کے حالات، یہ سب کچھ ورثہ ... ہمارا۔ اسے نسل در نسل منتقل کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ یہ ہماری تاریخ ہے۔ ... مورخ دیانتداری اور غیر جانب داری سے تاریخ کم ہی لکھتے ہیں۔ تاریخی ... تو سینہ بہ سینہ ہی منتقل ہوتی ہیں۔ جو کچھ میں نے دیکھا، سمجھا اور جانا، خاص طور ... میرے بچوں نے نہیں دیکھا، میں وہ سب کچھ انہیں سناتا ہوں، اس تلقین کے

Famous Urdu Novels pdf Library

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

ساتھ کہ وہ یہ سب کچھ اپنے بچوں کو اسی تلقین کے ساتھ منتقل کریں۔ اسلام اور پاکستان کی محبت ایک چراغ ہے۔ ہمیں چراغ سے چراغ جلانا ہے۔ تاکہ مستقبل میں چراغاں ہو۔ پاکستان کی اہمیت اور قدر و قیمت وہی لوگ سمجھ سکیں گے، جنہیں علم ہو گا کہ اس ملک کے لئے کتنی قربانیاں دی گئی ہیں۔ کورس میں پڑھائی جانے والی تاریخ تو حکمرانوں کے ساتھ تبدیل ہوتی رہے گی۔ پاکستان کی بقا اور ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہماری ہر نسل پاکستان کے نظریے اور تاریخ سے واقف ہو۔ یہ نہ ہوا تو شیرازہ بکھر جائے گا۔ خدانخواستہ میں تم سے بھی یہی کہوں گا کہ تم بھی یہ سب کچھ اپنے بچوں کی طرف اسی تلقین کے ساتھ بڑھا دینا کہ اسے آگے بڑھانا ہر نسل کی ذمہ داری ہے۔ میں نے اپنا فرض پورا کیا۔ اب دُعا کرتا ہوں کہ میرے بچے بھی اس معاملے میں ذمہ دار ثابت ہوں۔ سب یہ جان لیں کہ پاکستان نہ ہوتا تو ہم ہندوؤں کے غلام ہوتے۔ اور خدانخواستہ یہ ملک نہ رہا تو ہم کافروں کی غلامی کریں گے۔ اور غلامی سے نجات برسوں میں نہیں، صدیوں میں ملتی ہے اور آگے جا کر تو شاید غلامی کے نت نئے روپ سامنے آئیں گے۔ صرف زمین پر قبضہ غلامی کا ثبوت نہیں ہوگا اور بھی بہت کچھ ہوگا جسے میں محسوس تو کر سکتا ہوں، سمجھ نہیں سکتا، بیان نہیں کر سکتا۔''

''اللہ ہمیں محفوظ رکھے۔ اللہ ہمیں ذمہ دار بنائے۔'' عبدالحق نے کہا۔

''اب مجھے یہ بتائیں کہ میرے لئے حکومت کے خلاف کیس کرنے کی کیا ضرورت تھی......؟ آپ جانتے ہیں کہ میری برطرفی میرے لئے تو قید سے رہائی تھی۔ مجھے اس پر کوئی دُکھ، کوئی صدمہ نہیں ہوا۔''

''مجھے معلوم ہے۔ لیکن یہ ضروری تھا۔''

''آپ نے اسے خواہ مخواہ اپنے لئے بوجھ بنا لیا۔''

''اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ میرے ضمیر پر بوجھ تھا۔'' مسعود صاحب نے کہا۔

''لیکن بات بس اتنی ہی نہیں تھی۔ اس میں کئی اور پہلو بھی تھے۔ ان نکالے جانے والوں میں ایسے لوگ بھی ہوں گے، جو تم سے زیادہ قابل ہوں گے اور دیانت دار بھی ہوں گے۔ لیکن رزق اور روزگار کے معاملے میں تمہاری طرح مضبوط نہیں ہوں

گے۔ انہیں تمہاری طرح یہ قید سے رہائی نہیں ملی ہوگی۔ انہیں ایک طرف رسوائی ملی ہوگی تو دوسری طرف بے روزگاری۔ وہ طعنے سن رہے ہوں گے۔ ان کا مذاق اُڑایا جا رہا ہوگا۔ وہ اپنے بچوں کے مستقبل کی طرف سے فکرمند ہوں گے۔ ایمانداری کی وجہ سے ان کے پاس گزر اوقات کے لئے بھی کچھ نہیں ہوگا اور نہ وہ کچھ کر سکیں گے۔

تمہارا یہ کیس اور اس کا فیصلہ ایک پیغام ہے۔ جو دُور تک جائے گا۔ عمومی پیغام، جو سب کے لئے ہے، یہ ہے کہ اگر آپ حق پر ہیں اور آپ کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے تو اس کے خلاف بساط بھر لڑیں۔ خاموشی سے برداشت نہ کریں کہ برداشت کرنا ظالم کا ساتھ دینے اور اس کے ہاتھ مضبوط کرنے کے مترادف ہے۔ یہ کیس ایسے تمام لوگوں کو راستہ دکھاتا ہے، بلکہ اس راستے کو آسان بھی کرتا ہے۔

اور اس کیس نے عدلیہ کو بھی ایک بہت اہم پیغام پہنچایا ہے۔ یہ کہ اس ملک میں اس کی بڑی اہمیت ہے، بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ حکمران یا کوئی بھی شخص، خواہ کتنا ہی مقتدر اور طاقتور ہو، قانون سے بالاتر نہیں ہونا چاہئے۔ حکومتوں کو بھی قانون اور ضابطوں کے دائرے میں رہ کر کام کرنا چاہئے۔ وہ تجاوز کریں تو انہیں روکنا عدلیہ کی ذمہ داری ہے۔ وہ یہ بھاری ذمہ داری نیک نیتی سے اُٹھائے گی تو اللہ اسے طاقت بھی دے گا اور عزت بھی۔ وہ سچائی کے حق میں فیصلہ کرے گی تو حکومتوں کو من مانے اور غیر قانونی فیصلوں سے روکنے کے لئے فوج کو نہ مداخلت کی ضرورت پڑے گی، اور نہ ہی وہ مداخلت کا کوئی جواز پیش کر سکے گی۔ لاقانونیت کو لاقانونیت سے روکنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوگا۔ یہ اسلامی ملک ہے۔ قانون اوپر سے نیچے تک سب کے لئے ایک ہی ہونا چاہئے۔ اور انصاف بھی اوپر سے نیچے تک سب کو ملنا چاہئے۔ میرے نزدیک اس ملک میں عدلیہ ہی سب سے اہم ادارہ ہے۔ تمہارے کیس میں عدالت کا فیصلہ بہت خوش آئند ہے، اور اس میں بھی مقتدر لوگوں کے لئے ایک پیغام ہے۔''

''لیکن عدلیہ کے پاس اپنے فیصلوں پر عملدرآمد کرانے کے لئے کوئی طاقت نہیں ہے۔ فوج کی طرح۔'' عبدالحق نے اعتراض اٹھایا۔

''طاقت تو ہے۔ عدالت کے فیصلے ماننا اور ان پر عمل کرنا اور کرانا انتظامیہ یعنی حکومت کی ذمہ داری ہے۔''

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

فیصلہ حکومت کے خلاف ہو اور وہ اسے نہ مانے تو......؟"

"تو یہ بدقسمتی ہوگی۔ عدلیہ کا احترام حکومت نہیں کرے گی تو عام لوگ بھی اس روش کو اپنائیں گے۔ معاشرے میں بگاڑ، بدامنی اور لاقانونیت ہوگی اور بالآخر بات فوج تک جائے گی۔ مہذب معاشرے اسی لئے عدلیہ کی قوت کو فوج سے بڑھ کر تسلیم کرتے ہیں کہ غلبہ اسلحے اور ہتھیاروں کو نہیں، علم اور عقل و دانش کو حاصل ہو۔ آخری فیصلہ غلط ہو، تب بھی اسے ماننے کی روایت ہو۔ تاکہ آئین اور قانون کی حکمرانی اور بالادستی ہو۔"

"لیکن جیسے بیورو کریسی پر حملہ ہوا، ویسا ہی عدلیہ پر بھی تو ہو سکتا ہے۔ ججوں کو جبر کا شکار بھی تو بنایا جا سکتا ہے۔"

"بالکل...... ! اور مجھے ڈر ہے کہ مطلق العنانی کے شوقین یہ کریں گے۔ اور یہ ملک، قوم اور معاشرے کے لئے تباہ کن ہوگا۔"

"بہرحال...... میں آپ کا شکر گزار ہوں۔" عبدالحق نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں......! اس کے پیغام پر تم عمل کرو گے تو میں شکر گزار رہوں گا۔ اور اس کے نتیجے میں تم پر سختی بھی آئے گی، اور آزمائش بھی ہوگی۔"

"پیغام کیا ہے......؟"

"اپنے حق کے لئے لڑنے کی تمہیں ضرورت نہ ہو، تب بھی لڑو...... دوسروں کی خاطر...... انہیں یہ راہ دکھانے کے لئے۔"

"اس کا میں وعدہ نہیں کرتا۔ میری راہ، میری منزل اور ہے۔ کام بڑا ہے اور وقت کم۔"

"اللہ وقت میں برکت دے گا انشاءاللہ......!"

"دُعا کرتے رہئے گا میرے لئے......!"

"کرتا ہوں اور انشاءاللہ کرتا رہوں گا۔ مگر اس پر یاد آیا کہ اپنے لئے دُعا کرتے ہوئے کبھی کبھی میں گھبرا جاتا ہوں، ڈر جاتا ہوں۔"

"دُعا سے ڈر جاتے ہیں......؟" عبدالحق کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مگر کیوں......؟"

"یہ خیال آتا ہے کہ وہ اللہ کے لئے ناپسندیدہ نہ ہو اور اس کے نتیجے میں اللہ مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔ اس سلسلے میں تم سے بات کرنا چاہ رہا تھا۔ کیوں، رہنمائی کرو۔"

"مجھے شرمندہ کر رہے ہیں آپ......!" عبدالحق نے خجالت سے کہا۔

"میں کیسے آپ کی رہنمائی کر سکتا ہوں......؟ میں تو خود آپ سے سیکھتا ہوں۔"

"نہیں بیٹے......! کچھ معاملات میں تم مجھ سے آگے ہو۔ میری مدد کرو۔"

"میں آپ کی بات سمجھ ہی نہیں پایا۔" عبدالحق نے عاجزی سے کہا۔

"دُعا کی تو اللہ نے تلقین فرمائی ہے۔ دُعا سے تو وہ خوش ہوتا ہے۔"

"کچھ دُعاؤں کو سختی سے منع بھی تو فرمایا ہے۔"

"اوہ......!" عبدالحق نے کہا۔ اب بات اس کی سمجھ میں آئی۔

"میں بہت زیادہ تو نہیں جانتا اس بارے میں۔ لیکن وہ غیر فطری دُعائیں ہوتی ہیں۔ ایسی دُعائیں جن کے بارے میں آپ کو معلوم ہے کہ وہ غلط ہیں، اور آپ کو ان کا حق نہیں۔"

"مثلاً......؟"

"مثلاً......! آپ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے اور مشرق میں غروب ہونے کی دُعا مانگیں، جبکہ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ نے جو کائنات کا نظام قائم فرمایا ہے، یہ اس کے خلاف ہے۔ اس کے علاوہ کسی حرام چیز یا اللہ کے منع کئے ہوئے کسی کام کے لئے دُعا کرنا۔ کوئی ایسی دُعا کرنا، جو آپ کے لئے یا دوسروں کے لئے دین، دُنیا، آخرت اور معیشت کے لئے نقصان دہ ہو۔"

"مثلاً......؟"

"مثلاً......! کوئی ضرورت مند دُعا کرے کہ اسے اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے کسی سے روپیہ مل جائے، جبکہ اسے معلوم ہو کہ وہ اسے سود پر ملے گا، اور اس کا ارادہ بھی سود پر قرض لینے کا ہو۔ یا جیسے کسی کا شرابی دوست شراب کی طلب سے بے حال ہو رہا ہو، اور وہ اس کے لئے شراب کے حصول کی دُعا کرے۔"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"دُعا تو عبادت ہے۔ بندگی ہے چچا جان......! دُعا اللہ کے حضور اپنی عاجزی کا اظہار ہے، اللہ کی قدرت کا، اور اس بات کا اعتراف ہے کہ اللہ کے سوا کوئی مدد کرنے والا نہیں۔ کوئی کچھ دینے والا نہیں۔ دُعا میں سرکشی اور نافرمانی تو بدبختی ہے۔"

"جبھی تو میں دُعا کرتے ہوئے ڈرتا ہوں بیٹے......! کہ کہیں اللہ ناراض نہ ہو جائے۔"

"نہیں چچا جان......! بس نیت اچھی ہونی چاہئے۔" عبدالحق نے کہا۔

"اور اللہ تو سب کچھ جانتا ہے۔ نیتیں بھی اور بندوں کے دلوں میں چھپے ہوئے بھید بھی۔ اور وہ بہت معاف کرنے والا ہے۔"

"پھر بھی میں کوئی ایسی دُعا کر بیٹھوں جو تقدیر سے...... اللہ کی مشیت سے متصادم ہو، تو گرفت تو ہوگی۔"

"تقدیر بندوں سے پوشیدہ ہے چچا جان......! صرف اللہ جانتا ہے اور مشیت کا کسی کو کیا پتا......؟ بندے کو تو جس چیز میں اپنی دُنیا، دین، آخرت اور عاقبت کی بہتری نظر آئے، وہ اللہ سے مانگتی ہے۔ یہ الگ بات کہ وہ نہیں جانتا اور اللہ جانتا ہے کہ اس میں بہتری نہیں۔ اب یہ اللہ کی رحمت اور شانِ عطا ہے کہ وہ اس دُعا کو قبول نہیں فرماتا اور اسے نقصان سے بچا لیتا ہے۔ اور یہی نہیں، وہ اس دُعا کا اس سے بہتر بدل عطا فرماتا ہے، دُنیا میں یا آخرت میں، یا چاہے تو دونوں جگہ۔ دُعا رائیگاں نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں، اللہ چاہے تو دُعا سے تقدیر بھی بدل جاتی ہے۔ جیسے صدقے سے بلائیں ٹلتی ہیں اور عمر بڑھتی ہے۔ دیکھیں، دُعا تو بندہ خیر کی ہی مانگتا ہے۔ بے شک وہ نہیں سمجھ سکتا کہ جو کچھ وہ مانگ رہا ہے، اس میں حشر بھی چھپا ہو سکتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ دُعا کے ساتھ بالخیر ضرور کہا جائے۔ جیسے آدمی درازیٔ عمر کی دُعا کرے تو اللہ سے درازیٔ عمر بالخیر کی دُعا کرے۔"

"یہ تو تم نے بہت اچھی بات بتائی۔" مسعود صاحب نے کہا۔ وہ کچھ دیر سوچتے اور جھجکتے رہے، جیسے اُلجھن میں ہوں کہ جو کہنا ہے، وہ کہیں یا نہ کہیں۔

"کوئی بڑی اُلجھن ستا رہی ہے آپ کو......؟" عبدالحق نے کہا۔

اور مسعود صاحب جیسے کسی نتیجے پر پہنچ گئے۔

"میں اللہ سے جو مانگنا چاہتا ہوں، اس کا نہ مجھے حق ہے اور نہ ہی اس کی میری اوقات ہے۔ اس بات سے ڈرتا ہوں میں۔"

"کچھ مجھے بتائیں تو سہی......!"

"ایسی باتوں میں کسی کو شریک کرنے کے خیال سے بھی شرمندگی ہوتی ہے۔ کیا کروں......؟" مسعود صاحب کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"تم مجھے یہ بتاؤ کہ کوئی اپنی اوقات سے کتنا بڑھ کر مانگ سکتا ہے......؟" یہ کہتے ہوئے وہ عبدالحق کو کسی چھوٹے سے بچے کی طرح لگے۔

"اوقات کی تو بات ہی نہ کریں چچا جان......! وہ تو اللہ کی ہی دی ہوئی ہوتی ہے۔ انسان کی اس دُنیا میں حیثیت کیا ہے......؟ اس زمین سے بہت...... بہت بڑے بے کراں صحرا میں ریت کا ایک ذرّہ...... اور اللہ اس میں سے جس بندے کو جو چاہے، مرتبہ عطا فرما دیتا ہے۔ کسی کو بادشاہت دیتا ہے تو کسی کو ولایت۔ غلاموں کو تخت و تاج مل جاتا ہے، اور اس کے حکم سے بادشاہ ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں۔ اوقات تو کسی کی بھی کچھ نہیں ہے چچا جان......! کیا بادشاہ اور کیا فقیر......؟ جو ہے، اس کا دیا ہوا ہے۔"

مسعود صاحب کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

"بے شک بیٹے......! یہ حقیقت ہے۔"

"اللہ سے مانگنے میں اوقات کا کیا دخل چچا جان......!" عبدالحق نے اپنی بات جاری رکھی۔

"یہ تو بندوں سے مانگتے ہوئے سوچا جائے۔ میرے پاس اللہ کا دیا بہت کچھ ہے۔ الحمدللہ......! کوئی سائل مجھ سے دس کروڑ روپے مانگے، اور وہ میرے پاس ہوں بھی تو کیا میں اسے دے دوں گا......؟ ہرگز نہیں......! تکبر کے خوف سے منہ سے نہ کہوں، لیکن دل میں تو سوچوں گا کہ پیروں میں جوتے نہیں، در بدر پھر رہا ہے اور مانگ رہا ہے دس کروڑ......؟ اوقات دس روپے کی بھی نہیں۔ اللہ کا خوف نہ ہو تو اس کا مذاق اڑاؤں میں۔ اور کوئی رئیس مجھ سے یہی رقم مانگے اور میرے پاس نہ ہو تو میں اس سے یہی کہوں گا نا کہ بھئی میری تو اتنی اوقات نہیں۔ اور دل میں سوچوں گا کہ ہوتے بھی تو نہ دیتا۔ کیا میری ضرورتیں نہیں ہیں......؟

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

چلیں ـــــ یہ تو بہت بڑی بات ہے۔ کوئی ایک لاکھ روپیہ قرض مانگے اور وہ تین سو روپے ماہ وار کا ملازم، تو میں منہ سے نہ کہوں، لیکن دل میں اس کی اوقات کے بارے میں سوچوں گا ضرور۔ سوچوں گا کہ یہ اپنی اوقات سے بڑھ کر مانگ رہا ہے۔ عمر گزر جائے گی، اور یہ میرا قرض ادا نہیں کر سکے گا۔ میرے پاس کروڑوں بھی ہوں گے تو میں اسے ایک لاکھ نہیں دوں گا۔ تو یہ تو بندوں کے معاملات ہیں۔ مانگنے والا جس سے مانگ رہا ہو، اس کی اوقات دیکھتا ہے۔ جس کے پاس ہزار ہوں، اس سے مانگنے والا لاکھ کبھی نہیں مانگے گا اور دینے والا مانگنے والے کی اوقات دیکھے بنا نہیں دے گا۔ غور کرے گا کہ یہ لوٹا بھی سکتا ہے یا نہیں۔ یہ ہے انسانوں سے مانگنا اور اللہ ...'' عبدالحق کہتے کہتے رُک گیا۔ اس نے سر اُٹھا کر دیکھا۔ مسعود صاحب کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

''میں پوری طرح سمجھ رہا ہوں بیٹے ..... ! تم کہتے رہو۔'' انہوں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''اللہ کو یہ پسند نہیں۔ یہ تو حماقت ہے نا کہ آپ اس سے مانگیں جو خود محتاج ہے۔ اس سے کیوں نہ مانگیں جس کے سب محتاج ہیں ..... ؟ اقبال کا یہ شعر بہت ہی وسیع مفہوم رکھتا ہے اپنے اندر۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

تو چچا جان ..... ! یہ صرف اللہ کا حق ہے کہ بندے اپنی حاجت روائی کے لئے اس سے رجوع کریں۔''

''میں مجبوراً موضوع سے ہٹ رہا ہوں۔'' مسعود صاحب نے کہا۔

''بات سے بات نکلی ہے، اس لئے ..... اب بیٹے ..... ! اللہ نے اس دنیا کو اسباب کا کارخانہ بنایا ہے۔ آدمی کا کام آدمی سے ہی نکلتا ہے۔''

''بے شک چچا جان ..... ! اس میں بھی بندوں کی آزمائش ہے۔ مجھے کوئی کام آ پڑا ہے تو ایمان کا تقاضا ہے کہ میں اس کے لئے اللہ سے دُعا کروں کہ میرا کام ہو جائے۔ اللہ جسے چاہے گا، وسیلہ بنا دے گا اور کام نہ ہو تو صبر کروں۔ یہ سمجھوں کہ

اس میں میری بہتری نہیں تھی۔ اللہ نے کسی نامعلوم نقصان سے مجھے بچا لیا۔ یا ضروری ہو تو اس کے لئے مسلسل دُعا کرتا رہوں۔''

''اور اگر تمہارا کام ایسا ہو کہ صرف میرے ہی ذریعے ہو سکتا ہو۔''

''تو بھی مجھے اللہ سے دُعا کرنی ہوگی، آپ سے رجوع کرنے کی اجازت ملی ہوگی۔''

''یہ کیسے پتا چلے گا کہ تمہیں اجازت ملی یا نہیں ..... ؟''

''اجازت نہ ہوئی تو میرا دل اس بات سے ہٹ جائے گا، یا میں کوشش کے باوجود آپ سے رابطہ نہیں کر سکوں گا۔ اپنے معاملات میں، خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، اللہ سے رجوع کیا جائے تو وہ اس میں اپنا فضل و کرم، رحمت اور خیر رکھ دیتا ہے۔''

''جزاک اللہ بیٹے ..... ! اب اسی معاملے پر بات کرو۔ جو زیرِ غور تھا۔''

عبدالحق نے ایک گہری سانس لی۔

''بات یہ ہے کہ اللہ وہ واحد اور احد ہستی ہے، جس کے خزانے لامحدود ہیں۔ قدرت کامل ہے۔ جس کے قبضۂ اختیار سے باہر کچھ نہیں۔ لامحدود خزانے ہیں اس کے۔ اس کے کسی ایک خزانے کے کروڑویں حصے کا کروڑواں حصہ بھی ہمارے تصور تک سے باہر ہے۔ وہ کسی کو کچھ بھی دے سکتا ہے ..... کچھ بھی۔'' عبدالحق نے زور دے کر کہا۔

''ایک وہی تو ہے ..... صرف وہی تو ہے، جس سے بندہ جو چاہے، مانگ سکتا ہے۔ وہی تو ہے جو مانگنے والے کی اوقات جانتا ہے، اور اس کی اوقات کی پرواہ بھی نہیں کرتا کچھ دیتے ہوئے۔

اور چچا جان ..... ! جسے ہم اوقات کہتے ہیں، وہ اس کے لامحدود خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ اوقات بھی تو وہی دیتا ہے، ورنہ ریت کے ایک بے نشان ذرے کی حیثیت ہی کیا ہے ..... ؟ اور وہ بغیر مانگے بھی بہت کچھ دے دیتا ہے ..... اوقات بھی۔ مٹی کے پتلے نے کب اس سے فرمائش کی تھی کہ اسے مسجودِ ملائک بنایا جائے۔ لیکن اس نے فرشتوں سے اسے سجدہ کروا کے بتا دیا، جتا دیا کہ انسان کی اوقات کہاں

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

تک ہے......؟

تو چچا جان......! اس سے تو بندہ اپنی اوقات کو بھول کر کچھ بھی مانگ سکتا ہے۔ اس کی عطا اور اس کے کرم کے حوالے سے...... اور اس کی عطا اور کرم کی بھی کوئی حد نہیں...... کوئی حد ہی نہیں۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔ مسعود صاحب کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ پھر انہوں نے سر اُٹھایا اور براہِ راست اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"تم سے ایک ذاتی بات پوچھوں......؟ برا تو نہیں مانو گے......؟"

"ضرور پوچھیں......! میں جواب دینے کی کوشش کروں گا۔" عبدالحق نے کہا۔

"تم نے اللہ سے کچھ ایسا مانگا کیا......؟ جسے مانگتے ہوئے تمہیں احساس ہوا ہو کہ وہ تمہاری اوقات سے بڑھ کر ہے۔"

عبدالحق نے بلا تامل اس کا جواب دیا۔

"میں کچھ بھی مانگوں، مجھے یہ خیال رہتا ہے کہ میں اپنی اوقات سے بڑھ کر مانگ رہا ہوں۔"

"میں اپنی بات تم پر واضح نہیں کر سکا۔" مسعود صاحب نے سر دآہ بھرتے ہوئے کہا۔

"میرا اشارہ اہلیت کی طرف ہے۔ دیکھو نا، اللہ نے اپنے ہر بندے کو ایک فطرت، کچھ صلاحیتیں اور کچھ اہلیتیں ودیعت فرمائی ہیں۔ انہی کے مطابق وہ دنیا میں آگے بڑھتا ہے۔ تم سرکاری افسر اہلیت کے بغیر تو نہیں بنے تھے نا......؟"

"مگر اب تو اہلیت کے بغیر بھی لوگ افسر بن رہے ہیں۔" عبدالحق نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور یہ سلسلہ جاری رہے گا۔"

"لیکن یہ تو دنیا ہے۔ اللہ کے ہاں تو ایسا نہیں ہوتا ہوگا۔"

"کبھی نہیں......! اللہ قادرِ مطلق ہے۔ جسے جو چاہے، دے دے۔"

مسعود صاحب لاجواب ہو گئے۔ کچھ کھسیانے ہو گئے۔

"میں اپنی بات تمہیں سمجھا نہیں پا رہا ہوں۔" ان کے لہجے میں خفیف سی جھنجلاہٹ تھی۔

"مجھے یہ بتاؤ کہ کوئی دعا کرتے ہوئے اللہ سے ڈر لگا تمہیں......؟"

عبدالحق کچھ دیر سر جھکا کر سوچتا رہا۔ پھر اس نے سر اُٹھایا تو اس کی نگاہوں میں تفہیم تھی۔

"اب میں آپ کی بات کچھ کچھ سمجھ رہا ہوں۔" اس نے کہا۔

"یہ مقام تو شاید ہر کسی کی زندگی میں کئی بار آتا ہوگا۔"

"مجھے بتاؤ......! تم سب سے زیادہ خوفزدہ اپنی کس دعا سے ہوئے......؟"

"ابھی کچھ دیر پہلے آپ نے ہی کہا تھا کہ ایسی باتوں میں کسی کو شریک کرنے کے خیال سے بھی شرمندگی ہوتی ہے۔ ہر بندے کے اللہ کے ساتھ، اور اللہ کے ہر بندے کے ساتھ الگ معاملات ہوتے ہیں، اور وہ بہت ذاتی ہوتے ہیں۔"

مسعود صاحب کا چہرہ اُتر سا گیا۔ انہیں شرمندگی ہو رہی تھی۔

"لیکن کبھی کبھی انہیں کسی کے ساتھ شیئر کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے، کبھی اپنے اور کبھی دوسروں کی بہتری کے خیال سے، کبھی اپنی اُلجھن دور کرنے کے لئے اور کبھی دوسروں کی رہنمائی کے لئے۔ کوئی بہت ذاتی معاملہ ہو تو الگ بات ہے۔ جیسے اپنے ایک خواب کو میں نے کبھی کسی کے ساتھ شیئر نہیں کیا، اور نہ ہی کبھی کروں گا۔ اور جو شیئر کیا جاتا ہے، وہ بھی آدمی کو دیکھ کر کیا جاتا ہے۔ ہر کسی کو ہر بات تو نہیں بتائی جا سکتی۔" عبدالحق کہتے کہتے رُکا اور اس نے ایک گہری سانس لی۔ پھر اس نے سلسلہ کلام جوڑا۔

"آپ میرے لئے بہت محترم ہیں۔ میں آپ کے ساتھ سب کچھ شیئر کر سکتا ہوں۔ اس ایک خواب کے سوا۔"

"یہ تمہاری محبت ہے، اور میں اس پر تمہارا شکر گزار ہوں۔" مسعود صاحب کے لہجے میں تشکر تھا۔

"مجھے شرمندہ نہ کریں چچا جان......! آپ کو اللہ نے اس کی اہلیت عطا فرمائی ہے۔" عبدالحق نے ہنستے ہوئے کہا۔ پھر ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"جب میں چھوٹا تھا تو اللہ کی رحمت سے دُنیا کے نظام پر غور کرتا تھا۔ اللہ کے فضل سے میں نے سمجھ لیا کہ یہ نظام ایک ہی ہستی چلا رہی ہے۔ پھر میری سمجھ میں اس کی نعمتیں اور اس کے احسانات آنا شروع ہوئے۔ میں نے جان لیا کہ مجھے سب سے بڑھ کر اس سے محبت کرنی چاہئے۔ میں اس وقت اللہ کے نام سے بھی واقف نہیں تھا۔

وہ بہر حال لڑکپن تھا۔ عمر کا وہ حصہ، جب آدمی خوف سے بے نیاز ہوتا ہے اور مجھے تو کچھ معلوم ہی نہیں تھا کہ میں کتنی بڑی خواہش کر رہا ہوں۔ بلکہ میں تو محبت کا مفہوم بھی نہیں سمجھتا تھا۔ محبت ایسی ہی فطری چیز ہے چچا جان ! کہ بعض لوگ عمر بھر محبت کرتے ہیں، لیکن محبت کو سمجھ نہیں پاتے۔ میری طبیعت البتہ ایسی تھی کہ میں [illegible] سمجھنے کی کوشش کرتا رہا۔

"میں بڑا ہوا۔ اللہ نے کرم فرمایا اور مجھے قبول اسلام نصیب ہوا۔ اب [illegible] کے ساتھ جو میں نے اپنی اللہ سے محبت کی خواہش پر غور کیا تو تھرتھری چڑھ گئی [illegible] سے کوئی کیسے محبت کرسکتا ہے...؟ محبت کو جو میں نے سمجھا تھا، اس کے مطابق تو محبت کرنے والا اپنے محبوب کے لئے کچھ بھی کرسکتا ہے، اور وہ بھی بغیر کسی غرض کے۔ اس کا کام محبوب کو خوش کرنا، اسے فائدہ پہنچانا ہے۔ یہاں صورتِ حال یہ ہے کہ اللہ ضرورت سے پاک ہے۔ اسے کسی سے کچھ نہیں چاہئے۔ وہ تو خود دینے والا ہے اور ہم بے غرض ہو ہی نہیں سکتے۔ ہم تو سراسر محتاج ہیں اللہ کے۔ تو میں بڑا اُلجھا کہ اللہ سے کیسے محبت کروں... ؟ میری سمجھ میں یہی آیا کہ محبت تو اللہ کا وصف ہے۔ صرف وہی تو محبت کرسکتا ہے اور وہ کرتا ہے۔ وہ پیدا فرماتا ہے، اور اپنی مخلوقات کی ہر ضرورت پوری فرماتا ہے۔ بغیر مانگے۔ وہ خود فرماتا ہے کہ وہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ ماں اپنی اولاد سے جتنی محبت کرتی ہے، وہ اس سے 70 گنا سے بھی زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔

"مگر پھر میں نے قرآن میں پڑھا کہ اللہ نے اپنے بندوں کو اپنی محبت کی تلقین فرمائی۔ فرمایا کہ بندوں پر سب رشتوں سے، ہر چیز سے کہیں بڑھ کر محبت کرنا صرف اور صرف اسی کا حق ہے۔ اور قرآن میں جو کچھ ہے، حق ہے۔ تو اللہ نے بندوں

[illegible] اپنی محبت کی دعوت دی۔

لیکن اللہ سے محبت کیسے کی جائے ؟ اس کے محتاج اسے کچھ نہیں دے [illegible]۔ جبکہ دنیا محبت کا اظہار ہے۔ آدمی کے پاس سب سے قیمتی چیز اس کی جان ہے۔ [illegible] اس شعر میں اللہ سے محبت کرنے والے کی بے بسی کا کیسا نقشہ ہے۔

جان دی ، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

میں تو بے بسی سے سوچتا تھا چچا جان ! مگر میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا۔ [illegible] ان بیٹھے بیٹھے میرے دل میں ماں کی محبت کا خیال آیا۔ ماں اولاد کے لئے اپنی [illegible] بھی قربان کر دیتی ہے۔ روئے زمین پر سب سے عام، سب سے بڑی، ظاہری [illegible] ماں کی ہے، جو وہ اپنی اولاد سے کرتی ہے۔ کہاں سے آئی یہ محبت....؟ کسی اور کو [illegible] نہیں ملی یہ محبت ؟ یہ محبت نہ ہوتی تو کیا ہوتا ؟ بچے کیسے پلتے...؟

میرے اندر جیسے کسی نے سمجھایا، اور ایک پل میں میری سمجھ میں آگیا۔ یہ [illegible] پالنے والے کی محبت ہے۔ اور پالنے والا صرف ایک ہے۔ واحد، احد، پروردگار [illegible] ہمارا رب۔ کسی عورت کے پاس وہ محبت پہلے سے نہیں ہوتی۔ لیکن ماں بنتے ہی [illegible] کی طرف سے اسے ودیعت ہو جاتی ہے۔ یہ محبت پوری نسل انسانی پر اللہ کا [illegible] ان ہے۔ بچوں کی حاجت روائی ہے۔

پھر میری سمجھ میں بات کچھ کچھ آنے لگی۔ محبت آسان جذبہ ہے، بہت بڑی [illegible] ہے۔ میں نے اسے ایسے سمجھا کہ جیسے ہر انسان ایک مکان ہے۔ بنانے والے [illegible] اس میں بجلی کے لئے مکمل فٹنگ کر دی ہے۔ جسم مکان ہے اور روح مکین۔ مگر مکمل [illegible] کے باوجود مکان میں روشنی نہیں۔ اس کے لئے دو کام ضروری ہیں۔ پہلا تو مکین [illegible] بجلی کا کنکشن جوڑتا ہے۔ مگر روشنی پھر بھی نہیں ہوگی۔ بجلی فراہم کرنے والا برقی رو [illegible] دے گا تو روشنی ہوگی۔"

"اور محبت کا کائناتی پاور ہاؤس اللہ ہے۔" مسعود صاحب نے تڑپ کر کہا۔

"جی چچا جان...! طاقت، علم، عزت — سب کچھ صرف اور صرف اللہ کا [illegible]"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''سبحان اللہ بیٹے......! تم نے کتنی خوب صورتی سے اسے واضح کیا ہے۔''

''یہ اللہ کا فضل ہے چچا جان......! بندے کا کام صرف درست سمت میں تجسس کرنا ہے۔ رہنمائی تو اللہ کرتا ہے۔''

''بے شک بیٹے......!'' مسعود صاحب نے کہا۔ پھر بولے۔

''میں اپنی مداخلت پر معافی چاہتا ہوں۔ تم اپنی بات جاری رکھو۔''

''بجلی کا کنکشن جو بندے کو جوڑتا ہے، وہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔ جب بندے نے زبان سے کہا اور دل سے تسلیم کیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی عبادت کے لائق نہیں تو کنکشن جڑ گیا۔ اور اس پر عمل کنکشن کو اور مضبوط کرتا ہے۔''

''مگر بیٹے......! محبت تو انہیں بھی مل جاتی ہے، جو اللہ کو نہیں مانتے۔'' مسعود صاحب نے اعتراض کیا۔

''فکنگ تو اللہ نے سب کو عطا کی ہے چچا جان......! اور عام محبت کا کنکشن اللہ خود ہی جوڑ دیتا ہے۔ وہ ودود ہے، محبت کا سرچشمہ ہے۔ جو محبت وہ سب کو بلاتفریق عطا فرماتا ہے، وہ دُنیاوی محبت ہے۔ اس کے بغیر دُنیا کا نظام ہی نہیں چلتا۔ ورنہ بندہ غرض کے لئے آدمی کو مار ڈالتا، کھا جاتا، خود غرضی کی حکمرانی ہوتی، اور ایثار کا وجود ہی نہ ہوتا۔ وہ عام دُنیاوی محبت ہے، جو وہ از خود سب کو عطا فرماتا ہے۔ لیکن ہم اس وقت جس محبت کی بات کر رہے ہیں، وہ کائنات کا سب سے اعلیٰ و ارفع جذبہ ہے، جو انسان کو اللہ کے قریب لے جاتا ہے...... بہت قریب۔ میں بندے کی اپنے خالق، اپنے رب سے محبت کی بات کر رہا ہوں۔ لا الٰہ الا اللہ کے بغیر تو اس کا تصور بھی ممکن نہیں۔ اور لا الٰہ الا اللہ سے کنکشن جڑتا ہے۔ اللہ اور اس کے بندے کے درمیان تعلق قائم ہوتا ہے۔ اور یہ واپڈا کا نظام نہیں۔ یہاں وولٹیج کی سپلائی اللہ کے اختیار میں ہے اور اپنے لئے وولٹیج بندے کو خود کمانا ہوتا ہے۔ جتنا تعلق، اتنا وولٹیج۔ زُبان سے لا الٰہ الا اللہ کہے جاؤ تو وجود کا بس ایک گوشہ روشن ہوتا ہے اور انسانی وجود کی وسعت بڑے سے بڑے عمل سے زیادہ ہوتی ہے۔

میں لڑکپن سے ہی اللہ کی محبت کا خواہاں تھا۔ اُلجھتا تھا کہ محبت کیسے کروں......؟ بندگی فرض ہے، عبادت فرض ہے، اور محبت فرض سے سوا بہت کچھ ہے

وہ محبت کچھ ہے کیا......؟''

''مگر بیٹے......! پہلی بات تو یہ ہے کہ محبت ہے کیا......؟'' مسعود صاحب کی ...ں اب صاف ظاہر تھی۔

''میں نے بھی پہلے یہی سمجھنے کی کوشش کی تھی چچا جان......! اور اس کے لئے ...انوی شاعری کی طرف گیا۔ وہاں مجھے پتا چلا کہ ہم نے بہت سے سفلی جذبوں کو ...ت کا نام دے رکھا ہے۔ شاید یہ بھی محبت کرنے والوں کی آزمائش ہے۔ میں ...دل محبت کو سمجھنے کی کوشش میں لگا رہا۔

اس سلسلے میں بالآخر کتے نے میری رہنمائی کی۔''

''کتے نے......؟'' مسعود صاحب نے حیرت سے کہا۔

''جی ہاں......! دیکھیں، ہمارے خالق، ہمارے ربّ کی محبت تو اور چیز ہے۔ میں نے سوچا، ہمیں تو مخلوق کی محبت پر غور کرنا ہے۔ اس وقت میرا مطالعہ بالکل ...ں تھا۔ اب بھی بہت محدود ہے۔ مگر مشاہدہ تو سبھی کے لئے آسان ہوتا ہے۔ شاید ...لئے اللہ نے دُنیا کو غور سے دیکھنے، اور اس میں تجسس کرنے کی تلقین کی ہے۔

بہرحال کتے سے میں نے بہت کچھ سیکھا۔ کتا جب کسی سے محبت کرتا ہے تو ...ے دم تک اس کی محبت اور قربت سے دستبردار نہیں ہوتا۔ اس کا محبوب اسے روٹی یا ...ڈالے، تب بھی وہ خوش، اور کچھ نہ دے، تب بھی اس سے خوش۔ وہ اسے بری ...ی مارے، تب بھی وہ چوں تک نہیں کرتا۔ پٹنے کے بعد بھی وہ اسی کے در پر پڑا رہتا ...۔ وہ اسے مارنا چاہے، تب بھی نہ وہ اس سے بھاگتا ہے، نہ دفاع کرتا ہے اپنا، کوئی ...دو تو اسے پھاڑ کھائے۔

میں نے مشاہدہ کیا اور سوچا کہ کتے کو یہ محبت اللہ نے دی ہے، اور شاید ...ری رہنمائی کے لئے دی ہے۔'' عبدالحق کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ ظہر کی اذان ...ع ہو گئی تھی۔

وہ دونوں خاموشی سے اذان سنتے اور اس کا جواب دیتے رہے۔ اذان کے ...ی دُعا کے بعد مسعود صاحب نے کہا۔

''آؤ......! نماز کے لئے چلیں......!''

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

عبدالحق اُٹھ کھڑا ہوا۔

"جی چچا جان.....!"

"نماز پڑھ کر واپس آؤ گے میرے ساتھ.....؟" مسعود صاحب نے پوچھا۔

"دل تو یہی چاہتا تھا چچا جان.....!" عبدالحق نے شرمندگی سے کہا۔

"لیکن مجھے گھر جانا ہے۔ پھر آؤں گا انشاء اللہ.....! اور جلد ہی آؤں گا۔"

"ٹھیک ہے.....! یاد رکھنا، یہ گفتگو مکمل کرنی ہے تمہیں۔"

"جی چچا جان.....! انشاء اللہ تعالیٰ.....!"

اور وہ دونوں کمرے سے نکل آئے۔

❀❀❀

عبدالحق کو حیرت ہوئی کہ کھانے کی میز پر زبیر بھی موجود تھا۔ لیکن اس نے اس سے کچھ پوچھا نہیں۔

کھانے کے بعد زبیر نے اس سے کہا۔

"آپ سے کچھ بات کرنی ہے کاکا.....!"

عبدالحق اسے لے کر اپنی اسٹڈی میں چلا آیا۔

"بیٹھیں زبیر بھائی.....!" اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"کہیں کیا بات ہے.....؟"

"آپ سے ایک اجازت لینی ہے۔" زبیر نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"سکریٹری اسٹیبلیشمنٹ ڈویژن آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"مجھ سے اجازت لینے کی کیا ضرورت تھی آپ کو.....؟ آپ خود فیصلہ کر سکتے تھے۔" عبدالحق نے کہا۔

"یہ ضروری تھا۔ ان معاملات کے بارے میں میں کچھ جانتا سمجھتا نہیں ہوں کاکا.....!"

"تو کیا مجھے ان سے ملنے کے لئے جانا ہوگا.....؟" عبدالحق نے سادگی سے پوچھا۔ اس کے لہجے میں آمادگی تھی۔

زبیر تڑپ گیا۔

"یہ تو میں کبھی گوارہ نہیں کرسکتا کاکا.....! وہ یہی چاہتے تھے، لیکن میں نے منع کر دیا۔ انہوں نے یہاں آنے کی بات کی تو میں نے کہا کہ آپ سے پوچھ کر بتاؤں گا۔"

عبدالحق چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر بولا۔

"مسئلہ کیا ہے.....؟"

"کچھ کیس سے متعلق ہی بات ہوگی۔ مجھے تو کچھ نہیں بتایا انہوں نے۔"

عبدالحق نے پھر چند لمحے سوچا۔ اور فون کی طرف اشارہ کیا۔

"ٹھیک ہے.....! آپ انہیں بلا لیں۔" اسے زبیر پر پیار آ رہا تھا۔ وہ اس کی عزت کا کتنا خیال کرتا ہے۔

زبیر نے فون ملایا اور کچھ دیر بات کرتا رہا۔ پھر ریسیور رکھنے کے بعد بولا۔

"وہ ابھی آ رہے ہیں۔"

عبدالحق نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

اور آدھے گھنٹے بعد سکریٹری آ گیا۔ عبدالحق نے ڈرائنگ روم میں اس سے ملاقات کی۔ زبیر کو وہ اصرار کر کے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

سکریٹری اسے دیکھ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور بڑے تپاک سے اس سے مصافحہ کیا۔

"آپ میرے تصور سے بہت مختلف ہیں عبدالحق صاحب.....!" اس نے کہا۔

"تشریف رکھئے.....!" عبدالحق نے کہا۔

"آپ میرے اندازے کے برعکس کافی کم عمر ہیں۔" سکریٹری نے کہا۔

"آپ مجھے بہت بڑی عمر کا سمجھے تھے..... کیوں.....؟" عبدالحق نے پوچھا۔ اس نے سکریٹری کو غور سے دیکھا۔ وہ تقریباً اُسی کا ہم عمر تھا۔

"آپ کی ساکھ کی وجہ سے۔ افسروں کے حلقے میں آپ کا نام بے حد عزت و احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔"

"نام، ساکھ، عزت..... سبھی کچھ اخبارات کے ذریعے تباہ کیا گیا۔" عبدالحق

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

نے سادگی سے کہا۔ اس کے لہجے میں شکایت کا شائبہ بھی نہیں تھا۔

''ویسے یہ سب اللہ کا دیا ہوا ہے، وہ جب چاہے، واپس لے لے''

''کوشش کی گئی، لیکن خراب تو کچھ بھی نہیں ہوا۔'' سکریٹری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور اب تو سب کچھ بحال بھی ہو گیا ہے۔''

''ساکھ اور عزت کی بحالی کے لئے عدالت جانا پڑے تو وہ ساکھ اور عزت کیا ہے۔ ویسے مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ میرا ایمان ہے کہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔ آپ یہ فرمائیں کہ آپ نے کیسے زحمت کی......؟''

''پہلے میں ایک بات واضح کر دوں۔ میں یہاں سرکاری حیثیت میں، ایک سرکاری کام سے آیا ہوں۔ لیکن آپ کے بارے میں جو کچھ سنتا رہا ہوں، اس کی وجہ سے میرے دل میں آپ کی بہت عزت ہے۔ آپ میرے لئے بہت محترم ہیں۔ میرے نزدیک آپ ایک مثالی آدمی ہیں۔''

''اس محبت کے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔'' عبدالحق نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔

''اب پہلے سرکاری بات ہو جائے۔''

''جی بہتر......!'' سکریٹری نے کہا اور بریف کیس کھول کر ایک فائل نکالی۔ فائل میں سے ایک ٹائپ شدہ کاغذ نکال کر اس نے عبدالحق کی طرف بڑھایا۔

''یہ آپ کی بحالی کا نوٹیفکیشن ہے۔''

عبدالحق نے کاغذ کی تحریر پڑھی اور سر ہلاتے ہوئے، چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ مجھ پر سرکار کی غیر معمولی عنایت ہے۔ لیکن یہ آپ کے ذریعے مجھے بھیجا گیا تو اس میں کوئی رمز بھی ہوگا۔''

سکریٹری شرمندہ نظر آنے لگا۔ اس نے فائل سے ایک اور کاغذ نکال کر عبدالحق کی طرف بڑھا دیا۔

اس پر آپ کے دستخط درکار ہیں۔'' اس کے لہجے میں بھی شرمندگی تھی۔

عبدالحق نے پڑھا اور اس کا استعفیٰ تھا، جس کے تحت وہ ملازمت Resume کرنے کے بجائے بغیر کسی دباؤ، جبر اور اکراہ کے فوری طور پر استعفیٰ دے رہا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر سکریٹری کی آنکھوں میں دیکھا۔

''یہ کام تو میں بغیر کہے کر دیتا۔ یہ ملازمت میرے لئے ایک ناپسندیدہ قید تھی، جس سے مجھے اللہ نے رہائی عطا فرمائی۔ میں دوبارہ قید کیوں ہونا چاہوں گا...؟''

سکریٹری نے واضح طور پر سکون کی سانس لی۔ لیکن نہ جانے کیوں اس کی نگاہوں میں مایوسی سی جھلکی تھی۔

''لیکن حکومت کے دباؤ کے تحت میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔'' عبدالحق کے لہجے میں قطعیت تھی۔

اس بار سکریٹری کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

''میں جو کچھ آپ کے بارے میں جانتا ہوں، اس کے تحت آپ سے اسی ردعمل کی اُمید تھی۔'' اس نے کہا۔

''پھر ظاہری طور پر آپ کی پوزیشن بھی مضبوط ہے۔''

''بات پوزیشن کی نہیں۔'' عبدالحق کے لہجے میں ٹھہراؤ تھا۔

''میں اُصولوں پر سمجھوتے نہیں کرتا۔ اللہ پر یقین رکھتا ہوں۔ اس کے سامنے جواب دہ ہوں اور اپنے ضمیر کے علاوہ کوئی دباؤ قبول نہیں کرتا۔ اور آپ نے ظاہری پوزیشن کی کیا بات کی۔ عدالت نے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ میری پوزیشن ہر طرح سے مضبوط ہے۔ حکومت بارگیننگ پوزیشن میں ہے ہی نہیں۔''

''حکومت کے پاس ریاست کی مکمل طاقت ہوتی ہے عبدالحق صاحب......! حکومت ہمیشہ بارگیننگ میں ہوتی ہے۔ بلکہ یوں کہیں کہ اسے ہر فرد پر بالادستی حاصل ہوتی ہے، اور آپ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔'' سکریٹری اس انداز میں بات کر رہا تھا جیسے حکومت سے اس کا کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ وہ خود کو علیحدہ کر کے بے حد غیر ذاتی اور غیر جذباتی انداز میں بات کر رہا تھا۔

عبدالحق نے یہ بات محسوس کر لی۔ وہ مسکرایا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"میں نے عرض کیا نا کہ میں اُصولوں پر سمجھوتے کبھی نہیں کرتا۔ اس لئے حکومت بارگیننگ پوزیشن میں ہو یا نہ ہو، مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دباؤ کے تحت میں استعفیٰ نہیں دوں گا۔ البتہ بات کرنے کی حد تک میں یہ ضرور چاہوں گا کہ آپ حکومت کی طاقت کے بارے میں وضاحت کر دیں۔ نہ کریں تو کوئی بات نہیں۔ کیونکہ آپ حکومت کی نمائندگی کر رہے ہیں، اور ممکن ہے کہ آپ حکومت کے کارڈ ظاہر نہ کرنا چاہیں۔"

سکریٹری بھی مسکرایا۔

"بے شک.....! میں حکومت کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ لیکن مجھے کارڈ چھپانے کی نہیں، دکھانے کی ہدایت کی گئی ہے۔ آپ کو اس پر قائل کرنا ہے کہ معاملہ یہیں نمٹا لیا جائے۔"

"تو مجھے قائل کریں۔" عبدالحق کے لہجے میں چیلنج تھا۔

"میں استعفیٰ نہیں دیتا، تو حکومت کیا کرے گی.....؟"

"یہ نوٹیفکیشن آپ کے استعفیٰ سے مشروط ہے۔ آپ استعفیٰ نہیں دیتے تو یہ محض کاغذ کا پرزہ ہے۔"

"میرے لئے اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ عدالت کے حکم پر عمل کرتے ہوئے یہ تو حکومت کو جاری کرنا ہی ہوگا۔"

"لیکن سرخ فیتے کے بارے میں بھی آپ جانتے ہی ہوں گے۔ مہینوں لگ جائیں گے اس میں۔"

"مجھے کچھ ایسی جلدی بھی نہیں۔" عبدالحق نے بے پروائی سے کہا۔

"ویسے آپ حکومت کی بارگیننگ پوزیشن واضح کرنے والے تھے۔"

"جی ہاں.....! حکومت کا کارڈ یہ ہے کہ وہ ماتحت عدالت کے فیصلے کو، جو آپ کے حق میں آیا ہے، چیلنج کرے گی۔"

"کس بنیاد پر.....؟ حکومت کے پاس میرے خلاف کچھ ہے نہیں۔"

"میں بتاتا ہوں آپ کو..... آپ نے پٹیشن دائر کی۔ اتفاق سے، آپ کی خوش قسمتی سے کیس اس جج کے پاس گیا، جو آپ ہی کی طرح کا انسان ہے..... کوئی

دباؤ قبول نہ کرنے والا..... اور یہ بات....."

عبدالحق نے اس کی بات کاٹ دی۔

"یہ اتفاق نہیں تھا۔ اللہ کی رحمت تھی میرے لئے.....!"

"جی..... بے شک.....!" سکریٹری نے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"بہرحال.....! میں یہ کہہ رہا تھا کہ وزارتِ قانون نے غفلت برتی کہ اسے سنجیدگی سے نہیں لیا۔ بعد میں دباؤ ڈالنے کی کوشش ناکام ہوئی اور معاملات ان کے ہاتھ سے نکل گئے۔ اس کے نتیجے میں متعلقہ افسر معتوب ہوئے۔ لیکن اب وہ پوری طرح تیار ہیں۔ اپیل میں صورتِ حال مختلف ہوگی۔"

"کچھ کچھ قانون میں بھی سمجھتا ہوں۔" عبدالحق نے کہا۔

"اپیل میں ضروری ہے کہ فیصلے میں کسی قانونی سقم کی نشان دہی کی جائے ورنہ اپیل مسترد ہو جاتی ہے۔"

"دیکھئے..... میں نے کہا نا کہ اب صورتِ حال مختلف ہوگی۔ اپیل کی سماعت کے لئے بہت احتیاط سے جج کا انتخاب کیا جائے گا۔ اس میں وہ لوگ بیٹھیں گے، جو حکومت کا دباؤ تسلیم کرتے ہوں گے۔"

"لیکن کسی مضبوط گراؤنڈ کے بغیر وہ بھی کچھ نہیں کر سکیں گے۔"

"گراؤنڈ تو موجود ہے۔ یا یوں کہیں کہ تیار کر لیا گیا ہے۔"

"اب آپ اس کے بارے میں تو مجھے نہیں بتانا چاہیں گے.....؟" عبدالحق کے لہجے میں اشتباہ تھا۔

"کیوں نہیں.....!" سکریٹری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گراؤنڈ یہ ہوگا کہ کوئی عدالت چیف ایگزیکٹو کے جاری کردہ آرڈیننس کو کالعدم کرنے کا اختیار نہیں رکھتی۔ خاص طور پر اس صورت میں کہ فی الوقت ملک میں کوئی آئین ہے ہی نہیں۔ آگے آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔"

عبدالحق سوچ میں پڑ گیا۔

"میں نے آپ سے کہا تھا نا کہ حکومت ہمیشہ بارگیننگ پوزیشن میں ہوتی ہے۔" سکریٹری کے لہجے میں افسردگی تھی۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"میں اُصولوں پر سمجھوتہ نہیں کرتا تو سودے بازی کیسے کروں گا......؟"

"اب جو میں آپ سے بات کروں گا، وہ ذاتی ہے۔ اس وقت میں حکومت کا نمائندہ نہیں ہوں۔"

عبدالحق نے حیرت سے اسے دیکھا۔ اسی لمحے نسیمہ چائے کی ٹرالی لے کر چلی آئی۔ اس نے سب کے سامنے چائے رکھی۔ پلیٹ میں بسکٹ بھی تھے۔ پھر وہ واپس چلی گئی۔

"دیکھیں......! ذاتی حیثیت میں میری تواضع بھی ہوگی۔" سکریٹری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عبدالحق نے کچھ نہیں کہا۔ بس متجسس سی نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔

"اب میں سرکاری حیثیت میں نہیں ہوں تو اپنا تعارف بھی کرا دوں۔ میرا نام راشد مجید ہے، اور میں آپ کے مداحوں میں سے ہوں۔" سکریٹری نے عبدالحق کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

عبدالحق نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ زبیر پہلو بدل رہا تھا۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ ابھی تک اس نے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔

"ملاقات کے دوران ہی سرکاری حیثیت ترک کرنے میں کیا مصلحت ہے آپ کی......؟" عبدالحق نے راشد مجید سے پوچھا۔

"جو مشورہ میں آپ کو دینا چاہتا ہوں، وہ سرکاری حیثیت میں نہیں دے سکتا۔ اور جو کچھ میں اب کہوں گا، وہ آف دی ریکارڈ ہوگا۔"

"یہ سرکار کے ساتھ خیانت نہیں ہوگی......؟" عبدالحق نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے بھی کچھ اصول ہیں عبدالحق صاحب......!" راشد مجید نے برا مانے بغیر کہا۔

"میری وفاداری حکومت پاکستان کے لئے نہیں، پاکستان کے لئے ہے۔ حکومتیں تو آتی جاتی رہتی ہیں اور آتی جاتی رہیں گی۔ پاکستان انشاءاللہ قائم رہے گا۔"

عبدالحق نے پہلی بار اسے احترام کی نظر سے دیکھا۔ اس نے محبت سے اس کا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"مجھے آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے راشد صاحب......! اور یہ میں رسماً نہیں کہہ رہا ہوں۔"

"یہ میرے لئے بڑا اعزاز ہے جناب......!"

"آپ چائے پئیں......! بسکٹ بھی لیں۔ تکلیف نہ کیجئے گا۔ پھر اس کے بعد میں آپ کا مشورہ سننا چاہوں گا۔"

زبیر کے جسم کا تناؤ دور ہو گیا تھا۔ اب وہ مسکرا رہا تھا۔

چائے خاموشی سے پی گئی۔ راشد مجید نے چائے کی پیالی خالی کر کے میز پر رکھی اور مسکرایا۔

"اب میں آپ کو مشورہ دینے کی جسارت کر سکتا ہوں......؟"

"میں منتظر ہوں۔"

"میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اس پیش کش کو قبول کر لیں۔"

عبدالحق اسی بات کی توقع کر رہا تھا۔ پھر بھی اسے جھٹکا لگا۔

"آپ کہہ رہے ہیں تو اس میں کوئی بھلائی بھی ہوگی۔"

"میں وضاحت کرتا ہوں جناب......!" راشد مجید نے بے حد اعتماد سے کہا۔

"آپ اس پیش کش کو مسترد کریں گے تو حکومت عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل کرے گی اور مجھے یقین ہے کہ فیصلے کو کالعدم کرا دے گی۔"

"تو کیا ہوا......؟ میں داغ دار ہی رہوں گا نا......؟ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" عبدالحق نے بے پروائی سے کہا۔

"بات صرف آپ کی نہیں...... اس سے دوسروں کو پہنچنے والا فائدہ رُک سکتا ہے...... اور یہ بڑا نقصان ہوگا۔"

"دوسرے کون......؟"

"نکالے جانے والوں میں یقیناً بدعنوان اور رشوت خور بھی ہوں گے۔ لیکن اُن میں آپ جیسے صاف ستھرے لوگ بھی تو ہیں۔ میں ان کی بات کر رہا ہوں۔"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

''اور وہ فائدہ کون سا ہے۔۔۔ جو رُک سکتا ہے۔۔۔؟''

''آپ کے حق میں عدالت نے جو فیصلہ دیا، وہ ایک نظیر ہے۔ اس نے ان کے لئے راستہ کھول دیا ہے کہ وہ اپنی دادرسی کے لئے عدالت سے رجوع کر سکتے ہیں اور اس نظیر کی موجودگی میں انہیں انصاف بھی مل سکے گا۔''

''میں اگر یہ سمجھوتہ نہیں کروں گا، تب بھی وہ نظیر تو قائم رہے گی۔'' عبدالحق نے معترضانہ لہجے میں کہا۔

''نہیں قائم رہے گی عبدالحق صاحب۔۔۔! بلکہ اس کے برعکس ایک نظیر قائم ہو جائے گی، جو مدتوں تک لوگوں کے حق انصاف کا راستہ بند رکھے گی۔''

''وہ کیسے۔۔۔؟'' عبدالحق کے لہجے میں اُلجھن تھی۔

''ایسے کہ گورنمنٹ اپیل کرے گی اور ماتحت عدالت کا فیصلہ اس بنیاد پر کالعدم کرا دے گی کہ ملک کے چیف ایگزیکٹو کے حکم کو کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ پھر اپیل پر کیا جانے والا یہ فیصلہ نظیر بن جائے گا۔ اور انصاف کے راستے کی دیوار ثابت ہوگا۔ اس وقت آپ یہ سمجھوتہ کر لیں تو حکومت اپیل کرے گی ہی نہیں۔ ماتحت عدالت کا فیصلہ نظیر بن جائے گا اور کسی عدالتی فیصلے کی نظیر کو رد کرنا آسان نہیں ہوتا۔''

عبدالحق چند لمحے سوچتا رہا۔ راشد مجید کی بات میں وزن تھا۔ مگر وہ کسی فیصلے پر پہنچنے سے پہلے پوری طرح مطمئن ہونا چاہتا تھا۔

''فرض کر لیں کہ میرے کیس کی نظیر کے تحت عدالت کسی اور کو میری طرح بحال کرتی ہے، تو حکومت اس کے خلاف اپیل کر کے اسے کالعدم کرا سکتی ہے۔''

''جی نہیں۔۔۔! یہ بہت مشکل ہوگا۔'' راشد مجید نے بے حد اطمینان سے کہا۔

''یہ قانونی نکتہ ہے۔ اگر حکومت عدالت کے آپ کے حق میں کئے جانے والے فیصلے کے خلاف اپیل نہیں کرتی تو قانونی طور پر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اس فیصلے کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور جو فیصلہ تسلیم کر لیا گیا، اسے آگے کبھی کیسے چیلنج کیا جا سکتا ہے۔۔۔؟'' وہ کہتے کہتے رُکا۔ اس نے ایک گہری سانس لی اور سلسلۂ کلام جوڑا۔

''آپ ابھی استعفیٰ پر دستخط کر دیتے ہیں اور یہ نوٹیفکیشن عدالت کے حکم پر

جاری ہو جاتا ہے تو حکومت اپیل نہیں کرے گی۔ یوں یہ نظیر بن جائے گی۔''

عبدالحق کے دماغ میں روشنی کا جھماکا سا ہوا۔ بات اس پر پوری طرح واضح ہو گئی۔ اس نے ستائشی نظروں سے راشد مجید کو دیکھا۔

''بہت دُور کی کوڑی لائے ہیں آپ۔۔۔!''

''نہیں جناب۔۔۔! سامنے کی بات ہے۔'' راشد مجید نے انکسار سے کہا۔

''مجھے تو نظر نہیں آئی۔''

''آپ کی فیلڈ نہیں ہے نا۔۔۔ اور میں جب سرکاری ملازمت سے نکالا جاؤں گا تو وکالت کروں گا۔'' راشد مجید نے کہا۔ پھر مسکراتے ہوئے بولا۔

''اب آپ یہ نہیں کہیں گے کہ میں نے یہ نکتہ حکومت پر واضح نہ کر کے بددیانتی کی ہے۔ اور آپ کو یہ مشورہ دے کر خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔۔۔؟''

''نہیں کہوں گا۔'' عبدالحق نے محبت سے کہا۔

''میں جان چکا ہوں کہ آپ پاکستان کے وفادار ہیں، حکومتیں تو آتی جاتی رہتی ہیں اور بعض اوقات وہ پاکستان کے مفاد کے خلاف بھی کام کرتی ہیں۔ ایسے میں ان سے وفاداری نبھانا گناہ ہے۔''

''لیکن آپ پوچھتے ہیں، تب بھی میں لاجواب نہ ہوتا۔ میں کہتا کہ یہ وزارتِ قانون کی ذمہ داری تھی، اور میں اسٹیبلشمنٹ ڈویژن میں ہوں۔''

''بات ٹھیک ہے آپ کی۔ لیکن وزارتِ قانون کی نااہلی سامنے آتی ہے۔''

''یہ بات نہیں عبدالحق صاحب۔۔۔! آپ کو شاید کبھی اس کا تجربہ نہیں ہوا۔ جب بہت اوپر سے پریشر آتا ہے تو بڑے بڑوں کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں۔ تجزیہ اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت گھٹ جاتی ہے۔ اوپر والوں کا پورا زور اس بات پر تھا کہ اس معاملے کو بالکل دبا دیا جائے، کیونکہ یہ ابھر کر سامنے آیا تو حکومت کی رُسوائی ہوگی۔ وزارتِ قانون کا ہدف اس معاملے کو یہیں دفن کرنا تھا۔ اس لئے وہ کسی اور پہلو پر غور کر ہی نہیں سکے۔''

''یہ بھی اللہ کی رحمت ہے۔'' عبدالحق نے کہا۔ پھر اس نے استعفیٰ پر دستخط کر کے راشد مجید کی طرف بڑھا دیا۔ نوٹیفکیشن اس نے اپنے پاس رکھ لیا۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"ابھی ایک بات اور ہے۔"

عبدالحق نے سوالیہ نظروں سے راشد مجید کو دیکھا۔

"عدالت نے آپ کو ہرجانے کے لئے کیس دائر کرنے کا حق دیا ہے۔ آپ وہ استعمال نہیں کریں گے۔ اس کے عوض آپ ذاتی طور پر حکومت سے جو رقم چاہیں، ہرجانے کے طور پر طلب کر سکتے ہیں۔"

"یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں۔" عبدالحق نے بے فکری سے کہا۔

"ہمارا منشاء مالی منفعت کے حصول کا نہیں تھا۔ ہمیں تو صرف بدنامی کا داغ دھونا تھا، اور وہ دُھل گیا۔"

"اس زبانی بات سے حکومت کی تسلی نہیں ہوگی۔ کیونکہ آپ کسی بھی وقت دعویٰ کر سکیں گے۔ کون روک سکتا ہے آپ کو......؟ یوں معاملہ پھر عدالت میں جائے گا۔ اخبارات میں خبریں لگیں گی اور حکومت کی رُسوائی ہوگی۔"

"تو پھر......؟"

"آپ کو تحریر دینی ہوگی کہ آپ بغیر کسی جبر و اکراہ کے، اپنی مرضی سے اپنے ہرجانے کے حق سے دستبردار ہو رہے ہیں اور آپ کبھی اس کا دعویٰ نہیں کریں گے۔"

"ایک اور سمجھوتہ......!" عبدالحق نے تاسف سے کہا۔

"خیر......! یہ تو اور اچھی بات ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں چمکنے لگیں، جیسے کوئی اچھا زاویہ سجھائی دے گیا ہو۔

"میں ابھی لکھ دیتا ہوں۔"

"ایسے نہیں ... میں اسٹامپ پیپر ساتھ لایا ہوں۔ اس پر لکھ دیں۔" راشد مجید نے فائل سے اسٹامپ پیپر نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔

عبدالحق نے اسٹامپ پیپر لیا اور اس پر لکھنے لگا۔ لکھ کر اس نے دستخط کئے اور اسٹامپ پیپر راشد مجید کی طرف بڑھا دیا۔

راشد مجید نے وہ عبارت پڑھی اور مسکرایا۔

"بہت خوب......! آپ نے تو اسے حکومت کے خلاف دستاویز بنا دیا۔ اور نہ حکومت اس پر کوئی اعتراض کر سکتی ہے اور نہ ہی اس کے خلاف کوئی کارروائی کر سکتی ہے۔ نوٹیفکیشن کے اجراء کے بعد اپیل کا حق تو اس کے پاس رہا نہیں۔ اب اس پر میں اور زبیر صاحب بطور گواہ دستخط کر دیں گے اور کارروائی مکمل۔"

اس نے اسٹامپ پیپر پر خود دستخط کئے، پھر زبیر سے دستخط کرائے اور اسٹامپ پیپر کو فائل میں رکھ لیا۔ کاپی اس نے عبدالحق کو دی، اور فائل کو اپنے بریف کیس میں رکھ لیا۔

"آپ مجھے اجازت......؟" وہ اٹھ کھڑا ہوا اور عبدالحق کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

عبدالحق نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"ہم آپ کو رُخصت کرنے باہر چل رہے ہیں۔"

وہ ڈرائنگ روم سے نکلے۔ باہر نکلتے ہوئے راشد مجید نے کہا۔

"آپ کی طرح میں بھی مسعود احمد صاحب کا شاگرد ہوں۔ جو کچھ میں نے سیکھا، انہی سے سیکھا ہے۔"

"مجھے اس کا اندازہ آپ کے پاکستان سے وفاداری والے جملے سے ہو گیا تھا۔"

"آپ کراچی میں تھے، اور میں ان کے سائے میں تھا۔ ان سے ملاقات ہو تو انہیں میرا سلام پہنچا دیجئے گا۔"

"ضرور راشد صاحب......!"

راشد مجید کو رُخصت کرنے کے بعد وہ گھر میں داخل ہوئے تو عبدالحق نے اچانک کہا۔

"زبیر بھائی......! میں حق نگر جانے کے لئے تڑپ رہا ہوں۔ مولوی صاحب سے ملنے کو بہت دل چاہ رہا ہے۔"

"بس......! ایک ہفتہ اور صبر کر لیں گا کا......!" زبیر نے بڑی لجاجت سے کہا۔

"وہی سرپرائز والا معاملہ ہے زبیر بھائی......!"

"جی ہاں......! بس ایک ہفتہ کا کا......!"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"اور وہاں جو میری عزت کا معاملہ تھا......؟"

"اللہ نے اپنے فضل و کرم سے سب ٹھیک کر دیا کاکا......! اب تو میں اس کے بارے میں بتا بھی سکتا ہوں۔"

اب وہ اسٹڈی میں پہنچ گئے تھے۔ عبدالحق اپنے تجسس پر قابو نہ پا سکا۔

"بیٹھئے زبیر بھائی......! اور مجھے اس کے بارے میں بتائیں۔"

"ہمارے قومی اسمبلی کے حلقے کا منتخب ممبر چوہدری عبدالستار آپ سے شدید بغض رکھتا ہے، نفرت کرتا ہے۔"

عبدالحق کو شاک لگا۔

"لیکن کیوں......؟ میں تو اسے جانتا بھی نہیں۔"

"یہ الیکشن کے دنوں کی بات ہے۔" زبیر نے کہا۔

"یہ حلقہ بہت بڑا ہے۔ حق نگر کے علاوہ اس میں چوہدری عبدالستار کا آبائی علاقہ بھی شامل ہے۔ آبادی کے لحاظ سے حق نگر کے برابر ہی ہوگا۔ حق نگر کے لوگوں نے اپنے نمائندے کھڑے کرنے کا فیصلہ کیا۔ پنچایت میں قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے لئے اُمیدواروں کے نام کا فیصلہ کیا گیا۔ میں بھی اس میں شریک تھا، اور میں نے ان ناموں کی تائید کی۔ اب مشکل یہ ہے کہ میری کہی ہوئی ہر بات حق نگر میں آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات سمجھی جاتی ہے۔"

"اور یہ درست بھی ہے...... میں بھی آپ کی بات کو یہی حیثیت دیتا ہوں۔" عبدالحق نے کہا۔

"چوہدری صاحب نے حق نگر کے اُمیدواروں کو اپنے حق میں دست بردار کرانے کی کوشش کی۔ لیکن ناکام رہے۔ وہ بہت بڑے زمیندار ہیں، پیسہ بھی بہت ہے ان کے پاس، اور اثر و رسوخ بھی بہت ہے۔ حق نگر کے کچھ لوگ ان سے مل گئے۔ انہوں نے چوہدری صاحب کو بتایا کہ حق نگر آپ کے نام سے موسوم ہے، اور یہاں آپ کی بات چلتی ہے۔ لوگ جان چھڑکتے ہیں آپ پر۔ اور میں آپ کا نمائندہ ہوں۔ انہوں نے مجھ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ مجھے بتا دیا گیا تھا کہ معاملہ کیا ہے۔ میں پہلے لوگوں سے ملا۔ میں نے اندازہ لگایا کہ حق نگر کی رائے عامہ اپنے اُمیدواروں کے الیکشن لڑنے کے حق میں ہے۔ اس لئے ان پر دباؤ ڈالنا میں نے مناسب نہیں سمجھا۔ چوہدری صاحب سے ملا تو میں نے ان پر واضح کر دیا کہ لوگوں کی مرضی ان کے خلاف الیکشن لڑنے کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عبدالحق صاحب اگر حکم کریں گے تو ان کے مخالف اُمیدوار دستبردار ہو جائیں گے۔ میں نے کہہ دیا کہ آپ لوگوں کی مرضی کے خلاف انہیں مجبور کرنے کے قائل نہیں۔ بس وہاں سے یہ ایک طرح کی دشمنی شروع ہو گئی۔ الیکشن ہوا تو ہمارا قومی اسمبلی کا اُمیدوار صرف ڈیڑھ دو سو ووٹوں سے ہارا، اور صوبائی اسمبلی کا اُمیدوار اس شان سے جیتا کہ اس کے مخالف کی ضمانت ضبط ہو گئی۔ چوہدری صاحب نے اسے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا۔ انہوں نے حق نگر میں زمین خرید کر حویلی بنوائی۔ اب کچھ دن حق نگر میں رہتے ہیں اور کچھ دن سلطان آباد میں۔ اپنے ساتھ مصاحب بھی لا بٹھائے ہیں وہاں حق نگر کے کچھ لالچی لوگ بھی ان سے مل گئے ہیں۔"

"مگر اس میں میری عزت اور بے عزتی کی کیا بات ہے......؟" عبدالحق نے حیرت سے کہا۔

"چوہدری بہت کینہ پرور ہے، اور برسر اقتدار پارٹی کا ایم این اے ہے۔ حق نگر میں آپ کی مقبولیت نے اسے حسد میں مبتلا کر دیا۔ وہ آپ کو نیچا دکھانے کی کوششوں میں لگ گیا۔ مجھے یقین ہے کہ بدعنوان افسروں کی فہرست میں آپ کا نام شامل کرانے میں اس کا ہاتھ ہے۔"

"یہ آپ کی بدگمانی بھی تو ہو سکتی ہے زبیر بھائی......!"

"ممکن ہے کاکا......! لیکن اس کے فوراً بعد حق نگر کی دیواروں پر آپ کے خلاف پوسٹر لگا دیئے گئے۔ آپ کے خلاف نعرے لکھے جانے لگے۔ ایک گندی مہم شروع کر دی گئی آپ کے خلاف۔ اس کا خیال تھا کہ یوں حق نگر میں آپ کی مقبولیت کو بہت بڑا دھچکا لگے گا۔ لیکن ہوا اس کے برعکس۔ لوگ تو مشتعل ہو گئے۔ میں لوگوں کو نہ سمجھاتا تو امن و امان کا مسئلہ کھڑا ہو جاتا۔ بہر حال پوسٹر لوگوں نے نوچ پھینکے اور نعرے مٹا دیئے۔ ایسے میں آپ کا حق نگر جانا مجھے مناسب نہیں لگا۔"

"میری سمجھ میں تو نہیں آتی یہ بات۔"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

"چوہدری نے اپنے سلطان آباد کے آدمی اور کرائے کے لوگ جمع کر رکھے ہیں کہ آپ حق نگر آئیں تو آپ کے خلاف مظاہرہ کریں، توہین آمیز نعرے لگائیں۔ وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں کاکا... !"

"آپ کے خیال میں اس طرح میری عزت جاتی رہے گی، میں بے عزت ہو جاؤں گا۔" عبدالحق نے تلخ لہجے میں کہا۔

"عزت اور ذلت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے زبیر بھائی...!"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں کاکا.....! لیکن بات اس سے بڑی ہے۔ حق نگر کے لوگ یہ برداشت نہیں کرتے، اور وہاں خون خرابا ہو جاتا۔ کیونکہ حق نگر کی پولیس تو چوہدری کی غلام بنی ہوئی ہے۔ آپ کے چاہنے والوں کو نقصان ہو جاتا۔"

"یہ بات تو آپ کی ٹھیک ہے زبیر بھائی.....!" عبدالحق نے کہا۔ پھر چند لمحے سوچتا رہا۔

"یہ بتائیں.. آپ اس سے اُلجھے تو نہیں...؟"

بالآخر اس نے پوچھا۔

"میں اسے سمجھانے کے لئے خود چل کر اس کے پاس گیا۔" زبیر نے گہری سانس لے کر کہا۔

"میں نے اسے بتایا کہ آپ کوئی سیاسی آدمی نہیں ہیں، نہ ہی آپ کے سیاسی عزائم ہیں۔ بلکہ آپ تو اسے جانتے تک نہیں۔ اس لئے اسے یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں۔ مگر اس نے بڑی حقارت سے بات کی۔ توہین کرتا رہا۔ اسے اپنے پیسے اور اثر ورسوخ پر بڑا گھمنڈ ہے کاکا.....! وہ دھمکیاں دیتا رہا۔ کہنے لگا کہ حق نگر کا نام تبدیل کرائے بغیر چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ کہنے لگا، تمہاری طاقت اور دولت، سب ختم کرا دوں گا۔ یہاں فقیروں کی طرح پھرو گے تم لوگ۔ میں کہاں تک برداشت کرتا کاکا.....؟ میں نے بس اتنا کہا کہ تم سے جو بن پڑے کر لو۔"

"تو اب عزت کے ڈر سے میں کبھی حق نگر نہیں جا سکوں گا...؟" عبدالحق نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں کاکا.....! اب تو صورتِ حال بدل چکی ہے۔" زبیر نے جلدی

سے کہا۔

"آپ کیس جیت گئے، سچائی ثابت ہو گئی۔ اب تو ہم عدالتی فیصلے کی اور آپ کی بحالی کے نوٹیفکیشن کی کاپیاں تقسیم کریں گے۔ آپ نے جو ہرجانہ معاف کرنے کا اسٹامپ پیپر لکھا ہے، اس کی کاپیاں تقسیم کریں گے۔ وہ اب آپ کے خلاف کچھ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کچھ کرے گا تو اس کی اپنی وہ ذلت ہو گی کہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے گا۔"

"آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے زبیر بھائی.....! آپ نے راشد مجید کی بات سنی تھی نا..... میں نہیں چاہتا کہ ہماری انا کی وجہ سے دوسروں کو نقصان پہنچے۔"

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر کاکا.....!" زبیر نے بے حد احترام سے کہا۔

"لیکن آپ پر کیچڑ اُچھالی گئی تو میں کسی بات کا لحاظ نہیں کروں گا۔"

عبدالحق نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ پہلا موقع تھا کہ زبیر اس کی بات رد کر رہا تھا۔ زبیر کے چہرے پر جو عزم تھا، اس نے اسے اس سلسلے میں مزید کچھ کہنے سے روک دیا۔

"تو پھر میرے حق نگر جانے پر ایک ہفتے کی پابندی کیوں.....؟" اس نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"وہ ایک سرپرائز ہے نا آپ کے لئے.....!" زبیر مسکرایا۔

"بس... ایک ہفتہ صبر کر لیں۔"

"چلیں... ٹھیک ہے.....!" عبدالحق نے کہا۔

"مگر ایک بات کی وضاحت کریں۔ میرے حق نگر جانے کا چوہدری عبدالستار کو کیسے پتا چلے گا.....؟ اور پتا نہ چلے تو وہ میرے خلاف مظاہرہ کرائے گا.....؟"

"اس کے بہت ذرائع ہیں کاکا.....! اس کے آدمی آپ پر نظر رکھتے ہیں۔"

"بڑی عجیب بات ہے.....!" عبدالحق نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔

"بس کاکا.....! ایک ہفتے بعد حق نگر چلیں گے انشاء اللہ.....!"

"انشاء اللہ.....!"

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

لیکن اس رات ارجمند سے گفتگو ہوئی، اس سے عبدالحق کو اندازہ ہو گیا کہ ابھی کم از کم ایک ماہ وہ حق نگر نہیں جا سکے گا۔

❁❁❁

چوہدری عبدالستار حق نگر میں اپنی حویلی کے ہال ہی میں جسے وہ دیوان خانہ کہتا تھا، کرسی پر بیٹھا تھا۔ وہ کسی گہری سوچ میں گم تھا۔ سامنے اس کے دونوں بیٹے آصف چوہدری اور کاشف چوہدری بیٹھے تھے۔ ان کے سامنے امیر علی اور خیر دین ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔

''کیا خبریں ہیں.....؟'' آصف چوہدری نے خیر دین سے پوچھا۔ آصف سلطان پور سے صوبائی اسمبلی کا رکن منتخب ہوا تھا۔

''حویلی تقریباً مکمل ہو چکی ہے چھوٹے صاحب.....! بس دو تین دن کا کام رہ گیا ہے۔'' خیر دین نے کہا۔

''حویلی کو جہنم میں ڈال.....!'' آصف نے نفرت سے کہا۔ اس کا بس چلتا تو جس حویلی کی بات ہو رہی تھی، وہ اسے بارود سے اُڑا دیتا۔

''میں تجھ سے اس کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔''

''لاہور سے فون آیا تھا۔ وہ ابھی نہیں آ رہا ہے صاحب جی۔''

''اس کے استقبال کی تیاریاں تو مکمل ہیں.....؟'' آصف اس بار امیر علی کی طرف مڑا۔

''جی چھوٹے سرکار.....! آپ کے حکم کے مطابق ہی سب کچھ ہوگا۔'' امیر علی نے جواب دیا۔ لیکن اس کے لہجے میں ناخوشی تھی۔

اس پر چوہدری عبدالستار چونکا۔

''سنو.....! اب ایسا کچھ نہیں ہوگا۔'' اس نے افسردگی سے کہا۔

''ہمیں کوئی کارروائی نہیں کرنی۔''

''کیا بات کرتے ہیں پاپا جی.....؟'' آصف نے احتجاج کیا۔

''وہ ہندو بچہ اتنی آسانی سے یہاں داخل نہیں ہو سکتا۔ حویلی بنوا کر وہ ہمیں چیلنج کر چکا ہے۔ ہم پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ یہ ہماری عزت کا سوال ہے۔''

''بے کار بات مت کرو۔'' چوہدری نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوپر سے سخت احکامات آئے ہیں کہ اس کے خلاف کچھ نہیں کرنا۔''

''پر کیوں پاپا جی.....؟''

''کیس جیتنے کے بعد اس کی پوزیشن بھاری ہو گئی ہے۔ ہم کچھ کریں گے تو وہ کمزور وار ہوگا اور اس کے جوابی وار سے پارٹی اور حکومت دونوں کی ساکھ کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔''

''لیکن پاپا.....؟''

''اگر ہم نے کچھ کیا تو ہمارے سیاسی کیریئر ختم ہو جائیں گے۔'' چوہدری نے اس کی بات کاٹ دی۔

''تو ہم مونچھیں صاف کرا لیں اپنی.....؟'' آصف نے زہریلے لہجے میں کہا۔

''او نہیں پتر.....!'' چوہدری کا لہجہ شفقت سے لبریز تھا۔

''اپنے باپ کی عقل پر بھروسہ نہیں ہے تجھے.....؟''

''یہ بات نہیں پاپا جی.....! پر بتائیں تو..... کیا سوچا ہے آپ نے.....؟''

''ابھی تو کچھ نہیں سوچا۔ مگر کچھ نہ کچھ سوچ ہی جائے گا۔'' چوہدری نے کہا۔

''چوہدری عبدالستار نہ دشمنی چھوڑتا ہے نہ اپنے دشمن کو کبھی معاف کرتا ہے۔''

''یہ تو کوئی بات نہ ہوئی پاپا جی.....!''

''سیاست میں دماغ کو ٹھنڈا رکھنا پڑتا ہے پتر.....! میں دشمن کی کمزوریوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں، خاص طور پر وہ کمزوریاں، جو اس کی خوبی ہوں۔ ان سے فائدہ اُٹھا کر کسی کو ذلیل کرنے میں بڑا لطف ہے۔ تم دیکھ لینا، میں اسے صرف ذلیل نہیں کروں گا، میں تو تباہ کر دوں گا اسے۔''

''پر کیسے پاپا جی.....؟''

''یہ تو سوچنا ہوگا۔ وقت بہت ہے اپنے پاس۔ جلدی بازی کی ضرورت نہیں۔ میں ایسا کچھ سوچوں گا کہ پارٹی اور حکومت کا واسطہ ہی نہیں ہوگا اس سے۔

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

دشمن تو میرا ذاتی ہے نا.....؟"

"جب تک آپ سوچیں گے۔۔ تب تک وہ اپنی اس عظیم الشان حویلی میں بیٹھ کر ہماری چھاتی پر مونگ دلتا رہے گا..... ہمیں ذلیل کرتا رہے گا۔"

"بس..... ! بہت بول لیا تو نے..... میرا باپ بننے کی ضرورت نہیں. عزت بے عزتی میری ہے..... تیری نہیں.....!"

آصف تو سہم کر خاموش ہوگیا۔ مگر کاشف چوہدری نے اپنے طور پر ایک فیصلہ کر لیا تھا۔

حق نگر میں عبدالحق کے استقبال کا فیصلہ.....!

❀❀❀

Famous Urdu Novels
Free pdf Library

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

عشق کے عین کے بعد

اب آپ کے لیے عشق کی ابجد کا دوسرا حرف

شین

معروف قلمکار

علیم الحق حقی

کے زندہ جاوید قلم سے

Famous Urdu Novels

عشق کا شین

- مشرکوں کے گھر پیدا ہونے والے ٹھاکر اوتار سنگھ کی ناقابل فراموش کہانی
- جسے عشق ہوا تو ایک خوبصورت آواز سے جب وہ کلام الٰہی کی قرأت کر رہی تھی
- بت کدے سے صراط مستقیم تک کے پر صعوبت سفر کی لازوال داستان

خزینہ علم و ادب

الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور